UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226193

UNIVERSAL
LIBRARY

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

بفضلِ عظیم حضرت ہادیٔ عالم و عالمیان و رحمتِ عمیم رہنمائے گمگشتگان کتابِ لاجواب موسوم بہ

براہینِ حمدیہ

ملقب بہ

البراہین الاحمدیہ علی حقیۃ کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ

جسکو فخر اہل اسلام جناب **میرزا غلام احمد صاحب** رئیس اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب دام اقبالہم نے
کمال تحقیق اور تدقیق سے تالیف کرکے منکرین اسلام پر حجت اسلام پوری کرنیکے لئے بوعدہ انعام دس مزار روپیہ شائع کیا

امرتسر پنجاب

ہند سفیر پریس میں دربار ۱۸۸۰ء طبع ہوئی

امیر علی اینڈ دلھ پرنٹر

اعلان

کتاب براہین احمدیہ کی قیمت اور دیگر ضروری گذارش

بعالی خدمت تمام معزز اور بزرگ خریداران کتاب **براہین احمدیہ** کے گذارش کیجاتی ہے کہ کتاب ہذا بڑی مبسوط کتاب ہے یہان تک کہ جس کی ضخامت سو جز سے کچھہ زیادہ ہوگی اور تا اختتام طبع وقتاً فوقتاً حواشی لکھنے سے اور بھی بڑھ جائیگی اور ایسی عمدگی کاغذ اور پاکیزگی خط اور دیگر لوازم حسن اور لطافت اور موزونیت سے چھپ رہی ہے کہ جس کے مصارف کا حساب جو لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ اصل اصل قیمت اسکی یعنے جو اپنا خرچ آتا ہے فی جلد پچیس روپیہ ہے - مگر ابتدا میں پانچ روپیہ قیمت اسکی اس غرض سے مقرر ہوئی تھی اور یہہ تجویز اٹھائی گئی تھی جو کسی طرح سے مسلمانون مین یہہ کتاب عام طور پر پھیل جائے اور اسکا خریدنا کسی مسلمان پر گران نہ ہو اور یہہ امید کی گئی تھی کہ **امراء اسلام** جو ذی ہمت اور اولی العزم ہین ایسی ضروری کتاب کی اعانت مین دلی ارادت سے مدد کرینگے تب جبر اس نقصان کا ہو جائیگا - پر اتفاق ہے کہ ابتک وہ امید پوری نہین ہوئی بلکہ بجز عالی جناب حضرت **خلیفہ سید محمد حسن خان صاحب** بہادر وزیر اعظم و دستور معظم ریاست پٹیالہ پنجاب کہ جنہون نے مسکین طالب علمون کو تقسیم کرنے کے لئے پچاس جلدین اس کتاب کی خریدین اور جو قیمت بذریعہ اشتہار شایع ہو چکی تھی وہ سب بھیجدی اور نیز فراہمی خریداران مین بڑی مدد فرمائی اور کئی طرح سے اور بھی مدد دینے کا وعدہ فرمایا (خدا انکو اس فعل خیر کا ثواب دے اور اجر عظیم بخشے) اور اکثر صاحبون نے ایک یا دو نسخہ سے زیادہ نہین خریدا - اب حال یہہ ہے کہ اگرچہ ہمنے بموجب اشتہار مشتہرہ

التماسِ ضروری از مؤلفِ کتاب

اُس خداوند عالم کا کیا کیا شکر ادا کیا جائے کہ جس نے اوّل مجھ ناچیز کو محض اپنے فضل و کرم اور عنایتِ غیبی سے اِس کتاب کی تالیف اور تصنیف کی توفیق بخشی اور پھر اِس تصنیف کے شایع کرنے اور پھیلانے اور چھپوانے کے لئے اسلام کے علما اور بزرگون اور اکابر اور امیرون اور دیگر بھائیون مومنون اور مسلمانون کو شائق اور راغب اور متوجہ کر دیا پس اِس جگہہ اُن تمام حضرات معاونین کا شکر کرنا بھی واجبات سے ہے کہ جنکی کریمانہ توجہات سے میرے **مقاصدِ دینی** ضایع ہونے سے سلامت رہے اور میری محنتین برباد جانے سے بچ رہین مین اُن صاحبون کی اعانتون سے ایسا ممنون ہون کہ میرے پاس وہ الفاظ نہین کہ جن سے مین اُنکا شکر ادا کر سکون بالخصوص جب مین دیکھتا ہون کہ بعض صاحبون نے اِس کارِ خیر کی تائید مین بڑھ بڑھ کے قدم رکھے ہین اور بعض نے زائد اعانتون کے لئے اور بھی مواعید فرمائے ہین تو یہہ میری معنونی اور احسان مندی اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔

مین نے اسی تقریر کے ذیل مین اسماء مبارک اُن تمام مردانِ اہلِ ہمت اور اولی العزم کے کہ جنہون نے خریداری اور اعانتِ طبع اِس کتاب مین کچھہ عنایت فرمایا مع رقوم عنایت شدہ اُنکی کے زیبِ تحریر کئے ہین اور ایسا ہی آیندہ بھی تا اختتامِ طبع کتاب علمدار آمد رہیگا کہ تا حیات تک صفحۂ روزگار مین نقشِ فادہ اور افاضہ اِس کتاب کا باقی رہے ہر یک مستفیض کہ جسکا اِس کتاب سے وقت خوش ہو مجھہ کو اور میرے معاونین کو دعائے خیر سے یاد کرے۔

اور اِس جگہہ بطور تذکرۂ خاص کے اِس بات کا ظاہر کرنا بھی ضروری ہے کہ اِس کارِ خیر مین آجتک سب سے زیادہ **حضرت خلیفۂ سیّد محمد حسن خان صاحب بہادر وزیرِ اعظم و دستورِ معظم** ریاست پٹیالہ سے اعانت ظہور مین آئی یعنے حضرتِ ممدوح نے اپنی عالی ہمتی اور کمال محبتِ دینی سے مبلغ دو سو پچاس روپیہ اپنی جیبِ خاص سے اور چھتیس روپیہ اپنے اور دستون سے فراہم کر کے تین سو پچیس روپیہ بوجہ خریداری کتابون کے عطا فرمایا عالی جناب سیّد وزیر صاحب ممدوح الاوصاف نے اپنے والا نامہ مین یہہ بھی وعدہ فرمایا ہے کہ تا اختتامِ کتاب فراہمی چندہ اور بہم رسانی خریدارون مین اور بھی سعی فرماتے رہین گے اور نیز اِسی طرح حضرتِ فخر الدولہ نواب مرزا **محمد علاء الدّین احمد** خان بہادر نومان روائے ریاستِ لوہارو نے مبلغ چالیس روپیہ کہ جن مین سے بیس روپیہ محض بطور اعانتِ کتاب کے ہین مرحمت فرمائے اور آئندہ اِس بارہ مین مدد کرنے کا اُور بھی وعدہ فرمایا اور علی ہذا القیاس توجہِ خاص **جناب نوّاب شاہجہان بیگم صاحبہ کرون آف انڈیا رئیس دلاور اعظم طبقہ اعلائے ستارۂ ہند و رئیسہ بھوپال دام اقبالہا** کی بھی قابلِ بے انتہا شکر گذاری کے ہے کہ جنہون نے عادات فاضلہ حمد دی مخلوق اللہ کے تقاضا سے خریداری کُتب کا وعدہ فرمایا اور مجھہ کو بہت توقع ہے کہ حضرتِ منفوز الیہا تائید اِس کامِ بزرگ مین کہ جس مین صداقت اور شان و شوکت حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ وسلّم کی ظاہر ہوتی ہے اور دلائل حقیّتِ اسلام کی مثلِ روزِ روشن کے جلوہ گر ہوتی ہین اور بندگانِ الٰہی کو غایت درجہ کا فائدہ پہنچتا ہے کامل توجہ فرماوینگی۔

اب مین اِس جگہہ بخدمتِ عالی دیگر اُمرا اور اکابر کے بھی کہ جنکو اب تک اِس کتاب سے کچھہ اطلاع نہین اِسقدر گذارش کرنا ضروری سمجھتا ہون کہ وہ بھی اگر اشاعت اِس کتاب کی غرض سے کچھہ مدد فرماوینگے تو اُنکی ادنی توجہ سے پہلیا اور شایع ہونا اِس کتاب کا جو دلی مقصد اور قلبی تمنا ہے نہایت

آسمانی سے ظہور مین آجائیگا اے بزرگان وچراغانِ اسلام! آپ سب صاحب خوب جانتے ہونگے کہ آجکل اشاعت دلائل حقیتِ اسلام کی نہایت ضرورت ہے اور تعلیم دینا اور سکھلانا براہین ثبوت اِس دین متین کا اپنی اولاد اور عزیزون کو ایسا فرض اور واجب ہوگیا اور ایسا واضح الوجوب ہے کہ جس مین کسیقدر ایما کی بھی حاجت نہین جسقدر ان دنون مین لوگون کے عقائد مین برہمی درہمی ہورہی ہے اور خیالات اکثر طبایع کے حالت خوابی اور ابتری مین پڑے ہوئے ہین کسی پر پوشیدہ نہ ہوگا کیا کیا رائین ہین جو نکل رہی ہین کیا کیا ہوائین ہین جو چل رہی ہین کیا کیا بخارات ہین جو اُٹھ رہے ہین پس جن جن صاحبون کو ان امور سے جو بڑے بڑے درخون کو جڑ سے اُکھیڑ لی جاتی ہین کچھ خبر ہے وہ خوب سمجھتے ہونگے جو تالیف اِس کتاب کی بلا خاص ضرورت کے نہین۔ ہر زمانہ کے باطل اعتقادات اور فاسد خیالات الگ رنگون اور وضعون مین ظہور پکڑتے ہین اور خدا نے اُنکے ابطال اور ازالہ کے لئے یہی علاج رکھا ہوا ہے جو اُسی زمانہ مین ایسی تالیفات مہیا کر دیتا ہے جو اُسکی پاک کلام سے روشنی پکڑکر پوری پوری قوت سے اُن خیالات کی مدافعت کے لئے کھڑی ہوجاتی ہین اور معاندین کو اپنی لاجواب براہین سے ساکت اور ملزم کر لیتی ہین پس ایسے انتظام سے پودہ اسلام کا ہمیشہ سرسبز اور تروتازہ اور شاداب رہتا ہے۔

اے معزز بزرگان اسلام!! مجھے اِس بات پر یقین کلی ہے کہ آپ سب صاحبان پہلے سے اپنے ذاتی تجربہ اور عام واقفیت سے ان خرابیون موجودہ زمانہ پر کہ جسکا بیان کرنا ایک دردانگیز قصہ ہے بخوبی اطلاع رکھتے ہونگے اور جو جو فساد طبایع مین واقعہ ہورہے ہین اور جس طرح پر لوگ بباعث اغوا اور اضلال وسوسہ اندازون کے بگڑتے جاتے ہین آپ پر پوشیدہ نہ ہوگا پس یہہ سارے نتیجے اِسی بات کے ہین کہ اکثر لوگ دلائل حقیتِ اسلام سے بے خبر ہین اور اگر کچھ پڑھے لکھے بھی ہین تو ایسے مکاتب اور مدارس مین کہ جہان علوم دینیہ بالکل سکھائے نہین جاتے اور سارا عمدہ زمانہ اُنکے فہم اور ادراک اور تفکر اور تدبر کا اور اور علوم اور فنون مین کھویا جاتا ہے اور کوچہ دین سے محض ناآشنا رہتے ہین پس اگر اُنکو دلائل حقیتِ اسلام سے جلد تر باخبر نہ کیا جائے تو آخر کار ایسے لوگ یا تو محض دُنیا کے کیڑے ہوجاتے ہین کہ جنکو دین کی کچھ بھی پروا نہین رہتی اور یا الحاد اور ارتداد کا لباس پہنتے ہین یہہ قول میرا محض قیاسی بات نہین بڑے بڑے شرفا کے بیٹے مین نے اپنی آنکھ سے دیکھے ہین جو بباعث بےخبری دینی کے اصطباغ پائے ہوئے گرجاگھرون مین بیٹھے ہین اگر فضل عظیم پروردگار کا ناصر اور حامی اسلام کا نہ ہوتا اور وہ بذریعہ پرزور تقریرات اور تحریرات علما اور فضلاء کے اپنے اِس سچے دین کی نگہداشت نہ کرتا تو ہنوز ازمانہ نہ گذرتا ہوتا جو دُنیا پرست لوگون کو اتنی خبر بھی نہ رہتی جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کس ملک مین پیدا ہوئے تھے بالخصوص اِس پُرآشوب زمانہ مین کہ چاروں طرف خیالاتِ فاسدہ کی کثرت پائی جاتی ہے اگر محققانِ دین اسلام جو بڑی مردی اور مضبوطی سے ہر یک منکر اور ملحد کے ساتھ مناظرہ اور مباحثہ کر رہے ہین اپنی اِس خدمت اور چاکری سے خاموش رہین تو تھوڑی ہی مدت مین اِسقدر شعار اسلام کا ناپدید ہوجائے کہ بجائے سلام مسنون کے گڈ بائی اور گڈ مارننگ کی آواز سُنی جائے پس ایسے وقت مین دلائل حقیتِ اسلام کی اشاعت مین بدل مشغول رہنا حقیقت مین اپنی ہی اولاد اور اپنی ہی نسل پر رحم کرنا ہے کیونکہ جب وبا کے ایام مین زہرناک ہوا چلتی ہے تو اُسکی تاثیر سے ہر یک کو خطرہ ہوتا ہے۔

شائد بعض صاحبون کے دل مین اِس کتاب کی نسبت یہہ وسوسہ گذرے کہ جو ابتک کتابین مناظرات مذہبی مین تصنیف ہوچکی ہین کیا وہ الزام اور افحام مخاصمین کے لئے کافی نہین ہین کہ اسکی حاجت ہے لہذا مین اِس بات کو بخوبی منقوش خاطر کر دینا چاہتا ہون جو اِس کتاب اور اُن کتابون کے فوائد مین بڑا ہی فرق ہے وہ کتابین خاص خاص فرقون کے مقابلہ پر بنائی گئی ہین اور اُنکی وجوہات اور دلائل وہان تک ہی محدود ہین جو اُس فرقہ خاص کے ملزم کرنیکے لئے کفائت کرتی ہین اور گو وہ کتابین کیسی ہی عمدہ اور لطیف ہون مگر اُنسے وہی خاص قوم فایدہ اُٹھا سکتی ہے کہ جسکے مقابلہ پر وہ تالیف پائی ہین لیکن یہہ کتاب تمام فرقون کے مقابلہ پر حقیت اسلام اور سچائی عقائد اسلام کی ثابت کرتی ہے اور عام تحقیقات سے حقانیت قرآن مجید کی بپایہ ثبوت پہنچاتی ہے اور ظاہر ہے کہ جو جو حقائق اور دقائق عام تحقیقات مین کھلتے ہین خاص مباحثات مین انکشاف اُنکا ہرگز ممکن نہین کسی خاص قوم کے ساتھ جو شخص مناظرہ کرتا ہے

اُسکو ایسی حاجتین کہان پڑتی ہین کہ جن اُمور کو اُس قوم نے تسلیم کیا ہوا ہے اُنکو بھی اپنی عمیق اور مستحکم تحقیقات سے ثابت کرے بلکہ خاص مباحثات مین اکثر ازامی جوابات سے کام نکالا جاتا ہے اور دلائل معقولہ کی طرف نہایت ہی کم توجہ ہوتی ہے اور خاص کمپنون کا کچہ مقتضا ہی ایسا ہوتا ہے جو فلسفی محمد پر تحقیقات کرنے کی حاجت نہین پڑتی اور پوری دلائل کا تو ذکر ہی کیا ہے بستم حصہ دلائل عقلیہ کا بھی اندراج نہین پاتا مثلاً جب ہم ایسے شخص سے بحث کرتے ہین جو وجود صانع عالم کا قائل ہے اتہام کا مقرہے خالقیت باری تعالیٰ کو مانتا ہے تو ہر سکو کیا ضرور ہوگا جو دلائل عقلیہ سے اُسکے روبرو اثبات وجود صانع کرین یا ضرورت اتہام کی وجوہ دکہلاوین یا خالقیت باری تعالیٰ پر دلائل لکہین بلکہ بالکل بیہودہ ہوگا کہ جس بات کا کچہ تنازع ہی نہین اُسکا جھگڑا لے بیٹھین مگر جس شخص کو مختلف عقائد مختلف عندیات مختلف عذرات مختلف شبہات کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے اُسکی تحقیقاتون مین کسی قسم کی فروگذاشت باقی نہین رہتی۔

علاوہ اسکے جو خاص قوم کے مقابلہ پر کچہ لکہا جاتا ہے وہ اکثر اِس قسم کی دلائل ہوتی ہین جو دوسری قوم پر حجت نہین ہوسکتین فمثلاً جب ہم باسل مرحوم سے چند پیشین گوئی نکالکر صدق نبوت حضرت خاتم انبیا صلی اللہ علیہ وسلم مزبور کے ثابت کرین تو گو ہم اُس ثبوت سے عیسائیون اور یہودیون کو ملزم کردین مگر جب ہم وہ ثبوت کسی ہندو یا جوگی یا فلسفی یا برہمو سماجی کے روبرو پیش کرینگے تو وہ یہی کہینگے کہ جس حالت مین مین اُن کتابون کو ہی نہین مانتا تو پہر ایسا ثبوت جو اُنہین سے لیا گیا ہے کیونکر مان لون اسی طرح جو بات مفید مطلب ہم یہود سے نکالکر عیسائیون کے سامنے پیش کرینگے تو وہ یہی جواب دینگے پس ہر طرح ایسی کتاب کی اشد ضرورت تہی کہ جو ہر ایک فرقہ کے مقابلہ پر تبحر فی اور حقیقت اسلام کی دلائل عقلیہ سے ثابت کرے کہ جسکے ماننے سے کسی انسان کو چارہ نہین ہو الحمد للہ کہ اِن تمام مقاصد کے پورا کرنے کے لئے یہ کتاب طیار ہوئی دوسری اِس کتاب مین یہ بھی خوبی ہے جو اِسمین معاندین کے بیجا عذرات رفع کرنے کے لئے اور اپنی حجت اُن پر پوری کرنے کے لئے خوب بندوبست کیا گیا ہے یعنے ایک اشتہار تعدادی دس ہزار دو پیالہ کا اسی غرض سے اُسمین داخل کیا گیا ہے کہ تا منکرین کو کوئی عذر اور حیلہ باقی نہ رہے اور یہ اشتہار فی لفین پر ایک ایسا بڑا لوجہ ہے کہ جس سے بکدوشی حاصل کرنا قیامت تک اُنکو نصیب نہین ہوسکتا اور نیز یہ اُنکی تکذیرانہ زندگی کو ایسا تلخ کرتا ہے جو اُنہین کا جی جانتا ہوگا غرض یہ کتاب نہایت ہی ضروری اور حق کے طالبون کے لئے نہایت ہی مبارک ہے کہ جس سے حقیقت اسلام کی شمس فضائل کے واضح اور نمایان اور روشن ہوتی ہے اور شان اور شوکت اُس مقدس کتاب کی کہلتی ہے کہ جسکے ساتہ عزت اور عظمت اور صداقت اسلام کی وابستہ ہے۔

فہرست معاونین کی کہ جنہون نے ہمدردی دینی سے اشاعت کتاب براہین احمدیہ مین اعانت کی اور خریداری کتابون سے ممنون اور مشکور فرمایا۔

نمبر	نام اُن معاون صاحب کا کہ جنہون نے خریداری کتاب کے بابون ہی اعانت فرمائی	تعداد اعانت	کیفیت
(۱)	حضرت خلیفہ سید محمد حسن خان صاحب بہادر وزیر اعظم دستور معظم ریاست پٹیالہ ..	از رجب خاص ۱۸۸۴ء تا ۱۸۸۵ء ۱۰۰ صد / از دیگر اجاب واحباب ۱۰۰ صد	بابت خریداری کتاب
	معرفت جناب موح		
الف	مولوی فضل حکیم صاحب	.. صد	بابت خریداری کتاب
ب	مدار بخش خان صاحب پسر	.. صد	ایضاً
ج	سید محمد علی صاحب منصرم تعمیر چاہ ونی	.. صد	〃
د	مولوی احمد حسن صاحب خلف مولوی علی احمد صاحب	.. صد	〃
ہ	غلام نبی خان صاحب محرر نظامت کرم گڈہ	.. صد	〃
و	کالے خان صاحب ناظم کرم گڈہ	.. صد	〃

ز	شیخ کریم اللہ صاحب ڈاکٹر ناظم حفظانِ صحت	.. .. ..	صدر	بابت خریداری کتاب
ح	شیخ فخر الدین صاحب سول جج	.. .. ..	صدر	ایضاً
ط	سید عنایت علی صاحب جرنیل	.. .. ..	صدر	〃
ی	بلو خان صاحب جمعدار جیلخانہ	.. .. ..	صدر	〃
ک	میر صدر الدین صاحب سررشتہ دار نظامت کرم گڈہ	.. ..	صدر	〃
ل	میر ہدایت حسین صاحب ساکن لبسی نظامت سرسنہ	.. ..	صدر	〃
م	سید نیاز علی صاحب ناظم نہر	.. .. ..	صدر	〃
ن	سید نثار علی صاحب وکیل کشتی انبار	.. .. ..	صدر	〃
(۲)	حضرت فخر الدولہ نواب مرزا محمد علاء الدین احمد خان صاحب بہادر فرمان روائے ریاست لوہارو	..	الف	بابت خریداری کتاب / محض بطور اعانت
(۳)	جناب مولوی محمد چراغ علی خان صاحب بہادر نائب معتمد مدار المہام حیدرآباد دکھن	..	ع	محض بطور اعانت طبع کتاب
(۴)	جناب نواب غلام محبوب سبحانی صاحب بہادر رئیس اعظم لاہور	.. ..	صدر	بابت خریداری کتاب
(۵)	محمد عبد اللہ صاحب بہاری رئیس کلکتہ	.. .. ..	صدر	بشرح صدر
(۶)	جناب نواب مکرم الدولہ صاحب بہادر صدر المہام مالگذاری سرکار حیدرآباد	..	ع	〃
(۷)	جناب نواب علی محمد خان صاحب بہادر سابق رئیس جنجیرہ	.. ..	صدر	〃
(۸)	وزیر غلام قادر خان صاحب بہادر ریاست تالہ گڈہ	.. ..	صدر	〃
(۹)	ملک یار خان صاحب تہانہ دار بٹالہ	.. .. ..	ع	بطور اعانت
(۱۰)	عظیم اللہ خان صاحب رسائیدار ترپ پنجم جٹ اول چاپونی مومن آباد حیدرآباد		صدر	بابت خریداری کتاب
(۱۱)	مولوی عبد الحمید صاحب قاضی جلال آباد ضلع فیروز پور	.. ..	ع	بشرح صدر
(۱۲)	میان جان محمد صاحب قادیان	.. .. ..	عشر	بطور اعانت
(۱۳)	میان غلام قادر صاحب قادیان	.. .. ..	ع	بابت خریداری کتاب / بطور اعانت
(۱۴)	جناب نواب احمد علی خان صاحب بہادر بہوپال	.. .. ..	صدر	بابت خریداری کتاب صدر
(۱۵)	مولوی غلام علی صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ تحصیل مظفر گڈہ	.. ..	صدر	بشرح صدر
(۱۶)	میان کرم بخش صاحب نائب محرم تحصیل مظفر گڈہ	.. ..	صدر	〃
(۱۷)	قاضی محفوظ حسین صاحب محرم تحصیل مظفر گڈہ	.. ..	صدر	〃
(۱۸)	میان جلال الدین صاحب تاریخ نویس مظفر گڈہ	.. ..	صدر	〃
(۱۹)	شیخ عبد الکریم صاحب محرر جوڈیشل مظفر گڈہ	....	صدر	〃
(۲۰)	میان اکبر ساکن بہووال ضلع گورداسپور	.. ..	۴ر	بطور اعانت

مطبع هند امرتسر

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

لفضلِ عظیم حضرتِ ہادیٔ عالم و عالمیان و رحمتِ عمیم رہنمائے گمگشتگان کتابِ لاجواب موسوم بہ

براہینِ حمدیہ

ملقّب بہ

البراہین الاحمدیہ علی حقیّت کتاب اللہ القرآن والنبوّۃ المحمدیہ

جسکو فخرِ اہلِ اسلام پنجاب جناب میرزا غلام احمد صاحب رئیسِ اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب دام اقبالہم نے
کمال تحقیق اور تدقیق سے تالیف کرکے منکرینِ اسلام پر حجّتِ اسلام پوری کرنیکے لئے بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ شائع کیا

امرتسر پنجاب

ھند سمدھ پریس میں ۱۸۸۰ء میں طبع ہوئی

امیر علی دولھ پرنٹر

بسم الله الرحمن الرحيم

سبحانك ما اقوى برهانك العظمة كلها لك والقدرة كلها لك العالم كله ضعيف والقوة كلها لك انت الاحد الصمد الذى توحد فى وجوب وجوده وتفرد فى فضله وجوده جلت حكمتك وتجلت حجتك وتمت نعمتك وعمت رحمتك وتنزه ذاتك عن كل منقصة ونقصان وتعالى شانك من جميع ما يشان انت المتوحد المتفرد بجلال ذاته وكمال صفاته المنزه عن شوائب النقص وسماته نحمدك على ما تفضلت علينا بتنزيل كتاب لا ريب فيه ولا خطاء ولا نسيان وكشفت به على نفوسنا الخاطئة المخطئة سبيل الحق والعرفان فانت هديتنا بالفضل والجود والاحسان وما كنا لنهتدي لولا هداك يا رحمن

ونسئلك ان تصلي على رسولك النبي الامي الذى نجيتنا به من سبل الضلالة والطغيان واخرجتنا به من ظلمات العمى والحرمان الذى ظهر دينه الحق على كل دين من الاديان وتفتقت ملته عن كل شرك وبدعة وعدوان وسبقت شريعته فى كل معرفة وحكمة وبرهان

هو العبد المخلص الذي اصطفته لمحبتك وتوحيدك وجعلت احب اليه من نفسه ذكرك وتمجيدك ارسلته رحمة للعالمين وحجة على المنكرين وسراجا منيرا للسالكين وداعيا الى الله للطالبين وبشيرا ومبشرا للمؤمنين وانسانا كاملا للناظرين جاء بكتاب يحيط على القوانين الحكمية ويهدي الى جميع السعادات الدينية اكمل كثيرا من الناس في القوى النظرية والعملية فجعلهم المتحلين بالاخلاق المرضية الالهية والمتخلين عن الادناس البشرية السفلية فاصبحوا بتعليمه المتوقين في العلوم الحقيقية اليقينية والملتذذين بالمحبة الربانية الاحدية والمستعدين لخطيرة القدس والتجليات القدوسية اللهم فصل عليه وعلى جميع اخوانه من الرسل والنبيين وآله الطيبين الطاهرين واصحابه الصالحين الصديقين۔

ہر دم از کاخِ عالم آوازیست — کہ یکش بانی و بنا سازیست
نہ کس او را شریک و انبازیست — نے بکارش دخیل و ہمرازیست
این جہان را عمارت انداز یست — واز جہان برتر است و متمایز یست
وحدہٗ لاشریک حی و قدیر — لم یزل لا یزال فرد و بصیر
کارساز جہان و پاک و قدیم — خالق و رازق و کریم و رحیم
رہنما و مُعلّمِ رہِ دین — ہادی و مُلہَمِ علومِ یقین
مُتّصِف با ہمہ صفاتِ کمال — برتر از احتیاجِ آل و عیال
بر یکے حال ہست در ہمہ حال — رہ نیابد بدو فنا و زوال
نیست از حُکمِ او برون چیزے — نہ ز چیزے ست او نہ چون چیزے

نتوان گفت لامس اشیاست　　نے توان گفتن این کہ دور از ماست

ذاتِ او گرچہ ہست بالا تر　　نتوان گفت زیرِ او ست دگر

ہر چہ آید بفہم و عقل و قیاس　　ذاتِ او برتر ست زان وسواس

ذاتِ بیچون و چند افتاد ست　　واز حدود و قیود آزاد ست

نہ وجودے بذاتِ او انباز　　نہ کسے در صفاتِ او انباز

ہمہ پیدا ز دستِ قدرتِ او　　کثرتِ شان گواہ وحدتِ او

گر شرِ یکیش بدمی ز خلق دگر　　گشتی این جملہ خلق زیر و زبر

ہر چہ از وصفِ خاکی و خاک ست　　ذاتِ بیچونِ او ازان پاک ست

بند بر پائے ہر وجود نہاد　　خود ز ہر قید و بند ہست آزاد

آدمی بندہ ہست و نقش بند　　در دو صد حرص و آز و سر بکمند

ہمچنین بندہ آفتاب و قمر　　بند در سیر گاہِ خویش و مقر

ماہ را نیست طاقتِ این کار　　کہ بتابد بروز چون احرار

نیز خورشید را نہ یارائے　　کہ نہد بر سریرِ شب پائے

آب ہم بندہ ہست زین کہ مدام　　بند در سروے است نے خود کام

آتشے تیز نیز بندۂ او　　در چنین سوز شے فگندۂ او

گر برآری بہ پیشِ او فریاد　　گرمیش کم نہ گردد اے استاد

پائے اشجار در زمین بند ست　　سخت در پا سلاسل افگند ست

این ہمہ بستگانِ آن یک ذات — بر وجودش دلائل و آیات
اے خداوندِ خلق و عالمیان — خلق و عالم ز قدرتت حیران
چہ مہیب ست شان و شوکتِ تو — چہ عجیب ست کار و صنعتِ تو
حمد را با تو نسبت از آغاز — نے دران کس شریک نے انباز
تو وحیدی و بے نظیر و قدیم — مُتنزّہ ز ہر قسیم و سہیم
کس نظیرِ تو نیست در دو جہان — بر دو عالم تو ئی خدائے یگان
زورِ تو غالب ست بر ہمہ چیز — ہمہ چیزے بہ جنبِ تو ناچیز
ترست ایمن کند ز ترس و خطر — ہر کہ عارف ترست ترسان تر
خلق جوید پناہ و سایۂ کس — وان پناہِ ہمہ تو ہستی و بس
ہست یادت کلیدِ ہر کارے — خاطرے بے تو خاطر آزارے
ہر کہ نالد بدرگہت بہ نیاز — بختِ گم کردہ را بیابد باز
لطف تو ترکِ طالبان نکند — کس بکارِ رہت زیان نکند
ہر کہ با ذاتِ تو سرے دارد — پشت بر روئے دیگرے دارد
زینکہ چون کار بر تو بگذارد — رو بہ اغیار از چہ رو آرد
ذاتِ پاکت بس ست یار یکے — دل یکے جان یکے نگار یکے
ہر کہ پوشیدہ با تو در سازد — رحمتت آشکار بنوازد
ہر کہ گیرد درت بصدق و حضور — از در و بامِ او ببارد نور

ہر کہ راحت گرفت کارش شُد　　صد اُمیدے بروزگارش شُد
ہر کہ راہِ تو جُست یافتہ است　　تافت آن رو کہ سر شتافتہ است
وانکہ از ظلِ قُربتِ تو رمید　　بر درِ ہر کہ رفت ذلّت دید
اے خُداوندِ من گناہم بخش　　سوئے درگاہِ خویش راہم بخش
روشنی بخش در دل و جانم　　پاک کُن از گناہ پنہانم
دلستانی و دلربائی کُن　　بہ لگاہے گرہ کشائی کُن
در دو عالم مرا عزیز توئی　　وآنچہ میخواہم از تو نیز توئی

لاکھہ لاکھہ حمد اور تعریف اُس قادرِ مُطلق کی ذات کے لائق ہے کہ جس نے ساری ارواح اور اجسام بغیر کسی مادّہ اور ہیولیٰ کے اپنے ہی حکم اور امر سے پیدا کرکے اپنی قُدرتِ عظیمہ کا نمونہ دکھلایا اور تمام نفوسِ قدسیہ انبیا کو بغیر کسی اُستاد اور اتالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرماکر اپنے فیوضِ قدیمہ کا نشان ظاہر فرمایا سُبحان اللہ کیا رحمٰن اور منّان وہ ذات ہے کہ جس نے بغیر کسی استحقاق ہمارے کے سب کام ہم ضعیفوں کا آپ بنایا ہمارے جسمی قیام کے لئے سورج اور چاند اور بادلوں اور ہواؤں کو کام میں لگایا اور ہمارے روحانی انتظام کے لئے توریت اور انجیل اور قرآن اور سب آسمانی کتابوں کو عین وقتوں پر پہنچایا الٰہی تیرا ہزار ہزار شکر کہ تونے ہمکو اپنی پہچان کا آپ راہ بتایا اور اپنی پاک کتابوں کو نازل کرکے فکر اور عقل کی غلطیوں اور خطاؤں سے بچایا اور درود اور سلام حضرتِ سیّد الرُسل محمد مُصطفیٰ اور اُنکی آل و اصحاب پر کہ جس سے خُدا نے ایک عالمِ گم گشتہ کو سیدھی راہ پر چلایا۔ وہ مُربّی اور نفع رساں کہ جو ہوئی ہوئی خلقت کو پھر راہِ راست پر لایا وہ مُحسن اور صاحبِ احسان کہ جس نے لوگوں کو شرک اور بُتوں کی بلا

سے چھوڑایا وہ نور اور نور افشان کہ جس نے توحید کی روشنی کو دُنیا مین پہلا یا وہ حکیم اور معالج زمان کہ جس نے بگڑے ہوئے دلون کا راستی پر قدم جمایا وہ کریم اور کرامت نشان کہ جس نے مُردون کو زندگی کا پانی پلایا وہ رحیم اور مہربان کہ جس نے اُمّت کے لئے غم کھایا اور درد اُٹھایا وہ شجاع اور پہلوان جو سکھو موت کے مُنہہ سے نکالکر لایا وہ حلیم اور بے نفس انسان کہ جس نے بندگی مین سر جھکایا اور اپنی ہستی کو خاک سے ملایا وہ کامل موحد اور بحرِ عرفان کہ جسکو صرف خُدا کا جلال بھایا اور غیر کو اپنی نظر سے گرایا وہ مُعجزۂ قُدرتِ رحمٰن کہ جو اُمّی ہو کر سب پر علومِ حقانی مین غالب آیا اور ہر یک قوم کو غلطیون اور خطاؤن کا مُلزم ٹھہرایا۔

در دلم چو شد ثنائے سرورے — آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے
آنکہ جانش عاشقِ یارِ ازل — آنکہ روحش واصلِ آن دلبرے
آنکہ مجذوبِ عنایاتِ حقست — ہمچو طفلے پروریدہ در برے
آنکہ در بر و کرم بحرِ عظیم — آنکہ در لُطف اتم یکتا وُرے
آنکہ در جود و سخا ابرِ بہار — آنکہ در فیض و عطا یک خاورے

آن رحیم و رحمِ حق را آیتے — آن کریم و جودِ حق را مظہرے
آن رُخِ فرخ کہ یک دیدارِ او — زشت رو را میکند خوش منظرے
آن دلِ روشن کہ روشن کردہ است — صد درونِ تیرہ را چون اخترے
آن مُبارک پے کہ آید ذاتِ او — رحمتے زان ذاتِ عالم پرورے
احمدِ آخر زمان کز نورِ او — شُد دلِ مردم زخورتابان ترے

از بنی آدم فزون تر در جمال　　واز آلے پاک تر در گوہرے

بر لبش جاری ز حکمت چشمۂ　　در دلش پُر از معارف کوثرے

بہرِ حق وا مانده ز غیرش بر فشاند　　ثانیٔ او نیست در بحر و برے

آن چراغش داد حق کش تا ابد　　نے خطر نے غم ز بادِ صرصرے

پہلوانِ حضرتِ ربِّ جلیل　　بر میان بستہ ز شوکت خنجرے

تیرِ او تیزی بہر میدان نمود　　تیغِ او ہر جا نمودہ جوہرے

کرد ثابت بر جہان عجزِ بتان　　وا نمودہ زورِ آن یک قادرے

تا نماند بے خبر از زورِ حق　　بُت ستا و بُت پرست و بُت گرے

عاشقِ صدق و سداد و راستی　　دشمنِ کذب و فساد و ہر شرے

خواجہ و مرعا جزان را بندۂ　　بادشاہ و بیکسان را چاکرے

آن ترحّمہا کہ خلق از وے بدید　　کس ندیدہ در جہان از مادرے

از شرابِ شوق جانان بخودی　　در سرش بر خاک بنہادہ سرے

روشنی از وے بہر قومے رسید　　نورِ او رخشید بر ہر کشورے

آئتِ رحمٰن برائے ہر بصیر　　حُجّتِ حق بہر ہر دیدہ وَرے

ناتوانان را بہ رحمت دستگیر　　خستہ جانان را بہ شفقت غمخورے

چون رویش به زماه و آفتاب — خاک کویش به ز مشک و عنبرے

آفتاب و مه چه میماند بدو — در دلش از نور حق صد قمرے

یک نظر بهتر ز عمر جاودان — گر فتد کس را بران خوش پیکرے

منکه از حسنش همی دارم خبر — جان فشانم گر دهد دل دیگرے

یاد آن صورت مرا از خود برد — هر زمان مستم کند از ساغرے

می پرم هر سو بکوے او مدام — من اگر سیدا شتم بال و پرے

لاله و ریحان چه کار آید مرا — من سرے دارم بآن روے و سرے

خوبی او دامن دل می کشد — سو کشانم می برد زور آورے

دیده ام کو هست نور دیده ها — در اثر مهرش چو مهر انورے

تافت آن روئے کزان روشنتر نیافت — یافت آن درمان که بگزیدان درے

هر که بے اوزد قدم در بحر دین — کرد در اول قدم گم معبرے

اُمی و در علم و حکمت بے نظیر — زین چه باشد حجتی روشن ترے

آن شراب معرفت داد ش خدا — کز شعاعش خیره شد هر اخترے

شد عیان از وے علی الوجه التم — جوهر انسان که بود آن مضمرے

ختم شد بر نفس پاکش هر کمال — لاجرم شد ختم هر پیغمبرے

آفتاب هر زمین و هر زمان — رهبر هر اسود و هر احمرے

مجمع البحرین علم و معرفت　　جامع الاسمین ابر و خاورے
چشم من لبسیار گردید و ندید　　چشمۂ چون دینِ اوصافے ترے
سالکانرا نیست غیر از رہ امامے　　رہروان را نیست جز رہبرے
جائے او جائے کہ طیرِ قدس را　　سوزد از انوار آن بال و پرے
آن خداوندش بداد آن شرع و دین　　کان نگردد تا ابد متغیرے
تافت اوّل بر دیارِ تازیان　　تازیانش را شود درمان گرے
بعد ازان آن نورِ دین و شرعِ پاک　　شد محیطِ عالمے چون چنبرے
خلق را بخشید از حق کامِ جان　　وارہانیدہ ز کامِ اژدرے
یک طرف حیران از و شاہانِ وقت　　یک طرف مبہوت ہر دانشورے
نے بعلمش کس رسید و نے بزور　　در شکستہ کبرِ ہر متکبرے
او چہ میدارد بمدحِ کس نیاز　　مدحِ او خود فخرِ ہر مدحت گرے
ہست او در روضۂ قدس و جلال　　واز خیالِ ما دحان بالاترے
اے خدا بر وے سلامِ ما رسان　　ہم بر اخوانش ز ہر پیغمبرے
ہر رسولے آفتابِ صدق بود　　ہر رسولے بود مہرِ انورے
ہر رسولے بود ظلِّ دین پناہ　　ہر رسولے بود باغے مثمرے

گر مُدبّرنامدے ایں خیلِ پاک — کارِ دیں ماندے سراسر ابتر ے

ہر کہ شکرِ بعثتِ شان نارد بجا — ہست او آلائے حق را کافرے

آن ہمہ از یک صدف صد گوہراند — مُتحد در ذات و اصل و گوہرے

اُمتے ہرگز نبودہ در جہان — کاندران نامد بوقتے مُنذرے

اوّل آدم آخرِ شان احمد ست — اے خُنک آنکس کہ بیند آخرے

انبیا روشن گہر ہستند لیک — ہست احمد زان ہمہ روشن ترے

آن ہمہ کانِ معارف بودہ اند — ہر یکے از راہِ سوئی مُخبرے

ہر کہ را علمے ز توحیدِ حق ست — ہست اصلِ علمش از پیغمبرے

آن رسیدش از رہِ تعلیم ہا — گوشود اکنون ز نخوت مُنکرے

ہست قومے کج رو و ناپاک رائے — آنکہ زیں پاکان ہمی پیچد سرے

دیدۂ شان روئے حق ہرگز ندید — بس سیہ کردند روئے دفترے

شورِ بختے ہائے بختِ شان ببین — نازبرچشم و گریزان از خورے

چشم گر بودے غنی از آفتاب — کس نبودے تیرہ بیں چون شپرّے

ہر کہ کور ست و برامش صد مغاک — واے بروئے گر ندارد درہمرے

قوم دیگر را چنیں رائے رکیک — در نشستہ از جہالت در سرے

کان خدا ملکے دگر اندر جہان — از دیارِ شان ندیدہ خوشترے

ہمدگر روئے چو روئے خوب شان — نامدش مرغوبِ طبع و خاطرے
لاجرم از ابتدائش تا ابد — ماند و خواہد ماند آنجا بترے
ملکِ دیگر گرچہ میرد در ضلال — مے نگردد زو گہے مستفسرے
داد مر یک ذرّہ قومے را کتاب — ترک کردہ صد ہزاران معشرے
چون بروزِ ابتدا تقسیم کرد — در میانِ خلق از خیر و شرے
راستی در حصۂ اوشان فتاد — دیگران را کذب شد آبشخورے
قولِ شان این ست کاندر غیرِ شان — آمدہ صد کاذب و حیلت گرے
لیک نامد نزد شان یک نیز ہم — آنکہ بودے از خدا دین گسترے
آنکہ ایشان را نمودے راہِ حق — در کشودے کذب ہر کذبِ اورے
تا شُدے دادار را حجّت تمام — بر سرِ ہر مُسلم و مُتنصّرے
الغرض نزدیکِ شان دادارِ پاک — ہست ظالم تر ز ہر ظالم ترے
کو گذارد عالمے را در ضلال — مُبتلا در پنجۂ ہر ما کرے
خود ہمیدارد بیک قومے مدام — ہمچو شیدائے کہ میل دلبرے
اینچنین پُر حق رائے - این قوم را — حق دیگر این کہ بروے فاخرے
عاقبت این رائے زشت و بد خیال — کرد ایشان را عجب کورو کرے

چشمہ پوشیدند از صد چشمۂ — سرنگون گشتند بر یک آخورے
سخت ورزیدند کین با انبیا — الامان از کینِ ہر مُتکبّرے
آنچہ کینِ شان بپاکان ثابت است — از مشیاطین کس ندارد باورے
خربود اندر حماقت بے نظیر — لیکن ایشان را بہر سو صد خرے

نی سرِ تحقیق دارند و ثبوت — نی زنند از صدق پا بر معبرے
نی دوائے را شناسند از اثر — نی درختی را شناسند از برے
نی ز کس پرسند از روئے نیاز — نے بصرفِ فکرِ خود متفکّرے
نے بدل پروائے این تفتیش ہا — کز سہ دین ہا کدامین بہترے
بر یکے مائل عدوِّ صد ہزار — فارغ از فرقِ اقل و اکثرے
نے بدل خوفِ خدائے کردگار — نے بخاطر بیم روزِ محشرے
تیرہ جانان دیدہ ہا را دوختہ — سوختہ در کینِ وے چون اخگرے
دیدہ و دانستہ از حق قاصراند — دل نہادہ در جہانِ غادرے
از برائے حق تراشیدہ ز جہل — دائما در خانۂ خود منبرے
آن خدائے شان عجیب یا شد خدا — کو تغافل داشت از ہر کشورے
بہرِ الہام آمدش دایم پسند — یک زبان یک خطۂ کوتہ ترے

اینچنین رائے کجا باشد درست　　کے خرد گردد بسویش رہبرے
کے گمانِ بد کند بر نیکوان　　آنکہ باشد نیک و نیکو محضرے
ماہ را گفتن کہ چیزے نیستی　　ہست دشنامے نہ زیبا فروتر ے
کور گر گوید کجا ہست آفتاب　　میشود در کوری اش رسوا ترے
در خورِ تابان مکن شک و گمان　　تا ملامت را نہ گردی در خورے
گر خدا خواہی چراغ میروی　　چون نمی ترسی ز قہرِ قاہرے
چون نمی ترسی زروزِ باز پرس　　چون نہ ترسی از حضورِ داورے
افترائے شان چہا ں گشتست یقین　　یا خدائیت وا نمودہ دفترے
نورِ شان یک عالمی را در گرفت　　تو ہنوزاے کور در شور و شرے
لعلِ تابان را اگر گوئی کثیف　　زین چہ کاہد قدرِ روشن جوہرے
طعنہ بر پاکان نہ بر پاکان بود　　خود کنی ثابت کہ ہستی فاجرے
بغض با مردانِ حق نامردیست　　آن بشر باشد کہ باشد بے شرے
وانکہ در کین و کراہت سوختست　　نفس دون را ہست صید الاغرے
صد مراتب بہ ز چشمِ اہلِ کین　　چشمِ نابینا و کور و اعورے
بر سرِ کین و تعصب خاک باد　　ہم بفرقِ کین وران خاکسترے

جز بہ پابندیٔ حق بند دگر ۔۔۔ ور نہ گیرد با خدائے اکبرے

ما ہمہ پیغمبراں را چاکریم ۔۔۔ ہمچو خاکے اوفتادہ بر درے

ہر رسولے کو طریقِ حق نمود ۔۔۔ جانِ ما قربان بران حق پرورے

اے خداوندم بہ خیلِ انبیا ۔۔۔ کش فرستادے بفضلِ اوفرے

معرفت ہم دہ چو بخشیدی دلم ۔۔۔ مے بدہ زاں سان کہ دادی ساغرے

اے خداوندم بنامِ مصطفٰے ۔۔۔ کش شدے در ہر مقامے ناصرے

دستِ من گیر از رہِ لطف و کرم ۔۔۔ در مہمم باش یار و یاورے

تکیہ بر زورِ تو دارم گرچہ من ۔۔۔ ہمچو خاکم بلکہ زاں ہم کمترے

اما بعد سب طالبانِ حق پر واضح ہو جو مقصود اس کتاب کی تالیف سے جو موسوم **بالبراہین الاحمدیہ علی حقیت کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ** ہے یہ ہے جو دینِ اسلام کی سچائی کے دلائل اور قرآن مجید کی حقیت کے براہین اور حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی صدق رسالت کے وجوہات سب لوگوں پر بوضاحتِ تمام ظاہر کئے جائیں اور نیز اُن سب کو جو اس دینِ متین اور مقدس کتاب اور برگزیدہ نبی سے منکر ہیں ایسے کامل اور معقول طریق سے ملزم اور لاجواب کیا جائے جو آئندہ اُنکو بمقابلہ اسلام کے دم مارنے کی جگہہ باقی نہ رہے۔

اور یہہ کتاب مرتب ہے ایک اشتہار اور ایک مقدمہ اور چار فصل اور ایک خاتمہ پر خدا اسکو حق کے طالبوں کے

لئے مبارک کرے اور ہمتوں کو اسکے پڑھنے سے اپنے سچے دین کی ہدایت دے آمین۔

اشتہار

انعامی دس ہزار روپیہ اُن سب لوگوں کے لئے جو مشارکت اپنی کتاب کی فرقانِ مجید سے اُن دلائل
اور براہین حقانیہ میں جو فرقان مجید سے ہمنے لکھیں ہیں ثابت کر دکھائیں
یا اگر کتاب لکھی ہو اُنکی اُن دلائل کے پیش کرنے سے قطعاً عاجز ہو تو اس
عاجز ہونیکا اپنی کتاب میں اقرار کرکے ہماری ہی
دلائل کو بیکار توڑ دیں

میں جو مُصنّفِ اس کتاب براہین احمدیہ کا ہوں یہ اشتہار

اپنی طرف سے بوعدہ انعام دس
ہزار روپیہ بمقابلہ جمیع اربابِ
مذہب اور ملّت کے جو حقانیّت
قرآنِ مجید اور نبوّتِ حضرت

محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

سے منکرین اتماماً للحجۃ شائع

کرکے اقرارِ صحیح قانونی اور عہد

جائز شرعی کرتا ہوں کہ اگر کوئی

صاحب منکرین میں سے
مشارکت اپنی کتاب کی
فرقانِ مجید سے اُن سب
براہین اور دلائل میں جو

ہمنے دربارہ حقیّت قرآنِ مجید

اور صدقِ رسالتِ حضرت

خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلّم

اُسی کتابِ مقدّس سے اخذ

کرکے تحریر کیں ہیں اپنی الہامی
کتاب میں سے ثابت کرکے
دکھلاوے یا اگر تعداد میں
اِنکے برابر پیش نہ کرسکے تو

نصف اِن سے یا ثلث اِنسے

یا ربع اِنسے یا خمس اِن سے

نکالکر پیش کرے یا اگر کُلّی

پیش کرنیسے عاجز ہو تو ہمارے

ہی دلائل کو نمبروار توڑ دے

تو اُن سب صورتوں میں بشرطیکہ

تین مُنصِف مقبولہ فریقین

بالاتّفاق یہہ رائے ظاہر کردیں

کہ ایفاء شرط جیسا کہ چاہیئے
تھا ظہور میں آگیا میں مشتہر
ایسے محبّ کو بلا عذر دیتے
اپنی جائداد قیمتی دس ہزار

روسیہ پر قبض و دخل دیدونگا۔

مگر واضح رہے کہ اگر اپنی کتاب

کی دلائلِ معقولہ پیش کرنے سے

عاجز اور قاصر رہیں یا بطریق

شرط اشتہار کی خمس تک پیش

نہ کر سکیں تو اس حالت میں

بصراحت تمام تحریر کرنا ہوگا جو

بوجہ ناکامل یا غیر معقول ہونے

کتاب کے اِس شق کے پورا کرنے

سے مجبور اور معذور رہے

اور اگر دلائلِ مطلوبہ پیش کریں

تو اِس بات کو یاد رکھنا چاہئے

کہ جو ہمنے خمس دلائل تک
پیش کرنیکی اجازت اور رخصت
دی ہے اِس سے ہماری
یہہ مُراد نہیں ہے جو اِس

تمام مجموعہ دلائل کا بغیر کسی تفریق
اور امتیاز کے نصف یا ثلث
یا ربع یا خمس پیش کر دیا جائے
بلکہ یہ شرط ہر یک صنف

کی دلائل سے متعلق ہے، اور
ہر صنف کے براہین میں سے
نصف یا ثلث یا ربع یا خمس
پیش کرنا ہوگا۔

شائد کسی صاحب کا فہم اس بات
کے سمجھنے سے قاصر ہے
جو عبارتِ مذکورہ میں صنفِ
دلائل سے کیا مُراد ہے

پس بغرضِ تشریح اِس فقرہ کے
لکھا جاتا ہے جو دلائل اور
براہین فرقانِ مجید کی کہ جن
سے حقیّت اِس کلامِ پاک

کی اور صدق رسالت آن

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

ثابت ہوتا ہے دو قسم پر

ہیں اوّل وہ دلائل جو اس

پاک کتاب اور آنحضرت کی صداقت پر اندرونی اور ذاتی شہادتیں ہیں یعنی ایسی دلائل جو اُسی مقدّس کتاب کے

کمالاتِ ذاتیہ اور خود آنحضرت
کی ہی خصالِ قدسیہ اور اخلاقِ
مرضیہ اور صفاتِ کاملہ سے
حاصل ہوتی ہیں دوسری

وہ دلائل جو بیرونی طور پر قرآنِ شریف اور آنحضرت کی سچائی پر شواہدِ قاطعہ ہیں یعنی ایسی دلائل جو خارجی

واقعات اور حادثاتِ متواترہ
ثبتہ سے لی گئی ہیں
اور پھر ہر یک اِن دونوں
قسموں کی دلائل سے دو قسم

پر ہے دلیلِ بسیط اور دلیلِ
مُرکّب دلیلِ بسیط وہ دلیل
ہے جو اثباتِ حقیّتِ قرآنِ
شریف اور صدقِ رسالتِ

آن حضرت کے لئے کسی
اَور امر کے اِلحاق اور انضمام
کی محتاج نہیں اور دلیلِ
مُرکّب وہ دلیل ہے جو

اُسکے تحقّق دلالت کے
لئے ایک ایسے کُل مجمو
کی ضرورت ہے کہ اگر
من حیث الاجتماع اُسپر

نظر ڈالیجائے یعنی نظر نیکبائی
سے اُسکی تمام افراد کو دیکھا
جائے تو وہ کُل مجموعی
ایک ایسی عالی حالت میں

ہو جو تحقّق اُس حالت کا

تحقّقِ حقیّتِ قرآنِ مجید

اور صدقِ رسالتِ آن

حضرت کو مُستلزم ہو اور جب

اجزا اسکی الگ الگ دیکھی
جائیں تو یہہ مرتبہ بر بانیت
کا جیسا کہ اُنکو چاہیئے حاصل
نہ ہو اور وجہ اِس تفاوت

کی یہہ ہے جو کُل مجموعی
اور کُل واحد ہمیشہ متخالف
فی الاحکام ہوتے ہیں جیسے
ایک بوجھہ کو دس آدمی

اکٹھے ہو کر اُٹھا سکتے ہیں

اور اگر وہی دس آدمی ایک

ایک ہو کر اُٹھانا چاہیں تو

یہ امر محال ہو جاتا ہے

اور ہر واحد اِن دونون قسم

کی دلائل بسیطہ اور مرکّبہ سے

جب اپنی خاص خاص

صورتون اور ہیئتون اور

وضعون کے لحاظ سے
تصوّر کئے جائین تو اُن کا
نام اِس کتاب مین اصناف
دلائل ہے اور یہہ وہی اصناف

میں کہ جنکے التزام کے
لئے ہمنے صدر اشتہار ہذا
میں یہہ قید لگادی ہے
جو ہر صنف کے براہین

مین سے شخص مُتصدی
مقابلہ فرقانِ مجید کا نصف
یا ثُلث یا رُبع یا خُمس پیش
کرے یعنی اِس صورت

مین کہ جب انِ کُل دلائیں
کے پیش کرنیسے عاجز
ہو جو ایک صِنف کے
تحت مین داخل ہین

اور نیز اِس جگہہ یہہ امر
زیادہ تر قابلِ انکشاف
ہے کہ جو صاحب کسی
دلیلِ مُرکّب کا کہ جسکی

تعریف ابھی ہم بیان کر چکے
ہیں اپنی کتاب میں سے
نمونہ دکھلانا چاہیں تو اُن
پر واجب ہوگا کہ اگر وہ دلیل

مُرکّب ایسی مجموعہ اجزا سے

مُرکّب ہو جو ہر یک جُز اُسکا

بجائے خود کسی امر پر دلیل

ہو تو ان سب جُزوی دلائل

کا بھی کم سے کم ایک ایک
نمونہ پیش کرنا ہوگا۔
چونکہ سمجھنا اِس شرط کا
مُحتاج تمثیل ہے اسلئے
۳۵۴۶

ہم بطورِ تمثیل کے اِس جگہہ

اسی قسم کی ایک دلیل دلائلِ

مُرکّبہ مُثبتہ حقیّتِ فُرقانِ

مجید سے تحریر کرتے ہیں

اور وہ یہہ ہے جو تعلیم

اصولی فرقانِ مجید کی دلائلِ

حکمیّہ پر مبنی اور مشتمل ہے

یعنی فرقانِ مجید ہر یک

اصولِ عقادی کو جو مدرجات
کا ہے محققانہ طور سے
ثابت کرتا ہے اور قوی اور
مضبوط فلسفی دلیلوں سے

بپایۂ صداقت پہنچاتا ہے

جیسے وجود صانع عالم کا ثبات

کرنا توحید کو بپایۂ ثبوت پہنچانا

ضرورتِ الہام پر دلائلِ قاطعہ

کا لکھنا اور کسی احقاقِ حق اور
ابطالِ باطل سے قاصر نہ
رہنا پس یہ امر فرقانِ مجید
کے منجانب اللہ ہونے پر

بڑی بزرگ دلیل ہے جس
سے حقیّت اور افضلیّت
اُسکی بوجہ کمال ثابت ہوتی ہے
کیونکہ دُنیا کے تمام عقائدِ فاسدہ

کو ہر یک نوع اور ہر صنف

کی غلطیوں سے بدلائل واضحہ

پاک کرنا اور ہر قسم کے شکوک

اور شبہات کو جو لوگوں کے

دلون مین داخل کر گئے ہون

برہینِ قاطعہ سے مٹا دینا

اور ایسا مجموعہ اصولِ مدلّلہ محقّقہ

مثبتہ کا اپنی کتاب مین

درج کرنا کہ نہ پہلے اُس سے
وہ مجموعہ کسی الہامی کتاب
میں درج ہوا اور نہ کسی ایسے
حکیم اور فیلسوف کا پیرایہ میں

سکتا ہو کہ جو کبھی کسی زمانہ میں
اپنی نظر اور فکر اور عقل اور
قیاس اور فہم اور ادراک کے
زور سے اُس مجموعہ کی

حقیقی سچائی کا دریافت کرنیوالا ہوچکا ہو اور نہ کبھی کسی بھلے مانس نے ایک ذرہ اِس بات کا ثبوت دیا ہو

جو آن حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کبھی کوئی ایک آدہ دن
کسی مدرسہ یا مکتب میں پڑھنے
بیٹھے تھے یا کسی سے کچھ

علمِ معقول یا منقول سیکھا تھا

یا کبھی کسی فلسفی اور منطقی سے

اُنکی صُحبت اور مخالطت

رہی تھی کہ جسکے اثر سے

اُنہوں نے ہر یک اصولِ
حقہ پر دلائلِ فلسفہ قائم کر کے
تمام عقائدِ مدارِ نجات کی حقیقی
سچّائی کو ایسا کھولدیا کہ جس

کی نظیر صفحۂ روزگار میں کہیں
نہیں پائی جاتی یہ ایسا کام
ہے کہ بجز تائیدِ الٰہی اور
الہامِ ربّانی کے ہرگز کسی

سے انجام پذیر نہیں ہو سکتا

پس ناچار عقل اس بات

پر قطع واجب کرتی ہے

جو قرآنِ شریف اُس خدا

واحد لاشریک کی کلام ہے
کہ جسکے علم کے ساتھہ کسی
انسان کا علم برابر نہیں۔
یہہ دلیل ہے جو ہمنے بطور

نمونہ کے اُن دلائلِ مُرکّبہ

مین سے لکھی ہے کہ جنکا مجموعہ

اجزا تمام ایسی جزوں سے مُرکّب

ہے کہ وہ سب جُزیں دلائل

ہی ہین چنانچہ اِس دلیل کے
اجزا سب کے سب وہ دلائیں
ہین جو عقائدِ حقّہ پر قائم کی
گئی ہین اور چونکہ یہہ دلیل

بھی اصنافِ دلائل میں سے
ایک صنف ہے، اس لئے جیسا کہ
مخاصم پر تمام اصنافِ دلائل
کا پیش کرنا فرض ہے اسلئے

اِس دلیل کا بھی تتمہ کرنا فرض
ہے مگر اِس دلیل کو دکھلانے کے
لئے اُن تمام دلائل کا دکھلانا بھی
ضروری ہے کہ جنسے اِس دلیل کی

تالیف و ترکیب ہے اور جنکی

ہیئتِ اجتماعی سے اِسکا وجود

تیار ہوتا ہے جیسی دلیل

اثباتِ وجودِ صانع دلیل اثباتِ

توحید دلیل اثباتِ خالقیّت باری تعالیٰ وغیرہ وغیرہ کیونکہ یہی دلائل اس دلیل کی اجزا ہیں اور وجود کُل کا بغیر وجود اجزا کے

ممکن نہیں اور نہ تحصّل کسی
ماہیّت کا بدون اُسکی جزو ن
کے ہو سکتا ہے پس مخاصم
پر لازم ہے جو اُن تمام جزوی

دلائل کو پیش کرے ہاں یہ
اختیار ہے کہ جہاں ہمنے مثلاً کسی
اُصول کے اثبات پر پانچ
دلیلیں لکھی ہوں مخاصم

صاحب اُسکے اثبات پر یا اُسکے

ابطال پر یعنی جیسا کہ رائے اور

اعتقاد ہو صرف ایک ہی دلیل

بپابندی اُنہیں شرائط اور اُنہیں

حدود کے جو اشتہار مذامین ہم ذکر کر چکے ہین اپنی الہامی کتاب سے نکالکر دکھلاوین۔

المشتہر

خاکسار میرزا غلام احمد مقام قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

THE

BARÁHÍN-I-AHMADÍYAH,

ENTITLED

AL-BARÁHÍN-UL-AHMADÍYAH ALA-HAQQÍYÁT KITÁB-ULLAH-UL-QURÁN WAL NABUWAT-UL-MAHAMADÍAH.

(DISCOURSES ON THE DIVINE ORIGIN OF THE HOLY QURAN, AND APOSTLESHIP OF MAHAMAD, THE PROPHET OF ISLAM,)

BY

MIRZÁ GULÁM AHMAD SÁHÍB, CHIEF OF QÁDÍÁN,

GURDASPORE DISTRICT, PUNJAB.

Amritsur:

PRINTED AT THE SAFÍR-I-HIND PRESS,

AMÍR ALI DÚLÁH PRINTER.

1880.

V. P. L.

☞ This Book which is compiled after a most careful and elaborate investigation for the benefit and conviction of those dissenters, who deny the veracity of Islamism, is published with an offer of Rs. 10,000/- for its refutation, subject to the conditions contained in the preface. *Author.*

یوم دسمبر ۱۸۸۹ء سے پانچ روپیہ کے دس ۱۰ روپیہ قیمت کتاب کی مقرر کردی مگر جو اب ہی وہ قیمت اصل قیمت سے ڈیڑھ حصہ کم ہے۔ علاوہ اسکے اس قیمت ثانی سے وہ سب صاحب مستثنیٰ ہین جو اس اشتہار سے پہلے قیمت ادا کرچکے لہذا بذریعہ اس اعلان کے خدمت اُن عالی مراتب خریداروں کے کہ جن کے نام نامی حاشیہ مین بڑے فخر سے درج ہین اور دیگر ذی ہمت اُمرا کے جو حمایت دین اسلام مین مصروف ہورہے ہین عرض کیجاتی ہے۔ کہ وہ ایسے کارِ ثواب مین کہ جس سے اعلائے کلمۂ اسلام ہوتا ہے۔ وجس کا نفع صرف اپنے ہی نفس مین محدود نہین بلکہ ہزارہا بندگانِ خدا کو ہمیشہ پہنچتا رہیگا اعانت سے دریغ نہ فرماوین کہ بموجب فرمودہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سے کوئی اور بڑا عمل صالح نہین کہ انسان اپنی طاقتون کو اُن کامون مین خرچ کرے کہ جن سے عبادِ الٰہی کو سعادتِ اُخروی حاصل ہو۔ اگر حضرات ممدوحین اس طرف متوجہ ہونگے تو یہ کام کہ جسکا انجام بہت روپیہ کو چاہتا ہے اور جسکی حالت موجودہ پر نظر کرکے کئی طرح کی زیر باریان نظر آتی ہین نہایت آسانی سے انجام پذیر ہوجائیگا اور امید تو ہے کہ خدا ہمارے اس کام کو جو اشد ضروری ہے ضائع ہونے نہین دیگا اور جیسا کہ اس دین کے ہمیشہ بطور معجزہ کے کام ہوتے رہے ہین ایسا ہی کوئی غیب سے مرد کھڑا ہوجائیگا **وتوکلنا علی اللہ ھو نعم المولیٰ و نعم النصیر**

المشتہر

مرزا **غلام احمد** رئیس قادیان ضلع گورداسپور پنجاب مصنف کتاب

(۱) جناب نواب شاہجہان بیگم صاحب بالقابہ فرمانروائے بھوپال۔
(۲) جناب نواب علاء الدین احمد خان بہادر والی لوہارو۔
(۳) جناب مولوی محمد جرنیع علیخان صاحب نائب معتمد المہام دولت آصفیہ حیدرآباد دکن
(۴) جناب علامہ قادر خان صاحب وزیر ریاست نالاگڈھ پنجاب۔
(۵) جناب نواب کرم الدولہ بہادر حیدرآباد۔
(۶) جناب نواب قطب الدولہ بہادر بھوپال۔
(۷) جناب نواب سلطان الدولہ بہادر بھوپال۔
(۸) جناب نواب علی محمد خان صاحب بہادر مودیانہ پنجاب۔
(۹) جناب نواب غلام محبوب سبحانی خان صاحب بہادر رئیس اعظم لاہور۔
(۱۰) جناب سردار غلام محمد خان صاحب رئیس وہ۔
(۱۱) جناب مرزا سعید الدین احمد خان صاحب بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر فرید

عُذر

یہ کتاب اب تک قریب نصف کے چھپ چکی مگر بباعث علالت طبع مہتمم صاحب **ھذا سفیر** امرتسر پنجاب کہ جنکے مطبع مین یہ کتاب چھپ رہی ہے اور کئی اور طرح کی مجبوریون جو اتفاقاً انکو پیش آگئین سات آٹھ مہینے کی دیر ہوگئی اب انشاء اللہ آئندہ کبھی ایسی توقف نہین ہوگی

غلام احمد

THE

BARÁHÍN-I-AHMADÍYAH,

ENTITLED

AL-BARÁHÍN-UL-AHMADÍYAH ALA-HAQQÍYÁT KITÁB-ULLAH-UL-QURÁN WAL NABUWAT-UL-MAHAMADÍAH.

(DISCOURSES ON THE DIVINE ORIGIN OF THE HOLY QURAN, AND APOSTLESHIP OF MAHAMAD, THE PROPHET OF ISLAM,)

BY

MIRZÁ GULÁM AHMAD SÁHÍB, CHIEF OF QÁDÍÁN,

GURDASPORE DISTRICT, PUNJAB.

Amritsur:

PRINTED AT THE SAFÍR-I-HIND PRESS,

AMÍR ALI DÚLÁH PRINTER.

1880.

V. P. L.

☞ This Book which is compiled after a most careful and elaborate investigation for the benefit and conviction of those dissenters who deny the veracity of Islamism, is published with an offer of Rs. 10,000/- for its refutation, subject to the conditions contained in the preface.

Author.

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

بفضلِ عظیم حضرتِ ہادیٔ عالم، عالمیان و رحمتِ عمیم رہنمائے گمگشتگان کتابِ لاجواب موسومہ بہ

براہینِ حمدیّہ

ملقّب بہ

البراہین الاحمدیّہ علی حقیّت کتاب اللہ القرآن والنبوّۃ المحمدیّہ

جسکو فخرِ ان اسلام جناب مستطاب میونز اغلام احمد صاحب رئیسِ اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب دام اقبالہم نے کمال تحقیق اور تدقیق سے تالیف کرکے منکرین اسلام پر حجت اسلام پوری کرنیکے لئے بوعدہ انعام دو سو روپیہ شائع کیا

امرتسر پنجاب

مطبع ہند سفیر پریس مین دفعہ ۱۸۸۰ء طبع ہوئی

امیر علی دارج پریس

سارِیکُم آیاتی فلا تستعجلون

الجزو ۱۷ سورۃ الانبیا

براہینِ احمدیہ

کی مخالفوں کی جلدی

کئی ایک پادری صاحبوں اور ہندو صاحبوں نے جوش میں آکر اخبار سفیرِ ہند اور نور افشاں اور رسالہ تو دیا پر کاشک میں ہمارے نام طرح طرح کے اعلان چھپوائے ہیں جن میں وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ضرور ہم رد اس کتاب کی لکھینگے اور بعض صاحب ڈوبوں کی طرح ایسے ایسے صریح جھوٹ اور غیر الفاظ استعمال میں لائے ہیں کہ جن سے اُنکی طینت کی پاکی خوب ظاہر ہوتی ہے گویا وہ اپنی اوباشانہ تقریروں سے ہمیں ڈراتے اور دھمکاتے ہیں۔ مگر نہیں معلوم نہیں ہم تو اُنکی تہ سے واقف ہیں اور اُنکے جھوٹے اور دلیل و پست خیال ہم پر پوشیدہ نہیں۔ سو اُن سے ہم کیا ڈرینگے اور وہ کیا ڈراوینگے۔

کرمکِ پروانہ را چوں موت می ید فراز می فتد بر شمع سوزاں از رہِ شوخی و ناز

بہرحال ہم اُنکی خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ ذرا صبر کریں اور جب کوئی حصہ کتاب کی فصلوں میں سے چھپ چکتا ہے تب جتنا چاہیں زور لگالیں۔ ایک عام مقولہ مشہور ہے کہ سانچ کو آنچ نہیں۔ سو ہم سچ پر ہیں ہمارے سامنے کسی پادری یا پنڈت کی کیا پیش جا سکتی ہے اور کسی کی تیز زبان کی فضول گوئی سے ہمارا کیا بگڑ سکتا ہے۔ بلکہ ایسی باتوں سے خود پادریوں اور پنڈتوں کی دیانتداری کھلتی جاتی ہے۔ کیونکہ جس کتاب کو ابھی نہ دیکھا اور نہ بھالا نہ اُسکی براہین سے کچھ اطلاع نہ اُسکے پایہ تحقیقات سے کچھ خبر اُسکی نسبت جھٹ پٹ منہ کھولکر دنولیسی کا دعویٰ کر دینا کیا یہی اُن لوگوں کی ایمانداری اور راستبازی ہے؟ اے حضرات جب آپ لوگوں نے ابھی میری دلائل کو ہی نہیں دیکھا تو پھر آپکو کیسے معلوم ہوا کہ آپ اُن تمام دلائل کا جواب لکھ سکینگے؟ جب تک کسی کی کوئی حجت نکالی ہوئی یا کوئی برہان قائم کی ہوئی یا کوئی دلیل لکھی ہوئی معلوم نہ ہو اور پھر اسکو تحلیل نہ جائے کہ یقینی یا ظنی اور مقدماتِ صحیحہ پر مبنی ہے یا مغالطات پر تب تک اُسکی نسبت کوئی مخالفانہ رائے ظاہر کرنا اور خواہ نخواہ اُسکے رد لکھنے کے

عرضِ ضروری بحالتِ مجبوری

انسان کی گزر و بسر جو ہمیشہ اسکی فطرت کے ساتھ لگی ہوئی ہیں ہمیشہ اسکو تمدن اور تعاون کا محتاج رکھتی ہیں اور یہ حاجت تمدن اور تعاون کی ایک ایسا بدیہی امر ہے کہ جسمیں کسی عاقل کو کلام نہیں خود ہمارے وجود کی ہی ترکیب ایسی ہے کہ جو تعاون کی ضرورت پر اوّل ثبوت ہے ہمارے ہاتھ اور پاؤں اور کان اور ناک اور آنکھ وغیرہ اعضا اور ہماری سب اندرونی اور بیرونی طاقتیں ایسی طرز پر واقع ہیں کہ جبتک وہ باہم ملکر ایک دوسرے کی مدد نہ کریں تب تک افعال ہاہے وجود کے علی مجری الصحت ہرگز جاری نہیں ہوسکتے اور انسانیت کی کل ہی معطل پڑی رہتی ہے جو کام دو ہاتھ کے بننے سے بنا چاہئے وہ محض ایک ہی ہاتھ سے انجام نہیں ہوسکتا اور جس راہ کو دو پاؤں ملکر طے کرتے ہیں وہ فقط ایک ہی پاؤں سے طے نہیں ہوسکتا اسی طرح تمام کائناتی ہماری معاشرت اور آخرت کے تعاون پر ہی موقوف ہو رہی ہے کیا کوئی اکیلا انسان کسی کام دین یا دنیا کو انجام دیسکتا ہے ہرگز نہیں کوئی کام دینی ہو یا دنیوی بغیر معاونت باہمی کے چل ہی نہیں سکتا ہر یک گروہ کہ جسکا مدعا اور مقصد ایک ہی مثل اعضا کے گیرے اور ممکن نہیں جو کوئی فعل جو متعلق نفع مشترک اس گروہ کے باہمی اُنکی کے بخوبی و خوش اسلوبی ہوسکے بالخصوص جسقدر جلیل القدر کام ہیں اور جنکی تمت خالی کوئی فایدہ عظیم جمہوری ہے وہ تو بجز تعاونی عامت کے کسی طور پر انجام پذیر ہی نہیں ہوسکتے اور صرف ایک ہی شخص اُنکا متحمل ہرگز نہیں ہوسکتا اور دیکھی ہوا انبیا علیہ السلام جو توکل اور تفویض اور تحمل اور مجاہدات افعال خیر میں سب سے بڑھکر ہیں اُنکو بھی ہر عائت اسباب ظاہری **مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہ** کہنا پڑا خدا نے بھی اپنے قانون تشریعی میں بتصدیق اپنے قانونِ قدرت کے **تعاونوا علی البر والتقوی** کا حکم فرمایا۔

مگر افسوس جو مسلمانوں میں سے بعضوں نے اس اصولِ متبرک کو فراموش کردیا ہے اور ایسی اصلِ عظیم کو کہ جس پر ترقی اور اقبال دین کا سارا مدار رہا ہے اکثر جو بیٹھے ہیں اور دوسری قوموں کو کہ جنکی الہامی کتابوں میں اس بارے میں کچھ تاکید بھی نہیں تھی وہ اپنی دلی تمہر سے اپنے دین کی اشاعت کے شوق سے مضمون **تعاونوا** پر عمل کرتی جاتی ہیں اور خیالاتِ مذہبی اُنکے بباعث قومی تعاون کے روز بروز زیادہ سے زیادہ پھیلتے چلے جاتے ہیں آج کل جیسا عیسائیوں کی قوم کو ہی دیکھو جو اپنے دین کے پھیلانے میں کسقدر دلی جوش رکھتے ہیں اور کیا کچھ محنت اور جانفشانی کر رہے ہیں لاکھ ہا روپیہ بلکہ کروڑ ہا اُنکا صرف تالیفاتِ جدیدہ کے چھپوانے اور شایع کرنے کی غرض سے جمع رہتا ہے ایک متوسط دولتمند تو درکنار ایک فقیر کا اشاعت تعلیم انجیل کے لئے اسقدر روپیہ اپنی گرہ سے خرچ کردیتا ہے جو اہل اسلام کے اعلیٰ سے اعلیٰ دولتمند من حیث المجموع ہی اُسکی برابری نہیں کرسکتے یوں تو مسلمانوں کا اس ملک ہندوستان میں ایک بڑا گروہ ہے اور بعض بعض متموّل اور صاحب توفیق بھی ہیں مگر امورِ خیر کی بجاآوری میں ریاستہائے ایک جماعت قلیل مگر امرا و وزرا اور عہدہ داروں کے اکثر لوگ نہایت درجہ کے پست ہمت اور منقبض الخاطر اور تنگ دل ہیں کہ جنکے خیالات محض نفسانی خواہشوں میں محدود ہیں اور جنکے دماغ استغنا کے مواد رویہ سے منعدم ہو رہے ہیں یہ لوگ دین اور ضروریاتِ دین کو تو کچھ چیز ہی نہیں سمجھتے ہاں ننگ و نام کے موقعہ پر بسا اوقات لاکھ ہا روپیہ لٹانے کو بھی حاضر ہیں خالصاً دین کے لئے عالی ہمت مسلمان (جیسے ایک سیٹھ

ومخدومنا حضرت **خلیفہ سیّد محمد حسن خان صاحب بہادر وزیر اعظم پٹیالہ** کا اسقدر تھوڑے ہین کہ جنکو انگلیون پر ہی شمار کرنیکی حاجت نہین ماسوا اسکے بعض لوگ اگر کچھ تھوڑا بہت دین کے معاملہ مین خرچ بھی کرتے ہین تو ایک رسم کے پیرایہ مین یا دنیوی ضرورت کے انجام دینے کی نیت سے جیسے ایک کو مسجد بنواتے دیکھکر دوسرا بھی جو اسکا حریف ہے خواہ نخواہ اُسکے مقابلہ پر مسجد بنواتا ہے اور خواہ واقعی ضرورت ہو یا نہ ہو لکھ ہزار روپیہ خرچ کر ڈالتا ہے کسی کو یہ خیال پیدا نہین ہوتا جو اس زمانہ مین سب سے مقدم اشاعت علم دین ہے اور نہین سمجھتے کہ اگر لوگ دیندار ہی نہین رہینگے تو پھر اُن مسجدون مین کون نماز پڑھیگا صرف پتھرون کے مضبوط اور بلند مینارون سے دین کی مضبوطی اور بلندی چاہتے ہین اور فقط سنگ مرمر کے خوبصورت قطعات سے دین کی خوبصورتی کے خواہان ہین لیکن جس وحانی مضبوطی اور بلندی اور خوبصورتی کو قرآن شریف پیش کرتا ہے اور جو **اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء** کا مصداق ہے اُسکی طرف نظر اٹھا کر ہی نہین دیکھتے اور اُس شجرہ طیبہ کے ظل ظلیل کہلانے کی طرف ذرا متوجہ نہین ہوتے اور یہود کی طرح صرف نواہر پرست بن رہے ہین نہ دینی فرائض کو اپنے محل پر ادا کرتے ہین اور نہ ادا کرنا جانتے ہین اور نہ جاننے کی کچھ پروا کرتے ہین۔

اگرچہ یہہ بات قابل تسلیم ہے جو ہر سال ہین ہماری قوم کے ہاتھ سے بے شمار روپیہ بیاہ شادی خیرات اور مبات کے نکل جاتا ہے مگر افسوس جو اکثر لوگ ان مین سے نہین جانتے کہ **حقیقی نیکی** کیا چیز ہے اور بذل اموال مین صلہ اور انسب طریقون کو مدنظر نہین رکھتے اور آنکھ بند کرکے بے موقعہ خرچ کرتے چلے جاتے ہین اور جہان جب سارا شوق دلی اسی بے موقع خرچ کرنے مین تمام ہوجاتا ہے تو موقعہ پر آکر اصلی فرض کے ادا کرنے سے بالکل قاصر رہ جاتے ہین اور اپنے پیچھے اسراف اور افراط کا تدارک بطریق تفریط اور ترک ماوجب کے کرنا چاہتے ہین یہہ ان لوگون کی سیرت ہے کہ جن مین روح کی سچائی سے قوت ایمانی اور نفع رسانی کی جوش نہین مارتی بلکہ صرف اپنی ہی طمع خاص سے مثلاً ہوڑ ہے ہو کر بیہودہ سالی کے وقت مین آخرت کی تن آسانی کا ایک حیلہ سوچ کر مسجد بنوانے اور پشت مین بنا بنایا گھر لینے کا لالچ پیدا ہوجاتا ہے اور حقیقی نیکی پر اُنکی عدم روی کا یہہ حال ہے کہ اگر **کشتی دین** کی اُنکی نظر کے سامنے سارے کی ساری ڈوب جائے یا تمام دین ایک دفعہ ہی تباہ ہوجائے تب بھی اُنکے دل کو ذرا لرزہ نہین آتا اور دین کے رہنے یا جانیکی کچھ بھی پروا نہین رکھتے اگر ذرہ بے تو دنیا کا اگر ذرہ ہے تو دنیا کا اگر عشق ہے تو دنیا کا اگر سودا ہے تو دنیا کا اور پھر دنیا بھی جیسا کہ دوسری قوموں کو حاصل ہے حاصل نہین ہر یک شخص جو قوم کی اصلاح کے لئے کوشش کر رہا ہے وہ ان لوگون کی لاپروائی سے نالان اور گریان ہی نظر آتا ہے اور ہر یک طرف سے **یا حسرتا علی القوم** کی ہی آواز آتی ہے اور دن کی کیا کہین ہم آپ ہی سنتے ہین۔

ہم نے صدہا طرح کا فتور اور فساد دیکھکر کتاب **براھین احمدیہ** کو تالیف کیا تھا اور کتاب موصوف مین تین سو مضبوط اور محکم عقلی دلیل سے صداقت اسلام کو فی الحقیقت آفتاب سے بھی زیادہ تر روشن دکھلایا گیا چونکہ یہہ مخالفین پر **فتح عظیم** اور مومنین کے دل و جان کی مراد تھی اسلئے امراء اسلام کی عالی ہمتی پر بڑا بھروسا تھا جو وہ ایسی کتاب لاجواب کی بڑی قدر کرینگے اور جو مشکلات اسکی طبع مین پیش آئی ہین اُنکے دور کرنے مین دل و جان متوجہ ہوجائینگے مگر کیا لکھین اور کیا لکھین اور کیا تحریر مین لاوین **اللہ المستعان و اللہ خیر و ابقی** ۱۱۔

لیجئے صاحبون نے قطع نظر اعانت سے مجھ سخت لکھکر اور تردد مین ڈالدیا ہے ہم نے **پہلا حصہ** جو چھپ چکا تھا اُسمین سے قریب ایک سو پچاس جلد کے بڑے بڑے امیرون اور دولتمندون اور رئیسون کی خدمت مین بھیجی تھین اور یہہ امید کی گئی تھی جو امراء عالی قدر خیراتی

کتاب کی منظور فرما کر قیمت کتاب جو ایک ادنیٰ رقم ہے بطور پیشگی بھیجدینگے اور اُنکی اس طور کی اعانت سے دینی کام بآسانی پورا ہوجائیگا اور ہزارہا بندگان خدا کو فائدہ پہنچیگا اسی اُمید پر ہم نے قریب ۱۰۰ سو کے خطوط اور عرائض بھی لکھے اور بہ اُنکسار تمام حقیقت حال سے مطلع کیا مگر باستثناء دو تین عالی ہمتوں کے سب کی طرف سے خاموشی ہی نہ خط کا جواب آیا نہ کتابیں واپس آئیں مصارف ڈاک تو سب ضایع ہوئے لیکن اگر خدانخواستہ کتابیں بھی واپس نہ ملیں تو سخت دقت پیش آئیگی اور بڑا نقصان اُٹھانا پڑیگا افسوس جو ہمکو اپنے معزز بھائیوں سے بجائے اعانت کے تکلیف پہنچ گئی اگر یہی حمایت اسلام ہے تو کار دین تمام ہے ہم بکمال عزت عرض کرتے ہیں کہ اگر قیمت پیشگی کتابوں کا بھیجنا منظور نہیں تو کتابوں کو بذریعہ ڈاک واپس بھیجدیں ہم اسکو خطیۂ عظمیٰ سمجھینگے اور احسان عظیم خیال کرینگے ورنہ ہمارا بڑا حرج ہوگا اور گم شدہ حصوں کو دوبارہ چھپوانا پڑیگا کیونکہ یہ پرچہ اخبار نہیں کہ جسکے ضایع ہونے میں کچھ مضائقہ نہ ہو ہر ایک حصہ کتاب کا ایک ایسا ضروری ہے کہ جسکے تلف ہونے سے ساری کتاب ناقص رہ جاتی ہے بالے خدا ہمارے معزز اخوان سرد مہری اور لاپروائی کو کام میں نہ لائیں اور دنیوی استغنا کو دین میں استعمال نہ کریں۔ اور ہماری اس مشکل کو سوچ لیں کہ اگر ہمارے پاس اجزاء کتاب کے ہی نہیں ہونگے تو ہم خریداروں کو کیا دینگے اور انسے پیشگی روپیہ کیونکر بھیجنا کتاب کا موقوف ہے کیونکر لیتیے کام اتمام تک پہنچا سکا اور دین کے امر میں سب کا مشترک ہے ناغہ کی وقت پہنچ جائیگی

اُمید وار بود آدمی بخیر کسان مرا بخیر تو اُمید نیست بد مرسان

ایک اور بڑی تکلیف ہے جو بعض نافہم لوگوں کی بابت سے ہوپہنچی ہے اور وہ یہ ہے جو بعض صاحب کہ جنکی اسے جماعت کہ توجہی کے دینی معاملات میں صحیح نہیں ہے وہ اس حقیقت حال پر اطلاع پاکر جو کہ کتاب براہین احمدیہ کی تیاری پر نو ہزار روپیہ خرچ آتا ہے بجائے اسکے جو دلی غمخواری سے کسی نوع کی اعانت کی طرف متوجہ ہوتے اور جو زیر باریان بوجہ کمی قیمت کتاب و کثرت مصارف طبع کے عائد حال ہیں اُنکے جبر نقصان کے لئے کچھ للہ فی اللہ ہمت دکھلاتے منافقانہ باتیں کرنے سے ہمارے کام میں خلل انداز ہو رہے ہیں اور لوگوں کو یہ وعظ سناتے ہیں جو کیا پہلی کتابیں کچھ تھوڑی ہیں جو اب اسکی حاجت ہے اگرچہ ہمکو ان لوگوں کے اغراض پر کچھ نظر اور خیال نہیں اور ہم جانتے ہیں جو دنیا پرستی کی ہر ایک بات میں کوئی خاص غرض ہوتی ہے اور وہ ہمیشہ اسی طرح خیر عمی و اُلیس کو اپنے سر پر سے ٹالتے رہتے ہیں کہ کسی دینی کارروائی کی ضرورت کو تسلیم کرکے کوئی کوڑی ہاتھ سے نہ چھوڑنی پڑے لیکن چونکہ وہ ہماری اس جہد بلیغ کی تحقیر کرکے اُن کو اُسکے فوائد عظیمہ سے محروم رکھنا چاہتے ہیں اور باوصفیکہ ہم نے پہلی حصہ کے پرچہ منضمہ میں وجہ ضرورت کتاب موصوف کی بیان کر دی تھی پھر بھی منتظمانہ فطرتی خاصیت اپنی کے بیش بینی کرتے ہیں ناچار اس اندیشہ سے کہ مبادا کوئی شخص اُنکی واہیات باتوں سے دھوکا کھاوے پھر کچھ بیان کیا جاتا ہے کہ کتاب براہین احمدیہ غیر رشد ضرورت کے نہیں لکھی گئی جس مقصد اور مطلب کے انجام دینیکے لئے جسنے اس کتاب کو تالیف کیا ہے اگر وہ مقصد کسی پہلی کتاب سے حاصل ہوسکتا تو ہم اُسی کتاب کو کافی سمجھتے اور اُسی کی اشاعت کے لئے بدل و جان مصروف ہوجاتے اور کچھ ضرور نہ تھا جو ہم سالہا سال اپنی جان کو محنت شدید میں ڈالکر اور اپنی عمر عزیز کا ایک حصہ خرچ کرکے یہ آخر کار ایسا کام کرتے جو محض قصہ حاصل تھا لیکن یہانتک ہم نے نظر کی ہمکو کوئی کتاب ایسی نہ ملی جو جامع اُن تمام دلائل اور براہین کی ہو جنکو ہم نے اس کتاب میں جمع کیا ہے اور جنکا شایع کرنا غرض اتمام حفیت دین اسلام کے اس زمانہ میں نہایت ضروری ہے تو ناچار واجب دیکھکر ہم نے یہ تالیف کی اگر کسی کو ہمارے اس بیان میں شبہ ہو تو ایسی کتاب کہیں سے نکالکر ہمکو دکھا دے تاہم ہی جانیں ورنہ بیہودہ بکواس کرنا اور ناخن بندگان خدا کو ایک بیفیض سے روکنا بڑا عیب ہے مگر یاد رہے جو اس مقولہ سے کسی نوع کی خودستائی ہما امطلب نہیں جو تحقیقات ہم نے کی اور پہلے عالیشان فضلا نے نہ کی یا جو دلایل ہمنے

لکھیں اور اُنہوں نے نہ لکھیں یہہ ایک ایسا امر ہے جو زمانہ کے حالات سے مُتعلق ہے نہ اِس سے ہماری ناچیز حیثیت بڑھتی ہے اور نہ اُنکی بلند شان مین کچھہ فرق آتا ہے اُنہون نے ایسا زمانہ پایا کہ جس مین اہی خیالاتِ فاسدہ کم پھیلے تھے اور صرف غفلت کے طور پر باپ دادون کی تقلید کا بازار گرم تہا سو اُن بُزرگون نے اپنی تالیفات مین وہ روش اختیار کی جو اُنکے زمانہ کی اصلاح کے لئے کافی تہی ہم نے ایسا زمانہ پایا کہ جس مین بباعث زور خیالات فاسدہ کے وہ پہلی روش کافی نہ رہی بلکہ ایک پُر زور تحقیقات کی حاجت پڑی سو اِسوقت کی شدت فساد کی پوری پوری اصلاح کرے یہہ بات یاد رکھنی چاہئیے جو کیون از منۂ مختلفہ مین تالیفات جدیدہ کی حاجت پڑتی ہے اِسکا باعث یہی ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا یعنی کسی زمانہ مین مفاسد کم اور کسی مین زیادہ ہو جاتے ہین اور کسی وقت کسی رنگ مین اور کسی وقت کسی رنگ مین پھیلتے ہین اب مُولف کسی کتاب کا جو اُن خیالات کو مٹانا چاہتا ہے اُسکو ضرور ہوتا ہے جو وہ طبیب حاذق کی طرح مزاجِ طبیعت اور مقدار فساد اور قسم فساد پر نظر کرکے اپنی تدبیر کو علی قدر ما ینبغی و علی نحو ما ینبغی عمل مین لاوے اور جسقدر یا جس نوع کا لگاؤ ہو گیا ہے اُسی طرح پر اُسکی اصلاح کا پابند و بلست کرے اور وہی طریق اختیار کرے کہ جس سے اہسن اور اسہل طور پر اُس مرض کا ازالہ ہوتا ہو کیونکہ اگر کسی تالیف مین مخاطبین کے مناسب حال تدارک نہ کیا جائے تو وہ تالیف نہایت نکمی اور غیر مفید اور بے سود ہوتی ہے اور ایسی تالیف کے بیانات مین یہہ زور ہرگز نہین ہوتا جو منکر کی طبیعت کے پورے گہراؤ تک غوطہ لگا کر اُسکے دلی خلجان کو بکلی متاصل کرے پس ہمارے معترضین اگر ذرا غور کرکے سوچین گے تو اُن پر یقین کامل واضح ہو جائیگا کہ جن انواع و اقسام کے مفاسد نے آج کل دہن پھیلا رکھا ہے اُنکی صورت پہلے فسادون کی صورت سے بالکل مختلف ہے وہ زمانہ جو کہ پہلے اِس سے گذر گیا ہے وہ جاہلانہ تقلید کا زمانہ تہا اور یہہ زمانہ کہ جسکی ہم زیارت کر رہے ہین یہہ عقل کی بے استعانی کا زمانہ ہے۔ پہلے اِس سے اکثر لوگون کو نا معقول تقلید نے خراب کر رکھا تہا اور اب فکر اور نظر کی غلطی نے بہتون کی مٹی پلید کر دی ہے یہی وجہ ہے کہ جن دلائل عقیدہ اور براہین قاطعہ لکھنے کی ہمکو ضرورتین پیش آئین وہ اُن نیک اور بزرگ عالمون کو کہ جنہون نے صرف جاہلانہ تقلید کا غلبہ دیکھہ کر کتابین لکھی تہین پیش نہین آئی تہین ہمارے زمانہ کی نئی روشنی (کہ خاک بفرق این روشنی) نو آموزون کی روحانی قوتون کو افسردہ کر رہی ہے اِنکے دلون مین بجائے خدا کی تعظیم کے اپنی تعظیم سما گئی ہے اور بجائے خدا کی ہدایت کے آپ ہی ہادی بن بیٹھے ہین اگرچہ آجکل تقریباً تمام نو آموزون کا قدرتی میلان وجوہاتِ عقلیہ کی طرف ہو گیا ہے لیکن افسوس کہ یہی میلان بباعث عقلِ ناتمام اور علم خام کے بجائے راہبر ہونے کے رہزن ہوتا جاتا ہے فکر اور نظر کی بیماری نے لوگون کے تئین اسقدر مبتلا کر رکھا ہے کہ بڑی بڑی غلطیون مین ڈالتی ہین اور مختلف رایون اور گوناگون خیالات کے شایع ہونے کے باعث سے کم فہم لوگون کے لئے بڑی بڑی دقتین پیش آگئی ہین سوفسطائی تقریرون نے نو آموزون کی طبایع مین طرح طرح کی پیچیدگیان پیدا کر دی ہین جو امور نہایت معقولیت مین تہے وہ اُن کی آنکہون سے چھپ گئے ہین جو باتین لغایت درجہ نا معقول ہین اُنکو وہ اعلیٰ درجہ کی صداقتین سمجھہ رہے ہین وہ حرکات جو نشانِ انسانیت سے مغایر ہین اُنکو وہ تہذیب خیال کئے بیٹھے ہین اور جو حقیقی تہذیب ہے اُسکو وہ نظرِ استخفاف اور استہزا سے دیکھتے ہین پس ایسے وقت مین اور اِن لوگون کے علاج کے لئے جو اپنے ہی گہر مین محقق بن بیٹھے ہین اور اپنے ہی مُنہہ سے میان مٹھو کہلاتے ہین ہمنے کتاب براہین احمدیہ کو جو تین سو براہین قطعیہ عقلیہ پر مشتمل ہے بغرض اثباتِ حقانیتِ قرآن شریف جس سے یہہ لوگ بکمال نخوت مُونہہ پھیر رہے ہین تالیف کیا ہے کیونکہ یہہ بات اجلی بدیہات ہے جو گرشتہ عقل کو عقل ہی سے تسلی ہو سکتی ہے اور جو عقل کا رہزدہ ہے وہ عقل ہی کے ذریعہ سے راہ پر آسکتا ہے۔

اب ہر یک مومن کے لئے خیال کرنے کا مقام ہے کہ جس کتاب کے ذریعہ سے تین سو دلایلِ عقلی حقیتِ قرآن شریف پر شایع ہوگئین اور تمام

مخالفین کے شُبہات کو دفع اور دور کیا جائیگا وہ کتاب کیا کچھ بندگانِ خُدا کو فائدہ پُہنچائیگی اور کیسا فروغ اور جاہ وجلال اسلام کا اُسکی اشاعت سے چمکیگا ایسے ضروری امر کی اعانت سے وہی لوگ لاپروا رہتے ہین جو حالتِ موجودہ زمانہ پر نظر نہین ڈالتے اور مفاسدِ مُنتشرہ کو نہین دیکھتے اور عواقبُ اُمور کو نہین سوچتے یا وہ لوگ کہ جنکو دین سے کچھ غرض ہی نہین اور خُدا اور رسُول سے کچھ محبت ہی نہین۔ اے عزیزو!! اِس پُرآشوب زمانہ مین دین اسی سے برپا رہ سکتا ہے جو بمقابلہ زور طوفان گراہی کے دین کی سچائی کا زور بھی دکہایا جاوے اور اُن بیرونی حملون کے جو چارون طرف سے ہو رہے ہین حقانیت کی قوی طاقت سے مدافعت کیجائے یہ سخت تاریکی جو ہر زمانہ پر چہا گئی ہے یہہ تب ہی دور ہوگی کہ جب دین کی حقیقت کے بڑا ہین دُنیا مین کثرت چمکین اور اُسکی صداقت کی شعاعین چارون طرف سے چھٹتی نظر آوین۔ اِس پراگندہ وقت مین وہی مناظرہ کی کتاب روحانی جمعیت بخش سکتی ہے کہ جو بذریعہ تحقیق عمیق کے اصل ماہیت کے باریک دقیقہ کی تہ کو کہولتی ہوا ور اُس حقیقت کے اصل قرار گاہ تک پُہنچاتی ہو کہ جسکے جاننے پر دلون کی تشفی موقوف ہے۔

اے بزرگو!!! اب یہہ وہ زمانہ آگیا ہے کہ جو شخص بغیر اعلیٰ درجہ کے عقلی ثبوتون کے اپنے دین کی خبر سنانی چاہے تو یہہ خیال محال اور طمع خام ہے تم آپ ہی نظر اُٹہاکر دیکھو جو کیسی طبیعتین خودرائی اختیار کرتی جاتی ہین اور کیسے خیالات بڑہتے جاتے ہین اِس زمانہ کی ترقی علوم عقلیہ نے ہی اُلٹا اثر کیا ہے حال کے تعلیم یافتہ لوگون کی طبایع مین ایک عجب طرح کی آزادمنشی بڑہتی جاتی ہے اور وہ سعادت جو سادگی اور غُربت اور صفا باطنی مین ہے وہ اُنکے مغرور دلون سے بالکُل جاتی رہی ہے اور جن جن خیالات کو وہ سیکھتے ہین وہ اکثر ایسے ہین کہ جن سے ایک لامذہبی کے وساوس پیدا کر نیوالا اُنکے دلون پر اثر پڑتا جاتا ہے اور اکثر لوگ قبل اِسکے جو اُنکو کوئی مرتبہ تحقیق کامل کا حاصل ہو صرف جہل مرکب کے غلبہ سے فلسفی طبیعت کے آدمی بنتے جاتے ہین اور اپنی اولاد اور اپنی قوم اور اپنے ہموطنون پر رحم کرو اور قبل اِسکے جو وہ باطل کی طرف کھینچے جائین اُنکو حق اور راستی کی طرف کھینچ لاؤ تا تمہارا اور تمہاری ذریت کا بھلا ہو اور تاسب کو معلوم ہو جو بمقابلہ دین اسلام کے اور سب ادیان بے حقیقت محض ہین دُنیا مین خُدا کا قانونِ قُدرت یہی ہے جو کوشش اور سعی اکثر حصول مطلب کا ذریعہ ہو جاتی ہے اور جو شخص تہہ پانو توڑ کر اور غافل ہو کر بیٹھ جاتا ہے وہ اکثر محروم اور بے نصیب رہتا ہے سو اب لوگ اگر دین اسلام کی حقیقت کے پہچاننے کے لئے جو فی الواقع حق ہے کوشش کرینگے تو خُدا اِس سعی کو ضائع نہین کریگا خُدا نے ہمکو صدہا براہین قاطعہ حقیت اسلام پر عنایت کین اور ہمارے مخالفین کو اُن مین سے ایک بھی نصیب نہین اور خدا نے ہمکو حق محض عطا فرمایا اور ہمارے مخالفین باطل پر ہین اور جو استبازون کے دلون مین جلال احدیت کے ظاہر کرنیکے لئے سچا جوش ہوتا ہے اُسکی ہمارے مخالفون کو بو بھی نہین پُہنچی لیکن تب بھی دن رات کی کوشش ایک ایسی مُوثر چیز ہے کہ باطل پرست لوگ بھی اُس سے فائدہ اُٹہا لیتے ہین اور چوروں کی طرح کہین نہ کہین اُنکی نقب بھی لگتی ہی رہتی ہے دیکھو عیسائیون کا دین کہ جسکا اُصول ہی **اول الدن وُرد** ہے پادریون کی ہمیشہ کی کوششون سے کیسا ترقی پر ہے اور کیسے ہر سال اُنکی طرف سے فخریہ تحریرین چھپتی رہتی ہین کہ اِس برس چار ہزار عیسائی ہوا اور اِس سال آٹھ ہزار پر خُداوند مسیح کا فضل ہو گیا ہی کلکتہ مین جو پادری **ہیکر صاحب** نے اندازہ کرسٹان شدہ آدمیون کا بیان کیا ہے اُس سے ایک نہایت قابل افسوس خبر ظاہر ہوتی ہے۔ پادری صاحب فرماتے ہین جو پچاس سال سے پہلے تمام ہندوستان مین کرسٹان شدہ لوگون کی تعداد صرف ستائیس ہزار تہی اِس پچاس سال مین یہہ کارروائی ہوئی جو ستائیس ہزار سے پانچ لاکہ تک شمار عیسائیون کا پُہنچ گیا ہے **اِنّا للہ وانّا الیہ راجعون** !! اے بزرگو!! اِس سے زیادہ تر افسوس کا وقت اور کونسا ہوگا۔ مگر یہی کافی ہے کہ جسکے آنے کی آپ لوگ راہ دیکھتے ہین ایک وہ زمانہ تہا جو دینِ اسلام **یدخلون فی دین اللہ افواجا** کا مصداق تہا اور اب یہہ زمانہ!!!

کیا آپ لوگون کا دل اِس مصیبت کو سُنکر نہین جلتا جو کیا اُس وبا عظیم کو دیکھکر آپکی ہمدردی جوش نہین مارتی ہے اے صاحبان عقل و مروت اِس بات کا سمجھنا کچھ مشکل نہین کہ جو فساد دین کی بے خبری سے پہلا ہے اُسکی اصلاح اشاعتِ علمِ دین پر ہی موقوف ہے سو اِسی مطلب کو کامل طور پر پورا کرنیکے لئے مین نے کتاب براہین احمدیہ کو تالیف کیا ہے اور اِس کتاب مین ایسی دھوم دھام سے حقانیت اسلام کا ثبوت دکھلایا گیا ہے کہ جس سے ہمیشہ کے مجادلات کا خاتمہ فتح عظیم کے ساتھ ہوجاویگا اِس کتاب کی اعانتِ طبع کے لئے جسقدر ہم نے لکھا ہے وہ محض مسلمانون کی ہمدردی سے لکھا گیا ہے کیونکہ ایسی کتاب کے مصارف جو ہزار ہا روپیہ کا معاملہ ہے اور جسکی قیمت ہی بہ نیت عام فائدہ مسلمانون کے نصف سے بھی کم کردی گئی ہے یعنے پچیس روپیہ مین سے صرف دس روپیہ رکھے گئے ہین وہ کیونکر بغیر اعانت عالی ہمت مسلمانون کے انجام پذیر ہو۔

بعض صاحبون کی سمجھ پر رونا آتا ہے جو وہ بروقت درخواست اعانت کے یہہ جواب دیتے ہین کہ ہم کتاب کو بعد طیاری کتاب کے خرید لینگے پہلے نہین اُنکو سمجھنا چاہئے کہ یہہ کچھ تجارت کا معاملہ نہین اور مؤلف کو بجز تائید دین کے کسی کے مال سے کچھ غرض نہین اعانت کا وقت تو یہی ہے کہ جب طبع کتاب مین مشکلات پیش آرہی ہین ورنہ بعد چھپ چکنے کے اعانت کرنا ایسا ہے کہ جیسے بعد تندرستی کے دوا دینا پس ایسی لاحاصل اعانت سے کس ثواب کی توقع ہوگی۔ خدا نے لوگون کے دلون سے دینی محبت کیسی مٹا دی جو اپنے ننگ و ناموس کے کامون مین ہزار ہا روپیہ آنکھ بند کرکے خرچ کرتے چلے جاتے ہین لیکن دینی کامون کے بارے مین جو اِس حیاتِ فانی کا مقصد اصلی ہین لمبے لمبے تاملون مین پڑجاتے ہین زبان سے تو کہتے ہین جو ہم خدا اور آخرت پر ایمان رکھتے ہین پر حقیقت مین اُنکو نہ خدا پر ایمان ہے نہ آخرت پر اگر ایک ساعت اپنے بذل اموال کی کیفیت پر نظر کریں جو خدا داد نعمتون کو اپنے نفس امارہ کے ذریعہ کرنیکے لئے ایک برس مین کسقدر خرچ کرڈالتے ہین اور پھر سوچین جو خلق اللہ کی بھلائی اور بہبودی کے لئے ساری عمر مین خالصاً للہ کتنے کام کئے ہین تو اپنے خیانت پیشہ ہونے پر آپ ہی روویں پر اِن باتون کو کون سوچے اور وہ پردے جو دل پر ہین کیونکر دور ہون **ومن یضلل اللہ فما لہ من ھاد** انہین لوگون کی پست ہمتی اور دُنیا پرستی پر خیال کرکے بعض ہمارے معزز دوستون نے جو دین کی محبت مین مثل عاشق زار پائے جاتے ہین بمقتضا بشریت کے یہہ اعتراض کیا ہے کہ جس صورت مین لوگون کا یہہ حال ہے تو اتنی بڑی کتاب تالیف کرنا کہ جسکی چھپائی پر ہزار ہا روپیہ خرچ آتا ہے بے موقع تھا سو اُنکی خدمت والا مین یہہ عرض ہے کہ اگر ہم اُن صدہا دقائق اور حقائق کو نہ لکھتے کہ جو درحقیقت کتاب کے جُزو بڑھ جانے کا موجب ہین تو پھر کتاب کی تالیف ہی غیر مفید ہوتی رہا یہہ فکر کہ اسقدر روپیہ کیونکر میسر آویگا سو اِس سے تو ہمارے دوست ہمکو مستثنیٰ رکھین اور یقین کرکے سمجھین جو ہکو اپنے خدائے قادر مطلق اور اپنے مولیٰ کریم پر اُس سے زیادہ تر بھروسا ہے کہ جو مُمسک اور خسیس لوگون کو اپنی دولت کے اُن صندوقون پر بھروسا ہوتا ہے کہ جنکی تالی ہر وقت اُنکی جیب مین رہتی ہے سو وہی قادر توانا اپنے دین اور اپنی وحدانیت اور اپنے بندہ کی حمایت کے لئے آپ مدد کریگا۔ **الم تعلم ان اللہ علی کلشئ قدیر۔**

پناہم آن توانائیست ہر آن ز نجل ناتوانانم مترسان

مطبوعہ ھند سٹیم امرتسر

مقدّمہ

اور اِسمین کئی مقصد واجب الاظہار ہین جو ذیل مین تحریر کئے جاتے ہین

اوّل ہر ایک صاحب کی خدمت مین جو اعتقاد اور مذہب مین ہم سے مُخالف ہین بصد ادب اور غُربت عرض کیجاتی ہے جو اِس کتاب کی تصنیف سے ہمارا ہرگز یہہ مطلب اور مدعا نہین جو کسی دل کو رنجیدہ کیا جائے یا کسی نوع کا بے اصل جھگڑا اُٹھایا جائے بلکہ محض حق اور راستی کا ظاہر کرنا مُراد دلی اور تمنا قلبی ہے اور ہمکو ہرگز منظور نہ تہا کہ اِس کتاب مین کسی اپنے مُخالف کے خیالات اور عندیات کا ذِکر زبان پر لاتے بلکہ اپنے کام سے کام تہا اور مطلب سے مطلب مگر کیا کیجئے کہ کامل تحقیقات اور باستیفا بیان کرنا جمیع اُصولِ حقّہ اور ادلّہ کاملہ کا اسی پر موقوف ہے کہ اُن سب ارباب مذاہب کا جو برخلاف اُصولِ حقّہ کے رائے اور خیال رکھتے ہین غلطی پر ہونا دکہلایا جائے پس اِس جہت سے اُنکا ذکر کرنا اور اُنکے شکوک کو رفع دفع کرنا ضروری اور واجب ہوا اور خود ظاہر ہے کہ کوئی ثبوت بغیر رفع کرنے عُذرات فریقِ ثانی کے کما حقّہ اپنی صداقت کو نہین پہنچتا مثلاً جب ہم اثبات وجودِ صانعِ عالم کی بحث لکھین تو تکمیل اُس بحث کی اِس بات پر موقوف ہوگی جو دہریہ یعنے مُنکرین وجودِ خالقِ کائنات کے ظنونِ فاسدہ کو دور کیا جائے اور جب ہم حضرت باری کے خالق الارواح والاجسام ہونے پر دلائل قائم کرین تو ہم پر ایضاً لازم ہے جو آریہ سماج

* **حاشیہ نمبر ۱** یہہ ایک نیا فرقہ ہے جو ہندوؤن مین پیدا ہوا ہے جو اپنی مذہبی مجلس کو آریہ سماج سے موسوم کرتے ہین ان دنون مین سرسبز ہے بلکہ بانی مبانی

والون کے اوہام اور وسواس کو بہی جو خُدا تعالیٰ کے خالق ہونے سے مُنکر ہین مٹاوین اور جب ہم ضرورت الہام کی دلائل تحریر کرین تو ہم پر اُن شُبہات کا ازالہ کرنا بہی واجب ہوگا جو برہمو سماج والون کے دلون مین متمکن ہوے ہین علاوہ اِسکے یہہ بات بہی نہایت پختہ تجربہ سے ثابت ہے کہ اِس زمانہ کے مُخالفینِ اسلام کی یہہ عادت رہی ہے کہ جب تک اپنے اُصولِ مسلّمہ کو باطل اور خلافِ حق نہین دیکھتے اور اپنے مذہب کے فساد پر مطلع نہین ہوتے تب تک راستی اور صداقتِ دینِ اسلام کی کچہہ بہی پروا نہین رکھتے اور گو آفتابِ صداقت دینِ الہی کا کیسا ہی اُنکو چمکتا نظر آوے تب بہی اُس آفتاب سے دوسری طرف مُنہہ پہیر لیتے ہین پس جبکہ یہہ حال ہے تو ایسی صورت مین دوسرے مذاہب کا ذکر کرنا نہ صرف جائز بلکہ دیانت اور امانت اور پوری ہمدردی کا بہی مُقتضا ہے جو ضرور ذکر کیا جائے اور اُنکے اوہام کے مٹانے اور اُنکے عقائد کے بُطلان ظاہر کرنے مین کسی طرح کی فروگذاشت اور کسی طور کا اخفا نہ رکہا جائے بالخصوص جبکہ وہ لوگ ہماری دانست مین صراطِ مُستقیم سے دور اور مہجور ہین اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ اِس فرقہ کے ایک پنڈت صاحب ہین کہ جنکا نام دیانند ہے اور ہم اِس وجہ سے اِس فرقہ کو نیا فرقہ کہتے ہین کہ وہ تمام اُصول کہ جنکا یہہ فرقہ پابند ہے اور وہ تمام خیالات اور تاویلات کہ وید کی نسبت اِس فرقہ نے پیدا کئے ہین وہ بہ ہیئتِ مجموعی کسی قدیم ہندو مذہب مین نہین پائی جاتی اور نہ کسی وید بہاش اور نہ کسی شاستر مین کہیں طور پر اُنکا پتہ ملتا ہے بلکہ منجملہ اُن ذخیرہ متفرق خیالات کے کچہہ تو پنڈت دیانند صاحب کے اپنے ہی دل کے اُپج ات ہین اور کچہہ ایسے بیجا تصرفات ہین کہ کسی جگہہ سے سر اور کسی جگہہ سے ٹانگ لی گئی غرض اسی قسم کی کارسازیون سے اِس فرقہ کا قالب طیار کیا گیا اور پہلا اُصول اِس فرقہ کا یہی ہے جو پرمیشر روحون اور اجسام کا خالق نہین بلکہ یہہ سب چیزین پرمیشر کی طرح قدیم اور انادی اور اپنے وجود کی آپ ہی پرمیشر ہین اور پرمیشر اُنکے نزدیک ایک ایسا شخص ہے جو اپنی بہادری سے یا اتفاق سے سلطنت کو پہنچ گیا ہے اور اپنے جیسی چیزون پر حکومت کرتا ہے اور اُنہین کے سہارے اور آسرے سے اُسکی پرمیشری بنی ہوئی ہے ورنہ اگر وہ چیزین نہ ہوتین تو پرمیشر پرمیشر نہ تہا اور وہ سب چیزین یعنے ارواح اور اجزا اصغرا اجسام کی اپنے وجود اور بقا مین بالکل پرمیشر سے بے تعلق ہین یہان تک کہ اگر پرمیشر کا مرنا بہی فرض کیا جائے تو اُنکا کچہہ بہی حرج نہین۔ نعوذ باللہ من ھذہ الھفوات۔ منہ

ہم اپنے سچّے دل سے اُنکو خطا پر سمجھتے ہین اور اُنکے اُصول کو حق کے برخلاف جانتے ہین اور اُنکا اُنہین عقائد پر اِس عالمِ فانی سے کوچ کرنا موجبِ عذابِ عظیم یقین رکھتے ہین تو پھر اِس صورت مین اگر ہم اُنکی اصلاح سے عمداً چشم پوشی کرین اور اُنکا گمراہ ہونا اور دوسرے لوگون کو گمراہی مین ڈالنا دیدہ و دانستہ روا رکھین تو پھر ہمارا کیا ایمان اور کیا دین ہوگا اور ہم اپنے خُدا کو کیا جواب دینگے اور اگرچہ یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض دُنیا پرست آدمی کہ جنکو خُدا اور خُدا کے سچّے دین کی کچھہ بھی پروا نہین اُنکو اپنے مذہب کی خرابیان یا اسلام کی خوبیان سُنکر بڑا رنج دل مین گذرے گا اور مُنہہ بگاڑینگے اور کچھہ کا کچھہ بولین گے مگر ہم اُمید رکھتے ہین کہ ایسے طالبِ صادق بھی کئی نکلین گے کہ جو اِس کتاب کے پڑھنے سے صراطِ مُستقیم کو پاکر جنابِ الٰہی مین سجدات شُکر کے ادا کرینگے اور خُدا نے جو ہمکو سُجھایا ہے وہ اُنکو بھی سوجھاویگا اور جو کچھہ ہم پر ظاہر کیا ہے وہ اُن پر بھی ظاہر کردیگا اور حقیقت مین یہہ کتاب اُنہین کے لئے تصنیف ہوئی ہے اور یہہ سارا بوجھہ ہم نے اُنہین کی خاطر اُٹھایا ہے وہی ہمارے حقیقی مُخاطب ہین اور اُنکی خیرخواہی اور ہمدردی ہمارے دل مین اِس قدر بھری ہوئی ہے کہ نہ زُبان کو طاقت ہے کہ بیان کرے اور نہ قلم کو قوّت ہے کہ تحریر مین لاوے ۔

بدل دردے کہ دارم از برائے طالبانِ حق — نمے گردد بیان آن درد از تقریر کوتاہم
دل و جانم چنان مُستغرق اندر فکرِ اوشان ست — کہ نے از دل خبر دارم نہ از جانِ خود آگاہم
بدیں شادم کہ غم از بہرِ مخلوقِ خُدا دارم — ازین در لذّتم کز درد مے خیزد ز دل آہم
مرا مقصود و مطلوب و تمنّا خدمتِ خلق ست — ہمین کارم ہمین بارم ہمین رسمم ہمین راہم
نہ من از خود نہم در کوچۂ پند و نصیحت پا — کہ ہمدردی بُرد آنجا بہ جبر و زور و اکراہم
غمِ خلقِ خُدا صرف از زُبان خوردن چہ کار ست این — گرش صد جان بہ پاریزم ہنوزش عُذر مے خواہم

چو شامِ پُر غبار و تیرہ حالِ عالمے بینم خُدا بر وے فرود آرد دعاہائے سحرگاہم

سو اب سب اربابِ صدق و صفا کی خدمت مین التماس ہے جو مجھہ خاکسار کو ایک حقیقی خیر خواہ اور دلی ہمدرد تصوّر فرما کر میری اِس کتاب کو توجّہ کامل سے مطالعہ فرماوین اور جیسا کہ انسان اپنے دوست کی بات مین بہت غور کرتا ہے اور جہان تک ممکن ہو اُسکی نصایحِ مُشفقانہ کو بدظنّی کی نظر سے نہین دیکھتا اور اگر حقیقت مین وہ نصایح اُسکے حق مین بہتر اور مفید ہون تو اپنی ضد چھوڑ کر اُنکو قبول کر لیتا ہے بلکہ اُس دوست کا ممنون اور مشکور ہوتا ہے جو قلبی محبت اور صداقت سے اُسکا ناصح بنا اور جن باتون مین اُسکی خیر اور بھلائی تھی اُن سے اُسکو اطلاع دیدی اسی طرح مین بھی ہر یک قوم کے بُزرگون اور اربابِ علم اور فضل سے مُتوقّع ہون کہ جو جو مین نے بَراہین اور دلائل حقیّتِ دینِ اسلام کے بارے مین لکھی ہین یا جن جن وجوہات سے مین نے کلامِ الٰہی ہونا قُرآنِ مجید کا اور افضل اور اعلیٰ ہونا اُسکا دوسری کُتبِ الہامیّہ سے ثابت کیا ہے اگر اُن ثبوتون کو کامل اور لاجواب پاوین تو انصاف اور خُدا ترسی سے قبول فرماوین اور یون ہی لاپرواہی اور بدظنّی سے مُنہہ نہ پھیر لین †

* **حاشیہ نمبر ۳** اگر کوئی مخالفینِ اسلام مین سے یہ اعتراض کرے کہ قُرآن شریف کو سب الہامی کتابون سے افضل اور اعلیٰ قرار دینے مین یہ لازم آتا ہے کہ دوسری الہامی کتابین ادنیٰ درجہ کی ہون حالانکہ وہ سب ایک خُدا کی کلام ہے اُسمین ادنیٰ اور اعلیٰ کیونکر تجویز ہو سکتا ہے تو اِسکا جواب یہ ہے کہ بے شک یہ اعتبار نفسِ الہام کے سب کتابین مساوی ہین مگر باعتبار زیادت بیانِ امورِ کمالاتِ دین کے بعض کو بعض پر فضیلت ہے پس اسی جہت سے قُرآن شریف کو سب کتابون پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ جسقدر قُرآنِ شریف مین امورِ تکمیلِ دین کے جیسے مسایلِ توحید اور ممانعتِ انواع و اقسامِ شرک اور معالجاتِ امراضِ روحانی اور دلائلِ ابطالِ مذاہبِ باطلہ اور بَراہینِ اثباتِ عقائدِ حقّہ وغیرہ بکمال شدّ و مد بیان فرمائے گئے ہین وہ دوسری کتابون مین درج نہین جیسا کہ ہم ثبوت اِس دعویٰ کا **فصلِ اوّل** اِس کتاب مین بہ تفصیل تمام ذکر کرینگے۔

اور اگر یہ شُبہہ پیدا ہو کہ خدائے تعالیٰ نے حقائق اور معارفِ دینی کو اپنی ساری کتابون مین برابر کیون درج نہ فرمایا اور قُرآن شریف کو سب سے زیادہ جامعِ کمالات کیون رکھا تو ایسا شُبہہ بھی صرف اُس شخص کے دل مین گذریگا کہ جو وحی کی

خاکسارم وسخن ازرہِ غربت گویم　　یعلم اللہ کہ کمس نیست غبارے مارا
مانہ بیہودہ پئے ایں سروکارے بریم　　جلوۂ حُسن کشد جانبِ یارے مارا

صاحبو انسان کی دانشمندی اور زیرکی سب اسی مین ہے کہ وہ اُن اُصولون اور اعتقادون کو جو بعد مرنے کے موجب سعادتِ ابدی یا شقاوتِ ابدی کا ٹھہرینگے اسی زندگی مین خوب معلوم کرکے حق پر قائم اور باطل سے گریزان ہو اور اپنے اُن نازک عقائد کی بنا کہ جنکو مدار نجات کا جانتا ہے اور آخری خوشحالی کا باعث تصور کرتا ہے ثبوتِ کامل اور مستحکم پر رکھے اور ایسی باتون پر جو چھٹپن مین کسی پالنے والی ماما نے سکھائی تھین مغرور اور فریفتہ نہ رہے کیونکہ صرف ظن اوہام اور خیالات پر بھروسہ کرکے بیٹھے رہنا کہ جنکی حقیت کی اپنے ہاتھ مین ایک بھی دلیل نہین حقیقت مین اپنے نفس کو آپ دھوکا دینا ہے ہر یک عاقل جانتا اور سمجھتا ہے کہ ایسی کتابون یا ایسے اُصول کتابون کے کہ جنکو مختلف قومون نے خُدا کی رضامندی اور اپنی رستگاری کا وسیلہ سمجھ رکھا ہے اور جن کے نہ ماننے سے ایک قوم دوسری قوم کو دوزخ کی طرف بھیج رہی ہے علاوہ شہادتِ الہامیہ کے دلائلِ عقلیہ سے بھی ثابت کرنا اشد ضروری ہے کیونکہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۳ حقیقت کو نہین جانتا اور اِس بات پر اطلاع نہین رکھتا کہ کن تحریکات سے اور کس طرح پر وحی نازل ہوتی ہے سو ایسے شخص پر واضح ہے کہ اصل حقیقت وحی کی یہہ ہے جو نزول وحی کا بغیر کسی موجب کے جو مستدعی نزول وحی ہو ہرگز نہین ہوتا بلکہ ضرورت کے پیش آجانے کے بعد ہوتا ہے اور جیسی جیسی ضرورتین پیش آتی ہین بمطابق اُنکے وحی نبی نازل ہوتی ہے کیونکہ وحی کے باب مین یہی عادت اللہ جاری ہے کہ جب تک باعث محرکِ وحی پیدا نہ ہو لے تب تک وحی نازل نہین ہوتی اور خود ظاہر ہی ہے جو بغیر موجود گی کسی باعث کے جو تحریک وحی کی کرتا ہو یون ہی بلا موجب وحی کا نازل ہوجانا ایک بے فائدہ کام ہے جو خداوند تعالیٰ کی طرف جو حکیم مطلق ہے اور ہر یک کام پر رعایت حکمت اور مصلحت اور مقتضاء وقت کے کرتا ہے منسوب نہین ہوسکتا۔ پس سمجھنا چاہیئے کہ جو قرآن شریف مین تعلیم عقائد کامل اور مفصل طور پر بیان کی گئی اور دوسری کتابون مین بیان نہ ہوئی یا جو امور نکمیل دین کے اُسمین لکھے گئے اور دوسری کتابون مین نہ لکھے گئے تو اسکا یہی باعث ہے کہ پہلی کتابو کو وہ تمام وجوہ محرکِ وحی کے پیش نہ آئے اور قرآن شریف کو پیش آگئے اور خود ظاہر ہوجاتا ہے کہ تمام وجوہ محرکِ وحی کے کسی زمانہ مین قرآن شریف کے ایک ہی محل تھا چنانچہ اِس بات کا ثبوت بفصل اوّل مین بدلائل کاملہ دیا جائیگا منہ

اگرچہ شہادتِ الہامی بڑی معتبر خبر ہے اور استکمالِ مراتبِ یقین کا اُسی پر موقوف ہے لیکن اگر کوئی کتاب مدعی کی کسی ایسے امر کی تعلیم کرے کہ جسکے امتناع پر کھلا کھلی دلائلِ عقلیہ قائم ہوتی ہین تو وہ امر ہرگز درست نہین ٹھہر سکتا بلکہ وہ کتاب ہی باطل یا محرّف یا مُبدّل المعنی کہلائیگی کہ جس مین کوئی ایسا خلافِ عقل امر لکھا گیا پس جبکہ تصفیہ ہر یک امر کے جائز یا ممتنع ہونے کا عقل ہی کے حکم پر موقوف ہے اور ممکن اور محال کی شناخت کرنے کے لئے عقل ہی معیار ہے تو اِس سے لازم آیا کہ حقیّت اُصولِ نجات کی بھی عقل ہی سے ثابت کی جائے کیونکہ اگر اُصول مذاہبِ مُختلفہ کے دلائلِ عقلیہ سے ثابت نہ ہون بلکہ اُنکا باطل اور ممتنع اور محال ہونا ثابت ہو تو پھر ہمین کیونکر معلوم ہو کہ زید کے اُصول سچے اور بکر کے جھوٹے ہین یا ہندوؤن کی پُستک غلط اور بنی اسرائیل کی کتابین صحیح ہین اور نیز اگر حق اور باطل مین عقلاً کچھ فرق قائم نہ ہو تو پھر اِس حالت مین کیونکر ایک طالب حق کا جھوٹ اور سچ مین تمیز کرکے جھوٹ کو چھوڑے اور سچ کو اختیار کرے اور کیونکر ایسے اُصولون کے نہ ماننے سے کوئی شخص خُداوند تعالیٰ کے حضور مین مُلزم ٹھہرے ✻ اور جبکہ ہم فی الحقیقت اپنی نجات کے لئے ایسے عقائد کے مُحتاج ہین کہ جبکا حق ہونا دلائلِ عقلیہ سے ثابت ہو تو پھر یہہ سوال ہوگا کہ وہ عقائدِ حقّہ کیونکر ہمین معلوم ہون اور کس یقینی اور کامل اور آسان ذریعہ

✻ حاشیہ نمبر ۳ غیر معقول اُصول کہ جسکے امتناع پر عقل دلائل بیّنہ پیش کرتی ہے ہرگز سچے نہیں ہوسکتے کیونکہ اگر وہ سچے ہون تو پھر ہر یک امر مین دلائلِ قطعیہ عقلیہ کا اعتبار اُٹھ جائیگا پس جب وہی اُصول جو مدارِ نجات کا سمجھے گئے تھے سچے نہ ہوئے تو پھر بالضرور ایسے لوگ جو اُن پر بھروسہ کئے بیٹھے تھے بغیر نجات کے رہ جائینگے اور مستوجب عذابِ ابدی اور عقوبتِ دائمی کے ٹھہرینگے کیونکہ اُنکے اپنے گھر کے اُصول تو جھوٹے نکلے اور سچے اُصولون کو جو عقل کے مطابق تھے اُنہون نے پہلے ہی سے قبول نہ کیا اور یہہ بات اسی دُنیا مین ظاہر ہے کہ جو شخص کسی امر ممتنع اور محال یا دروغ اور باطل کو اپنا اعتقاد ٹھہراتا ہے اور مدلل اور ثابت شدہ باتون کو قبول نہین کرتا اُسکو کیسی کیسی ندامتین اُٹھانی پڑتی ہین اور کیا کچھہ اہلِ تحقیق کے مُنہہ سے سُننا پڑتا ہے بلکہ اپنا ہی نفس اُسکا ہر وقت اُسکو ملزم قرار دیتا ہے اور بسا اوقات گھبراکر آپ ہی اپنے دل سے خطاب کرتا ہے جو یہہ کیا واہیات اعتقاد ہے جو مین نے اختیار کر رکھا ہے پس یہہ ہی ایک عذابِ روحانی ہے جو اِسی جہان مین اُسپر نازل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ منہ

سے ہم اُن تمام عقائد کو معہ اُنکی دلائل کے بآسانی دریافت کرلین اور حق الیقین کے مرتبہ تک پہنچ جائین پس اسکے جواب مین عرض کیا جاتا ہے کہ وہ یقینی اور کامل اور آسان ذریعہ کہ جس سے بغیر تکلیف اور مشقت اور مزاحمت شکوک اور شبہات اور خطا اور سہو کے اُصول صحیحہ معہ اُنکی دلائل عقلیہ کے معلوم ہوجائین اور یقین کامل سے معلوم ہون وہ قرآن شریف ہے اور بجز اُسکے دُنیا مین کوئی ایسی کتاب نہین اور نہ کوئی ایسا دوسرا ذریعہ ہے کہ جس سے یہہ مقصد اعظم ہمارا پورا ہوسکے ٭ صاحبو مین نے بہ یقین تمام معلوم کرلیا ہے اور جو شخص اُن باتون پر غور کریگا

٭ حاشیہ نمبر ۴ یہہ قول ہمارا جو یقینی اور کامل اور آسان ذریعہ شناخت عقائد حقہ کا بجز قرآن شریف کے اَور کوئی نہین اپنے موقعہ پر دلائل کاملہ سے ثابت کیا گیا ہے اور جو لوگ دوسری کتابون کے پابند ہین اُنکے اُصولون کا غلط اور باطل اور نادرست ہونا بکمال تحقیق دکھلایا گیا ہے مگر شائد اِس جگہ پر تمہید سماج والے جو کسی کتاب الہامی کے پابند نہین اور اُصول حقہ کے جاننے مین صرف اپنی ہی عقل کو کافی سمجھتے ہین اِس وہم کو دل مین جگہہ دین کہ کیا مجرد عقل انسان کی معرفت اُصول حقہ کے لئے یقینی اور کامل اور آسان ذریعہ نہین سو اگرچہ یہہ وہم اُنکا الہام کے بحث مین ان شاء اللہ عنقریب بہ تفصیل تمام اسی کتاب مین درج ہوگی ہمکو چاہیئے دور کیا جائیگا مگر اِس مقام مین ہی وہم مذکور کا قلع وقمع کرنا ضروری ہے سو واضح ہو کہ اگرچہ یہہ سچ بات ہے کہ عقل ہی خُدا نے انسان کو ایک چراغ عطا کیا ہے کہ جسکی روشنی اُسکو حق اور راستی کی طرف کھینچتی ہے اور کئی طرح کے شکوک اور شبہات سے بچاتی ہے اور انواع اقسام کے بے بُنیاد خیالون اور بیجا وساوس کو دور کرتی ہے نہایت مفید ہے بہت ضروری ہے بڑی نعمت ہے مگر پھر بھی باوجود اِن سب باتون اور اِن تمام صفتون کے اُس مین یہہ نقصان ہے کہ صرف وہی اکیلی معرفت حقائق اشیاء مین مرتبہ یقین کامل تک نہین پہنچا سکتی کیونکہ مرتبہ یقین کامل کا یہہ ہے کہ جیسا کہ حقائق اشیاء کے واقعہ مین موجود ہین انسان کو بھی اُن پر ایسا ہی یقین ہو جائے کہ ہان حقیقت مین موجود ہین مگر مجرد عقل انسان کو اِس اعلیٰ درجہ یقین کا مالک نہین بنا سکتی کیونکہ غائیت درجہ حکم عقل کا یہہ ہے کہ وہ کسی شے کے موجود ہونے کی ضرورت کو ثابت کرے جیسا کسی چیز کی نسبت یہہ حکم دے کہ اِس چیز کا ہونا ضروری ہے یا یہہ چیز ہونی چاہیئے مگر ایسا حکم ہرگز نہین دے سکتی کہ واقعہ مین یہہ چیز ہے بھی اور یہہ پایہ یقین کامل کا کہ علم انسان کا کسی امر کی نسبت **ہونا چاہیئے** کے مرتبہ سے ترقی کرکے **ہے** کے مرتبہ تک پہنچ جائے تب حاصل ہوتا ہے کہ جب عقل کے ساتھہ کوئی دوسرا ایسا رفیق ملتا ہے کہ جو اُسکی قیاسی وجوہات کو تصدیق کرکے واقعات مشہودہ کا لباس پہناتا ہے یعنے جس امر کی نسبت عقل کہتی ہے کہ ہونا چاہیئے وہ رفیق اُس امر کی نسبت یہہ خبر دے دیتا ہے کہ واقعہ مین وہ امر موجود بھی ہے کیونکہ جیسا کہ ہم ابھی بیان کرچکے

کہ جن پر مین نے غور کی ہے وہ بہی بہ یقینِ تمام معلوم کریگا کہ وہ سب اُصول کہ جن پر ایمان لانا ہر یک طالبِ سعادت پر واجب ہے اور جن پر ہم سب کی نجات موقوف ہے اور جن سے ساری اُخروی خوشحالی انسان کی وابستہ ہے وہ صرف قرآن شریف ہی مین محفوظ ہین اور باقی سب کتابون کے اُصول بگڑ گئے ہین اور ایسی جعلی اور مصنوعی اور اِس قدر طریقۂ مستقیمہ حکمت اور مجری طبعی سے دور جا پڑے ہین کہ اُنکے لکہنے سے بہی ہمین شرم آتی ہے اور یہہ قول ہمارا بلا تحقیق نہین مین سچ سچ کہتا ہون کہ اِس کتاب کی تالیف سے پہلے ایک بڑی تحقیقات کی گئی اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۴۰ ہین بقل صرف ضرورت شے کو ثابت کرتی ہے خود شے کو ثابت نہین کرسکتی اور ظاہر ہے کہ کسی شے کی ضرورت کا ثابت ہونا امرِ دیگر ہے اور خود اُس شے کا ثابت ہوجانا امرِ دیگر بہرحال عقل کے لئے ایک رفیق کی حاجت ہوئی کہ تا وہ رفیق عقل کے اِس قیاسی اور ناقص قول کا کہ جو **ہونا چاہیئے** کے لفظ سے بولا جاتا ہے مشہودی اور کامل قول سے جو **ہے** کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے جبر نقصان کرے اور واقعات سے جیسا کہ وہ نفس الامر مین واقعہ مین آگاہی بخشے سو خدا نے جو رب العالمین رحیم و کریم ہے اور انسان کو مراتب قصوی یقین تک پہنچانا چاہتا ہے اِس حاجت کو پوری کیا ہے اور عقل کے لئے کئی رفیق مقرر کرکے راستہ یقین کامل کا اُسپر کہولدیا ہے تا نفس انسان کا کہ جسکی ساری سعادت اور نجات یقین کامل پر موقوف ہے اپنی سعادتِ مطلوبہ سے محروم نہ رہے اور **ہونا چاہیئے** کے نازک اور پُرخطر پُل سے کہ عقل نے شکوک اور شُبہات کے دریا پر باندہا ہے بہت جلد آگے عبور کرکے **ہے** کے قصرِ عالی مین جو دارالامن والاطمینان ہے داخل ہوجائے اور وہ رفیق عقل کے جو اُسکے یار اور مددگار ہین ہر مقام اور موقعہ مین الگ الگ ہین لیکن از روئے حصر عقلی کے تین سے زیادہ نہین اور اُن تینون کی تفصیل اِس طرح پر ہے کہ اگر حکم عقل کا دُنیا کے محسوسات اور مشہودات سے متعلق ہو جو ہر روز دیکہے جاتے یا سُنے جاتے یا سونگہے جاتے یا ٹٹولے جاتے ہین تو اُس وقت رفیق اُسکا جو اُسکے حکم کو یقین کامل تک پہنچاوے مشاہدہ صحیحہ ہے کہ جسکا نام تجربہ ہے۔ اور اگر حکم عقل کا اُن حوادث اور واقعات سے متعلق ہو جو مختلف ازمنہ اور امکنہ مین صدور پاتے رہے ہین یا صدور پاتے ہین تو اُسوقت اُسکا ایک اور رفیق بنتا ہے کہ جسکا نام تواریخ اور اخبار اور خطوط اور مراسلات ہے اور وہ بہی تجربہ کی طرح عقل کی دودہ امیز روشنی کو ایسا مصفا کردیتا ہے کہ بہر اُسمین شک کرنا ایک حمق اور جنون اور سودا ہوتا ہے اور اگر حکم عقل کا اُن واقعات سے متعلق ہو جو ماوراء المحسوسات ہین جنکو ہم نہ آنکہہ سے دیکہہ سکتے ہین اور نہ کان سے سُن سکتے ہین اور نہ ہاتہہ سے ٹٹول سکتے ہین اور نہ اِس دُنیا کی تواریخ سے دریافت کرسکتے ہین تو اُسوقت اُسکا ایک تیسرا رفیق بنتا ہے کہ جسکا نام الہام اور وحی ہے اور قانونِ قدرت بہی یہی چاہتا ہے کہ جیسے پہلے دو مواضع مین عقل ناتمام کو دو رفیق میسر آگئے ہین تیسرے موضع مین بہی میسر آجاوے

ہر ایک مذہب کی کتاب دیانت اور امانت اور خوض اور تدبّر سے دیکھی گئی اور فرقانِ مجید اور اُن کتابوں کا باہم مقابلہ بھی کیا گیا اور زبانی مباحثات بھی اکثر قوموں کے بزرگ علماء سے ہوتے رہے غرض جہان تک طاقتِ بشری ہے ہر ایک طور کی کوشش اور جان فشانی اظہارِ حق کے لئے کی گئی بالآخر اُن تمام تحقیقاتوں سے یہ امر بپایہ ثبوت پہنچ گیا کہ آج روئے زمین پر سب الہامی کتابوں میں سے ایک فرقانِ مجید ہی ہے کہ جسکا کلامِ الٰہی ہونا دلائلِ قطعیہ سے ثابت ہے جسکے اصول نجات کے بالکل راستی اور وضعِ فطرتی پر مبنی ہیں جسکے عقائد ایسے

بقیہ حاشیہ نمبر ۴ کیونکہ قوانینِ فطرتیہ میں اختلاف نہیں ہوسکتا بالخصوص جبکہ خدا نے دُنیا کے علوم اور فنون میں کہ جنکے نقصان اور سہو اور خطا میں جنداں حرج ہی نہیں انسان کو ناقص رکھنا نہیں چاہا تو اس صورت میں خدا کی نسبت یہہ بڑی بدگمانی ہوگی جو ایسا خیال کیا جاوے جو اُس نے اُن امور کی معرفت تامہ کے بارے میں کہ جن پر کامل یقین رکھنا نجات اُخروی کی شرط ہے اور جنکی نسبت شک رکھنے سے جہنّم ابدی طیار ہے انسان کو ناقص رکھنا چاہا ہے اور اُسکے علمِ اُخروی کو صرف ایسے ایسے ناقص خیالات پر ختم کردیا ہے کہ جن کی محض اٹکلوں پر ہی ساری بُنیاد ہے اور ایسا ذریعہ اُسکے لئے کوئی بھی مقرر نہیں کیا کہ جو شہادتِ واقعہ دیکر اُسکے دل کو یہہ تسلی اور تشفّی بخشے کہ وہ اُصولِ نجات کہ جنکا ہونا عقل بطور قیاس اور الکل کے تجویز کرتی ہے وہ حقیقت میں موجود ہیں اور جس ضرورت کو عقل قایم کرتی ہے وہ فرضی ضرورت نہیں بلکہ حقیقی اور واقعی ضرورت ہے۔ اب جبکہ یہہ ثابت ہوا کہ آیات میں یقین کامل صرف الہام ہی کے ذریعہ سے ملتا ہے اور انسان کو اپنی نجات کے لئے یقین کامل کی ضرورت ہے اور خود بغیر یقین کامل کے ایمان سلامت لیجانا مشکل تو نتیجہ ظاہر ہے کہ انسان کو الہام کی ضرورت ہے اور اس جگہ یہہ بھی جاننا چاہیئے کہ اگرچہ ہر ایک الہام الٰہی یقین دلانے کے لئے ہی آیا تھا لیکن قرآن شریف نے اُس اعلیٰ درجہ یقین کی بُنیاد ڈالی کہ جس حد ہی کردی تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ پہلے جتنے الہام خدا کی طرف سے نازل ہوئے وہ صرف شہادت واقعہ کی ادا کرتے رہے اور اُنکی ساری طرز منقولات کی طرز تھی اور اسی باعث سے وہ آخر مین بگڑ گئے اور خود غرضوں اور خود پرستوں نے کچھ کا کچھ سمجھ لیا لیکن قرآن شریف کی تعلیم نے عقل کا بھی سارا بوجھ آپ ہی اُٹھالیا اور انسان کو ہر ایک طرح کی مشکلات سے خلاصی بخشی آپ ہی مخبرِ صادق ہوکر آیات کے واقعات کی خبر دی اور یہہ آپ ہی عقلی طور پر اُس خبر کو بپایہ ثبوت پہنچایا جو شخص دیکھے اُسے معلوم ہوکر قرآن شریف میں دو امر کا التزام اوّل سے آخر تک پایا جاتا ہے ایک عقلی وجوہ اور دوسری الہامی شہادت یہہ دونوں امر قرآن مجید میں دو بزرگ نہروں کی طرح جاری ہیں جو ایک دوسرے کے محاذی اور ایک دوسرے پر اثر ڈالتے چلے جاتے ہیں عقلی وجوہ کی جو نہر ہے وہ یہہ ظاہر کرتی گئی ہے کہ یہہ امر ایسا ہونا چاہیئے اور جو اُسکے مقابلہ پر الہامی شہادت کی نہر ہے وہ بزرگ اور راستباز مخبر کی مع

کامل اور مستحکم ہین جو براہینِ قویہ اُنکی صداقت پر شاہد ناطق ہین جس کے احکام حق محض پر قائم ہین جس کی تعلیمات ہر یک طرح کی آمیزشِ شرک اور بدعت اور مخلوق پرستی سے بکلّی پاک ہین جس مین توحید اور تعظیم الٰہی اور کمالات حضرت عزّت کے ظاہر کرنے کے لئے انتہا کا جوش ہے جس مین یہہ خوبی ہے کہ سراسر وحدانیتِ جنابِ الٰہی سے بھرا ہوا ہے اور کسی طرح کا دبہ نقصان اور عیب اور نالائق صفات کا ذاتِ پاک حضرت باریتعالیٰ پر نہین لگاتا اور کسی اعتقاد کو زبردستی تسلیم کرانا نہین چاہتا بلکہ جو تعلیم دیتا ہے اُسکی صداقت کی وجوہات پہلے دکھلا لیتا ہے اور ہر ایک مطلب اور مدعا کو حجج اور براہین سے ثابت کرتا ہے اور ہر یک اُصول کی حقیّت پر دلائلِ واضح بیان کرکے مرتبۂ یقین کامل اور معرفتِ تام تک پہنچاتا ہے اور جو جو خرابیان اور ناپاکیان اور خلل اور فساد لوگون کے عقائد اور اعمال اور اقوال اور افعال مین پڑے ہوئے ہین اُن تمام مفاسد کو روشن براہین سے دور کرتا ہے اور وہ تمام آداب سکھاتا ہے کہ جنکا جاننا انسان کو انسان بننے کے لئے نہایت ضروری ہے اور ہر یک فساد کی اُسی زور سے مدافعت کرتا ہے کہ جس زور سے وہ آج کل پھیلا ہوا ہے اُس کی تعلیم نہایت مستقیم اور قوی اور سلیم ہے گویا احکام قدرتی کا ایک آئینہ ہے اور قانون فطرت کی ایک عکسی تصویر ہے اور بینائی دلی اور بصیرتِ قلبی کے لئے ایک آفتابِ چشم افروز ہے اور عقل کے اجمال کو تفصیل دینے والا اور اُسکے نقصان کا جبر کرنے والا ہے لیکن دوسری کتابین جو الہامی کہلاتی ہین جب اُنکی حالتِ موجودہ کو دیکھا گیا تو بخوبی ثابت ہوگیا جو وہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۳ یہہ دلون کو تسلی بخشی گئی ہے کہ واقعہ مین ہی ایسا ہی ہے اور طرزِ فرقانی سے جو طالبِ حق کو حق کے معلوم کرنے مین آسانی ہے وہ بھی ظاہر ہے کیونکہ پڑھنے والا فرقانِ مجید کا ساتھ ساتھ دلائلِ عقلی کو بھی معلوم کرتا جاتا ہے ایسے دلائل کہ جس سے زیادہ تر محکم دلائل کسی دفترِ فلسفی مین مرقوم نہین جیسا کہ ہم اِس دعوےٰ کو اسی کتاب کی فصل اوّل مین ثابت کرینگے اور پھر دوسری طرف الہامِ الٰہی سے شہادتِ واقعہ پاکر اعلیٰ درجہ یقین کو پہنچ جاتا ہے اور یہہ سب کچھ اُسکو مفت ملتا ہے جو دوسرے شخص کو ساری عُمر کی مغز خواری اور جان کنی سے بھی نہین مل سکتا پس ثابت ہوا کہ یقینی اور کامل اور آسان ذریعہ شناختِ اُصولِ حقّہ کا اور اُن سب عقائد کا کہ جنکے علمِ یقینی پر ہماری نجات موقوف ہے صرف قرآن شریف ہے اور یہی ثابت کرنا تھا۔ منہ

سب کہتا ہین اُن صفاتِ کاملہ سے بالکل خالی اور عاری ہین اور خُدا کی ذات اور صفات کی نسبت طرح طرح کی بدگمانیان اُن مین پائی جاتی ہین اور مُقلّد اُن کتابون کے عجیب عجیب عقائد کے پابند ہو رہے ہین کوئی فرقہ اُن مین سے خُدا کو خالق اور قادر ہونے سے جواب دے رہا ہے اور قدیم اور خود بخود ہونے مین اُسکا بھائی اور حصّہ دار بن بیٹھا ہے اور کوئی بُتون اور مورتون اور دیوتون کو اُسکے کارخانہ مین دخیل اور اُسکی سلطنت کا مدار المہام سمجھ رہا ہے کوئی اُسکے لئے بیٹے اور بیٹیان اور پوتے اور پوتیان تراش رہا ہے اور کوئی خود اُسی کو مجسمہ اور کُنبہ کا جنم دے رہا ہے غرض ایک دوسرے سے بڑھکر اُس ذاتِ کامل کو ایسا خیال کر رہے ہین کہ گویا وہ نہایت ہی بدنصیب ہے کہ جس کمال تام کو اُسکے لئے عقل چاہتی تھی وہ اُسکو میسّر نہ ہوا اب اے بھائیو خلاصۂ کلام یہہ ہے کہ جب مین نے ایسے ایسے باطل عقائد مین لوگون کو مُبتلا دیکھا اور اِس درجہ کی گمراہی مین پایا کہ جسکو دیکھکر جی پگھل آیا اور دل اور بدن کانپ اُٹھا تو مین نے اُنکی رہنمائی کے لئے اِس کتاب کا تالیف کرنا اپنے نفس پر ایک حقِ واجب اور دینِ لازم دیکھا جو بُجز ادا کرنے کے ساقط نہ ہوگا چنانچہ مسودہ اِس کتاب کا خُدا کے فضل اور کرم سے تھوڑے ہی دنون مین اور ایک قلیل بلکہ اقلّ مُدّت مین جو عادت سے باہر تھی طیّار ہوگیا اور حقیقت مین یہہ کتاب طالبانِ حق کو ایک بشارت اور مُنکرانِ دینِ اسلام پر ایک حُجّتِ الٰہی ہے کہ جسکا جواب قیامت تک اُن سے مُیسّر نہین آسکتا اور اِسی وجہ سے اِسکے ساتھہ ایک اشتہار بھی انعامی دس ہزار روپیہ کا شامل کیا گیا کہ تا ہر یک مُنکر اور معاند پر جو اسلام کی حقیّت سے انکار سی ہے اتمام حُجت ہو اور اپنے باطل خیال اور جھوٹے اعتقاد پر مغرور اور فریفتہ نہ رہے۔

بیا اے طلبگارِ صدق و صواب　　بخوان از سرِ خوض و فکر این کتاب
گرت بر کتابم فتد یک نگاہ　　بدانی کہ تا جنّت این ست راہ
مگر شرطِ انصاف و حق پروریست　　کہ انصاف مفتاح دانشوریست

دو چیز ست چوبانِ دنیا و دین — دلِ روشن و دیدۂ دور بین
کسے کو خرد دارد و نیز داد — نخواہد مگر راہِ صدق و سداد
نہ پیچد سر از آنچہ پاک ست و راست — نتابد رخ از آنچہ حق و بجاست
چو بیند سخن را ز حق پرورے — دگر در سخن کم کند داورے
الا ایکہ خواہی نجات از خدا — بقصرِ نجات از درِ حق در آ
بحق گرد و حق را بخاطر نشان — منہ دل بباطل جو کژ خاطران
مشو عاشقِ زشت روزِ نہار — وگر خوب گم گرد از روزگار
زمین از زراعت تہی داشتن — بہ از تخمِ خار و خسک کاشتن
اگر گردد دیدۂ عقل باز — بجوئی رہِ حق ز عجز و نیاز
طلبگار گردی بصدقِ دلی — بخواب اندر اندیشۂ ہم نگلی
نگیری دمے استراحت ازان — مگر چون ز حق باز یابی نشان
اجل بر سرت ہستی ات چون حباب — تو زین سان سر اندر نہادہ بخواب
بآباء و اجداد پیشین نگر — کہ چون در گذشتند زین رہگذر
بیادت نماندست انجامِ شان — فراموش کردی در اندک زمان
خودت با اجل چیست از مکر و بند — چہ دیوار داری کشیدہ بلند
چو ناگہ نہنگِ اجل در کشد — چرا آدمی این چنین سر کشد
بدنیائے دون دل مبند ایجوان — تماشائے آن بگذر و ناگہان

بدُنیا کسے جاودانہ نماند　　بہ یک رنگ وضعِ زمانہ نماند
بدستِ خود از حالتِ دردناک　　سپردیم بسیارکس را بہ خاک
چو خود دفن کردیم خلقے کثیر　　چرا یاد ناریم روزِ اخیر
ز خاطر چرا یادِ شان افگنیم　　نہ ما آہنِ جسم و روئین تنیم
بترس اے معاند ز قہرِ خدا　　کہ سخت ست قہرِ خداوندِ ما
بناکردنِ ترسِ پروردگار　　بسا شہر ویران شدند و دیار
ازان بے ہراسان نشانے نماند　　نشانی چہ یک استخوانے نماند
ہمہ زیرکی در ہراسیدن ست　　وگرنہ بلا بر بلا دیدن ست
بناپاکی و خُبث ہا زیستن　　بہ از اینچنین زیست نازیستن
بیاؤ بنہ سوئے انصاف گام　　ز کین توبہ کردن چرا شد حرام
یقین دان کہ قولم ز حق پرولیست　　نہ لاف و گزاف ست و نے سرسریست
بہر مذہبے غور کردم بسے　　شنیدم بدل حجّتِ ہر کسے
بخواندم ز ہر ملّتے دفترے　　بدیدم ز ہر قوم دانشورے
ہم از کودکی سوئے ایں تا ختم　　درین شغل خود را بپرداختم
جوانی ہمہ اندرین باختم　　دل از غیرِ این کار پرداختم
بماندم درین غم زمانِ دراز　　نخفتم ز فکرش شبانِ دراز
نگہہ کردم از روئے صدق و سداد　　بہ ترسِ خدا و بعدل و بداد

چو اسلام دینے قوی و متین ندیدم کہ بر منبعش آفرین
چنان وارد این دین صفا بتبیین بشر کہ حاسد بہ بیند در و رہ خویش
نمائید ازان گونہ را ہ صفا کہ گردد بصدقش خرد رہنما
ہمہ حکمت آموزد و عقل و داد رہاند ز ہر نوع جہل و فساد
ندارد دگر مثلِ خود در ہلاد خلافش طریقے کہ مثلش مباد
اصولش کہ ہست آن مدارِ نجات چو خورشید تابد بصدق و ثبات
اصولِ دگر کیش ہا ہم عیان نہ چیزے کہ پوشید نشش مے توان
اگر نا مسلمان خبر داشتے بجان جنسِ اسلام نگذاشتے
محمدؐ مہین نقش نورِ خداست کہ ہرگز چنوئے بگیتی نخاست
تہی بود از راستی ہر دیار بکردارِ آن شب کہ تاریک و تار
خدائش فرستاد و حق گسترید زمین را بدان مقدمے جان دمید
نہالیست از باغِ قدس و کمال ہمہ آلِ او ہمچو گلہائے آل

دوم یہہ امر بھی قابلِ گذارش ہے کہ اگر کوئی صاحب برطبق شرائط مندرجۂ اشتہار کے جواب اِس کتاب کا لکھنا چاہین تو اُن پر لازم ہوگا کہ جیسا کہ اشتہار مین قرار پا چکا ہے دونون طور پر جواب تحریر فرماوین یعنے بغرض مقابلہ دلائلِ فرقانِ مجید کے اپنی کتاب کی دلائل بھی پیش کرین اور ہماری دلائل کو بھی توڑ کر دکھلاوین اور اگر اپنی کتاب کی دلائل بالمقابل پیش نہین کرینگے اور صرف ہماری دلائل کی جرح قدح کی طرف متوجہ ہونگے تو اِس سے یہہ

سمجھا جائیگا کہ وہ اپنی کتاب کی دلائل حقیّت کے پیش کرنے سے بکلّی عاجز ہین اور یہہ بات واضح رہے کہ ہم بدل خواہشمند ہین کہ اگر کسی صاحب کو اِس بات مین ہم سے اتفاق رائے نہ ہو جو قرآنِ مجید حقیقت مین خُدا کی کتاب اور سب الہی کتابون سے افضل اور اعلیٰ ہے اور اپنی حقانیّت کے ثبوت مین بے مثل و مانند ہے تو وہ اپنے اِس خیال کی تائید مین ضرور کچھہ قلم زنی کرین اور ہم سچ سچ کہتے ہین جو ہم اُنکی اِس تکلیف کشی سے نہائیت ہی ممنون ہونگے کیونکہ ہم ہر چند سوچتے ہین کہ ہم کیونکر عامۂ خلائق پر یہہ بات ظاہر کردین کہ جو جو فضائل اور خوبیان قرآنِ مجید کو حاصل ہین یا جن جن دلائل اور براہین قاطعہ سے قرآن شریف کا کلام الہی ہونا ثابت ہے وہ فضیلتین اور وہ ثبوت دوسری کتابون کے لئے ہرگز حاصل نہین تو بعد بہت سی سوچ کے ہمکو اِس سے بہتر اور کوئی تدبیر معلوم نہین ہوتی کہ کوئی صاحب اُن وجوہات اور اُن ثبوتون کو جو ہم نے قرآنِ مجید کی حقیّت اور افضلیّت پر لکھی ہین اپنی کتاب کی نسبت دعویٰ کرکے کوئی رسالہ شائع کرے اور اگر ایسا ہوا اور خُدا کرے کہ ایسا ہی ہو تو پھر آفتاب صداقت اور بزرگی قرآن شریف کا ہر یک ضعیف البصر پر بھی ظاہر ہو جائیگا اور آئندہ کوئی سادہ لوح مخالفین کے بہکانے مین نہین آویگا اور اگر اِس کتاب کے ردّ لکھنے والا کوئی ایسا شخص ہو جو کسی کتاب الہامی کا پابند نہین جیسے برہمو سماج والے ہین تو اُس پر صرف یہی واجب ہوگا جو ہماری سب دلائل کو نمبروار توڑ کر دکھلاوے اور اپنے مخالفانہ خیالات کو بمقابلہ ہمارے عقائد کے عقلی دلائل سے ثابت کرکے دکھلاوے پس اگر کوئی ایسا شخص بھی اُٹھا تو اُسکی عبرت انگیز تحریرات سے بھی لوگون کو بڑا فائدہ ہوگا اور جو صاحبان برہمو سماج ہمیشہ عقل عقل کرتے ہین اُنکی عقل کا بھی قصہ پاک ہو جائیگا غرض ہم یقیناً جانتے ہین جو ہماری کتاب کی اُسی دن پوری پوری تاثیر ہوگی اور اُسی وقت اُسکا ٹھیک ٹھیک قدر بھی معلوم ہوگا کہ جب بمقابلہ اُسکی حقانیّت کی دلائل کے کوئی صاحب اپنی کتاب کی بھی دلائل پیش کرینگے یا اِس زمانہ کے آزاد مشربون کی طرح صرف اپنے خود تراشیدہ عقائد پر وجوہات دکھلائینگے کیونکہ ہر یک چیز

کا قدر و منزلت مقابلہ سے ہی معلوم ہوتا ہے اور پھول کی خوبی اور لطافت تب ہی ظاہر ہوتی ہے کہ جب خار بھی اُسکے پہلو مین ہو۔

گر نہ بودے در مقابل روئے مکروہ وسیہ — کس چہ دانستے جمال شاہدِ گلفام را
گر مُیسّر آمدے بخصمے کار در جنگ و نبرد — کے شدے جوہر عیان شمشیرِ خون آشام را
روشنی را قدر از تاریکی است و تیرگی — واز جہالت ہاست عزّ و و قرِ عقلِ تام را
حُجّتِ صادق ز نُقص و قدح روشن تر شود — عُذرِ نامعقول ثابت میکند الزام را

اور اِس جگہہ یہہ بہی التماس ہے کہ جو صاحب ردّ لکہنے کی طرف مُتوجّہ ہون وہ اِس بات کو یاد رکہین کہ اگر اظہارِ حق منظور ہے اور انصاف مدِ نظر ہے اور پورا کرنا شرط اشتہار کا مقصود خاطر ہے تو ہماری دلائل کو اپنی کتاب مین تمام و کمال نقل کرین اور نمبروار جواب دین اِس طرح پر کہ اوّل ہماری دلیل کو بالفاظہٖ درج فرماوین اور پھر اُسکا جواب بہ تصریح لکہین کہ جس مین کسی طرح کا اجمال اور اہمال نہ ہو کہ تا ہر یک مُنصف پر نظر ڈالتے ہی روشن ہو جائے کہ جواب ادا ہو گیا یا نہین کیونکہ خُلاصون مین پوری پوری کیفیّت استدلال کی معلوم نہین ہو سکتی اور بہت سے ایسے مطالب ہوتے ہین کہ بر وقت اختصار کے معاندین کے خائنانہ تصرّفات سے یا اُنکی جہالت اور سادہ لوحی سے فوت ہو جاتے ہین بلکہ بسا اوقات حذف و اسقاط سے اصل مدعا شخص مدلّل کا کچہہ کا کچہہ بن جاتا ہے پہر ایسی حالت مین یہہ بات غیر ممکن ہو جاتی ہے جو ناظرین اُس کتاب کے کہ جن کے پاس فریقِ ثانی کی کتاب موجود نہین کسی بات کو صحیح طور پر سمجہہ سکین یا کسی رائے کے ظاہر کرنے کا موقعہ پاوین پس چونکہ یہہ کتاب اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے کہ جس مین بہ نیّت تمام حُجّت کے پورا پورا جواب دینے والے کو انعام کثیر دینے کا وعدہ کیا گیا ہے تو ایسی کتاب کے مقابلہ پر فریب اور تدلیس کو استعمال مین لانا ایک بیجا اور بے سود

چالاکی ہے لہذا بجمال تاکید لکھا جاتا ہے کہ صفائی اِسی مین ہے اور صرف اِسی حالت مین کوئی ردّ لکھنے والا شرائطِ استشہار سے استفادہ اُٹھا سکتا ہے کہ جو تقریر ہمارے مُنہ سے نکلی ہے اور جو طرزِ عبارت ہماری کتاب مین مندرج ہے وہ سب کا سب طور پر بترتیبہٖ و بالفاظہٖ بیان کرے۔

سوم یہہ امر بھی ہر یک صاحب پر روشن رہے کہ ہم نے اِس کتاب مین جسقدر دلائل حقیتِ قرآن مجید اور براہین صدقِ رسالتِ حضرتِ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلّم لکھی ہین یا جو جو فضائل اور محاسن قرآن شریف کے اور آیاتِ بیّنات منجانب اللہ ہونے اُس کتاب کے کتاب ہذا مین درج کئے ہین یا جس طور کا اُسکی نسبت کوئی دعویٰ کیا ہے وہ سب دلائل وغیرہ اُسی مُقدّس کتاب سے ماخوذ اور مستنبط ہین یعنے دعویٰ بھی وہی لکھا ہے جو کتابِ ممدوح نے کیا ہے اور دلیل بھی وُہی لکھی ہے جو اُسی پاک کتاب نے اُسکی طرف اشارہ فرمایا ہے نہ ہم نے فقط اپنے ہی قیاس سے کوئی دلیل لکھی ہے اور نہ کوئی دعویٰ کیا ہے چنانچہ جا بجا وہ سب آیات کہ جن سے ہماری دلائل اور دعاوی ماخوذ ہین درج کرتے گئے ہین پس جو صاحب بمقابلہ ہماری دلائل کے کچھہ اپنی کتاب کے متعلق لکھنا چاہین یا کوئی دعویٰ کرین تو اُن پر بھی لازم ہے جو یا بندی اِسی طریق معہود ہمارے کے کاربند ہون یعنی وُہی دعویٰ اور وُہی دلیل نفسِ کتاب اور اُصول کتاب کے اثبات کی نسبت پیش کرین جو اُنکی کتاب مین مندرج ہو اور اِس جگہہ یہہ بھی یاد رکھین کہ دلیل سے مُراد ہماری عقلی دلیل ہے کہ جسکو معقول لوگ اپنے مطالب کے اثبات مین پیش کیا کرتے ہین کوئی کتھا یا قصّہ یا کہانی مُراد نہین ہے غرض ہر یک باب مین عقلی دلیل جو کتابِ الٰہامی مین درج ہو دکھلاوین اور صرف اپنے ہی خیال سے کوئی قیاسی امر بیان کرنا کہ جسکا کوئی اصل صحیح کتاب مین نہین پایا جاتا روا نہ رکھین کیونکہ ہر عاقل جانتا ہے کہ ربّانی کتاب کا یہہ آپ ذمّہ ہے کہ اپنے الٰہامی ہونیکے بارے مین جو جو دعویٰ کرتا واجب ہے وہ آپ کرے اور اُسکی دلائل بھی آپ لکھے اور

ایسا ہی اپنے اصولوں کی حقیت کو آپ دلائل واضحہ سے بپایہ صداقت پہنچاوے نہ یہہ کہ کتاب الہامی اپنا دعوی پیش کرنے اور اُسکا ثبوت دینے سے قطعاً ساکت ہو اور اپنے اصولوں کی وجوہ صداقت پیش کرنے سے بھی بکلی سکوت اختیار کرے اور کوئی دوسرا اٹھہ کر اُسکی وکالت کرنا چاہے * پس بخوبی یاد خاطر رہے کہ جو صاحب بغرض اثبات حقانیت اپنی کتاب اور اپنے اُصول کے کوئی ایسا دعوی یا دلیل پیش کرینگے کہ جسکو اُنکی الہامی کتاب نے پیش نہین کیا تو یہہ فعل اُنکا اِس امر پر شہادت قاطعہ ہوگا جو کتاب مقبولہ اُنکی کہ جسکو وہ الہامی خیال کر رہے ہین

* حاشیہ نمبر ۵ الہامی کتاب کا اپنے اُصول کی سچائی پر آپ دلائل بیان کرنا اِس وجہ سے بھی ضروری ہے کہ الہامی کتاب کا صرف یہہ منصب نہین ہے کہ اُس سے کوئی شخص طوطے کی طرح چند غیر معقول اور مجہول الکیفیت باتین سیکھہ کر اپنے دل مین سمجھ بیٹھے کہ بس اب مین نجات پاگیا بلکہ عمدہ کام الہامی کتاب کا تو یہی ہے کہ دلائل عقلیہ بتلا کر اُس لازوال مرتبہ یقین تک پہنچاوے جو کسی وسوسہ انداز کے وسوسہ ڈالنے سے زائل نہ ہو سکے تا اُس کامل یقین کی برکت سے سارے اعمال اور اقوال اور عقائد ایماندار کے درست ہو جائین اور تا راستی کو حقیقت مین راستی سمجھ کر اور کجی کو حقیقت مین کجی سمجھ کر حقیقی تقوی کی صفت سے متصف ہو جائے کیونکہ جب تک انسان جہالت کے دوزخ مین پڑا ہوا ہے اور بجز ایمان تقلیدی کے کہ جس پر بباعث غفلت اور لاپروائی اور غلبہ حب دُنیا کے پورا پورا اُسے یقین ہی نہین رہا اور کسی طرح کی عقلی بصیرت اُسکو حاصل نہین تو وہ بڑی خطرہ کی حالت مین ہوتا ہے اور اُسکے حب حال یہہ آیت قرآن شریف کی ہے **من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاٰخرۃ اعمی واضل سبیلا** (سورہ بنی اسرائیل سیپارہ ۱۵) یعنے جو شخص اِس جہان مین اندھا ہے وہ اُس دوسرے جہان مین بھی اندھا ہی ہوگا بلکہ اندھون سے بدتر۔ پس جو کتاب اپنی حقیت اور اپنے اُصول کی حقیت کو ثابت کر کے نہین دکھلاتی وہ انسان پر حقیقی سعادت کا دروازہ نہین کھولتی اور نہ اُسکو عقل اور علم مین ترقی بخشتی ہے بلکہ ترقیات سے روکتی ہے اور مُردے کی طرح صرف تقلید کے گڑھے مین ڈالنا چاہتی ہے کہ جس مین وہ نہ دیکھے نہ سُنے نہ سمجھے اور جو شخص ایسی کتابون کا پیرو ہوتا ہے وہ عقل اور قیاس اور نظر اور فکر سے کچھہ سروکار نہین رکھتا بلکہ محض قصون اور کہانیون پر بھروسہ کر بیٹھتا ہے اور حقائق امور کی تہ کو نہین پہنچتا اور تدبر اور تفکر کی قوت کو بالکل بیکار چھوڑ کر اور اُن تمام استعدادون کو جو اُسکے نفس مین مخزون اور مودع ہین دانستہ تلف کر کے رفتہ رفتہ حیوانات لایعقل سے بھی پرلے پار ہو جاتا ہے اور بالآخر طریق عقل اور قیاس اور فکر اور ادراک سے کہ جس سے انسان کی تمام انسانیت وابستہ ہے بالکل بیگانہ اور ناآشنا ہو کر ایک ایسا مسلوب الحواس بن جاتا ہے کہ پھر

ایفا مضمون اِس شرط سے قاصر ہے۔

چھٹم بخدمت جملہ صاحبان یہہ بھی عرض ہے کہ یہہ کتاب کمال تہذیب اور رعائتِ آداب سے تصنیف کی گئی ہے اور اِسمین کوئی ایسا لفظ نہین کہ جس مین کسی بزرگ یا پیشوا کسی فرقہ کی کسرِ شان لازم آوے اور خود ہم ایسے الفاظ کو صراحتًا یا کنایتًا اختیار کرنا خُبثِ عظیم سمجھتے ہین اور مرتکب ایسے امر کو پرلے درجہ کا شریر النفس خیال کرتے ہین سو اسی طرح ہر یک اپنے شریف مخاطب کو اِس طرف توجّہ دلائی جاتی ہے کہ اُنکی کوششین بھی اِس پایہ سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۵ لائق ہی نہین رہتا کہ اُسکو انسان کہا جائے اور اُسمین یہہ قابلیت ہی نہین رہتی جو عقلی طور پر حق اور باطل مین تمیز کر سکے اور اُسپر وہ تمثیل خوب صادق آتی ہے جو قرآن مجید مین مذکور ہے۔ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ (سورہ اعراف سیپارہ ۹) یعنے وہ لوگ جو صرف باپ دادے کی تقلید پر چلنے والے ہین اُنکے دل تو ہے کہتے ہین پر دلون سے سمجھنے کا کام نہین لیتے اور اُنکی آنکھین ہی ہین پر آنکھون کو دیکھنے سے معطل چھوڑا ہوا ہے اور کان ہی رکھتے ہین پر وہ بھی بیکار پڑے ہوئے ہین یہہ لوگ چارپایون کی طرح ہین بلکہ اُن سے بھی گئے گذرے غرض کلام الٰہی کا یہہ نہایت عُمدہ کام ہے کہ جو جو طاقتین اور قوتین انسان کی فطرت مین ڈالی گئی ہین اُنکو بطور اصلح اور انسب کے اُستعمال مین لانیکی تاکید کرے تا کوئی قوت اور طاقت جو عین حکمت اور مصلحت سے انسان کو عطا کی گئی تھی ضایع نہ ہو جائے یا بطور افراط یا تفریط کے استعمال مین نہ لائی جائے اور منجملہ اُن سب طاقتون کے ایک عقل بھی طاقت ہے کہ جسکی تکمیل مین شرف انسان کا ہے اور جسکے ٹھیک ٹھیک استعمال مین ہونیسے انسان حقیقی طور پر انسان بنتا ہے اور اپنے کمال مطلوب کو پہنچتا ہے اور وہی ایک آلہ انسان کے ہاتھ مین ہے جو بے انتہا ترقیات کے حاصل کرنیکے لئے عام طور پر اُسکو دیا گیا ہے پس ظاہر ہے کہ اگر الہامی کتاب اُس کی مدد اور معاون اور محافظ نہ ہو بلکہ یہہ تعلیم دے جو اُس کو بالکل معطل چھوڑ دینا چاہئے تو ایسی کتاب بجائے اِسکے جو انسان کی فطرتی طاقتون کو وضع استقامت پر چلاوے خود اُن طاقتون کو وضع استقامت پر چلنے سے روکیگی اور بجائے اِسکے جو کچھ یاری اور مددگاری کرے خود رہزن اور مضلّ بن جائیگی اور جو کچھ اُسکے ذریعہ سے سیکھا اور سمجھا یا جائیگا وہ ایسی شے نہ ہوگی کہ جسکو علم اور حکمت کہا جاوے بلکہ صرف خام طمع اور غیر معقول اعتقادون اور بیجا ہوسون اور قصّون اور کہانیون کا ذخیرہ ہوگا اور مقلّد اُسکا سودائیون اور وہمیون کی طرح بغیر رونے کے کاٹنے کی اُمید رکھیگا پس ظاہر ہے کہ ایسی کتاب کہ جسکے اُصولون کی سرسبزی عقل کی تجکمی پر موقوف ہے انسان کو کسی نوع کی بھلائی نہین پہنچا سکتی۔ منہ

مین معروف رہنی چاہئین کہ تمام تحریر اُنکی بشرطیکہ کچھہ تحریر کرین جیسا کہ مُہذّب اشخاص کے لائق ہے سراسر تہذیب پر مبنی ہو اور اوباشانہ کلام اور ہجو اور تہتک مُقدسین اور رسولون اور نبیون سے بکلّی پاک ہو یہہ منصب تالیفاتِ مذہبی کا بڑا نازک منصب ہے اور اِس مین عنانِ حکومت صرف ایک ہی شخص کے ہاتھہ مین نہین ہوتی بلکہ ہر ایک حُسن اور قُبح مین فرق کرنے والے اور مُنصف اور مُتعصّب اور مُفسد اور حق گو کو پہچاننے والے پیچھے لگے ہوئے ہین ایسے شریف لوگ ہر ایک قوم مین کم و بیش موجود ہوتے ہین جو مُفسدانہ اور غیر مُہذّب تقریرون کو بالطبع پسند نہین کرتے اور مُختلف فرقون کے بُزرگ ہادیون کو بدی اور بے ادبی سے یاد کرنا پرلے درجہ کی خباثت اور شرارت سمجھتے ہین اور فی الواقع سچ یہی ہے کہ جن مُقدّسون کو خُدا نے اپنی خاص مصلحت اور ذاتی ارادہ سے مُقتدا اور پیشوا قومون کا بنایا اور جن روشن جوہرون کو اُس نے دُنیا پر چمکا کر ایک عالم کو اُنکے ہاتھہ سے نورِ خُدا پرستی اور توحید کا بخشا جنکی پُرزور تعلیمات سے شِرک اور مخلوق پرستی جو اُم الخبائث ہے اکثر حصّون زمین سے معدوم ہوگئی اور درخت ذکر و حدانیّت الٰہی کا جو سوکھ گیا تھا پھر سرسبز اور شاداب اور خوشحال ہوگیا اور عمارت خُدا پرستی کی جو گر پڑی تھی پھر اپنے مضبوط چٹان پر بنائی گئی جن مقبولون کو خُدا نے اپنے خاص سایۂ عاطفت مین لیکر ایسے عجائب طور پر تائید کی کہ وہ کروڑون مُخالفون سے نہ ڈرے اور نہ تھکے اور نہ گھبرائے اور نہ اُنکی کارروائیون مین کچھہ تنزّل ہوا اور نہ اُن پر کچھہ بلا آئی جب تک کہ اُنہون نے راستی کو ہر یک موذی سے امن مین رکھکر زمین پر قائم نہ کر لیا ایسے مقبولانِ الٰہی کی نسبت زبان درازی کرنا نہایت درجہ کی ناپاکی اور نااہلی اور ہٹ دھرمی ہے۔

ہر کہ تُف افگند بہ مہرِ مُنیر ہم بروئش فتد تُفِ تحقیر
تا قیامت تُف ست بر روئش قُدسیان دور ترند بوئش

اور جو کچھہ مین اِس مقام مین ادب اور حفظ لسان کے بارے مین نصیحت کر رہا ہون یہہ بلاوجہ اور بلا اخلاص سمجھنے کے

نہیں اِس وقت میرے ذہن مین کئی ایک ایسے لوگ حاضر ہین کہ جو انبیا اور رسولون کی تحقیر کرکے ایسا خیال کرتے ہین کہ گویا ایک بڑے ثواب کا کام کر رہے ہین اور ایسے پُر تہذیب فقرے لکھتے ہین کہ جن سے اُن کی طینت کی پاکی خوب ظاہر ہوتی ہے مین نے خوب تحقیق کی ہے کہ اِن نالائق حرکات کے یہی دو باعث ہین کہ جب بعض لوگ حکیمانہ اور معقول کلام کرنے کا مادّہ نہین رکھتے۔ یا جب کسی اہل حق کے الزام اور افحام سے تنگ آجاتے ہین اور رُک جاتے ہین تو پھر وہ اپنی پردہ پوشی اسی مین دیکھتے ہین جو علمی بحث کو ٹھٹھے اور ہنسی کی طرف منتقل کردین اور اگر کسی اَور طور سے نہین تو اسی طرح سے اپنے ہم مشربون مین نام حاصل کرین پس ایسے لوگون کو جو اپنی قوم کے مُعلّم اور اتالیق بن بیٹھتے ہین بغرض حفاظت اُس کُلاہ فضیلت کے بات بات مین ضدیت کرنی پڑتی ہے اور عوام لوگون سے کچھ بڑھکر مادّہ تعصّب کا دکھلانا پڑتا ہے اور اگر سچ پوچھو تو ایسون پر کچھ افسوس ہی نہین کیونکہ جہالت اور تعصّب نے چارون طرف سے اُنکو گھیرا ہوا ہوتا ہے نہ خُدا کا کچھ خوف ہوتا ہے اور نہ ایمان اور حق اور راستی کی کچھ پرواہوتی ہے اور جیفہ دُنیا پر مرے جاتے ہین تو پھر جب کہ اُنکو خُدا سے کچھ غرض ہی نہین اور حیا سے اور شرم سے کچھ کام ہی نہین اور سچ کا قبول کرنا کسی طور سے منظور ہی نہین تو اِس حالت مین اگر وہ اوباشانہ باتین نہ کرین تو اَور کیا کرین اور اگر دُرازبانی ظاہر نہ کرین تو اُنکے ظرف مین اَور کیا ہے جو ظاہر کرین اگر بولین تو کیا بولین اگر لکھین تو کیا لکھین عیسائیون مین باستثنا اُن لوگون کے کہ جنکو تہذیب اور تحقیق سے کچھ غرض نہین ✝ اِس وقت ہزارہا ایسے شریف النفس اور مُنصف مزاج پیدا ہوتے جاتے ہین کہ جنہون نے

✝ **حاشیہ نمبر ۶** اِس اعتراض سے عوام مسیحی بھی خالی نہین کہ علاوہ اُس ذاتی بُغض کے جو اُنکو حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت دلون مین بھرا ہوا ہے باقی تمام نبیون کی عزّت اور تعظیم بھی بجز ایک ذات حضرت مسیح علیہ السلام کے جیسا کہ لائق ہے ہرگز نہین کرتے بلکہ جب ہی سے کہ ایک شخص اصطباغ پاکر حضرت عیسیٰ کو خُدا کا خاص فرزند خیال کرتا ہے اُسی دم سے اَور نبیون کی نسبت اُسکی

دلی انصاف سے عظمت شانِ اسلام کو قبول کر لیا ہے اور تثلیث کے مسئلہ کا غلط ہونا اور بہت سی بدعتوں کا عیسائی مذہب مین مخلوط ہو جانا اپنی تصنیفات مین بڑی شدّ و مد سے بیان کیا ہے مگر افسوس کہ یہہ انصاف ہمارے ہم وطنون آریہ قوم سے مٹا جاتا ہے اس قوم کو تعصّب نے اِسقدر گھیرا ہے کہ انبیاء کا ادب سے نام لینا بھی ایک پاپ سمجھتے ہین اور تمام انبیا کی کسرِ شان کر کے اور سب کو مُفتری اور جعلساز ٹھہرا کر یہہ دعوی بلا دلیل پیش کرتے ہین کہ ایک وید ہی خُدا کی کلام ہے جو ہمارے بزرگون پر نازل ہوئی تھی اور باقی سب الہامی کتابیں

بقیہ حاشیہ نمبر ۶ زبان کھل جاتی ہے خصوصاً ایسے ایسے فقرون نے اُنکو بہت خراب کر رکھا ہے کہ جیسے یہہ لکھا گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے جتنے پہلے نبی آئے وہ سب چور اور ڈاکو تھے مگر یہہ مُتکبرانہ الفاظ کسی حالت مین کسی نیک پاک آدمی کی طرف منسوب نہین ہو سکتے حضرت مسیح تو ایسے خُدا کے متواضع اور حلیم اور عاجز اور بے نفس بندے تھے جو اُنہون نے یہہ بھی روا نہ رکھا جو کوئی اُنکو نیک آدمی کہے پر کیونکر اُنکی طرف کوئی غرور آمیز لفظ کہ جس مین اپنی شیخی اور دوسرے کی توہین پائی جاتی ہے منسوب کیا جائے بے شک اگر ہم خُدا کے پاک نبیون کو چور اور ڈاکو کہین تو ہم چورون اور ڈاکون سے ہزار درجہ بدتر ہین جن دلون پر خُدا کی کلامِ مقدّس نازل ہوتی رہی ہے اگر وہ دل مقدّس نہین تھے تو ناپاک کو پاک سے کیا نسبت تھی یہہ نہایت چالاکی ہے جو خُدا کے ستودہ بندون کی شان مین بیجا الفاظ بولے جائین کیا افسوس کا مقام ہے کہ جو لوگ اپنی خودی سے ایک دم باہر نہین نکلتے اور جنہون نے دُنیا سے ایسی ربط بڑھائی اور تعلق پیدا کئے کہ اُنکے دلون مین ہر دم دُنیا ہی دُنیا ہے وہ خُدا کے مقدّس لوگون کو تحقیر سے یاد کرین اے بھائیو انبیون کا پاک اور کامل اور راستباز ہونا تسلیم کرو تا وہ کتابین بھی پاک ٹھہرین جو نبیون پر نازل ہوئین ورنہ جن دلون سے وہ کتابین نکلی ہین اگر وہ دل ہی پاک نہین تو پھر کتابین کیونکر پاک ہو سکتی ہین کیا ممکن ہے جو ببول کے درخت کو انگور کا پھل لگے یا آگ کو انگیز جب چشمہ کا پانی صاف ہے تو چشمہ بھی صاف ہی سمجھو اگر وہ لوگ چیدہ اور برگزیدہ اور خُدا کے کامل وفادار بندے نہین تھے تو گویا یہہ خُدا پر ہی اعتراض ٹھہرا جو اُسکو ہر قابل کی شناخت نہین اور نعوذ باللہ یہہ ماننا پڑا جو خُدا بھی بد وضع لوگون کی طرح چورون ڈاکون سے ہی میل ملاپ رکھتا ہے تم آپ ہی سوچو کہ جو لوگ خُدا اور خلقت مین واسطہ ہین اور جو آسمانی نورون کو زمین پر پھیلانے والے ہین وہ کامل چاہیئے یا ناقص اور راستباز چاہیئے یا دروغباز جب علت غائی رسالت اور پیغمبری کی عقائدِ حقہ اور اعمالِ صالحہ پر قائم کرنا ہے تو پھر اگر اس علت غائی پر نبی لوگ آپ ہی قائم نہ ہون تو اُنکی کون سُن سکتا ہے اور

جن سے دُنیا کو ہزارہا طور کا فائدہ توحید اور معرفت الٰہی کا پہنچا ہے وہ لوگون نے آپ ہی بنا لی ہین سو اگرچہ یہہ دعویٰ تو اِس کتاب مین ایسا ردّ کیا گیا ہے کہ وید موجودہ کا قصّہ ہی پاک ہوگیا ہے لیکن اِس جگہہ ہمکو یہہ ظاہر کرنا منظور ہے کہ کس قدر اِن لوگون کے خیالات اصول حُسن ظن اور تہذیب اور پاک دلی سے دور پڑے ہوئے ہین اور کیسے یہہ لوگ تعصب قدیم کی شامت سے جو اُنکی رگ و ریشہ اور تار اور پود مین اثر کر گیا ہے اُن نیک ظنی کی طاقتون کو جو انسان کی شرافت اور نجابت اور سعادت کا معیار تہین اور اُسکی انسانیت کا

بقیہ حاشیہ نمبر ۶ کا بکوا اُنکی بات مین اثر ہوگا اُنکو تو اُمّی لوگ ضرور کہینگے کہ اے حکیمو پہلے تم اپنا ہی علاج کراؤ اور ما سوا اِسکے کیا یہہ انصاف ہے یا تہذیب ہے یا خدا ترسی مین داخل ہے جو خُدا کے پاک نبیون کا نام ایسا ننگ اور استخفاف سے لین کہ جیسے کسی ذلیل مذکری یا چوکیدار کا اور اگر کسی دُنیا دار کا نام لکھین تو ایک بالشت بھر القاب لکھتے ہی چلے جائین اِس سے کم نہین کیا یہہ جائز ہے کہ ایک بقّال دولتمند کی تعظیم کے لئے سر و قد اُٹھہ کھڑے ہون اور جن لوگون کو خُدا کی ہمکلامی کی عزت حاصل ہے اور اُنمین وہ خوبیان ہین جو خُدا کو بھا گئی ہین وہ ایسی نظر مین حقیر معلوم ہون جو اُنکی زبان سے بھی تعظیم کی جائے اگر وہ تمہاری دانست مین حقیر ہین تو پھر اُنکو نبی کیون مانتے ہو سیدھے ہی کیون نہین کہتے کہ ہمکو اُنکی نبوّت سے ہی انکار ہے سارا باعث اِن بدگمانیون کا یہہ ہے کہ آپ لوگون کو الہام الٰہی کی حقیقت معلوم نہین اور آپ لوگ ایسا سمجھہ رہے ہین کہ الہام بھی ایک جسمانی خدمت ہے کہ جیسے کسی شخص کو کسی بد انتظام گورنمنٹ سے کوئی عہدہ مثلاً جمعی یا تحصیلداری یا رسالداری کا کچھہ دے دلا کر بغیر دریافت چال چلن اور لیاقت کے مل جاتا ہے یا جس مین حُکّام کو صرف کام لینے سے مطلب ہوتا ہے اور کچھہ تھوڑی سی معمولی نیک چلنی اور لیاقت دیکھی جاتی ہے کیونکہ وہ عہدہ ہی ایسا ذلیل اور ناچیز ہوتا ہے کہ جس مین کامل دیانتداری اور نیک چلنی اور نیک وضعی کی ضرورت نہین ہوتی لیکن اے بھائیو یہہ آپ لوگون کی کمال غلطی ہے وحی الٰہی وہ خُدا کی پاک کلام ہے کہ جس مین منزل علیہ کی طہارت تامہ اور قابلیت کاملہ شرط ہے کیونکہ جو شخص طرح طرح کے غشیۂ جسمانی اور اہوئیہ نفسانی سے محجوب ہے اُسمین اور مُبدا پاک مین پرلے درجہ کی دوری واقعہ ہے کہ جس سے وہ قابل افاضہ الہام الٰہی ہرگز نہین ٹھہر سکتا پس جب تک ایک نفس کو ہر یک قسم کی نالائق باتون سے تنزّہ تام حاصل نہ ہو جائے تب تک وہ نفس قابلیت فیضان وحی کی پیدا نہین کرتا اور اگر تنزّہ تام کی شرط نہ ہوتی اور قابل اور غیر قابل یکسان ہوتا تو سارا جہان نبی ہو جاتا اور جب تنزّہ تام شرط ہے تو پھر نبیون کو اعلیٰ درجہ کے پاک یقین

زیب و زینت نہیں بہ یکبار کہو بیٹھے ہیں ✻ جو اُنکے دلوں میں یہہ خیال سمایا ہوا ہے جو بجز آریہ دلیں کے اور جتنے ملکوں میں نبی اور رسول آئے جنہوں نے بہت سے لوگوں کو تاریکی شرک اور مخلوق پرستی سے باہر

بقیہ حاشیہ نمبر ۶ کرنا چاہیئے کہ جس سے زیادہ تر پاکی نوع انسان کے لئے متصور نہیں اگر حضرت داؤد ایسے ہی پاک نہ ہوتے کہ جیسے حضرت مسیح پاک تھے تو ہرگز نبی ہونے کے لائق نہ ٹھہرتے مسیح کو داؤد سے زیادہ پاک اور بہتر سمجھنا یہی ایک غلط خیال ہے جو باعث سخت ناواقفیت حقیقتِ الہام اور رسالت کے عیسائی لوگوں کے دلوں میں متمکن ہوگیا ہے چنانچہ ہم تفصیل اُسکی معہ تمام دلائل کے اپنے موقعہ پر درج کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ اور اِس جگہہ یہہ بھی یاد رہے کہ ایسے مسیحی کہ جنکا اِس حاشیہ میں ذکر کر رہے ہیں ایک طرف تو خدا کے پاک پیغمبروں سے ٹھٹھا ہنسی کرتے ہیں اور دوسری طرف حضرت مسیح کو خدا تو بنا ہی رکھا ہے مگر علاوہ الوہیت کے نبوت میں ہی سب نبیوں سے افضل اور اعلیٰ سمجھتے ہیں سو واضح رہے کہ یہہ بھی اُنکی ایک دوسری غلطی ہے بلکہ اصل حقیقت یہہ ہے کہ سب نبیوں سے افضل وہ نبی ہے کہ جو دُنیا کا مُربّیٔ اعظم ہے یعنے وہ شخص کہ جس کے ہاتھہ سے فسادِ اعظم دُنیا کا اصلاح پذیر ہوا جس نے توحید گم گشتہ اور ناپدیدشدہ کو پھر زمین پر قایم کیا جس نے تمام مذاہبِ باطلہ کو حُجت اور دلیل سے مغلوب کرکے ہر یک گمراہ کے شُبہات مٹائے جس نے ہر یک ملحد کے وسواس دور کئے اور سچا سامان نجات کا کہ جس کے لئے کسی بیگناہ کو پھانسی دینا ضرور نہیں اور خدا کو اپنی قدیمی اور ازلی جگہہ سے کھسکا کر کسی عورت کے پیٹ میں ڈالنا کچھہ حاجت نہیں اصولِ حقہ کی تعلیم سے ازسرِنو عطا فرمایا پس اِس دلیل سے کہ اُسکا فائدہ اور افاضہ سب سے زیادہ ہے اُسکا درجہ اور رتبہ بھی سب سے زیادہ ہے اب تواریخ بتلاتی ہے کتابِ آسمانی شاہد ہے اور جنکی آنکھیں ہیں وہ آپ ہی دیکھتے ہیں کہ وہ نبی جو بموجب اِس قاعدہ کے سب نبیوں سے افضل ٹھہرتا ہے وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جیسا کہ عنقریب اسی کتاب میں یہہ ثبوت آفتاب کی طرح روشن ہو جائیگا۔ منہ

✻ حاشیہ نمبر ۷ نیک ظنی انسان میں ایک فطرتی قوت ہے اور جب تک کوئی وجہ بدگمانی کی پیدا نہ ہو تب تک اُس قوت کو استعمال میں لانا انسان کا ایک طبعی خاصہ ہے اور اگر کوئی شخص بلاوجہ اُس قوت کا برتنا چھوڑ کر بدظنی کرنے کی عادت پکڑلے تو ایسا انسان سودائی یا وہمی یا مجنون یا مسلوب الحواس کہلاتا ہے مثلاً جیسے کوئی بازار کی شیرینی یا روٹی وغیرہ کو اِس وہم سے کھانا چھوڑ دے کہ کہیں حلوائیوں یا نانبائیوں وغیرہ نے اُن چیزوں میں زہر نہ ملا رکھی ہو یا سفر کی حالت میں ہر یک راستہ بتلانے والے پر شک کرے کہ شائد یہہ مجھے دھوکا ہی نہ دیتا ہو یا حجامت کرانے کے وقت میں حجام سے ڈرے کہ کہیں اُسترہ مار کر مجھے قتل ہی نہ کر دے یہہ سب خیال مُتقدمات جنون اور دیوانگی کے ہیں

نکالا اور اکثر ملکوں کو نورِ ایمان اور توحید سے منوّر کیا وہ سب نعوذ باللہ جھوٹے اور مفتری تھے اور سچی رسالت اور پیغمبری صرف برہمنوں کی وراثت اور انہیں کے بزرگوں کی جاگیر خاص ہے اور اس بارے میں خدا نے ہمیشہ کے لئے انہیں کو ٹھیکہ دے رکھا ہے اور اپنے وسیع دریا ہدایت اور رہنمائی کو انہیں کے چھوٹے سے ملک میں گھسیڑ دیا ہے اور ہمیشہ اسکو انہیں کا دیس اور انہیں کی زبان اور انہیں میں سے پیغمبر پسند آگئے ہیں * اور وہ ہی

بقیہ حاشیہ نمبر ۷ اور جب کوئی دیوانہ ہونے لگتا ہے تو پہلے ایسے ایسے ہی خیالات فاسدہ دل میں اٹھا کرتے ہیں اور ہر روز فتہ بگڑتا سو والی ہو جاتا ہے پس اس سے ثابت ہے کہ بغیر معقول وجوہ رکھنے کے بدظنی کرنا ایک شعبہ دیوانگی کا ہے کہ جس سے عاقل آدمی ضرور ہے کہ پرہیز کرے اور خدا نے قوت نیک ظنی کی جو انسان کی فطرت میں ڈال دی تو اسمیں یہہ حکمت ہے جو بنی آدم میں راست گوئی اور راست روشی ہی ایک فطرتی قوت ہے اور جب تک انسان کسی قاسر سے مجبور نہ ہو نہ جھوٹ بولنا چاہتا ہے اور نہ کسی اور طرح کی بدی کا ارتکاب جائز رکھتا ہے اور اگر نیک ظنی کی قوت انسان کو عطا نہ کی جاتی تو وہ تمام فوائد جو راستگوئی اور راستروشی کی قوت کے ذریعہ سے ایک سے دوسرے کو پہنچتے ہیں اور جن پر تمام مہمات تمدن اور معاشرت اور تدابیر منزلی اور ملکی موقوف ہیں ضائع ہو جاتے اور نفوس انسانی جمیع منافع سے جو قوت مذکور کے استعمال پر مرتب ہوتے ہیں محروم رہ جاتے مثلاً یہہ نیک ظنی کی ہی برکت ہے کہ چھوٹے بچے باسانی بولنا اور باتیں کرنا سیکھہ لیتے ہیں اور ماں باپ کو ماں باپ کر کے جانتے ہیں اگر بدظنی کرتے تو کچھہ بھی نہ سیکھتے اور دل میں کہتے کہ شاید ان سکھانے والوں کی کچھہ اپنی ہی غرض ہوگی اور آخر اس بدظنی سے گنگے ہی رہ جاتے اور والدین کے والدین ہونے میں بھی شک ہی رہتا۔ منہ

*** حاشیہ نمبر ۸** جو حال میں ہندو صاحبان کے ہاتھہ میں وید میں جکجو وہ رگ اور یجر اور سام اور اتھرون سے موسوم کرتے ہیں اور رچ اور یجش اور سام اور اتھرونا بھی بولتے ہیں انکا ٹھیک ٹھیک حال کچھہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کن حضرات پر نازل ہوئے تھے کوئی کہتا ہے کہ اگنی اور وایو اور سورج کو یہہ الہام ہوا تھا جو بالکل نامعقول بات ہے اور کسی کا یہہ دعوی ہے کہ برہما کے چار مکھہ سے یہہ چار وید نکلے تھے اور کسی کی یہہ رائے ہے کہ یہہ الگ الگ رشیوں کے اپنے ہی بچن ہیں اب ان بیانات میں بیانتک شک ہے کہ کچھہ پتہ نہیں ملتا کہ آیا ان اشخاص کا کچھہ خارج میں وجود بھی تھا یا محض فرضی نام ہیں اور وید پر نظر کرنے سے تیسری رائے صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ اب ہی وید کے جدا جدا منتروں پر جدا جدا رشیوں کے نام لکھے ہوئے پائے جاتے ہیں اور اتھرون وید کی نسبت تو اکثر محققین ہندوؤں کا اسی پر اتفاق ہے کہ وہ ایک جعلی وید یا برہمنوں تک

صرف تین یا چار کہ جن سے مسئلہ الہام اور رسالت کا قوانین عامہ قدرتیہ اور عاداتِ قدیمہ الہیہ مین داخل بہی نہین ہوسکتا اور امر نبوّت اور وحی کا بباعث قلت تعداد الہام یافتہ لوگون کے ضعیف اور غیر معتبر اور مشکوک اور مشتبہ ٹھہر جاتا ہے اور نیز کروڑہا بندگانِ خدا جو اِس ملک سے بے خبر رہے یا یہہ ملک اُنکے ملکون سے بے خبر رہا فضل اور رحمت اور ہدایتِ الہی سے محروم اور نجات سے بے نصیب رہ جاتے ہین اور پہر طرفہ یہہ کہ بموجب خوش عقیدہ آریہ صاحبون کے وہ تین یا چار ہی خدا تعالی کے ارادہ اور مصلحتِ خاص سے منصبِ نبوّت پر مامور نہین ہوئے بلکہ خود کسی نامعلوم جنم کے نیک عملون کے باعث سے اِس عہدہ پانے کے مستحق ہوگئے اور خدا کو بہرحال اُنہین پیغمبر بنانا ہی پڑا اور باقی سب لوگون کو ہمیشہ کے لئے اِس مرتبہ عالیہ سے جواب مل گیا اور کوئی کسی الزام سے اور کوئی کسی تقصیر سے اور کوئی آریہ قوم اور آریہ دیس سے باہر سکونت رکھنے کے جُرم سے الہام پانے سے محروم رہا اب دیکھنا چاہیئے کہ اِس ناپاک اعتقاد مین خدا کے مقبول بندون پر کہ جنہون نے آفتاب کی طرح ظہور کرکے اُس اندہیرے کو دور کیا جو اُنکے وقت مین دُنیا پر چہارہا تہا کس قدر ناحق بے موجب بدظنی کی گئی ہے اور پہر اپنے پر میشر پر بہی یہہ بدظنی جو اُسکو غافل یا مدہوش یا مخبّط الحواس تصوّر کیا ہے کہ جو اسقدر

بقیہ حاشیہ نمبر ۸ ہے جو پیچھے سے وید ون کے ساتھہ ملایا گیا ہے اور یہہ رائے سچی ہی معلوم ہوتی ہے کیونکہ رگ وید مین جو سب وید ون کا اصل الاصول اور سب سے زیادہ معتبر خیال کیا جاتا ہے صرف رگ اور یجر اور شام وید کا ذکر ہے اور اتہرون وید کا نام تک درج نہین اگر وہ وید ہوتا تو اُسکا بہی ضرور ذکر ہوتا پہر یجر وید کے ۴۰ ادہیا مین ہی صاف لکہا ہے کہ وید صرف تین ہی ہین اور ایسا ہی شام وید مین ہی وید ون کا تین ہونا ہی بیان کیا ہے اور منوجی ہی اپنی لُبتک کے ساتوین ادہیا یا لیون شلوک مین تین وید ہی تسلیم کرتے ہین اور جوگ لششٹ مین جو ہندون مین بڑی مستند کتاب شمار کی جاتی ہے اور اُن تعلیمات کا مجموعہ ہے جو خاص راجہ رام چندر جی کو اُنکے بزرگ استاد نے دی نہین چار ون وید ون کی نسبت ایسا صاف بیان کیا ہے کہ بس فیصلہ ہی کر دیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ صرف اتہرون وید کے وید ہونے مین بحث نہین بلکہ سارے وید ون کا یہی حال ہے اور کوئی اُن مین سے ایسا نہین جو تغیر اور تبدل اور کمی اور بیشی سے خالی ہو

بے خبر ہے کہ گو بعد وید کے ہزار ہا طور کی نئی نئی بدعتیں نکلیں اور لاکھوں طرح کے طوفان آئے اور اندھیریاں چلیں اور رنگا رنگ کے فساد برپا ہوئے اور اُسکے راج مین ایک بُری طرح کا گڑبڑ پڑگیا اور دُنیا کو اصلاح جدید کی سخت سخت حاجتین پیش آئین پر وہ کچھہ ایسا سویا کہ پھر نہ جاگا اور کچھہ ایسا کھسکا کہ پھر نہ آیا گویا اُسکے پاس اُتنا ہی الہام تہا جو وید مین خرچ کر بیٹھا اور وہی سرمایہ تہا جو پہلے ہی بانٹ چُکا اور پھر ہمیشہ کے لئے خالی ہاتھہ رہ گیا اور مُنھہ پر مُہر لگ گئی اور ساری صفتین اب تک بنی رہین مگر تکلم کی صفت صرف وید کے زمانہ تک رہی پھر باطل ہوگئی اور پھر میشر ہمیشہ کے لئے کلام کرنے اور الہام بھیجنے سے عاجز ہوگیا * یہہ اعتقاد آریہ قوم کا ہے کہ جس پر

---

* حاشیہ نمبر ۹ شائد اس جگہہ کسی کے دل مین یہہ وسوسہ اُٹھے کہ مسلمانون کا بھی یہی اعتقاد ہے کہ وحی حضرت آدم سے شروع ہوئی اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی سو اس عقیدہ کے رو سے بھی پھر زمانہ حضرت خاتم الانبیا کے انقطاع وحی کا ہمیشہ کے لئے لازم آیا سو اسکے جواب مین یاد رکھنا چاہیئے جو ہمارا ہندوؤن کی طرح ہرگز یہہ اعتقاد نہین جو خُدا کے پاس زمنی ہی کلام تہی جتنی وہ ظاہر کر چُکا بلکہ بموجب اعتقاد اسلام کے خُدا کی کلام اور خُدا کا علم اور حکمت مثل ذات اُسکی کے غیر محدود ہے چنانچہ اِس بارہ مین اللہ تعالیٰ نے آپ فرمایا ہے **قُل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی و لو جئنا بمثلہ مددا** (سورہ کہف الجزو ۱۶) یعنے اگر خُدا کی کلام کے لکھنے کے لئے سمندر کو سیاہی بنایا جائے تو لکھتے لکھتے سمندر ختم ہوجائے اور کلام مین کچھہ کمی نہ ہو گو ویسے ہی اور سمندر بطور مدد کے کام مین لائے جائین - رہی یہہ بات کہ ہم لوگ ختم ہونا وحی کا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کن معنون سے مانتے ہین سو اسمین اصل حقیقت یہہ ہے کہ گو کلام الٰہی اپنی ذات مین غیر محدود ہے لیکن چونکہ وہ مفاسد کہ جنکی اصلاح کے لئے کلام الٰہی نازل ہوتی رہی یا وہ ضرورتین کہ جنکو الہام ربانی پورا کرتا رہا ہے وہ قدر محدود سے زیادہ نہین ہین اسلئے کلام الٰہی بھی اُسیقدر نازل ہوئی ہے کہ جسقدر بنی آدم کو اُسکی ضرورت تہی اور قرآن شریف ایسے زمانہ مین آیا تہا کہ جسمین ہر ایک طرح کی ضرورتین کہ جنکا پیش آنا ممکن ہے پیش آگئی تہین یعنے تمام اُمور اخلاقی اور اعتقادی اور قولی اور فعلی بگڑ گئے تہے اور ہر ایک قسم کا افراط تفریط اور ہر ایک نوع کا فساد اپنے انتہا کو پہنچ گیا تہا اس لئے قرآن شریف کی تعلیم بھی انتہائی درجہ پر نازل ہوئی پس انہین معنون سے شریعت قرآنی ختم اور مکمل ٹھہری اور پہلی شریعتین ناقص رہین کیونکہ پہلے زمانون مین وہ مفاسد کہ جنکی اصلاح کے لئے آلہامی کتابین آئین وہ ہی انتہائی درجہ پر

ہر یک ہندو کو رغبت دلائی جاتی ہے کہ اُسی کو اپنا دھرم بناوے مگر تعجب کہ اِس اعتقاد کا وید مین کہین ذکر تک نہین اور کوئی شُرتی اُس مین ایسی نہین کہ اس متعصبانہ بدظنی کی تعلیم دیتی ہو معلوم ہوتا ہے کہ یہہ اشلوک اُنہین دنون مین گھڑا گیا ہے کہ جب آریہ قوم کے عقلمندون نے اپنی پُستکون اور شاستردن مین یہہ ہی لکھہ مارا تھا جو ہمالہ پہاڑ اور کچھہ ایشیا کے حصّہ سے پرے کوئی مُلک ہی نہین اور اِسی طرح اور بہی سیکڑون خام خیالیان اور وہم پرستیان کہ جنکا اِس وقت ذکر کرنا ہی فضول ہے اور جو اَب روز بروز دُنیا سے مٹی جاتی ہین اور علم اور

تتمہ حاشیہ نمبر ۹ نہین پہنچے تھے اور قرآن شریف کے حق مین وہ سب اپنی انتہا کو پہنچ گئے تھے پس اب قرآن شریف اور دوسری الہامی کتابون مین فرق یہہ ہے کہ پہلی کتابین اگر ہر ایک طرح کے خلل سے محفوظ بہی رہتین پر بہی بوجہ ناقص ہونے تعلیم کے ضرور تہا کہ کسی وقت کامل تعلیم یعنے فرقان مجید ظہور پذیر ہوتا مگر قرآن شریف کے لئے اب یہہ ضرورت درپیش نہین کہ اُسکے بعد کوئی اَور کتاب ہی آوے کیونکہ کمال کے بعد اَور کوئی درجہ باقی نہین ہان اگر یہہ فرض کیا جائے کہ کسی وقت اصول حقہ قرآن شریف کے وید اور انجیل کی طرح مُشرکانہ اُصول بنائے جائینگے اور تعلیم توحید مین تبدیل اور تحریف عمل مین آوےگی یا اگر سا تھہ اُسکے یہہ بہی فرض کیا جاے جو کسی زمانہ مین وہ کروڑہا مسلمان جو توحید پر قایم ہین وہ بہی ہر طریق شرک اور مخلوق پرستی کا اختیار کر لینگے تو بیشک ایسی صورتون مین دوسری شریعت اور دوسرے رسول کا آنا ضروری ہوگا مگر دونون قسم کے فرض محال مین قرآن شریف کی تعلیم کا محرف مُبدّل ہونا اِس لئے محال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے **انّا نحن نزّلنا الذکر وانّا لہ لحافظون** (سورہ حجر الجزو ۱۴) یعنے اِس کتاب کو ہم نے ہی نازل کیا ہے اور ہم ہی اُسکے محافظ رہین گے۔ سو بیزہ سو برس سے اِس پیشین گوئی کی صداقت ثابت ہو رہی ہے اب تک قرآن شریف مین پہلی کتابون کی طرح کوئی مشرکانہ تعلیم ملنے نہین پائی اور آیندہ بہی عقل تجویز نہین کر سکتی کہ اُسمین کسی نوع کی مُشرکانہ تعلیم مخلوط ہو سکے کیونکہ لاکہون مسلمان اُسکے حافظہ مین ہزارہا اُسکی تفسیرین ہین پانچ وقت اُسکی آیات نمازون مین پڑہی جاتی ہین ہر روز اُسکی تلاوت کی جاتی ہے اسی طرح تمام ملکون مین اُسکا پہیل جانا کروڑہا نسخے اُسکے دُنیا مین موجود ہونا ہر یک قوم کا اُسکی تعلیم سے مطلع ہو جانا یہہ سب اُمور ایسے ہین کہ جنکے لحاظ سے عقل اِس بات پر قطع واجب کرتی ہے کہ آیندہ بہی کسی نوع کا تغیر و تبدل قرآن شریف مین واقع ہونا ممتنع اور محال ہے۔ اور مسلمانون کا یہہ شرک اختیار کرنا اِس جہت سے ممتنعات مین سے ہے کہ خدا تعالیٰ نے اِس بارے مین بہی پیشین گوئی کر کے آپ فرما دیا ہے۔ **ما یُبدئُ الباطل وما یُعید** (سورہ سبا الجزو ۲۲)

عقل کے حاصل کرنے والے خود بخود اُنکو چھوڑتے جاتے ہین اُنہین دنون مین نکلی تہین پس غضب کی بات ہے کہ جو لوگ اِس تحقیق اور تدقیق کے مالک ہین اور جنکے ویدِ مقدس مین بجز آگ اور ہوا اور سورج اور چاند وغیرہ مخلوق چیزون کے خُدا کا پتہ بہی مُشکل سے ملتا ہے وہ حضرتِ موسیٰ اور حضرتِ مسیح اور حضرتِ خاتم الانبیا کو مُفتری ٹھہراوین اور اُنکے ادوارِ مبارک کو مکر اور فریب کے دور قرار دین اور اُنکی کامیابیون کو جو تائیدِ الٰہی کے بڑے نمونے ہین نجت اور اتفاق پر حمل کرین اور اُنکی پاک کتابین جو خُدا کی طرف سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۹ یعنے شرک اور مخلوق پرستی جسقدر دور ہوچکی ہے پہر وہ نہ اپنی کوئی نئی شاخ نکالیگی اور نہ اُسی پہلی حالت پر عود کر جائیگی سو اِس پیشین گوئی کی صداقت بہی اظہر من الشمس ہے کیونکہ باوجود منقضی ہونے زمانہ دراز کے ابتک اُن قومون اور اُن ملکون مین کہ جن سے مخلوق پرستی معدوم کی گئی تہی پہر شرک اور بُت پرستی نے توحید کی جگہ نہین لی اور آئندہ بہی عقل اِس پیشین گوئی کی سچائی پر کامل یقین رکہتی ہے کیونکہ جب اوائل ایام مین کہ مسلمانون کی تعداد بہی قلیل تہی تعلیم توحید مین کچہہ تزلزل واقع نہین ہوا بلکہ روز بروز ترقی ہوتی گئی تو اب کہ جماعت اِس موحد قوم کی بیس کروڑ سے بہی کچہہ زیادہ ہے کیونکر تزلزل ممکن ہے علاوہ اِسکے زمانہ بہی وہ آگیا ہے کہ مُشرکین کی طبیعتیں بباعث متواتر استماع تعلیم فُرقانی اور دائمی صحبت اہلِ توحید کے کچہہ کچہہ توحید کی طرف میل کرتی جاتی ہین جدہر دیکہو دلائلِ وحدانیت کے بہادر سپاہیون کی طرح شرک کے خیالی اور وہمی بُرجون پر گولہ اندازی کر رہے ہین اور توحید کے قدرتی جوش نے مُشرکون کے دلون پر ایک ہلچل ڈال رکہی ہے اور مخلوق پرستی کی عمارت کا بودا ہونا عالی خیال لوگون پر ظاہر ہوتا جاتا ہے اور وحدانیتِ الٰہی کی پُرزور بندوقین شرک کے بدنما جھونپڑون کو اُڑاتی جاتی ہین پس اِن تمام آثار سے ظاہر ہے کہ اب اور دہرا شرک کا اُن اگلے دنون کی طرح پہیلنا کہ جب تمام دُنیا نے مصنوع چیزون کی ٹانگ صانع کی ذات اور صفات مین پہنسا رکہی تہی ممتنع اور محال ہے اور جبکہ قُرآن مجید کے اُصول حقہ کا محرّف اور مُبدّل ہوجانا یا پہر ساتہہ اُسکے تمام خلقت پر تاریکی شرک اور مخلوق پرستی کا ہی چہا جانا عند العقل محال اور ممتنع ہوا تو نئی شریعت اور نئے الہام کے نازل ہونے مین بہی امتناع عقلی لازم آیا کیونکہ جو امر مستلزم محال ہو وہ بہی محال ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ اِن حضرت حقیقت مین خاتم الرُسل ہین منہ

عین ضرورتوں کے وقتوں میں اُنکو ملیں جن کے ذریعہ سے بڑی اصلاح دُنیا کی ہوئی وہ وید کے مضامین
سرد قہ خیال کئے جائیں اور تماشا یہہ کہ اب تک یہہ پتہ نہیں دیا گیا کہ کس طور کے سرقہ کا ارتکاب ہوا کیا
کسی جگہہ قرآن شریف یا انجیل یا توریت میں وید کی طرح اگنی کی پرستش کا حکم پایا جاتا ہے یا کہیں وایو اور
جل کی مناجات لکھہ دی ہے یا کسی مقام میں اکاش اور چاند اور سورج کی حمد و ثنا کی گئی ہے یا کسی آیت
میں اندر کی مہما اور برنن کرکے اُس سے بہت سی گوئیں اور بے انتہا مال مانگا گیا ہے اور اگر ان چیزوں
میں سے جو وید کا لُب لباب اور اُسکی ساری تعلیموں کا خُلاصہ ہیں کچھہ بھی نہیں لیا گیا تو پھر وید میں سے کیا چورایا
اور اِس جگہہ ہمیں پنڈت دیانند صاحب پر بڑا افسوس ہے جو وہ توریت اور انجیل اور قرآن شریف کی نسبت
اپنے بعض رسالوں اور نیز اپنے وید بھاش کے بعض مکاموں میں سخت سخت الفاظ استعمال میں لائے ہیں اور
معاذ اللہ وید کو کھرا سونا اور باقی خُدا کی ساری کتابوں کو کھوٹا سونا قرار دیا ہے سارا باعث اِن واہیات باتوں
اور بیہودہ چالاکیوں کا یہہ ہے کہ پنڈت صاحب نہ عربی جانتے ہیں نہ فارسی اور نہ بجز سنسکرت کے کوئی
اَور بولی بلکہ اُردو خوانی سے بھی بالکل بے بہرہ اور بے نصیب ہیں اور ایک اَور ہی باعث ہے جو اُن کی
نو تصنیف کتابوں کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے اور وہ یہہ ہے کہ علاوہ کم فہمی اور بے علمی اور تعصّب کے اُنکی
فطرتی سمجھہ بھی سودائیوں اور وہمیوں کی طرح وضع استقامت پر قائم ہونے اور صراط مستقیم پر ٹھہرنے سے
نہائیت لاچار ہے اور نیک کو بد خیال کرنا اور بد کو نیک سمجھنا اور کھرے کو کھوٹا اور کھوٹے کو کھرا قرار دینا اور
اُلٹے کو سیدھا اور سیدھے کو اُلٹا جاننا اُنکی ایک عام عادت ہوگئی ہے جو ہر جگہہ بلا اختیار اُن سے ظہور میں
آتی ہے اور اسی وجہ سے وید کی وہ تاویلیں جو کبھی کسی کی خواب میں بھی نہیں آئی تھیں وہ کرتے جاتے ہیں
اور پھر اُن بے بُنیاد خیالات کو چھپوا کر لوگوں سے اپنی رسوائی کراتے ہیں اور اگرچہ سارے ہندوستان کے

پنڈت شور مچا رہے ہین جو ہمارے وید مین توحید کا نام و نشان نہین اور ہمارے باپ دادون نے یہہ سبق کبھی پڑھا ہی نہین اور وید نے ہمکو کسی جگہہ مخلوق پرستی سے منع کیا ہی نہین مگر پنڈت جی پھر ہی اپنے خیالی پلاؤ پکانے سے باز نہین آتے اور اُن صدہا دیوتون کو جو وید کے متفرق معبود ہین صرف ایک ہی خُدا بنانا چاہتے ہین کہ تا وید کے الہامی ہونے مین کچھہ فرق نہ آجائے بہرحال جو کچھہ اُنہون نے وید پر دست درازی کی اور کر رہے ہین یہہ تو اُنکا اختیار ہے مگر قرآن شریف کی نسبت ناحق ہتک اور توہین کرنا یہہ وہ کام ہے کہ جس سے اُنکی سخت رسوائی ہوگی چنانچہ اِس کتاب کی تصنیف سے وہ دن آ ہی گیا ہے اور ہمین معلوم نہین کہ اب پنڈت صاحب صدہا دلائل حقیت اور افضلیت قرآن شریف کی اور صدہا ادلہ بطلان اُصول وید کے کتاب ہذا سے بذریعہ کسی لکھے پڑھے آدمی کے معلوم کرکے پھر ہی جیتے رہین گے یا خودکشی کا ارادہ جوش مارےگا کیا غضب کی بات ہے کہ قرآن شریف جیسی اعلیٰ اور افضل اور اتم اور اکمل اور احسن اور اجمل کتاب کی توہین کرکے نہ عاقبت کی ذلت سے ڈرتے ہین اور نہ اِس جہان کے طعن و تشنیع کا کچھہ اندیشہ رکھتے ہین شائد اُنکو دونون عالم کی کچھہ پروا نہین رہی اگر خُدا کا کچھہ خوف نہین تہا تو بارے دُنیا کی ہی رسوائی کا کچھہ خوف کرتے اور اگر شرم اور حیا اُٹھہ گیا تہا تو کاش لوگون کے ہی لعن طعن کا اندیشہ باقی رہتا اور اگر پنڈت صاحب کا کچھہ مادّہ ہی ایسا ہے کہ وہ ناحق خُدا کے مُقدّس رسولون کی توہین کرکے خوش ہوتے ہین اور کچھہ خوہی ایسی ہے کہ سنبھلی نہین جاتی تو اِس سے بہی وہ خُدا کے پاک لوگون کا کیا بگاڑ سکتے ہین پہلے اِس سے نبیون کے دشمنون نے اُن روشن چراغون کے بُجہانے کے لئے کیا کیا نہ کیا اور کونسی تدبیر ہے جو عمل مین نہ لائے لیکن چونکہ وہ راستی اور صداقت کے درخت تہے اِس لئے وہ غیبی مدد سے دم بدم نشو و نما پکڑتے گئے اور معاندین کی مخالفانہ تدبیرون سے کچھہ بہی اُنکا نقصان نہ ہوا بلکہ وہ اُن لطیف اور خوشنما پودون کی طرح جو مالک کے جی کو

بہاتے ہین اور ہی بڑہتے پہولتے گئے یہانتک کہ وہ بڑے بڑے سایہ دار اور پہلدار درختون کے مانند ہوگئے اور دور دور کے روحانی اور حقانی آرام کے ڈہونڈہنے والے پرندون نے آکر اُن مین بسیرا لیا اور مخالفون کی کچہہ بہی پیش نہ گئی اور گو اُن بد اندیشون نے بہتیرے ہاتہہ پاؤن مارے ایڑیان رگڑین مکّاریان اور عیّاریان دکہلائین پر آخر مُرغِ گرفتار کی طرح پٹہ پٹہا کے رہ گئے پس جبکہ ہاتہون سے اُن مُقدّس لوگون کا نقصان نہ ہوسکا تو صرف زُبان کے ہتک آمیز الفاظ سے کب ہوسکتا ہے یہہ وہ برگزیدہ قوم ہے کہ جن کے اقبال کی اُنہین کے زمانہ مین آزمائش ہوچکی ہے وہ اقبال نہ بُت پرستون کے روکنے سے رُکا اور نہ کسی اور مخلوق پرست کی مزاحمت سے بند رہا نہ تلوارون کی دہار اُس شان و شوکت کو کاٹ سکی نہ تیرون کی تیزی اُسمین کچہہ رخنہ ڈال سکی وہ جلال ایسا چمکا جو اُسکا حسد کنون کا لہو پی گیا وہ تیر ایسا برسا جو اُسکا چہوٹنا کئی کلیجون کو کہا گیا وہ آسمانی پتّہر جس پر پڑا اُسے پیس ڈالتا رہا اور جو شخص اُسپر پڑا وہ آپ ہی پسا گیا

خُدا کے پاک لوگون کو خُدا سے نُصرت آتی ہے — جب آتی ہے تو پہر عالم کو اک عالم دکہاتی ہے
وہ بنتے ہی ہوا اور ہر خس رہ کو اُڑاتی ہے — وہ ہوجاتی ہے آگ اور ہر مُخالف کو جلاتی ہے
کبہی وہ خاک ہوکر دشمنون کے سر پہ پڑتی ہے — کبہی ہوکر وہ پانی اُن پہ اک طوفان لاتی ہے
غرض رُکتے نہین ہرگز خُدا کے کام بندون سے — بہلا خالق کے آگے خلق کی کچہہ پیش جاتی ہے

خُلاصہ اِس کلام کا یہہ ہے کہ اگر پنڈت صاحب وغیرہ معاندین و مُخالفین کو دُنیا اور قوم کی محبّت کے باعث یا ننگ و ناموس کے سبب یا صفت حیا کی کمزوری کی وجہ سے خُدا کی سچّی کتابون پر ایمان لانا منظور نہ ہو تو خیر یہہ اُنکی خوشی مگر ہم اُنکو نصیحت کرتے ہین جو زُبان دراز یون سے باز رہین جو اِسکا انجام اچہا نہین ہوتا

اور بہ فرض محال یہہ بھی ہم نے تسلیم کیا جو خدا کے پاک پیغمبروں کا صدق اُنکی عقل عجیب کے نزدیک ثابت نہین
سہی مگر پھر بھی وہ شخص کہ جس کے دل مین کچھہ خدا کا خوف یا لوگون کے طعن سے ہی کچھہ ڈر ہے وہ اِس بات کو
ضرور تسلیم کریگا کہ صدق کے عدم ثبوت سے کذب کا ثبوت لازم نہین آتا کیونکہ مفہوم اِس عبارت کا کہ زید کا
سچا ہونا ثابت نہین اِس عبارت کے مفہوم سے ہرگز مساوی نہین ہوسکتا کہ زید کا جھوٹا ہونا ثابت ہے
پس جس حالت مین کسی شخص کا کذب ثابت نہین تو اُسپر احکام کذب کے وارد کرنا اور کاذب کا ذب کرکے
پکارنا حقیقت مین اُنہین لوگون کا کام ہے کہ جنکا دہرم اور ایمان اور پرمیشر اور بھگوان صرف جیفہ دُنیا کا
لالچ یا جاہلانہ ننگ و ناموس یا قوم اور برادری ہے اگر وہ حق کو قبول کرین اور ہر ایک نوع کی ضدیت چھوڑ دین
تو پھر ایک غریب درویش کی طرح سب کچھہ چھوڑ چھاڑ کر دین الہی مین داخل ہونا پڑے تو پھر پنڈت جی اور گورو
جی اور سوامی جی اُنکو کون کہے پس اگر ایسے لوگ حق اور راستی کے مزاحم نہ ہون تو اَور کون ہو اور اگر اُنکا
غضب اور غُصّہ نہ بھڑکے تو اَور کس کا بھڑکے اُنکو تو اسلام کی عزت ماننے سے اپنی عزت مین فرق آتا ہے طرح
طرح کی وجوہ معاش بند ہوتی ہین تو پھر کیونکر ایک اسلام کو قبول کرکے ہزار آفت خرید لین یہی وجہ ہے کہ جس
سچائی پر یقین کرنیکے لئے صدہا سامان موجود ہین اُسکو تو قبول نہین کرتے اور جن کتابون کی تعلیم حرف حرف
مین شرک کا سبق دیتی ہے اُن پر ایمان لائے بیٹھے ہین اور بے انصافی اُنکی اِس سے ظاہر ہے کہ اگر مثلاً کوئی
عورت کہ جس کی پاکدامنی بھی کچھہ ایسی ویسی ہی ثابت ہو کسی ناکردنی فعل سے مُتہم کی جائے تو فی الفور کہین گے
جو کس نے پکڑا اور کس نے دیکھا اور کون معائنہ واردات کا گواہ ہے مگر اُن مُقدّسون کی نسبت کہ جنکی راستبازی
پر نہ ایک نہ دو بلکہ کروڑہا آدمی گواہی دیتے چلے آئے ہین بغیر ثبوت مُعتبر اِس امر کے کہ کسی کے سامنے
اُنہون نے مسودہ افترا کا بنایا یا اُس منصوبہ مین کسی دوسرے سے مشورہ لیا یا وہ راز کسی شخص کو اپنے نوکرون

یا دوستون یا عورتون مین سے تبلایا یا کسی اَور شخص نے مشورہ کرتے یا راز تبلاتے پکڑا یا آپ ہی موت کا سامنا دیکھہ کر اپنے مُفتری ہونے کا اقرار کر دیا یون ہی جھوٹی تہمت لگانے پر طیار ہو جاتے ہین پس یہی تو سیاہ باطنی کی نشانی ہے اور اسی سے تو اُنکی اندرونی خرابی مُترشّح ہو رہی ہے انبیا وہ لوگ ہین کہ جنہون نے اپنی کامل راستبازی کی قوی حُجّت پیش کر کے اپنے دُشمنون کو بھی الزام دیا جیسا کہ یہہ الزام قرآن شریف مین ہے حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے موجود ہے جہان فرمایا ہے **فقد لبثت فیکم عمرا من قبله افلا تعقلون** (سورہ یونس الجزو ۱۱) یعنے مین ایسا نہین کہ جھوٹ بولون اور افترا کرون دیکھو مین چالیس برس اس سے پہلے تم مین ہی رہتا رہا ہون کیا کبھی تم نے میرا کوئی جھوٹ یا افترا ثابت کیا پھر کیا تمکو اتنی سمجھہ نہین یعنے یہہ سمجھہ کہ جس نے کبھی آجتک کسی قسم کا جھوٹ نہین بولا وہ اب خدا پر کیون جھوٹ بولنے لگا غرض انبیا کے واقعات عُمری اور اُنکی سلامت روشی ایسی بدیہی اور ثابت ہے کہ اگر سب باتون کو چھوڑ کر اُنکے واقعات کو ہی دیکھا جائے تو اُنکی صداقت اُنکے واقعات سے ہی روشن ہو رہی ہے مثلاً اگر کوئی مُنصف اور عاقل اُن تمام براہین اور دلایل صدقِ نبوّتِ حضرتِ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلّم سے جو اس کتاب مین لکھی جائینگی قطع نظر کر کے محض اُنکے حالات پر ہی غور کرے تو بلاشُبہ اُنہین حالات پر غور کرنے سے اُنکے نبی صادق ہونے پر دل سے یقین کریگا اور کیونکر یقین نہ کرے وہ واقعات ہی ایسے کمال سچّائی اور صفائی سے مُعطّر ہین کہ حق کے طالبون کے دل بلاختیار اُنکی طرف کھینچے جاتے ہین خیال کرنا چاہیئے کہ کس استقلال سے آن حضرت اپنے دعوئی نبوّت پر باوجود پیدا ہو جانے ہزارون خطرات اور کھڑے ہو جانے لاکھون معاندون اور مزاحمون اور ڈرانے والون کے اوّل سے اخیر دم تک ثابت اور قایم رہے برسون تک وہ مصیبتین دیکھین اور وہ دُکھہ اُٹھانے پڑے جو کامیابی سے بکلّی مایوس کرتے تھے اور روز بروز بڑھتے جاتے تھے کہ جن پر صبر کرنے سے کسی دُنیوی مقصد کا حاصل ہو جانا وہم ہی نہین

گذرتا تہا بلکہ نبوّت کا دعویٰ کرنے سے از دست اپنی پہلی جمعیّت کو بہی کہو بیٹہے اور ایک بات کہہ کر لاکہہ تفرقہ خرید لیا اور ہزارون بلاؤن کو اپنے سر پر بُلالیا وطن سے نکالیگئے قتل کے لئے تعاقب کئے گئے گہر اور اسباب تباہ اور برباد ہوگیا بار ہا زہر دی گئی اور جو خیر خواہ تہے وہ بدخواہ بن گئے اور جو دوست تہے وہ دشمنی کرنے لگے اور ایک زمانۂ دراز تک وہ تلخیان اُٹہانی پڑین کہ جن پر ثابت قدمی سے ٹہہرے رہنا کسی فریبی اور مکّار کا کام نہین اور پہر جب مُدّت مدید کے بعد غلبہ اسلام کا ہوا تو اُن دولت اور اقبال کے دنون مین کوئی خزانہ اکٹہا نہ کیا کوئی عمارت نہ بنائی کوئی بارگاہ طیار نہ ہوئی کوئی سامان شاہانہ عیش وعشرت کا تجویز نہ کیا گیا کوئی اَور ذاتی نفع نہ اُٹہایا بلکہ جو کچہہ آیا وہ سب یتیمون اور مسکینون اور بیوہ عورتون اور مفروضون کی خبر گیری مین خرچ ہوتا رہا اور کبہی ایک وقت بہی سیر ہوکر نہ کہایا اور پہر صاف گوئی اِسقدر کہ توحید کا وعظ کرکے سب قومون اور سارے فرقون اور تمام جہان کے لوگون کو جو شرک مین ڈوبے ہوئے تہے مخالف بنالیا جو اپنے اور خویش تہے اُنکو بُت پرستی سے منع کرکے سب سے پہلے دشمن بنایا یہودیون سے بہی بات بگاڑلی کیونکہ اُنکو طرح طرح کی مخلوق پرستی اور پیر پرستی اور بداعمالیون سے روکا حضرت مسیح کی تکذیب اور توہین سے منع کیا جس سے اُنکا نہایت دل جل گیا اور سخت عداوت پر آمادہ ہوگئے اور ہر دم قتل کردینے کی گہات مین رہنے لگے اسی طرح عیسائیون کو بہی خفا کردیا گیا کیونکہ جیسا کہ اُنکا اعتقاد تہا حضرت عیسیٰ کو نہ خُدا کا بیٹا قرار دیا اور نہ اُنکو پہانسی ملکر دوسرون کو بچانے والا تسلیم کیا آتش پرست اور ستارہ پرست بہی ناراض ہوگئے کیونکہ اُنکو بہی اُنکے دیوتون کی پرستش سے ممانعت کی گئی اور مدار نجات کا صرف توحید ٹہہرائی گئی اب جائے انصاف ہے کہ کیا دُنیا حاصل کرنے کی یہی تدبیر تہی کہ ہر ایک فرقہ کو ایسی ایسی صاف اور دل آزار باتین سُنائی گئین کہ جس سے سب نے مخالفت پر کمر باندہ لی اور سب کے دل ٹوٹ گئے اور قبل اِسکے کہ اپنی کچہہ

ذرہ بھی جمعیّت بنی ہوتی یا کسی کا حملہ روکنے کے لئے کچھہ طاقت بہم پہنچ جاتی سب کی طبیعّت کو ایسا اشتعال دے دیا کہ جس سے وہ خون کرنے کے پیاسے ہوگئے زمانہ سازی کی تدبیر تو یہہ تھی کہ جیسا بعضوں کو جھوٹا کہا تھا ویسا ہی بعضوں کو سچّا بھی کہا جاتا تا اگر بعض مخالف ہوتے تو بعض موافق بھی رہتے بلکہ اگر عربوں کو کہا جاتا کہ تمہارے ہی لات و عزّیٰ سچّے ہین تو وہ تو یُونہی دم قدمون پر گر پڑتے اور جو چاہتے اُن سے کراتے کیونکہ وہ سب خویش اور اقارب اور حمیّتِ قومی مین بے مثل تھے اور ساری بات مانی منائی تھی صرف تعلیم بُت پرستی سے خوش ہو جاتے اور بدل و جان اطاعت اختیار کرتے لیکن سوچنا چاہیئے کہ آن حضرت کا یک لخت ہر ایک خویش و بیگانہ سے بگاڑ لینا اور صرف توحید کو جو اُن دنون مین اُس سے زیادہ دُنیا کے لئے کوئی نفرتی چیز نہ تھی اور جس کے باعث سے صدہا مشکلین پڑتی جاتی تھین بلکہ جان سے مارے جانا نظر آتا تھا مضبوط پکڑ لینا یہہ کس مصلحت دُنیوی کا تقاضا تھا اور جب کہ پہلے اُسی کے باعث سے اپنی تمام دُنیا اور جمعیّت برباد کر چکے تھے تو پھر اُسی بلا انگیز اعتقاد پر اصرار کرنے سے کہ جسکو ظاہر کرتے ہی نو مسلمانون کو قید اور زنجیر اور سخت سخت مارین نصیب ہوئین کس مقصد کا حاصل کرنا مُراد تھا کیا دُنیا کمانے کے لئے یہی ڈھنگ تھا کہ ہر ایک کو کلمۂ تلخ جو اُسکی طبع اور عادت اور مرضی اور اعتقاد کے برخلاف تھا سُنا کر سب کو ایک دم کے دم مین جانی دشمن بنا دیا اور کسی ایک آدھ قوم سے ہی پیوند نہ رکھا جو لوگ طامع اور مکّار ہوتے ہین کیا وہ ایسی ہی تدبیرین کیا کرتے ہین کہ جس سے دوست بھی دشمن ہو جائین جو لوگ کسی مکر سے دُنیا کو کمانا چاہتے ہین کیا اُنکا یہی اُصول ہوا کرتا ہے کہ بیکبارگی ساری دُنیا کو عداوت کر لینا جوش دلاوین اور اپنی جان کو ہر وقت کی فکر مین ڈال لین وہ تو اپنا مطلب سادھنے کے لئے سب سے صُلح کاری اختیار کرتے ہین اور ہر ایک فرقہ کو سچائی کا ہی سرٹیفکیٹ دیتے ہین خُدا کے لئے یک رنگ ہو جانا اُنکی عادت کہان ہوا کرتی ہے خُدا

کی وحدانیت اور عظمت کا کب وہ کچھہ دھیان رکھا کرتے ہین اُنکو اس سے غرض کیا ہوتی ہے کہ ناحق خُدا کے
لئے دُکھہ اُٹھاتے پھرین وہ تو صیاد کی طرح وہین دام بچھاتے ہین کہ جو شکار مارنے کا بہت آسان راستہ ہوتا
ہے اور وُہی طریق اختیار کرتے ہین کہ جس مین محنت کم اور فائدہ دُنیا کا بہت زیادہ ہو نفاق اُنکا پیشہ اور خوشامد
اُنکی سیرت ہوتی ہے سب سے میٹھی میٹھی باتین کرنا اور ہر ایک چور اور سادھ سے برابر رابطہ رکھنا اُنکا ایک خاص
اُصول ہوتا ہے مُسلمانون سے اللہ اللہ اور ہندُون سے رام رام کہنے کو ہر وقت مُستعد رہتے ہین اور ہر ایک
مجلس مین ہان سے ہان اور نہین سے نہین ملاتے رہتے ہین اور اگر کوئی میر مجلس دن کو رات کہے تو چاند اور
گیٹیان دکھلانے کو بھی طیار ہو جاتے ہین اُنکو خُدا سے کیا تعلق اور اُسکے ساتھہ وفاداری کرنے سے کیا واسطہ
اور اپنی خوش باش جان کو مُفت مین اِدھر اُدھر کا غم لگا لینا اُنہین کیا ضرورت اُستاد نے اُنکو سبق ہی ایک
پڑھایا ہوا ہوتا ہے کہ ہر ایک کو یہی بات کہنا چاہیئے کہ جو تیرا راستہ ہے وہی سیدھا ہے اور جو تیری رائے ہے
وہی درست ہے اور جو تو نے سمجھا ہے وہی ٹھیک ہے غرض اُنکی راست اور ناراست اور حق اور باطل اور
نیک اور بد پر کچھہ نظر ہی نہین ہوتی بلکہ جس کے ہاتھہ سے اُنکا کچھہ مُنھہ میٹھا ہو جائے وُہی اُنکے حساب مین
بھگت اور سیدھا اور جنٹلمین ہوتا ہے اور جسکی تعریف سے کچھہ پیٹ کا دوزخ بھرتا نظر آوے اُسی کو مُکتی یا نیوالا
اور سُرگ کا وارث اور حیاتِ ابدی کا مالک بنا دیتے ہین لیکن واقعات حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم
پر نظر کرنے سے یہہ بات نہایت واضح اور نمایان اور روشن ہے کہ آن حضرت اعلیٰ درجہ کے یک رنگ اور صاف
باطن اور خُدا کے لئے جان باز اور خلقت کے بیم و اُمید سے بالکل مُنھہ پھیرنے والے اور محض خُدا پر توکل کرنے
والے تھے کہ جنہون نے خُدا کی خواہش اور مرضی مین محو اور فنا ہو کر اِس بات کی کچھہ ہی پروا نہ کی کہ توحید کی
منادی کرنے سے کیا کیا بلا میرے سر پر آویگی اور مُشرکون کے ہاتھہ سے کیا کچھہ دُکھہ اور درد اُٹھانا ہوگا بلکہ تمام

شدتون اور سختیون اور مشکلون کو اپنے نفس پر گوارا کرکے اپنے مولیٰ کا حکم بجالائے اور جو جو شرط مجاہدہ اور وعظ اور نصیحت کی ہوتی ہے وہ سب پوری کی اور کسی ڈرانے والے کو کچھ حقیقت نہ سمجھا ہم سچ سچ کہتے ہین کہ تمام نبیون کے واقعات مین ایسے مواضعاتِ خطرات اور پھر کوئی ایسا خدا پر توکل کرکے کہلا کہلائے شرک اور مخلوق پرستی سے منع کرنیوالا اور اسقدر دشمن اور پھر کوئی ایسا ثابت قدم اور استقلال کرنے والا ایک بھی ثابت نہین پس ذرہ ایمانداری سے سوچنا چاہیئے کہ یہہ سب حالات کیسے آن حضرتؐ کے اندرونی صداقت پر دلالت کر رہے ہین ماسوا اِسکے جب عاقل آدمی ان حالات پر اور بھی غور کرے کہ وہ زمانہ کہ جس مین آن حضرت مبعوث ہوئے حقیقت مین ایسا زمانہ تھا کہ جس کی حالتِ موجودہ ایک بزرگ اور عظیم القدر مُصلح ربّانی اور ہادئ آسمانی کی اشدّ محتاج تھی † اور جو جو تعلیم دی گئی وہ بھی واقعہ مین سچی

† حاشیہ نمبر ۱۰ تواریخ صاف بتاتی ہے اور قرآن مجید کے کئی مقامات مین کہ جنکا انشاء اللہ فصل اوّل مین ذکر ہوگا بوضاحت تمام وارد ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس زمانہ مین مبعوث ہوئے تھے کہ جب تمام دُنیا مین شرک اور گمراہی اور مخلوق پرستی پھیل چکی تھی اور تمام لوگون نے اُصولِ حقہ کو چھوڑ دیا تھا اور صراطِ مستقیم کو بھول بھلا کر ہر ایک فرقہ نے الگ الگ بعنوان کا راستہ لے لیا تھا عرب مین بُت پرستی کا نہایت زور تھا فارس مین آتش پرستی کا بازار گرم تھا ہند مین علاوہ بُت پرستی کے اور صدہا طرح کی مخلوق پرستی پھیل گئی تھی اور اُنہین دنون مین کئی پوران اور پستک کہ جنکے رو سے بیسیون خُدا کے بدلے خُدا بنائے گئے اور اوتار پرستی کی بُنیاد ڈالی گئی تصنیف ہو چکی تھی اور بقول پادری بورٹ صاحب اور کئی فاضل انگریزون کے اُن دنون مین عیسائی مذہب سے زیادہ اور کوئی مذہب خراب نہ تھا اور پادری لوگون کی بدچلنی اور بداعتقادی سے مذہب عیسوی پر ایک سخت دھبہ لگ چکا تھا اور مسیحی عقائد مین نہ ایک نہ دو بلکہ کئی چیزون نے خُدا کا منصب لے لیا تھا پس آن حضرتؐ کا ایسی عالم گمراہی کے وقت مین مبعوث ہونا کہ جب خود حالتِ موجودہ زمانہ کی ایک بزرگ معالج اور مصلح کو چاہتی تھی اور ہدایتِ ربّانی کی کمال ضرورت تھی اور پھر ظہور فرما کر ایک عالم کو توحید اور اعمالِ صالحہ سے منوّر کرنا اور شرک اور مخلوق پرستی کا جو ام الشرور ہے قلع قمع فرمانا اِس بات پر صاف دلیل ہے کہ آن حضرتؐ خدا کے سچے

اور ایسی تہی کہ جسکی نہائیت ضرورت تہی اور اُن تمام اُمور کی جامع تہی کہ جس سے تمام ضرورتین زمانہ کی پوری ہوتی تہین اور پہر اُس تعلیم نے اثر بہی ایسا کر دکہایا کہ لاکہون دلون کو حق اور راستی کی طرف کہینچ لائی اور لاکہون سینون پر لا الہ الا اللہ کا نقش جما دیا اور جو نبوّت کی علّتِ غائی ہوتی ہے یعنی تعلیم اصول نجات کے اُسکو ایسا کمال تک پہنچایا جو کسی دوسرے نبی کے ہاتہہ سے وہ کمال کسی زمانہ مین بہم نہین پہنچا تو اِن واقعات پر نظر ڈالنے سے بلا اختیار یہہ شہادت دل سے جوش مار کر نکلیگی کہ آن حضرت ضرور خُدا کی طرف سے سچے ہادی ہین جو شخص تعصّب اور ضدیت سے انکاری ہو اُسکی مرض تو لاعلاج ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ رسول اور سب رسولون سے افضل تہے۔ سچا ہونا اُنکا تو اِس سے ثابت ہے کہ اُس عام ضلالت کے زمانہ مین قانونِ قدرت ایک سچے ہادی کا متقاضی تہا اور سنتِ الہیہ ایک رہبرِ صادق کی مقتضی رہی کیونکہ قانونِ قدیم حضرت رب العالمین کا یہی ہے کہ جب دُنیا مین کسی نوع کی شدّت اور صعوبت اپنے انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو رحمتِ الہی اُسکے دور کرنے کی طرف متوجہ ہوتی ہے جیسے جب امساکِ باران سے غائیت درجہ کا قحط پڑ کر خلقت کا کام تمام ہونے لگتا ہے تو آخر خُداوند کریم بارش کر دیتا ہے اور جب وبا سے لاکہون آدمی مرنے لگتے ہین تو کوئی صورت اصلاح ہوا کی نکل آتی ہے یا کوئی دوا ہی پیدا ہو جاتی ہے اور جب کسی ظالم کے پنجہ مین کوئی قوم گرفتار ہوتی ہے تو آخر کوئی عادل اور فریادرس پیدا ہو جاتا ہے پس ایسا ہی جب لوگ خُدا کا راستہ بہول جاتے ہین اور توحید اور حق پرستی کو چہوڑ دیتے ہین تو خُداوند تعالیٰ اپنی طرف سے کسی بندہ کو بصیرت کامل عطا فرما کر اور اپنے کلام اور الہام سے مُشرّف کر کے بنی آدم کی ہدایت کے لئے بہیجتا ہے کہ تا جسقدر بگاڑ ہو گیا ہے اُسکی اصلاح کرے۔ اِسمین اصل حقیقت یہہ ہے کہ پروردگار جو قیّوم عالم کا ہے اور بقا اور وجود عالم کا اُسی کے سہارے اور آسرے سے ہے کسی اپنی فیضان رسانی کی صفت کو خلقت سے دریغ نہین کرتا اور نہ بیکار اور معطل چہوڑتا ہے بلکہ ہر یک صفت اُسکی اپنے موقعہ پر فی الفور ظہور پذیر ہو جاتی ہے پس جب کہ از روئے تجویز عقلی کے اِس بات پر قطع واجب ہوا کہ ہر یک

خواہ وہ خدا سے ہی منکر ہو جائے ورنہ یہہ سارے آثارِ صداقت جو آن حضرتؐ مین کامل طور پر جمع ہین کسی اور نبی مین کوئی ایک تو ثابت کرکے دکھلاوے تاہم ہی جانین منہہ سے فضول باتین بکنا کوئی بڑی بات نہین جو جی چاہے بک لیا کون روکتا ہے لیکن معقول طور پر مدلل بات کا مدلل جواب دینا شرط انصاف ہے یون تو ہمارے سارے مخالفین گالیان دینے اور توہین کرنے کو بڑے چالاک ہین اور بیجا اور اہانت کرنا کسی استاد سے خوب سیکھے ہین ہندو دوسرے تمام پیغمبرون اور کتابون کی تکذیب کرکے صرف وید کا بھجن گا رہے ہین کہ جو ہے سو وید ہی ہے عیسائی ساری تعلیم الہی انجیل پر ختم کئے بیٹھے ہین یہہ نہین سمجھتے کہ قدر و منزلت ہر یک کتاب کی افادہ توحید سے وزن کیجاتی ہے اور جو کتاب توحید کا فائدہ پہنچانے مین زیادہ ہو وہی رتبہ مین زیادہ ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اگر منکر وحدانیت الہی کا کیسا ہی جامع اخلاق کیون نہ ہو مگر تب بھی نجات نہین پا سکتا۔ اب ان صاحبون کو سوچنا چاہیئے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ آفت کا غلبہ توڑنے کے لئے خدا تعالیٰ کی وہ صفت جو اُسکے مقابلہ پر پڑی ہے ظہور کرتی ہے اور یہہ بات تواریخ سے اور خود مخالفین کے اقرار سے اور خاص قرآن مجید کے بیان واضح سے ثابت ہو چکی ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت مین یہہ آفت غالب ہو رہی تھی کہ دنیا کی تمام قومون نے سیدھا راستہ توحید اور اخلاص اور حق پرستی کا چھوڑ دیا تھا اور نیز یہہ بات بھی ہر یک کو معلوم ہے کہ اُس فساد موجودہ کے اصلاح کرنے والے اور ایک عالم کو ظلمات شرک اور مخلوق پرستی سے نکالکر توحید پر قائم کرنے والے صرف آن حضرت ہی ہین کوئی دوسرا نہین تو ان سب مقدمات سے نتیجہ یہہ نکلا کہ آن حضرت خدا کی طرف سے تھے ہدی ہین چنانچہ اس دلیل کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام مین آپ ارشاد فرمایا ہے اور وہ یہہ ہے۔ **تاللہ لقد ارسلنا الی امم من قبلک فزین لھم الشیطان اعمالھم فھو ولیھم الیوم ولھم عذاب الیم ٥ وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لھم الذی**

کہ توحید جو مدار نجات کا ہے کس کتاب کے ذریعہ سے دُنیا مین سب سے زیادہ شایع ہوئی بھلا کوئی بتلائے
تو سہی کہ کس مُلک مین وید کے ذریعہ سے وحدانیتِ الٰہی پھیلی ہوئی ہے یا وہ دُنیا کس پردہ زمین
مین بستی ہے کہ جہان رگ اور یجر اور سام اور اتھرون نے توحیدِ الٰہی کا نقّارہ
بجا رکھا ہے جو کچھہ وید کے ذریعہ سے ہندوستان مین پھیلا ہوا نظر آتا ہے وہ تو یہی
آتش پرستی اور شمس پرستی اور بشن پرستی وغیرہ انواع واقسام کی مخلوق پرستیان
ہین کہ جن کے لکھنے سے بھی کراہت آتی ہے ہندوستان کے اِس سرے سے
اُس سرے تک نظر اُٹھا کر دیکھو جتنے ہندو ہین سب مخلوق پرستی مین ڈوبے

بقیہ حاشیہ مبرا اختلفوا فیہ وھدی ورحمۃ لقوم یومنون ○ واللہ
انزل من السماء ماء فاحیا بہ الارض بعد موتھا ط
ان فی ذالک لایۃ لقوم یسمعون ○ (سورۃ النحل الجزو ۱۴) یعنے ہمکو اپنی ذاتِ
الوہیت کی قسم ہے جو مبدء فیضانِ ہدائیت اور پرورش اور جامع تمام صفات کاملہ ہے جو ہم نے تجھہ سے پہلے
دُنیا کے کئی فرقون اور قومون مین پیغمبر بھیجے پس وہ لوگ شیطان کے دھوکا دینے سے بگڑ گئے سو وہی شیطان آج
اُن سب کا رفیق ہے اور یہہ کتاب اس لئے نازل کی گئی کہ تا اُن لوگون کا رفع اختلافات کیا جائے اور جو امر حق
ہے وہ کھولکر سُنایا جائے اور حقیقت حال یہہ ہے کہ زمین ساری کی ساری مرگئی تھی خُدا نے آسمان سے پانی
اُتارا اور نئے سرے اُس مُردہ زمین کو زندہ کیا یہہ ایک نشانِ صداقت اس کتاب کا ہے پر اُن لوگون کے لئے
جو سُنتے ہین یعنے طالبِ حق ہین۔
اب غور سے دیکھنا چاہئے کہ وہ تینون مُقدّمات مُتذکرہ بالا کہ جن سے ابھی ہم نے اُن حضرت کے سچے ہادی

ہوئے نظر آوینگے کوئی مہادیو جی کا پوجاری اور کوئی کرشن جی کا بھجن گانے والا اور کوئی مورتون کے آگے ماتھہ جوڑنے والا۔ ایسا ہی انجیل کا حال ہے کوئی ملک نظر نہین آتا کہ جہان بذریعہ انجیل کے اشاعت توحید کی ہوئی ہو بلکہ انجیل کے ماننے والے موحد کو ناجی ہی نہین سمجھتے اور پادری لوگ اہل توحید کو ایک اندھیری آگ مین بھیج رہے ہین کہ جہان رونا اور دانت پیسنا ہوگا اور بقول اُنکے اُس کالی آگ سے وہی شخص بچیگا جو خُدا پر موت اور مصیبت اور بھوک اور پیاس اور درد اور دُکھہ اور تجسّم اور حلول ہمیشہ کے لئے روا رکھتا ہو ورنہ کوئی صورت بچنے کی نہین گویا وہ فرضی بہشت یورپ کی دو بُزرگ قومون انگریزون اور روسیون کو نصفانصف تقسیم کرکے دیا جائیگا اور باقی سب موحد اِس قصور سے جو خُدا کو ہر ایک طرح کے نقصان سے جو اُسکے کمال تام کے منافی ہے پاک سمجھتے ہین دوزخ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ ہونے کا نتیجہ نکالا ہے کس خوبی اور لطافت سے آیات ممدوحہ مین درج ہین اول گرا ہون کے دلون کو جو صدہا سال کی گمراہی مین پڑے ہوئے تھے زمین خشک اور مُردہ سے تشبیہ دیکر اور کلام الٰہی کو مینہہ کا پانی جو آسمان کی طرف سے آتا ہے ٹھہرکر اُس قانون قدیم کی طرف اشارہ فرمایا جو امساک باران کی شدّت کے وقت مین ہمیشہ رحمت الٰہی بنی آدم کو برباد ہونے سے بچالیتی ہے اور یہہ بات جتلادی کہ یہہ قانون قدرت صرف جسمانی پانی مین محدود نہین بلکہ روحانی پانی ہی شدّت اور صعوبت کے وقت مین جو ہمیشہ جاناعام گمراہی کا ہے ضرور نازل ہوتا ہے اور اُس جگہ ہی رحمت الٰہی آفت قلوب کا غلبہ توڑنے کے لئے ضرور ظہور کرتی ہے۔ اور پھر انہین آیات مین یہہ دوسری بات ہی بتلادی کہ آن حضرت کے ظہور سے پہلے تمام زمین گمراہ ہوچکی تھی اور اسی طرح اخیر پر یہہ ہی ظاہر کردیا کہ اُن روحانی مُردون کو اُس کلام پاک نے زندہ کیا اور آخر یہہ بات کہہ کر کہ اِسمین اِس کتاب کی صداقت کا نشان ہے طالبین حق کو اِس نتیجہ نکالنے کی طرف توجہ دلائی کہ قرآن مجید خدا کی کتاب ہے۔

اور جیسا کہ اِس دلیل سے حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا نبی صادق ہونا ثابت ہوتا ہے ایسا ہی اِس سے اُن حضرتؐ کا دوسرے نبیون سے افضل ہونا ہی ثابت ہوتا ہے کیونکہ آن حضرت کو تمام عالم کا مقابلہ کرنا پڑا اور جو کام

مین ڈالے جائینگے غرض ہماری اِس تحریر سے یہہ ہے کہ آج صفحۂ دُنیا مین وہ شے کہ جسکا نام توحید ہے بجُز اُمتِ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے اَور کسی فرقہ مین نہین پائی جاتی اور بجُز قرآن شریف کے اَور کسی کتاب کا نشان نہین ملتا کہ جو کروڑہا مخلوقات کو وحدانیتِ الٰہی پر قائم کرتی ہو اور کمال تعظیم سے اُس سچّے خُدا کی طرف رہبر ہو ہر یک قوم نے اپنا اپنا مصنوعی خُدا بنالیا اور مسلمانون کا وہی خُدا ہے جو قدیم سے لازوال اور غیر مُبدّل اور اپنی ازلی صفتون مین ایسا ہی ہے جو پہلے تھا۔ سو یہہ تمام واقعات ایسے ہین کہ جن سے ہادیٔ اسلام کا صدق نبوّت اظہر من الشمس ہے کیونکہ معنے نبوّت کے اور علّت غائی رسالت اور پیغمبری کی اُنہین کی ذاتِ بابرکات مین ثابت اور متحقق ہورہی ہے اور جیسا کہ مصنوعات سے صانع شناخت کیا جاتا ہے ویسا ہی عاقل لوگ اصلاحِ موجودہ سے اُس مُصلح ربّانی

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱ حضرتِ ممدوح کو سپرد ہوا وہ حقیقت مین ہزار دو ہزار نبی کا کام تھا لیکن چونکہ خدا کو منظور تھا جو بنی آدم ایک ہی قوم اور ایک ہی قبیلہ کی طرح ہو جائین اور غیریت اور بیگانگی جاتی رہے اور جیسے یہہ سلسلہ وحدت سے شروع ہوا ہے وحدت پر ہی ختم ہو اسلئے اُس نے آخری ہدایت کو تمام دُنیا کے لئے مشترک بھیجا اور اِسوقت زمانہ ہی وہ آپہنچا تھا کہ بباعث کھُل جانے راستون اور مطلع ہونے ایک قوم کے دوسری قوم سے اور ایک مُلک کے دوسرے مُلک سے اتحاد سلسلہ نوعی کی کارروائی شروع ہوگئی تھی اور بوجہ میل ملاپ دائمی کے خیالات بعض مُلکون کے بعض مُلکون مین اثر کرنے لگے تھے چنانچہ یہہ کارروائی ابتک ترقی پر ہے اور سارے سامان جیسے ریل تار جہاز وغیرہ ایسے ہی دن بدن نکلتے آتے ہین کہ جن سے یقیناً یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس قادرِ مُطلق کا یہی ارادہ ہے کہ کسی دن تمام دُنیا کو ایک قوم کی طرح بنادے بہرحال پہلے نبیون کی محدود کوشش تھی کیونکہ اُنکی رسالت بھی ایک قوم مین محدود ہوتی تھی اور آن حضرت کی غیر محدود اور وسیع کوشش تھی کیونکہ اُنکی رسالت عام تھی یہی وجہ ہے جو قرآن مجید مین دُنیا کے تمام مذاہب باطلہ کا ردّ موجود ہے اور انجیل مین صرف یہودیون کی بدچلنی کا ذکر ہے پس آن حضرت کا دوسرے نبیون سے افضل ہونا ایسی غیر محدود کوشش سے ثابت ہے ماسوا اسکے یہہ بات اجلی بدیہات ہے

کی شناخت کررہے ہین اسی طرح ہزارہا ایسے اَور بھی واقعات ہین کہ جن سے آن حضرت کا مُؤیّد بتائید الٰہی ہونا ثابت ہوتا ہے مثلاً کیا یہہ حیرت انگیز ماجرا نہین کہ ایک بے زر بے زور بیکس اُمّی یتیم تنہا غریب ایسے زمانہ مین کہ جس مین ہر ایک قوم پوری پوری طاقت مالی اور فوجی اور علمی رکھتی تہی ایسی روشن تعلیم لایا کہ اپنی براہین قاطعہ اور حجج واضحہ سے سب کی زُبان بند کردی اور بڑے بڑے لوگون کی جو حکیم بنے پھرتے تہے اور فیلسوف کہلاتے تہے فاش غلطیان نکالین اور پھر باوجود بیکسی اور غریبی کے زور بھی ایسا دکہایا کہ بادشاہون کو تختون سے گرادیا اور اُنہین تختون پر غریبون کو بٹہایا اگر یہہ خُدا کی تائید نہین تہی تو اَور کیا تہی کیا تمام دُنیا پر عقل اور علم اور طاقت اور زور مین غالب آجانا بغیر تائید الٰہی کے بھی ہوا کرتا ہے خیال کرنا چاہیئے کہ جب آن حضرت نے پہلے پہل مکّے کے لوگون مین منادی کی کہ مین نبی ہون اُسوقت اُنکے ہمراہ کون تہا اور کس بادشاہ کا خزانہ اُنکے قبضہ مین آگیا تہا کہ جس پر اعتماد

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱ کہ شرک اور مخلوق پرستی کو دور کرنا اور وحدانیت اور جلال الٰہی کو دلون پر جمانا سب نیکیون سے افضل اور اعلیٰ نیکی ہے۔ پس کیا کوئی اِس سے انکار کرسکتا ہے کہ یہہ نیکی جیسی آن حضرت سے ظہور مین آئی ہے کسی اَور نبی سے ظہور مین نہین آئی آج دُنیا مین بجز قرآن مجید کے اَور کونسی کتاب ہے کہ جس نے کروڑہا مخلوقات کو توحید پر قایم کررکہا ہے اور ظاہر ہے کہ جس کے ہاتہہ سے بڑی اصلاح ہوئی وہی سب سے بڑا ہے۔

اِس جگہہ پادری فنڈر صاحب مصنّف میزان الحق اپنی کتاب مین لکھتے ہین کہ فی الحقیقت اُس زمانہ کے عیسائی کہ جب دین اسلام شروع ہوا تہا سخت سخت بدعتون مین گرفتار تہے اور انجیل پر سے اُنکا عمل جاتا رہا تہا اور پھر بعد اُسکے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کا ذکر کرکے لکھتے ہین کہ یہی باعث تہا جو خُدا نے اُنکو دین پھیلانے سے نہ روکا کیونکہ اُس وقت خُدا کو یہی منظور تہا جو عیسائیون کو کہ جنہون نے انجیل پر عمل کرنا چہوڑ دیا تہا تنبیہ اور سزا دے اب پادری صاحب کی دیانت اور انصاف اور ایمانداری کو دیکھئے کہ بات کو کہان سے کہان گھسیٹ کر لے گئے اپنے عیسائی بہائیون پر قہر الٰہی نازل کردیا مگر آن حضرت کی رسالت قبول کرنا طبیعت پر گوارا نہ ہوا واہ رے تیرا تعصب سزا دینے کی خوب کہی افسوس کہ پادری صاحب کو ایسی متعصبانہ رائے ظاہر کرتے ہوئے

کرکے ساری دُنیا سے مقابلہ کرنے کی ٹھہر گئی یا کونسی فوج اکٹھی کر لی تھی کہ جس پہ بھروسہ کرکے تمام بادشاہون کے حملون سے امن ہوگیا تھا ہمارے مُخالف بھی جانتے ہین کہ اُسوقت آن حضرت زمین پر اکیلے اور بیکس اور بے سامان تھے صرف اُنکے ساتھہ خُدا تھا جس نے اُنکو ایک بڑے مطلب کے لئے پیدا کیا تھا پھر ذرہ اِس طرف بھی غور کرنی چاہیئے کہ وہ کس مکتب مین پڑھے تھے اور کس سکول کا پاس حاصل کیا تھا اور کب اُنہون نے عیسائیون اور یہودیون اور آریہ لوگون وغیرہ دُنیا کے فرقون کی مُقدس کتابین مطالعہ کی تھین پس اگر قُرآن شریف کا نازل کرنے والا خُدا نہین ہے تو کیونکر اُس مین تمام دُنیا کے علومِ حقّہ الٰہیہ لکھے گئے اور وہ تمام اُدلہ کاملہ علم الٰہیات کی کہ جنکے باستیفا اور نصیحت لکھنے سے سارے منطقی اور معقولی اور فلسفی عاجز رہے اور ہمیشہ غلطیون مین ہی ڈوبتے ڈوبتے مرگئے وہ کس فلاسفر بے مثل و مانند نے قُرآنِ شریف مین درج کردین اور کیونکر وہ اعلیٰ درجہ کی مُدلّل تقریرین کہ جنکی پاک اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ کچھہ خُدا کا خوف نہ آیا اور نہ ظاہر ہے کہ خُدا تعالیٰ کی نسبت یہہ بات مُنہہ پر لانا کہ وہ ایک عالم کو گمراہ اور غلطی مین پاکر اُنکے لئے ایسا سامان مقرر کرتا ہے کہ جس سے وہ اَور بھی گمراہی مین پڑین نہایت درجہ کا کُفر اور پرلے درجہ کی بیباکی اور بڑ دھرمی ہے اور یہہ پادری صاحبون کی ہی نیک نیتی اور دینداری ہے کہ آن حضرت کی عداوت کے لئے خُدا کو بھی ہادی ہونے کی صفت سے جواب دیتے ہین ورنہ کون عاقل اور ایماندار اِس فعل کو خُدا کی طرف نسبت دے سکتا ہے کہ خُدا کو اُس زمانہ مین کہ جب گمراہی اور بدعقیدگی کمال کو پہنچ گئی تھی اور لوگ سراسر شرک اور مخلوق پرستی مین ڈوب گئے تھے یہی تدبیر سوجھی اور یہی علاج دل کو پسند آیا جو بقول پادری صاحب خلقت کو پہلے سے بھی بدتر کردے اور بجائے پیدا کرنے ایک مُصلح کے ایسے شخص کو خلقت پر مسلط کردے جو بزعم پادریون کے رہی سہی صلاحیت کو بھی دور کرے یعنے خُدا کو لہو اور گندگی مین گھس آنے سے پاک سمجھے اور تولّد اور موت اور فوت اور درد اور دُکھہ سے مُنزّہ قرار دے کیا کسی کے خیال مین آ سکتا ہے یا کسی مُنصف کا انصاف دل یہہ فتویٰ دیتا ہے جو خُدائے کریم و رحیم مین ایسی ہی عادات ہین اور وہ دُنیا کو گمراہ دیکھہ کر ایسا ہی بندوبست کیا کرتا ہے جو پہلے سے صدہا درجہ زیادہ گمراہی مین ڈالتا ہے کسی اہل انصاف پر اِس بات کا سمجھنا کچھہ مُشکل نہین کہ دُنیا مین فسادِ عام پھیل جانا ایک مُصلح کو چاہتا ہے اور ہر ایک عاقل کو صریح نظر آتا ہے کہ بروقت غلبہ جہالت اور گمراہی کے خُدا کی صفت رہنمائی کی خلقت پر ظاہر

روشن دلائل کو دیکھکر مغرور حکیم یونان اور ہند کے اگر کچھ شرم ہو تو جیتے ہی مرجائین ایک غریب اُمّی کے ہونٹون سے نکلین اِسقدر دلائل صدق کی پہلے نبیون مین کہان موجود ہین آج دُنیا مین وہ کونسی کتاب ہے جو ان سب باتون مین قُرآن شریف کا مقابلہ کر سکتی ہے کس نبی پر وہ سب واقعات جو ہم نے بیان کئے مثل آن حضرت کے گذرے ہین بالخصوص جو وحی کے الہام یافتہ رشی قرار دیئے جاتے ہین اُنکا تو خود وجود ہی ثابت نہین ہوتا قطع نظر اِس سے کہ کوئی اثر صدق کا ثابت ہو صاحو اگر آپ لوگون کے نزدیک انصاف بھی کچھ چیز ہے اور عقل بھی کوئی شے قابلِ لحاظ ہے تو یا تو ایسی دلائل صدق اور راستی کی کہ جن پر قُرآنِ شریف مشتمل ہے جنکو ہم فصلِ اوّل سے لکھنا شروع کرینگے کسی اپنی کتاب سے نکالکر دکھلاؤ اور یا حیا اور شرم کی صفت کو عمل مین لاکر زُبان درازی چھوڑ دو اور اگر خُدا کا کچھ خوف ہے اور نجات کی کچھ خواہش ہے تو ایمان لاؤ اب یہہ مُقدّمہ ختم ہوگیا اور جسقدر ہم نے مطالب بالائی لکھنے تھے سب لکھہ چُکے بعد اِسکے اصل مطلب کتاب کا شروع ہوگا اور دلائل حقیّت قُرآنِ شریف اور صدقِ نبوّت آن حضرت کی بسط اور تفصیل سے بیان کی جائینگی اور وہ تمام براہین کہ جنکی سچائی کے اعلیٰ مرتبہ پر نظر کرکے دس ہزار روپیہ کا اشتہار کتاب ہذا کے شامل کیا گیا ہے خود

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱ ہونی چاہیئے مگر جو شخص تعصب سے اندھا ہوجائے اُسکو کیونکر نظر آوے کیا کبھی اندھے نے کچھ دیکھا ہے کہ وہ بھی دیکھے افسوس کہ پادری لوگ ایسی ایسی ہٹ دھرمی کرکے پھر روزِ مواخذہ سے ڈرتے نہین اور کیونکر دین مسیح کے کفارہ پر بھروسہ جو ٹھہرا اور نہ عقل ہرگز باور نہین کر سکتی کہ پادریون کی ایسی ناقص سمجھہ ہے کہ وہ اب تک خُدا کے قانونِ قدیم سے بھی بے خبر ہین اور وہ خُدا کہ جس نے موسیٰ کے وقت مین ایک قوم کو غافل اور ظالم کے ہاتھہ مین گرفتار دیکھہ کر اپنا پیغمبر بھیجا اور پھر حضرت عیسیٰ کے وقت مین یہودیون کی زندہ سی بد چلنی پر جھٹ پٹ حضرت مسیح کو بھیجدیا وہ آخری زمانہ مین ایسا سخت دل اور بے رحم ہوگیا کہ باوصفیکہ ساری دُنیا شرک اور مخلوق پرستی مین غرق ہوگئی پر اُسے ہدایت نازل کرنے کا کچھہ بھی خیال نہ آیا بلکہ اُلٹا گمراہون کی اور بھی شناسائی کرنے لگا گویا پہلے زمانون مین تو اُسے گمراہی بُری معلوم ہوتی تھی اور اب اچھی معلوم ہونے لگی

فرقانِ مجید مین سے نکالکر دکھلائی جائینگی اور یہہ طرز دلائل عقلیہ پیش کرنے کی کہ جسکا خاص کلامِ الٰہی کے بیان پر حصر رکھا گیا ہے یہہ ہم مین اور ہمارے مخالفین مین ایک ایسا صاف فیصلہ ہے کہ جو ہر یک عقلمند کی آنکھہ کھول دینے کو کافی ہے اور ایک ایسی رہنما روشنی ہے کہ جس سے جھوٹون اور سچون مین نہایت آسانی سے فرق کُھل جائیگا سو اَب اے حضراتِ مُنکرینِ اسلام اگر آپ لوگون کو حقیّتِ قرآن شریف مین کچھہ کلام ہے یا اُسکی افضلیّت ماننے مین کچھہ تامّل ہے تو آپ پر فرض ہو چکا ہے کہ اُن دلائل اور براہین کا اپنی اپنی کتابون مین سے عقلی طور پر جواب دین ورنہ آپ لوگ جانتے ہین اور ہر ایک مُنصف جانتا ہے کہ جس کتاب کی صداقت اور افضلیّت صدہا دلائل سے ثابت ہو چکی ہو تو پھر اُسکو بغیر توڑنے دلائل اُسکی کے اور بغیر پیش کرنے ایسی کتاب کے جو کمالات مین اُس سے برابر ہو افترا انسان کا سمجھنا اور توہین کرنا ایک ایسا نامُنصفانہ فعل ہے کہ جو صفتِ حیا اور شرم اور پاک اخلاقی سے بالکل بعید ہے اور اِس جگہہ ہم اِس بات کو بھی کہولکر بیان کر دیتے ہین کہ جو صاحب بعد اشاعت اِس کتاب کے راستبازون کی طرح اِسکی دلائل کے توڑنے کی طرف متوجّہ نہ ہون اور یون ہی اپنے رسالون اور اخبارون اور تقریرون اور تحریرون مین عوام کو دھوکا دینے کے لئے اسلام کے چشمۂ پاک کا کدورت ناک ہونا بیان کرین یا اپنے گھر مین ہی تعلیمِ فرقانی کو قابلِ اعتراض ٹھہراوین تو ایسے صاحب خواہ عیسائی ہون خواہ ہندو خواہ برہمو سماج والے یا کوئی اَور ہون بہرحال یہہ فعل اُنکا دیانت اور پاک طینتی کے برخلاف سمجھا جائیگا کیونکہ جس حالت میں ہم دلائلِ قاطعہ سے حقیّت اور صداقت فرقانِ مجید کی بخوبی ثابت کر چکے اور سارے اعتراض کوتہ اندیشون اور ناقص عقلون کے دفعہ اور دور کئے گئے اور اتماماً للحجّۃ جواب دینے والون کو نذرِ کثیر دینے کا وعدہ بھی دیا گیا اگر چاہین تو اپنے دل کی تسلّی کے لئے بر رجسٹری سرکار تمسک بھی لکھا لین تو پھر باوجود ہماری ایسی صداقت اور اِس درجہ کی صاف باطنی کے اگر اب بھی کوئی شخص یہہ سیدھا راستہ بحث اور مناظرہ کا کہ جس مین غالب آنے سے اِسقدر مُفت روپیہ ملتا ہے اختیار

نہ کرے اور اِس کتاب کے مقابلہ سے بھاگ کر جاہلوں اور لڑکوں اور عوام کے بہکانے کے لئے جھوٹے الزام اسلام پر لگاتا رہے تو بجُز اِسکے اَور کیا سمجھیں جو اُسکی نیّت مین ہی فساد اور اُسکی طینت مین ہی خلل ہے صاحبو تعصّب کو چھوڑ دو اور حق کو قبول کرو آؤ کچھ خُدا سے ڈرو یہہ دُنیا ہمیشہ رہنے کی جگہہ نہین اِس پر فریفتہ مت ہو یہہ چند روزہ زندگی مزرعۂ آخرت ہے اسکو باطل عقیدون اور جھوٹے خیالون مین ضائع مت کرو یہہ بُرے کام کی چیز ہے اسکو یون ہی ہاتھہ سے مت دو یہہ مسافر خانہ کسی دن کی بات ہے اِس سے دل مت لگاؤ اور یہہ عیش و عشرت دائمی نہین ہے اِس پر مت بھولو۔

عیشِ دُنیائے دون مے چندست — آخرش کار با خُداوندست
ایں سرائے زوال و موت و فناست — ہر کہ بنشست اندریں برخاست
یک دمے رَو بسوئے گورستان — واز خموشانِ آن بپُرس نشان
کہ مآلِ حیاتِ دُنیا چیست — ہر کہ پیدا شدست تا کے زیست
ترک کُن کین و کبر و ناز و دلال — تا نہ کارت کُشد بسوئے ضلال
چون ازین کارگہ بہ بندی بار — باز نائی درین بلاد و دیار
اے ز دین بیخبر بخور غمِ دین — کہ نجاتت مُعلّق ست بدین
ہان تغافل مکُن ازین غمِ خویش — کہ ترا کار مُشکل ست بپیش
دل ازین درد و غم فگار مکُن — دل چہ جان نیز ہم نثار مکُن
ہست کارت ہمہ بآن یک ذات — چون صبوری کُنی از و ہیہات
بخت گردد چو زو بگردی باز — دولت آمُرز آمدن بہ نیاز

چون ببری ز این چنین یارے　　چون بدین ابلہی کنی کارے
این جہان ست مثل مردارے　　چون سگے ہر طرف طلبگارے
خنک آن مرد کو ازین مردار　　روئے آرد بسوئے آن دادار
چشم بندد ز غیر و داد دہد　　در سر یار سر بباد دہد
این ہمہ جوش حرص و آز و ہوا　　ہست تا ہست مرد نابینا
چشم دل اندکے چو گردد باز　　سر دگردد بر آدمی ہمہ آز
اے رسن ہائے آز کردہ دراز　　زین ہوس ہا چرا نیائی باز
دولت عمر دمبدم بزوال　　تو پریشان بفکر دولت و مال
خویش و قوم و قبیلہ پُر ز دغا　　تو بریدہ برائے شان ز خدا
این ہمہ را بکشتنت آہنگ　　گہ بصلحت کشند و گاہ بجنگ
خاک بر رشتہ کہ پیوندت　　بگسلاند ز یار دل بندت ۔
ہست آخر بآن خدا کارت　　نہ تو یارِ کسے نہ کس یارت
قدم خود بنہ بسوخ انتم　　تا روی از جہان بصدق قدم
تا خدا ات محب خود سازد　　نظر لطف بر تو اندازد ۔
بادہ نوشی ز عشق و زان بادہ　　مست باشی و بے خود افتادہ
نیست این جائے گہ مقام مدام　　ہوش کن تا نہ بد شود انجام
مہر آن زندہ نورت افزاید　　مہر این مردگان چہ کار آید

لقمہ و معدہ و سر و دستار — سر بہ ہست بخشش وادار
حقِ باری شناس و شرم بدار — پیش زان کز جہان بہ بندی بار
رو از و از چہ رو بگردانی — سگ وفا مے کند تو انسانی
ترس بائد ز قادرے اکبر — ہر کہ عارف ترست ترسان تر
فاسقان در سیاہ کاری اند — عارفان در دعا و زاری اند
اے خنک دیدۂ کہ گریانش — اے ہمایون دلے کہ بریانش
اے مبارک کسیکہ طالبِ اوست — فارغ از عمر و زید بارخِ دوست
ہر کہ گیرد رہِ خدائے یگان — آن خدائش بس ست در دو جہان
لاجرم طالبِ رضائے خدا — بگسلد از ہمہ برائے خدا
شیوہ اش مے شود فدا گشتن — بہرِ حق ہم ز جان جدا گشتن
در رضائے خدا شدن چون خاک — نیستی و فنا و استہلاک ۔
دل نہادن در آنچہ مرضئ یار — صبر زیرِ مجاری اقدار
تو بحق نیز دیگرے خواہی — این خیال ست اصل گمراہی
گر دہندت بصیرت و مردی — از ہمہ خلق سوئے حق گردی
در حقیقت بس ست یار یکے — دل یکے جان یکے نگار یکے
ہر کہ او عاشقِ یکے باشد — ترکِ جان پیشش اندکے باشد
کوئے او باشدش ز بستان بہ — روئے او باشدش ز ریحان بہ

ہر چہ دلبر بدو کند آن بہ　　دیدنِ دلبرش زصد جان بہ

پا بہ زنجیر پیشِ دلدارے　　بہ ز ہجران و سیرِ گلزارے

ہر کہ دارد یکے دلارامے　　جز بوصلش نیابد آرامے

شب بہ بستر تپد ز فرقتِ یار　　ہمہ عالم بخواب و او بیدار

تا نہ بیند صبوری اش نائید　　ہر دمش سیلِ عشق برباید

در دلِ عاشقان قرار کجا　　توبہ کردن زروئے یار کجا

حسنِ جانان بگوش خاطرشان　　گفت رازے کہ گفتنش نتوان

ہم چنین ست سیرتِ عشاق　　صدق ورزان بایزدِ خلاق

جان منور بشمعِ صدق و یقین　　نورِ حق تافتہ بلوحِ جبین

کام یابان و زین جہان ناکام　　زیرکان و دور تر پریدہ زدام

از خود و نفسِ خود خلاص شدہ　　مہبطِ فیضِ نورِ خاص شدہ

در خداوندِ خویش دل بستہ　　باطن از غیرِ یار بگسستہ

پاک از دخلِ غیر منزلِ دل　　یار کردہ بجان و دلِ منزل

دین و دنیا بکارِ او کردند　　بر درش اوفتادہ چو گردند

ریزہ ریزہ شد آبگینۂ شان　　بوئے دلبر دمد ز سینۂ شان

نقشِ ہستی ببست جلوۂ یار　　سر زد آخر ز جیبِ دل دلدار

گر برآرند شعلہ ہائے درون　　دو دو خیزد ز تربتِ مجنون

نے ز سر ہوش نے ز پا خبرے — در سر دلستان بخاک سرے
ہر کسی را بخود سر و کارے — کار دل دادگان بدلدارے
ہر کسی را بعزّت خود کار — فکر ایشان ہمہ بعزّت یار
تو سر خویش تافتہ از دین — حاصل روزگار تو ہمہ کین
در عنا و دفا فتادہ — دادو دانش ز دست خود دادہ
سر کشیدہ بناز و کبر و ریا — واز تدیّن نہادہ بیرون پا
چون خداات نداد نور درون — عقل و ہوش تو جملہ گشت نگون
کفر گوئی عبادت انگاری — فسق ورزی ثواب پنداری
صد حجابت بچشم خویش فزا — باز گوئی کہ آفتاب کجا
پردہ بردار تا بہ بینی پیش — جان ما سوختی بکوری خویش
تا فتی سر ز منعم و منّان — این بود شکر نعمت اے نادان
دل نہادن درین سرا چہ دون — عاقبت میکند ز دین بیرون
ترک کوئے حق از وفا دور ست — دل بغیرے مدہ کہ غیور ست
دانی و باز سر کشی از وے — این چہ بر خود ستم کنی ہے ہے
ہر چہ غیر ے خدا بخاطر تست — آن بت تست اے بایمان سست
پر حذر باش زین بتان نہان — دامن دل ز دست شان برہان
چیست قدرے کہ نثر کش کار — چون زنان زانیہ ہزارش یار

صدق مے ورزد صدق پیشہ بگیر　　جانبِ صدق را ہمیشہ بگیر
دیدۂ تو بصدق بکشاید　　یار رفتہ بصدق باز آید
صادق آن ست کو بقلبِ سلیم　　گیرد آن دین کہ ہست پاک و قویم
دینِ پاک ست ملّتِ اسلام　　از خدائے کہ ہست علمش تام
زین کہ دین از برائے آن باشد　　کہ ز باطل بحق کشان باشد
دین صفت ہست خاصۂ فرقان　　ہر اصولش موثق از برہان۔
با براہینِ روشن و تابان۔　　مے نماید رہِ خدائے یگان
من گرامر وز سیم داشتمے۔　　آن براہین بزر لگاشتمے۔
اللہ اللہ چہ پاک دین ست این　　رحمتِ ربِّ عالمین ست این
آفتابِ رہِ صواب ست این　　بخدا ہم ز آفتاب ست این
مے برآرد ز جہل و تاریکی　　سوئے انوارِ قرب و نزدیکی
مے نماید بطالبان رہِ راست　　راستی موجبِ رضائے خدا ست
گر ترا ہست بیمِ آن دادار　　بہ پذیرو ز خلق بیم مدار

چون بود بر تو رحمتِ آن پاک　　دیگر از لعن و طعن خلق چہ باک
لعنتِ خلق سہل و آسان ست　　لعنت آن ست کو ز رحمان ست

بالآخر بعد تحریر تمام مراتب ضروریہ کے اس بات کا واضح کرنا بھی اسی مقدمہ مین قرینِ مصلحت ہے

جو کن کن قسموں کے **فوائد** پر یہہ کتاب مشتمل ہے تا وہ لوگ جو حقّانی صداقتوں کے جان لینے پر جان دیتے ہین اپنے روحانی محبوب کی خوشخبری پاوین اور تا اُن پر جو راستی کے بھوکے اور پیاسے ہین اپنی دلی مُراد کا راستہ ظاہر ہو جاوے سو وہ فوائد **چھ** قسم کے ہین جو بہ تفصیل ذیل ہین۔

اوّل اِس کتاب مین یہہ فائدہ ہے کہ یہہ کتاب مہمّات دینیہ کے تحریر کرنے مین ناقص البیان نہین بلکہ وہ تمام **صداقتین** کہ جن پر اصول علم دین کے مُشتمل ہین اور وہ تمام حقائقِ عالیہ کہ جنکی ہیئت اجتماعی کا نام اسلام ہے وہ سب اِس مین مکتوب اور مرقوم ہین اور یہہ ایسا فائدہ ہے کہ جس سے پڑھنے والون کو ضروریاتِ دین پر احاطہ ہو جاویگا اور کسی مُغوی اور بہکانے والے کے پیچ مین نہین آئینگے بلکہ دوسرون کو وعظ اور نصیحت اور ہدائت کرنے کے لئے ایک کامل اُستاد اور ایک عیّار رہبر بن جائینگے۔

دوسرا یہہ فائدہ کہ یہہ کتاب **تین سو** محکم اور قوی دلائل حقیّتِ اسلام اور اُصولِ اسلام پر مشتمل ہے کہ جنکے دیکھنے سے صداقت اِس دینِ متین کی ہر یک طالبِ حق پر ظاہر ہو گی بجز اُس شخص کے کہ بالکل اندھا اور تعصّب کی سخت تاریکی مین مُبتلا ہو۔

تیسرا یہہ فائدہ کہ جتنے ہمارے مخالف ہین یہودی عیسائی مجوسی آریہ برہمو بُت پرست دہریہ طبیعیہ اباحتی لامذہب سب کے شُبہات اور وساوس کا اِس مین جواب ہے۔ اور جواب بھی ایسا جواب کہ دروغ گو کو اُسکے گھر تک پہنچایا گیا ہے اور پھر صرف رفع اعتراض پر کفائت نہین کی گئی بلکہ یہہ ثابت کر کے دکھلایا گیا ہے کہ جس امر کو مخالفِ ناقص الفہم نے جائے اعتراض سمجھا ہے وہ حقیقت مین ایک ایسا امر ہے کہ جس سے تعلیم قرآنی کی دوسری کتابون پر فضیلت اور ترجیح ثابت ہوتی ہے نہ کہ جائے اعتراض اور پھر وہ فضیلت بھی ایسی دلائلِ واضح سے ثابت کی گئی ہے کہ جس سے معترض خود معترض الیہ ٹھہر گیا ہے۔

چوتھا یہہ فائدہ جو اِس مین بمقابلہ اُصولِ اسلام کے مخالفین کے اُصول پر بھی کمال تحقیق اور تدقیق سے عقلی طور پر بحث کی گئی ہے اور تمام وہ اُصول اور عقائد اُنکے جو صداقت سے خارج ہین بمقابلہ اُصول حقہ قرآنی کے اُنکی حقیقتِ باطلہ کو دکھلایا گیا ہے کیونکہ قدر ہر یک جوہر بیش قیمت کا مقابلہ سے ہی معلوم ہوتا ہے

پانچوان اِس کتاب مین یہہ فائدہ ہے کہ اِسکے پڑھنے سے حقائق اور معارف کلام ربّانی کے معلوم ہوجائینگے اور حکمت اور معرفت اُس کتاب مُقدّس کی کہ جس کے نور روح افروز سے اسلام کی روشنی ہے سب پر منکشف ہوجائیگی کیونکہ تمام وہ دلائل اور براہین جو اسمین لکھی گئی ہین اور وہ تمام کامل صداقتین جو اِس مین دکھائی گئی ہین وہ سب آیاتِ بیّناتِ قرآن شریف سے ہی لی گئی ہین اور ہر یک دلیلِ عقلی وہی پیش کی گئی ہے جو خُدا نے اپنی کلام مین آپ پیش کی ہے اور اسی التزام کے باعث سے تقریباً بادان سیپارہ قرآن شریف کے اِس کتاب مین اندراج پائے ہین پس حقیقت مین یہہ کتاب قرآن شریف کے دقائق اور حقائق اور اُسکے اسرارِ عالیہ اور اُسکے علومِ حکمیہ اور اُسکے اعلیٰ فلسفہ ظاہر کرنے کے لئے ایک عالی بیان تفسیر ہے کہ جسکے مطالعہ سے ہر یک طالبِ صادق پر اپنے مولیٰ کریم کی بے مثل و مانند کتاب کا عالی مرتبہ مثل آفتاب عالمتاب کے روشن ہوگا۔

چھٹا یہہ فائدہ ہے جو اِس کتاب کے مباحث کو نہائت متانت اور عُمدگی سے قوانین استدلال کے مذاق پر مگر بہت آسان طور پر کمال خوبی اور موزونیّت اور لطافت سے بیان کیا گیا ہے اور یہہ ایک ایسا طریقہ ہے کہ جو ترقی علوم اور پختگی فکر اور نظر کا ایک اعلیٰ ذریعہ ہوگا کیونکہ دلائل صحیحہ کے تعقّل اور استعمال سے قوّت ذہنی بڑھتی ہے اور ادراک اُمورِ دقیقہ مین طاقتِ مدرکہ تیز ہوجاتی ہے اور بباعث ورزش براہین حقہ کے عقل سچائی پر ثبات اور قیام پکڑتی ہے اور ہر یک امر متنازع کی اصلیت اور حقیقت دریافت کرنے کے لئے ایک

ایسی کامل استعداد اور بزرگ ملکہ پیدا ہوجاتا ہے کہ جو تکمیل قوائے نظریہ کا موجب اور نفس ناطقہ انسان
کے لئے ایک منزل اقصیٰ کا کمال ہے کہ جس پر تمام سعادت اور شرف نفس
کا موقوف ہے وھذا آخر ما اردنا بیانہ فی ھذہ المقدمۃ
والحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی
لولا ان ھدانا اللہ

تمت المقدمۃ

مطبوعہ ھند سفیر امرتسر

لئے دم نہ لی کرنا اگر تعصب نہیں تو اور کیا ہے جو اور جب آپ لوگوں نے قبل از دریافتِ اصل حقیقت رد لکھنے کی پہلے ہی ٹھہرالی تو پھر کب نفسِ امّارہ کو آپکا اِس بات سے باز آنیکا ہے جو بات بات مین فریب اور تدلیس اور خیانت اور بددیانتی کو کام مین لایا جائے تاکسی طرح یہہ فخر حاصل کرین کہ ہمنے جواب لکھدیا۔

اگر آپ لوگون کی نیت مین کچھہ خلوص اور دل مین کچھہ انصاف ہوتا تو آپ لوگ یون اعلان دیتے کہ اگر دلائل کتاب کی واقع مین صحیح اور سچی ہونگی تو ہم بسر و چشم اُنکو قبول کرینگے ورنہ اظہارِ حق کی غرض سے اُنکی رد لکھینگے۔ اگر آپ ایسا کرتے تو بیشک منصفون کے نزدیک منصف ٹھہرتے اور صاف باطن کہلاتے۔ لیکن خدا نہ کرے کہ ایسے لوگون کے دلون مین انصاف ہو جو خدا کے ساتھہ ہی بے انصافی کرتے ہوئے نہین ڈرتے اور بعض نے اُسکو خالق ہونے سے ہی جواب دے رکھا ہے اور بعض ایک کے تین بنائے بیٹھے ہین اور کسی نے اُسکو نامرہ مین لاڈالا ہے اور کوئی اُسکو اَجودہیا کی طرف کھینچ لایا ہے۔

اب خلاصۂ کلام یہہ ہے کہ آپ سب صاحبون کو قسم ہے کہ ہمارے مقابلہ پر ذرا توقف نہ کرین افلاطون بن جاوین بکن کا اوتار دھارین ارسطو کی نظر اوزکار اوین اپنے مصنوعی خداؤن کے آگے استمداد کے لئے ہاتھہ جوڑین پھر دیکھین جو ہمارا خدا غالب آتا ہے یا آپ لوگون کے الہٰ باطلہ اور جب تک اِس کتاب کا جواب نہ دین تب تک بازارون مین عوام کالانعام کے سامنے اسلام کی تکذیب کرنا یا منہ دکھانے کے مندرون مین بیٹھہ کر ایک دیدکو ایشر کرت اور ست ودیا اور باقی سارے پیغمبرون کو منتری بیان کرنا صفتِ حیا اور شرم سے دور سمجھین۔

یارو خودی سے باز بھی آؤگے یا نہین؟ ۔ خو اپنی پاک صاف بناؤگے یا نہین؟
باطل سے میل دل کی ہٹاؤگے یا نہین؟ ۔ حق کی طرف رجوع بھی لاؤگے یا نہین؟
کب تک رہوگے ضدّ و تعصّب مین ڈوبتے؟ ۔ آخر قدم بصدق اُٹھاؤگے یا نہین؟
کیونکر کروگے ردّ جو محقق ہے ایک بات؟ ۔ کچھہ ہوش کرکے عذر سناؤگے یا نہین؟
سچ سچ کہو اگر نہ بنا تم سے کچھہ جواب؟ ۔ پھر بھی یہہ منہہ جہان کو دکھاؤگے یا نہین؟

اشتہار ضروری

کتاب **براہین احمدیہ** کی قیمت جو بالفعل دس روپیہ قرار پائی ہے وہ صرف مسلمانون کے لئے کمال درجہ کی تخفیف اور رعایت ہے کہ جنکو بسط و سعت اور طاقتِ مالی کے اعانت دین متین مین کسی نوع کا دریغ نہین۔ لیکن جو صاحب کسی اور مذہب یا ملت کے پابند ہو کر اِس کتاب کو خریدنا چاہین تو چونکہ اعانت کی اُن سے کچھہ توقع نہین۔ لہذا اُنسے وہ پوری پوری قیمت لیجائیگی جو حصّہ اولی کے اعلان مین شائع ہو چکی ہے۔

مولف براہین احمدیہ

THE

BARÁHÍN-I-AHMADÍYAH,

ENTITLED

AL-BARÁHÍN-UL-AHMADÍYAH ALA-HAQQÍYÁT KITÁB-ULLAH-UL-QURÁN WAL NABUWAT-UL-MAHAMADÍAH.

(DISCOURSES ON THE DIVINE ORIGIN OF THE HOLY QURAN, AND APOSTLESHIP OF MAHAMAD, THE PROPHET OF ISLAM,)

BY

MIRZÁ GULÁM AHMAD SÁHÍB, CHIEF OF QÁDÍÁN,

GURDASPORE DISTRICT, PUNJAB.

Amritsur:

PRINTED AT THE SAFÍR-I-HIND PRESS,

AMÍR ALI DÚLÁH PRINTER.

1880.

V. P. L.

☞ This Book which is compiled after a most careful and elaborate investigation for the benefit and conviction of those dissenters, who deny the veracity of Islamism, is published with an offer of Rs. 10,000 for its refutation, subject to the conditions contained in the preface. *Author.*

حصہ سوم

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

بفضلِ عظیم حضرت ہادیٔ عالم و عالمیان و رحمتِ عمیم رہنمائے گمشدگان کتاب اللہ جواب ہو سوم ہے

براہینِ حمدیہ

ملقب بہ

اَلبراہین الاحمدیہ علی حقیّت کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ

جسکو فخرِ اہلِ اسلام جناب میرزا غلام مرتضیٰ رئیسِ اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب دام اقبالہم نے کمال تحقیق اور دقیقہ سے تالیف کرکے منکرینِ اسلام پر حجتِ اسلام پوری کرنیکے لئے بوعدہ انعام دس ہزار پیہ شائع کیا

امرتسر پنجاب

مطبع ہند

سعید ہند پریس میں ۱۸۸۴ء میں طبع ہوا

امیر علی دوا پرنٹر

عذر و اطلاع

اکی دفعہ کہ جو حصۂ سوم کے نکلنے مین حد سے زیادہ توقف ہوگئی غالباً اِس توقف سے اکثر خریدار اور ناظرین بہت ہی حیران ہونگے اور کچھہ تعجب نہین کہ بعض لوگ طرح طرح کے شکوک و شُبہات بھی کرتے ہون مگر واضح رہے کہ یہہ توقف ہماری طرف سے ظہور مین نہین آئی بلکہ اتفاق یہہ ہوگیا کہ جب مئی ۱۸۸۱ء کے مہینہ مین کچھہ سرمایہ جمع ہونیکے بعد مطبع سفیر امرتسر مین اجزاءِ کتاب کے چھپنے کے لئے دیئے گئے اور اُمید تہی کہ غایت کار دو ماہ مین حصۂ سوم چھپ کر شایع ہو جائیگا لیکن تقدیری اتفاقون سے جنمین انسانِ ضعیف البُنیان کی کچھہ پیش نہین جا سکتی مہتمم صاحب مطبع سفیر طرح طرح کی ناگہانی آفات اور مجبوریون مین مُبتلا ہوگئے جن مجبوریون کی وجہ سے ایک مُدّتِ دراز تک مطبع بند رہا چونکہ یہہ توقف اُنکے اختیار سے باہر تھی اسلئے اُنکی قائمی جمعیت تک برداشت سے انتظار کرنا مقتضاءِ انسانیت تھا سو الحمدللہ کہ بعد ایک مُدّت کے اُنکے موانع کچھہ رو بخفت ہوگئے اور اب کچھہ تھوڑے عرصہ سے حصۂ سوم کا چھپنا شروع ہوگیا لیکن چونکہ اِس حصۃ کے چھپنے مین بوجہ موانع مذکورۂ بالا ایک زمانۂ دراز گذر گیا اسلئے ہم نے بڑے افسوس کے ساتھہ اِس بات کو ضرور مصلحت سمجھا کہ اِس حصۃ کے مکمل طور پر چھپنے کا انتظار نہ کیا جائے اور جسقدر اب تک چھپ چکا ہے وہی خریدارون کی خدمت مین بھیجا جاوے تا اُنکی تسلی و تشفی کا موجب ہو اور جو کچھہ اِس حصۂ مین سے باقی رہگیا ہے وہ انشاءاللہ القدیر چہارم حصۃ کے ساتھہ جو ایک حصۃ سے چھپوایا جائیگا

شاید ہم بعض دوستون کی نظر مین اِس وجہ سے قابلِ اعتراض ٹھہرین کہ ایسے مطبع مین جسمین ہر دفعہ لمبی توقف پڑتی ہے کیون کتاب کا چھپوانا تجویز کیا گیا سو اِس اعتراض کا جواب ابھی عرض کیا گیا ہے کہ یہہ مہتمم مطبع کی طرف سے لاچاری توقف ہے نہ اختیاری اور وہ ہمارے نزدیک اُن مجبوریون کی حالت مین قابلِ رحم ہین نہ قابلِ الزام ماسوائے اِسکے مطبع سفیر ہند کے مہتمم صاحب مین ایک عمدہ خوبی یہہ ہے کہ وہ نہایت صحت اور صفائی اور محنت اور کوشش سے کام کرتے ہین اور اپنی خدمت کو عرق ریزی

(الف)

اسلامی انجمنوں کی خدمت میں التماسِ ضروری

ایک خط انجمن اسلامیہ لاہور کی سکرٹری صاحب کی طرف سے اور ایسا ہی ایک تحریر مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کی طرف سے کہ جو انجمن ہمدردی اسلامی لاہور کے سکرٹری ہیں موصول ہوکر اس عاجز کے ملاحظہ سے گذرے جس سے یہ مطلب تھا کہ اُن عرضداشتوں پر معزز برادران اہل اسلام و منصفین اہل ہنود کے دستخط کرائے جائیں کہ جو مسلمانوں کی ترقی تعلیم و ملازمت و نیز مدارس کی تعلیم میں اُردو زبان قایم کرنے کے لئے گورنمنٹ میں پیش کرنے کی گئی ہیں مگر افسوس کہ میں اول درجہ علالت اپنی طبیعت کے اور پھر اور قیام ضروری امر تھا کے اس خدمت کو ادا نہیں کر سکا لیکن بحکم الدین النصیحت اسقدر عرض کرتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کے دین اور دنیا کی بہبودی کا موجب سمجھتا ہوں کہ اگر چہ گورنمنٹ کی رعیا نفر میں مسلمانوں کی شکستہ حالت بہر حال قابل رحم تھی جس کو گورنمنٹ نے اپنے قوانین میں مولیشی اور چارپایوں سے بھی ہمدردی ظاہر کی ہے وہ کیونکر ایک اگر وہ کثیر انسانوں کی ہمدردی سے کہ جو اُسکی رعیت اور اُسکی زیر دست ہیں اور ایک غربت اور مصیبت کی حالت میں پڑے ہیں غافل رہ سکتی ہے لیکن ہمارے معزز بھائیوں پر صرف یہی واجب نہیں کہ وہ مسلمانوں کو افلاس اور تنزل اور تاتربیت یافتہ ہونیکی حالت میں دیکھکر ہمدردی کا اسی بات پر زور مار کر ان کو کوئی میمورئیل طیار کر کے اور بہت سے دستخط اپسکرا کر گورنمنٹ میں بھیجا جائے۔ ہر ایک علم دینی ہو یا دنیوی ہمیں استعانت سے پہلے اپنی ذات سے طاقت اور ہمت کا خرچ کرنا ضروری ہے اور پھر اُس فعل کی تکمیل کے لئے دعا طلب کرنا۔ خدا نے ہمکو ہماری ہر روزہ عبادت میں بھی یہی تعلیم دی ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ ہم ایاک نعبد و ایاک نستعین کہیں نہ یہ کہ ایاک نستعین و ایاک نعبد۔ مسلمانوں پر جن امور کا اپنی اصلاح حال کے لئے بنی ہمت اور کوشش سے انجام دینا لازم ہے وہ اُنہیں نکاح اور غور کے وقت آپ ہی معلوم ہو جائیگے حاجت بیان و تشریح نہیں مگر اس جگہ اُن امور میں سے یہ امر قابل تذکرہ ہے جس پر گورنمنٹ انگلشیہ کی عنایات اور توجہات موقوف ہیں کہ گورنمنٹ معدوحہ کے ذریعہ اپنی طرح پر امر کو زور کرنا چاہئے کہ مسلمانان متحد ایک وفادار رعیت ہے کیونکہ بعض نا واقف انگریزوں نے خصوصاً الٹر ھنا وصاحب نے کہ جو کنسل تعلیم کے اب پریسیڈنٹ ہیں اپنی ایک مشہور تصنیف میں اس دعوی پر بہت اصرار کیا ہے کہ مسلمان لوگ سرکار انگریزی کے دلی خیر خواہ نہیں ہیں اور انگریزوں سے جہاد کرنا فرض سمجھتے ہیں۔ گو یہ خیال ڈاکٹر صاحب کا شریعت اسلام پر نظر کرنے کے بعد ہر ایک شخص پر محض بے اصل اور خلاف واقعہ ثابت ہو گا لیکن افسوس کہ بعض کو تہ بینانی اور بے تمیز سمجھا کی نالائق حرکتیں اس خیال کی تائید کرتی ہیں اور شاید انہیں اتفاقی شواہد سے ڈاکٹر صاحب موصوف کا وہم بھی مستحکم ہو گیا ہے کیونکہ کبھی کبھی جاہل لوگوں کی طرف سے اس قسم کی حرکات صادر ہوتی ہیں لیکن محقق پر یہ امر پوشیدہ نہیں رہ سکتا کہ اس قسم کے لوگ اسلامی مدرسے دور دھور میں اور ایسے ہی مسلمان ہیں جیسے مکلین عیسائی مقابس ظاہر ہے کہ انکی یہ ذاتی حرکات ہیں نہ شرعی یا بندی سے اور انکے مقابل پر اُن ہزار ہا مسلمانوں کو دیکھنا چاہئے کہ جو ہمیشہ جان نثاری سے خیر خواہی دولت انگلشیہ کی کرتے رہے ہیں اور کرتے ہیں ۱۸۵۷ء میں جو کچھ فساد ہوا اسمیں بجز جہلا اور مدچلن لوگوں کے اور کوئی شامل نہ تھا بلکہ بہت مسلمان ہوا علما و با تمیز تھا جو گر مفسدہ میں شامل نہیں ہوا بلکہ بجانب میں بھی غریب غریب مسلمانوں نے سرکار انگریزی کو اپنی طاقت سے زیادہ مدد دی چنانچہ ہمارے والد صاحب مرحوم نے بھی باوصف کمر استطاعتی کے اپنے اخلاص اور جوش خیر خواہی سے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر کے اور پچاس مضبوط اور لایق سپاہی بہم پہنچا کر سرکار میں بطور مدد کے نذر کی اور اپنی غریبانہ حالت سے بڑھ کر خیر خواہی کو دکھلائی اور جو مسلمان لوگ صاحب دولت و ملک تھے انہوں نے تو بڑے بڑے خدمات نمایاں ادا کئے۔ اب پھر ہم اس تقریر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ گو مسلمانوں کی طرف سے اخلاص اور وفاداری کے بڑے بڑے نمونہ ظاہر ہو چکے ہیں مگر ڈاکٹر صاحب نے مسلمانوں کی مدنصیبی کی وجہ سے ان تمام وفاداریوں کو نظر انداز کر دیا اور نتیجہ نکالنے کے وقت اُن مخلصانہ خدمات کو نہایت قیاس کے صفحہ عدمی میں ڈال دیا اور نکتہ چینی میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ بہر حال ہمارے بھائی مسلمانوں پر لازم ہے کہ گورنمنٹ پر اُنکے دعووں کے متاثر ہونے سے پہلے بجد و طور پر اپنی خیر خواہی ظاہر کریں۔ جس حالت میں شریعت اسلام کا یہ واضح مسئلہ ہے جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا جسکے زیر سایہ مسلمان لوگ امن اور عافیت اور آزادی سے زندگی بسر کرتے ہوں اور جسکے عطیات سے ممنون منت اور مرہون احسان ہوں اور جسکی مبارک سلطنت حقیقت میں نیکی اور ہدایت پھیلانے کے لئے کامل مددگار ہو قطعی حرام ہے تو بہت بڑے افسوس کی بات ہے کہ علمائے اسلام اپنے جمہوری اتفاق سے اس مسئلہ کو اپنی طرح شایع کر کے ناواقف لوگوں کی زبان اور قلم سے معرض اعتراض ہوتے ہیں جن اعتراضوں سے اُنکے دین کی سستی پائی جائے اور اُنکی دنیا کو ناحق کا ضرر پہنچے۔ سو اس عاجز کی دانست میں قرین مصلحت یہ ہے کہ انجمن اسلامیہ لاہور و کلکتہ و بمبئی وغیرہ یہ چند دلسوز کریں کہ چند نامی مولوی صاحبان حکمی فضیلت اور علما و زمہ اور تقویٰ اکثر لوگوں کی نظر میں مسلم الثبوت ہوں اس امر کے لئے مجبور کئے جائیں کہ اطراف اکناف کے اہل علم کو جو اپنے مسکن کے گرد و نواح میں کسیقدر شہرت رکھتے ہوں اپنی اپنی عالمانہ تحریریں جنمیں برطبق شریعت حقہ سلطنت انگلشیہ سے جو مسلمانوں

قرآن شریف کی حقیقت اور افضلیت پر اندرونی شہادتین ہین وہ تمام اُمور قدرتیہ ہی سے ماخوذ ہین اور تعریف اقسام مذکورہ کی بہ تفصیل ذیل ہے۔

اُمورِ محتاج الاصلاح سے وہ اُمور کُفر اور بے ایمانی اور شرک اور بدعملی کے مراد ہین جنکو بنی آدم نے بجائے عقائد حقہ اور اعمال صالح کے اختیار کر رکھا ہو اور جو عام طور پر تمام دُنیا مین پھیلنے کی وجہ سے اِس لائق ہوگئے ہون کہ عنائتِ ازلیہ اُنکی اصلاح کی طرف توجہ کرے۔

اُمورِ محتاج التکمیل سے وہ اُمورِ تعلیمیہ مراد ہین جو کُتبِ الہامیہ مین ناقص طور پر پائے جاتے ہون اور حالت کاملہ تعلیم پر نظر کرنے سے اُنکا ناقص اور ادھورا ہونا ثابت ہوتا ہو اور اِس وجہ سے وہ ایک ایسی کتاب الہامی کے محتاج ہون جو اُنکو مرتبۂ کمال تک پہنچاوے۔

اُمورِ قدرتیہ دو طور پر ہین۔

(۱) بیرونی شہادتین۔ اِن سے وہ اُمور مُراد ہین جو بغیر وسیلہ انسانی تدبیرون کے خدا کی طرف سے پیدا ہو جائین اور ہر ایک ذرۂ بمقدار کو وہ شوکت و شان اور عظمت و بزرگی بخشین جسکا حاصل ہونا عند العقل محالاتِ عادیہ سے متصوّر ہو اور جسکی نظیر صفحۂ دُنیا مین کہین نہ پائی جاتی ہو۔

(۲) اندرونی شہادتین۔ اِنسے وہ محاسنِ صوری اور معنوی کتاب الہامی کے مراد ہین جنکا مقابلہ کرنے سے قویٰ بشریہ عاجز ہون اور جو فی الواقعہ بے مثل و مانند ہو کر ایسے قادرِ یکتا پر دلالت کرتی ہین کہ گویا آئینۂ خدانما ہون

اُمورِ غیبیہ سے وہ اُمور مراد ہین جو ایک ایسے شخص کی زبان سے نکلین جسکی نسبت یہہ یقین کیا جائے کہ اُن اُمور کا بیان کرنا من کُل الوجوہ اُسکی طاقت سے باہر ہے۔ یعنے اُن اُمور پر نظر کرنے اور اُس شخص کے حال پر نظر کرنے سے یہہ بات بہ بداہت واضح ہو کہ نہ وہ اُمور اُسکے لئے حکمِ بدیہی اور

مشہود کار کہتے ہین اور نہ بذریعہ نظر اور فکر کے اُسکو حاصل ہو سکتے ہین اور نہ اُسکی نسبت عند العقل یہہ گمان جائز ہے کہ اُس نے بذریعہ کسی دوسرے واقفکار کے اُن امور کو حاصل کر لیا ہوگا گو وہی اُمور کسی دوسرے شخص کی طاقت سے باہر نہ ہون پس اِس تحقیق سے ظاہر ہے کہ امورِ غیبیہ اضافی اور نسبتی اُمور ہین یعنے ایسے اُمور ہین کہ جب بعض خاص اشخاص کی طرف اُنکو نسبت دیجاتی ہے تو اِس قابل ہوجاتے ہین کہ اُمورِ غیبیہ ہونے کا اُن پر اطلاق ہو اور پھر جب وہی اُمور بعض دیگر کی طرف منسوب کئے جائین تو یہہ قابلیت اُن مین متحقّق نہین ہوتی۔

تمثیلات

الف زید ایک شخص ہے جو ہمارے اِس زمانہ مین پیدا ہوا۔ اور بکر ایک شخص ہے جو پچاس برس بعد زید کے پیدا ہوا جسکا زمانہ زید نے نہین پایا اور نہ اُسکے واقعات سے مطلع ہونے کا زید کو کوئی خارجی ذریعہ حاصل ہوا۔ سو وہ واقعات جو بکر پر گذرے اگرچہ وہ بکر کی نسبت اُمورِ غیبیہ نہین ہین کیونکہ وہ اُسی کے واقعات ہین اور اُسکے لئے مشہود اور محسوس ہین لیکن اگر اُنہین واقعات سے زید ٹھیک ٹھیک اطلاع دے ایسا کہ سرِ مو فرق نہ ہو تو کہا جائیگا کہ زید نے اُمورِ غیبیہ سے اطلاع دی کیونکہ وہ اُمور زید کے لئے مشہود اور محسوس نہین ہین اور نہ ممکن تہا کہ اُنکے حصول کے لئے زید کو کوئی ذریعہ خارجی حاصل ہوتا۔

ب بکر ایک فلاسفر ہے جس نے کُتبِ فلسفیہ مین ایک زمانۂ دراز تک بغورِ تمام نظر اور فکر کرکے دقائق حکمیہ کے جاننے اور معلوم کرنے مین ملکۂ کاملہ پیدا کیا ہے اور بوجۂ تحصیلِ علومِ عقلیہ اور مطالعۂ تالیفاتِ اوّلین اور حصولِ ذخائرِ تحقیقاتِ متقدّمین اور نیز بباعث ہمیشہ کے سوچ اور بچار اور مشق اور مغز زنی اور استعمال قواعد مقررہ صناعت منطق کے بہت سے حقائقِ علمیہ اور دلائلِ یقینیہ اُسکو مستحضر ہوگئے ہین۔ اور زید ایک

شخص ہے جسکی نسبت یہہ واقعہ ثابت ہے کہ نہ اُس نے کچھہ منطق و فلسفہ وغیرہ سے کوئی حرف پڑہا ہے اور نہ کُتبِ فلسفہ سے اُسکو کچھہ اطلاع ہے اور نہ طریقۂ نظر اور فکر مین اُسکو کچھہ مشق ہے اور نہ کسی اہلِ علم اور حکمت سے اُسکی مخالطت اور صحبت ہے بلکہ محض اُمّی ہے اور اُمیون مین ہمیشہ بود و باش رکہتا ہے پس وہ علوم جو بکر نے بتمامتر محنت و کلفت و مشقّت حاصل کئے ہین وہ بکر کی نسبت اُمورِ غیبیہ نہین ہین کیونکہ بکر نے اُنکو ایک مُدتِ مدید تک جہدِ شدید سے تعلیم پاکر حاصل کیا ہے لیکن زید جو بالکُل ناخواندہ ہے اگر حکمت اور فلسفہ کے باریک اور دقیق علوم کو ایسا صاف اور صحیح بیان کرے جس مین سرِ مو تفاوت نہ ہو اور علوم عالیہ کی نازک اور اعلیٰ صداقتون کو ایسے کامل طور پر ظاہر کرے جس مین کسی نوع کا فتور اور نقصان نہ پایا جائے اور دقائق حکمیہ کا ایسا مکمل مجموعہ پیش کرے جسکا باستیفا بیان کرنا پہلے اُس سے کسی حکیم کو میسّر نہ ہوا ہو۔ تو ہر یک امر کی نسبت مکمل بیان اُسکا جسمین شرائطِ مذکورہ بالا پائی جائین اُمورِ غیبیہ مین داخل ہوگا کیونکہ اُس نے اُن اُمور کو بیان کیا جنکا بیان کرنا اُسکی طاقت اور استعداد اور اندازۂ علم اور فہم سے باہر تہا اور جن کے بیان کرنے مین اُسکے پاس اسبابِ عادیہ مین سے کوئی ذریعہ موجود نہ تہا۔

ج بکر ایک پادری یا پنڈت یا کسی اَور مذہب کا عالم اور فاضل اور ماہر جزو کُل ہے۔ جس نے ایک کثیر حصّہ اپنی عمر کا خرچ کرکے اور بیسیون برس محنت اور مشقّت اُٹہاکر اُس مذہب کے متعلق جو نہایت دقیق باتین ہین دریافت کین اور جو کچھہ اس مذہب کی کتاب مین صواب یا خطا ہے یا جو غائیت درجہ کی باریک صداقتین ہین وہ سب مُدّت دراز کے تفکّر اور تدبّر سے معلوم کرلین اور زید ایک شخص ہے جسکی نسبت یہہ واقعہ ثابت ہے کہ بباعث ناخواندہ ہونے کے کسی کتاب کو پڑہ نہین سکتا ہے سو اگر بکر اُن کتابون

مین سے کچھہ اُمور یا مسائل یا واقعات بیان کرے تو وہ اُمورِ غیبیہ نہین ہین کیونکہ بذریعہ تعلیم کامل اور عرصہ دراز کی مشق کے اُن کتابون کے مضامین پر بخوبی مطلع اور حاوی ہے لیکن اگر زید جو محض اُمّی ہے اُن حقائقِ عمیقہ کو بیان کردے جنکا جاننا بجُز واقفیّت تام کے محالِ عادی ہے اور اُن کتابون کی ایسی باریک صداقتون کو کھولدے جو بجُز خواص عُلما کے کسی پر منکشف نہین ہوتین اور اُنکے وہ تمام معائب اور نقصانات ظاہر کردے جنکا ظاہر کرنا بجُز نہایت درجہ کی دقت نظر کے عادتاً متنع ہے اور پھر اس منصبِ تدقیق اور تحقیق مین ایسا کامل ہو جو اپنی نظیر نہ رکھتا ہو تو اِس صورت مین اُسکی نسبت یہہ کہنا حق اور راست ہوگا کہ اُس نے اُمورِ غیبیہ کو بیان کیا۔

تشریح

شائد کوئی معترض اِس تمہید پر یہہ اعتراض کرے کہ اُن سہل اور آسان منقولات کا بیان کرنا جو مذہبی کتابون مین مدوّن اور مرقوم ہین بذریعہ سماعت بھی ممکن ہے جہین لکھا پڑھا ہونا کچھہ ضروری نہین کیونکہ ناخواندہ آدمی کسی واقعہ کو کسی خواندہ آدمی سے سُنکر بیان کرسکتا ہے یہہ کچھہ مسائلِ دقیقہ علمیہ نہین ہین جنکا جاننا بغیر تعلّم باقاعدہ کے محال ہو ایسے معترض سے یہہ سوال کیا جائیگا کہ تمہاری کتابون مین کوئی ایسی باریک صداقتین بھی ہین یا نہین جنکو بجُز اعلیٰ درجہ کے عالم اور اجل فاضل کے ہر یک شخص کا کام نہین کہ دریافت کرسکے بلکہ اُنہین لوگون کے ذہن اُنکی طرف سبقت کرنیوالے ہین جنہون نے زمانہ دراز تک اُن کتابون کے مطالعہ مین خونِ جگر کھایا ہے اور مکاتبِ علمیہ مین کامل استادون سے پڑھا سیکھا ہے۔ پس اگر اِس سوال کا یہہ جواب دین کہ ایسی اعلیٰ درجہ کی دقیق صداقتین ہماری کتابون مین موجود نہین ہین بلکہ اُن مین تمام موٹی اور سرسری اور بے مغز باتین بھری ہوئی ہین جنکو

عوام الناس بھی ادنیٰ التفات سے معلوم کر سکتے ہین اور جن پر ایک کم فہم لڑکا بھی سرسری نظر مار کر اُنکی تہ تک پہنچ سکتا ہے اور جنکا جاننا کچھ فضیلتِ علمیہ مین داخل نہین بلکہ غایت کار مثل اُن کتابون کے ہین جن مین قصے کہانیان لکھی جاتی ہین یا جو محض اطفال اور عوام کے مطالعہ کے لئے بنائے جاتے ہین تو افسوس ایسی گئی گذری کتابون پر۔ کیونکہ یہہ امر نہائت صاف اور واضح ہے کہ اگر مضامین کسی کتاب کے صرف عوام الناس کی موٹی عقل تک ہی ختم ہون اور حقائق دقیقہ کے مرتبہ سے بکلی متنزل ہون تو وہ کتاب بھی کوئی عمدہ کتاب نہین کہلاتی بلکہ وہ بھی عقلمندون کی نظر مین ایسی ہی موٹی اور کم عزت ہوتی ہے جیسے اُسکے مضامین موٹے ہین اور اُسکا مضمون کوئی ایسی شے نہین ہوتا جسکو علوم حکمیہ کی سلک مین منسلک کیا جائے یا حقائق عالیہ کے رتبہ پر سمجھا جائے پس جو شخص اپنی الہامی کتاب کی نسبت ایسا دعویٰ کرتا ہے کہ اُسکی تمام باتین موٹی اور خفیف ہین اور اُن جمیع صداقتون سے خالی اور عاری ہین جو نہائت باریک اور دقیق ہین اور جنکا جاننا ارباب علم اور نظر اور فکر سے مخصوص ہے تو وہ آپ ہی اپنی کتاب کی توہین کرتا ہے اور اِس سے اُسکی شیخی ہی قایم نہین رہ سکتی کیونکہ جس چیز کی تہ تک پہنچنے مین عوام الناس بھی اُسکے ساتھ شریک اور مساوی ہین اُس چیز کے حاصل کرنے سے وہ کسی ایسی فضیلتِ علمیہ کو حاصل نہین کر سکتا کہ عوام الناس سے اُسکو امتیاز بخشے یا کوئی لقب عالم یا فاضل کا اُسکو عطا کرے بلکہ وہ بھی بلاشبہ عوام کالانعام مین سے ہوگا کیونکہ اُس کے علم اور معرفت کا اندازہ عوام سے زیادہ نہین اور بلاریب ایسی بیہودہ اور ذلیل کتابون کا علم اُمور غیبیہ مین داخل نہین ہوگا لیکن پھر بھی یہہ شرط ہے کہ تعلیمات اُنکی ایسی شایع اور متعارف ہون جنکی نسبت یہہ باور کرنے کی وجہ ہو کہ ہر یک اُمّی اور ناخواندہ آدمی بھی ادنیٰ توجہ سے اُنکے مضامین پر مطلع ہو سکتا

ہے کیونکہ اگر مضامین اُنکے شایع اور مشہور نہ ہوں تو گو وہ کیسی ہی بے مغز اور موٹی باتیں ہوں تب بھی اُس شخص کے لئے جو اُس زبان سے ناواقف ہے جس زبان میں مضامین اُن کتابوں کے لکھے گئے ہیں حکم اُمورِ غیبیہ کا رکھتے ہیں یہہ تو اُس صورت میں ہے کہ جب کوئی قوم اپنی کُتب الہامیہ کی نسبت آپ قبول کرلے کہ وہ باریک صداقتوں سے عاری اور بے نصیب ہیں لیکن اگر کسی قوم کی یہہ رائے ہو کہ اُنکی الہامی کتابوں میں باریک صداقتیں بھی ہیں جن پر احاطہ کرنا بجز اُن اعلیٰ درجہ کے اہلِ علم لوگوں کے جن کی عمریں اُنہیں میں تدبر تفکر کرتے کرتے فرسودہ ہوگئی ہیں اور جن میں ایسی صداقتیں بھی ہیں جنکی تہ اور مغز تک وہی لوگ پہنچتے ہیں جو نہایت درجہ کے زیرک اور عمیق الفکر اور راسخ فی العلم ہیں تو اس جواب سے خود ہمارا مطلب ثابت ہے کیونکہ اگر ایک اُمّی اور ناخواندہ آدمی اُن حقائق دقیقہ کو اُن کی کتابوں میں سے بیان کرے جنکو باقرار اُنکے عوام اہلِ علم بھی بیان نہیں کرسکتے صرف خواص کا کام ہے تو بلاشُبہ بیان اُس اُمّی کا بعد ثبوت اِس بات کے کہ وہ اُمّی ہے اُمورِ غیبیہ میں داخل ہوگا اور یہی تفضیل علیٰ وجہ العموم کا مطلب ہے۔

تنبیہ

اُمورِ غیبیہ کو منجانب اللہ ہونے پر دلالت کامل ہے کیونکہ یہہ بات بہ بداہت عقل ثابت ہے کہ غیب کا دریافت کرنا مخلوق کی طاقتوں سے باہر ہے اور جو امر مخلوق کی طاقتوں سے باہر ہو وہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے پس اِس دلیل سے ظاہر ہے کہ امورِ غیبیہ خُدا کی طرف سے ظہور پذیر ہوتے ہیں اور اُنکا منجانب اللہ ہونا یقینی اور قطعی ہے۔

تمہیدِ سیوم جو چیز محض قُدرتِ کاملہ خُدائے تعالیٰ سے ظہور پذیر ہو خواہ وہ چیز اُسکی مخلوقات میں سے

کوئی مخلوق ہو اور خواہ وہ اُسکی پاک کتابوں میں سے کوئی کتاب ہو جو لفظاً اور معناً اُسی کی طرف سے صادر ہوا اُسکا اِس صفت سے مُتّصف ہونا ضروری ہے کہ کوئی مخلوق اُسکی مثل بنانے پر قادر نہ ہو اور یہہ اُصول عام جو ہر یک صادر من اللہ سے مُتعلق ہے دو طور سے ثابت ہوتا ہے اوّل قیاس سے کیونکہ از روئے قیاس صحیح و مستحکم کے خُدا کا اپنی ذات اور صفات اور افعال میں واحد لاشریک ہونا ضروری ہے اور اُسکی کسی صنعت یا قول یا فعل میں شراکت مخلوق کی جائز نہیں۔ دلیل اِس پر یہہ ہے کہ اگر اُسکی کسی صنعت یا قول * یا فعل میں شراکت مخلوق کی جائز ہو تو البتّہ پھر سب صفات اور افعال

---

* حاشیہ نمبر ۱۱۔ اِس جگہہ پر بعض نادان (جنکو عمیق فکر کرنے کی عادت نہیں) یہہ وسوسہ پیش کرتے ہیں کہ بلاشُبہہ حروف اور الفاظِ مفردہ خدا کی کلام اور انسانوں کی کلام میں مُشترک ہیں سو حروف اور الفاظِ مفردہ میں شراکت انسان کی خُدا کے ساتھہ لازم آئی اِسکا جواب یہہ ہے کہ جیسا متن میں بہ تفصیل مُندرج ہے تعلیم زبان کی خدا کی طرف سے ہے پس حروف اور الفاظِ مفردہ بھی خدا ہی نے انسانوں کو سکھلائے ہیں انسان نے اُنکو اپنی عقل سے ایجاد نہیں کیا جس بات کو انسان ایجاد کرتا ہے وہ صرف ترکیب کلمات ہے یعنے فقط یہہ امر انسان کا اختیاری اور کبھی ہے کہ کسی مضمون کے ظاہر کرنیکے لئے اپنی طرف سے ایک عبارت طیار کر سکتا ہے جس میں کوئی فقرہ کسی جگہہ پر اور کوئی فقرہ کسی جگہہ پر وضع کرتا ہے اور کسی ترکیب کو کسی محل پر اور کسی ترکیب کو کسی محل پر رکھتا ہے سو یہی اعلاء انشاء اُسکا اپنی طرف سے ہوتا ہے اور اِسمیں ہم کہتے ہیں کہ خدا کی اعلا انشا سے انسان کا اعلا انشا ہرگز برابر نہیں ہو سکتا اور نہ برابر ہونا جائز ہے کیونکہ اِس سے مشارکت باری کی مخلوق سے لازم آتی ہے لیکن انسان کا وہی حروف اور الفاظ مفردہ بولنا جو خدا نے اپنے کلام میں استعمال کئے ہیں یہہ مشارکت نہیں بلکہ یہہ تو بعینہٖ ایسی بات ہے کہ جیسے انسان مٹی کو جو خدا کی پیدا کی ہے اپنے استعمال میں لاتا ہے اور طرح طرح کے برتن وغیرہ بناتا ہے پس اِس سے یہہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ انسان خدا کا شریک ہو گیا ہے کیونکہ مٹی تو بلاشُبہہ خدا کی مخلوق ہے نہ انسان کی مخلوق شراکت تو تب ثابت ہو کہ جب کوئی انسان خدا کی طرح اِس مٹی سے حیوانات اور نباتات اور طرح طرح کے جواہرات بنا کر دکھلاوے سو ظاہر ہے کہ انسان میں یہہ مقدور نہیں کہ جو کام خدا نے مٹی سے پورا کیا ہے وہ بھی اُسی خاک سے پورا کر سکے یہہ تو

مین جائز ہو اور اگر سب صفات اور افعال مین جائز ہو تو پھر کوئی دوسرا خدا ہی پیدا ہونا جائز ہو کیونکہ جس چیز مین تمام صفات خدا کی پائی جائین اُسی کا نام خدا ہے اور اگر کسی چیز مین بعض صفات بارئ تعالیٰ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سچ بات ہے کہ مادّہ ایجاد اور انشاء کا انسان کے ہاتھ مین ہی وہی ہے جسکو خدا اپنے قوانین قدرتیہ کی پابندی سے استعمال مین لاتا ہے پر نعوذ باللہ یہہ کب سچ ہو سکتا ہے کہ ایجاد اور انشا انسان کا خدا کی ایجاد اور انشا سے برابر ہے۔ اگر انسان خدا کا مقابلہ کرنے مین آسمانی کی چال ہی چلے یعنے یہہ کرے کہ جس مخلوق کے اعضا متفرق ہو چکے ہون اُسی کی ہڈیان اور گوشت اور پوست جمع کرکے پھر وہی جاندار بنانا چاہے یا جان نہین سہی ویسا ہی قالب طیار کرنا چاہے تو یہہ بھی اُسکے لئے ممکن نہین پس انسان ضعیف البنیان خدا کا مقابلہ کیونکر کر سکے اِس سے تو حیوانات کا مقابلہ بھی نہین ہو سکتا بلکہ چھوٹے چھوٹے کیڑون مکوڑون کے مقابلہ کرنے سے بھی عاجز ہے اور بعض کیڑے اپنی صنایع مین اِس سے کہین زیادہ ہین کوئی اُسکے لئے ریشم بناتا ہے اور کوئی اُسکو شہد کا شربت پلاتا ہے ایسا ہی کوئی کچھہ اور کوئی کچھہ طیار کرتا ہے اور انسان کو اُن مین سے ایک بھی ہنر یاد نہین تو پھر دیکھئے نادانی ہے یا نہین کہ اِس موہنہ اور اِس لیاقت سے خدا کے ساتھہ مقابلہ۔

چون نیست بیک گستے تابے ہمہ ہی ✦ پس چون کنی بقادرِ مطلق برابری ✦ شرم آید ت زدم زنی خود بگر

کہ زیبا کرم کمتری ✦ اِس جگہ یہہ بات بخوبی یاد رکھنی چاہئے کہ جیسے عناصر جسم انسان کے خدا کی طرف سے ہین ایسا ہی عناصر کلام بھی خدا کی طرف سے ہین اور عناصر کلام سے مراد ہماری حروف اور الفاظ اور چھوٹے چھوٹے فقرے ہین جن پر تعلیم زبان کی موقوف ہے جیسے خدا ہے بندہ فانی ہے الحمد للہ رب العالمین وغیرہ وغیرہ یہہ سب عناصر کلام ہی ہین جو خدا نے اپنی طرف سے انسان پر ظاہر کئے ہین کیونکہ خدا کا صرف اتنا کام نہین تھا کہ وہ صرف ایک پتلا خاک کا بنا کر پھر الگ ہو جاتا بلکہ ظاہر ہے کہ انسان نے جو کچھہ اپنی تکمیل فطرت کے لئے پایا وہ سب خدا ہی سے پایا گھر سے تو کچھہ نہ لایا سو طالب حق کو چاہئے کہ اِس سے دہوکا نہ کھاوے کہ حروف اور الفاظ مفردہ یا چھوٹے چھوٹے فقرات جو خدا کی کلام مین موجود ہین وہ انسان کی کلام مین بھی موجود ہین اور اِس بات کو بخوبی یاد رکھے کہ یہہ عناصر کلام کے ہین جو خدا کی طرف سے ہین انسان بھی اُنکو اپنے استعمال مین لاتا ہے اور خدا بھی لیکن فرق یہہ ہے کہ خدا کی کلام مین جو لفظاً و معناً خدا کی کلام ہے وہ الفاظ اور فقرات ایسی ترتیب محکم اور پُر حکمت سے اور کمال موزونیت اور اعتدال سے اپنے اپنے محل پر موضوع ہوتے ہین۔ جیسے سارے کام خدا کے جو دنیا مین پائے

کی پائی جائین تب ہی وہ بعض مین شریک باری تعالیٰ کے ہوئے اور شریک الباری بہ بداہت عقل ممتنع ہے پس اِس دلیل سے ثابت ہے کہ خدا کا اپنی تمام صفات اور اقوال اور افعال مین واحد

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جاتے ہین کمال موزونیت اور اعتدال اور رعایت حکمت سے ہین انسان کو اپنی انشا مین وہ مرتبہ خدائی کا حاصل نہین ہوسکتا جیسا دوسرے تمام کاموں مین حاصل نہین یہی وجہ ہے کہ تمام کفار قرآن شریف کے مقابلہ پر باوصف دعوئی فصاحت اور بلاغت اور ملک الشعرا کہلانے کے زبان بند کئے بیٹھے رہے اور اب بھی خاموش اور لاجواب بیٹھے ہین اور یہی خاموشی اُنکی عجز پر گواہی دے رہی ہے کیونکہ عجز اَور کیا ہوتا ہے یہی تو عجز ہے کہ مخاصم کی حُجّت کو سُن اور سمجھکر توڑ کر نہ دکھلاوین۔

یہان تک تو اِس حاشیہ مین کلام الٰہی کے بے مثل ہونے کی ضرورت جسنے قانون قُدرت کے رو سے ثابت کی ہے لیکن بجز اسکے بے مثل ہونا کلام الٰہی کا ایک اَور طریق سے بھی واجب ٹھہرتا ہے۔ جسکا بیان کرنا اسی حاشیہ مین قرینِ مصلحت ہے اور وہ یہہ ہے۔ اِس مین کچھہ شک نہین کہ ہادغدغہ انسان کا ایسا نیک خاتمہ ہونا جسپر بالیقین نجات کی امید ہو اِس بات پر موقوف ہے کہ اُسکو صانع حقیقی کے وجود اور اُسکے قادرِ مطلق ہونے کی نسبت اور اُسکے وعدہ جزا سزا کی بابت یقین کامل کا مرتبہ حاصل ہو جائے اور یہہ امر صرف ملاحظہ مخلوقات سے حاصل نہین ہوسکتا بلکہ اِس مرتبہ یقین تک پہنچانے کے لئے ایک ایسی الہامی کتاب کی ضرورت ہے جسکی مثل بنانا انسانی طاقتون سے باہر ہو اب اِس تقریر کو اچھی طرح سمجھانے کے لئے دو باتون کا بیان کرنا ضروری ہے۔ اوّل یہہ کہ بقینی طور پر نجات کی اُمید یقین کامل سے کیون وابستہ ہے۔ دوم یہہ کہ وہ یقین کامل صرف ملاحظہ مخلوقات سے کیون حاصل نہین ہوسکتا سو پہلے یہہ سمجھنا چاہئے کہ یقین کامل اُس اعتقاد صحیح جازم کا نام ہے جس مین کوئی احتمال شک کا باقی نہ رہے اور امرِ مقصود التحقیق کی نسبت پوری پوری تسلی اور تشفی دل کو حاصل ہو جائے اور ہر یک اعتقاد جو اِس حد سے متنزل اور فروتر ہو وہ مرتبہ یقین کامل پر نہین ہے بلکہ شک یا غائت کا ظن غالب ہے۔

اور یقینی طور پر نجات کی اُمید یقین کامل پر اِس لئے موقوف ہے کہ مدار نجات کا اِس بات پر ہے کہ انسان اپنے مولیٰ کریم کی جانب کو تمام دُنیا اور اُسکے عیش و عشرت اور اُسکے مال و متاع اور اُسکے تمام تعلقات پر یہان تک کہ اپنے نفس پر بھی مقدم سمجھے اور کوئی محبت خدا کی محبت پر غالب ہونے نہ پاوے لیکن انسان پر یہہ بلا وارد ہے کہ وہ برخلاف اِس طریقہ کے جس پر اُسکی نجات موقوف ہے ایسی چیزون سے دل لگاتا ہے جن سے دل لگانا

لاشریک ہونا ضروری ہے اور ذات اُسکی اُن تمام نالائق اُمور سے منزّہ ہے جو شریک الباری پیدا ہونے کی طرف مُنجر ہون دوسرے ثبوت اِس دعوی کا استقرا تام سے ہوتا ہے جو اُن سب چیزون پر جو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ خدا سے دل ٹہانے کو مستلزم ہے اور دل ہی ایسا لگایا ہوا ہے کہ یقینی طور پر سمجھ رہا ہے کہ تمام راحت اور آرام میرا انہیں تعلقات مین ہے اور نہ صرف سمجھ رہا ہے بلکہ وہ لذّات بہ یقین کامل اُسکے لئے مشہود اور محسوس ہین جنکے وجود مین اُسکو ایک ذرا سا شک نہین پس ظاہر ہے کہ جب تک انسان کو خدا ے تعالیٰ کے وجود اور اُسکی لذتِ وصال اور اُسکی جزا وسزا اور اُسکی آلائعمار کی نسبت ایسا ہی یقین کامل نہ ہو جیسا اُسکو اپنے گہر کی دولت پر اور اپنے صندوق کے گنے ہوئے روپیون پر اور اپنے ہاتہ کے لگائے ہوئے باغون پر اور اپنی زر خرید یا موروثی جائیداد پر اور اپنی آزمودہ اور چشیدہ لذتون پر اور اپنے دلارام دوستون پر حاصل ہے تب تک خدا کی طرف دلی جوش سے رجوع لانا محال ہے کیونکہ کمزور خیال زبردست خیال پر غالب نہین آسکتا اور بلاشبہ یہہ سچ بات ہے کہ جب ایسا آدمی جسکا یقین نسبت اُمور آخرت کے دنیا پر زیادہ ہے اِس مسافر خانہ سے کوچ کرنے لگے اور وہ نازک وقت جسکو جان کندن کہتے ہین یکایک اُسکے سر پر نمودار ہو کر اُسکو اُن یقینی لذّات سے دور ڈالنا چاہیے جو دنیا مین اُسکو حاصل ہین اور اُسکو اُن پیارون سے علیحدہ کرنا چاہیے جنکو وہ یقیناً بچشم خود ہر روز دیکہتا ہے اور اُن مالون اور ملکون اور دولتون سے اُسکو جدا کرنے لگے جنکو وہ بلاشبہ اپنی ملکیت سمجہتا ہے تو ایسی حالت مین ممکن نہین کہ اسکا خیال خدا ے تعالیٰ کی طرف قایم رہے مگر صرف اُسی صورت مین کہ جب اُس یقین کامل کے مقابل پر خدا ے تعالیٰ کے وجود اور اُسکی لذتِ وصال اور اُسکے وعدہ جزا سزا پر بھی ایسا ہی یقین کامل بلکہ اُس سے زیادہ ہو اور اگر اُس آخری وقت مین اِس درجہ کا یقین جو خیالات دُنیوی کی مدافعت کر سکے اُسکو حاصل نہ ہو تو یہہ امر غالباً اُسکے لئے بد خاتمہ کا موجب ہوگا۔

اور یہہ بات کہ صرف ملاحظہ مخلوقات سے یقینِ کامل حاصل نہین ہو سکتا اِس طرح پر ثابت ہے کہ مخلوقات کوئی ایسا صحیفہ نہین ہے کہ جس پر نظر ڈالکر انسان یہہ لکہا ہوا پڑہ لے کہ ہان اِس مخلوق کو خدا نے پیدا کیا ہے اور واقعی خدا موجود ہے اور اُسی کی لذتِ وصال لائقِ حقیقی ہے اور وہی مطیعون کو جزا اور نافرمانون کو سزا دیگا بلکہ مخلوقات کو دیکہہ کر اور اُس عالم کو ایک ترتیب احسن اور بالغ پر مُرتّب پاکر فقط قیاسی طور پر یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ اِس مخلوقات کا کوئی خالق ہونا چاہیئے اور لفظ **ہونا چاہیئے** اور **ہے** کے مصداق مین بڑا فرق ہے مفہوم **ہونا چاہیئے** اُس یقینِ جازم تک نہین پہنچا سکتا جس تک مفہوم **ہے** کا پہنچاتا ہے بلکہ اُسمین کسیقدر رگِ شک باقی رہ

صادر من اللہ ہین نظر تدبر کرکے بہ پایہ صحت پہنچ گیا ہے کیونکہ تمام جزئیاتِ عالم جو خدا کی قدرت کاملہ سے ظہور پذیر ہین جب ہم ہر یک کو اُن مین سے عمیق نگاہ سے دیکھتے ہین اور اعلیٰ سے ادنیٰ تک سنجیدگی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جاتی ہے اور جو شخص کسی امر کی نسبت بطور قیاسی ہونا چاہئے کہتا ہے اُسکے قول کا صرف اسقدر خلاصہ ہے کہ میرے قیاس مین تو ہونا لازم ہے اور آگے مجھے خبر نہین کہ واقعہ مین ہے بھی یا نہین یہی وجہ ہے کہ جو لوگ فقط مخلوقات پر نظر کرنے والے گذرے ہین وہ نتیجہ نکالنے مین کبھی متفق نہین ہوئے اور نہ اب ہین اور نہ آیندہ ہونا ممکن ہے ہان اگر آسمان کے کسی گوشہ پر موٹی اور جلی قلم سے یہہ لکھا ہوا ہوتا کہ مین بے مثل و مانند خدا ہون جس نے ان چیزون کو بنایا ہے اور جو نیکون اور بدون کو اُنکی نیکی اور بدی کا عوض دیگا تو بیشک بلاشبہ ملاحظہ مخلوقات سے خدا کے وجود پر اور اُسکی جزا سزا پر یقین کامل ہو جایا کرتا اور ایسی حالت مین کچھہ عذر نہ تھا کہ خدائے تعالیٰ کوئی اَور ذریعہ یقین کامل تک پہنچانے کا پیدا کرتا لیکن اب تو وہ بات نہین ہے اور خواہ نخواہ کیسی ہی غور سے زمین آسمان پر نظر ڈالو کہین اِس تحریر کا پتہ نہین ملیگا صرف اپنا قیاس ہے اور بس اسی جہت سے تمام حکماء اِس بات کے قایل ہین کہ زمین آسمان پر نظر ڈالنے سے وجود باری کی نسبت شہادت واقعہ حاصل نہین ہوتی صرف ایک شہادتِ قیاسی حاصل ہوتی ہے جسکا مفہوم فقط اِس قدر ہے کہ ایک صانع کا وجود چاہئے اور وہ بھی اُسکی نظر مین کہ جو وجود اُن چیزون کا خود بخود ہونا محال سمجھتا ہو لیکن دہریہ کی نظر مین وہ شہادت درست نہین کیونکہ وہ قدامت عالم کا قایل ہے اِسی بنا پر اُسکی یہہ تقریر ہے کہ اگر کوئی وجود بے موجد جائز نہین ہے تو پھر خدا کا وجود بے موجد کیون جایز ہے اگر جایز ہے تو پھر انہین چیزون کا وجود جنکو کسی نے بنتے ہوئے بچشم خود نہین دیکھا بے موجد کیون نہ مانا جاوے اب ہم کہتے ہین کہ وجودِ قدیم حضرتِ باری مین تب ہی دہریہ کو ایک قیاس پرست کے ساتھہ نزاع کرنے کی گنجائش ہے کہ مخلوقات پر نظر کرنے سے واقعی شہادت صانع عالم پر پیدا نہین ہوتی یعنے یہہ ظاہر نہین ہوتا کہ فی الحقیقت ایک صانع عالم موجود ہے بلکہ صرف اسقدر ظاہر ہوتا ہے کہ ہونا چاہئے اور اسی وجہ سے امر معرفت صانع عالم کا صرف قیاسی طور سے دہریہ پر مشتبہ ہو جاتا ہے چنانچہ ہم اِس مطلب کو کسیقدر حاشیہ نمبر ۱۲ مین بیان کر آئے ہین جس مین ہم نے اِس بات کا ثبوت دیا ہے کہ عقل صرف موجود ہونے کی ضرورت کو ثابت کرتی ہے خود موجود ہونا ثابت نہین کرسکتی اور کسی وجود کی ضرورت کا ثابت ہونا شے دیگر ہے اور خود اُس وجود ہی کا ثابت ہو جانا یہہ اَور بات ہے پس جس کے نزدیک معرفتِ الٰہی صرف مخلوقات کے ملاحظہ تک

حقیر سی حقیر چیزون کو جیسے مکھی اور مچھر اور عنکبوت وغیرہ ہین خیال مین لاتے ہین تو اُن مین سے کوئی بھی ایسی چیز تمکو معلوم نہین ہوتی جسکے بنانے پر انسان ہی قُدرت رکھتا ہو بلکہ اِن چیزون کی بناوٹ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہی ختم ہے اُسکے پاس اس اقرار کرنے کا کوئی سامان موجود نہین کہ خدا فی الواقعہ موجود ہے بلکہ اُسکے علم کا اندازہ صرف اِسقدر ہے کہ ہونا چاہئے اور وہ بھی تب کہ جب دہریہ مذہب کی طرف نہ جُھک جائے یہی وجہ ہے کہ جو لوگ حُکماء مُتقدمین مین سے محض قیاسی دلائل کے پابند رہے اُنہون نے بڑی بڑی غلطیان کین اور صدہا طرح کا اختلاف ڈالکر بغیر تصفیہ کیئے گذر گئے اور خاتمہ الکلام ایسی بےآرامی مین ہوا کہ ہزار ہا شکوک اور ظنون مین پڑکر اکثر اُن مین سے دہریے اور ملحد اور ملحد ہوکر مرے اور فلسفہ کے کاغذون کی کشتی اُنکو کنارہ تک نہ پہنچا سکی کیونکہ ایک طرف تو حُبِّ دُنیا نے اُنہین دبائے رکھا اور دوسری طرف اُنہین واقعی طور پر معلوم نہ ہوا کہ آگے کیا پیش آنے والا ہے سو بڑی بیقراری کی حالت مین حق الیقین سے دور اور مہجور رہکر اِس عالم سے اُنہون نے سفر کیا اور اِس بارہ مین اُنکا آپ ہی اقرار ہے کہ ہمارا علم صانع عالم اور دوسرے اُمورِ آخرت کی نسبت من حیث الیقین نہیں بلکہ من حیث ما ہو اُشبہ ہے یعنے اِس قسم کا ادراک ہے کہ جیسے کوئی بغیر اطلاع حقیقت حال کے یون ہی اٹکل سے ایک چیز کی نسبت کہے کہ اِس چیز کی حالت کے یہی لائق ہے کہ ایسی ہو اور اصل مین نہ جانتا ہو کہ ایسی ہے یا نہین حکیمون نے جس امر کو اپنی رائے مین دیکھا کہ ایسا ہونا مناسب ہے اُسکو اپنے گھر مین ہی تجویز کر لیا کہ ایسا ہی ہوگا جیسے کوئی کہے کہ شخص زید کا اِسوقت ہمارے پاس آنا مناسب ہے پر آپ ہی دل مین ٹھہرالے کہ ضرور آتا ہوگا اور پھر سوچے کہ زید کا گھوڑے پر ہی آنا لائق ہے اور پھر تصور کرلے کہ گھوڑے پر ہی آیا ہوگا ایسا ہی حکیم لوگ اٹکلون پر اپنا کام چلاتے رہے اور خدا کو موجود فی الحقیقت یقین کرنا اُنہین نصیب نہ ہوا بلکہ اُنکی عقل نے اگر ہمت ہی ٹھیک ٹھیک دوڑی تو فقط اِسقدر کی کہ ایک صانع کے موجود ہونے کی ضرورت ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اِس ادنیٰ خیال مین بھی بے ایمانون کی طرح اُنکو شکوک اور شبہات ہی پڑتے رہے اور طریقہ حقہ پر اُنکا قدم نہیں پڑا بعض خدا کے مُدبّر بالارادہ ہونے سے انکاری رہے بعض اُسکے سانہ بھیولی کو لے بیٹھے بعض نے جمیع ارواح کو خدا کی قدامت مین بھائی بندون کی طرح حصہ دار ٹھہرایا جنکے وارث اب آریا سماج والے چلے آتے ہین بعض نے ارواح انسانیہ کی بقا کو اور دار جزا سزا کو تسلیم نہ کیا بعض نے زمانہ کو ہی خدا کی طرح مؤثر حقیقی قرار دے دیا بعض نے خدا کے عالم بالجزئیات ہونے سے مونہہ پھیر لیا بعض بُتون پر ہی قُربانیان چڑھاتے رہے اور مصنوعی دیوتون کے آگے

اور ترکیب پر غور کرنے سے ایسے عجائب کام دست قدرت کے اُنکے جسم مین مشہود اور موجود پاتے ہین جو صانع عالم کے وجود پر دلائلِ قاطعہ اور براہینِ ساطعہ ہین - علاوہ اِن سب دلائل کے یہہ بات بھی ہر یک

بقیہ حاشیہ بر ۱۱۱ تہہ جڑتے رہے اور بہتیرے بڑے بڑے حکیم خداوند تعالیٰ کے وجود سے ہی مُنکر رہے اور کوئی اُن مین ایسا نہ ہوا کہ اُن تمام مفاسد سے بچ رہتا۔

اب ہم اصل کلام کی طرف رجوع کرکے لکھتے ہین کہ مجرد ملاحظہ مخلوقات سے ہرگز یقینِ کامل حاصل نہین ہوسکتا اور نہ کبھی کسی کو ہوا بلکہ جسقدر حاصل ہوسکتا ہے اور شاید بعضون کو ہوا ہو وہ اسیقدر ہے کہ جو **ہونا چاہیئے** کا مصداق ہے اور یہہ بھی وجودِ صانع عالم کی بابت ہے اور جزا سزا وغیرہ مین تو اتنا بھی نہین اور جبکہ مخلوقات پر نظر ڈالنے سے یقینِ کامل حاصل نہ ہوسکا تو دو باتون مین سے ایک بات ماننی پڑی یا تو یہہ کہ خدا نے یقینِ کامل تک پہنچانے کا ارادہ ہی نہین کیا اور یا یہہ کہ ضرور اُس نے یقینِ کامل تک پہنچانے کے لئے کوئی ذریعہ رکھا ہے لیکن امرِ اوّل الذکر تو بدیہی البطلان ہے اور کسی عاقل کو اُسکے باطل ہونے مین کلام نہین اور امرِ دوئم کے قرار دینی کی حالت مین یہ لازم آتا ہے کہ جب ہم تسلیم کرین کہ خدا نے مخلوقات کی نجات کے لئے ضرور کوئی کامل ذریعہ ٹھہرایا ہے بجز اِس بات کے ماننے کے اَور کوئی چارہ نہین کہ وہ کامل ذریعہ ایسی کتاب الہامی ہوگی جو اپنی ذات مین بمثل و مانند ہو اپنے بیان مین قانونِ قدرت کے ہر یک اجمال کو کھولتی ہو کیونکہ جب کامل ذریعہ کے لئے یہہ شرط ہوئی کہ وہ چیز بمثل و مانند ہو اور نیز اُسمین منجانب اللہ ہونے کے بارہ مین اور ہر یک امر دینی کے لئے تحریری شہادت بھی موجود ہو تو یہہ تمام صفات صرف کتاب الہامی مین جو بمثل و مانند ہو جمع ہونگی اَور کسی چیز مین جمع نہین ہوسکتین کیونکہ یہہ خوبی صرف کتاب الہامی مین متحقق ہوسکتی ہے کہ اپنے بیان اور اپنی بے نظیری کی حالت کے ذریعہ سے یقینِ کامل اور معرفتِ کامل کے مرتبہ تک پہنچاوے وجہ یہہ کہ آسمان و زمین کے وجود پر اگر کوئی کم بخت دہریہ شک کرے تو کرے کہ یہہ قدیم سے چلے آتے ہین ہر ایک کلام کو انسانی طاقتون سے بالاتر تسلیم کرکے ہر انسان اِس اقرار کرنے سے کہان بھاگ سکتا ہے کہ خدا فی الواقع موجود ہے جس نے اِس کتاب کو نازل کیا علاوہ اِسکے اِس جگہہ خدا کا وجود ماننا صرف اپنا ہی قیاس نہین بلکہ وہی کتاب بطور خبر واقعہ کے یہہ بھی بتلاتی ہے کہ خدا موجود ہے اور جزا سزا برحق ہے پس جس یقینِ کامل کو طالبِ حق زمین و آسمان مین تلاش کرتا ہے اور نہین پاتا وہ مراد اُسکو اِس جگہہ مل جاتی ہے لہذا دہریہ کو خدا کے قائل کرنے کے لئے جیسا کلام بمثل سے علاج متصور ہے ویسا زمین و آسمان کے ملاحظہ

دانشمند پر روشن ہے کہ اگر یہہ جائز ہوتا کہ جو چیزیں خدا کے دستِ قدرت سے ظہور پذیر ہیں اُنکے بنانے پر کوئی دوسرا شخص بھی قادر ہوسکتا تو کسی مصنوع کو اُس خالق حقیقی کے وجود پر دلالتِ کامل نہ رہتی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سے ہرگز ممکن نہیں یہہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ہر یک انسان میں کہ جو مجرّد قیاس پرست ہے دہریہ پن کی ایک رگ ہے وہی رگ دہریہ میں کچھ زیادہ ہوکر ظاہر ہوجاتی ہے اور اوروں میں مخفی رہتی ہے اِس رگ کو وہی الہامی کتاب کاٹتی ہے جو فی الواقع انسانی طاقتوں سے باہر ہو کیونکہ جیسا ہم نے اوپر بیان کیا ہے آسمان زمین سے نتیجہ نکالنے میں ہمیشہ لوگوں کی سمجھ مختلف رہی ہے کسی نے یوں سمجھا اور کسی نے دوں سمجھا لیکن یہہ اختلاف کلام ہمثیل میں نہیں ہوسکتا اور گو کوئی دہریہ ہی ہو یہ کلام ہمثیل کی نسبت یہہ رائے ظاہر نہیں کرسکتا کہ وہ بغیر تکلّم کسی متکلّم کے زمین آسمان کی طرح خود بخود قدیم سے وجود رکھتی ہے بلکہ کلامِ ہمثیل میں اُسیوقت تک دہریہ بحث و تکرار کریگا جب تک اُسکے بے مثل ہونے میں اُسکو کلام ہے اور جب ہی اُس نے اِس بات کو قبول کرلیا کہ فی الواقعہ بنا ہوا اُسکا انسانی طاقتوں سے باہر ہے اُسیوقت سے خدا کے ماننے کے لئے اُسکے دل میں ایک تخم بویا جاویگا کیونکہ اِس وہم کے کرنے کی اُسکو گنجائش ہی نہیں کہ اُس کلام کے متکلّم کا وجود قیاسی ہے نہ واقعی اِس جہت سے کہ کلام کا وجود بغیر وجود متکلّم کے ہو ہی نہیں سکتا ماسوا اِسکے کلامِ ہمثیل میں یہہ بھی خوبی ہے کہ جو کچھ علم مبدء اور معاد کا تکمیل نفس کے لئے ضروری ہے وہ سب بطور امر واقعہ کے اُسمیں لکھا ہوا موجود ہے اور یہہ خوبی بھی ذرہ سمان میں موجود نہیں کیونکہ اول تو اُنکے ملاحظہ سے اسرار دینیہ کچھ معلوم ہی نہیں ہوتے اور اگر کچھ ہوں بھی تو اکثر اوقات وہی مثل مشہور ہے کہ گونگے کے اشارے اُسکی ماں ہی سمجھے۔ اب اِس تمام تقریر سے ظاہر ہوگیا کہ ہمثیل ہونا کلامِ الٰہی کا صرف اسی جہت سے واجب نہیں کہ استحفاظ سلسلۂ قانون قدرت کا اسپر موقوف ہے بلکہ اِس جہت سے بھی واجب ہے کہ بغیر ہمثیل کلام کے نجات کا امر ہی اوجھل رہتا ہے کیونکہ جب خدا پر ہی یقین کامل نہ ہوا تو پھر نجات کیسی اور کہاں سے جو لوگ خدا کی کلام کا بے مثیل و مانند ہونا ضروری نہیں سمجھتے اُنکی کیسی نادانی ہے کہ حکمِ مطلق پر بدگمانی کرتے ہیں کہ ہر چند اُس نے کتابیں بے چین پر بات وہی بنائی رہی جو پہلے تھی اور وہ کام نہ کیا جس سے لوگوں کا ایمان اپنے کمال کو پہنچتا۔ افسوس ہے کہ یہہ لوگ سوچتے نہیں کہ خدا کا قانونِ قدرت ایسا محیط ہے کہ اُس نے کیڑوں مکوڑوں کو بھی کہ جن سے کچھ ایسا بڑا فائدہ متصوّر نہیں بے نظیر بنانے سے دریغ نہیں کیا تو کیا اُسکی حکمت پر یہہ اعتراض نہ ہوگا کہ اُسکو دریغ کرنے کا مقام کہاں اگر سوچا جس سے تمام انسانوں کی کشتی ہی غرق ہوتی ہے اور جس سے یہہ خیال کرنا پڑتا ہے کہ گویا

اور امرِ معرفت صانع عالم کا بالکل مشتبہ ہو جاتا کیونکہ جب بعض اُن اشیا کو جو خدا تعالیٰ کی طرف سے صادر ہوئی ہین بجز خدا کے کوئی اَور بھی بنا سکتا ہے تو پھر اِس بات پر کیا دلیل ہے جو کُل اشیا کو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ خدا کو ہرگز منظور ہی نہیں کہ کوئی انسان نجات کا مرتبہ حاصل کرے مگر جس حالت مین خدا سے تعالیٰ کی نسبت ایسا گمان کرنا کفرِ عظیم ہے تو باآخر یہہ دوسری بات جو خدا کی شان کے لائق اور بندون کی حاجت کے موافق ہے ماننی پڑی یعنے یہہ کہ خدا نے بندون کی نجات اور تکمیل معرفت کے لئے ضرور ایسی کتاب بھیجی ہے جو عدیم النظیر ہونے کی وجہ سے معرفت کامل تک پہنچاتی ہے اور جو کام مجرد عقل سے نہین ہو سکتا اُسکو پورا کرکے دکھاتی ہے سو وہ کتاب قرآن شریف ہے جس نے اِس کمال تام کا دعویٰ کیا ہے اور اِسکو بپایہ صداقت پہنچایا ہے۔

ہست فرقان آفتابِ علم و دین — تا بر ندت از گمان سوئے یقین — ہست فرقان از خدا حبل المتین

تا کشندت سوئے ربّ العالمین — ہست فرقان روزِ روشن از خدا — تا دہندت روشنئی دیدہ ہا

حق فرستاد این کلامِ بے مثال — تا رسی در حضرتِ قدس و جلال — دار وئے شکست الہامِ خدائے

کان نمائید قدرتِ تامِ خدائے — ہر کہ روئے خود نہ فرقان در کشید — جانِ او روئے یقین ہرگز ندید

جانِ خود سامی کنی در خود روی — باز میمانی ہمان کوہ و غوی — کاش جانت میلِ عرفان داشتے

کاش سعیت تخمِ حق را کاشتے — خود نگہبہ کُن ز سرِ انصاف و دین — از گمان ہا کے شود کارِ یقین

ہر کرا سوئش درے بکشودہ است — از یقین نے از گمان ہا بودہ است — قدرِ فرقان نزدت اے خدا نیست

این خدائی کت جز از وے یار نیست — وحیِ فرقان مردگان را جان دہد — صد خبر از کوچۂ عرفان دہد

از یقین ہائے نمائید عالمے — کان نہ بیند کس بصد عالم ہمے

اِس جگہہ برہمو سماج والون نے بڑی جان کنی سے چند وساوس بنا کہے ہین تا کہ خدا کی کتاب کے قبول کرنے سے عُذر کرنے کی کوئی وجہ پیدا ہو جائے اور کسی طرح انتظامِ امرِ دین اُدھورا ہی رہے اپنے کمال کو نہ پہنچے اور کہین یہہ نہ کہنا پڑے کہ خدا وہ رحیم کریم ہے کہ جس نے انسان کی جسمانی تربیت کے لئے سورج اور چاند وغیرہ چیزین بنائین تا کہ انسان کی خوراک کا بندوبست کرے اور روحانی تربیت کے لئے اپنی کتابین بھیجین تا انتظام ہدایت فرماوے سو چونکہ یہہ لوگ خداوند کریم و رحیم پر نادان اور بے بروائی اور بدانتظامی کی تہمت لگانا چاہتے ہین اور اُنکے عقائد فاسدہ مین حضرت باری تعالیٰ کی نسبت طرح طرح کی بدگمانیان اور تحقیر اور توہین پائی جاتی ہے اِس لئے مناسب ہے

کوئی اَور نہین بنا سکتا اب جبکہ دلائلِ مستحکمہ سے ثابت ہوگیا کہ جو چیزین خدا کی طرف سے ہین اُن کا بے نظیر ہونا اور پھر اُنکی بے نظیری اُنکی منجانب اللہ ہونے پر دلیلِ قاطع ہونا اُنکی صادر من اللہ ہونے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کہ جہان تک وساوس اُنکے اس بحث سے متعلق ہین وہ اِس جگہ دور کئے جاوین لہذا معہ الجواب ذیل مین لکھے جاتے ہین۔

وسوسہ اوّل یہہ بحث کہ کوئی کتاب الہامی انسانی طاقتون سے باہر ہے اصل بحث الہام کی ایک فرع ہے اور الہام کی نسبت یہہ ثابت ہے کہ وہ عند العقل ضروری نہین اور جب الہام کی کچھہ ضرورت نہین تو پھر یہہ بحث کرنا ہی بیفائدہ ہے کہ کسی کتاب کی نظیر بنانے سے تو ہمی شبہ یہ عاجز ہین یا نہین۔

جواب اِسکا جواب ابھی گذر چکا ہے کہ بذریعہ قیاسات عقلیہ کے جو کچھہ خدا اور اُمورِ آخرت کے بارہ مین سوجھا جاتا اور فکر کیا جاتا ہے اُس سے نہ یقینِ کامل حاصل ہوتا ہے نہ معرفتِ کامل اور جو جو وساوس قیاس پرستون کے جی مین کھٹکتے رہتے ہین اُنکا تدارک بجز الہام کے ہو ہی نہین سکتا کیونکہ اگر نیچر سے اِسقدر سمجھا ہی گیا کہ عالم کا ایک صانع ضرور چاہیئے لیکن اِسکا بیان کرنے والا کون ہے کہ وہ صانع ہی ہے۔ ہان یہہ سچ ہے کہ عمارت کو دیکھہ کر معمار پر یقین آسکتا ہے پر وہ یقین عادی طور پر ہمکو حاصل ہے کیونکہ جیسے ہم عمارتون کو دیکھتے ہین ساتھہ ہی معمارون کو بھی دیکھتے ہین لیکن زمین آسمان بنانے والے کو کون دکھاوے اُسکا تو تب ہی پورا پورا یقین آوے کہ جب معمار کی طرح اُسکا بھی کچھہ پتہ لگے اگر عقل نے گواہی بھی دی کہ کوئی اِس عالم کا بنانے والا چاہیئے تو وہی عقل پھر آپ ہی حیرت کے دریا مین ڈوبیگی کہ اگر یہہ خیال سچا ہے تو پھر اِس صانع کا آجتک کوئی پتہ بھی تو لگا ہوتا پس اگر عقل نے صانع کے وجود کی طرف کیقدر رہبری کی تو پھر دیکھنا چاہیئے کہ ہمنے بھی تو وہی عقل ہوئی کسیکو دہریہ بنایا کسی کو طبعیہ کوئی کسی طرف جھکا اور کوئی کسی طرف۔ بھلا فقط عقلی خیال سے کہ جسکی تصدیق کبھی نہین ہوئی اور نہ آئندہ کبھی ہوگی یقین کیونکر آوے اگر عقل نے قیاس ہی دوڑایا کہ بنانیوالا ضرور چاہیئے تو اب کون ہے کہ ہمین پوری پوری تسلی دے کہ اِس قیاس مین کچھہ دھوکا نہین اور اِس سے زیادہ اگر ہم غور ہی کرین تو کیا کرین اگر عقل سے ہی پورا پورا کام نکلتا ہے تو پھر کیون عقل ہمین راستہ مین چھوڑ کر آگے چلنے سے انکار کرتی ہے کیا مرتبۂ اعلیٰ ہماری معرفت اور خداشناسی کا یہی ہے کہ ہم صرف اتنے پر ہی کفائت کرین کہ کوئی بنانے والا چاہیئے کیا ایسے اٹکل پچو خیال سے ہم اُس خوشحالی دائمی کے وارث ہو سکتے ہین کہ جو کامل الیقین اور کامل المعرفت لوگون کے لئے تمثیلہ

کے لئے شرط ضروری ہے تو اس تحقیق سے جھوٹ اُن لوگوں کا صاف کھل گیا جنکی یہہ رائے ہے کہ کلام الٰہی کا بے نظیر ہونا ضروری نہیں بلکہ اُسکے بے نظیر ہونے سے اُسکا خدا کی طرف سے ہونا ثابت نہیں ہوسکتا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کی گئی ہے جس یقین کامل کے لئے ہماری روح تڑپتی ہے اگر وہ صرف عقل سے سمجھ لیجاتا تو پھر یہہ قول ہی بالا یحا ہوتا کہ اب ہمیں الہام کی کچھہ حاجت نہیں اپنے مطلب کو پہنچ جو گئے لیکن جب ہم بیمار ہو کر پھر ہی علاج کے متلاشی نہ ہوں اور صحت کامل کے وسایل طلب نہ کریں تو یہہ ہماری بدبختی کی نشانی ہے۔

اے در انکار ماندہ از الہام — کرد عقلِ تو عقل باید نام — از غدار و بخویش آوردی — این چہ آئین و کیش آوردی

تا نہ کس سرِ خویشتن تابد — رازِ توحید را چہ سان یابد — تا نہ بر فرقِ نفس پا نزنی — کے بہ پاک و پلید فرق کنی

ہر کہ شد تابعِ کلامِ خدا — رست از اتباعِ حرص و ہوا — از خود و نفسِ خود خلاص شدہ — مہبطِ فیضِ نو مناص شدہ

بر ترازِ رنگِ این جہانِ گشتہ — آشنا نا بدو ہم آن گشتہ — ما سوا ان نفس اماندہ — بے خدا ایم سخت ناکارہ

تا میان بست وحی حق بر شاہ — اے ابا عقدہ ہائے ما کہ کشاد — نہ شود از تو کار بر تا نی — آسیائے تنی چہ گردانی

تو و علمِ تو ما و علمِ خدا — فرق ہیں کی کجا ست تا کجا — آن یکے را نگار بر خویش ہمہ — دیگرے چشم انتظار بہ در

آن یکے اہتمامِ بہر دوئے — دیگرے ہرزہ گرد در کوئے — آن یکے کام یافتہ بہ تمام — دیگرے سوختہ بفکرتِ کام

عارت آید ز عالم اسرار — خود ز خود در ربانی ہیچ پندار — ہمہ کارِ تو ناتمام افتاد — وہ چہ کار ست با عقلِ خام افتاد

سو اے بھائیو جو حاجی والو! جبکہ آپ لوگوں کو خداوند کریم نے دیکھنے بھالنے کے لئے آنکھیں دی ہیں تو پھر تم آپ ہی ذرہ آنکھہ کھولکر دیکھو کہ ضرورت الہام کی ثابت ہے یا نہیں اور زیادہ تر تفصیل اسکی بحوالۂ دلائل عقلیہ قرآن شریف کے اپنے موقعہ پر مندرج ہے۔ ہاں پڑھ لو پھر اگر خدا سے خوف کرکے سچا راستہ قبول کرلو اور منصب منائی کا خدا ہی کے لئے رہنے دو تو یہہ بڑی خوش قسمتی کی نشانی ہے ورنہ اگر کچھہ بس چل سکتا ہے تو ان دلائل کو مدلل بیان سچ توڑ کر دکھلاؤ لیکن سودائیوں کی چال تو مت چلو کہ جو کسی کی سنتے نہیں اور اپنی ہی کی جاتے ہیں کیا تعجب کریں بلکہ کریں کہ تم لوگ بات بات میں کٹتے جاتے ہو اور قدم قدم میں رُکے جاتے ہو پھر نہ جانے کہ کس بلا کے پردے ہیں کہ وہ اُٹھتے ہی نہیں کیسے دل ہیں کہ سمجھتے ہی نہیں عقل کی کسوٹی کس طاق میں رکھہ کر بھول گئے کہ کہے کو کھوٹا اور کھوٹے کو کھرا خیال کرنے لگے خیال پر ستی کرنا کسکو نہیں آتا یہہ تم کونسا نیا تحفہ لائے کہ جسپر لعلین بجاتے ہو کوئی باعث نہیں کھلتا کہ کیوں تمہارے دل کے کواڑ نہیں کھلتے کیوں تمہاری آنکھیں دیکھنے سے عاجز

لیکن اس جگہہ بغرض اتمام حجت اُنکا ایک وہم ہے جو اُنکے دلون کو پکڑتا ہے دور کرنا قرین مصلحت ہے اور وہ یہہ ہے کہ اُنکو بباعث کوتہ اندیشی یہہ خیالِ فاسد دل مین متمکن ہے کہ بہت سی کلام انسان کی دُنیا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہورہی ہین عقل نے تم سے کیسی بیوفائی کی کہ تم جیسے بوجاریون سے دور بہاگ گئی حضرات !! تم خوب سوچ کر دیکھہ لو کہ الہام کے بغیر نہ یقین کامل ممکن ہے نہ غلطی سے بچنا ممکن نہ توحید خالص پر قایم ہونا ممکن نہ جذباتِ نفسانیہ پر غالب آنا حیز امکان مین داخل ہے وہ الہام ہی ہے جسکے ذریعہ سے خدا کی نسبت ہمے کی دھوم مچی ہوئی ہے اور تمام دُنیا ہست ہست کرکے اُسکو پکار رہی ہے وہ الہام ہی ہے جو ابتدا سے دلون مین جوش ڈالتا آیا کہ خدا موجود ہے وہی ہے جس سے پرستارون کو پرستش کی لذت آتی ہے ایمانداروں کو خدا کے وجود اور عالم آخرت پر تسلی ملتی ہے وہی ہے جس سے کروڑہا عارفون نے بڑی استقامت اور جوش محبتِ الہیہ سے اس مسافر خانہ کو چھوڑا وہی ہے جس کی صداقت پر [illegible] نے اپنے خون سے مُہرین کردین ہان وہی ہے جسکی قوت جاذبہ سے بادشاہون نے فقر کا پیرہن لیا [illegible] المداروں نے دولتمندی پر درویشی اختیار کرلی اُسی کی برکت سے انکون اُمّی اور ناخواندہ اور بوڑہی عورتون نے بڑے پُرجوش ایمان سے کوچ کیا وہی ایک کشتی ہے جس نے بارہا یہہ کام کرکہایا کہ بے شمار لوگون کو رطۂ مخلوق پرستی اور بدگمانی سے نکالکر ساحل توحید اور یقین کامل تک پہنچادیا وہی آخری دم کا یار اور ازلی وقت کا غمخوار ہے لیکن فقط عقل کے پردے سے جسقدر دُنیا کو فیض پہنچا ہے وہ کیہہ چیز نہین - بھلا تم آپ ہی بتلاؤ کس نے افلاطون اور اُسکے توابع کو خدا کی خالقیت سے منکر بنایا ہم کس نے جالینوس کو روحون کے باقی رہنے اور جزا سزا کے بارہ مین شک مین ڈال دیا ہم کس نے تمام حکیمون کو خدا کے عالم الجزئیات ہونے سے انکاری کیا ہم کس نے بڑے بڑے فلاسفرون سے بُت پرستی کرائی ہم کس نے مورتون کے آگے سر نوا اور دوسرے حیوانات کو ذبح کرایا ہم کیا یہی عقل نہین تہی جسکے ساتھہ الہام نہ تہا اور یہہ شُبہ پیش کرنا کہ بہت سے لوگ الہام کے تابع ہوکر ہی مشرک بنگئے نئے نئے خدا بنالیے درست نہین کیونکہ یہہ خدا کے سچے الہام کا قصور نہین بلکہ اُن لوگون کا قصور ہے جنہون نے سچ کے ساتھہ جھوٹ ملادیا اور خدا پرستی پر ہوا پرستی کو اختیار کرلیا پر ہی الہام الہی اُنکے تدارک سے غافل نہین رہا اُنکو فراموش نہین کیا بلکہ جن جن باتون مین وہ حق سے دور پڑگئے دوسرے الہام نے اُن باتون کی اصلاح کی اور اگر یہہ کہو کہ عقل کا بگاڑ بھی نیم عاقلون کا قصور ہے نہ عقل کا اس کا قصور تو یہہ قول صحیح نہین ظاہر ہے کہ عقل اپنے اطلاق اور کلیت کے مرتبہ مین تو کوئی کارروائی نہین کرسکتی کیونکہ اس مرتبہ مین وہ

مین ایسی موجود ہین جنکی مثل آجتک دوسرا کلام نہین ہوا اگر وہ خدا کی کلام تسلیم نہین ہوسکتی - سو واضح ہو کہ یہہ وہم قلت تفکر اور تدبر سے ناشی ہوا ہے - ورنہ صاف ظاہر ہے کہ گو کسی بشر کا کلام کیسا ہی صاف

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ایک کلی ہے اور کلی کا وجود بجز وجود افراد متحقق نہین ہوسکتا بلکہ کیفیت اسکی بذریعہ اُسکے افراد کے معلوم ہوتی ہے لیکن ایسے فرد کامل کو کون دکھا سکتا ہے جسنے فقط عقل کا تابعدار ہوکر اپنے خود تراشیدہ عقاید مین کبھی غلطی نہین کی الہیات کے بیان مین کبھی ٹھوکر نہین کہائی - ایسا عاقل کہان ہے جسکا یقین وجود صانع عالم اور جزا سزا وغیرہ اُمور معاد پر ویسے کے مرتبہ تک پہنچ گیا ہو جسکی توحید مین شرک کی کوئی رگ باقی نہ رہی ہو جس کے مجذبات نفسانیہ پر رجوع الی اللہ غالب آگیا ہو اور ہم ابھی اس سے پہلے لکھہ چکے ہین کہ خود حکما کا اقرار ہے کہ انسان مجرد عقل کے ذریعہ سے الہیات کے مسائل مین مرتبہ یقین کامل تک نہین پہنچ سکتا بلکہ صرف ایک مشتبہ اور مظنون رائے کا مالک ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ جب تک کسی کا علم مشتبہ اور مظنون ہے اور مرتبہ یقین تک مستنزل اور فروتر ہے تک غلطی کرنے سے اُسکو امن حاصل نہین جیسے اندھے کو راستہ بھولنے سے - اور یہہ خیال کرنا کہ مجرد عقل سے غلطیان تو ہوجاتی ہین پر وہ مکرر سہ کرر نظر سے رفع بھی ہوجاتی ہین یہہ بھی تمہاری عجیب عقل کی ایک غلطی ہی ہے جو ابتک رفع نہین ہوئی کیونکہ ہم اس سے پہلے بھی بیان کر چکے ہین کہ عقل انسانی سے اور ماوراء المحسوسات مین بوجہ نقصان مرتبہ بصیرت کامل کبھی نہ کبھی اور کہین نہ کہین غلطی ہوجانا ایک امر لازمی ہے جس سے کسی عاقل کو انکار نہین (لیکن) تم خوب سوچ کر دیکھہ لو) کہ ہر ایک غلطی پر متنبہ ہوجانا اور اُسکی اصلاح کر لینا امر لازمی نہین ہے پس اس صورت مین ظاہر ہے کہ لازمی کا تدارک غیر لازمی سے ہمیشہ اور ہر حال مین ممکن نہین بلکہ غلطی لازمی کی اصلاح وہی شے کر سکتی ہے جسکو بمقابلہ اُسکے صحت و راستی لازم ہو جس مین ذالک الکتاب لاریب فیہ کی صفت پائی جائے - اور یہہ بات کہ کیون توحید خالص الہام الہی کے بغیر حاصل نہین ہوسکتی اور کیون الہام کا منکر شرک کی آلودگی سے پاک نہین ہوتا خود توحید کی حقیقت پر نظر کرنے سے معلوم ہوسکتی ہے کیونکہ توحید اس بات کا نام ہے کہ خدا کی ذات اور صفات کو شرکت بالغیر سے منزہ سمجھین اور جو کام اُسکی قوت اور طاقت سے ہونا چاہیئے وہ کام دوسرے کی طاقت سے انجام پذیر ہوجانا روا نہ رکھین اسی توحید کے چھوڑنے سے آتش پرست آفتاب پرست بت پرست وغیرہ وغیرہ مشرک کہلاتے ہین کیونکہ وہ اپنے بتون اور دیوتاؤن سے ایسی ایسی مرادین مانگتے ہین جنکا عطا کرنا صرف خدا کے ہاتھہ مین ہے اب ظاہر ہے کہ جو لوگ الہام سے انکاری ہین وہ بھی بت پرستون کی طرح خدا کی صفتون سے مخلوق کا متصف

اور سُنتہ ہو گر اُسکی نسبت یہہ کہنا جایز نہین ہو سکتا کہ فی الواقعہ تالیف اُسکی انسانی طاقتون سے باہر ہے اور مُولف نے ایک خدائی کا کام کیا ہے بلکہ جسکو ذرا بھی عقل ہے وہ خوب جانتا ہے کہ جس چیز کو قوی البشر یہ نے بنایا ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہونا اعتقاد رکھتے ہین اور اُس قادرِ مطلق کی طاقتون کا بندون مین پایا جانا مانتے ہین کیونکہ اُنکا یہہ خیال ہے کہ ہنے اپنی ہی عقل کے زور سے خدا کا پتہ لگایا ہے اور ہمین انسانون کو ابتدا مین یہہ خیال آیا تھا کہ کوئی خدا مقرر کرنا چاہیئے اور ہماری ہی کوششون سے وہ گوشۂ گمنامی سے باہر نکلا۔ شناخت کیا گیا۔ معبودِ خلائق ہوا قابلِ پرستش ٹھہرا۔ ورنہ پہلے اُسے کون جانتا تھا اُسکے وجود کی کسے خبر تھی ہم عقلمند لوگ پیدا ہوئے تب اُسکے بھی نصیب جاگے۔ کیا یہہ اعتقاد بُت پرستون کے اعتقاد سے کچھ کم ہے ہرگز نہین۔ اگر کچھ فرق ہے تو صرف اِتنا ہے کہ بُت پرست لوگ اَور اَور چیزون کو اپنا منعم اور مُحسن قرار دیتے ہین اور یہہ لوگ خدا کو چھوڑ کر اپنی ہی دور اندیش عقل کو اپنی ہادی اور محسن جانتے ہین بلکہ اگر غور کیجیے تو بُت پرستون سے بھی اُنکا پلہ کچھ بھاری معلوم ہوتا ہے کیونکہ اگرچہ بُت پرست اِس بات کے تو قایل ہین کہ خدا نے ہمارے دیوتاؤن کو بڑی بڑی طاقتین دے رکھی ہین اور وہ کچھ نہ کچھ نیاز لیکر اپنے پوجاریون کو مرادین دے دیا کرتے ہین لیکن اب تک اُنہون نے یہہ رائے ظاہر نہین کی کہ خدا کا پتہ اِنہین دیوتاؤن نے لگایا ہے اور یہہ نعمتِ عظمیٰ وجود حضرت باری کی اُنہین کے زور بازو سے معلوم ہوئی ہے یہہ بات تو انہین حضرات (مُنکرین الہام) کو سوجھی جنہون نے خدا کو بھی اپنی ایجادات کی فہرست مین درج کر لیا اور بکمال زور و طاقتی بلند آواز سے بول اُٹھے کہ خدا کی طرف سے انا الموجود ہونے کی کبھی آواز نہین آئی۔ یہہ ہماری ہی ہوشیاری ہے جنہون نے خود بخود بے تقاضائے بے تمنائے اُسے معلوم کر لیا وہ تو ایسا چُپ تھا جیسے کوئی سویا ہوا یا مرا ہوا ہوتا ہے ہمین نے فکر کرتے کرتے کھوجتے کھوجتے اُسکا کھوج لگا یا گویا خدا کا احسان تو اُن پر کیا ہونا تھا ایک طور پر اُنہین کا خدا پر احسان ہے کہ اِس بات کی خُجتہ خبر ملنے کے بغیر کہ خدا ہی ہے اور اِس امر کے یقین کامل ہونے کے بدون کہ اُسکی نافرمانی سے ایسا ایسا عذاب اور اُسکی فرمان برداری سے ایسا ایسا انعام مل رہیگا یون ہی بے کہے کہائے اور سُنے سُنائے کے اُس خدائے کہ موہوم کی فرمان برداری کا طوق اپنے گلے مین ڈال لیا گویا آپ ہی پکایا اور آپ ہی کھایا لیکن خدا ایسا کمزور اور ضعیف تھا کہ اُس سے اتنا نہ ہو سکا کہ اپنے وجود کی آپ خبر دیتا اور اپنے وعدون کے بارے مین آپ تسلی بخشتا بلکہ وہ چھپا ہوا تھا اُنہون نے ظاہر کیا وہ گمنام تھا اُنہون نے شہرت دی وہ چُپ تھا اُنہون نے اُسکا کام آپ کیا گویا وہ تھوڑی سی مُدت سے اپنی خدائی مین مشہور ہوا ہے اور وہ بھی اُنکی کوششون سے۔ ہر ایک عاقل جانتا ہے کہ یہہ قول بُت پرستون سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ بُت پرست لوگ اپنے دیوتاؤن کو صرف

اُسکا بنانا بشری طاقت سے باہر نہین ورنہ کوئی بشر اُسکے بنانے پر قادر نہ ہو سکتا جب تم نے ایک کلام کو بشر کی کلام کہا تو اس ضمن مین تم نے آپ ہی قبول کر لیا کہ بشری طاقتین اُس کلام کو بنا سکتی ہین اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اپنی نسبت محسن اور منعم قرار دیتے ہین لیکن منکرین الہام نے توجہ نہ کی کہ اُنکے زعم مین اُنکی دیوی کالی کا عقل ہے) نہ فقط لوگون پر بلکہ خدا پر بھی احسان ہے جسکے ذریعہ سے (بقول اُنکے) خدا نے شہرت پائی اس صورت مین نہایت روشن ہے کہ الہام کے انکاری ہونے سے صرف اُن مین ہی فساد نہین کہ خدا کے وجود پر مشتبہ اور مظنون طور پر ایمان لاتے ہین اور طرح طرح کی غلطیون مین مبتلا ہین بلکہ یہہ فساد بھی ہے کہ توحید کامل سے بھی محروم اور بے نصیب ہین اور شرک سے آلودہ ہین کیونکہ شرک اور کیا ہوتا ہے یہی تو شرک ہے کہ خدا کے احسانات اور انعامات کو دوسرے کی طرف سے سمجھا جاوے - اِس جگہہ شاید برہمو سماج والے یہہ جواب دین کہ ہم اپنی عقل کو خدا ہی کی طرف سے سمجھتے ہین اور اُسکے فضل و احسان کے قائل ہین لیکن یاد رہے کہ یہہ جواب انکا دھوکا ہے انسان کی فطرت مین یہہ بات داخل ہے کہ جس چیز پر اپنے نفس کو قادر سمجھتا ہے یا جس بات کو اپنی محنت سے پیدا کرتا ہے اُسکو اپنے ہی نفس کی طرف منسوب کرتا ہے دُنیا مین جسقدر حقوق پیدا ہوتے ہین صرف اسی خیال سے پیدا ہوتے ہین کہ ہر ایک شخص جس چیز کو اپنی سعی سے حاصل کرتا ہے اُسکو اپنی ملک اور اپنا مال جانتا ہے - صاحب فانہ اگر یہہ سمجھے کہ جو کچھہ میرے پاس ہے وہ خدا کا ہے اسمین میرا حق نہین ہے تو پھر چور کو کیون پکڑے اپنے مقروضون سے قرض کا کیون مطالبہ کرے بلاشبہ انسان جو کچھہ اپنی قوتون سے کرتا ہے اُسکو اپنی ہی طرف نسبت دیتا ہے خدا نے بھی دُنیا کے انتظام کے لیے یہی قانون قدرت رکھا ہے اسی پر ہر ایک فطرت مائل ہے مزدور مزدوری کرکے اُجرت پانے کا دعوی رکھتا ہے نوکر نوکری بجالاکر اپنی تنخواہ مانگتا ہے ایک کا دخل بیجا دوسرے کے حق پر اُسکو مجرم ٹھہرا دیتا ہے غرض یہہ بات ہرگز ممکن نہین کہ مثلاً کوئی شخص تمام رات جاگ کر ایک لوکو اپنی آنکھون سے نکالکر جنگل مین بھوکا پیاسا رکھہ شدت سردی کی تکلیف اُٹھاکر اپنے کھیت مین آبپاشی کرے اور صبح خدا کا ایسا ہی شکر بجالاوے جیسا اُس حالت مین بجالاتا کہ وہ ساری رات گھر مین آرام سے سویا رہتا علی الصباح کھیت پر جاکر اُسے معلوم ہوتا کہ رات بادل آیا اور خوب بارش ہوکر جسقدر ضرورت تھی اُسکے کھیت کو بہرہ یاب کر گیا ہے کوئی شخص اِس بات کا قائل نہین کہ خدا نے انسان کو عاجز و کمزور اور ناقص اور بے علم اور مغلوب النفس و کلیہ کرا اور سہو و نسیان مین مبتلا پاکر اُس پر آپ رحمت کرکے الہام کے ذریعہ سے سیدھا راستہ دکھلایا ہے بلکہ یہہ خیال کرتا ہے کہ ہم نے آپ ہی محنت اور جانفشانی سے سارا کام

جس صورت مین بشری طاقتین اُسکو بنا سکتی ہین تو پھر وہ بے نظیر کا ہیکی ہوئی پس یہہ خیال تو سراسر سودائیون اور مخبط الحواسون کا سا ہے کہ پہلے ایک چیز کو اپنے مُنہہ سے قوی بشریہ کی بنائی ہوئی مان

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ خدا کے پتہ لگانے اور اُسکے پہچاننے کا کیا ہے وہ ہرگز ہرگز خدا کی شکرگزاری مین اُس شخص کے برابر نہین ہو سکتا جو بتمیز دلی سے اعتقاد رکھتا ہے کہ خدا نے سراسر لُطف و احسان سے میری کسی محنت اور کوشش کے بغیر مجھ کو اپنی کلام سے سیدھے راستہ کی ہدایت کی ہے مین سویا ہوا تھا خدا ہی نے مجھے جگایا مین مرا ہوا تھا خدا ہی نے مجھے جلایا مین نالائق تھا خدا ہی نے میری دستگیری کی پس اس تمام تقریر سے ثابت ہے کہ مُنکرین الہام کامل توحید سے بے نصیب ہین اور ہرگز ممکن نہین کہ اُنکی روح مین سے سچے ایماندارون کی طرح یہہ آواز نکل سکے کہ الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ البزومۂ سب تو یقین خدا کو ہین جس نے جنت کی طرف تمکو آپ رہبری کی اور ہم کیا چیز تھے کہ خود بخود منزلِ مقصود تک پہنچ جاتے اگر خدا رہبری نہ کرتا۔ اِن لوگون نے خدا تعالیٰ کی قدرشناسی خوب کی کہ جو صفتین اُسکی طرف منسوب کرنی واجب نہین وہ اپنی عقل کی طرف منسوب کردین اور جو جلال اُسکا ظاہر کرنا چاہئے تھا وہ اپنے نفس کا ظاہر کیا اور جو جو طاقتین اُسکے لئے خاص تھین اُن سب کے مالک آپ بن گئے اِنکے حق مین خداوند کریم نے سچ فرمایا ہے وما قدروا اللہ حق قدرہ اذ قالوا ما انزل اللہ علی بشر من شیی البزومۂ یعنے الہام کے مُنکرون نے اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات کا کچھ قدرشناخت نہین کیا اور اُسکی رحمت کو جو بندون کی ہر یک حاجت کے وقت جوش مارتی ہے نہین پہچانا تب ہی اُنہون نے کہا کہ خدا نے کوئی کتاب کسی بشر پر نازل نہین کی۔

ترا عقل تو ہر دم پئے بند کبریاد ہد بروعقلے طلب کن کہ ترا بنی بروآن دہد ہان ہنر کہ ماآن علم حق ازحق بیاموزیم و کراین علمی کہ داریم صد سہو و خطا دارد کہ گوید تیز تو لش گرد و خاموش بنشیند و گر پرد دستت نادان گرد و دست تو گیرد رہبر قدیش ہمین ہا بحجت بے اصل دم کرمش ہا کہ این حجت کہ می آری بما باید ترا آرد

مین جواباً و قطعاً کہتا ہون کہ الہام کے بغیر مجرد عقل کی بیروی مین صرف ایک نقصان نہین بلکہ یہہ وہ آفت ہے کہ کئی آفات اُس سے پیدا ہوتی ہین جن کی تفصیل (انشاء اللہ) اپنے موقعہ پر درج ہوگی۔ خداوند کریم نے جیسا ہر یک چیز کا باہم جوڑ باندھا ہے ایسا ہی الہام اور عقل کا باہم جوڑ مقرر کیا ہے اُس حکیم مطلق کا عام طور پر یہی قانون قدرت پایا جاتا ہے کہ جب تک ایک چیز اپنے جوڑ سے الگ ہے تب تک اُسکے جوہر چھپے رہتے ہین بلکہ اکثر اوقات نفع کی جگہہ ضرر ہوتا ہے ایسا ہی عقل کا حال ہے کہ علوم دین مین اُسکے نیک آثار تب مترتب ہوتے ہین جب وہ جوڑ یعنے الہام اُسکے ساتھہ شامل ہو جائے ورنہ

لین اور پھر آپ ہی بڑبڑائین کہ اب قوی بشریہ اِس چیز کی مثل بنانے سے قاصر اور عاجز ہین اور اِس مجنونانہ قول کا خلاصہ یہہ ہوگا کہ قوی بشریہ ایک چیز کے بنانے پر قادر ہین اور نہین اور علاوہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اپنے جوڑ کے بغیر ڈاین ہوکر ملتی ہے سارا گھر نگلنے کو تیار ہوجاتی ہے سارا شہر سنسان ویران کرا جاتی ہے۔ جب جوڑ میسر آگیا تب تو چشم بد دور کیا ہی پاک صورت اور پاک سیرت ہے جس گھر مین ہے مالا مال کردے جسکے پاس جائے اُسکی سب نحوستین اُتار دے۔ تم آپ ہی سوچو کہ جوڑ کے بغیر کوئی چیز اکیلی کس کام کی ہو پھر تم کیون یہہ اودھی عقل اِسقدر ناز سے لیے پھرتے ہو کیا یہہ وہی نہین جو کئی بار۔ در دنگوی مین رسوا کیان اُٹھا چکی ہو کیا یہہ وہی نہین جسکے سر پر بار بار گرنے سے بڑے بڑے داغ موجود ہین ہ مجھے بتایئے تو سہی کہ آپکا جی کیسے بھر آگیا یہہ کہان کی پری آگئی جسکو دل دے بیٹھے ہ کیا تمہین خبر نہین کہ اِس نے تم سے پہلے کتنون کا لہو پیا کتنون کو گراہی کے کنوئے مین دھکیل کر مارا تم جیسے کئی یارون کو کہا چکی صدہا لاشین ٹھکانے لگا چکی پھلا تم نے اِس اکیلی عقل کے ذریعہ سے کونسی ایسی دینی صداقتین پیدا کی ہین جو قرآن شریف مین پہلے سے موجود نہین زیادہ نہین دو چار ہی دکھاؤ اگر تم مجرد عقل سے ایسے حقایق عالیہ نکالتے جنکا قرآن شریف مین کچھہ ذکر نہ ہوتا تب بھی ایک بات تھی اور اِس صورت مین تم بڑے ناز سے اپنی سماج مین شیخی کرکہہ سکتے تھے کہ ہان ہم وہ لوگ ہین جنھون نے وہ صداقتین نکالین جو الہامی کتابون مین موجود نہین لیکن افسوس کہ تمہارے رسائل مین بجز اُن چند اُمور کے جو بطور سرقہ قرآن شریف سے لے گئے ہین اور جو کچھہ نظر آتا ہے سراسر متاع ردی ہے جس سے برخلاف عقلمندی کے آپ لوگون کی بے علمی اور بے سمجھی اور غلطی ثابت ہوتی ہے جسکی حقیقت انشاء اللہ اسی کتاب مین بخوبی کہولکر لکھی جاویگی۔ پھر اِس منہہ اور اِس لیاقت کے ساتھہ ربانی الہام سے انکار کرنا اور آپ ہی خدا کا قایم مقام بن بیٹھنا اور حضرات مقدسین انبیا کو اہل غرض سمجھنا یہہ آپ لوگون کی نیک طینتی ہے اور اِس سے وہو کا مت کہانا کہ عقل ایک عمدہ چیز ہے ہم ہر یک تحقیق عقل ہی کے ذریعہ سے کرتے ہین۔ بالشبہ عمدہ چیز ہے لیکن اُسکا جوہر تب ہی ظاہر ہوتا ہے جب وہ اپنے جوڑ کے ساتھہ شامل ہو ورنہ وہ دوہوکا دینے مین دشمنون سے بدتر ہے دورنگی دکھلانے مین منافقون سے بڑھہ کر ہے۔ سو تمہاری بدنصیبی تم اِسکے جوڑ کے نام سے ہی چڑتے ہو دوستو! خوب سوچو بن جوڑ کسی بات کی ہی گت نہین خدا نے جوڑ ہی ایک عجب چیز بنادی ہے جہان دیکھو جوڑ ہی سے کام نکلتا ہے ہم تم سب آنکھون ہی سے دیکھتے ہین پر آفتاب کی ہی ضرورت ہے کانون ہی سے سُنتے ہین پر ہوا کی ہی حاجت ہے آفتاب چھپا تو بس اندھے بیٹھے رہو۔ کانون کو ہوا سے ڈھانک لو تو بس سُننے سے چھٹی ہوئی جس عورت

اِسکے آجتک کسی انسان نے یہہ دعوی بھی نہین کیا کہ میرے کلمات اور مصنوعات خدا کے کلمات اور مصنوعات کی طرح بمثل و مانند ہین اور اگر کوئی نادان مغرور ایسا دعوی کرتا تو ہزار دن اُس سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ خاوند سے کوئی بات ہونے نہ پائے بھلا اُسکا کس بدہ حمل ٹھہرے جس زراعت کو پانی چھوا ہی نہین گیا اُسکو کیونکر پھل لگے یہہ باتین ایسی نہین ہین کہ تمہاری سمجھہ سے دور ہون یہہ وہی قانونِ قدرت ہے جسپر عمل کرنے کا تمکو دعوی ہے سو اب اِس دعوی پر عمل ہی کرو تا بڑے دکھانے کے ہی دانت نہ رہین۔

حاجتِ نور بود ہر چشم را　　این چنین اُفتاد قانونِ خدا　　چشمِ بینا بے خور تابان کہ دید　　کے چنین چشمے خداوند آفرید

چون تو خود قانونِ قدرت بشکنی　　پس چرا ہر دیگران سر میزنی　　آنکہ در ہر کار شد حاجت روا　　چون رہ داری کہ بنور ہنما

آنکہ اسپ و گاو خر را آفرید　　تار مد پشتِ تو از بار شدید　　چون ترا حیران گذارد در معا　　اے عجب تو عاقل و این اعتقاد

چون دو چشمت داد اندائے خبیر　　پس چرا پوشی بکے وقتِ نظر　　آنکہ زور ہر قوے تے گشتہ عیان　　قدرتِ گفتار چون ماندے نہان

آنکہ شد ہر وصفِ پاکش جلوہ گر　　پس چرا این وصف ماند مے مستتر　　ہر کہ او غافل بود از یادِ دوست　　چارہ سازِ غفلتش پیغامِ اوست

تو عجب داری ز پیغامِ خدائے　　این چہ عقل و فکر است اے خود نمائے　　لطفِ او چون خاکیان را عشق داد　　عاشقان را چون بینگیزد بداد

عشق چون نبخشید از لطفِ اتم　　چون نہ بخشیدی دوائے آن الم　　خود چو کرد از عشقِ خود دلہا کباب　　چون نہ کردے از سرِ رحمت خطاب

دل نیارد آمد بجز گفتارِ یار　　گرچہ پیشِ دیدہا باشد نگار　　پس چو خود دلبر بود اندر حجاب　　کے توان کردن صبوری از خطاب

لیک آن داند کہ او دل دادہ است　　در طریقِ عاشقی افتادہ است　　حسن را با عاشقان باشد سرے　　بے نظر دے کے بود خوش منظرے

عاشق آن باشد کہ او گم از خود است　　در طریقِ عشق خود بینی بد است　　لیکن استیصال این کبر و ہوی　　نیست ممکن جز بوحیِ ایزدی

ہر کہ ذوقِ یارِ جانی یافتست　　آن ز وحیِ آسمانی یافتست　　عشق از الہام آمد در جہان　　در دلِ الہام شد آتش فشان

شوق و اُنس و اُلفت و مہر و وفا　　جملہ از الہام می دارد ضیا　　ہر کہ حق را یافت از الہام یافت　　ہر رخے کو تافت از الہام تافت

تو نۂ اہلِ محبت زین سبب　　از کلامِ یار می داری عجب　　عشق می خواہد کلامِ یار را　　رو بہ پرس از عاشقِ این اسرار را

این مگو کز درگہش دورم ما　　ربطِ او با مشتِ خاکِ ما کجا　　داند آن مردے کہ روشن جان بود　　کین طلب در فطرتِ انسان بود

دل نمی گیرد تسلی جز خدا　　این چنین افتاد فطرت از ابتدا　　دل نمی دارد صبر از قولِ نگار　　کاشتند این تخم از آغازِ کار

آنکہ انسان را چنین فطرت بداد　　چون کمالِ فطرتش داد اے بیداد　　کارِ حق کے از تبسم گردد او　　کے شود از کرکے کارِ خدا

ما ہمہ جہلیم و او دانائے راز　　ما ہمہ کوریم و او را دیدہ باز　　با خدا ہم دعوئی فرزانگی　　سخت جہلست و رگِ دیوانگی

تا فتد رہ از خورِ تابان کسے　　خود برآرد روشنی از خویشتن　　عالمی را کور کرد است این خیال　　سرنگون افگند در چاہِ ضلال

بہتر تالیفین کرنے والے اور اُسکے مُنہہ مین ذلّت کی خاک بھرنے والے پیدا ہو جاتے یہہ خُدا ہی کی شان ہے کہ سارے جہان کو اپنی کلام کی مثل پیش کرنے سے عاجز اور قاصر ٹھہراوے اور سخت سخت لفظون

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱

نازبر فطنت کمن گر فطنتی ست	دیدہ تو این خود مندی نیست	عقل کان باکبری دارند خلق	ہست محمق و عقل پندارند خلق
کبر شہر عقل را ویران کند	عاقلان را گم رہ و نادان کند	آنچہ افزائید غرور و عجبی	چون رسانا تا حدائت ہے اخوی
خود روی دشمن انداز د ترا	توبہ کُن از خود روی اے اخو دغا	ہست مُشرک از معاوت دور تر	واز فیوض سرمدی مہجور تر
از خدا باشد خدا را یافتن	نے بہ مکر و حیلہ و تدبیر و فن	تا نیائے پیش حق چون طفل خرد	ہست جامِ تو سراسر پُر ز دُرد
شرط فیضِ حق بود عجز و نیاز	کس ندیدہ آب بر جائے فراز	حق نیازی جوید آنجا ناز نیست	از پر خود تا درش پرواز نیست
عاجزان را پرور د ذاتِ اجل	سرکشان محروم و مردود ازل	چون نیائے زیر تاب آفتاب	کے فتد بر تو شعاعے در حجاب
آبِ شور اندر کفت ہست اے عزیز	ناز ہا کم کُن اگر داری تمیز	آبِ جان بخشی ز جانان آیدت	رو طلب یکبن اگر جان بایدت
ہست آن آبِ بقا بس نا پدید	کس بجز مصباح حق راہش ندید	آن خیالاتے کہ بینی از خرد	پر تو آن ہم زوحی حق رسد
لیک چشم و یدنت چون باز نیست	زین دلِ تو محرم این راز نیست	سرکشی از حق کہ من دانا دلم	حاجب و حیش ندارم عاقلم
لغزش تو حاجتے پیدا کند	در دے عقلِ ترا رسوا کند	عقل تو گوئے مجسّم از ہوئے	دادر و نش ہیبت موہوم اے زاہد
منتہائے عقل تعلیم خداست	ہر صداقت را ظہور از انبیاست	ہر کہ علمے یافت از تعلیم یافت	تا فت آن روئے کز وروئے شافت
باز بانِ حال گوید روزگار	اے قصیر العمر گیر آموزگار	طبع زاد و ناقصان ہمہ قدس ست	گر ترا گوشے بود حرفے بس ست
حق منزہ از خطا تو پُر خطا	داور یہا کم کن و بر حق بیا	عقلِ تو مغلوب صد حرص و ہوا ست	تکیہ بر مغلوب کار اشقیاست
از کس و ناکس جہا موزی فنون	عار داری زان حکیم بیچگون	از تکبر راہِ حق گمراشتنے	این چہ کردی این چہ تخمے کاشتے
اے شگوفِ این ہمان سوئے ماست	کز عطایا تش ہمہ ارض و سماست	ابر و باران و مہ و مہر آفرید	کرد تا لستان و سر ما پدید
تا بفضلِ خود غذائے خود خوریم	زندہ ما یم و تن خود پروریم	آنکہ پرورش کرد این لطف و کرم	کے کند محروم جانہا را از کرم
وحی تو تن ست جذبِ ایزدی	تا برندت از خودی در بیخودی	ہست قرآن واقعہ مشرک نشان	تا ترا در اہم از دریابی نشان
تا رہے از کبر و خود بینی و ناز	تا شوی ممنونِ فضلِ کارساز	دور شو از کبر تا رحم آیدش	بندگی کن بندگی ہے یا پیش
زندگی در مُردنِ بیچون و بکاست	ہر کہ افتاد ست او آخر بجاست	ہست جامِ نیستی آبِ حیات	ہر کہ نوشید ست او رست از ممات
عاقل آن باشد کہ جوید یار را	واز تذلل یابد او کار را	ابلہے بہتر از ان عقل و خرد	کت بجاہ کبر و نخوت افگند
طالبِ حق باش و بیرون از خود آ	خود روی ہا ترک کُن بہر خدا	من ندانم این چہ ایمان ست و دین	دم مزن در جنب رب العالمین

بے ایمان اور ملعون اور جہنّمی کہنے سے بلکہ نہ بنانے والوں کے لئے بحالتِ انکار سزا ءِ موت مقرّر کرنے سے خود بار بار اِس بات کی طرف جوش دلاوے کہ وہ نظیر بنانے میں کوئی دقیقہ سعی اور

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱

تو کجا و آن قادرِ مُطلق کجا　　تو بگُو این الہٰی ہا کم مبا　　ایں ہمہ خلق و جہان برہم شود
پست ہستی لاف استعلا مزن　　طاز کلیم خویش ہیرون ہا مزن　　عارف آن کو گوید اِش لا ثانی است
خویشتن را نیک اندیشید کہ　　اے مدارک الکنہ چہ بد فہمیدہ　　یا مگر زان ذات بیچون منکری
کاخِ دُنیا را چہ دیدستی بِنا　　کت خوش افتاد است این قالی بِنا　　تا گہان با ید نشستن ہیرون ازین
از پئے دُنیا ہر یدن از خُدا　　بس ہمین باشد نشانِ اشقیا　　دل نمی ماند بدُنیا ئش بسے
ہوش کُن کیں جا گہ جاے فنا ست　　با خدا می باش چون آخر خدا ست　　من چہ سان دانم کہ تو دانشوری
آن گروہے بین کہ از خود فانی اند　　جان فشان بر گفتۂ ربّانی اند　　دل ز کف داز فرق افتادہ کلاہ
دور تر از خود بہ یار آمیختہ　　آبرو از ہر دو سے ریختہ　　صدق در زان در جنابِ کبریا
تو ز استکبار رمسر بر آسمان　　پا زدہ ہیرون ز راہِ بندگان　　نورِ حقانی چسان تا بد بر آن
تا نمیرد دانۂ اندر زمین　　کے زیک صد میشود تو خود ببین　　جان ہنیشان تا دگر جانی رسد
تا تو زار و ہا جز و مُضطر نہ ئ　　لایقِ فیضانِ آن سرور نہ ئ　　کارِ حق را با خدا گذاشتن
چون ز آموزش خرد را یافتی　　پس ز تعلیش چرا سر تافتی　　آنچہ می تابد بتابد ز آسمان
کور ہست آن مردیدہ کش این نور نیست　　گو ہست آن سینہ کز شک دور نیست　　جلوہ دیدند از دو حی خدا ئ
آن کجا عقلے کہ از خود دانش　　فہم آن شخصے کہ او فہماندش　　بُت پرستی ہا کنی شام و پگاہ
پیش چشمت گر شدی این بُت عیان　　از سر شک تو شدی بوئی روان　　بُت پرستی آخرت چون بُت نشاند
عقل در اسرار حق بس نارساست　　آنچہ گم گہ گہ می رسد ہم از خداست　　آن نہ از خود ہمہ زجائے آورد
توبہ عقلِ خویش در کبر شدید　　ما فدائے آنکہ او عقل آفرید　　جانِ ماقربانِ علمِ آن بصیر
نیک دل با نیکوان دارد سمر　　بر گہر تُف میزند بد گوہرے　　تا کجا تاز د خرِ فکر و نظر
این چراغ مُردہ از زورِ ہوا　　چون رہِ باریک نمایَد ترا　　تا نمیزل نور را ہمرہ کند
ما فتادہ بے ہنر در حبس و جان　　حق باشد دم زنی با آن نگار　　داز سرِ ہستی قدم بر داشتن
چون بفکرت باد و صد درد و نفیر　　کس ہمی نیزد کہ گردد دست گیر　　رحم بر کوری کند اہلِ بصر

کوشش اور اتفاق باہمی کا اُٹھا نہ رکھین اور اپنی جان بچانے کے لئے جان لڑا کر مقابلہ کرین ورنہ اگر یون ہی بلا پیش کرنے نظیر کے انکار کرتے رہین تو اپنے گھر کو غارت اور اپنی عورتون کی کنیزین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

ہمچنین قانونِ قدرت اوفتاد — مرضعیفان را قوی آرد بباد — چون ازین قانون خود حیران بوی — رحم یزدان از چہ باید فزون

آنکہ او ہر بار ما بر داشت است — لیچ رحمت را فرو نگذاشت است — چون زما غافل شود در امرِ دین — شرمت آید از چنین انکار کین

دل منہ در خاکدانِ بے وفا — یاد کن آخر وفا ہائے خدا — بارہا شد بر تو ثابت کاین عقول — مبتلا ہستند در سہو و ذہول

بارہا دیدی بعقلِ خود فساد — بارہا زین عقل ماندی بیمراد — باز نخوت میکنی بر عقلِ خویش — واز دلیری می روی نادیدہ پیش

نفس خود را پاک کن از ہر فضول — ترکِ خود کن تا کند رحمت نزول — ترکِ نفس کے آسان بود — مُردن و از خود شدن یکسان بود

این چنین دل کم بود در سینہ کس — کان بود پاک از غرور و کینہ کس — در حقیقت مردمِ معنی کم اند — گو ہمہ از روے صورت مردم اند

ہوش کن اے در چہی افتادہ — عقلِ دین بذدست خود دزدادہ — غیر محمد دی بہ محمد دی مجو — کارِ نورِ محض از دودی مجو

آنچہ بایجست با عجز و نیاز — تو مجو با کبر و خود بینی و ناز — وہ چہ خوب ست این اصول سرمدی — یادگارِ مولوی در مثنوی

زیر کی ضد شکست و بنیاز — زیر کی بگذار و با کودک بساز — زانکہ طفل خورد را مادر فنا — دست و پا باشد نہاده در دعا

وسوسہ دوم - اگر یہی قبول کر لین کہ معرفت کی تکمیل کے لئے ایک ایسے الہام کی ضرورت ہے جو کامل اور بے نظیر ہو تب بھی لازم نہین آتا کہ خداوند تعالیٰ نے ضرور وہ الہام نازل کیا ہے کیونکہ بہت سی چیزون کی دنیا مین بھی انسان کو ضرورت ہے مگر خدا نے وہ ساری ضرورتین اُسکی پوری نہین کین - مثلاً انسان چاہتا ہے کہ اُسکو موت نہ آوے کبھی مفلس نہ ہو کبھی بیمار نہ ہو لیکن اپنی مراد کے برخلاف ایک دن مرتا ہے اور افلاس اور بیماری بھی آتی ہی رہتی ہے -

جواب جس حالت مین وہ کامل اور بے نظیر الہام جسکی یہین ضرورت تھی موجود ہے یعنے قرآن شریف جسکی کمالیت اور بے نظیری کے مقابلہ پر آج تک کسی نے دم ہی نہین مارا تو پھر موجود کو غیر موجود سمجھنا اور اُسکی ضرورت کو ایک فرضی ضرورت قرار دینا اُن لوگون کا کام ہے جنکی قوتِ بینائی جاتی رہی ہے ہان اگر کچھ بس چل سکتا ہے تو قرآن شریف کی دلایل بے نظیری اور کمالیت کو جنکو ہم نے ہی اس کتاب مین لکھا ہے توڑ کر دکھلایئے ورنہ لاجواب رہکر پھر بھی بولتے رہنا صفت حیا کے مفقود ہونے کی نشانی ہے جس حالت مین ایسا کامل اور بے نظیر الہام آچکا جس نے بے نظیری کا دعوی کرنے سے آپ ہی فیصلہ کر دیا ہے کہ کوئی اُسکی بے نظیری کو توڑے اور پھر بلاشبہ الہام کا منکر بنا رہے تو پھر قبل اِسکے جو اُسکا کوئی معقول جواب دین الہام کی ضرورت کو فرضی ضرورت ہی سمجھتے رہنا کیا یہہ ایمانداری ہے یا ہٹ دھرمی ہے اور عالم ثانی کو دنیا پر قیاس کرنا بڑی بیباکی

اور اپنے آپ کو معقول سمجھین کیا ایسا دعویٰ اور پھر اِس زور و شور کا کبھی کسی انسان نے بھی کیا۔ ہرگز نہین پس جس حالت مین کسی بشر نے اپنی کلام کے بے مثل ہونے مین دم بھی نہ مارا اور نہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ غلطی ہے دُنیا کو خدا نے ہمیشہ کے آرام کے لئے نہین بنایا نہ ہمیشہ کے دُکھ کے لئے بنایا ہے بلکہ اُسکی رنج و راحت دونون گذرنے والی چیزین ہین اور ہر ایک دَور اُسکا ختم ہونیوالا ہے۔ لیکن دارِ آخرت وہ عالم ہے کہ جو راحت دائمی یا عقوبت دائمی کا مقام ہے جسکے لئے ہر ایک دور اندیش آدمی آپ تکلیف اُٹھاتا ہے اور خاتمہ بد سے ڈر کر بشقتِ تمام طاعتِ الٰہی بجالاتا ہے عیش و عشرت کو چھوڑتا ہے شدت و صعوبت کو اختیار کرتا ہے اب آپ ہی فرمائے کہ اُس عالم جاودانی کے مقابلہ پر اِس مقام فانی کی نفیر پیش کرنا نفر کا گھاٹا ہے یا نہین۔

وسوسہ سوم - اگر مجرّد عقل کے ذریعہ سے معرفتِ تام و یقینِ تام میسّر نہ ہو تب بھی کسیقدر معرفت تو حاصل ہوتی ہے وہی نجات کے لئے کافی ہے۔

جواب یہہ وسوسہ بالکل متعصبانہ خیال ہے ہم پہلے ہی لکھہ چکے ہین کہ کسی وعدہ کے بغیر خاتمہ نیک ہونا یقین کامل پر موقوف ہے اور یقین کامل خدا کی بے نظیر کتاب کے بدون حاصل نہین ہوسکتا ایسا ہی غلطیون سے بچے رہنا بجز معرفتِ کامل ممکن نہین اور معرفتِ کامل بھی الہام کامل کے بغیر غیر ممکن ہے مجرّد عقلِ ناقص کیونکر نجات کے لئے کافی ہوسکتی ہے بالخصوص وہ طریقہ خدا شناسی جسکو بعض سماج والون کی عقلِ عجیب نے بہ بتعیت بعض یورپ کے فلاسفرون کے پسند کیا ہے ایسا خراب اور تردّد انگیز ہے کہ اُس سے کوئی معرفت کا مرتبہ حاصل ہونا تو کیا اُمید کیجائے خود وہ انسان کو طرح طرح کے شکوک اور شبہات مین ڈالتا ہے کیونکہ اُنہون نے خداوند تعالیٰ کو ایک ایسا پتلا بیجان فرض کرلیا ہے جس سے ساری عزت اور بزرگی اُسکی دور ہوتی ہے اُنکا مقولہ ہے کہ خدا کے وجود کا پتہ لگ جانا خدا کی طرف سے نہین ہے بلکہ یہہ ایک اتفاقی امر ہے کہ عقلمندون کی کوششون سے ظہور مین آیا۔ اور یون بیان کرتے ہین کہ اول اول جب بنی آدم پیدا ہوئے محض بے عقل اور وحشیون کی طرح تھے خدا نے اپنے وجود سے کسی کو خبر نہین دی تھی پھر رفتہ رفتہ لوگون کو آپ ہی خیال آیا کہ کوئی معبود مقرر کرین اول پہاڑ اور درخت دریا وغیرہ کو کہ آس پاس اور اِرد گرد کی چیزین تھین اپنا خدا ٹھہرایا پھر کچھہ ذرا اور پر چڑھے اور ہوا طوفان وغیرہ کو قادرِ مطلق خیال کیا پھر اور ہی آگے قدم بڑھا کر سورج چاند ستارون کو اپنا رب سمجھ بیٹھے اسی طرح آہستہ آہستہ غور کامل کرنے سے حقیقی خدا کی طرف رجوع لے آئے اب دیکھئے کہ اِس تقریر سے خدا تعالیٰ کی ہستی حقیقی پر کسقدر شک پڑتا ہے اور اُس کے

اپنی قویٰ کو قویٰ بشریہ سے کچھ زیادہ خیال کیا بلکہ صدہا نامی گرامی شاعروں نے لڑکر مرنا اختیار کیا مگر قرآن شریف جیسا کوئی کلام بقدر ایک سورت بھی نہ بنا سکے تو پھر خواہ نخواہ اُن بیچاروں کی کلام خام کو بے نظیر ٹھہرانا اور صفت کاملہ خاصۃً الٰہیہ میں اُنہیں شریک کرنا پرلے درجے کی نادانی و کوری ہے کیونکہ جو شخص اسقدر دلائل واضحہ سے خدا اور انسان کے کاموں میں صریح فرق دیکھے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ حی و قیوم اور مدبر بالارادہ ہونے کی نسبت کیا کیا بدگمانیاں عائد ہوتی ہیں کہ نعوذ باللہ یہ ماننا پڑتا ہے کہ خدا نے (جیسا کہ ایک ذات موجود عالم الغیب اور قادر مطلق کا خاصہ ہونا چاہیئے) اپنے وجود کی آپ اطلاع نہیں دی بلکہ یہ سارا منصوبہ انسان ہی کا ہے اُسی کے دل میں خود بخود بیٹھے بیٹھے یہ بات اگ گدائی کہ کوئی خدا مقرر کریں چنانچہ اُس نے کبھی پانی کو خدا بنایا کبھی درختوں کو کبھی پتھروں کو آخر آپ ہی دل میں یہ خیال جما لیا کہ یہ چیزیں خدا نہیں ہیں خدا کوئی اَور ہوگا جو ہمیں نظر نہیں آتا کیا یہ اعتقاد انسان کو اس وہم میں نہیں ڈالیگا کہ اگر واقعی طور پر اُس خدائے مفروض کا کچھ وجود ہی ہوتا تو وہ کبھی تو اُن لوگوں کی طرح جو زندہ اور موجود ہوتے ہیں اپنے وجود سے اطلاع دیتا بالخصوص جب اِس خیال کا پابند دیکھیگا کہ خدا تعالیٰ کو ادھورا اور ناقص یا گونگا تجویز کرنا ٹھیک نہیں بیٹھتا بلکہ جیسے اُسکے لئے دیکھنا سُننا جاننا وغیرہ صفات کاملہ ضروری ہیں ایسا ہی اُسمیں قدرت تکلم بھی پائی جانا ضروری معلوم ہوتی ہے تو پھر اِس حیرت میں پڑیگا کہ اگر کلام کرنے کی قدرت بھی اُسمیں پائی جاتی ہے تو اِسکا ثبوت کہاں ہے اور اگر نہیں پائی جاتی تو پھر وہ کامل کیونکر ہوا اور اگر کامل نہیں تو پھر خدا بننے کے لائق کیونکر ٹھہرا اور اگر اُسکا گونگا ہونا جایز ہے تو پھر کیا وجہ کہ بہرہ ہونا یا اندھا ہونا جایز نہیں پس وہ ان شبہات سے صرف الہام پر ایمان لاکر نجات پائیگا ورنہ جیسے ہزارہا فلاسفر دہریہ پن کے گڑھے میں گر کر مرگئے ایسا ہی وہ بھی گر کر مریگا اب ہر ایک منصف آپ ہی انصاف کرے کہ کیا یہ اعتقاد خدا سے انکار کرانے کی پٹڑی جمانے والا ہے یا نہیں کیا جس شخص کی نظر میں خدا ایسا کمزور ہے کہ اگر منطقی لوگ پیدا نہ ہوتے تو وہ ہاتھ ہی سے گیا تھا اُسکے ایمان کا بھی کچھ ٹھکانہ ہے ہم نادان لوگ نہیں سمجھتے کہ خدا تو اپنی تمام صفتوں کے ساتھ بندوں کا پروردہ ہے نہ بعض صفتوں کے ساتھ پھر کیونکر ممکن ہے کہ بعض صفات کاملہ اُسکے بندوں کے کسی کام نہ آویں۔ کیا اِس سے زیادہ تر کوئی اَور کفر ہوگا کہ یہ کہا جاوے کہ وہ پورا ربّ العالمین نہیں ہے بلکہ آدھا یا تہیرا حصّہ ہے۔

اور پھر نہ دیکھے وہ اندھا اور نادان ہی ہوا اور کیا ہوا پس اس تمام تحقیقات سے ظاہر ہے کہ بے نظیر ہونے کی حقیقت اور کیفیت ربانی کام اور کلام سے مختص ہے اور ہر یک دانشمند جانتا ہے کہ خدا کی خدائی ماننے کے لئے بڑا بھارا ذریعہ جو کہ عقل کے ہاتھ مین ہے وہ یہی ہے کہ ہر یک صادر من اللہ ایسی بے نظیری کے رتبہ پر ہے کہ اُس صانع وحید کے وجود پر دلالتِ کامل کر رہا ہے اور اگر یہ ذریعہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ و سوسۂ چہارم- اگر تکمیل معرفت الہامی کتاب پر ہی موقوف ہے تو اس صورت مین بہتر یہ تھا کہ تمام بنی آدم کو الہام ہوتا تا سب لوگ براہ راست مرتبۂ کمال معرفت تک پہنچ جاتے اور ربانی فیض کو بلا واسطہ حاصل کر لیتے کسی دوسرے کی حاجت نہ ہوتی کیونکہ اگر الہام فی نفسہٖ ایک جائز الوقوع امر ہے تو پھر ہر یک انسان کا ملہم ہونا چاہیئے اور اگر نہیں تو پھر کسی فرد کا بھی ملہم ہونا جائز نہیں۔

جواب صاحب الہام ہونے مین استعداد اور قابلیت شرط ہے یہ بات نہیں ہے کہ ہر کس و ناکس خدا تعالیٰ کا پیغمبر بنجائے اور ہر یک پر حقانی وحی نازل ہوجایا کرے اسکی طرف اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف مین آپ ہی اشارہ فرمایا ہے اور وہ یہہ ہے واذا جاءتھم اٰیۃ قالوا لن نؤمن حتی نؤتی مثل ما اوتی رسل اللہ ط اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ الجزو۸ یعنے جبوقت قرآن کی حقیت ظاہر کرنے کے لئے کوئی نشانی کفار کو دکھلائی جاتی ہے تو کہتے ہین کہ جب تک خود ہم پر ہی کتاب الہی نازل نہ ہو تب تک ہم ہرگز ایمان نہ لائینگے۔ خدا خوب جانتا ہے کہ کس جگہہ اور کس محل پر رسالت کو رکھنا چاہئے یعنے قابل اور نا قابل اُسے معلوم ہے اور اُسی پر فیضانِ الہام کرتا ہے کہ جو جوہر قابل ہے۔

تفصیل اِس اجمال کی یہہ ہے کہ حکیم مطلق نے افرادِ بشریہ کو بوجہ مصالح مختلفہ مختلف طورون پر پیدا کیا ہے اور تمام بنی آدم کا سلسلۂ فطرت ایک ایسے خط سے مشابہ رکھا ہے جسکی ایک طرف نہایت ارتفاع پر واقعہ ہو اور دوسری طرف نہایت انخفاض پر۔ طرفِ ارتفاع مین وہ نفوسِ صافیہ ہین جنکی استعداد دین حسب مراتبِ متفاوتہ کامل درجہ پر ہین اور طرفِ انخفاض مین وہ نفوس ہین جنکو اِس سلسلہ مین ایسی پست جگہہ ملی ہے کہ حیوانات لاتعقل کے قریب قریب پہنچ گئے ہین اور درمیان مین وہ نفوس ہین جو عقل وغیرہ مین درمیان کے درجہ مین ہین اور اِسکے اثبات کے لئے مشاہدۂ افرادِ مختلفۃ الاستعداد کافی دلیل ہے کیونکہ کوئی عاقل اِس سے انکار نہین کرسکتا کہ افرادِ بشریہ عقل کے رو سے تقویٰ اور خدا ترسی کے لحاظ سے محبت الہیہ کی وجہ سے مختلف مدارج پر پڑی ہوئی ہین۔ اور جس طرح قدرتی واقعات سے کوئی خوبصورت

ہوتا تو پھر عقل کو خدا تک پہنچنے کا راستہ مسدود تھا اور جبکہ خدا کو شناخت کرنا اسی اُصول سے وابستہ ہے کہ جو کچھ اُسکی طرف سے ہے وہ بے نظیر مان لین تو پھر بندون کے لئے بھی وہی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ پیدا ہوتا ہے کوئی بدصورت کوئی سوجا کہا کوئی اندھا کوئی ضعیف البصر کوئی قوی البصر کوئی تام الخلقت کوئی ناقص الخلقت اسی طرح قُوی دماغیہ اور انوار قلبیہ کا تفاوتِ مراتب بھی مشہود اور محسوس ہے۔ ہان یہہ سچ بات ہے کہ ہر یک فردِ بشر بشرطیکہ نرا محبوط الحواس اور مسلوب العقل نہ ہو عقل مین قوتِ الٰہیہ مین ترقی کر سکتا ہے مگر اس بات کو بخوبی یاد رکھنا چاہیئے کہ کوئی نفس اپنے دائرۂ قابلیت سے زیادہ ہرگز ترقی نہین کر سکتا۔ ایک شخص جو اپنی قُوی دماغیہ مین من حیث الفطرت نہایت کمزور ہے۔ مثلاً فرض کرو کہ ایک ایسا ادھورا آدمی ہے جسکو ہمارے مُلک کے عوام النّاس **دولیشاہ کا چوہا** کہا کرتے ہین اب ظاہر ہے کہ اگر یہہ اُسکی تعلیم و تربیت مین کیسی ہی کوشش و محنت کیجائے اور خواہ کیسا ہی کوئی بڑا فلاسفر اُسکا اتالیق بنایا جاوے لیکن تب بھی وہ اُس فطرتی حدّ سے جو خُدا نے اُسکے لئے مقرر کر دی ہے زیادہ ترقی کرنے پر قادر نہین ہوگا کیونکہ وہ بباعثِ تنگی دائرۂ قابلیت اُن مراتبِ عالیہ تک ہرگز پہنچ نہین سکتا جن تک ایک وسیع القُویٰ آدمی پہنچ سکتا ہے یہہ ایسا بدیہی مسئلہ ہے کہ مین ہا ور نہین کر سکتا کہ کوئی عاقل اُسمین غور کرکے پھر اس سے مُنکر رہے ہان جو شخص ربقۂ عقل سے قطعاً منخلع ہو اگر وہ مُنکر ہو تو کچھ تعجب نہین۔ ظاہر ہے کہ اگر تفاوت فی العقول نہ ہو تو فہم علوم مین کیون اختلاف پایا جاوے کیون بعض اذہان بعضون پر سبقت لیجائین حالانکہ جو لوگ تعلیم و تربیت کا پیشہ رکھتے ہین وہ اِس امر کو خوب سمجھتے ہونگے کہ بعض طالب العلم ایسے ذکی الطبع ہوتے ہین کہ ادنیٰ رمز اور اشارت سے مطلب کو پا جاتے ہین بعض ایسے بیدار مغز کہ خود اپنی طبع سے عمدہ عمدہ باتین نکالتے ہین اور بعضون کی طبیعتین اصل فطرت سے کچھ ایسی غبی و بلید واقع ہوتی ہین کہ ہزار رقم اُن سے مغز زنی کرو کیسا ہی کہو لکھ سمجھاؤ بات کو نہین سمجھتے اور اگر تعب شدید کے بعد سمجھے بھی تو پھر حافظہ ندارد ایسے جلد بھولتے ہین جیسے پانی کا نقش مٹ جاتا ہے اسی طرح قُوی اخلاقیہ اور انوارِ قلبیہ مین بغایت درجہ تفاوت پایا جاتا ہے ایک ہی باپ کے دو بیٹے ہوتے ہین اور ایک ہی اُستاد سے تربیت پاتے ہین پر کوئی اُن مین سے سلیم الطبع اور نیک ذات نکلتا ہے اور کوئی خبیث اور شریر النفس اور کوئی بزدل اور کوئی شجاع اور کوئی عیّور اور کوئی بغیرت کبھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ شریر النفس بھی وعظ و نصیحت سے کسیقدر صلاحیت پر آجاتا ہے کبھی بزدل بھی بوجہ کسی نفسانی طمع کے کچھ دلیری ظاہر کرتا ہے جس سے کم تجربہ آدمی اِس غلطی مین پڑ جاتا ہے کہ اُنہون نے اپنی اصلیت

صفت تجویز کرنا جو کہ خدا کی صفتِ خاصہ ہے عقل اور ایمان کی ہیچ کنی ہے جبکہ یہہ بات نہایت واضح اور مضبوط دلائل سے ثابت ہوتی ہے کہ بندون کا کوئی کام بے نظیر نہین اور خدا کے سارے کام اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کو چھوڑ دیا ہے لیکن ہم بار بار یاد دلاتے ہین کہ کوئی نفس اپنی قابلیت کی حد سے آگے قدم نہین رکھتا اگر کچھ ترقی کرتا ہے تو اسی دائرہ کے اندر اندر کرتا ہے جو اُسکی فطرتی طاقتون کا دائرہ ہے بہت سے کم فہم لوگون نے یہہ دھوکا کھایا ہے کہ تو ہمی فطرتیہ بذریعہ یا اضافات مناسبہ اپنے پیدائشی اندازہ سے آگے بڑھ جاتے ہین اس سے ہی زیادہ تر مہمل اور دور از عقل عیسائیون کا قول ہے کہ صرف مسیح کو خدا ماننے سے انسان کی فطرت منقلب ہو جاتی ہے اور گو کیسا ہی کوئی سن خلقت تو ہمی سبعیہ یا تو ہمی شیطنیہ کا مغلوب ہو یا قوت عقلیہ مین ضعیف ہو وہ فقط حضرت عیسیٰ کو خدا یا تعالیٰ کا اکلوتا بیٹا کہنے سے اپنی جبلی حالت چھوڑ دیتا ہے لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ ایسے خیالات اُنہین لوگون کے دل مین اُٹھتے ہین جنہون نے علوم طبعی اور کتابت مین کبھی غور نہین کی یا جبلی آنکھین فرط تعصب اور مخلوق پرستی سے اندھی ہو گئی ہین ورنہ طبائع مختلفہ کا مسئلہ یہانتک ثابت ہے کہ مکمل نے جب اس بارہ مین تحقیق کی تو متواتر تجربون سے اُن پر یہہ امر کھل گیا کہ بزدل یا شجاع ہونا اور طبعاً ممسک ہونا یا سخی ہونا اور ضعیف العقل یا قوی العقل ہونا اور دنی الہمت یا رفیع الہمت ہونا اور بردبار یا مغلوب الغضب ہونا اور فاسد الخیال یا صالح الخیال ہونا یہہ اس قسم کے عوارض نہین ہین کہ سرسری اور اتفاقی ہون بلکہ صانع قدیم نے بنی آدم کی کیفیت مواد اور کمیت اخلاط اور سینہ اور دل اور کھوپڑی کی وضع خلقت مین مختلف طور پر طرح طرح کے فرق رکھے ہین اُنہین فرقون کے باعث سے افراد انسانی کی خُوہی اخلاقیہ اور عقلیہ مین فرق بین نظر آتا ہے اس قدیم رائے کو ڈاکٹرون نے بھی تسلیم کر لیا ہے اُنکا بھی یہہ قول ہے کہ چوروں اور ڈاکوؤن کی کھوپڑیون کو جب غور سے دیکھا گیا تو اُنکی وضع ترکیب ایسی پائی گئی جو اسی فرقہ فاسد الخیال سے مخصوص ہے - بعض یونانیون نے اس سے بھی کچھ بڑھکر لکھا ہے بعض گردن اور آنکھہ اور پیشانی اور ناک اور دوسرے کئی اعضاء سے بھی اندرونی حالات کا استنباط کرتے ہین بہرحال یہہ ثابت ہو چکا ہے اور اُسکے ماننے سے کچھ چارہ نہین کہ بنی آدم کا خلقی اور عقلی استعدادون مین فطرتی تفاوت واقع ہے اور ہر یک نفس کسیقدر صلاحیت کی طرف تو قدم رکھتا ہے مگر اپنی قابلیت کے دائرہ سے زیادہ نہین

شائد کسی کے دل مین یہہ شبہ پیدا ہو کہ خدا نے اعتقاد توحید کو سب انسانون مین فطرتی بیان کیا ہے اور فرمایا ہے فطرت اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ الجزو نمبر ۲۱ یعنے توحید پر قائم ہونا انسان کی فطرت مین داخل ہے جس پر انسانی پیدائش کی بنیاد ہے اور نیز فرمایا الست بربکم قالوا بلیٰ الجزو نمبر ۹ یعنے ہر یک روح نے

جو کچھ اُس سے صادر ہوا بے نظیر ہے تو پھر اگر تم کو ایسی استقرا تام پر بھی اعتبار نہیں کہ جو خدا کے سارے قانونِ قُدرت پر نظر کر کے بنایا گیا ہے تو عقل اور قانونِ قُدرت کا نام نہ لو اور منطق اور فلسفہ کی بے سود

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ربوبیت الٰہیہ کا اقرار کیا کسی نے انکار نہ کیا یہ بھی فطرتی اقرار کی طرف اشارہ ہے اور نیز فرمایا **وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون** الجزو نمبر ۲۷ یعنے مین نے جن و انس کو اسلئے پیدا کیا ہے کہ میری پرستش کرین یہ بھی اُسی کی طرف اشارہ ہے کہ پرستشِ الٰہی ایک فطرتی امر ہے پس جب توحیدِ الٰہی اور پرستشِ الٰہی سب بنی آدم کے لئے فطرتی امر ہوا اور کوئی آدمی سرکشی اور بے ایمانی کے لئے پیدا نہ کیا گیا تو پھر جو اُمور برخلافِ خداوانی وخداترسی ہین کیونکر فطرتی امر ہوسکتے ہین۔

یہ شُبہ صرف ایک صداقت کی غلط فہمی ہے کیونکہ وہ امر جو آیاتِ مُندرجۂ بالا سے ثابت ہوتا ہے وہ تو صرف اسقدر ہے کہ انسان کی فطرت مین رجوع الی اللہ اور اقرارِ وحدانیت کا تخم بویا گیا کہان آیاتِ موصوفہ مین لکھا ہے کہ وہ تخم ہر یک فطرت مین مساوی ہے بلکہ جا بجا قرآن شریف مین اسی بات کی تصریح ہے کہ وہ تخم بنی آدم مین متفاوت المراتب ہے کسی مین نہایت کسی مین مُتوسّط کسی مین نہایت زیادہ جیسا ایک جگہ فرمایا ہے **فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالخيرات** الجزو نمبر ۲۲ یعنی بنی آدم کی فطرتین مختلف مین بعض لوگ ظالم ہین جنکے نورِ فطرتی کو ظُلمی بہیمیہ یا غضبیہ نے دبایا ہوا ہے بعض درمیانی حالت مین ہین بعض نیکی اور رجوع الی اللہ مین سبقت لیگئے ہین اسی طرح بعض کی نسبت فرمایا **واجتبيناهم** الجزو نمبر ۱۶ اور ہم نے اُنکو چُن لیا یعنے وہ باعتبار اپنی فطرتی قوتون کے دوسرون مین سے چیدہ اور برگزیدہ تھے اسلئے قابلِ رسالت و نبوّت ٹھہرے اور بعض کی نسبت فرمایا **اولئك كالانعام** الجزو نمبر ۹ یعنے ایسے ہین جیسے چارپائے اور نورِ فطرتی انکا اسقدر کم ہے کہ اُن مین اور مویشی مین کچھ تھوڑا ہی فرق ہے پس دیکھنا چاہئے کہ اگرچہ خُدائے تعالیٰ نے یہ بھی فرمادیا ہے کہ تخمِ توحید ہر یک نفس مین موجود ہے لیکن ساتھ ہی اُسکے یہ بھی کئی مقامات مین کہولکر بتلادیا ہے کہ وہ تخم سب مین مساوی نہیں بلکہ بعض کی فطرتون پر جذباتِ نفسانی اُنکے ایسے غالب آگئے ہین کہ وہ نور کالمفقود ہوگیا ہے پس ظاہر ہے کہ قوتِ بہیمیہ یا غضبیہ کا فطرتی ہونا وحدانیتِ الٰہی کے فطرتی ہونے کو منافی نہیں ہے خواہ کوئی کیسا ہی ہوا پرست اور نفس امّارہ کا مغلوب ہو پھر بھی کسی نہ کسی قدر نورِ فطرتی اُسمین پایا جاتا ہے مثلاً جو شخص بوجہ غلبۂ قوتِ شہویہ یا غضبیہ چوری کرتا ہے یا خون کرتا ہے یا حرامکاری مین مبتلا ہوتا ہے تو اگرچہ یہ فعل اُسکی فطرت کا مقتضا ہے لیکن بمقابلہ اُس کے

کتابون کو چاک کرکے دریا بُرد کرو۔ کیا تمکو یہہ بات مونہہ سے نکالتے ہوئے شرم نہین آتی کہ ایک مکھی جسکے دیکھنے سے بھی طبیعتین کراہت کرتی ہین وہ اپنی ظاہری صورت اور باطنی ترکیب مین ایسی بیمثل

بقیہ حاشیہ نمبر ۱

نورِ صلاحیت جو اُسکی فطرت مین رکھا گیا ہے وہ اُسکو اُسی وقت جب اُس سے کوئی حرکتِ بیجا صادر ہوجائے ملزم کرتا ہے جسکی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے **فالھمھا فجورھا و تقویٰھا** الجزو نمبر ۳۰ یعنے ہر یک انسان کو ایک قسم کا خدا نے الہام عطا کر رکھا ہے جسکو نورِ قلب کہتے ہین اور وہ یہہ کہ نیک اور بد کام مین فرق کر لینا جیسے کوئی چور یا خونی چوری یا خون کرتا ہے تو خدا اُسکے دل مین اُسیوقت ڈال دیتا ہے کہ تو نے یہہ کام بُرا کیا اچھا نہین کیا لیکن وہ ایسی القا کی کچھ پرواہ نہین رکھتا کیونکہ اُسکا نورِ قلب نہایت ضعیف ہوتا ہے اور عقل ہی ضعیف اور قوتِ بہیمیہ غالب اور نفس طالب سو اِس طور کی طبیعتین بھی دُنیا مین پائی جاتی ہین جنکا وجود روزمرّہ کے مشاہدات سے ثابت ہوتا ہے اُنکے نفس کا شورش اور اشتعال جو فطرتی ہے کم نہین ہوسکتا کیونکہ جو خدا نے لگا دیا اُسکو کون دور کرے ان خدا نے اُنکا ایک علاج بھی رکھا ہے وہ کیا ہے ہم **توبہ و استغفار اور ندامت** یعنے جبکہ بُرا فعل جو اُنکے نفس کا تقاضا ہے اُن سے صادر ہوا بحسبِ خاصۂ فطرتی کوئی بُرا خیال دل مین آوے تو اگر وہ توبہ اور استغفار سے اُسکا تدارک چاہین تو خدا اِس گناہ کو معاف کر دیتا ہے جب وہ بار بار ٹھوکر کھانے سے بار بار نادم اور تائب ہون تو وہ ندامت اور توبہ اُس آلودگی کو دھو ڈالتی ہے یہی حقیقی کفارہ ہے جو اِس فطرتی گناہ کا علاج ہے اِسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے **ومن یعمل سوءًا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما** الجزو نمبر ۵ یعنے جس سے کوئی بدعملی ہوجائے یا اپنے نفس پر کسی نوع کا ظلم کرے اور پھر پشیمان ہوکر خدا سے معافی چاہے تو وہ خدا کو غفور و رحیم پائیگا اِس لطیف اور پُر حکمت عبارت کا مطلب یہہ ہے کہ جیسے لغزش اور گناہ نفوسِ ناقصہ کا خاصہ ہے جو اُن سے سرزد ہوتا ہے اُسکے مقابلہ پر خدا کا ازلی اور ابدی خاصہ مغفرت و رحم ہے اور اپنی ذات مین وہ غفور و رحیم ہے یعنے اُسکی مغفرت سرسری اور اتفاقی نہین بلکہ وہ اُسکی ذات قدیم کی صفتِ قدیم ہے جسکو وہ دوست رکھتا ہے اور جو ہر قابل پر اُسکا فیضان چاہتا ہے یعنے جب کبھی کوئی بشر بروقت صدور لغزش و گناہ بہ ندامت و توبہ خدا کی طرف رجوع کرے تو وہ خدا کے نزدیک اِس قابل ہوجاتا ہے کہ رحمت اور مغفرت کے ساتھ اُسکی طرف رجوع کرے اور یہہ رجوع الٰہی بندۂ نادم اور تائب کی طرف ایک یا دو مرتبہ مین محدود نہین بلکہ یہہ خدا تعالیٰ کی ذات مین خاصۂ دائمی ہے اور جب تک کوئی گنہگار توبہ کی حالت مین اُسکی طرف رجوع کرتا ہے وہ خاصۂ اُسکا ضرور اُسپر

ہے کہ اُسپر نظر کرنے سے اُسکا خدا کی طرف سے ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن خدا کے کلام کی فصاحت اور بلاغت ایسی بے نظیر نہین ہوسکتی جس پر نظر کرنے سے اُس کلام کا خدا کی طرف سے ہونا ثابت ہو غافلو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اظاہر ہوتا رہتا ہے پس خُدا کا قانونِ قُدرت یہہ نہین ہے **کہ جو ٹھوکر کہانیوالی طبیعتین ہین وہ ٹھوکر نہ کہاوین** یا جو لوگ قوی ہیہیا غضبیہ کے مغلوب ہین اُنکی فطرت بدل جاوے بلکہ اُسکا قانون جو قدیم سے **بند ہا چلا آتا ہے یہی ہے کہ ناقص لوگ جو بمقتضائے اپنے ذاتی نقصان کے گناہ کرین وہ توبہ اور استغفار کرکے بچتے جائین** لیکن جو شخص بعض تُموّتون مین فطرتاً ضعیف ہے وہ قوی نہین ہوسکتا اسمین تبدیلِ پیدائش لازم آتی ہے اور وہ بداہتاً محال ہے اور خود مشہود و محسوس ہے کہ مثلاً جسکی فطرت مین سریع الغضب ہونے کی خصلت پائی جاتی ہے وہ بطی الغضب ہرگز نہین بن سکتا بلکہ ہمیشہ دیکھا جاتا ہے کہ ایسا آدمی غضب کے موقعہ پر آثارِ غضب بلا اختیار ظاہر کرتا ہے اور ضبط سے باہر آجاتا ہے یا کوئی ناگفتنی بات زبان پر لے آتا ہے اور اگر کسی لحاظ سے کچھ صبر بھی کرے تو دل مین تو فورِ پیچ و تاب کھاتا ہے پس یہہ احمقانہ خیال ہے کہ کوئی شتر خترِ یا کوئی خاص مذہب اختیار کرنا اُسکی طبیعت کو بدلا دیگا اسی جہت سے **اُس نبیٔ معصوم نے جسکی لبون پر حکمت جاری تھی فرمایا خیارھم فی الجاھلیۃ خیارھم فی الاسلام** یعنے جو لوگ جاہلیت مین نیک ذات ہین وہی اسلام مین بھی داخل ہوکر نیک ذات ہوتے ہین غرض طبایعِ انسانی جواہر کانی کی طرح مختلف الاقسام ہین بعض طبیعتین **چاندی کی طرح روشن اور صاف** بعض گندھک کی طرح بدبودار اور جلد بھڑکنے والی بعض نیق کی طرح بے ثبات اور بے قرار بعض لوہے کی طرح سخت اور کثیف۔ اور جیسا یہہ اختلاف طبایع بدیہی الثبوت ہے ایسا ہی انتظامِ ربّانی کے بھی موافق ہے کچھ بیقاعدہ بات نہین کوئی ایسا امر نہین کہ قانونِ نظامِ عالم کے برخلاف ہو بلکہ آسائش و آبادی عالم اُسی پر موقوف ہے ظاہر ہے کہ اگر تمام طبیعتین ایک ہی مرتبہ استعداد پر ہوتین تو ہر مختلف طور کے کام (جو مختلف طور کی استعدادون پر موقوف تھے) جن پر دُنیا کی آبادی کا مدار ہتا تمیزِ التوا مین رہ جاتے کیونکہ کثیف کامون کے لئے وہ طبیعتین مناسب حال ہین جو کثیف ہین اور لطیف کامون کے لئے وہ طبیعتین مناسبت رکھتی ہین جو لطیف ہین یونانی حکیمون نے بھی یہی رائے ظاہر کی ہے کہ جیسے بعض انسان حیوانات کے قریب قریب ہوتے ہین اسی طرح عقل تقاضا کرتی ہے کہ بعض انسان ایسے بھی ہون جنکا **جوہرِ نفس کمال صفوت اور لطافت پر واقعہ ہو**۔ تا جس طرح طبایعِ انسانی کا سلسلہ نیچے کی طرف استعدادِ متنزّل نظر آتا ہے کہ حیوانات سے

اور عقل کے اندھو کیا تمہارے نزدیک خدا کے کلام کی فصاحت بلاغت مکھی کے پروں اور پانو سے بھی درجہ مین کمتر اور خوبی مین فروتر ہے کیا افسوس کا مقام ہے کہ ایک مچھر کی ترکیب جسمی کی نسبت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جاکر اتصال پکڑ لیا ہے اسی طرح اوپر کی طرف بھی ایسا متصاعد ہو کہ عالم اعلیٰ سے اتصال پکڑ لے۔

اب جبکہ ثابت ہوگیا کہ افراد بشریہ عقل مین قوی اخلاقیہ مین نور قلب مین متفاوت المراتب ہین تو اسی سے وحی ربانی کا بعض افراد بشریہ سے خاص ہونا یعنے اُن سے جو من کل الوجوہ **کامل ہین** یہ پایۂ ثبوت پہنچ گیا کیونکہ یہہ بات تو خود ہر یک عاقل پر روشن ہے کہ ہر یک نفس اپنی استعداد و قابلیت کے موافق انوار الٰہیہ کو قبول کرتا ہے اُس سے زیادہ نہین اسکے سمجھنے کے لئے **آفتاب** نہایت روشن مثال ہے کیونکہ ہرچند آفتاب اپنی کرنین چارون طرف چھوڑ رہا ہے لیکن اُسکی روشنی قبول کرنے مین ہر یک مکان برابر نہین جس مکان کے دروازے بند ہین اُسمین کچھ روشنی نہین پڑسکتی اور جس مین بمقابل آفتاب ایک چھوٹا سا روزنہ ہے اُسمین روشنی تو پڑتی ہے مگر تھوڑی جو بکلی ظلمت کو نہین اُٹھا سکتی لیکن وہ مکان جسکے دروازے بمقابل آفتاب سب کے سب کھلے ہین اور دیوارین بھی کسی کثیف شے سے نہین بلکہ نہایت مصفّی اور روشن **شیشہ** سے ہین اُسمین صرف یہی خوبی نہین ہوگی کہ کامل طور پر روشنی قبول کریگا بلکہ اپنی روشنی چارون طرف پھیلا دیگا اور دوسرون تک پہنچا دیگا یہی مثال مؤخر الذکر **نفوس صافیۂ انبیا** کے مطابق حال ہے یعنے جن نفوس مقدسہ کو خدا اپنی رسالت کے لئے چن لیتا ہے وہ بھی رفع حجب اور تکمل صفوت مین اُس شیشہ محل کی طرح ہوتے ہین جس مین نہ کوئی کثافت ہے اور نہ کوئی حجاب باقی ہے پس ظاہر ہے کہ جن افراد بشریہ مین وہ کمال تام موجود نہین ایسے لوگ کسی حالت مین مرتبۂ رسالت الٰہی نہین پاسکتے بلکہ یہہ مرتبہ قسّام ازل سے اُنہین کو ملا ہوا ہے جنکے نفوس مقدسہ حجب ظلمانی سے بکلی پاک ہین۔ جنکو اعنیہ جسمانی سے بغایت درجہ آزادگی ہے۔ جنکا تقدس و تنزہ اُس درجہ پر ہے جسکے آگے خیال کرنے کی گنجائش ہی نہین **وہی نفوس تامۂ کاملہ** وسیلۂ ہدایت جمیع مخلوقات ہین اور جیسے حیات کا فیضان تمام اعضا کو قلب کے ذریعہ سے ہوتا ہے ایسا ہی حکیم مطلق نے ہدایت کا فیضان اُنہین کے ذریعہ سے مقرر کیا ہے کیونکہ وہ کامل مناسبت جو مفیض اور مستفیض مین چاہئے وہ صرف اُنہین کو عنایت کی گئی ہے اور یہہ ہرگز ممکن نہین کہ خداوند تعالیٰ جو نہایت تجرد و تنزہ مین ہے ایسے لوگون پر افاضۂ انوار وحی مقدس اپنے کا کرے جنکی فطرت کے دائرہ کا اکثر حصہ ظلمانی اور دود آمیز ہے اور نیز نہایت تنگ اور منقبض اور جنکی طبایع خسیسہ کدورات سفلیہ مین منغمس اور آلودہ ہین۔ اگر ہم اپنے تئین آپ ہی

تم صاف اقرار کرتے ہو کہ ایسی ترکیب انسان سے نہین بن سکتی اور نہ آئندہ بنیگی لیکن کلام الٰہی کی نسبت کہتے ہو کہ وہ بن سکتی ہے بلکہ بطور بحث اور مجادلہ کے یہہ حجت پیش کرتے ہو کہ گو ابتک کوئی ایسا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ دہو کا نہ دین تو بے شک ہمین اقرار کرنا پڑیگا کہ مبدء قدیم سے اتصال تام پانے کے لئے اور اُس قدوس اعظم کا ہمکلام بننے کے لئے ایک ایسی خاص قابلیت اور نورانیت شرط ہے کہ جو اُس مرتبہ عظیم کی قدر اور شان کے لائق ہے۔ یہہ بات ہرگز نہین کہ ہر ایک شخص جو عین نقصان اور فرومایگی اور آلودگی کی حالت مین ہے اور صدہا حُجب ظلمانیہ مین محجوب ہے وہ باوصف اپنی پست فطرتی اور دون ہمتی کے اُس مرتبہ کو پا سکتا ہے۔ اِس بات سے کوئی دہوکا نہ کہاوے کہ منجملہ اہل کتاب **عیسائیون** کا یہہ خیال ہے کہ **انبیا کے لئے جو وحی اللہ کے منزل علیہ ہین** تقدس اور تنزہ اور عصمت اور کمال محبت الٰہیہ حاصل نہین کیونکہ عیسائی لوگ اُصول حقہ کو کھو بیٹھے ہین اور ساری صداقتین صرف اِس خیال پر قربان کر دی ہین کہ کسی طرح حضرت مسیح خدا بنجائین اور کفارہ کا مسئلہ جم جائے سو چونکہ نبیون کا معصوم اور مقدس ہونا اُنکی اُس عمارت کو گراتا ہے جو وہ بنا رہے ہین اِسلئے ایک جھوٹ کی خاطر سے دوسرا جھوٹ بھی اُنہین گھڑنا پڑا اور ایک آنکہہ کے مفقود ہونیسے دوسری بھی پھوڑنی پڑی پس ناچار اُنہون نے باطل سے پیار کرکے حق کو چھوڑ دیا نبیون کی اہانت روا رکھی پاکون کو ناپاک بنایا **اور اُن دلون کو جو مہبط وحی تھے** کثیف اور مکدر قرار دیا تاکہ اُنکے معنوی خدا کی کچھہ عظمت نہ گھٹ جائے یا منصوبہ کفارہ مین کچھہ فرق نہ آجائے اسی خود غرضی کے جوش سے اُنہون نے یہہ بھی نہین سوچا کہ اِس سے فقط نبیون کی توہین نہین ہوتی بلکہ خدا کی قدوسی پر بھی حرف آتا ہے کیونکہ جس نے نعوذ باللہ ناپاکون سے **ربط ارتباط اور میل ملاپ** رکہا وہ آپ بھی کا ہیکا پاک ہوا خلاصہ کلام یہہ کہ **عیسائیون** کا قول بوجہ شدت باطل پرستی حق سے تجاوز کر گیا ہے اور اب وہ خواہ نخواہ اُسی عقیدۂ باطلہ کو سرسبز کرنا چاہتے ہین جسپر اُنکے مخلوق پرست بزرگون نے قدم مارا ہے گو اُس سے تمام صداقتین منقلب ہوجائین یا کیسا ہی حق اور راستی کے برخلاف چلنا پڑے مگر طالب حق کو سمجھنا چاہئے کہ اِس قسم کے باطل پرستون کے اقوال سے حقیقی سچائی کا کچھہ بھی نقصان نہین اور اُنکے مبہوت بکنے سے جو صداقت اپنی ذات مین متین الثبوت ہے وہ بدل نہین سکتی بلکہ وہی لوگ جھوٹ بولکر اور سچائی کا راستہ چھوڑ کر آپ رسوا ہوتے ہین اور دانشمندون کی نظر سے گر جاتے ہین وحی الٰہی کے پانے کے لئے تقدس کامل شرط ہونا کچھہ ایسا امر نہین ہے جسکے ثبوت کے دلائل کمزور ہون یا جسکا سمجھنا سلیم العقل آدمی پر کچھہ مشکل ہو بلکہ یہہ وہ مسئلہ ہے

اُسکے بنانے پر قادر نہین ہوا مگر اِسکا کیا ثبوت ہے کہ آئندہ بھی قادر نہ ہو۔ نادانوں اِسکا وُہی ثبوت ہے جسکو تم مچھّر اور مکھی مین اور درختون کے ہر یک پتّے مین خوب سمجھتے اور تسلیم کرتے ہو مگر اِس نانی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جسکی شہادت تمام زمین آسمان مین پائی جاتی ہے جسکی تصدیق عالم کا ذرہ ذرہ کرتا ہے جسپر نظام تمام دنیا قائم ہے **قرآن شریف** مین اِس مسئلہ کو ایک عمدہ مثال مین بیان کیا ہے جو ذیل مین مع ایک لطیف تحقیق جو اُسکی تفسیر سے متعلق اور بحث ہذا کی تکمیل کے لئے ضروری ہے لکھی جاتی ہے اور وہ یہہ ہے اللہ نور السموٰت والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیھا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانھا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لاشرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتھا یضیئ ولو لم تمسسہ نار نور علی نور یھدی اللہ لنورہ من یشاء ویضرب اللہ الامثال واللہ بکل شئ علیم الجزو نمبر ۱۸ **خدا آسمان و زمین کا نور ہے** یعنے ہر ایک نور جو بلندی اور پستی مین نظر آتا ہے خواہ وہ ارواح مین ہے خواہ اجسام مین اور خواہ ذاتی ہے اور خواہ عرضی اور خواہ ظاہری ہے اور خواہ باطنی اور خواہ ذہنی ہے خواہ خارجی اُسی کے فیض کا علمیہ ہے یہہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت ربّ العالمین کا فیضِ عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے اور کوئی اُسکے فیض سے خالی نہین وہی تمام فیوض کا سبب ہے اور تمام انوار کا علۃ العلل اور تمام رحمتون کا سرچشمہ ہے اُسی کی ہستی حقیقی تمام عالم کی قیّوم اور تمام زیر و زبر کی پناہ ہی وہی ہے جس نے ہر یک چیز کو ظلمت خانہ عدم سے باہر نکالا اور خلعتِ وجود بخشا بجز اُسکے کوئی ایسا وجود نہین ہے کہ جو فی حد ذاتہ واجب اور قدیم ہو یا اُس سے مُستفیض نہ ہو بلکہ خاک اور افلاک اور انسان اور حیوان اور حجر اور شجر اور روح اور جسم سب اُسی کے فیضان سے وجود پذیر ہین یہہ تو عام فیضان ہے جسکا بیان آیت اللہ نور السموٰت والارض مین ظاہر فرمایا گیا یہی فیضان ہے جس نے دائرہ کی طرح ہر یک چیز پر احاطہ کر رکھا ہے جسکے فائض ہونے کے لئے کوئی قابلیت شرط نہین لیکن بمقابلہ اُسکے ایک خاص فیضان بھی ہے جو شروط بشرائط ہے اور اُنہین افرادِ خاصہ پر فائض ہوتا ہے جن مین اُسکے قبول کرنے کی قابلیت و استعداد موجود ہے یعنے نفوسِ کاملہ انبیا علیہم السلام پر جن مین سے افضل و اعلیٰ ذاتِ جامع البرکات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے دوسرون پر ہرگز نہین ہوتا اور چونکہ وہ فیضان ایک نہایت باریک صداقت ہے اور دقائقِ حکمیہ مین سے ایک دقیق مسئلہ ہے اسلئے خداوند تعالیٰ نے اول فیضانِ عام کو (جو بدیہی الظہور ہے) بیان کرکے پھر اُس فیضانِ خاص کو بغرض اظہار کیفیت نور حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم

نور کے دیکھنے کے وقت تمہاری آنکھیں اُلّو کی طرح اندھی ہو جاتی ہیں یا دُھندلا جاتی ہیں اِس لئے تم مگس طینتی سے مگس ہی کی عظمت کے قائل ہو خدا کے نور کی عظمت کے قائل نہیں جن لفظوں

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ایک مثال میں بیان فرمایا ہے کہ جو اِس آیت سے شروع ہوتی ہے مثل نورہ کمشکوۃ فیھا مصباح الخ اور بطور مثال اسلئے بیان کیا کہ تا اُس دقیقہ نازک کے سمجھنے میں ابہام اور دقت باقی نہ رہے کیونکہ معانی معقولہ کو صورِ محسوسہ میں بیان کرنے سے ہر یک غبی و بلید بھی تا بسانی سمجھ سکتا ہے بقیہ ترجمہ آیاتِ ممدوحہ یہ ہے **اِس نور کی مثال** (فردِ کامل میں جو پنہاں ہے) **یہہ ہے جیسے ایک طاق** (یعنے سینہ مشروح حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) **اور طاق میں ایک چراغ** (یعنے وحی الٰہی) **اور چراغ ایک شیشہ کی قندیل میں جو نہایت مصفّی ہے** (یعنے نہایت پاک اور مقدس دل میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ہے جو کہ اپنی اصل فطرت میں شیشۂ سفید اور صافی کی طرح ہر یک طور کی کثافت اور کدورت سے منزّہ اور مطہر ہے اور تعلقاتِ ماسوی اللہ سے بکلی پاک ہے) **اور شیشہ ایسا صاف کہ گویا اُن تاروں میں سے ایک عظیم النور ستارہ ہے جو کہ آسمان پر بڑی آب و تاب کے ساتھ چمکتے ہوئے نکلتے ہیں جنکو کوکب دُرّی کہتے ہیں** (یعنے حضرت خاتم الانبیا کا دل ایسا صاف کہ کوکب دُرّی کی طرح نہایت منوّر اور درخشندہ جسکی اندرونی روشنی اُسکے بیرونی قالب پر بادل کی طرح بہتی ہوئی نظر آتی ہے) **وہ چراغ زیتون کے شجرۂ مبارکہ سے** (یعنے زیتون کے روغن سے) **روشن کیا گیا ہے** (شجرہ مبارکہ زیتون سے مراد وجودِ مبارک محمدی ہے کہ جو بوجہ نہایت جامعیت و کمال انواع و اقسام کی برکتوں کا منبع ہے جسکا فیض کسی جہت و مکان و زمان سے مخصوص نہیں بلکہ تمام لوگوں کے لئے عام علی سبیل الدوام ہے اور ہمیشہ جاری ہے کبھی منقطع نہیں ہوگا) **اور شجرہ مبارکہ نہ شرقی ہے نہ غربی** (یعنے طینت پاک محمدی میں نہ افراط ہے نہ تفریط بلکہ نہایت توسّط و اعتدال پر واقع ہے اور احسن تقویم پر مخلوق ہے اور یہہ جو فرمایا کہ اُس شجرہ مبارکہ کے روغن سے چراغِ وحی روشن کیا گیا ہے سو روغن سے مراد عقلِ لطیف نورانی محمدی معہ جمیع اخلاقِ فاضلہ فطرتیہ ہے جو اُس عقلِ کامل کے چشمۂ صافی سے پرورد ہیں اور وحی کا چراغ لطائفِ محمدیہ سے روشن ہونا اِن معنوں کر کے ہے کہ اُن لطائفِ قابلہ پر وحی کا فیضان ہوا اور ظہورِ وحی کا موجب وہی ٹھہرے اور اِسمیں یہہ بھی اشارہ ہے کہ فیضانِ وحی اُن لطائف محمدیہ کے مطابق ہوا اور اُنہیں اعتدالات کے مناسب حال

کو کہتے ہو کہ معانی کی طرح وہ بھی خدا ہی کے مونہہ سے نکلے ہین اُنکو تم اُس لعاب کے برابر نہین سمجھتے کہ جو مکھی کے مونہہ سے نکلتا ہے یعنے تمہارے نزدیک انسان شہد بنانے پر تو قادر نہین پر خدا کی کلام

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ظہور مین آیا کہ جو طینتِ محمدیہ مین موجود تھی اسکی تفصیل یہ ہے کہ ہر یک وحی نبی منزل علیہ کی فطرت کے موافق نازل ہوتی ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزاج مین جلال اور غضب تھا تو یہ بھی موسوی فطرت کے موافق ایک جلالی شریعت نازل ہوئی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے مزاج مین حلم اور نرمی تھی سو انجیل کی تعلیم بھی حلم اور نرمی پر مشتمل ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج بلحاظ درجہ وضع استقامت پر واقع تھا نہ ہر جگہ حلم پسند تھا اور نہ ہر مقام غضب مرغوب خاطر تھا بلکہ حکیمانہ طور پر رعایت محل اور موقعہ کی بملحوظ طبیعتِ مبارک تھی سو قرآن شریف بھی اسی طرز موزون و معتدل پر نازل ہوا کہ جامع شدت در حمت و ہیبت و شفقت و نرمی و درشتی ہے سو اس جگہ اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا کہ چراغ وحی قرآن اس شجرہ مبارکہ سے روشن کیا گیا ہے کہ نہ شرقی ہے اور نہ غربی یعنے طینتِ معتدلہ محمدیہ کے موافق نازل ہوا ہے جسمین نہ مزاج موسوی کی طرح درشتی ہے نہ مزاج عیسوی کی مانند نرمی بلکہ درشتی اور نرمی اور قہر اور لطف کا جامع ہے اور مظہر کمال اعتدال اور جامع بین الجلال والجمال ہے۔ اور اخلاق معتدلہ فاضلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو بصیرت عقل لطیف روغن ظہور روشنیٔ وحی قرار پائی اُنکی نسبت ایک دوسرے مقام مین بھی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو مخاطب کرکے فرمایا ہے اور وہ یہہ ہے انک لعلی خلق عظیم ۱۲ یعنے تو اے نبی ایک خلق عظیم پر مخلوق و مفطور ہے یعنے اپنی ذات مین تمام مکارم اخلاق کا ایسا متمم و مکمل ہے کہ اُسپر زیادت متصور نہین کیونکہ لفظ عظیم محاورہ عرب مین اُس چیز کی صفت مین بولا جاتا ہے جسکو اپنا نوعی کمال پورا پورا حاصل ہو مثلاً جب کہین کہ یہہ درخت عظیم ہے تو اسکے یہہ معنے ہونگے کہ جسقدر طول و عرض درخت مین ہو سکتا ہے وہ سب اسمین موجود ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ عظیم وہ چیز ہے جسکی عظمت اس حد تک پہنچ جائے کہ حیطہ ادراک سے باہر ہو۔ اور خلق کے لفظ سے قرآن شریف اور ایسا ہی دوسری کتب حکمیہ مین صرف تازہ روی اور حسن اختلاط یا نرمی و تلطف و ملائمت (جیسا عوام الناس خیال کرتے ہین) مراد نہین ہے بلکہ خلق بفتح خا اور خلق بضم خا دو لفظ ہین جو ایک دوسرے کے مقابل واقعہ ہین۔ خلق بفتح خا سے مراد وہ صورت ظاہری ہے جو انسان کو حضرت واہب الصور کی طرف سے عطا ہوئی جس صورت کے ساتھہ وہ دوسرے حیوانات کی صورتون سے ممیز ہے۔ اور خلق بضم خا سے مراد وہ صورت باطنی یعنے خواص اندرونی ہین جنکی رو سے حقیقت انسانیہ حقیقت حیوانیہ سے امتیاز کلی رکھتی ہے پس جسقدر انسان مین

کے بنانے پر قادر ہے تمہاری نگاہ مین کیڑے مکوڑے کیسے جچ گئے اور ایسے من کو بھا گئے کہ خدا کی کلام اُنکی مانند بھی نہین - جا ہلو اگر خدا کی کلام بے مثل نہین تو کیڑون اور درختون کے پتّون کے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ من حیث الانسانیت اندرونی خواص پائے جاتے ہین اور شجرہ انسانیت کو بچوڑ کر نکل سکتے ہین جو کہ انسان اور حیوان مین من حیث الباطن مابہ الامتیاز ہین اُن سب کا نام خُلق ہے اور چونکہ شجرۂ فطرتِ انسانی اصل مین توسط اور اعتدال پر واقعہ ہے اور ہر یک افراط و تفریط سے جو قویٰ حیوانیہ مین پایا جاتا ہے منزّہ ہے جسکی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم** نمبر ۳ اسلئے خُلق کے لفظ سے جو کسی مذمّت کی قید کے بغیر بولا جائے ہمیشہ اخلاقِ فاضلہ مراد ہوتے ہین اور وہ اخلاقِ فاضلہ جو حقیقتِ انسانیہ ہے تمام وہ خواص اندرونی ہین جو نفسِ ناطقہ انسان مین پائے جاتے ہین جیسے عقل و ذکا سرعتِ فہم صفائی ذہن حُسن تحفّظ حُسن تذکّر عفت حیا صبر قناعت زہد تنوع جوانمردی استقلال عدل امانت صدق لہجہ سخاوت فی محلہ ایثار فی محلہ کرم فی محلہ مروّت فی محلہ شجاعت فی محلہ علوہمت فی محلہ حلم فی محلہ تحمّل فی محلہ حمیت فی محلہ تواضع فی محلہ ادب فی محلہ شفقت فی محلہ رافت فی محلہ رحمت فی محلہ خوفِ الٰہی محبتِ الٰہیہ انس باللہ انقطاع الی اللہ وغیرہ وغیرہ) **اور تیل ایسا صاف اور لطیف کہ بن آگ ہی روشن ہونے پر آمادہ** (یعنے عقل اور جمیع اخلاقِ فاضلۂ اُس نبی معصوم کی ایسی کمال موزونیّت و لطافت و نورانیّت پر واقعہ کہ الہام سے پہلے ہی خود بخود روشن ہونے پر مستعد تھے) **نور علیٰ نور** - **نور فائض ہوا نور پر** (یعنے جبکہ وجودِ مبارک حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم مین کئی نور جمع ہوئے سو اُن نورون پر ایک اَور نورِ آسمانی جو وحیٔ الٰہی ہے وارد ہوگیا اور اُس نور کے وارد ہونے سے وجود باجود خاتم الانبیا کا مجمع الانوار بن گیا پس اِسمین یہہ اشارہ فرمایا کہ نور وحی کے نازل ہونیکا یہی فلسفہ ہے کہ وہ نور پر ہی وارد ہوتا ہے تاریکی پر وارد نہین ہوتا کیونکہ فیضان کے لئے مناسبت شرط ہے اور تاریکی کو نور سے کچھ مناسبت نہین بلکہ نور کو نور سے مناسبت ہے اور حکیم مطلق بغیر رعایت مناسبت کوئی کام نہین کرتا ایسا ہی فیضانِ نور مین بھی اُسکا یہی قانون ہے کہ جسکے پاس کچھ نور ہے اُسی کو اَور نور بھی دیا جاتا ہے اور جسکے پاس کچھ نہین اُسکو کچھ نہین دیا جاتا جو شخص آنکھون کا نور کہتا ہے وہی آفتاب کا نور پاتا ہے اور جسکے پاس آنکھون کا نور نہین وہ آفتاب کے نور سے بھی بے بہرہ رہتا ہے اور جسکو فطرتی نور کم ملا ہے اُسکو دوسرا نور بھی کم ہی ملتا ہے اور جسکو فطرتی نور زیادہ ملا ہے اُسکو دوسرا نور بھی زیادہ ہی ملتا ہے اور انبیا

بے مثل ہونے کی تمکو کہان سے خبر پہنچ گئی تم ذرا سوچتے نہین کہ اگر کلامِ ربّانی کی ترکیب مین ایک کیڑے کی ترکیب جتنی بھی کمالیّت نہین تو گویا یہہ خدا پر ہی اعتراض ٹھہرا جس نے ادنیٰ کو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ منجملہ سلسلہ متفاوتہ فطرت انسانی کے وہ افرادِ عالیہ ہین جنکو اس کثرت اور کمال سے نورِ باطنی عطا ہوا ہے کہ گویا وہ نور مجسّم ہوگئے ہین اسی جہت سے قرآن شریف مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا نام نور اور سراج منیر رکھا ہے جیسا فرمایا ہے قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا ۱۲ یہی حکمت ہے کہ نورِ وحی جسکے لئے نورِ فطرتی کا کامل اور عظیم الشان ہونا شرط ہے صرف انبیا کو ملا اور اُنہین سے مخصوص ہوا پس اب اِس حجتِ موجّہ سے کہ جو مثال مقدّم الذکر مین اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی بُطلان اُن لوگون کے قول کا ظاہر ہے جنہون نے باوصف اِسکے کہ فطرتی تفاوت مراتب کے قائل ہین۔ پھر محض حُمق وجہالت کی راہ سے یہہ خیال کر لیا ہے کہ جو نورِ افرادِ کامل الفطرت کو ملتا ہے وہی نورِ افرادِ ناقصہ کو بھی مل سکتا ہے اُنکو دیانت اور انصاف سے سوچنا چاہئے کہ فیضان وحی کے بارہ مین کس قدر غلطی مین وہ مبتلا ہورہے ہین صریح دیکھتے ہین کہ خدا کا قانونِ قُدرت اُنکے خیال باطل کی تصدیق نہین کرتا پھر شدّتِ تعصّب وعناد سے اُسی خیالِ فاسد پر جمے بیٹھے ہین۔ ایسا ہی عیسائی لوگ بھی نور کے فیضان کے لئے فطرتی نور کا شرط ہونا نہین مانتے اور کہتے ہین کہ جس دل پر نورِ وحی نازل ہو اُسکے لئے اپنے کسی خاصہ اندرونی مین نورانیت کی حالت ضروری نہین بلکہ اگر کوئی بجائے عقل سلیم کے کمال درجہ کا نادان اور سفیہ ہو اور بجائے صفت شجاعت کے کمال درجہ کا بُزدل اور بجائے صفت سخاوت کے کمال درجہ کا بخیل اور بجائے صفت حیت کے کمال درجہ کا بے غیرت اور بجائے صفت محبّت الٰہیہ کے کمال درجہ کا مُحبّ دنیا اور بجائے صفت زُہد وورع وامانت کے بڑا بھاری چور اور ڈاکو اور بجائے صفت عفت وحیا کے کمال درجہ کا بے شرم اور شہوت پرست اور بجائے صفت قناعت کے کمال درجہ کا حریص اور لالچی تو ایسا شخص بھی بقول حضرات عیسائیان باوصف ایسی حالت خراب کے خدا کا نبی اور مقرّب ہوسکتا ہے بلکہ ایک مسیح کو باہر رکھکر دوسرے تمام انبیا جنکی نبوّت کو بھی وہ مانتے ہین اور اُنکی الہامی کتابون کو بھی مقدّس مقدّس کرکے پکارتے ہین وہ نعوذ باللہ بقول اُنکے ایسے ہی تھے اور کمالاتِ قُدسیہ سے جو مستلزم عصمت وپاک دلی ہین محروم تھے عیسائیون کی عقل اور خداشناسی پر بھی ہزار آفرین کیا اچھا نورِ وحی کے نازل ہونے کا فلسفہ بیان کیا مگر ایسے فلسفہ کے تابع ہونے والے اور اُسکو پسند کرنے والے وہی لوگ ہین جو سخت ظلمت اور کورباطنی کی حالت

اعلیٰ سے زیادہ تر شرف دے دیا اور ادنیٰ کو اپنی ذات پر وہ دلالتین بخشین کہ جو اعلیٰ کو نہین۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مین پڑے ہوئے ہین ورنہ نور کے فیض کے لئے نور کا ضروری ہونا ایسی بدیہی صداقت ہے کہ کوئی ضعیف العقل بھی اُس سے انکار نہین کرسکتا مگر اُنکا کیا علاج جنکو عقل سے کچھ بھی سروکار نہین اور جو کہ روشنی سے بغض اور اندھیرے سے پیار کرتے ہین اور چمگادر کی طرح رات مین اُنکی آنکھین خوب کھلتی ہین لیکن روشنی مین وہ اندھے ہوجاتے ہین) **خدا اپنے نور کی طرف** (یعنے قرآن شریف کی طرف) **جسکو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور لوگون کے لئے مثالین بیان کرتا ہے اور وہ ہر یک چیز کو بخوبی جانتا ہے** (یعنے ہدایت ایک امر منجانب اللہ ہے اُسیکو ہوتی ہے جسکو عنایت ازلی سے توفیق حاصل ہو دوسرے کو نہین ہوتی اور خدا مسایل دقیقہ کو مثالون کے پیرایہ مین بیان فرماتا ہے تا حقایق عمیقہ قریب بافہام ہوجائین مگر وہ اپنے علم قدیم سے خوب جانتا ہے کہ کون ان مثالون کو سمجھیگا اور حق کو اختیار کریگا اور کون محروم و مخذول رہیگا) پس اس مثال مین جسکا یہان تک جلی قلم سے ترجمہ کیا گیا خدا تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام کے دل کو شیشہ مصفّی سے تشبیہ دی جس مین کسی نوع کی کدورت نہین یہ **نورِ قلب** ہے یہ آنحضرت کے فہم وادراک وعقل سلیم اور جمیع اخلاق فاضلہ جبلّی و فطرتی کو ایک لطیف تیل سے تشبیہ دی جسمین بہت سی چمک ہے اور جو ذریعہ روشنی چراغ ہے یہ **نورِ عقل** ہے کیونکہ منبع ومنشا جمیع لطایف اندرونی کا قوت عقلیہ ہے پھر ان تمام نورون پر یک نور آسمانی کا جو وحی ہے نازل ہونا بیان فرمایا یہ **نورِ وحی** ہے اور انوار ثلاثہ ملکر لوگون کی ہدایت کا موجب ٹھہرے یہی حقانی اُصول ہے جو وحی کے بارہ مین قدّوس قدیم کی طرف سے قانونِ قدیم ہے اور اُسکی ذات پاک کے مناسب پس اس تمام تحقیقات سے ثابت ہے کہ جب تک نورِ قلب و نورِ عقل کسی انسان مین کامل درجہ پر نہ پائے جائین تب تک وہ نورِ وحی ہرگز نہین پاتا اور پہلے اس سے یہہ ثابت ہوچکا ہے کہ کمال عقل و کمال نورانیت قلب صرف بعض افراد بشر یہ مین ہوتا ہے کُل مین نہین ہوتا اب ان دونون ثبوتون کے ملانے سے یہ امر بپایہ ثبوت پہنچ گیا کہ وحی اور رسالت فقط بعض افراد کاملہ کو ملتی ہے نہ ہر یک فرد بشر کو پس اس قطعی ثبوت سے برہمسماج والون کا خیال فاسد بکلّی درہم برہم ہوگیا اور یہی مطلب تھا۔

وسوسہ پنجم۔ بعض برہمو سماج والے یہ وسوسہ پیش کیا کرتے ہین کہ اگر کامل معرفت قرآن پر ہی موقوف

جمال و حُسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مُسلماں ہے　　قمر ہے چاند اَورُوں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اُسکی نہیں جمتی نظر مین فکر کر دیکھا　　بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہے تو پھر خدا نے اُسکو تمام مُلکون مین اور تمام معمورات قدیم و جدید مین کیون شایع نہ کیا اور کیون کر وڑہا مخلوقات کو اپنی معرفتِ کاملہ اور اعتقادِ صحیح سے محروم رکھا۔

جواب یہہ وسوسہ بھی کوتہ اندیشی سے پیدا ہوا ہے کیونکہ جس حالت مین بکمال صفائی ثابت ہوچکا ہے کہ حصولِ یقینِ کامل و معرفتِ کامل مجرّد عقل کے ذریعہ سے ہرگز ممکن نہین بلکہ وہ اعلیٰ درجہ کا یقین اور کامل عرفان صرف ایسے اِلہام کے ذریعہ سے ملتا ہے جو اپنی ذات اور کمالات مین بےمثیل و مانند ہو اور بوجہ بےنظیری منجانب اللہ ہونا اُسکا بیّن الثبوت ہو اور نیز رہنے کتابِ ہذا مین یہہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ وہ بےمثیل کتاب جو دُنیا مین پائی جاتی ہے فقط قرآن شریف ہے و بس تو اِس صورت مین سیدہا راستہ طالبِ حق کے لئے یہہ ہے کہ یا تو ہماری دلائل کو توڑ کر یہہ ثابت کر کے دکھلاوے کہ مجرّد عقل انسان کو امورِ معاد مین یقینِ کامل و معرفتِ صحیحہ و یقینیہ کے مرتبہ تک پہنچا سکتی ہے اور اگر یہہ ثابت نہ کر سکے تو پھر قرآن شریف کی حقانیت کو قبول کرے جسکے ذریعہ سے معرفتِ کامل کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے اور اگر اُسکو بھی قبول کرنا منظور نہ ہو تو پھر اُسکی کوئی نظیر پیش کرے اور جو جو اُسکے کمالاتِ خاصہ مین کسی دوسری کتاب مین نکالکر دکھلائے تا اِسقدر ثابت ہو جائے کہ اگرچہ تکمیلِ مراتبِ یقین و معرفت کے لئے الہامی کتاب کی اشد ضرورت ہے مگر ایسی کتاب دُنیا مین موجود نہین لیکن اگر کوئی مخاصم اِن باتون مین سے کسی بات کا جواب نہ دے بلکہ دم بھی نہ مار سکے تو پھر آپ اُسکو انصاف کرنا چاہیئے کہ جس حالت مین ایک صدہا نکتہ دلائل سے ثابت ہوچکی ہے جسکا رد اُسکے پاس موجود نہین نہ اُسکی دلائل کو وہ توڑ سکتا ہے تو پھر ثبوت قطعی کے مقابلہ پر اوہامِ فاسدہ پیش کرنا کسقدر دیانت اور ایمانداری سے بعید ہے سارا جہان جانتا ہے کہ جس امر کی صحت و حقانیت براہینِ قاطعہ سے بہ پایہ ثبوت پہنچ چکی ہو جب تک وہ براہین نہ توڑی جائین تب تک وہ امر ایک ثابت شدہ صداقت ہے جو صرف واہی خیالون سے غلط نہین ٹھہر سکتی کیا وہ مکان جسکی بُنیاد اور دیوارین اور چھت نہایت مضبوط ہے وہ صرف مونہہ کی پھوک سے گر سکتا ہے؟ اور خود یہہ شبہہ کہ خدا نے اپنی کتاب کو تمام مُلکون مین کیون شایع نہ کیا اور کیون تمام طبایعِ مختلفہ اِس سے منتفع نہ ہوئین صرف ایک سودائیون کا سا خیال ہے۔ اگر آفتابِ عالمتاب

بہارِ جاودان پیدا ہے اُسکی ہر عبارت میں — نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اُس سا کوئی بستان ہے
کلامِ پاک یزدان کا کوئی ثانی نہیں ہرگز — اگر لولوئے عُمّان ہے وگر لعلِ بدخشان ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کی روشنی بعض اکنہ ظلمانیہ تک نہیں پہنچی یا اگر بعض نے اُنؔ کی طرح آفتاب کو دیکھ کر آنکھیں بند کرلیں تو کیا اس سے یہ لازم آجائیگا کہ آفتاب منجانب اللہ نہیں ہے اگر منجملہ کسی زمینِ شور پر نہیں پڑا یا کوئی کلری زمین اُس سے فیضیاب نہیں ہوئی تو کیا اس سے وہ بارانِ رحمت انسان کا فعل خیال کیا جائیگا جو ایسے اوہام دور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے آپ ہی قرآنِ شریف میں بکمال وضاحت اِس بات کو کھولدیا ہے کہ الہام الٰہی کی ہدائیت ہر یک طبیعت کے لئے نہیں بلکہ اُن طبائع صافیہ کے لئے ہے جو صفتِ تقویٰ اور صلاحیت سے متصف ہیں وہی لوگ ہدائیتِ کاملۂ الہام سے فائدہ اُٹھاتے ہیں اور اُس سے منتفع ہوتے ہیں اور اُن تک الہام الٰہی بہر صورت پہنچ جاتا ہے چنانچہ بعض آیات اُن میں سے ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔

الٓمٓ ذالك الكتاب لا ريب فيه هدى للمتقين الذين يؤمنون بالغيب ويقيمون الصلوة ومما رزقناهم ينفقون ۝ والذين يؤمنون بما انزل اليك وما انزل من قبلك وبالاخرة هم يوقنون ۝ اولئك على هدى من ربهم واولئك هم المفلحون ۝ ان الذين كفروا سواء عليهم ءانذرتهم ام لم تنذرهم لا يؤمنون ۝ ختم الله على قلوبهم وعلى سمعهم وعلى ابصارهم غشاوة ولهم عذاب عظيم ۝ الجزو نمبر ۱ هو الذى بعث فى الاميين رسولا منهم يتلوا عليهم ايته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفى ضلل مبين ۝ واخرين منهم لما يلحقوا بهم وهو العزيز الحكيم ۝ ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم ۝ الجزو نمبر ۲۸ - آیاتِ مندرجہ بالا میں پہلے اِس آیت پر یعنے الٓمٓ ذالك الكتاب لا ريب فيه هدى للمتقين پر غور کرنا چاہیئے کہ کس لطافت اور خوبی اور ہدائیت ایجاز سے خدا تعالیٰ نے وسوسۂ مذکور کا جواب دیا ہے اول قرآن شریف کے نزول کی **علتِ فاعلی** بیان کی اور اُسکی عظمت اور بزرگی کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا الٓمٓ میں خدا ہوں جو سب سے زیادہ جانتا ہوں **یعنی نازل کنندہ** اِس کتاب کا میں ہوں جو علیم و حکیم ہوں جسکے علم کے برابر کسیکا علم

خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو　　وہان قُدرت یہان درماندگی فرق نمایان ہے
ملایک جسکی حضرت مین کرین اقرارِ لاعلمی　　سخن مین اُسکے ہمتائی کہان مقدورِ انسان ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ نہین پھر بعد اسکے **علتِ مادی قرآن** کے بیان مین فرمائی اور اُسکی غلمت کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا **ذالک الکتاب** وہ کتاب ہے یعنے ایسی عظیم الشان اور عالی مرتبت کتاب ہے جسکی علتِ مادی علم الٰہی ہے یعنی جسکی نسبت ثابت ہے کہ اُسکا منبع اور چشمہ ذاتِ قدیم حضرت **حکیم مطلق** ہے اِس جگہ اللہ تعالیٰ نے **وہ** کا لفظ اختیار کرنے سے جو بُعد اور دوری کے لئے آتا ہے اِس پاک کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہہ کتاب اُس ذاتِ عالی صفات کے علم سے ظہور پذیر ہے جو اپنی ذات مین بے مثل و مانند ہے جسکے علوم کاملہ و اسرارِ دقیقہ نظرِ انسانی کی حدِ جولان سے بہت بعید اور دور ہین پھر بعد اسکے **علتِ صوری** کا قابلِ تعریف ہونا ظاہر فرمایا اور کہا **لاریب فیہ** یعنے قرآن اپنی ذات مین ایسی صورت مدلّل و معقول پر واقعہ ہے کہ کسی نوع کے شک کرنے کی اُسمین گنجائش نہین یعنی وہ دوسری کتابون کی طرح بطور کتھا کہانی کے نہین بلکہ ادلّۂ یقینیہ و براہین قطعیہ پر مشتمل ہے اور اپنے مطالب حجج بیّنہ اور دلائل شافیہ بیان کرتا ہے اور فی نفسہٖ ایک **معجزہ** ہے جو شکوک اور شُبہات کے دور کرنے مین سیفِ قاطع کا حکم رکھتا ہے اور خداشناسی کے بارہ مین صرف ہونا چاہیئے کے ظنّی مرتبہ مین نہین چھوڑتا بلکہ ہے کے یقینی اور قطعی مرتبہ تک پہنچاتا ہے - یہہ تو علل ثلاثہ کی غلمت کا بیان فرمایا اور پھر باوجود عظیم الشان ہونے اِن ہر سہ علتون کے جنکو تاثیر اور اصلاح مین دخل عظیم ہے **علتِ رابعہ یعنی علتِ غائی** نزولِ قرآن شریف کو جو رہنمائے اور ہدایت ہے صرف **متقیون** مین منحصر کر دیا اور فرمایا **ھدًی للمتقین** یعنے یہہ کتاب صرف اُن جواہر قابلہ کی ہدایت کے لئے نازل کی گئی ہے جو باوجہ **پاک باطنی و عقل سلیم و فہم مستقیم و شوق طلبِ حق و نیتِ صحیح** انجام کار درجۂ ایمان و خداشناسی و تقویٰ کامل پر پہنچ جائینگے یعنی جنکو خدا اپنے علمِ قدیم سے جانتا ہے کہ اُنکی فطرت اِس ہدایت کے مناسب حال واقعہ ہے اور وہ معارفِ حقانی مین ترقی کر سکتے ہین **وہ بالآخر اُس کتاب سے ہدایت پا جائینگے** اور بہرحال یہہ کتاب اُنکو پہنچ رہیگی اور قبل اسکے جو وہ مرین خدا اُنکو راہِ راست پر آنے کی توفیق دیدیگا اب دیکھو

بنا سکتا نہیں اک پانو کیڑی کا بشر ہرگز — تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اُسپہ آسان ہے
ارے لوگو کرو کچھ پاسِ شانِ کبریائی کا — زبان کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایمان ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اِس جگہ خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کے علم مین ہدایت پانے کے لایق ہین اور اپنی اصل فطرت مین صفتِ تقویٰ سے متصف ہین وہ ضرور ہدایت پا جائینگے اور پھر اُن آیات مین جو اِس آیت کے بعد مین لکھی گئی ہین اسی کی زیادہ تر تفصیل کر دی اور فرمایا کہ جسقدر لوگ (خدا کے علم مین) ایمان لانے والے ہین وہ اگرچہ ہنوز مسلمانون مین شامل نہین ہوئے پر آہستہ آہستہ سب شامل ہو جائینگے اور وہی لوگ باہر رہ جائینگے جنکو خدا خوب جانتا ہے کہ طریقہ اسلام قبول نہین کرینگے اور گو اُنکو نصیحت کیجائے یا نہ کیجائے ایمان نہین لائینگے یا مراتبِ کاملہ تقویٰ و معرفت تک نہین پہنچینگے غرض اِن آیات مین جنکو اللہ تعالیٰ نے کھولکر سنلادیا کہ ہدایتِ قرآنی سے صرف متقی منتفع ہو سکتے ہین جنکی اصل فطرت مین غلبہ کسی ظلمتِ نفسانی کا نہین اور یہہ ہدایت اُن تک ضرور پہنچ رہیگی لیکن جو لوگ متقی نہین ہین وہ ہدایتِ قرآنی سے کچھہ نفع اُٹھاتے ہین اور نہ یہہ ضرور ہے کہ خواہ نخواہ اُن تک ہدایت پہنچ جائے **خلاصہ جواب** یہہ ہے کہ جس حالت مین دُنیا مین دو طور کے آدمی پائے جاتے ہین بعض متقی اور طالبِ حق جو ہدایت کو قبول کر لیتے ہین اور بعض مفسد الطبع جنکو نصیحت کرنا نہ کرنا برابر ہوتا ہے اور ابھی ہم یہہ بھی بیان کر چکے ہین کہ قرآن شریف اُن تمام لوگون کو جن تک اُسکی ہدایت دمِ مرگ تک نہین پہنچی یا آئندہ نہ پہنچے قسم دوم مین داخل رکھتا ہے تو اِس صورت مین بمقابلہ قرآن شریف یہہ دعویٰ کرنا کہ شاید وہ لوگ جنکو ہدایتِ قرآنی نہین پہنچی اول قسم مین یعنے ہدایت پانے والون کے گروہ مین داخل ہونگے احمقانہ دعویٰ ہے کیونکہ شاید کوئی دلیل قطعی نہین ہے لیکن قرآن شریف کا کسی امر کے بارہ مین خبر دینا دلیل قطعی ہے وجہ یہہ کہ وہ دلایلِ کاملہ سے اپنا منجانب اللہ اور مخبرِ صادق ہونا ثابت کر چکا ہے پس جو شخص اُسکی خبر کو دلیل قطعی نہین سمجھتا اُسپر لازم ہے کہ اُسکی حقانیت کے دلایل کو جن مین سے کسی قدر ہم نے بھی اِس کتاب مین لکھے ہین توڑ کر دکھلائے اور جب تک توڑنے سے عاجز اور لاچار ہے تب تک اُسکے لئے طریقِ انصاف و ایمانداری یہہ ہے کہ اُس امر کو صحیح اور درست سمجھے جسکے صحیح ہونے کی نسبت ایسی کتاب مین خبر موجود ہے جو فی نفسہٖ ثابت الصداقت ہے کیونکہ ایک کتاب ثابت الصداقت کا

خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کفران ہے　　خدا سے کچھ ڈرو یارو یہہ کیسا کذب و بہتان ہے
اگر اقرار ہے تمکو خدا کی ذات واحد کا　　تو پھر کیون اِسقدر دل مین تمہارے شرک پنہان ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کسی امر ممکن الوقوع کی نسبت خبر دینا اُس امر کے وجود واقعی پر شہادت قاطعہ ہے اور ظاہر ہے کہ ایک شہادت قاطعہ اور ثبوت قطعی کو چھوڑ کر بمقابلہ اُسکے بے بُنیاد وہمون کو پیش کرنا اور خیالات بے اصل کو دل مین جگہہ دینا غباوت اور سادہ لوحی کی نشانی ہے۔

اور اگر یہہ کہو کہ جن تک کتاب الہامی نہین پُہنچی اُنکی نجات کا کیا حال ہے اِسکا یہہ جواب ہے کہ اگر ایسے لوگ بالکل وحشی اور عقل انسانی سے بے بہرہ ہین تو وہ ہر یک بازپُرس سے بَری اور مرفوع القلم ہین اور مجانین اور مسلوب الحواسون کا حکم رکھتے ہین لیکن جن مین کسیقدر عقل اور ہوش ہے اُن سے بقدر عقل اُنکی محاسبہ ہوگا۔

اور اگر دل مین یہہ وہم گذرتا ہو کہ خدا نے مختلف طبایع کیون پیدا کیئن اور کیون سب کو ایسی قوتین عنایت نہ فرمائین جن سے وہ معرفت کاملہ اور محبت کاملہ کے درجہ تک پُہنچ جاتے تو یہہ سوال بھی خدا کے کامون مین ایک فضول دخل ہے جو ہرگز جائز نہین ہر یک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ تمام مخلوقات کو ایک ہی درجہ پر رکھنا اور سب کو اعلیٰ کمالات کی قوتین بخشنا خدا پر حق واجب نہین یہہ تو صرف اُسکا فضل ہے اُسے اختیار ہے جسپر چاہے کرے اور جسپر چاہے نہ کرے مثلاً تمکو خدا نے آدمی بنایا اور گدہے کو آدمی نہ بنایا تمکو عقل دی اور اُسکو نہ دی یا تمہارے لئے علم حاصل ہوا اور اُسکو نہ ہوا یہہ سب مالک کی مرضی کی بات ہے کوئی ایسا حق نہین کہ تمہارا تمہارا اور اُسکا نہ تہا غرض جس حالت مین خدا کی مخلوقات مین صریح تفاوت مراتب پایا جاتا ہے جسکے تسلیم کرنے سے کسی عاقل کو چارہ نہین تو کیا مالک بااختیار کے سامنے ایسی مخلوقات جنکا موجود ہونے مین بھی کوئی حق نہین چہ جائیکہ بڑا بننے مین کوئی حق ہو کچھہ دم مار سکتی ہے خدا تعالیٰ کا بندون کو خلعت وجود بخشنا ایک عطا اور احسان ہے اور ظاہر ہے کہ مُعطی و مُحسن اپنی عطا اور احسان مین کمی بیشی کا اختیار رکھتا ہے اور اگر اُسکو کم دینے کا اختیار نہ ہو تو بہتر زیادہ دینے کا بھی اختیار نہ ہو تو اِس صورت مین وہ مالکانہ اختیارات کے نافذ کرنے سے بالکل قاصر رہجاے اور خود ظاہر ہے کہ اگر مخلوق کا خالق پر خواہ نخواہ کوئی حق قرار دیا جائے تو اِس سے تسلسل لازم آتا ہے کیونکہ

یہہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جہل کے پردے — خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھہ خوفِ یزداں ہے
ہمیں کچھہ کین نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ — کوئی جو پاک دل ہووے دل و جان اُسپہ قربان ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جس درجہ پر خالق کسی مخلوق کو بنائیگا اُسی درجہ پر وہ مخلوق کہہ سکتا ہے کہ میرا حق اِس سے زیادہ ہے اور چونکہ خدا تعالیٰ غیر متناہی مراتب پر بنا سکتا ہے اور اُسکی لاانتہا قدرت کے آگے صرف آدمی بنانے پر فضیلتِ پیدائش ختم نہیں تو اِس صورت میں سلسلہ سوالاتِ مخلوق کبھی ختم نہ ہوگا اور ہر یک رتبہ پیدائش پر الی غیر النہایت اُسکو اپنے حق کے مطالبہ کا استحقاق حاصل ہوگا اور یہی تسلسل ہے۔

ہاں اگر یہہ چاہتو ہے کہ اِس تفاوتِ مراتب رکھنے میں حکمت کیا ہے تو سمجھنا چاہئے کہ اِس بارہ میں قرآن شریف نے تین حکمتیں بیان فرمائی ہیں جو عند العقل نہایت بدیہی اور روشن ہیں جن سے کوئی عاقل انکار نہیں کرسکتا اور وہ بہ تفصیل ذیل ہیں۔

اوّل - یہہ کہ تاملیاتِ دُنیا یعنے اُمورِ معاشرتِ باحسن وجہ صورت پذیر ہوں جیسا فرمایا ہے وقالوا لولا نزل ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم ۝ اھم یقسمون رحمت ربک نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیوۃ الدنیا ورفعنا بعضھم فوق بعض درجات لیتخذ بعضھم بعضا سخریا ورحمت ربک خیر مما یجمعون ۝ الجزو نمبر ۲۵ یعنے کفار کہتے ہیں کہ یہہ قرآن مکّہ اور طائف کے بڑے بڑے مالدار اور رئیسوں میں سے کسی ہمارے رئیس اور دولتمند پر کیوں نازل نہ ہوا تا اُسکی رئیسانہ شان کے شایان ہوتا اور نیز اُسکے رعب اور سیاست اور مال خرچ کرنے سے جلد تر دین پھیل جاتا ایک غریب آدمی جسکے پاس دُنیا کی جائداد میں سے کچھہ بھی نہیں کیوں اِس عہدہ سے ممتاز کیا گیا (پھر آگے بطور جواب فرمایا) اھم یقسمون رحمت ربک ط کیا اقسامِ ازل کی رحمتوں کو تقسیم کرنا اُنکا اختیار ہے یعنے یہہ خداوند حکیم مطلق کا فعل ہے کہ بعضوں کی استعدادیں اور ہمتیں پست رکھیں اور وہ زخارفِ دُنیا میں پھنسے رہے اور رئیس اور امیر اور دولتمند کہلانے پر پھولتے رہے اور اصل مقصود کو بھول گئے اور بعض کو فضائلِ روحانیت اور کمالاتِ قدسیہ عنایت فرمائے اور وہ اِس محبوبِ حقیقی کی محبت میں محو ہو کر فقیر بن گئے اور مقبولانِ حضرتِ احدیت ہوگئے (پھر بعد اِسکے اُس حکمت کی طرف اشارہ فرمایا کہ جو اِس اختلافِ استعدادات اور تباینِ خیالات میں مخفی ہے) نحن قسمنا بینھم معیشتھم الخ یعنے ہم نے

اگرچہ یہان تک جو کچھہ کلامِ الٰہی کی بے نظیری کے بارے مین بیان کیا گیا ہے وہ اِس زمانہ کے بعض ناقص الفہم اور آزاد مشرب مسلمانون کے لئے بیان ہوا ہے جنکو انگریزی کی فیوطائی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اِس لئے بعض کو دولتمند اور بعض کو درویش اور بعض کو لطیف طبع اور بعض کو کثیف طبع اور بعض طبیعتون کو کسی پیشہ کی طرف مائل اور بعض کو کسی پیشہ کی طرف مائل رکھا ہے تا اُنکو یہہ آسانی پیدا ہو جائے کہ بعض کے لئے بعض کار بردار اور خادم ہون اور صرف ایک پر بار نہ پڑے اور اِس طور پر مہمات بنی آدم بآسانی تمام چلتے رہین اور پھر فرمایا کہ اِس سلسلہ مین دُنیا کے مال و متاع کی نسبت خدا کی کتاب کا وجود زیادہ تر نفع رسان ہے - یہہ ایک لطیف اشارہ ہے جو ضرورتِ الہام کی طرف فرمایا تفصیل اِسکی یہہ ہے کہ انسان مدنی الطبع ہے اور بجز ایک دوسرے کی مدد کے کوئی امر اُسکا انجام پذیر نہین ہو سکتا مثلاً ایک روٹی کو دیکھئے جسپر زندگانی کا مدار ہے اُسکے طیار ہونے کے لئے کسقدر تمدن و تعاون درکار ہے زراعت کے تردد سے لیکر اُس وقت تک کہ روٹی پک کر کھانے کے لائق ہو جائے بیسیون پیشہ ورون کی اعانت کی ضرورت ہے پس اِس سے ظاہر ہے کہ عام اُمورِ معاشرت مین کسقدر تعاون اور باہمی مدد کی ضرورت ہوگی اِسی ضرورت کے انصرام کے لئے حکیم مطلق نے بنی آدم کو مختلف طبیعتون اور استعدادون پر پیدا کیا تا ہر ایک شخص اپنی استعداد اور میلِ طبع کے موافق کسی کام مین جو طبیعتِ خاطر مصروف ہو - کوئی کھیتی کرے کوئی آلاتِ زراعت بناوے کوئی آٹا پیسے کوئی پانی لاوے کوئی روٹی پکاوے کوئی سوت کاتے کوئی کپڑہ بنے کوئی دوکان کھولے کوئی تجارت کا اسباب لاوے کوئی نوکری کرے اور اِس طرح پر ایک دوسرے کے معاون بنجاوین اور بعض کو بعض مردِ پہنچاتے رہین پس جب ایک دوسرے کی معاونت ضروری ہوئی تو اُنکا ایک دوسرے سے معاملہ پڑنا بھی ضروری ہو گیا اور جب معاملہ اور معاوضہ مین پڑ گئے اور اُسپر غفلت بھی جو استغراقِ اُمورِ دنیا کا خاصہ ہے عائد حال ہو گئی تو اُنکے لئے ایک ایسے قانونِ عدل کی ضرورت پڑی جو اُنکو ظلم اور تعدی اور بغض اور فساد اور غفلت عن اللہ سے روکتا رہے تا نظامِ عالم مین ابتری واقع نہ ہو کیونکہ معاش و معاد کا تمام مدار انصاف و خداشناسی پر ہے اور التزامِ انصاف و خداترسی ایک قانون پر موقوف ہے جس مین دقایقِ معدلت و حقایقِ معرفت الٰہی بدرستی تمام درج ہون اور سہواً یا عمداً کسی نوع کا ظلم یا کسی نوع کی غلطی نہ پائی جاوے اور ایسا قانون اُسی کی طرف سے صادر ہو سکتا ہے جسکی ذات سہو و خطا و ظلم و تعدی سے بکلی پاک ہو اور نیز اپنی ذات مین واجب الانقیاد اور

اور مغشوش تعلیمون نے مغرور اور کور باطن کرکے فُرقان مجید کے بے مثل و مانند ہونے سے جو کہ اُسکے منجانب اللہ ہونے کے لئے خاصّہ لازمی ہے روگردان اور مُنکر کر دیا ہے اور جنہون نے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ واجب التعظیم بھی ہو کیونکہ گو کوئی قانون عُمدہ ہو مگر قانون کا جاری کرنے والا اگر ایسا نہ ہو جسکو باعتبار مرتبہ اپنے کے سب پر فوقیت اور حکمرانی کا حق ہو اگر ایسا نہ ہو جسکا وجود لوگون کی نظر مین ہر یک طرح کے ظُلم و خُبث اور خطا اور غلطی سے پاک ہو تو ایسا قانون اول تو چل ہی نہین سکتا اور اگر کچھ دن چلے بھی تو چند ہی روز مین طرح طرح کے مفاسد پیدا ہو جاتے ہین اور بجائے خیر کے شر کا موجب ہو جاتا ہے۔ اِن تمام وجوہ سے کتاب الٰہی کی حاجت ہوئی کیونکہ ساری نیک صِفتین اور ہر یک طور کی کمالیت و خوبی صرف خدا ہی کی کتاب مین پائی جاتی ہے وبس۔

دوم حکمت تفاوتِ مراتب رکھنے مین یہ ہے کہ تا نیک اور پاک لوگون کی خوبی ظاہر ہو کیونکہ ہر یک خوبی مقابلہ ہی سے معلوم ہوتی ہے جیسے فرمایا ہے۔ انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لھا لنبلوھم ایھم احسن عملاً ۱۲ الجزو نمبر ۱۵ یعنے ہم نے ہر یک چیز کو جو زمین پر ہے زمین کی زینت بنا دیا ہے تا جو لوگ صالح آدمی ہین بمقابلہ بُرے آدمیون کے اُنکی صلاحیت آشکارا ہو جائے اور کثیف کے دیکھنے سے لطیف کی لطافت کھُل جائے کیونکہ ضد کی حقیقت ضد ہی سے شناخت کیجاتی ہے اور نیکون کا قدر و منزلت بدون ہی سے معلوم ہوتا ہے۔

سوم حکمت تفاوتِ مراتب رکھنے مین انواع اقسام کی قدرتون کا ظاہر کرنا اور اپنی عظمت کی طرف توجہ دلانا ہے جیسا فرمایا ما لکم لا ترجون للہ وقارا و قد خلقکم اطوارًا ۲۹ نمبر ۲۹ یعنے تمکو کیا ہو گیا کہ تم خدا کی عظمت کے قایل نہین ہوتے حالانکہ اُس نے اپنی عظمت ظاہر کرنیکے لئے تمکو مختلف صورتون اور سیرتون پر پیدا کیا یعنے اختلافِ استعدادات و طبایع اسی غرض سے حکیم مطلق نے کیا تا اُسکی عظمت و قدرت شناخت کیجاے جیسا دوسری جگہہ بھی فرمایا ہے واللہ خلق کل دابۃ من ماء فمنھم من یمشی علی بطنہ و منھم من یمشی علی رجلین و منھم من یمشی علی اربع یخلق اللہ ما یشاء ان اللہ علی کل شیء قدیر ۱۸ یعنے خدا نے ہر یک جاندار کو پانی سے پیدا کیا سو بعض جاندار پیٹ پر چلتے ہین اور بعض دو پانو پر بعض چار پانو پر خدا جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے خدا ہر چیز پر قادر ہے یہہ بھی اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا نے یہہ مختلف چیزین اِس لئے بنائین کہ تا مختلف قدرتین اُسکی ظاہر ہون غرض اختلافِ طبایع جو فطرتِ مخلوقات مین واقع ہے اُسمین

مسلمان کہلاکر اور قرآن شریف پر ایمان لاکر اور کلمہ گو بنکر پھر بھی بے ایمانوں کی طرح کلامِ الٰہی کو ایک ادنیٰ انسان کی کلام سے اپنی ظاہری اور باطنی خوبیوں میں برابر سمجھا ہے وما قدر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ حکمتِ الٰہیہ انہیں امورِ ثلاثہ میں منحصر ہے جنکو خدا تعالیٰ نے آیاتِ ممدوحہ میں بیان کر دیا فتدبر۔

ویسوسہ ششم معرفت کامل کا ذریعہ وہ چیز ہو سکتی ہے جو ہر وقت اور ہر زمانہ میں کھلے طور پر نظر آتی ہو سو یہ صحیفہ فطرت کی خاصیت ہے جو کبھی بند نہیں ہوتا اور ہمیشہ کھلا رہتا ہے اور یہی ہر ہونیکے لائق ہے کیونکہ ایسی چیز کبھی مخفی نہیں ہو سکتی جسکا دروازہ اکثر اوقات بند رہتا ہو اور کسی خاص زمانہ میں کھلتا ہو۔

جواب صحیفۂ فطرت کو بمقابلہ کلامِ الٰہی کھلا ہوا خیال کرنا یہی آنکھوں کے بند ہونے کی نشانی ہے جسکی بصیرت اور بصارت میں کچھ خلل نہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ اُسی کتاب کو کھلے ہوئے کہا جاتا ہے جسکی تحریر صاف نظر آتی ہو جسکے پڑھنے میں کوئی اشتباہ باقی نہ رہتا ہو پر کون ثابت کر سکتا ہے کہ مجرد صحیفۂ قدرت پر نظر کرنے سے کبھی کسی کا اشتباہ دور ہوا ہو کسکو معلوم ہے کہ اس بیچون تحریر نے کبھی کسی کو منزلِ مقصود تک پہنچایا ہے کون دعویٰ کر سکتا ہے کہ میں نے صحیفۂ قدرت کے تمام دلالات کو بخوبی سمجھ لیا ہے اگر یہ صحیفہ کھلا ہوا ہوتا تو لوگ اسی پر بھروسہ کرتے تھے وہ کیوں ہزارہا غلطیوں میں ڈوبتے کیوں اسی ایک صحیفہ کو پڑھکر باہم مختلف الرائے ہو جاتے کہ کوئی خدا کے وجود کا سخت قائل اور کوئی سرے سے انکاری۔ ہم نے بفرضِ محال یہ بھی تسلیم کیا کہ جس نے اس صحیفہ کو پڑھ کر خدا کے وجود کو ضروری نہیں سمجھا وہ اسقدر عمر پالیگا کہ کبھی نہ کبھی اپنی غلطی پر متنبہ ہو جائیگا مگر سوال تو یہ ہے کہ اگر یہ صحیفہ کھلا ہوا تھا تو اسکو دیکھ کر ایسی بڑی بڑی غلطیاں کیوں پڑ گئیں کیا آپکے نزدیک کھلی ہوئی کتاب اسی کو کہتے ہیں جسکو پڑھنے والے خدا کے وجود میں ہی اختلاف کریں اور بسم اللہ ہی غلط ہو کیا یہ سچ نہیں ہے کہ اسی صحیفۂ فطرت کو پڑھ کر ہزارہا حکیم اور فلاسفر دہریئے اور طبعی ہو کر مرے یا بتوں کے آگے ہاتھ جوڑتے رہے اور وہی شخص اُن میں سے راہِ راست پر آیا جو الہامِ الٰہی پر ایمان لایا کیا اس میں کچھ جھوٹ بھی ہے کہ فقط اس صحیفہ کے پڑھنے والے بڑے بڑے فیلسوف کہلاکر پھر خدا کے مُدبّر و قادر اور عالم بالارادہ اور الہٰیات ہونے سے منکر رہے اور انکاری کی حالت میں مر گئے کیا خدا نے تمکو اسقدر بھی سمجھ نہیں دی کہ جس خط کے مضمون کو شخص زید کچھ سمجھے اور بکر کچھ خیال کرے اور خالد اُن دونوں کے برخلاف کچھ اور تصور کر بیٹھے تو اُس خط کی تحریر کھلی ہوئی اور صاف نہیں کہلاتی بلکہ مشکوک اور مشتبہ اور مبہم کہلاتی ہے یہ کوئی ایسی دقیق بات نہیں جسکے سمجھنے کے لئے باریک عقل درکار ہو بلکہ نہایت بدیہی صداقت ہے مگر انکا کیا

واللہ حق قدرہ کا مصداق ہو کر خدا کی اُن عظیم الشان قدرتوں اور باریک حکمتوں کو بھلا دیا ہے جن کے دیکھنے کے لئے ہر یک صادر من اللہ آئینہ خدا نما ہونا چاہیئے لیکن یہہ سچائیاں ایسی روشن

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ علاج جو سراسر تحکم کی راہ سے ظلمت کو نور اور نور کو ظلمت قرار دیں اور دن کو رات اور رات کو دن ٹھہرا دیں ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ مطالب دلی کو پورا پورا بیان کرنے کے لئے یہی سیدھا راستہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے کہ بذریعہ قول واضح کے اپنا مافی الضمیر ظاہر کیا جائے کیونکہ دلی ارادوں کو ظاہر کرنے کے لئے صرف قوت نطقیہ آلہ ہے اسی آلہ کے ذریعہ سے ایک انسان دوسرے انسان کے مافی القلب سے مطلع ہوتا ہے اور ہر یک امر جو اس آلہ کے ذریعہ سے سمجھایا نہ جائے وہ تفہیم کامل کے وجہ سے مستنزل رہتا ہے ہزارہا امور ایسے ہیں کہ اگر ہم ان میں فطرتی دلالت سے مطلب نکالنا چاہیں تو یہ امر ہمارے لئے غیر ممکن ہو جاتا ہے اور اگر فکر بھی کریں تو غلطی میں پڑ جاتے ہیں منشا ظاہر ہے کہ خدا نے آنکھ دیکھنے کے لئے بنائی ہے اور کان سننے کے لئے پیدا کئے ہیں زبان بولنے کے لئے عطا کی ہے اسقدر تو ہم نے ان اعضا کی فطرت پر نظر کر کے اور انکے خواص کو سوچ کر معلوم کر لیا لیکن اگر ہم اسی فطرتی دلالت پر کفایت کریں اور تصریحات کلام الٰہی کی طرف متوجہ نہ ہوں تو بموجب دلالت فطرتی ہمارا یہہ اصول ہونا چاہیئے کہ ہم جس چیز کو چاہیں بلا تفریق مواضع علت و حرمت دیکھ لیا کریں اور جو چاہیں سُن لیں اور جو بات دل میں آوے بول اٹھیں کیونکہ قانون فطرت ہمکو اسقدر سمجھاتا ہے کہ آنکھ دیکھنے کے لئے کان سننے کے لئے زبان بولنے کے لئے مخلوق ہے اور ہمکو صریح اس دھوکے میں ڈالتا ہے کہ گویا ہم قوت بصارت اور قوت سمع اور قوت نطق کے استعمال کرنے میں بکلی آزاد اور مطلق العنان ہیں اب دیکھنا چاہیئے کہ اگر خدا کا کلام قانون قدرت کے اجمال کی تصریح نہ کرے اور اسکے ابہام کو اپنے بیان واضح اور کھلی ہوئی تقریر سے دور نہ فرماوے تو کسقدر خطرات میں محض قانون فطرت کا تابعدار ہو کر ان میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہے یہہ خدا ہی کا کلام ہے جس نے اپنے کھلے ہوئے اور نہایت واضح بیان سے ہمکو ہمارے ہر یک قول اور فعل اور حرکت اور سکون میں حدود معینہ مشخصہ پر قایم کیا اور ادب انسانیت اور پاک روشنی کا طریقہ سکھلایا وہی ہے جس نے آنکھ اور کان اور زبان وغیرہ اعضا کی محافظت کے لئے بکمال تاکید فرمایا **قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم** نمبر ۱۲ یعنے مومنوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی آنکھوں اور کانوں اور ستر گاہوں کو نامحرموں سے بچاویں اور ہر یک ناشنیدنی اور ناشنیدنی اور ناکردنی سے پرہیز کریں کہ یہہ طریقہ انکی اندرونی پاکی کا موجب ہوگا یعنے انکے دل طرح طرح کے جذبات نفسانیہ سے محفوظ رہینگے کیونکہ

اور صاف ہین کہ گو کوئی شخص اسلام کی جماعت مین داخل نہ ہو وہ بھی بطورِ مفہومِ کلّی سمجھہ سکتا ہے کہ جس کلام کو خدا کا کلام کہا جائے اُسکا بے مثل و مانند ہونا نہایت ضروری ہے کیونکہ ہر یک

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ اکثر نفسانی جذبات کو حرکت دینے والے اور قوٰی بہیمیہ کو فتنہ مین ڈالنے والے ہین اعضا مین اب دیکھئے کہ قرآن شریف نے نامحرمون سے بچنے کے لئے کیسی تاکید فرمائی ۔ اور کیسے کھولکر بیان کیا کہ ایماندار لوگ اپنی آنکھون اور کانون اور ستر گاہون کو ضبط مین رکھین اور ناپاکی کے مواضع سے روکے رہین اسی طرح زبان کو صدق و صواب پر قایم رکھنے کے لئے تاکید فرمائی اور کہا قولوا قولاً سدیداً (احزاب ۲) یعنے وہ بات مونہہ پر لاؤ جو بالکل راست اور نہایت معقولیت مین ہو اور لغو اور فضول اور جھوٹ کا اُسمین سرمو دخل نہ ہو۔ اور پھر جمیع اعضا کی وضع استقامت پر چلانے کے لئے ایک ایسا کلمہ جامعہ اور پُر تہدید بطور تنبیہ و انذار فرمایا جو غافلون کو متنبہ کرنیکے لئے کافی ہے اور کہا ان السمع والبصر والفواد کل اولئك کان عنه مسئولا (اسرا ۴) یعنے کان اور آنکھہ اور دل اور ایسا ہی تمام اعضا اور قوٰی جو انسان مین موجود ہین اُن سب کے غیر محل استعمال کرنے سے باز پُرس ہوگی اور ہر یک کمی بیشی اور افراط اور تفریط کے بارہ مین سوال کیا جائیگا اب دیکھو اعضا اور تمام قوٰتون کو مجرائی خیر اور صلاحیت پر چلانے کے لئے کسقدر تصریحات و تاکیدات خدا کے کلام مین موجود ہین اور کیسے ہر یک غضو کو مرکزِ اعتدال اور خطِ استوا پر قایم رکھنے کے لئے بکمال وضاحت بیان فرمایا گیا ہے جسمین کسی نوع کا ابہام و اجمال باقی نہین رہا کیا یہ تصریح و تفصیل صحیفۂ قدرت کے کسی صفحہ کو پڑھ کر معلوم ہوسکتی ہے ہرگز نہین سو اب تم آپ ہی سوچو کہ کھلا ہوا اور واضح صحیفہ یہ ہے یا وہ اور فطرتی دلائل کے مصالحہ اور عدد کو آپ نے بیان کیا یا اس نے اے حضرات !! اگر اشارات سے کام نکلتا تو ہر انسان کو زبان کیون دیجاتی۔ جسنے تمکو زبان دی کیا وہ آپ لوگون پر قادر نہین جسنے تمکو بولنا سکھایا کیا وہ آپ بول نہین سکتا جسنے اپنے فعل مین یہ قدرت دکھلائی کہ تبارالعلم غیر مرد کسی مادّہ ہیولا کے اور بغیر احتیاج معماروں اور مزدوروں و نجاروں کے بجز ارادہ سب کچھہ بناڈالا کیا اُسکی نسبت یہہ کہنا جائز ہے کہ وہ بات کرنے پر قادر نہین یا قادر تو ہے مگر بباعث بخل کے اپنے کلام کے فیضان سے محروم رکھا۔ کیا یہہ درست ہے کہ قادرِ مطلق کی نسبت ایسا خیال کیا جاے کہ وہ اپنی طاقتون مین حیوانات سے بھی فروتر ہے کیونکہ ایک ادنٰی جانور بذریعہ اپنی آواز کے دوسرے جانور کو یقینی طور پر اپنے وجود کی خبر دے سکتا ہے ایک مکھی بھی اپنی طنین سے دوسری مکھیون کو اپنے آنے سے آگاہ کر سکتی ہے پر نعوذ باللہ بقول تمہارے اُس قادرِ مطلق مین ایک مکھی جتنی بھی قدرت نہین پھر جب اُسکی نسبت تمہارا صاف بیان ہے کہ اُسکا مونہہ کبھی نہین کھلا اور کبھی اُسکو

عاقل خدا کے قانونِ قدرت پر نظر ڈالکر اور ہر یک چیز کو جو اُسکی طرف سے ہے خواہ وہ کیسی ہی ادنیٰ سے ادنیٰ ہو اُسکو ہزارہا دقائقِ حکمت سے پُر دیکھکر اور انسانی طاقتوں کے مقابلہ سے برتر اور بلند

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بولنے کی طاقت نہیں ہوئی تو تمکو تو یہہ کہنا چاہیئے کہ وہ اوہرا اور ناقص ہے جسکی اُو صفتیں تو معلوم ہوگئیں پر صفتِ گویائی کا کبھی پتہ نہ ملا اُسکی نسبت تم کس مونہہ سے کہہ سکتے ہو کہ اُسنے کوئی کُھلا ہوا صحیفہ جسمیں اُس نے بخوبی اپنا مافی الضمیر ظاہر کر دیا ہو تمکو عطا کیا ہے بلکہ تمہاری رائے کا تو خلاصہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ سے رہنمائی مین کچھہ نہیں ہوسکا تمہین نے اپنی قابلیت اور لیاقت سے شناخت کر لیا۔ ماسوا اِسکے الہامی تعلیم اِن معنون کر کے کُھلی ہوئی ہے کہ اسکا اثر عام طور پر تمام لوگون کے دلون پر پڑتا ہے اور ہر یک طور کی طبیعت اُس سے مستفیض ہوتی ہے اور مختلف اقسام کی فطرتین اُس سے نفع اُٹھاتی ہین اور ہر رنگ کے طالب کو اُس سے مدد پہنچتی ہے یہی وجہ ہے کہ بذریعہ کلامِ الٰہی بہت لوگ ہدایت یاب ہوئے ہین اور ہوتے ہین اور بذریعہ مجرّد عقلی دلائل کے بہت ہی کم بلکہ کالعدم۔ اور قیاس بھی یہی چاہتا ہے کہ ایسا ہی ہو کیونکہ یہہ بات نہایت ظاہر ہے کہ جو شخص بحیثیت مخبرِ صادق لوگون کی نظر مین ثابت ہوکر واقعاتِ معاد مین اپنا تجربہ اور امتحان اور ملاحظہ اور معائنہ بیان کرتا ہے اور ساتھہ ہی دلائلِ عقلیہ بھی سمجھاتا ہے وہ حقیقت مین ایک دوہرا زور اپنے پاس رکھتا ہے کیونکہ ایک تو اُسکی نسبت یہہ یقین کیا گیا ہے کہ وہ واقعہ نفس الامر کا معائنہ کرنیوالا اور سچائی کو بچشم خود دیکھنے والا ہے اور دوسرے وہ بطور معقول بھی سچائی کی روشنی کو دلائلِ واضحہ سے ظاہر کرتا ہے پس اِن دونون ثبوتون کے اشتمال سے ایک زبردست کشش اُسکے وعظ اور نصیحت مین پیدا ہوتی ہے کہ جو بڑے بڑے سنگین دلون کو کھینچ لاتی ہے اور ہر نوع کے نفس پر کارگر بھی پڑتی ہے کیونکہ اُسکی بات مین مختلف طور کی تفہیم کی قدرت ہوتی ہے جسکے سمجھنے کے لئے ایک خاص لیاقت کے لوگ شرط نہین ہین بلکہ ہر یک ادنیٰ و اعلیٰ و زیرک و غبی بجز ایسے شخص کے کہ جو بکلی مسلوب العقل ہو اُسکی تقریرون کو سمجھہ سکتے ہین اور وہ فوراً ہر یک قسم کے آدمی کی اُسی طور پر تسلی کر سکتا ہے کہ جس طور پر اُس آدمی کی طبیعت واقعہ ہے یا جس درجہ پر اُسکی استعداد پڑی ہوئی ہے اِسلئے کلام اُسکی خدا کی طرف خیالات کو کھینچنے مین اور دُنیا کی محبت چھوڑانے مین اور احوال الآخرت نقش دل کرنے مین بڑی وسیع قدرت رکھتی ہے اور اُن تنگ اور تاریک تصوّرون مین محدود نہین ہوتی جنہین مجرّد عقل پرستون کی باتین محدود ہوتی ہین اِسی جہت سے اُسکا اثر عام اور اُسکا فائدہ تام ہوتا ہے اور ہر یک ظرف اپنی اپنی وسعت کے مطابق اُس سے پُر ہو جاتا ہے اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ مقدّس مین اشارہ

پاکر اپنے تئیں اِس اقرار کے کرنے کے لئے مجبور پاتا ہے کہ کوئی چیز جو صادر من اللہ ہے ایسی نہیں ہے جسکی مثل بنانے پر انسان قادر ہو اور نہ کسی عاقل کی عقل یہہ تجویز کر سکتی ہے کہ خدا کی ذات

بقیہ حاشیہ ۱۱۱ فرمایا ہے انزل من السماء ماءً فسالت اودیۃٌ بقدرھا سورہ ۱۳ خدا نے آسمان سے پانی (اپنا کلام) اُتارا سو اُس پانی سے ہر یک وادی اپنی قدر کے موافق بہ نکلا۔ یعنے ہر یک کو اُسمیں سے اپنی طبیعت اور خیال اور لیاقت کے موافق حصہ ملا طبائع عالیہ اسرارِ مکتوبہ سے متمتع ہوئیں اور جو اُن سے بھی اعلیٰ تھے اُنہوں نے ایک عجیب روشنی پائی کہ جو حدِ تحریر و تقریر سے خارج ہے اور جو کم درجہ پر تھے اُنہوں نے مخبرِ صادق کی عظمت اور کمالیتِ ذاتی کو دیکھ کر دلی اعتقاد سے اُسکی خبروں پر یقین کر لیا اور اِس طرح پر وہ بھی یقین کی کشتی میں بیٹھ کر ساحلِ نجات تک جا پہنچے اور صرف وہی لوگ باہر رہ گئے جنکو خدا سے کچھہ غرض نہ تھی اور فقط دُنیا کے ہی کیڑے تھے۔ اور نیز قوتِ اثر پر نظر کرنے سے بھی طریق متابعت الہام کا نہایت کھلا ہوا اور وسیع معلوم ہوتا ہے کیونکہ جاننے والے اِس بات کو خوب جانتے ہیں کہ تقریر میں اُسقدر برکت اور جوش اور قوت اور عظمت اور دلکشی پیدا ہوتی ہے کہ جو یہ متکلم کا قدم مدارجِ یقین اور اخلاص اور وفاداری کے اعلیٰ درجہ پر پہنچا ہوا ہوتا ہے سو یہہ کمالیت بھی اُسی شخص کی تقریر میں متحقق ہو سکتی ہے کہ جسکو دوسرے طور پر معرفت الٰہی حاصل ہو اور یہہ خود ہر یک عاقل پر روشن ہے کہ پُر جوش تقریر کہ جسپر ترتیبِ اثر موقوف ہے تب ہی انسان کے مونہہ سے نکلتی ہے کہ جب دل اُسکا یقین کے جوش سے پُر ہو اور وہی باتیں دلوں پر بیٹھتی ہیں جو کامل الیقین دلوں سے جوش مار کر نکلتی ہیں پس اِس جگہہ بھی یہی ثابت ہوا کہ باعتبارِ شدتِ اثر بھی الہامی تربیت بہی منفتح الابواب ہے غرض باعتبارِ عمومیتِ تاثیر اور باعتبارِ شدتِ تاثیر فقط صحیفہ وحی کا کھلا ہوا ہونا بپایۂ ثبوت پہنچتا ہے و بس اور یہہ مسئلہ بدیہات سے کچھہ کم نہیں ہے کہ خدا کے بندوں کو زیادہ تر نفع پہنچانیوالا وہی شخص ہوتا ہے کہ جو الہام اور عقل کا جامع ہو اور اُسمیں یہہ لیاقت ہوتی ہے کہ ہر یک طبع کی طبیعت اور ہر قسم کی فطرت اُس سے مستفیض ہو سکے مگر جو شخص صرف براہین منطقیہ کے زور سے راہ راست کی طرف کھینچا جاتا ہے اگر اُسکی مغزنی پر کچھہ ترتیبِ اثر بھی ہو تو صرف اُنہیں خاص طبیعتوں پر ہوگا کہ جو بوجہ تعلیم یافتہ و لایق و فایق ہونے کے اُسکی عمیق دقیق باریکیوں کو سمجھتے ہیں دوسرے تو ایسا دل و دماغ ہی نہیں رکھتے کہ جو اُسکی فلاسفری تقریر کو سمجھہ سکیں ناچار اُسکے علم کا فیضان فقط اُنہیں قدر قلیل لوگوں میں محدود رہتا ہے کہ جو اُسکی منطق سے واقف ہیں اور اُنہیں کو اُسکا فائدہ پہنچتا ہے کہ جو

یا صفات یا افعال مین مخلوق کا شریک ہونا جائز ہے بلکہ صاحب عقل اور بصیرت کے لئے علاوہ دلائلِ مُتذکرۂ بالا کے کئی ایک اَور وجوہ بھی ہین جن سے خدا کے کلام کا عدیم المثال ہونا اَور بھی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اسکی طرح معقولی حجتون مین دخل رکھتے ہین اس امر کا ثبوت اُس حالت مین بوضاحت تمام ہوسکتا ہے کہ جب مجرّد عقل اور الہامِ حقیقی کی کارروائیون کو پہلو بہ پہلو رکھ کر وزن کیا جاوے چنانچہ جنکو گذشتہ حکما کے حالات سے اطلاع ہے وہ بخوبی جانتے ہین کہ کیسے وہ لوگ اپنی تعلیم کی اشاعتِ عامہ سے ناکام رہے اور کیونکر اُنکے منقبض اور ناتمام بیان نے عام دلون پر مؤثر ہونے سے اپنی محرومی دکھلائی اور پھر بالمقابل اُس حالتِ مُتنزّلہ اُنکی کے قرآن شریف کی اعلیٰ درجہ کی تاثیرون کو بھی دیکھئے کہ کس قوت سے اُس نے وحدانیتِ الٰہی کو اپنے سچے متبعین کے دلون مین بھرا ہے اور کس عجیب طور سے اُسکی عالیشان تعلیمون نے صدہا سال تک عاداتِ راسخہ اور ملکاتِ ردّیہ کا قلع وقمع کرکے اور ایسی رسومِ قدیمہ کو کہ جو طبیعتِ ثانی کی طرح ہوگئین تہین دلون کے رگ وریشہ سے اُٹھاکر وحدانیتِ الٰہی کا شربتِ عذب کروڑہا لوگون کو پلا دیا ہے۔ وہی ہے جس نے اپنا کارنمایان اور نہائت عُمدہ اور دیرپا نتائج دکھلاکر اپنی بے نظیر تاثیر کی وہ بڑی وشہادت سے بڑے بڑے معاندون سے اپنی لاثانی فضیلتون کا اقرار کرایا یہان تک کہ سخت بے ایمانون اور سرکشون کے دلون پر بھی اُسکا اثر پڑا کہ جسکو اُنہون نے قرآن شریف کی عظمتِ شان کا ایک ثبوت سمجھا اور بے ایمانی پر اصرار کرتے کرتے آخر اسقدر اُنہین بھی کہنا پڑا کہ ان ھذا الا سحر مبین جزو مبر ۲۶ آیہ ان وہی ہے جسکی زبردست کششون نے ہزارہا درجہ عادت سے بڑھکر ایسا خدا کی طرف خیال دلایا کہ لاکھون خدا کے بندون نے خدا کی وحدانیت پر اپنے خون سے مُہرین لگادین ایسا ہی ہمیشہ سے بانی کار اور ہادی اس کام کا الہام ہی چلا آیا ہے جس سے انسانی عقل نے نشو ونما پایا اور نہ بڑے بڑے حکیمون اور عقلمندون کے لئے بھی یہہ بات سخت محال رہی ہے کہ اُنکو اُمورِ ماوراء المحسوسات کی ہر جزئی کے دریافت کرنے مین ایسا موقعہ ہمیشہ ملجائے کہ یہہ بات معلوم کرسکین کہ کس کس وضع اور خصوصیت سے وہ جزئیات موجود ہین اور جبکہ طاقتِ بشری تک عقل حاصل ہی نہین یا جہد اور کوشش کرنے کے سامان میسر نہین آئے وہ تو اُنکی نسبت بھی زیادہ لاعلم اور بے خبر ہین۔ پس اس بارہ مین جو جو سہولتین خدا کے سچے اور کامل الہام نے کہ جو قرآن شریف ہے عقل کو عطا کی ہین اور جن جن سرگردانیون سے فکر اور نظر کو بچایا ہے وہ ایک ایسا امر ہے کہ جسکا ہر یک عاقل کو شکر کرنا لازم ہے سو کیا اس اعتبار سے کہ ابتدا امر خداشناسی کی الہام ہی کے ذریعہ سے ہوئی ہے اور کیا اس وجہ سے کہ معرفتِ الٰہی کا ہمیشہ از سرِ نو زندہ ہونا

زیادہ اُسپر واضح ہوتا ہے اور مثل اجلی بدیہات کے نظر آتا ہے جیسے منجانب اُنکے ایک وہ وجہ ہے جو اُن نتایجِ متفاوتہ سے ماخوذ ہوتی ہے جنکا مختلف طور پر بحالتِ عمل صادر ہونا ضروری ہے تفصیل

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ الہام ہی کے ہاتھ سے ہوتا آیا ہے اور کیا اِس خیال سے کہ مشکلاتِ راہ سے رہائی پانا الہام ہی کی امداد پر منحصر ہے ہر عاقل کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ وہ راہ جو نہایت صاف اور سیدھی اور ہیبت سے کھلی ہوئی اور مقصود تک پہنچاتی ہوئی چلی آئی ہے وہ وحی ربانی ہے اور یہ سمجھنا کہ وہ کُھلا ہوا صحیفہ نہیں محض لاطائل اور سراسر خلق ہے علاوہ برآں ہم پہلے اس سے برہمو سماج والوں کی خداشناسی کے بارہ میں بہ تفصیل لکھ چکے ہیں کہ ایمان اُنکا جو صرف دلایلِ عقلیہ پر مبنی ہے ہونا چاہئے کے مرتبہ تک محدود ہے اور مرتبہ کاملہ کا اُنہیں نصیب نہیں سو اِس تحقیقات سے بھی یہی ثابت ہے کہ کُھلا ہوا اور واضح راستہ معرفتِ الٰہی کا صرف بذریعہ کلامِ الٰہی ملتا ہے اور کوئی ذریعہ اُسکے وصول وحصول کا نہیں۔ ایک بچہ نوزاد کو تعلیم سے محروم رکھکر صرف صحیفہ فطرت پر چھوڑ دو پھر دیکھو کہ وہ اِس صحیفہ کے ذریعہ سے جسکو برہمو سماج والے کُھلا ہوا خیال کر رہے ہیں کون سی معرفت حاصل کر لیتا ہے اور کس درجہ خداشناسی پر پہنچ جاتا ہے بہت سے تجارب سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اگر کوئی سماعی طور پر جسکا اصل الہام ہے خدا کے وجود سے اطلاع نہ پاوے تو پھر اُسکو کچھ پتہ نہیں لگتا کہ اِس عالم کا کوئی صانع ہے یا نہیں اور اگر کچھ صانع کی تلاش میں توجہ بھی کرے تو صرف بعض مخلوقات جیسے پانی آگ چاند سورج وغیرہ کو اپنی نظر میں خالق و قابلِ پرستش قرار دے لیتا ہے جیسا یہ امر جنگلی آدمیوں پر نظر کرنے سے ہمیشہ بہ پایہ تصدیق پہنچتا رہا ہے پس یہ الہام ہی کا فیض ہے جسکی برکتوں سے انسان نے اُس خدائے بے مثل و مانند کو اِسی طرح پر شناخت کر لیا جیسا اُسکی ذاتِ کامل و بے عیب کے لائق ہے اور جو لوگ الہام سے بے خبر ہو گئے اور کوئی کتاب الہامی اُن میں موجود نہ رہی اور نہ کوئی ذریعہ الہام پر اطلاع پانے کا اُنکو میسر آیا باوجود اسکے کہ آنکھیں بھی رکھتے تھے اور دل بھی مگر کچھ بھی معرفتِ الٰہی اُنکو نصیب نہ ہوئی بلکہ رفتہ رفتہ انسانیت سے بھی باہر ہو گئے اور قریب قریب حیوانات لایعقل کے پہنچ گئے اور صحیفہ فطرت نے کچھ بھی اُنکو فائدہ نہ پہنچایا۔ پس ظاہر ہے کہ اگر وہ صحیفہ کُھلا ہوا ہوتا تو اُس سے جنگلی لوگ فائدہ اُٹھا کر معرفت اور خداشناسی میں اُن لوگوں کے برابر ہو جاتے جنہوں نے بذریعہ الہام الٰہی خداشناسی میں ترقی کی پس صحیفہ فطرت کے بند ہونے میں اِس سے زیادہ تر اَور کیا ثبوت ہو گا کہ جس کسی کا کام صرف اُسی صحیفہ سے پڑا اور الہام الٰہی کا اُس نے کبھی نام نہ سنا وہ خدا کی شناخت

اِسکی یہہ ہے کہ ہر یک عاقِل کی نظر مین یہہ بات نہایت بدیہی ہے کہ جب چند مُتکلّمین انشاپرداز اپنی اپنی علمی طاقت کے زور سے ایک ایسا مضمون لکھنا چاہین کہ جو فضول اور کذب اور حشو اور لغو اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سے بالکل محروم بلکہ انسانیت کے آداب سے بھی دور اور مہجور رہا۔

اور اگر صحیفہ فطرت کے کھلے ہوئے ہونے سے یہہ مطلب ہے کہ وہ جسمانی طور پر نظر آتا ہے تو یہہ بے سود خیال ہے جسکو بحث ہذا سے کچھہ تعلق نہین کیونکہ جس حالت مین کوئی شخص صرف اُس صحیفہ فطرت پر نظر کرکے کوئی فائدہ علم دین کا اُٹھا نہین سکتا اور جب تک الہام رہبری نہ کرے خدا کو پا نہین سکتا تو پھر ہمین اِس سے کیا کہ کوئی چیز ہر وقت نظر آرہی ہے یا نہین۔

اور یہہ گمان کہ الہام الٰہی کا دروازہ کسی زمانہ مین بند رہا تھا اِس سے بھی اگر کچھہ ثابت ہو تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ ہر سچے سماج والون کو سلسلۂ دُنیا کی تاریخ سے کچھہ بھی خبر نہین اور نرے اُس اندھے کی طرح ہین کہ جو راستہ چھوڑکر کسی گڑھے مین گر پڑے اور پھر شور مچاوے کہ ہے ہے کس ظالم نے راستہ مین گڑھا کھود رکھا ہے اور یا ایسے متعصبانہ خیالات سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر سچے لوگ واقعہ حق پر پردہ ڈالتے ہین اور جان بوجھہ کر ایک امر مشہود و موجود سے انکاری ہین ورنہ کیونکر باور کیا جائے کہ وہ ایک چھوٹے بچہ کی طرح ایسے ناواقف ہین کہ ابتک اُنہین اِس بدیہی صداقت کی بھی کچھہ خبر نہین کہ ہمیشہ توحید الٰہی صرف الہام ہی کے ذریعہ سے پھیلتی رہی ہے اور معرفت الٰہی کے طالبون کے لئے قدیم سے یہی دروازہ کھُلا رہا ہے اے حضرت!! کچھہ خدا کا خوف کرین اتنا خلاف گوئی مین بڑھتے نہ جائین اگر آپکی بصیرت مین کچھہ خلل ہے تو کیا بصارت بھی جاتی رہی ہے کیا آپکو نظر نہین آتا کہ کروڑہا کروڑ موحد یعنے اہل اسلام جنکے دل توحید کے چشمۂ صافی سے لبریز ہو رہے ہین اور جنکی وحدانیت خالص کے مقابلہ پر آپ لوگون کے عقائد مین کئی طرح سے شرک کی آلودگی اور صدہا طرح کا فتور و قصور پایا جاتا ہے وہ وہی لوگ ہین جنہون نے کلام الٰہی سے فیض پایا وہی چشمہ خدا کے کلام کا جوش مار کر دور دور تک بہ نکلا اُسی نے ہندوستان کے خشک شدہ باغ کو بھی ثلث کے قریب سرسبز کر دیا اور جو باقی رہ گئے اُن مین سے بھی کئی دلون پر اُس پاک چشمہ کا اثر جا پڑا اور کچھہ نہ کچھہ اُنکو بھی توحید کی طرف کھینچ لایا قرآن کے پہنچنے سے پہلے جس حالت تک ہندوون کی گمراہی پہنچ گئی تھی وہ حالت اُن پرانون اور پستکون کو پڑھہ کر معلوم کرنی چاہئے کہ جو قرآن کے آنے سے کچھہ تھوڑے دن پہلے تصنیف ہو چکے ہے جنکی مشرکانہ تعلیمون نے تمام ہندوستان کو ایک دائرہ کی طرح

ہزل اور ہر یک مہمل بیانی اور ژولیدہ زبانی اور دوسرے تمام اُمور مُخِلِّ حکمت و بلاغت اور آفاتِ مَنافیٔ کمالیّت و جامعیّت سے بکلّی منزّہ اور پاک ہو اور سراسر حق اور حکمت اور فصاحت اور بلاغت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ گھیر لیا تھا تا تمہیں معلوم ہو کہ اُس زمانہ میں تمہارے بزرگ رشیوں کے کیسے خیالات تھے اور تمہارے مرتاض تپسّی اور رکھی کرن توہّمات باطلہ میں ڈوب گئے تھے اور کیونکر بیجان مورتوں کے آگے ماتھے جوڑتے اور آباہن کے منتر پڑھتے تھے باوصف اسکے کہ اُس زمانہ میں بہت سا حصّہ اُنکو علومِ عقلیہ میں سے حاصل ہو چکا تھا اور وید کے زمانہ کی نسبت فکر اور نظر کی مشق میں بہت کچھ ترقی کر گئے تھے بلکہ منطق اور فلسفہ میں یونانیوں سے کچھ کم نہ تھے مگر عمائد ایسے خراب اور ناپاک تھے کہ جو ظاہر اور باطناً بتمام مبائن شرک کی غلاظتوں سے آلودہ تھے اور جنکو کوئی حقانی صداقت چھو بھی نہیں گئی تھی اور سر سے پانوں تک جھوٹے اور بے بُنیاد اور نکمّے اور باطل تھے جنکی تحریک سے تمام جہان کو آپکے عقلمند بزرگوں نے اپنا معبود ٹھہرا رکھا تھا اگر ایک درختِ تازہ و سرسبز و خوشنما نظر آیا اُسکو اپنا معبود ٹھہرایا اگر کوئی آگ کا شعلہ زمین سے نکلتا پایا اُسی کی پوجا شروع کر دی اور جس چیز کو اپنی صورت یا خاصیت میں عجیب دیکھا یا ہولناک معلوم کیا وہی اپنا پرمیشر بنا لیا نہ پانی چھوڑا نہ ہوا نہ آگ نہ پتھر نہ چاند نہ سورج نہ پرند نہ چرند یہاں تک کہ سانپوں کی بھی پوجا کی بلکہ ویدوں میں تو ایسی مخلوق پرستی کی تعلیم کچھ تھوڑی تھی اور مورت پوجا کا تو ہنوز کچھ ذکر ہی نہ تھا مگر جو صاحب پیچھے سے بڑے بڑے منطقی بنکر اُن پر حاشیے چڑھاتے گئے اُنہوں نے صدہا مصنوعی پرمیشر بنانے یا آپ ہی پرمیشر بن جانے میں وہ کمال دکھلایا جس سے اُنکی فطرتوں اور فکروں کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ نہ طرح طرح کے اوہام سوداویہ میں پڑکر ذاتِ مدبّرِ عالم کے حقیقی وجود اور اُسکی تمام صفاتِ کاملہ سے منکر ہو گئے اور جو کچھ اُنکے اپنشدوں اور پُرانوں اور پستکوں نے ہندوؤں کے دلوں پر تمامتر یقین کیں اور جن جن توہّمات میں اُنکو ڈال دیا اور جن راہوں پر اُنکو قائم کر دیا اور جن چیزوں کی پرستش کی طرف اُنہیں جھکا دیا وہ ایسا امر نہیں ہے کہ جو کسی پر پوشیدہ ہو یا کسی کے چھپانے سے چھپ سکے یا کسی کے انکار سے مشتبہ ہو جائے علیٰ ہذا القیاس یونانیوں کا بھی یہی حال تھا اُنہوں نے بھی گوتے کی طرح زیرک کہلا کر ہر شرک کی نجاست کھائی اور مجرّد عقل نے کسی زمانہ میں کوئی ایسی جماعت طیار نہ کی جو توحید خالص پر قائم ہوتی اور میں نے بخوبی تحقیق کیا ہے کہ برہمو سماج والوں کی توحید کی طرف مائل ہونے کی بھی یہی اصل ہے کہ جو اُنکے جدّی بزرگوں میں سے وہ شخص جو دانی مبانی اِس مذہب کا تھا اُس نے قرآن شریف ہی سے کسی قدر توحید کا حصّہ حاصل کیا تھا مگر اپنی بدنصیبی سے پوری توحید حاصل نہ کر سکا پھر وہی تخم توحید جو خدا کی کلام سے لیا گیا تھا برہمو سماج والوں میں پہنچتا گیا اگر کسی صاحب کو

اور حقائق اور معارف سے بہرا ہوا ہو تو ایسے مضمون کے لکھنے مین وُہی شخص سب سے اوّل درجہ پر رہیگا کہ جو علمی طاقتون اور وسعتِ معلومات اور عام واقفیّت اور ملکہ علوم دقیقہ مین سب سے اعلیٰ اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ حضرات برہمو مین سے ہماری اِس تحقیق مین کچھ کلام ہو تو لازم ہے کہ وہ ہمارے اِس سوال کا مدلّل طور پر جواب دین کہ اُنکو مسئلہ توحید کا کیونکر حاصل ہوا آیا بطور سماع پہنچا یا اُنکے کسی بانی نے صرف اپنی عقل سے ایجاد کیا اگر بطور سماع پہنچا تو کہو لکر بیان کرنا چاہیئے کہ جو قرآن شریف اور کونسی کتاب تھی جس نے خدا کا واحد لاشریک ہونا اور عیال والطفال سے پاک ہونا اور حلول اور تجسّم سے منزّہ رہنا اور اپنی ذات اور جمیع صفات مین کامل اور یگانہ ہونا اُس زمانہ مین خطۂ ہندوستان مین مشہور کر رکھا تھا جس سے یہ مسئلہ توحید اُنکو حاصل ہوا اُس کتاب کا نام بتلانا چاہیئے اور اگر یہ دعویٰ ہے کہ اُس بانی کو توحید کی خبر بطور سماع نہین پہنچی بلکہ اُسنے صرف اپنی ہی عقل کے زور سے اِس مسئلہ کو پیدا کیا تو اِس صورت مین یہ ثابت کر کے دکھلانا چاہیئے کہ بانی مذکور کے وقت مین یعنے جس زمانہ مین برہمو مذہب کا بانی صاحب ایک مذہب جاری کرنے لگا اُسوقت ہندوستان مین بذریعہ قرآن شریف ابھی توحید نہین پھیلی تھی کیونکہ اگر پھیل چکی تھی تو پھر توحید کا دریافت کرنا ایک ایجاد خیال نہین کیا جائیگا بلکہ یقینی طور پر یہی سمجھا جائیگا کہ اُس برہمو مذہب کے بانی نے قرآن شریف سے ہی مسئلۂ توحید کو حاصل کیا تھا بہرحال جب تک آپ لوگ دلائل قویہ سے میری اِس رائے کو رد نہ کرین تب تک یہی ثابت ہے کہ آپ لوگون نے قرآن شریف سے ہی مسئلۂ وحدانیّت الٰہی معلوم کیا مگر نمک حرام آدمی کی طرح کافر نعمت رہے اور اپنے مُحسن اور مربّی کا شکر بجا نہ لائے بلکہ اُن لوگون کی طرح جنکی طینت مین خُبث اور فساد ہوتا ہے بجائے شکر بجا لانیکے بدگوئی اختیار کی۔ ماسوائے اِسکے تمام تواریخ دان بخوبی جانتے ہین کہ از منۂ سابقہ مین بھی جب کسی نے خدا کے نام اور اُسکی صفاتِ کاملہ سے پوری پوری واقفیّت حاصل کی تو الہام ہی کے ذریعہ سے کی اور عقل کے ذریعہ سے کسی زمانہ مین بھی توحید الٰہی شایع نہ ہوئی ہی وجہ ہے کہ جس جگہ الہام نہ پہنچا اُس جگہ کے لوگ خدا کے نام سے بے خبر اور حیوانات کی طرح بے تمیز اور بے تہذیب رہے۔ کون کوئی ایسی کتاب ہمارے سامنے پیش کر سکتا ہے کہ جو از منۂ سابقہ مین سے کسی زمانہ مین علم الٰہی کے بیان مین تصنیف ہوئی ہو اور حقیقی سچائیون پر مشتمل ہو جس مین مُصنّف نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ اُس نے خداشناسی کے مستقیم راہ کو بذریعہ الہام حاصل نہین کیا اور نہ خدائے واحد کی ہستی پر بطور سماع اطلاع پائی ہے بلکہ خدا کا پتہ لگانے اور صفات الٰہیہ کے جاننے اور معلوم کرنے مین صرف اپنی ہی عقل اور اپنے ہی فکر اور اپنی ہی ریاضت اور اپنی ہی عرق ریزی سے مدد ملی ہے اور بلا تعلیم غیرے آپ ہی مسئلہ

مشق اور ورزش املا و انشا مین سب سے زیادہ تر فرسودہ روزگار ہو اور ہرگز ممکن نہ ہوگا کہ جو شخص اُس سے استعداد عین علم مین لیاقت مین ملکہ مین ذہن مین عقل مین کہین فروتر اور متنزل ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ وحدانیت الٰہی کو معلوم کر لیا ہے اور خود بخود ذہن خدا تعالیٰ کی سچی معرفت اور کامل شناسائی تک پہنچ گیا ہے کون سکتا ہے کہ ثابت کرکے دکھلا سکتا ہے کہ کوئی ایسا زمانہ بھی تھا کہ دنیا مین الہام الٰہی کا نام و نشان نہ تھا اور خدا کی مقدس کتابون کا دروازہ بند تھا اور اُس زمانہ کے لوگ محض صحیفہ فطرت کے ذریعہ سے توحید اور خداشناسی پر قائم تھے کون کسی ایسے ملک کا نشان بتلا سکتا ہے جسکے باشندے الہام کے وجود سے محض بے خبر رہ کر یہ فقط عقل کے ذریعہ سے خدا تک پہنچ گئے اور صرف اپنی ہی فکر و نظر سے وحدانیت حضرت باری پر ایمان لے آئے آپ لوگ کیون جاہلون کو دھوکا دیتے ہین اور کیون بے کنار گی خدا سے بے خوف ہو کر فریب و تدلیس کی باتین سونہہ پر لاتے ہین اور جو کہلا ہوا ہے اُسکو بند اور جو بند ہے اُسکو کہلا ہوا بیان کرتے ہین کیا آپکو اُس ذات قادر مطلق پر ایمان ہے یا نہین کہ جو انسان کے دل کی حقیقت خوب جانتا ہے اور جسکی نظر عمیق سے خیانت پیشہ لوگ پوشیدہ نہین رہ سکتے لیکن یہی تو مشکل ہے کہ آپکا ایمان ہی تنگ اور تاریک جگہہ کی طرح ہے جس تک صاف اور بے دور روشنی کا نشان نہین پہنچا اسی وجہ سے آپ لوگون کا مذہب بھی ہزارون طرح کی تنگیون اور ظلمتون کا مجموعہ ہے اور ایسا منقبض ہے کہ کوئی گوشہ اُسکا کہلا ہوا نظر نہین آتا اور کوئی عقدہ صفائی اور درستی سے طے شدہ معلوم نہین ہوتا خدا کے وجود کے بارے مین تو تم سُن ہی چکے ہو کہ آپ لوگون کا ایمان کیسا اور کسقدر ہے رہی یہ بات کہ جزا سزا کے معاملہ پر آپ لوگون کے یقین کا کیا حال ہے اور قانون قدرت نے اُس بارہ مین کن کن معارف کا آپ پر دروازہ کھول رکھا ہے سو اس امر مین بھی بجز وہی خیالون اور سوداوی وہمون کے اور کچھ بھی آپ لوگون کے ہاتھ مین نہین جزا سزا کی جزئیات وقیعہ تو یقینی طور پر کیا معلوم ہونگی اوّل یہی بات آپ لوگون پر یقینی طور پر ثابت نہین کہ جزا سزا فی الواقعہ ایک امر مُشد نی ہے اور خدا ضرور انسانون کو اُنکے عملون کا بدلہ دیگا بھلا اگر معلوم ہے تو آپ ذرہ عقلی طور پر ثابت کرکے دکھلایئے کہ خدا پر کیون یہہ فرض ہے کہ بنی آدم کو اُنکی بدکاری کا ضرور بدلہ دے اور فاسقون سے اُنکے فسق و فجور کا مواخذہ کرے جس حالت مین خدا پر خود یہی فرض نہین کہ انسان کی روح کو برخلاف تمام حیوانون کی روحون کے ہمیشہ کے لئے موجود رکھے اور دوسرے سب جانداران کی روح معدوم کردے تو پھر خاص انسان کو جزا سزا دینا اور دوسرون کو اس سے بے نصیب رکھنا کیونکر اُسپر فرض ہو جائیگا کیا تمہاری نیکیون سے خدا کو کچھہ فائدہ پہنچتا ہے اور تمہاری بدیون سے اُسکو کچھہ تکلیف ملتی ہے

وہ اپنی تحریر مین من حیث الکمالات اُس سے برابر ہو جائے مثلاً ایک طبیبِ حاذق جو علمِ ابدان مین مہارتِ تامہ رکھتا ہے جسکو مانۂ دراز کی مشق کے باعث سے تشخیصِ امراض اور تحقیقِ عوارض

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ تا وہ نیکیون سے آرام پاکر اُنکو نیکی کا بدلہ دے اور بدون سے ایذا اُٹھاکر اُن سے کینہ کشی کرے اور اگر تمہاری نیکی بدی سے اُسکا کچھ ذاتی فائدہ ہے نہ نقصان تو پھر تمہاری اطاعت یا عدم اطاعت اُسکے لئے برابر ہے۔ اور جب برابر ہوئی تو پھر اس صورت مین اعمال پر خواہ نخواہ پاداش کا مترتب ہونا کیونکر یقینی طور پر ثابت ہو کیا یہہ قرینِ انصاف ہے کہ کوئی شخص محض اپنی مرضی سے بغیر حکم دوسرے کے کوئی کام کرے اور دوسرے پر خواہ نخواہ اُسکا حق ٹھہر جائے ہرگز نہین مثلاً اگر زید بدون حکم بکر کے کوئی گڑھا کھودے یا کوئی عمارت بناوے تو گو یہہ بھی تسلیم کر لین کہ اُس گڑھے یا عمارت مین بکر کا سراسر فائدہ ہے پر تب بھی از روئے قانونِ انصاف کے ہرگز بکر پر واجب نہین ہوتا کہ زید کی محنت اور سعی کا عوض ادا کرے کیونکہ زید کی وہ محنت صرف اپنے ہی خیال سے ہے نہ بکر کی فہمائش اور حکم سے پھر جس حالت مین ہماری نیکیون سے خدا کو کچھ فائدہ بھی نہین پہنچتا بلکہ تمام عالم کے پرہیزگار اور نیکوکار ہو جانے سے بھی خدا کی بادشاہی مین ایک ذرہ زیادہ نہین ہوتی اور نہ اُن سب کے فاسق اور بدکار ہو جانے سے اُسکی بادشاہی مین ایک ذرہ خلل آتا ہے تو پھر اس صورت مین جب تک خدا کی طرف سے کوئی صریح وعدہ نہ ہو کیونکر یقینی طور پر سمجھا جائے کہ وہ ہماری نیکیون یا ہماری بدیون کا ضرور ہمین پاداش دیگا ہان اگر خدا کی طرف سے کوئی وعدہ ہو تو اس صورت مین ہر یک عقلِ سلیم بہ یقینِ تمام سمجھتی ہے کہ وہ اپنے وعدون کو ضرور پورا کریگا اور ہر شخص البتہ بلکہ نرا احمق نہ ہو بخوبی جانتا ہے کہ وعدہ اور عدم وعدہ ہرگز برابر نہین ہو سکتے جو تسلی اور تشفی وعدہ سے حاصل ہوتی ہے وہ نری خود تراشیدہ خیالات سے ممکن نہین مثلاً خدا تعالیٰ نے قرآن شریف مین ایمانداروں کو یہہ وعدہ دیا ہے والذین اٰمنوا وعملوا الصالحات سندخلھم جنّٰت تجری من تحتھا الانھٰر خٰلدین فیھا ابدا وعد اللہ حقا ومن اصدق من اللہ قیلا الجزو نمبرہ یعنے خدا مومنین صالحین کو ہمیشہ کی بہشت مین داخل کریگا خدا کی طرف سے یہہ سچا وعدہ ہے اور خدا سے زیادہ تر سچا اپنی باتون مین اَور کون ہے۔ اب خود منصف ہو کر بتلاؤ کہ کیا اس صریح وعدہ سے صرف اپنے ہی دل کے خیالات برابر ہو سکتے ہین کیا کبھی یہہ دونون صورتین یکسان ہو سکتی ہین کہ ایک کو ایک راستباز کسیقدر مال دینے کا اپنی زبان سے وعدہ کرے اور دوسرے کو وہ راستباز اپنی زبان سے کچھ بھی وعدہ نہ کرے کیا مبشّر اور غیر مبشّر دونون برابر ہو سکتے ہین ہرگز نہین اب اپنے ہی دل مین سوچو کہ زیادہ صاف فقرہ کہلا ہوا اور باالطمینان وہ

کی پوری پوری واقفیت حاصل ہے اور علاوہ اسکے فنِ سخن مین بھی یکتا ہے اور نظم اور نثر مین سحر آمد روزگار ہے جیسے وہ ایک مرض کے حدوث کی کیفیت اور اُسکی علامات اور اسباب فصیح اور وسیع

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کام ہے کہ جس مین خدا کی طرف سے نیک اجر دینے کا وعدہ ہو یا وہ کام کہ جو فقط اپنے ہی دل کا منصوبہ ہو اور خدا کی طرف سے خاموشی ہو کون دانا ہے کہ جو وعدہ کو غیر وعدہ سے بہتر نہیں جانتا کونسا دل ہے جو وعدہ کے لئے نہیں تڑپتا اگر خدا کی طرف سے ہمیشہ چُپ چاپ ہی ہو تو پھر اگر خدا کی راہ مین کوئی محنت بھی کرے تو کس بھروسہ پر کیا وہ اپنے ہی تصورات کو خدا کے وعدے قرار دے سکتا ہے ہرگز نہیں جس کا ارادہ ہی معلوم نہین کہ وہ کونسا بدلہ دے گا اور کیونکر دیگا اور کب تک دیگا اُس کے کام پر کون خود بخود پختہ اُمید کر سکتا ہے اور نا اُمیدی کی حالت مین کیونکر محنتوں اور کوششوں پر دل لگا سکتا ہے انسان کی کوششوں کو حرکت دینے والے اور انسان کے دل مین کامل جوش پیدا کرنے والے خدا کے وعدے ہین اُنہین پر نظر کر کے عقلمند انسان اِس دُنیا کی محبت کو چھوڑتا ہے اور ہزاروں بیوندوں اور تعلقوں اور زنجیروں سے خدا کے لئے الگ ہو جاتا ہے وہی وعدے ہین کہ جو ایک اُلوہ حرص دہوا کو ایکبارگی خدا کی طرف کھینچ لاتے ہین جیسی کہ ایک شخص پر یہہ بات کُھل جاتی ہے کہ خدا کا کلام برحق ہے اور اُسکا ہر ایک وعدہ ضرور ایفا ہونے والا ہے تو اُسیوقت دُنیا کی محبت اُسپر سرد ہو جاتی ہے ایکدم مین وہ کچھ اَور ہی چیز ہو جاتا ہے اور کسی اَور ہی مقام پر پہنچ جاتا ہے خلاصہ کلام یہہ کہ کیا ایمان کے رو سے اور کیا عمل کے رو سے اور کیا جزا سزا کی اُمید کے رو سے کُھلا ہوا اور مفتوح دروازہ خدا کے سچے الہام اور پاک کلام کا دروازہ ہے وبس۔ کلامِ پاکِ آن مجموعہ دہ صد جامِ عرفان را ✦ کسے کو بلے خبر زان می چہ داند ذوقِ ایمان را ✦ نہ چشم ہست آنکہ در کوری ہمہ عمرے بر کرد ہست ✦ نہ گوش ست آنکہ نہ شنید ست گاہے قولِ جانان را ✦

وسوسہ ہفتم۔ کسی کتاب پر علمِ الٰہی کی ساری صداقتین ختم نہین ہو سکتین پھر کیونکر اُمید کی جائے کہ ناقص کتابین کامل معرفت تک پہنچا دینگی۔

جواب۔ یہہ وسوسہ اُسوقت قابلِ التفات ہوتا کہ جب ہر ہم مذاق والون مین سے کوئی صاحب اپنی عقل کے زور سے خداشناسی یا کسی دوسرے امر معاد کے متعلق کوئی ایسی جدید صداقت نکالتا جسکا قرآن شریف مین کہین ذکر نہ ہوتا اور ایسی حالت مین بلاشُبہ حضرات برہمو بڑے ناز سے کہہ سکتے ہے کہ علمِ معاد اور خداشناسی کی ساری صداقتین کتاب الہامی مین مُندرج نہین بلکہ فُلان فُلان صداقت باہر رہ گئی ہے جسکو ہم نے دریافت کیا ہے اگر ایسا کر کے دکھلائے تب تو شاید کسی نادان کو کوئی دھوکا بھی دے سکنے پر جس حالت مین قرآن شریف کھلا کھلے

تقریر مین بکمال صحت وحقانیت اور بہ نہایت متانت وبلاغت بیان کرسکتا ہے اُسکے مقابلہ پر
کوئی دوسرا شخص جسکو فنِ طبابت سے ایک ذرّہ مس نہین اور فنِ سخن کی نزاکتون سے بھی

بقیہ حاشیہ بمبرا دعوی کرتا ہے ما فرطنا فی الکتاب من شیئ الجزو نمبر ۷ یعنے کوئی صداقت علم الٰہی کے متعلق جو انسان کے لئے ضروری ہے اِس کتاب سے باہر نہین اور پھر فرمایا بتلوا صحفا مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ الجزو نمبر ۳۰ یعنے خدا کا رسول پاک صحیفے پڑھتا ہے جنمین تمام کامل صداقتین اور علوم اوّلین وآخرین درج ہین اور پھر فرمایا کتاب احکمت اٰیاتہ ثم فصلت من لدن حکیم خبیر الجزو نمبر ۱۲۔ یعنے اِس کتاب مین دو خوبیان ہین ایک تو یہ کہ حکیم مطلق نے محکم اور مدلل طور پر یعنے علوم حکمیہ کی طرح اِسکو بیان کیا ہے بطور کہنا یا قصہ نہین۔ دوسری یہ خوبی کہ اِسمین تمام ضروریاتِ علم معاد کی تفصیل کی گئی ہے اور پھر فرمایا انہ لقول فصل وما ھو بالھزل یعنے علم معاد مین جسقدر تنازعات اُٹھے ہین سب کا فیصلہ یہ کتاب کرتی ہے بے سود اور بے کار نہین ہے اور پھر فرمایا وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ وھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون الجزو نمبر ۱۴ یعنے ہم نے اس لئے کتاب کو نازل کیا ہے تا جو اختلافات عقول ناقصہ کے باعث سے پیدا ہوگئے ہین یا کسی عمداً افراط وتفریط کرنے سے ظہور مین آئے ہین اُن سب کو دور کیا جائے اور ایمانداروں کے لئے سیدھا راستہ تبلایا جاوے۔ اِس جگہہ اِس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جو فساد بنی آدم کے مختلف کلامون سے پیدا ہے اُسکی اصلاح بھی کلام ہی پر موقوف ہے یعنے اُس بگاڑ کے درست کرنے کے لئے جو بیہودہ اور غلط کلامون سے پیدا ہوا ہے ایسے کلام کی ضرورت ہے کہ جو تمام عیوب سے پاک ہو کیونکہ یہ نہایت درجہ کی بات ہے کہ کلام کا رہزدہ کلام ہی کے ذریعہ سے راہ پر آسکتا ہے صرف اشاراتِ قانونِ قدرت تنازعات کلامیہ کا فیصلہ نہین کرسکتے اور نہ گمراہ کو اُسکی گمراہی پر بصفائی تمام ملزم کرسکتے ہین۔ جیسے اگر چند شخصون کی وجوہات بہ تصریح قلمبند کرے نہ مدعا علیہ کے عذرات کو بدلائل قاطعہ توڑے تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ صرف اُسکے اشارات سے فریقین اپنے اپنے سوالات واعتراضات ووجوہات کا جواب پالین اور کیونکر ایسے مُبہم اشارات پر جن سے کسی فریق کا بالطمینان کامل رفع عذر نہین ہوا حکم اخیر مترتب ہوسکتا ہے۔ اسی طرح خدا کی حجت بھی بندون پر تب ہی پوری ہوتی ہے کہ جب اُسکی طرف سے یہ التزام ہو کہ جو لوگ غلط تحریرون کے اخر سے طرح طرح کی بدعقیدگی مین پڑگئے ہین اُنکو بذریعہ اپنی کامل وصحیح تقریر کے غلطی پر مطلع کرے اور مدلل اور واضح بیان سے اُنکا گمراہ ہونا اُنکو جتلادے تا اگر اطلاع پاکر پھر بھی وہ باز نہ آئین اور غلطی کو نہ چھوڑین تو سزا کے لائق ہون۔ خدا تعالیٰ ایک کو مجرم ٹھہرا کر پکڑے اور سزا

ناآشنا محض ہے ممکن نہین کہ مثل اُسکے بیان کرسکے یہہ بات بہت ہی ظاہر اور عام فہم ہے کہ چاہل اور عاقل کی تقریر مین ضرور کچھہ نہ کچھہ فرق ہوتا ہے اور جسقدر انسان کمالاتِ علمیہ رکھتا ہے وہ کمالات

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ادینے کو تیار ہو جائے مگر بیانِ واضح سے اُسکے دلائل بریت کا غلط ہونا ثابت نہ کرے اور اُسکے دلی شبہات کو اپنی کھلی کلام سے نہ مٹاوے کیا یہہ اُسکا منصفانہ حکم ہوگا ہرگز ہرگز ہوگا پھر اسی کی طرف دوسری آیت مین بھی اشارہ فرمایا ھدی للناس وبینات من الھدی والفرقان الجزو نمبر ۲ یعنے قرآن مین تین صفتین ہین۔ اوّل یہہ کہ جو علوم دین لوگون کو معلوم نہین رہے تھے اُنکی طرف ہدایت فرماتا ہے۔ دوسرے جن علوم مین پہلے کچھہ اجمال چلا آتا تھا اُنکی تفصیل بیان کرتا ہے۔ تیسرے جن اُمور مین اختلاف اور تنازعہ پیدا ہوگیا تھا اُن مین تول فیصل بیان کرکے حق اور باطل مین فرق ظاہر کرتا ہے اور پھر اسی جامعیت کے بارہ مین فرمایا وکل شئی فصلناہ تفصیلا الجزو نمبر ۸ یعنے اِس کتاب مین ہر یک علم دین کو بہ تفصیل تمام کھول دیا ہے اور اِسکے ذریعہ سے انسان کی جزئی ترقی نہین بلکہ یہہ وہ وسایل بتلاتا ہے اور ایسے علوم کاملہ تعلیم فرماتا ہے جن سے کلی طور پر ترقی ہو اور پھر فرمایا ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئی وھدی ورحمۃ وبشری للمسلمین الجزو نمبر ۱۴ یعنے یہہ کتاب ہم نے اس لئے تجھہ پر نازل کی کہ تا ہر یک دینی صداقت کو کھولکر بیان کردے اور تا یہہ بیان کامل ہمارا اُنکے لئے جو اطاعتِ الٰہی اختیار کرتے ہین موجبِ ہدایت و رحمت ہو۔ اور پھر فرمایا الر کتاب انزلناہ الیک لتخرج الناس من الظلمات الی النور الجزو نمبر ۱۳ یعنے یہہ عالیشان کتاب ہم نے تجھہ پر نازل کی تا کہ تو لوگون کو ہر یک قسم کی تاریکی سے نکالکر نور مین داخل کرے یہہ اِس طرف اشارہ ہے کہ جس قدر انسان کے نفس مین طرح طرح کے وساوس گذرتے ہین اور شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہین اُن سب کو قرآن شریف دور کرتا ہے اور ہر یک طور کے خیالاتِ فاسدہ کو مٹاتا ہے اور معرفتِ کامل کا نور بخشتا ہے یعنے جو کچھہ خدا کی طرف رجوع ہونے اور اُسپر یقین لانیکے لئے معارف و حقایق درکار ہین سب عطا فرماتا ہے اور پھر فرمایا ما کان حدیثا یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیہ وتفصیل کل شئی وھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون الجزو نمبر ۱۳ یعنے قرآن ایسی کتاب نہین کہ انسان اُسکو بنا سکے بلکہ اُسکے آثارِ صدق ظاہر ہین کیونکہ وہ پہلی کتابون کو سچا کرتا ہے یعنے کتب سابقہ انبیا مین جو اُسکے بارہ مین پیشین گوئین موجود تہین وہ اُسکے ظہور سے بپایہ صداقت پہنچ گئین اور جن عقاید حقہ کے بارہ مین اُن کتابون مین دلایل واضح موجود نہ تہین اُنکے قرآن نے دلایل و براہین بتلائے اور ہر قسم کی تعلیم کو مرتبۂ کمال تک پہنچایا اِس طور پر اُن کتابون کو سچا کیا جس سے خود سچائی اُسکی ثابت ہوتی ہے۔ دوسرے

مرورًا سکی علمی تقریر مین اِس طرح پر نظر آتے ہین جیسے ایک آئینہ صاف مین چہرہ نظر آتا ہے اور حق اور حکمت کے بیان کرنے کے وقت وہ الفاظ کہ جو اُسکے مونہہ سے نکلتے ہین اُسکی لیاقتِ علمی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ نشانِ صدق یہہ کہ ہر یک صداقتِ دینی کو وہ بیان کرتا ہے اور تمام وہ اُمور بتلاتا ہے کہ جو ہدایت کامل پانے کے لئے ضروری ہین اور یہہ اِسلئے نشانِ صدق ٹھہرا کہ انسان کی طاقت سے یہہ بات باہر ہے کہ اُسکا علم ایسا وسیع و محیط ہو جس سے کوئی دینی صداقت و حقائق دقیقہ باہر نرہین غرض اِن تمام آیات مین خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا کہ قرآن شریف ساری صداقتون کا جامع ہے اور یہی بزرگ دلیل اُسکی حقانیت پر ہے اور اِس دعوی پر صدہا برس ہی گذر گئے پر آجتک کسی برہمو وغیرہ نے اُسکے مقابلہ پر دم بھی نہ مارا تو اِس صورت مین ظاہر ہے کہ بغیر پیش کرنے کسی ایسی جدید صداقت کے کہ جو قرآن شریف سے باہر رہ گئی ہو یون ہی دیوانون اور سودائیون کی طرح اوہام باطلہ پیش کرنا جنکی کچھہ بھی اصلیت نہین اِس بات پر بیّنہ دلیل ہے کہ ایسے لوگون کو راستبازون کی طرح حق کا تلاش کرنا منظور ہی نہین بلکہ نفس امارہ کو خوش رکھنے کے لئے اِس فکر مین پڑے ہوئے ہین کہ کسی طرح خدا کے پاک احکام سے بلکہ خدا ہی سے آزادگی حاصل کرین اِسی آزادگی کی حصول کی غرض سے خدا کی سچی کتاب سے جسکی حقانیت اظہر من الشمس ہے ایسے منحرف ہو رہے ہین کہ نہ متکلّم بنکر شائستہ طریق پر کلام کرتے ہین اور نہ سامع ہونے کی حالت مین کسی دوسرے کی بات سُنتے ہین بھلا کوئی اِن سے پوچھے کہ کب کسی نے کوئی صداقت دینی قرآن کے مقابلہ پر پیش کی جسکا قرآن نے کچھہ جواب نہ دیا اور خالی ہاتھہ بھیجدیا۔ جس حالت مین ہیرہ سوہرس سے قرآن شریف باوازِ بلند دعوی کر رہا ہے کہ تمام دینی صداقین اُسمین بھری پڑی ہین تو پھر یہہ کیسا خبث طینت ہے کہ امتحان کے بغیر ایسی عالیشان کتاب کو ناقص خیال کیا جائے اور یہہ کس قسم کا مکابرہ ہے کہ نہ قرآن شریف کے بیان کو قبول کرین اور نہ اُسکے دعوی کو توڑ کر دکھلائین سچ تو یہہ ہے کہ اِن لوگون کے لبون پر تو ضرور کبھی کبھی خدا کا ذکر آجاتا ہے مگر اُنکے دل دُنیا کی گندگی سے بھرے ہوئے ہین اگر کوئی دینی بحث شروع بھی کرین تو اُس کو مکمل طور پر ختم کرنا نہین چاہتے بلکہ ناتمام گفتگو کا ہی جلدی سے گلا گھونٹ دیتے ہین تا ایسا نہ ہو کہ کوئی صداقت ظاہر ہو جائے اور پھر بے شرمی یہہ کہ گھر مین بیٹھہ کر اُس کامل کتاب کو ناقص بیان کرتے ہین جس نے باوضاحت تمام فرما دیا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی الجزو نمبر ۶ یعنے آج مین نے اِس کتاب کے نازل کرنے سے علم دین کو مرتبہ کمال تک پہنچا دیا اور اپنی تمام نعمتین ایماندارون پر پوری کر دین۔ اے حضرات کیا تمہین کچھہ بھی خدا کا خوف نہین ہم کیا تم ہمیشہ اسی طرح بیٹھے رہوگے ہم کیا ایک دن خدا کے حضور مین اِس جھوٹے منصب

کا اندازہ معلوم کرنے کے لئے ایک پیمانہ تصور کئے جاتے ہین اور جو بات وسعتِ علم اور کمالِ عقل کے چشمہ سے نکلتی ہے۔ اور جو بات تنگ اور منقبض اور تاریک اور محدود

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ لعنتین نہین پڑینگی ۴ اگر آپ لوگ کوئی ہماری صداقت لئے بیٹھے ہین جسکی نسبت تمہارا یہہ خیال ہے کہ ہم نے کمال جانفشانی اور عرق ریزی اور موشگافی سے اسکو پیدا کیا ہے اور جو تمہارے گمانِ باطل مین قرآن شریف اُس صداقت کے بیان کرنے سے قاصر ہے تو تمہین قسم ہے کہ سب کار و بار چھوڑ کر وہ صداقت ہمارے روبرو پیش کرو تا ہم تمکو قرآن شریف مین سے نکالکر دکھلاوین مگر پھر مسلمان ہونے پر مستعد رہو اور اگر اب بھی آپ لوگ بدگمانی اور بک بک کرنا نہ چھوڑین اور مناظرہ کا سیدھا راستہ اختیار نہ کرین تو بجز اسکے اور کیا کہین کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔

الا اے کمر بستہ برافتدا　　مکش خویشتن را بہ ترک حیا　　بخاصان حق کینہ ات تا کجا　　گہے شہرت آید ز گیہان خدا

چو چیرہ بود روشن اندر ہوی　　بروہر چہ بندی بود ا لبہی　　چو بر نیک گو ہر گمان بد بری　　بدانند مردم کہ بد گوہری

چو گوئی دریا ک را پُر غبار　　غبار دو چشمت شود آشکار　　سخن ہائے پُر خبث و بیہودہ خام　　بود بر خبیثان نشانی تمام

ندانید گفتن سخن جز دروغ　　بر حق نلغزد دروغے فروغ　　نیارید یاد از حق ہیچگون　　پسندا وفتاد ست دنیائے دون

بہ دنیا کسے دل بہ بندد چرا　　کہ ناگاہ باید شدن زین سرا　　سراسنجام ہمین خانہ برخست فتد　　بہ پیچش نیا ساید مردان مرد

ہمین گل میالائے دل چونچنے　　کہ عہد بقائش نماند بسے　　زمان مکافات آید فراز　　تو بر عیش دنیا مبین سان سنا

فریبے مخور از زر و سیم و مال　　کہ ہر مال را آخر آید زوال　　نہ آوردہ ایم و نہ با خود بریم　　تہی آمدیم و تہی بگذریم

الا تا نہ تابی سر از رہ دوست　　جہانے نیرزد بیک موئے دوست　　خدا نیکہ جان بر رہ او فدا　　نہ یابی رہش جز بپائے مصطفی

ابو القاسم آن آفتاب جہان　　کہ روشن شد از وے زمین و زمان　　بشر کی بدی از ملک نیک تر　　نہ بودی اگر چون محمد بشر

نیائید ترا شرم از کردگار　　کہ اہل خرد باشی و با وقار　　پس انگہ شوی منکر آن رسول　　کہ یابد ازو نور چشم عقول

ز سہو و ز غفلت رسیدہ نہ　　ز قصور بشر پاک شیدہ نہ　　نیامد ز تو کار رب العباد　　مکن داور بیا ز جہل و عناد

مدان ناقص ابکش چون جمال　　کمال خدا را مینگن زیاد　　تو خود ناقصی و دنی الصفات　　منہ تہمت نقص بر پاک ذات

خیالات بیہودہ کردت تباہ　　خود از پائے خود او فتادے بچاہ　　خیالت شبے ہست تاریک تر　　فزودہ بر آن شب ز کین صد غبار

نہ دل را چو ہوز دان بشب شاد کن　　بترس و ز روز سمر یاد کن　　اگر در ہوا ہم چو مرغان پری　　وگر بر سر آب ہا بگذری

خیال سے پیدا ہوتی ہے اِن دونون طور کی باتون مین اِس قدر فرق واضح ہوتا ہے کہ جیسی قوّت شامہ کے آگے بشرطیکہ کسی فطرتی یا عارضی آفت سے ماؤف نہ ہو خوشبو اور بدبو مین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ وگر زآتش آئی سلامت بدون — وگر خاک رازر کنی از فسون — نیاری کہ حق را گنی زیر لیت — مکن ثاثر خائی چو مجنون مست

خدا ہر کہ را کرد مہر منیر — نہ گردد ز دست تو خاک حقیر — دلِ خود بہرزہ مسوزاے دنی — نہ کاہد نہ کاہد نہ کاہد ز کم

بہارست و بادِ صبا در چمن — کند نازہا با گل و یاسمن — ز نسرین و گلہائے فصل بہار — نسیم صبا مے وزد عطر بار

تو اے ابلہ افتادہ اندر خزان — ہمہ برگ افشاندہ چون مفلسان — بہ قرآن چرا بر سر کین دوی — نہ دیدی ز قرآن گر نیکوی

اگر نامدی در جہان این کلام — نماندی بدُنیا ز توحید نام — جہان بود افتادہ تاریک قعر — از و شد منوّر رخ ہر دیار

بہ توحید راہی از و شد عیاں — ترا ہم خبر شد کہ ہست آن یگاں — وگرنہ بہ بین حالِ آبائے خویش — بہ انصاف بنگر در آن بین و کیش

بود آن فرومایہ بد گوہرے — کہ از منعم خود بتابد سرے — ز اندازہ خویش برتر مپر — بشکے کمن چون ندانی ہنر

بقین دان کہ این کار یزدانی است — نہ از دخل و تدبیر انسانی ہست — شد این دین بہ بفضل خدا جمند — نہ کار فریب ست و سالوس و بند

درخشد در و نور چون آفتاب — تو کوری نمی بینی اش زین حجاب — بہ ناپاکی دل مشو بدگمان — وگر حجتی است بنما عیان

بہ شوق دل آویختن ابلہا — پس انگہ بہ بین قدرت کارہا — گزین کن ز قومت یکے نخبہ — کہ با یک تن از ما کند یک سخن

بحمایت فضل خداوند پاک — ز باطل پرستان نداریم باک — بجوش ست فیض احد دردلم — کہ نا بند ہر طالبے بگسلم

خدارا در لطفہا ہست باز — نسیم عنایات در اہتزاز — کسے کو بتابد سر از عدل و داد — کجا دم زند پیش صدق و سداد

کلام خدا ہر دم از عزّ و جاہ — کند روئے ناشر سر از سیاہ — چسان رائے نقشے گیرد و بلند — کہ طغیان نقشش نگیرد زگند

دل پاک و جولان فکر و نظر — دو جوہر بود لازم یک دگر — چو صوف صفا در دل آویختند — مراد از سوا دِ عیون ریختند

خدا آفریدت ز یکمشت خاک — خورد داد نان تا نگردی ہلاک — ہر حاجتت گشت حاجت روا — کشود از ترحّم درِ دوست عطا

چہ پاداش جودش چنین سہل ہی — کہ در علم خود را نفہمش نہی — چہ خود را برابر کنی با خدائے — تفو بر چنین عقل و ادراک و رائے

خدا چون ترا بہ لبی گفتند — بکوشش نیارام کردن بلند — بکو شیم و اسنجام کار آن بود — کہ آن خواہش و رائے نیک آید

وسوسہ ہشتم — انسان کو خدا کا ہمکلام ہونا بزعم تو بے ادب سے دور ہے۔ فانی کو ذات ازلی ابدی سے کیا نسبت اور مشت خاک کو نور وجوب سے کیا مشابہت۔

جواب — یہہ وہم بھی سراسر بے اصل اور پوچ ہے اور اِسکے قلع و قمع کے لئے انسان کو اسی بات کا سمجھنا

فرق واضح ہے۔ جہان تک تم چاہو فکر کرلو اور جس حد تک چاہو سوچ لو کوئی خامی اِس صداقت مین نہین پاؤگے اور کسی طرف سے کوئی رخنہ نہین دیکھوگے پس جبکہ من کُل الوجوہ ثابت ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کافی ہے کہ جس کریم اور رحمان نے اوزادِ کائنات بنی آدم کے دل مین اپنی معرفت کے لئے بے انتہا جوش ڈالدیا اور ایسا اپنی محبت اور اپنی اُنس اور اپنے شوق کی طرف کھینچا کہ وہ بالکل اپنی ہستی سے کھوئے گئے تو اِس صورت مین یہہ تجویز کرنا کہ خدا اُنکا ہمکلام ہونا نہین چاہتا اِس قول کے مساوی ہے کہ گویا اُنکا تمام عشق اور محبت ہی عبث ہے اور اُنکے سارے جوش یک طرفہ خیالات ہین لیکن خیال کرنا چاہئے کہ ایسا خیال کس قدر بیہودہ ہے کیا جس نے انسان کو اپنے تقرب کی استعداد بخشی اور اپنی محبت اور عشق کے جذبات سے بیقرار کردیا اُسکے کلام کے فیضان سے اُسکا طالب محروم رہ سکتا ہے ؟ کیا یہہ صحیح ہے کہ خدا کا عشق اور خدا کی محبت اور خدا کے لئے بیخود اور محو ہوجانا یہہ سب ممکن اور جایز ہے اور خدا کی شان مین کچھہ حارج نہین مگر اپنے مُحبِ صادق کے دل پر خدا کا الہام نازل ہونا غیر ممکن اور ناجایز ہے اور خدا کی شان مین حارج ہے۔ انسان کا خدا کی محبت کے بے انتہا دریا مین ڈوبنا اور پھر کسی مقام مین بس نہ کرنا اِس بات پر شہادت قاطع ہے کہ اُس کی عجیب الخلقت روح خدا کی معرفت کے لئے بنائی گئی ہے پس جو چیز خدا کی معرفت کے لئے بنائی گئی ہے اگر اُس کو وسیلہ معرفتِ کامل جو الہام ہے عطا نہ ہو تو یہہ کہنا پڑیگا کہ خدا نے اُسکو اپنی معرفت کے لئے نہین بنایا حالانکہ اِس بات سے برہمو سماج والون کو بھی انکار نہین کہ انسان سلیم الفطرت کی روح خدا کی معرفت کی بھوکی اور پیاسی ہے پس اب اُنکو آپ ہی سمجھنا چاہئے کہ جس حالت مین انسان صحیح الفطرت خود فطرتاً خدا کی معرفت کا طالب ہے اور یہہ ثابت ہوچکا ہے کہ معرفتِ الٰہی کا ذریعہ کامل بجز الہام الٰہی اور کوئی دوسرا امر نہین تو اِس صورت مین اگر وہ معرفتِ کامل کا ذریعہ غیر ممکن الحصول بلکہ اُسکا تلاش کرنا دور از ادب ہے تو خدا کی حکمت پر بڑا اعتراض ہوگا کہ اُس نے انسان کو اپنی معرفت کے لئے جوش تو دیا پر ذریعہ معرفت عطا نہ کیا گویا جسقدر بھوک دی اُسقدر روٹی دینا نہ چاہا اور جسقدر پیاس لگادی اُسقدر پانی دینا منظور نہ ہوا اگر دانشمند لوگ اِس بات کو خوب سمجھتے ہین کہ ایسا خیال سراسر خدا کی عظیم الشان رحمتون کی ناقدر شناسی ہے جس حکیم مطلق نے انسان کی ساری سعادت اِسمین رکھی ہے کہ وہ اِسی دُنیا مین اُلوہیت کی شعاعون کو کامل طور پر دیکھے تا اُس زبردست کشش سے خدا کی طرف کھینچا جائے پھر ایسے کریم اور رحیم کی نسبت یہہ گمان کرنا کہ وہ

کہ جو فرق علمی اور عقلی طاقتون مین مخفی ہوتا ہے وہ ضرور کلام مین ظاہر ہوجاتا ہے اور ہرگز ممکن ہی نہین کہ جو لوگ من حیث العقل والعلم افضل اور اعلیٰ ہین وہ فصاحتِ بیانی اور رفعتِ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ انسان کو اپنی سعادتِ مطلوبہ اور اپنے مرتبۂ فطرتیہ تک پہنچانا نہین چاہتا یہ حضرات برتہو کی عجب عقلمندی ہے۔

وسوسۂ نہم یہہ اعتقاد کہ خدا آسمان سے اپنا کلام نازل کرتا ہے یہہ بالکل درست نہین کیونکہ قوانینِ نیچریہ اِسکی تصدیق نہین کرتے اور کوئی آواز اوپر سے نیچے کو آتی ہم کبھی نہین سُنتے بلکہ الہام صرف اُن خیالات کا نام ہے کہ جو فکر اور نظر کے استعمال سے عقلمند لوگون کے دلون مین پیدا ہوتے ہین وبس۔

جواب جو صداقت بجائے خود ثابت ہے اور جسکو بے شمار صاحبِ معرفت لوگون نے بچشمِ خود مشاہدہ کرلیا ہے اور جسکا ثبوت ہر زمانہ مین طالبِ حق کو مل سکتا ہے اگر اُس سے کوئی ایسا انسان مُنکر ہو کہ جو روحانی بصیرت سے بے بہرہ ہے یا اگر اُسکی تصدیق سے کسی محجوب القلب کا فکرِ قاصر اور علمِ ناقص ناکام رہے تو اُس صداقت کا کچھ بھی نقصان نہین اور نہ وہ ایسے لوگون کے بک بک کرنے سے قوانینِ قدرتیہ سے باہر ہوسکتی ہے مثلاً تم تو جو کہ اگر کوئی اُس قوتِ جاذبہ سے جو مقناطیس مین ہے بے خبر ہو اور اُسنے کبھی مقناطیس دیکھا ہی نہ ہو اور یہہ دعویٰ کرے کہ مقناطیس ایک پتھر ہے اور جہانتک قوانینِ قدرتیہ کا مجھے علم ہے اِس طور کی کشش کو مین نے کبھی کسی پتھر مین مشاہدہ نہین کیا اِس لئے میری رائے مین جو مقناطیس کی نسبت ایک خاصیتِ جذب خیال کی گئی ہے وہ غلط ہے کیونکہ قوانینِ نیچریہ کے برخلاف ہے تو کیا اُسکی اِس فضول گوئی سے مقناطیس کی ایک متحقق خاصیت غیر معتبر اور مشکوک ہوجائیگی ہرگز نہین بلکہ ایسے نادان کی اِن فضول باتون سے اگر کچھ ثابت بھی ہوگا تو یہی ثابت ہوگا کہ وہ سخت درجہ کا احمق اور جاہل ہے کہ جو اپنے عدمِ علم کو عدمِ شئی پر دلیل ٹھہراتا ہے اور ہمارا صاحبِ تجربہ لوگون کی شہادت کو قبول نہین کرتا بھلا یہہ کیونکر ہوسکے کہ قوانینِ قدرتیہ کے لئے یہہ بھی شرط ہو کہ ہر ایک فردِ بشر عام طور پر خود اُنکو آزمالیوے۔ خدا نے نوعِ انسان کو ظاہری و باطنی قوتون مین متفاوت پیدا کیا ہے مثلاً بعض کی قوتِ باصرہ نہایت تیز ہے بعض ضعیف البصر ہین بعض بعض اندھے بھی ہین۔ جو ضعیف البصر ہین وہ جب دیکھتے ہین کہ تیز بصارت والون نے دور سے کسی باریک چیز کو مثلاً ہلال کو دیکھ لیا تو وہ انکار نہین کرتے بلکہ انکار کرنا اپنی ذلت اور بردہ دری کا موجب سمجھتے ہین اور اندھے بیچارے تو ایسے معاملہ مین دم بھی نہین مارتے۔ اسی طرح جنکی قوتِ شامہ مفقود ہے وہ صدہا ثقہ اور راست گو لوگون کی زبان سے خوشبو بدبو کی خبرین جب سنتے ہین

معانی مین یکسان ہو جائین اور کچھہ ما بہ الامتیاز باقی نہ رہے تو اِس صداقت کا ثابت ہونا اِس دوسری صداقت کے ثبوت کو مُستلزم ہے کہ جو کلام خدا کا کلام ہو اُسکا انسانی کلام سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ تو یقین کر لیتے ہین اور ذرّہ شک نہین کرتے اور خوب جانتے ہین کہ اِسقدر لوگ جھوٹ نہین بولتے ضرور کچھ ہین اور بلاشبہ ہماری ہی قُوتِ شامہ نادرہ ہے کہ جو ہم اُن مشمومات کے دریافت کرنے سے محروم ہین - علیٰ ہذا القیاس باطنی استعدادون مین بھی بنی آدم مختلف ہین بعض ادنیٰ ہین اور حبِ نفسانی مین محجوب ہین اور بعض قدیم سے ایسے نفوسِ عالیہ اور صافیہ ہوتے چلے آئے ہین کہ جو خدا سے اِلہام پاتے رہے ہین اور ادنیٰ فطرت کے لوگ کہ جو محجوب النفس ہین اُنکا نفوسِ عالیہ لطیفہ کے خصائصِ ذاتیہ سے انکار کرنا ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی اندھا ضعیف البصر صاحبِ بصارتِ قویّہ کے مرئیات سے انکار کرے یا جیسا ایک **اخشم** آدمی جسکی قُوتِ بویائی ابتدا پیدائش سے ہی باطل ہو صاحبِ قُوتِ شامہ کے مشمومات سے مُنکر ہو۔

اور پھر مُنکر کے مُلزم کرنے کے لئے بھی جو ظاہری طور پر تدابیر مین وہی باطنی طور پر بھی تدابیر موجود ہین مثلاً جسکی قُوتِ شامہ کا مفقود ہونا بعلّتِ مولودی ہے اگر وہ خوشبو بدبو کے وجود سے مُنکر ہو بیٹھے اور جسقدر لوگ صاحبِ قُوتِ شامہ ہین سب کو دروغ گو یا وہمی قرار دے تو اُسکو یون سمجھا سکتے ہین کہ اُسکو یہہ کہا جائے کہ وہ بہت سی چیزون مثلاً پارچات مین سے بعض پر عطرِ ملکر اور بعض کو خالی رکھہ کر صاحبِ قُوتِ شامہ کا امتحان کرے تا تکرار تجربہ سے اُسکو اِس بات پر یقین ہو جائے کہ قُوتِ شامہ کا وجود بھی واقعی اور حقیقی ہے اور ایسے لوگ فی الحقیقت پائے جاتے ہین کہ جو معطر اور غیر معطر مین فرق کر لیتے ہین - ایسا ہی تکرار تجربہ سے اِلہام کا وجود طالبِ حق پر ثابت ہو جاتا ہے کیونکہ جب صاحبِ اِلہام پر وہ اُمورِ غیبیہ اور دقایقِ مخفیہ مُنکشف ہوتے ہین کہ جو مجرّد عقل سے مُنکشف نہین ہو سکتے اور کتابِ اِلہامی اُن عجائبات پر مشتمل ہوتی ہے جن پر کوئی دوسری کتاب مشتمل نہین ہوتی تو طالبِ حق اسی دلیل سے سمجھہ لیتا ہے کہ اِلہامِ الٰہی ایک مُتحقق الوجود صداقت ہے اور اگر نفوسِ صافیہ مین سے ہو تو خود ٹھیک ٹھیک راہِ راست پر چلنے سے کسیقدر بہ حیثیتِ نورانیتِ قلب اپنے کے اِلہام الٰہی کو اولیاء اللہ کی طرح پا بھی لیتا ہے جس سے وحیِ رسالت پر بطورِ حق الیقین اُسکو علم حاصل ہو جاتا ہے چنانچہ طالبِ حق کے لئے کہ جو اسلام کے قبول کرنے پر دلی سچائی اور روحانی صدق اور خالص اطاعت سے رغبت ظاہر کرے ہم ہی اِس امر پر تسلی کر دینے کا ذمہ اُٹھاتے ہین **وما کان احد فی شک من قولی فلیجمع الینا**

اپنے ظاہری اور باطنی کمالات مین برتر اور اعلیٰ اور عدیم المثال ہونا ضروری ہے کیونکہ خدا کے علمِ تام سے کسی کا علم برابر نہین ہوسکتا اور اسی کی طرف خدا نے بھی اشارہ فرما کر کہا ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ الصدق القدم واللہ علی ما نقول قدیر وھو فی کل امر نصیر۔

اور یہہ خیال کرنا کہ جو وجود قبائح فکر اور نظر کے استعمال سے لوگون پر کھلتے ہین وہی الہام مین بجز اُنکے اَور کوئی شے الہام نہین یہہ بھی ایک ایسا وہم ہے جسکا موجب صرف کوتہ باطنی اور بیخبری ہے اگر انسانی خیالات ہی خدا کا الہام ہوتے تو انسان بھی خدا کی طرح بذریعہ اپنے فکر اور نظر کے اُمورِ غیبیہ کو معلوم کرسکتا لیکن ظاہر ہے کہ گو انسان کیسا ہی دانا ہو مگر وہ فکر کرکے کوئی امرِ غیب تبلا نہین سکتا اور کوئی نشان طاقتِ الوہیت کا ظاہر نہین کرسکتا اور خدا کی قدرتِ خاصہ کی کوئی علامت اُسکے کلام مین پیدا نہین ہوتی بلکہ اگر وہ فکر کرتا کرتا مربھی جائے تب بھی اُن پوشیدہ باتون کو معلوم نہین کرسکتا کہ جو اُسکی عقل اور نظر اور حواس سے وراء الوراء ہین اور نہ اُسکا کلام ایسا عالی ہوتا ہے کہ جسکے مقابلہ سے انسانی قوتین عاجز ہون پس اِس وجہ سے عاقل کو یقین کرنیکے لئے وجوہ کافی ہین کہ جو کچھ انسان اپنی فکر اور نظر سے پہلے یا پیچھے خیالات پیدا کرتا ہے وہ خدا کا کلام نہین بن سکتے اگر وہ خدا کا کلام ہوتا تو انسان پر سارے غیب کے دروازے کھل جاتے اور وہ امور بیان کرسکتا جسکا بیان کرنا الوہیت کی قوت پر موقوف ہے کیونکہ خدا کے کام اور کلام مین خدائی کے تجلیات کا ہونا ضروری ہے لیکن اگر کسی کے دل مین یہہ شبہ گذرے کہ نیک اور بد تدبیرین اور ہر یک شر و خیر کے متعلق باریک حکمتین اور طرح طرح کے مکر و فریب کی باتین کہ جو فکر اور نظر کے وقت انسان کے دل مین پڑجاتی ہین وہ کس کی طرف سے اور کہان سے پڑتی ہین اور کیونکر سوچتے سوچتے یک دفعہ مطلب کی بات سوجھہ جاتی ہے اِسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ تمام خیالات **خلق اللہ** ہین **امر اللہ** نہین اور اِس جگہہ خلق اور امر مین ایک لطیف فرق ہے **خلق** تو خدا کے اُس فعل سے مراد ہے کہ جب خدا تعالیٰ عالم کی کسی چیز کو بتوسطِ اسباب پیدا کرکے بوجہ علت العلل ہونے کے اپنی طرف اُسکو منسوب کرے اور **امر** وہ ہے جو بلا توسط اسبابِ خالص خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو اور کسی سبب کی اُس مین آمیزش نہ ہو پس کلامِ الٰہی جو اُس قادرِ مطلق کی طرف سے نازل ہوتا ہے اُسکا نزول عالمِ امر سے ہے نہ عالمِ خلق سے اور دوسرے جو جو خیالات انسانون کے دلون مین بوقتِ نظر اور فکر اُٹھا کرتے ہین وہ تمامتر مہا

وان لم یستجیبوا لکم فاعلموا انما انزل بعلم اللہ الجزو نمبر ۱۲ یعنے اگر کفار اِس قرآن کی نظیر پیش نہ کرسکین اور مقابلہ کرنے سے عاجز رہین تو تم جان لو کہ یہہ کلام علمِ انسان سے نہین بلکہ خدا

تتمہ حاشیہ نمبر ۱۱ عالمِ خلق سے ہین کہ جن مین قدرتِ الٰہیہ زیرِ پردۂ اسباب و قوی متصرف ہوتی ہے اور اُنکی نسبت بسط کلام یون ہے کہ خدا نے انسان کو اِس عالمِ اسباب مین طرح طرح کی قوتون اور طاقتون کے ساتھہ پیدا کرکے اُنکی فطرت کو ایک ایسی قانونِ قدرت پر مبنی کردیا ہے یعنے اُنکی پیدائش مین کچھہ اِس قسم کی خاصیت رکھدی ہے کہ جب وہ کسی بھلے یا بُرے کام مین اپنی فکر کو متحرک کرین تو اُسی کے مناسب اُنکو تدبیرین سوجھہ جایا کرین جیسے ظاہری قوتون اور حواسون مین انسان کے لئے یہہ قانونِ قدرت رکھا گیا ہے کہ جب وہ اپنی آنکھہ کھولے تو کچھہ نہ کچھہ دیکھہ لیتا ہے اور جب اپنے کانون کو کسی آواز کی طرف لگادے تو کچھہ نہ کچھہ سُن لیتا ہے اسی طرح جب وہ کسی نیک یا بد کام مین کوئی کامیابی کا راستہ سوچتا ہے تو کوئی نہ کوئی تدبیر سوجھہ ہی جاتی ہے۔ صالح آدمی نیک راہ مین فکر کرکے نیک باتین نکالتا ہے اور چور نقب زنی کے باب مین فکر کرکے کوئی عمدہ طریق نقب زنی کا ایجاد کرتا ہے غرض جس طرح بدی کے بارہ مین انسان کو بڑے بڑے عمیق اور نازک بدی کے خیال سوجھہ جاتے ہین علیٰ ہذا القیاس اُسی قوت کو جب انسان نیک راہ مین استعمال کرتا ہے تو نیکی کے عمدہ خیال بھی سوجھہ جاتے ہین اور جس طرح بد خیالات کو کیسے ہی عمیق اور دقیق اور جادو اثر کیون نہ ہون خدا کا کلام نہین ہوسکتے ایسا ہی انسان کے خود تراشیدہ خیالات جنکو وہ اپنے زعم مین نیک سمجھتا ہے کلامِ الٰہی نہین ہین خلاصہ یہہ کہ جو کچھہ نیکون کو نیک حکمتین یا چوردن اور ڈاکون اور خونیون اور زانیون اور جعلسازون کو فکر اور نظر کے بُری تدبیرین سوجھتی ہین وہ فطرتی آثار اور خواص ہین اور بوجہ علت العلل ہونے حضرتِ باری کے اُنکو خلق اللہ کہا جاتا ہے نہ امر اللہ وہ انسان کے لئے ایسے ہی فطرتی خواص ہین جیسے نباتات کے لئے قوتِ اسہال یا قوتِ قبض یا دوسری قوتین فطرتی خواص ہین غرض جیسا اور چیزون مین حکیمِ مطلق نے طرح طرح کے خواص رکھے ہین ایسا ہی انسان کی قوتِ متفکرہ مین یہہ خاصہ رکھا ہے کہ جس نیک یا بد مین انسان اُس سے مدد لینا چاہتا ہے اُسی قسم کی اُس سے مدد ملتی ہے ایک شاعر کسی کی ہجو مین شعر بناتا ہے اُسکو فکر کرنے سے ہجو کے شعر سوجھتے جاتے ہین دوسرا شاعر اُسی شخص کی تعریف کرنی چاہتا ہے اُسکو تعریف کا ہی مضمون سوجھتا ہے سو اِس قسم کے خیالاتِ نیک اور بد خدا کی خاص مرضی کا

کے علم سے نازل ہوا ہے جسکے علمِ وسیع اور تام کے مقابلہ پر علومِ انسانیہ بے حقیقت اور ہیچ ہین۔ اِس آیت مین بُرہانِ انّی کی طرز پر اثر کے وجود کو مؤثر کے وجود کی دلیل ٹھہرائی ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ آئینہ نہین ہو سکتے اور نہ اُسکا کام اور کلام کہلا سکتے ہین خدا کا پاک کلام وہ کلام ہے کہ جو انسانی قوی سے بکلّی برتر و اعلیٰ ہے اور کمالیت اور قدرت اور تقدّس سے بہرا ہوا ہے جسکے ظہور و بروز کے لئے اول شرط یہی ہے کہ بشری قوتین بکلّی مُعطّل اور بیکار ہون نہ فکر ہو نہ نظر ہو بلکہ انسان مثل میّت کے ہو اور سب اسباب منقطع ہون اور خدا جسکا وجود واقعی اور حقیقی ہے آپ اپنے کلام کو اپنے خاص ارادہ سے کسی کے دل پر نازل کرے پس سمجھنا چاہئے کہ جس طرح آفتاب کی روشنی صرف آسمان سے آتی ہے آنکھ کے اندر سے پیدا نہین ہو سکتی اسی طرح نورِ الہام کا بھی خاص خدا کی طرف سے اور اُسکے ارادہ سے نازل ہوتا ہے یون ہی اندر سے جوش نہین مارتا جبکہ خدا فی الواقع موجود ہے اور فی الواقع وہ دیکھتا سُنتا جانتا کلام کرتا ہے تو پھر اُسکا کلام اُسی حیّ قیوم کی طرف سے نازل ہونا چاہئے نہ یہ کہ انسان کے اپنے ہی خیالات خدا کا کلام بن جائین۔ ہمارے اندر سے وہی خیالات پہلے پیدا ہوئے جو ش مارتے ہین کہ جو ہمارے اندازۂ فطرت کے مطابق ہمارے اندر سمائے ہوئے ہین مگر خدا کے بے انتہا علم اور بے شمار حکمتین ہمارے دل مین کیونکر سما سکین اِس سے زیادہ تر اَور کیا کُفر ہوگا کہ انسان ایسا خیال کرے کہ جسقدر خدا کے پاس خزائنِ علم و حکمت و اسرارِ غیب ہین وہ سب ہمارے ہی دل مین موجود ہین اور ہمارے ہی دل سے جوش مارتے ہین پس دوسرے لفظون مین اِسکا خلاصہ تو یہی ہوا کہ حقیقت مین ہم ہی خدا ہین اور بجز ہمارے اَور کوئی ذات قایم بنفسہٖ اور متّصف بصفاتِ موجود نہین جسکو خدا کہا جائے کیونکہ اگر فی الواقعہ خدا موجود ہے اور اُسکے علوم غیر متناہی اُسی سے خاص ہین جنکا پیمانہ ہمارا دل نہین ہو سکتا تو اس صورت مین کس قدر یہہ قول غلط اور بیہودہ ہے کہ خدا کے بے انتہا علوم ہمارے ہی دل مین بھرے پڑے ہین اور خدا کے تمام خزائنِ حکمت ہمارے ہی قلب مین سما رہے ہین گویا خدا کا علم اُسیقدر ہے جسقدر ہمارے دل مین بھرا ہے پس خیال کرو کہ اگر یہہ خدائی کا دعویٰ نہین تو اَور کیا ہے لیکن کیا یہہ ممکن ہے کہ انسان کا دل خدا کے جمیع کمالات کا جامع ہو جائے؟ کیا یہہ جایز ہے کہ ایک قطرۂ امکان آفتابِ وجوب بن جائے ہرگز نہین ہرگز نہین ہم پہلے ابھی لکھ چکے ہین کہ اُلوہیّت کے خاص جیسے علمِ غیب اور احاطۂ قابلِ حکیہ اور دوسرے قدرتی نشان انسان سے ہرگز ظہور پذیر نہین ہو سکتے اور خدا کا کلام وہ ہے جس مین خدا کی عظمت خدا کی قدرت خدا

جسکا دوسرے لفظوں مین خلاصہ مطلب یہہ ہے کہ علمِ الٰہی بوجہ اپنی کمالیت اور جامعیت کے ہرگز انسان کے ناقص علم سے متشابہ نہین ہو سکتا بلکہ ضرور ہے کہ جو کلام اُس کامل اور بے مثل

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ برکت خدا کی حکمت خدا کی بے نظیری پائی جاوے سو وہ تمام شرائط قرآن شریف مین ہین جیسے انشاء اللہ ثبوت اسکا اپنے موقعہ پر ہوگا پس اگر اب بھی بنسبہو سماج والون کو اپنے الہام کے وجود سے انکار ہو کہ جو امورِ غیبیہ اور دوسرے اُمورِ قدریہ پر مشتمل ہو تو اُنکو اپنی آنکھہ کھولنے کے لئے قرآن شریف کو بغور تمام دیکھنا چاہئے تا انپر معلوم ہو کہ کیسے اُس کلام پاک مین ایک دریا اخبارِ غیب کا اور نیز اُن تمام اُمورِ قدسیہ کا کہ جو انسانی طاقتون سے باہر ہین بہ رہا ہے اور اگر بوجہ قلتِ بصیرت و بصارت اُن فضائل قرآنیہ کو خود بخود معلوم نہ کر سکین تو ہمارے اس کتاب کو ذرا آنکھہ کھولکر پڑہین تا وہ خزائن اُمورِ غیبیہ و اسرارِ قدریہ کہ جو قرآن شریف مین بھرے پڑے ہین بطور مشتے نمونہ از خروارے اُنکو معلوم ہو جائین اور یہہ بھی اُنکو معلوم رہے کہ تحقق وجودِ الہام ربانی کے لئے کہ جو خاص خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے اور اُمورِ غیبیہ پر مشتمل ہوتا ہے ایک اور بھی راستہ کھلا ہوا ہے اور وہ یہہ ہے کہ خدا تعالیٰ اُمتِ محمدیہ مین کہ سچے دین پر ثابت اور قایم ہین ہمیشہ ایسے لوگ پیدا کرتا ہے کہ جو خدا کی طرف سے ملہم ہو کر ایسے اُمورِ غیبیہ بتلاتے ہین جنکا بتلانا بجز خدائے واحد لاشریک کے کسی کے اختیار مین نہین اور خداوند تعالیٰ اس پاک الہام کو اُنہین ایمانداروں کو عطا کرتا ہے کہ جو سچے دل سے قرآن شریف کو خدا کا کلام جانتے ہین اور صدق اور اخلاص سے اُسپر عمل کرتے ہین اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا سچا اور کامل پیغمبر اور سب پیغمبرون سے افضل اور اعلیٰ اور بہتر اور خاتم الرسل اور اپنا ہادی اور رہبر سمجھتے ہین دوسرون کو یہہ الہام یعنے یہودیون عیسائیون آریون برہمنون وغیرہ کو ہرگز نہین ہوتا بلکہ ہمیشہ قرآن شریف کے کامل تابعین کو ہوتا رہا ہے اور اب بھی ہوتا ہے اور آئندہ بھی ہوگا اور گو وحیٔ رسالت بجہت عدم ضرورت منقطع ہے لیکن یہہ الہام کہ جو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باخلاص خادمون کو ہوتا ہے یہہ کسی زمانہ مین منقطع نہین ہوگا اور یہہ الہام وحیٔ رسالت پر ایک عظیم الشان ثبوت ہے جسکے سامنے ہر یک منکر و مخالف اسلام ذلیل اور رسوا ہے اور چونکہ یہہ مبارک الہام اپنی تمام برکت اور عزت اور عظمت اور جلال کے ساتھہ صرف اُن عزت دار بندون مین پایا جاتا ہے کہ جو اُمتِ محمدیہ مین داخل ہین اور خدام آن حضرت والاجاہ ہین دوسرے کسی فرقہ مین یہہ نورِ کامل کہ جو تقرب اور قبولیت اور خوشنودی حضرتِ عزت کی بشارت مین بخشتا ہے ہرگز پایا نہین جاتا اسلئے

علم سے نکلا ہے وہ بھی کامل اور بے مثل ہی ہو اور انسانی کلاموں سے بکلّی امتیاز رکھتا ہو سو بھی کمالیت قرآن شریف مین ثابت ہے۔ غرض خدا کے کلام کا انسان کے کلام سے ایسا فرق

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ وجود اِس مبارک الہام کا صرف نفس الہام کی حقانیت کو ثابت نہین کرتا بلکہ یہہ بھی ثابت کرتا ہے کہ دُنیا مین مقبول اور مُستقیم دین پر جو فرقہ ہے وہ فقط اہلِ اسلام ہی کا فرقہ ہے اور باقی سب لوگ باطل پرست اور کج رو اور موردِ غضبِ الٰہی ہین۔ نادان لوگ میری اِس بات کو سُنتے ہی طرح طرح کی باتین بنائینگے اور انکار سے سر ہلائینگے یا احمقون اور شریرون کی طرح ٹھٹھا کرینگے مگر اُنکو سمجھنا چاہئے کہ خواہ نخواہ انکار اور ہنسی سے پیش آنا شریف النفس اور طالب الحق انسانون کا کام نہین بلکہ اُن خبیث الطینت اور شریر النفس لوگون کا کام ہے جنکو خدا اور راستی سے غرض نہین۔ دُنیا مین ہزارہا چیزون مین ایسے خواص ہین کہ جو عقلی طور پر سمجھے نہین جاتے صرف تجربہ سے انسان اُنکو سمجھتا ہے اسی وجہ سے عام طور پر تمام عقلمندون کا یہی قاعدہ ہے کہ جب تکرار تجربہ سے کسی چیز کی خاصیت ظاہر ہو جاتی ہے تو پھر اُس خاصیت کے تحقق وجود مین کسی عاقل کو شک باقی نہین رہتا اور آزمانے کے بعد وہی شخص شک کرتا ہے کہ جو نرا گدھا ہے مثلاً ترمد مین جو قوتِ اسہال ہے یا مقناطیس مین جو قوتِ جذب ہے اگرچہ اِس بات پر کوئی دلیل قایم نہین کہ کیون اِن مین یہہ قوتین ہین لیکن جبکہ تکرار تجربہ صاف ظاہر کرتا ہے کہ ضرور اِن چیزون مین یہہ قوتین پائی جاتی ہین تو گو اُنکی کیفیت وجود پر عقلی طور پر کوئی دلیل قایم نہ ہو لیکن بضرورت شہادتِ قاطعہ تجربہ اور امتحان کے ہر یک عاقل کو ماننا پڑتا ہے کہ فی الحقیقت ترمد مین قوتِ اسہال اور مقناطیس مین خاصّۂ جذب موجود ہے اور اگر کوئی اُن کے وجود سے اِس بنا پر انکار کرے کہ عقلی طور پر مجھکو کوئی دلیل نہین ملتی تو ایسے شخص کو ہر یک دانا پاگل اور دیوانہ جانتا ہے اور سوداوی اور مسلوب العقل قرار دیتا ہے سو اب ہم تمہولوگون اور دوسرے مخالفین کی خدمت مین عرض کرتے ہین کہ جو کچھ ہم نے الہام کی نسبت بیان کیا ہے یعنے یہہ کہ وہ اب بھی اُمتِ محمدیہ کی کامل افراد مین پایا جاتا ہے اور انبیا سے خصوص ہے اُنکے غیر مین ہرگز پایا نہین جاتا یہہ بیان ہمارا بلا ثبوت نہین بلکہ جیسا بذریعہ تجربہ ہزارہا صداقتین دریافت ہو رہی ہین ایسا ہی یہہ بھی تجربہ اور امتحان سے ہر یک طالب پر ظاہر ہو سکتا ہے اور اگر کسی کو طلبِ حق ہو تو اُسکا ثابت کردکھانا بھی ہمارا ہی ذمہ ہے بشرطیکہ کوئی ہر تمہو یا اور کوئی منکر دینِ اسلام کا طالبِ حق بنکر اور بصدقِ دل دینِ اسلام قبول کرنے کا وعدہ تحریری مشتہر کرکے اخلاص اور نیک نیتی اور اطاعت سے رجوع کرے فان تولوا فان اللہ علیم بالمفسدین

بین چاہیئے جیسا خدا اور انسان کے علم اور عقل اور قدرت مین فرق ہے - جس حالت مین افرادِ انسانی نوعِ واحد مین داخل ہو کر پھر بھی بوجہ تفاوتِ علم اور عقل اور تجربہ اور مشق

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بعض لوگ یہہ وہم بھی پیش کرتے ہین کہ جس حالت مین اُمورِ غیبیّہ کے بتانے والے دُنیا مین کئی فرقے پائے جاتے ہین کہ جو کبھی نہ کبھی اور کچھہ نہ کچھہ بتلا دیتے ہین اور بعض اوقات کسیقدر اُنکا مقولہ بھی سچ ہو رہتا ہے جیسے منجم طبیب قیافہ دان کاہن رمّال جفری فالبین اور بعض بعض محدثین اور حال کے زمانہ مین مسمریزم کہ بعض اُمور اُنسے مکشوف ہوتے رہے ہین تو پھر اُمورِ غیبیّہ الہام کی حقانیت پر کیونکر حجّت قاطع ہونگے - اِسکے جواب مین سمجھنا چاہیئے کہ یہہ تمام فرقے جنکا اوپر ذکر ہوا صرف ظن اور تخمین بلکہ وہم پرستی سے باتین کرتے ہین یقینی اور قطعی علم اُنکو ہرگز نہین ہوتا اور نہ اُنکا ایسا دعویٰ ہوتا ہے اور بعض حوادثِ کونیہ سے جو یہہ لوگ اطلاع دیتے ہین تو اُنکی پیشین گوئیون کا ماخذ صرف علامات و اسبابِ ظنیہ ہوتے ہین جنہون نے قطع اور یقین کے مرتبہ سے مس بھی نہین کیا ہوتا اور احتمالِ تلبیس اور اشتباہ اور خطا کا اُن سے مرتفع نہین ہوتا بلکہ اکثر اُنکی خبرین سراسر بے اصل اور بے بُنیاد اور دروغ محض نکلتی ہین اور باوصف اِس کذب فاش اور خلاف واقعہ نکلنے کے اُنکی پیشین گوئیون مین عزّت اور قبولیت اور منصوریت اور کامیابی کے انوار پائے نہین جاتے اور ایسے خبرین بتانے والے اپنی ذاتی حالت مین اکثر افلاس زدہ اور بدنصیب اور بدبخت اور بے عزّت اور دونِ ہمّت اور دنی النفس اور ناکام اور نامراد ہی نظر آتے ہین اور اُمورِ غیبیّہ کو اپنی حسبِ مراد ہرگز نہین کر سکتے بلکہ اُنکے حالات پر خدا کے قہر کی علامات نمودار ہوتی ہین اور خدا کی طرف سے کوئی برکت اور عزّت اور نصرت اُنکے شاملِ حال نہین ہوتی مگر انبیا اور اولیا صرف نجومیون کی طرح امورِ غیبیّہ کو ظاہر نہین کرتے بلکہ خدا کے کامل فضل اور بزرگ رحمت سے کہ جو ہر دم اُنکے شاملِ حال ہوتی ہے ایسی اعلیٰ پیشین گوئیان بتلاتی ہین جن مین انوارِ قبولیت اور عزّت کے آفتاب کی طرح چمکتے ہوئے نظر آتے ہین اور جو عزّت اور نصرت کی بشارت پر مشتمل ہوتے ہین نہ نحوست اور نہ نکبت پر * قرآن شریف کی پیشین گوئیون پر نظر ڈالو تو معلوم ہو کہ وہ نجومیون وغیرہ

حاشیہ حاشیہ نمبر ۱۱

اِن دنون مولوی **ابوعبد اللہ** صاحب تصوری کا ایک رسالہ جسکے خاتمہ مین اُنہون نے الہام اور وحی کے بارہ مین کچھہ اپنی رائے ظاہر کی ہے اتفاقاً میری نظر سے گذرا اگرچہ صحت اور صفائی سے اچھی طرح نہین کہتا کہ مولوی صاحب

کے متفاوت البیان پائی جاتی ہین اور وسیع العلم اور قوی العقل کے فکر رسا تک محدود العلم اور ضعیف العقل ہرگز نہین پہنچ سکتا تو پھر خدا جو شرکتِ نوعی سے بکلّی پاک اور بلاشُبہ مستجمع

تتمہ حاشیہ نمبر ۱۱ درماندہ لوگون کی طرح ہرگز نہین بلکہ اُن مین صریح ایک اقتدار اور جلال جوش مارتا ہوا نظر آتا ہے اور اُسمین تمام پیشین گوئیون کا یہی طریق اور طرز ہے کہ اپنی عزت اور دشمن کی ذلت اور اپنا اقبال اور دشمن کا ادبار اور اپنی کامیابی اور دشمن کی ناکامی اور اپنی فتح اور دشمن کی شکست اور اپنی ہمیشہ کی سرسبزی اور دشمن کی تباہی ظاہر کی ہے کیا اِس قسم کی پیشین گوئیان کوئی نجومی بھی کر سکتا ہے یا کسی رمّال یا مسمریزم کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہو سکتے ہین ہرگز نہین ہمیشہ اپنی ہی خبر ظاہر کرنا اور مخالف کا زوال اور وبال جتلانا اور جو بات مخالف مونہہ پر لاوے اُسی کو توڑنا اور جو بات اپنے مطلب کی ہو اُسکے ہوجانے کا وعدہ کرنا یہہ تو صریح خدائی ہے انسان کا کام نہین۔ اِس بات کو بخوبی سمجھانے کی غرض سے ہم چند آیاتِ قرآن شریف جو اُمورِ غیبیہ پر مشتمل ہین بطور نمونہ ذیل مین معہ ترجمہ لکھتے ہین تا عقلمند لوگ کہ اہلِ انصاف اور خدا ترس ہین غور تمام پڑھ کر اور اُن سب پیشین گوئیون کو یکجائی نظر سے دیکھ کر خود انصاف کرین کہ کیا ایسے اخبارِ غیب بیان کرنا بجز خدائے قادرِ مطلق کسی انسان کا کام ہے اور وہ آیات معہ خلاصہ ترجمہ یہہ ہین۔

ممدوح کی اُس تحریر کا کیا منشا ہے مگر جسقدر لوگون نے میرے پاس بیان کیا ہے اور جو کچھ مین نے اُس رسالہ کو پڑھ کر معلوم کیا ہے وہ شکی طور پر اِس وہم مین ڈالتا ہے کہ گویا مولوی صاحب کو اولیاء اللہ کے الہام سے انکار ہے واللہ اعلم بالغیب فلیہم بہرحال جو کچھ مین نے اُنکے رسالہ سے سمجھا ہے وہ یہہ ہے کہ اوّل حضرتِ موصوف نے ایک لفظی بحث شروع کرکے الہام کی بابت لکھا ہے کہ الہام کے معنے لغت مین یہہ ہین۔ الہام چیزے در دل انداختن و آنچہ خدا در دل اندازد۔ اور پھر جھٹ پٹ اسپر یہہ رائے ظاہر کر دی ہے کہ جبکہ الہام صرف دل کے خیال کا نام ہے خواہ نیک ہو خواہ بد تو پھر اِس سے کسی ولی یا صالح یا ایماندار کی خصوصیت نہین کیونکہ سب کسی کو انواعِ اقسام کے خیالات دل مین گذرتے ہین اور دُنیا مین کون ہے کہ جو خیالات سے خالی ہو اِسکے بعد مولوی صاحب کے چند مجمل اور مبہم باتین لکھکر تقریر کو ختم کر دیا ہے اور کوئی ایسی عبارت تصریح اور توضیح سے نہین لکھی جس سے معلوم ہوتا کہ مولوی صاحب اِس بات کے قائل اور اقراری ہین کہ اولیاء اللہ اور مومنینِ کاملین خدا کے حضور مین ایک خاص رابطہ رکھتے ہین اور خدا اُنکو

تتمہ حاشیہ نمبر ۱۰

کمالات تامہ اور اپنی جمیع صفات مین واحد لاشریک ہے اُس سے مساوات کسی ذرّۂ امکان کی کیونکر جائز ہو اور کیونکر کوئی مخلوق ہوکر خالق کے علوم غیر متناہیہ سے اپنے ہیچ اور ناچیز علم کو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

الٓرٰ تلك اٰيٰت الكتٰب الحكيم اكان للناس عجبا ان اوحينا الى رجل منهم ان انذر الناس وبشر الذين اٰمنوا ان لهم قدم صدق عند ربهم قال الكافرون ان هذا لسحر مبين - وقالوا يٰاَيها الذى نزل عليه الذكر انك لمجنون - كذلك ما اتى الذين من قبلهم من رسول الا قالوا ساحر او مجنون اتواصوا به بل هم قوم طاغون ط فذكر فما انت بنعمت ربك بكاهن ولا مجنون قل لئن اجتمعت الجن والانس

یہہ اُس کتاب کی آیتین ہین کہ جو جامع علوم حکمیہ ہے کیا لوگون کو اِس بات سے تعجب ہوا کہ جو ہم نے اُن مین سے ایک کی طرف یہہ وحی بھیجی کہ تو لوگون کو ڈرا اور اُنکو جو ایمان لائے یہہ خوشخبری دے کہ اُنکے لئے اُنکے ربّ کے نزدیک قدم صدق ہے کافرون نے اُس رسول کی نسبت کہا کہ یہہ تو صریح جادوگر ہے اور اُنہون نے رسول کو مخاطب کرکے کہا کہ اے وہ شخص جس پر ذکر نازل ہوا تو تو دیوانہ ہے - اسی طرح اُنسے پہلے لوگون کے پاس کوئی ایسا رسول نہین آیا جسکو اُنہون نے ساحر یا مجنون نہین کہا کیا اُنہون نے ایک دوسرے کو وصیت کر رکھی تھی نہین بلکہ یہہ قوم ہی طاغی ہے سو اُنہین تو حق کا راستہ یاد دلاتا رہ اور خدا کے فضل سے نہ تو کاہن ہے اور نہ تجھے کسی جن کا آسیب اور دیوانگی ہے اُنکو کہہ کہ اگر تمام جن اور آدمی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

اپنے کلام کے ذریعہ سے جب چاہتا ہے بعض اُمور غیبیہ پر مطلع کرتا ہے اور اپنے کلماتِ پاک سے اُنکو مشرّف کرتا ہے اور دوسرون کو وہ مرتبہ بحکم هل يستوى الاعمى والبصير نہین مل سکتا غرض مولوی صاحب کی اُس طرز تحریر سے کہ جو اُنکے رسالہ مین درج ہے ضرور یہہ شبہ گذرتا ہے کہ اُنکو اولیاء اللہ کے الہام کی نسبت کچھ دل مین خلجان ہے اگر خدانخواستہ مولوی صاحب کا منشا یہی ہے کہ جو سمجھا جاتا ہے تو کچھ شک نہین کہ مولوی صاحب نے بڑی بھاری غلطی کی ہے اولیاء اللہ کے ملہم من اللہ ہونے سے انکار کرنا ہر یک مسلمان سے بعید ہے اور مولوی صاحبون سے بعید تر کیا مولوی صاحب کو معلوم نہین کہ حضرت موسیٰ کی والدہ سے بطور الہام خدا کا کلام کرنا مریم سے بطور الہام خدا کا کلام کرنا حواریون سے بطور الہام خدا کا کلام کرنا خود قرآن شریف مین مندرج اور مرقوم ہے حالانکہ ان سب مین سے نہ کوئی نبی تھا اور نہ کوئی رسول تھا اور اگر مولوی صاحب یہہ جواب دین کہ ہم اولیاء اللہ کے ملہم من اللہ ہونے کے قائل تو ہین مگر اُسکا نام الہام نہین رکھتے بلکہ وحی رکھتے ہین اور الہام ہمارے نزدیک صرف دل کے خیالات

برابر کرسکے کیا اِس صداقت کے ثابت ہونے مین ابھی کچھ کسر رہ گئی ہے کہ کلام کی تمام ظاہری باطنی شوکت وعظمت علمی طاقتون اور عملی قدرتون کے تابع ہے کیا کوئی ایسا انسان بھی ہے جسنے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہٖ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔ وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداء کم من دون اللہ ان کنتم صادقین ط وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین ط واسروا النجوی الذین ظلموا ھل ھذا الا بشر مثلکم

اس بات پر اتفاق کرین کہ قرآن جیسی کوئی اَور کتاب بنالاوین تو وہ کبھی بنا نہین سکینگے اگرچہ بعض بعض کے مددگار بھی ہون۔ اور اگر تم اِس کلام کے بارے مین کہ جو ہم نے اپنے بندہ پر نازل کیا ہے کسی نوع کے شک مین ہو یعنے اگر تمہارے نزدیک سُننے وہ کلام آپ بنالیا ہے یا جنّات سے سیکھا ہے یا جادو کی قسم ہے یا شعر ہے یا کسی اَور قسم کا شک ہے تو تم بھی اگر سچے ہو تو بقدر ایک سورۃ اُسکی مثل بنا کر دکھلاؤ اور اپنے دوسرے مددگارون یا معبودون سے مدد لیلو اور اگر نہ بنا سکو اور یاد رکھو کہ ہرگز بنا نہین سکوگے تو اُس آگ سے ڈرو جسکا ایندھن آدمی اور پتھر ہین جو کافرون کے لئے طیّار کی گئی ہے۔ اور کافر باہم پوشیدہ طور پر یہ باتین کرتے ہین کہ یہ جو پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے اِسمین کیا زیادتی ہے ایک تمہارا آدمی ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

نام ہے جسمین کافر اور مومن اور فاسق اور صالح مساوی ہین اور کسی کی خصوصیت نہین تو یہ صرف نزاعِ لفظی ہے اور اِسمین بھی مولوی صاحب غلطی پر ہین کیونکہ لفظ الہام کہ جو اکثر جگہہ عام طور پر وحی کے معنون پر اطلاق پاتا ہے وہ باعتبار لغوی معنون کے اطلاق نہین پاتا بلکہ اطلاق اُسکا باعتبار عرفِ علماء اسلام ہے کیونکہ قدیم سے علماء کی ایسی ہی عادت جاری ہوگئی ہے کہ وہ ہمیشہ وحی کو خواہ وحی رسالت ہو یا کسی دوسرے موسیٰ پر وحی اِلہام نازل ہو الہام سے تعبیر کرتے ہین اِس عرف کو وہی شخص نہین جانتا ہوگا جسکو حق کے قبول کرنے سے کوئی خاص غرض سدِ راہ ہے ورنہ قرآن شریف کی صدا تفسیرون مین سے اَور کئی ہزار کُتب دین مین سے کسی ایک تالیف کو بھی کوئی پیش نہین کرسکتا جس مین اِس اطلاق سے انکار کیا گیا ہو بلکہ جابجا مُفسّرون نے وحی کے لفظ کو الہام ہی سے تعبیر کیا ہے کئی احادیث مین بھی یہی معنے ملتے ہین جس سے مولوی صاحب بے خبر نہین ہین پھر نہ معلوم کہ مولوی صاحب نے کہان سے اور کس سے سُن لیا کہ لفظِ الہام کے کُتبِ دین مین وہی معنے کرنے چاہئیے کہ جو کُتبِ لُغت مین مُندرج

اپنے ذاتی تجربہ اور مشاہدہ سے کسی جزئی مین اس سچائی کو دیکھہ نہین لیا۔ پس جبکہ یہہ صداقت اسقدر قوی اور مستحکم اور شایع اور متعارف ہے کہ کسی درجہ کی عقل اُسکے سمجھنے سے قاصر نہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

سو کیا تم دیدہ و دانستہ جادو کے پھنس مین آتے ہو۔ پیغمبر نے کہا کہ میرا خدا ہر بات کو جانتا ہے خواہ آسمان مین ہو خواہ زمین مین وہ اپنی ذات مین سمیع اور علیم ہے جس سے کوئی بات چھپ نہین سکتی مگر کافر پیغمبر کی کب سُنتے ہین وہ تو قرآن کی نسبت یہہ کہتے ہین کہ یہہ پراگندہ خوابین ہین بلکہ یہہ بھی کہتے ہین کہ اُسنے آپ بنالیا ہے بلکہ انکا یہہ بھی مقولہ ہے کہ یہہ شاعر ہے بھلا اگر سچا ہے تو ہمارے روبرو کوئی نشان پیش کرے جیسے پہلے نبی بھیجے گئے تھے۔ انسان کی فطرت مین جلدی ہے عنقریب مین تمکو اپنے نشان دکھلاؤنگا سو تم مجھہ سے جلدی نہ کرو۔ عنقریب ہم انکو معمورۂ عالم کے کناروں مین اور خود اُنہین مین ہمارے نشان ظاہر ہونگے یہانتک کہ حق اُن پر کھل جائیگا کیا یہہ کہتے ہین کہ اسکو خدا ہی نہین بلکہ بات تو یہہ ہے کہ خدا نے اُنکی طرف حق بھیجا اور وہ حق کے قبول کرنیسے کراہت کرتے ہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

ہین جبکہ سوادِ اعظم عُلماء کا الہام کو وحی کا مترادف قرار دینے مین متفق ہے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اُسکو استعمال کیا ہے تو پھر اُس سے انحراف کرنا صریح تحکم ہے کیا مولوی صاحب کو معلوم نہین کہ علم شریعت مین اسی طرح صدہا عُرفی الفاظ ہین جنکے مفہوم کو لغوی معنون مین محدود کرنا ایک ضلالت ہے خود وحی کے لفظ کو دیکھئے کہ اُسکے وہ معنے جنکی رو سے خدا کی کتابین وحی رسالت کہلاتی ہین کہان لُغت سے ثابت ہوتے ہین اور کس کتابِ لُغت مین وہ کیفیتِ نزولِ وحی لکھی ہے جس کیفیت سے خدا اپنے مرسلون سے کلام کرتا ہے اور اُن پر اپنے احکام نازل کرتا ہے اسی طرح اسلام کے لفظ مین نظر کیجئے کہ اُسکے لُغوی معنے تو صرف یہی ہین کہ جو کسی کو کام سونپا یا ترک مقابلہ اور فروگذاشت اور اطاعت اُسمین یہہ مضمون کہان ماخوذ ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بھی کہنا پس اگر ہر یک لفظ کا لُغت ہی سے فیصلہ کرنا چاہیئے تو اِس حالت مین اسلام بھی الہام کی طرح مولوی صاحب کے نزدیک صرف صُلح یا کام سونپنے کا نام ہوگا اور دوسرے سب معانی ناجایز اور غیر صحیح ٹھہرینگے نعوذ باللہ من ترک الفکر وقلۃ النظر

تو اِس صورت مین نہایت درجہ کا نادان وہ شخص ہے کہ جو افراد ناقصۂ انسانی مین تو اِس صداقت کو مانتا ہے مگر اُس ذاتِ کامل کے کلامِ مقدس مین جسکا اپنے علومِ تامہ مین یکتا اور بے نظیر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴۳

ولو اتبع الحق اھواءھم لفسدت السموات والارض ومن فیھن بل اتینا ھم بذکرھم فھم عن ذکرھم معرضون - ھل انبئکم علی من تنزل الشیاطین تنزل علی کل افاک اثیم یلقون السمع واکثرھم کاذبون - والشعراء یتبعھم الغاوون الم تر انھم فی کل واد یھیمون وانھم یقولون مالا یفعلون - وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون وبالحق انزلناہ وبالحق نزل

اور اگر خدا اُنکی خواہشوں کی پیروی کرتا تو زمین اور آسمان اور جو کچھ اُن مین ہے سب بگڑ جاتا بلکہ ہم اُنکے لئے وہ ہدایت لائے ہین جسکے وہ محتاج ہین سو جس ہدایت کے وہ محتاج ہین اُسی سے کنارہ کش ہین کیا مین تمکو یہہ خبر دون کہ جنات کن لوگون پر اترا کرتے ہین جنات اُنہین پر اُترا کرتے ہین کہ جو دروغگو اور معصیت کار ہین اور اکثر اُنکی پیشین گوئیان جھوٹی ہوتی ہین - اور شاعرون کی پیروی تو وہی لوگ کرتے ہین کہ جو گمراہ ہین - کیا تمہین معلوم نہین کہ شاعر لوگ قافیہ اور ردیف کے پیچھے ہر ایک جنگل مین بھٹکتے پھرتے ہین یعنے کسی حقانی صداقت کے پابند نہین رہتے اور جو کچھ کہتے ہین وہ کرتے نہین اور ظالمون کو عنقریب معلوم ہوگا کہ انکا مرجع اور مآب کونسی جگہہ ہے - اور قرآن کو ہم نے ضرورت حقہ کے ساتھہ اُتارا ہے اور حقانیت کے ساتھہ اُترا ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴۴

غرض یہہ کسی پر پوشیدہ نہین کہ ہر ایک علم مین خواہ علم ادیان ہو اور خواہ علم ابدان اور خواہ کوئی دوسرا علم ہو ایسے الفاظ عرفیہ ضرور مستعمل ہوا کرتے ہین جن سے مقاصد اصطلاحی اُس علم کے واضح اور روشن ہو جائین اور علماء کو اِس بات سے چارہ اور گریز گاہ نہین کہ اُس علم کے افادہ استفادہ کی غرض سے بعض الفاظ کے معانی اپنے عرف مین اپنے مطلب کے موافق مقرر کرلین کما لایخفی علی الناظر لیکن اگر مولوی صاحب عرف علماء کو اختیار کرنا نہین چاہتے تو انہین اختیار ہے کہ جو اولیاء اللہ کو خدا کی طرف سے کوئی غیبی خبر دی جاتی ہے اُسکا نام وحی اطلاع اور وحی اعلام رکھین مگر مناسب ہے کہ اِسقدر ضرور ظاہر کردین کہ ہم مین اور دوسری تمام جماعت مسلمانون مین نزاع لفظی ہے یعنے جن اعلامات الہیہ کا نام ہم وحی رکھتے ہین اُنہین کو علماء اسلام اپنے عرف مین الہام بھی کہہ دیا کرتے ہین لیکن اصل مطلب مین ہمارا اور اُنکا بکلی اتفاق ہے تا لوگ اُنکی نسبت شبہ اور شک مین نہ رہین اور اُنکی مشتبہ کلام موجب فتنہ نہ ٹھہرے - اور اگر یہہ حال ہے کہ مولوی صاحب کو خود اسی امر مین شک ہے کہ خدا کسی مسلمان

ہونا سب کے نزدیک مسلّم ہے صداقتِ مذکورہ کے ماننے سے مونہہ پھیرتا ہے۔ بعض اسلام کے مخالف یہہ حُجّت پیش کرتے ہین کہ اگرچہ عقلی طور پر بھی واجب معلوم ہوتا ہے کہ کلامِ خدا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۱ وانہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید۔ ومن لا یجب داعی اللہ فلیس بمعجز فی الارض ولیس لہ من دونہ اولیاء۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ قل جاء الحق وما یبدء الباطل وما یعید۔ وقال الذین کفروا لا تسمعوا لھذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون۔ وقالت

اور وہ ایک ایسی کتاب ہے کہ جو ہمیشہ باطل کی آمیزش سے منزّہ رہیگی اور کوئی باطل اُسکا مقابلہ نہین کرسکا اور نہ آئندہ کسی زمانہ مین مقابلہ کریگا یعنے اُسکی کامل صداقتین کہ جو ہر یک باطل سے مُنزّہ ہین تمام باطل پرستون کو کہ جو پہلے اُس سے پیدا ہوئے یا آیندہ کبھی پیدا ہون ملزم اور لاجواب کرتی رہینگی اور کوئی مخالفانہ خیال اُسکے سامنے تابِ مقاومت نہین لائیگا اور جو شخص اُسکے قبول کرنے سے انکار کرے وہ خدا کو اپنا غلبہ ظاہر کرنے سے روک نہین سکیگا۔ اور خدا کے مقابلہ پر کوئی اُسکا حامی نہین ہوسکتا یہہ کلام آپ اُتارا ہے اور ہم آپ ہی اُسکے نگہبان رہینگے۔ انکو کہہ کہ حق آگیا اور باطل بعد اِسکے نہ اپنی کوئی نئی شان جتلا سکیگا جسکا ذکر قرآن مین موجود نہ ہو اور نہ اپنی پہلی حالت پر عود کریگا۔ اور کافروں نے کہا کہ اِس قرآن کو مت سنو اور جب کہ سُنایا جاوے تو تم بک بک کرنے سے اسمین ایک شور ڈالدو شاید اِسی طرح تم غالب ہو

سے بطورِ الہام بھی کلام کرتا ہے تو یہہ عاجز بفضل اللہ ورحمتہ وبحکم واما بنعمۃ ربک فحدث کسیقدر بطور نمونہ ایسے الہامات بیان کرسکتا ہے جن سے خود یہہ عاجز مُشرّف ہوا اور جن سے مولوی صاحب کو بکلّی تسلّی اور تشفّی حاصل ہوجائے اور جن پر غور کرنے سے یہہ بھی مولوی صاحب کو معلوم ہوکر یہہ علومِ ربّانی اور اسرارِ آسمانی کہ جو مسلمانون پر بذریعہ الہامِ یقینی اور قطعی مُنکشف ہوتے ہین یہہ اسلام کے مخالفون کو ہرگز حاصل نہین ہوسکتے اور نہ کبھی ہوئے اور نہ کسی مخالفِ اسلام کی طاقت ہے کہ اُنکے مقابلہ پر دم مار سکے چنانچہ وہ بعض الہامات جنکو مین اِس جگہ لکھنا مناسب سمجھتا ہون یہ تفصیل ذیل ہین۔

صورتِ اوّل الہام کی منجملہ اُن کئی صورتون کے جن پر خدا نے مجھ کو اطلاع دی ہے یہہ ہے کہ جب خداوند تعالیٰ کوئی امرِ غیبی اپنے بندہ پر ظاہر کرنا چاہتا ہے تو کبھی نرمی سے اور کبھی سختی سے بعض کلمات زبان پر کچھہ تھوڑی غنودگی کی حالت مین جاری کردیتا ہے اور جو کلمات سختی اور گرانی سے جاری ہوتے ہین وہ ایسی پُرشدّت اور عنیف

بے مثل چاہیئے لیکن ایسا کلام کہان ہے جسکا بے مثل ہونا کسی صریح دلیل سے ثابت ہو اگر قرآن بے نظیر ہے تو اُسکی بے نظیری کسی واضح دلیل سے ثابت کرنی چاہیئے کیونکہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱

طائفة من اهل الكتاب آمنوا بالذى انزل على الذين آمنوا وجه النهار واكفروا آخره لعلهم يرجعون - فلنذيقن الذين كفروا عذابا شديدا ولنجزينهم اسوء الذى كانوا يعملون - يريدون ان يطفؤا نور الله بافواههم ويابى الله الا ان يتم نوره ولو كره الكافرون هو الذى ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون

بعض یہود اور عیسائیون نے کہا کہ یون کرو کہ دن کے اول وقت مین تو ایمان لاؤ اور دن کے آخری وقت یعنے شام کو حقیت اسلام سے منکر ہو جاؤ تا شائد اسی طرح سے لوگ اسلام کی طرف رجوع کرنے سے ہٹ جائین سو ہم اُنکو ایک سخت عذاب چکہائینگے اور جیسے اُنکے بُرے اور بدتر عمل ہین ویسا ہی اُنکو بدلہ ملیگا۔ چاہتے ہین کہ خدا کے نور کو اپنے مونہہ کی پھونکون سے بجھائین پر خدا اپنے کام سے ہرگز نہین رُکیگا جب تک اُس نور کو کامل طور پر پورا نہ کرے اگرچہ کافر لوگ کراہت ہی کرین۔ وہ خدا وہ قادر ذوالجلال ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھہ اسلئے بھیجا ہے تا دُنیا کے تمام دینون پر اُسکو غالب کرے اگرچہ مُشرک لوگ کراہت ہی کرین۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰

صورت مین زبان پر وارد ہوتے ہین جیسے گرنے یعنے اولے بیکبارگی ایک سخت زمین پر گرتے ہین یا جیسے تیز اور پُرزور رفتار مین گھوڑے کا سُم زمین پر پڑتا ہے اس الہام مین ایک عجیب سرعت اور شدت اور ہیبت ہوتی ہے جس سے تمام بدن متاثر ہو جاتا ہے اور زبان ایسی تیزی اور بارعب آواز مین خود بخود دوڑتی جاتی ہے کہ گویا وہ اپنی زبان ہی نہیں اور ساتھہ اسکے جو ایک تھرتھری سی غنودگی اور ربودگی ہوتی ہے وہ الہام کے تمام ہونیکے بعد فی الفور دور ہو جاتی ہے اور جب تک کلمات الہام تمام نہ ہون تب تک انسان ایک میت کی طرح بے حس و حرکت پڑا ہوتا ہے۔ یہہ الہام اکثر اُن صورتون مین نازل ہوتا ہے کہ جب خداوند کریم و رحیم اپنی عین حکمت اور مصلحت سے کسی خاص دُعا کو منظور کرنا نہین چاہتا یا کسی عرصہ تک توقف ڈالنا چاہتا ہے یا کوئی اور خبر پہنچانا چاہتا ہے کہ جو بمقتضائے بشریت انسان کی طبیعت پر گران گذرتی ہو مثلاً جب انسان جلدی سے کسی امر کا حاصل کر لینا چاہتا ہو اور وہ حاصل ہونا جب مصلحت ربانی اُسکے لئے مقدر نہ ہو یا توقف سے مقدر ہو اس قسم کے الہام بھی یعنے جو سخت اور گران صورت کے

اُسکی بے مثل بلاغت پر صرف وہی شخص مُطلع ہو سکتا ہے جسکی اصل زبان عربی ہو اور لوگون پر اُسکی بے نظیری حُجّت نہین ہو سکتی اور نہ وہ اُس سے منتفع ہو سکتے ہین - امّا الجواب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

قل للذین کفروا ستغلبون وتحشرون الی جھنم وبئس المھاد ان ما توعدون لآت وما انتم بمعجزین - وقالت الیھود ید اللہ مغلولۃ غلت ایدیھم ولعنوا بما قالوا بل یداہ مبسوطتان ینفق کیف یشاء ضربت علیھم الذلۃ این ما ثقفوا الا بحبل من اللہ و حبل من الناس و باؤا بغضب من اللہ وضربت علیھم المسکنۃ ذالک بانھم کانوا یکفرون بایات اللہ ویقتلون الانبیاء بغیر حق ذالک بما عصوا وکانوا یعتدون

کافرون کو کہدے کہ تم عنقریب مغلوب کیے جاؤگے اور پھر آخر جہنم مین پڑوگے - جو کچھ تمہین وعدہ دیا جاتا ہے یعنے دین اسلام کا عزت کے ساتھ دُنیا مین پھیل جانا اور اُسکے دشمنون کا ذلیل اور رسوا ہونا یہ وعدہ عنقریب پورا ہونیوالا ہے اور تم اُسکو روک نہین سکوگے - یہود نے کہا کہ خدا کا ہاتھ بندھا ہوا ہے یعنے جو کچھ ہے انسان کی تدبیر سے ہوتا ہے اور خدا اپنے قادرانہ تصرفات سے عاجز ہے سو خدا نے ہمیشہ کے لئے یہود یون کے ہاتھ کو باندھ دیا ہے تا اگر اُنکے فکر اور اُنکی تدبیرین کچھ چیز ہین تو اُنکے زور سے دُنیا کی حکومت اور بادشاہتین حاصل کرلین - اُن پر ذلت کی مار ڈالی گئی ہے یعنے جہان جینگے ذلیل اور محکوم بنکر رہینگے اور اُنکے لئے یہ مقرر کیا گیا ہے کہ بجز کسی قوم کے ماتحت رہنے کے کسی ملک مین خود مختار عزت کے ساتھ نہین رہینگے ہمیشہ کمزوری اور نا توانی اور بدبختی اُنکے شامل رہیگی وجہ یہ کہ وہ خدا کے نشانون سے انکار کرتے رہے ہین اور خدا کے نبیون کو ناحق قتل کرتے رہے ہین یہ اسلئے کہ وہ معصیت اور نافرمانی مین حد سے زیادہ بڑھ گئے -

الفاظ خدا کی طرف سے زبان پر جاری ہوتے ہین بعض اوقات مجھ کو ہوتے رہے ہین جسکا بیان کرنا موجب طوالت ہے مگر ایک مختصر فقرہ بطور نمونہ بیان کرتا ہون اور وہ یہ ہے کہ شائد تین سال کے قریب عرصہ گذرا ہوگا کہ مین نے اسی کتاب کے لئے دُعا کی کہ لوگ اسکی مدد کی طرف متوجہ ہون تب یہی الہام شدید الکلمات جسکی مین نے ابھی تعریف کی ہے اِن لفظون مین ہوا (بالفعل نہین) اور یہہ الہام جب اِس خاکسار کو ہوا تو قریب دس یا پندرہ ہندو اور مسلمان لوگون کے ہونگے کہ جو قادیان مین ابتک موجود ہین جنکو اسی وقت اِس الہام سے خبر دی گئی اور پھر اُسی کے مطابق جیسے لوگون کی طرف سے عدم توجہی رہی وہ حال بھی اِن تمام صاحبون کو بخوبی معلوم ہے - دوسری قسم الہام کی یعنے وہ قسم جسمین کیفیت ملائیت سے کلمات زبان پر جاری ہوتے ہین اِس قسم مین اپنے ذاتی مشاہدات مین سے صرف اسقدر لکھنا کافی ہے کہ جب پہلے الہام کے بعد جسکو مین ابھی ذکر کر چکا ہون ایک عرصہ گذر گیا اور لوگون کی عدم توجہی سے طرح طرح کی دقتین پیش آئین اور مشکل حد سے بڑھ گئی تو ایک دن قریب مغرب کے خداوند کریم نے یہہ الہام کیا

واضح ہو کہ یہہ عُذرِ خام اُنہین لوگون کا ہے جنہون نے دلی صدق سے کبھی اس طرف توجہ نہین کی کہ قرآن کی بے نظیری کو کسی صاحبِ علم سے معلوم کرین بلکہ فُرقانی نورون کو دیکھہ کر دوسری طرف

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشہاد۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ لقوی عزیز ویخوفونک بالذین من دونہ۔ قل ادعوا شرکائکم ثم کیدون فلا تنظرون ان ولی اللہ الذی نزل الکتاب وھو یتولی الصالحین واصبر لحکم ربک فانک باعیننا واللہ یعصمک من الناس

ہمارا قانونِ قُدرت یہی ہے کہ ہم اپنے پیغمبرون اور ایمانداروں کو دُنیا اور آخرت مین مدد دیا کرتے ہین۔ خدا نے یہی لکھا ہے کہ مین اور میرے پیغمبر غالب رہینگے خدا بڑی طاقت والا اور غالب ہے۔ اور کافر تجھے خدا کے سوا اَور چیزون سے ڈراتے ہین انکو کہہ کہ تم میرے مغلوب کرنیکے لئے اپنے معبودون سے کہ جو تمہارے زعم مین خدا کے شریک ہین مدد طلب کرو اور میرے ناکام رہنے کے لئے ہر ایک طور کا مکر کرو اور مجھے ذرا مُہلت مت دو میرا کارساز وہ خدا ہے جس نے اپنی کتاب کو نازل کیا ہے اور اُسکا یہی قانونِ قُدرت ہے کہ وہ صالحین کے کامون کو آپ کرتا ہے اور اُنکی مہمات کا خود متولی ہوتا ہے اور اپنے خداوند کے حکم پر صبر کر اور صبر سے اُسکے وعدون کا انتظار کر تو ہماری آنکھون کے سامنے ہے خدا تجھے ان لوگون کے شر سے بچائیگا کہ جو تجھے قتل کرنیکی تاک مین ہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

ھز الیک بجذع النخلۃ تساقط علیک رطبا جنیا۔ سو مین نے سمجھ لیا کہ یہہ تحریک اور ترغیب کی طرف اشارہ ہے اور یہہ وعدہ دیا گیا ہے کہ بذریعہ تحریک کے اِس حصہ کتاب کے لئے سرمایہ جمع ہوگا اور اِسکی خبر بھی بہتون کو ہوگئی اور مسلمانون کی دی گئی اور اتفاقاً اُسی روز یا دوسرے روز حافظ ہدایت علی خان صاحب کہ جو اُن دنون ضلع مین اکسٹرا اسسٹنٹ تھے قادیان مین آگئے اُنکو بھی اِس الہام سے اطلاع دی گئی اور مجھے بخوبی یاد ہے کہ اُسی ہفتہ مین مین نے آپکے دوست مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب کو بھی اِس الہام سے اطلاع دی تھی اب خلاصہ کلام یہہ کہ اِس الہام کے بعد مین نے حسب الارشاد حضرتِ احدیت کسیقدر تحریک کی تو تحریک کرنیکے بعد لاہور لُدھیانہ اور راولپنڈی کو ملا کر اور چند دوسرے مقامون سے جسقدر اور جہان سے خدا نے چاہا اُس حصہ کے لئے جو چھپتا تھا مدد پہنچ گئی والحمد للہ علی ذالک اور اسی الہام کی قسم مین اور اُنہین دنون مین ایک عجیب بات یہہ ہوئی کہ ایک دن صبح کے وقت کچھہ تھوڑی سی غنودگی مین کیا دیکھتا ہون کہ زبان جاری ہوا عبد اللہ خان ڈیرہ اسمٰعیل خان چنانچہ چند روز

مونہہ پھیر لیتے ہین تا ایسا نہ ہو کہ کسی قدر پر تو ہ اُس نور کا اُن پر پڑ جائے ورنہ قرآن شریف کی بے نظیری حق کے طالبون کے لئے ایسی ظاہر اور روشن ہے کہ جو آفتاب کی طرح اپنی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

ولقد ارسلنا من قبلك رسلا الى قومهم فجاءوا بالبينات فانتقمنا من الذين اجرموا وكان حقا علينا نصر المومنين۔ ولقد استهزئ برسل من قبلك فحاق بالذين سخروا منهم ما كانوا به يستهزءون۔ قل سيروا في الارض ثم انظروا كيف كان عاقبة المكذبين وقالوا لولا انزل عليه آية من ربه قل ان الله قادر على ان ينزل آية ولكن اكثرهم

اور ہم نے تجھ سے پہلے کئی پیغمبر اُنکی قوم کی طرف بھیجے اور وہ بھی روشن نشان لائے پس آخر ہم نے اُن مجرم لوگون سے بدلہ لیا جنہون نے اُن نبیون کو قبول نہین کیا تھا اور استداد سے یہی مُقرر ہے کہ مومنون کی مدد کرنا ہم پر ایک حق لازم ہے یعنے قدیم سے عادت الٰہیہ اسی طرح پر جاری ہے کہ سچے نبی ضایع نہین چھوڑے جاتے اور اُنکی جماعت متفرق اور پراگندہ نہین ہوتی بلکہ اُنکو مدد ملتی ہے اور تجھ سے پہلے بھی پیغمبرون سے ہنسی اور ٹھٹھا ہوتا رہا ہے مگر ہمیشہ ٹھٹھا کرنیوالے اپنے ٹھٹھے کا بدلہ پاتے رہے ہین۔ اُنکو کہہ کہ زمین کا سیر کرکے دیکھو کہ جو لوگ خدا کے نبیون کو جھٹلاتے رہے ہین اُنکا کیا انجام ہوا ہے اور کافر کہتے ہین کہ اِسپر کوئی نشانی اپنے رب کی طرف سے کیون نازل نہ ہوئی کہہ خدا نشانون کے نازل کرنے پر قادر ہے مگر اکثر لوگ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

کہ جُس وقت میرے پاس تھے کہ جو ابھی تک اسی جگہ موجود ہین اُنکو بھی اُس سے اطلاع دی گئی اور اُسی دن شام کو اتفاقاً اُنہین ہندوؤن مین سے ایک شخص ڈوگی نامی کی طرف گیا تو وہ ایک صاحب عبد اللہ خان نامے کا ایک خط لایا جسکے ساتھ ہی کسیقدر روپیہ بھی آیا۔ اور واقعہ مذکورہ سے کچھ دن پہلے ایک نہایت عجیب نشان الٰہی ظہور مین آیا اُسکا مختصر بیان یہ ہے کہ ایک ہندو آریہ باشندہ اسی جگہ کا طالب علم مدرسہ قادیان جسکی عمر بیس یا بائیس برس کی ہوگی کہ جو ابھی تک اس جگہ موجود ہے ایک مدت سے بمرض دق مبتلا تھا اور رفتہ رفتہ اُسکی مرض انتہا کو پہنچ گئی اور تمام مایوسی کے ظاہر ہو گئے ایک دن وہ میرے پاس آکر اور اپنی زندگی سے نا اُمید ہو کر بہت بیقراری سے روپا میرا دل اُسکی عاجزانہ حالت پر بکمل گیا اور مین نے حضرت احدیت مین اُسکے حق مین دُعا کی چونکہ حضرت احدیت مین اُسکی صحت مقدر تھی اِس لئے دُعا کرنے کے ساتھ ہی یہہ الہام ہوا قلنا یا نار کونی بردا وسلاما یعنے ہم نے تپ کی آگ کو کہا کہ تو سرد اور سلامتی ہو جا چنانچہ اُسیوقت اُس ہندو اور نیز کئی اَور ہندوؤن کو کہ جو ابتک اِس قصبہ مین موجود ہین اور اِس جگہ کے باشندہ ہین اُس

شعاعون کو ہر طرف پھیلا رہی ہے جسکے سمجھنے اور جاننے کے لئے کوئی وقت اور اشتباہ نہین اور اگر تعصب اور عناد کی تاریکی درمیان مین نہ ہو تو وہ کامل روشنی ادنیٰ التفات سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

لا یعلمون قل ھو القادر علیٰ ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعا و یذیق بعضکم باس بعض انظر کیف نصرف الآیات لعلھم یفقھون - ویقولون متیٰ ھذا الوعد ان کنتم صادقین قل لا املک لنفسی ضرا ولا نفعا الا ما شاء اللہ لکل امۃ اجل اذا جاء اجلھم فلا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون

نہین جانتے - کہہ وہ اس بات پر قادر ہے کہ تمکو نشان دکھلانے کے لئے اوپر سے کوئی عذاب نازل کرے یا تمہارے پانو کے نیچے سے کوئی عذاب نمودار ہو یا ایک گروہ کی آنچ دوسرے کی آنچ سے تمکو عذاب کا مزہ چکھا دے دیکھو ہم کیونکر آیات کو پھیرتے ہین تا وہ سمجھ لین - اور کافر کہتے ہین کہ اگر تم سچے ہو تو بتلاؤ کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا - کہہ مجھے تو اپنے نفس کے نفع و ضرر کا بھی اختیار نہین مگر جو خدا چاہے وہی ہوتا ہے ہر ایک گروہ کے لئے ایک وقت مقرر ہے جب وہ وقت مقررہ اُنکا پہنچتا ہے تو پھر نہ اُس سے ایک ساعت پیچھے ہو سکتے ہین اور نہ ایک ساعت آگے ہو سکتے ہین -

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

الہام سے اطلاع دی گئی اور خدا پر کامل بھروسا کر کے دعویٰ کیا گیا کہ وہ ہندو ضرور صحت پا جائیگا اور اس بیماری سے ہرگز نہین مریگا چنانچہ بعد اسکے ایک ہفتہ نہین گذرا ہوگا کہ ہندو مذکور اُس جان گداز مرض سے بکلی صحت پا گیا والحمد للہ علیٰ ذالک - اب دیکھئے مولوی صاحب !!! ثبوت اسے کہتے ہین کہ دین کے دشمنون کا حوالہ دیکر اور دیانند پنڈت کے تالعین کی گواہی ڈالکر مسلمانون کے سچے اور بابرکت الہام کا ثبوت دیا گیا ہے کیا دُنیا مین اس سے مضبوط تر کوئی ثبوت ہوگا کہ خود مذہب کے مخالفون کو ہی گواہ قرار دیا جائے مہربان من کہان اور کس ملک مین آپ نے دیکھا کہ کبھی اس قسم کے سچے اور بابرکت الہام جن مین ایک مایوس کے زندہ رہنے کی خبر دی گئی گویا مُردہ کے جینے کی بشارت ملی کسی اور فرقہ عیسائی یا آریہ یا برہمو مین ایسے سخت مخالفون کی گواہی سے ثابت ہوئے ہون اگر کوئی چشم دیدہ ماجرا یاد ہے تو ایک آدھ کا نام تو بتایئے - اب کہیئے کہ یہ مبارک الہام خاصۂ اُمت محمدیہ ہے یا نہین اسی طرح ایسے ہی صدہا اعلیٰ درجہ کے الہامون کی نسبت ہمارے پاس اسقدر ثبوت ہین کہ جنکو

معلوم ہو سکتی ہے۔ یہہ سچ ہے کہ فرقانِ مجید کی بے نظیری کی بعض وجوہ ایسی ہین کہ اُن کے جاننے کے لئے کسیقدر علمِ عربی درکار ہے مگر یہہ بڑی غلطی اور جہالت ہے کہ ایسا خیال کیا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

قل یا قوم اعملوا علی مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون من یاتیه عذاب یخزیه ویحل علیه عذاب مقیم۔ الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللّٰه زدناهم عذابا فوق العذاب بما کانوا یفسدون ط ولا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر انهم لن یضروا اللّٰه شیئا ولهم عذاب عظیم۔ کداب اٰل فرعون والذین من قبلهم کفروا باٰیات اللّٰه فاخذهم اللّٰه بذنوبهم

کہدے اے میری قوم تم بجائے خود کام کرو اور مین بجائے خود کام کرتا ہون سو تمہین عنقریب معلوم ہو جائیگا کہ کس پر اسی دُنیا مین عذاب نازل ہوتا ہے کہ جو اُسکو رسوا کرے اور کس پر جاوداںی عذاب نزول کرتا ہے یعنے آخرت کا عذاب جن لوگون نے کُفر اختیار کیا ہے اور خدا کی راہ سے روکتے ہین اُن پر ہم آخرت کے علاوہ اسی دُنیا مین عذاب نازل کرینگے اور اُنکے فساد کا اُنہین بدلہ ملیگا۔ اور تجھے کافرون کی بد اندیشی سے غمناک نہین ہونا چاہیئے وہ خدا کے دین کا کچھ بھی بگاڑ نہین سکینگے اور اُنکے لئے خدا نے بزرگ عذاب مقرر کر رکھا ہے جیسے فرعون کے خاندان اور اُس سے پہلے کافرون کا حال ہوا کہ جب اُنہون نے خدا کے نشانون سے انکار کرنا اختیار کیا تو خدا نے اُن سے اُنکے گناہون کا مواخذہ کیا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

آپ گن نہ سکین۔ آپ نے دن کو رات تو قرار دیا پر آفتاب کو کہان چھپاؤگے۔ آپکو دینِ اسلام کے مخالفون کے گہر کی بھی کچھ خبر ہے۔ نورِ ایمان کیا وہان تو ایمان ہی نہین۔ ومن لم یجعل اللّٰه له نورا فما له من نور۔ اور اگر آپ یہہ کہین کہ ہم اولیاء اللہ کے اِلہام کو مانتے ہین اور اُسکو خاصۃً اُمتِ محمدیہ بھی جانتے ہین مگر اُس اِلہام کو جو اولیا کو ہوتا ہے علمِ قطعی کا موجب نہین سمجھتے بلکہ علمِ ظنی کا موجب سمجھتے ہین تو یہہ قول آپکا صرف ایک وسوسہ ہے جس پر کوئی دلیلِ عقلی یا نقلی قایم نہین ہو سکتی بلکہ تجربۂ صحیحہ و متواترہ اور آیاتِ محکمۂ قرآنی اِسکے ابطال پر دلائل قایم کرتی ہین اور درحقیقت ایسے وساوس اُنہین لوگون کے دلون مین اُٹھتے ہین کہ جو اِلہامِ الٰہی کی کامل روشنی سے بے خبر ہین اور علمِ لدنّی کی قدرشناسی سے بے بہرہ ہین اور جن بے انتہا مراتبِ یقین اور معرفت تک خدا اپنے طالبون کو پہنچا سکتا ہے اُن علمیاتِ الٰہیہ سے غافل ہین اُنکو یہہ سمجھ نہین کہ جس خدا نے اپنے بندون کے دِلون مین لدنّی علم کو یقینی طور پر حاصل کرنیکے لئے سخت جوش ڈالا ہے اور اُنکو پوری معرفت اور پوری بصیرت

جائے کہ اعجازِ قرآن کی تمام وجوہ عربی دانی پر ہی موقوف ہین یا تمام عجائباتِ قرآنیہ اور جمیع خواصِ عظمیٰ فرقانیہ صرف عربون پر ہی کھل سکتے ہین اور دوسرون کے لئے تمام

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ان اللہ قوی شدید العقاب۔ فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم وانا علی ان نریک ما نعدھم لقادرون ط ویقولون لولا انزل علیہ اٰیۃ من ربہ فقل انما الغیب للہ فانتظروا انی معکم من المنتظرین۔ وقل الحمد للہ سیریکم اٰیاتہ فتعرفونھا وما ربک بغافل عما تعملون۔ انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا

اور یہ تحقیق خدا بڑا طاقت والا اور سزا دینے مین سخت ہے۔ اور اُنکی شرارتون کے دفع کرنے کے لئے خدا تجھے کافی ہے اور وہ سمیع اور علیم ہے اور ہم اِس بات پر قادر ہین کہ جو کچھ ہم اُنکی نسبت وعدہ کرتے ہین وہ تجھے دکھلاوین۔ اور یہہ لوگ کہتے ہین کہ کیون اُسپر اُسکے رب کی طرف سے کوئی نشان تائید دین کا نازل نہ ہوا سو اُنکو کہہ کہ علمِ غیب خدا کا خاصہ ہے پس تم نشان کے منتظر رہو مین بھی تمہارے ساتھ منتظر ہون۔ اور کہہ خدا سب کامل صفتون کا مالک ہے عنقریب وہ تمہین اپنے نشان دکھلائیگا ایسے نشان کہ تم اُنکو شناخت کروگے اور خدا تمہارے عملون سے غافل نہین ہے۔ ہم نے تمہاری طرف یہہ رسول اُسی رسول کی مانند بھیجا ہے کہ جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا

اور پورے زور تک پہنچنے کے لئے اپنے غیبی جذبات سے بیقرار کردیا ہے وہ خداوندِ کریم ایسا نہین ہے کہ اُنکے جوشون اور اُنکے دردون اور اُنکی عاشقانہ سعی اور سرگرمی کو ضایع کرے یہہ ممکن ہی نہین کہ جسقدر اُسنے بھوک پیاس لگادی اُسقدر روٹی عطا نہ کرے اور جسقدر پیاس لگادی اُسقدر پانی نہ پلاوے۔ ایک اُسکے لئے مرتا ہے اور اُسکی معرفت کو جان سے زیادہ چاہتا ہے اور اپنی جان کی ساری طاقتون سے اور اپنے وجود کی تمام قوتون سے اُسکی طرف دوڑتا ہے کیا خدا اُسپر رحم نہین کرتا کیا وہ اُسکی طرف نظر اُٹھاکر نہین دیکھتا۔ کیا اُسکی دُعائین قبولیت کے لائق نہین۔ کیا اُسکی فریادین کبھی خدا تک نہین پہنچ سکتین۔ کیا خدا اُسے ناکامی کی حالت مین ہلاک کردیگا۔ کیا وہ ہزارون دردون کے ساتھ قبر مین اُتریگا اور خدا اُسکا علاج نہین کریگا۔ کیا وہ مولیٰ کریم اُسے رد کردیگا اور چھوڑ دیگا۔ کیا خدا اپنے صادق اور فرمان بردار طالب کو اپنے نبیون کا راہ نہین دکھلائیگا اور اپنی خاص نعمت سے متمتع نہین کریگا۔ بلاشبہ وہ اپنے طالبون کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ جو لوگ اُسکی

راہین اُنکے دریافت کرنے کی مسدود ہین ہرگز نہین ہرگز نہین یہہ بات ہر یک اہلِ علم پر واضح ہے کہ اکثر وجوہِ بے نظیریِ قرآن کی ایسی سہل اور سریع الفہم ہین کہ جنکے جاننے اور معلوم

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۰

فعصی فرعون الرسول فاخذناہ اخذا وبیلا فکیف تتقون ان کفرتم - اکفارکم خیر من اولئکم ام لکم براءۃ فی الزبر ام یقولون نحن جمیع منتصر سیھزم الجمع ویولون الدبر - کلا بل الذین کفروا اصبھم بما صنعوا قارعۃ او تحل قریبا من دارھم حتی یاتی وعد اللہ ان اللہ لا یخلف المیعاد - ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین

سو جب فرعون نے اُس رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے اُس سے ایسا مواخذہ کیا کہ جسکا انجام وبال تھا یعنے مُسی مواخذہ سے فرعون نیست و نابود کیا گیا سو تم جو بمنزلہ فرعون ہو ہمارے مواخذہ سے کیونکر نافرمان رہکر بچ سکتے ہو کیا تمہارے کافر فرعونی گروہ سے کچھ بہتر ہین یا تم خدا کی کتابون مین معذب اور ماخوذ ہونے سے مستثنیٰ اور بری قرار دیئے گئے ہو - کیا یہہ لوگ کہتے ہین کہ ہماری جماعت بڑی قوی جماعت ہے کہ جو ہر دست اور فتح منتظر ہے عنقریب یہہ ساری جماعت پیٹھ پھیرتے ہوئے بھاگیگی اور ہمیشہ ان کافرونکو کوئی نہ کوئی کوفت پہنچتی رہیگی یہانتک کہ وہ وقت موعود آجائیگا جسکا خدا نے وعدہ کیا اور خدا وعدہ کے خلاف نہیں کرتا - اور رسولون کے حق مین پہلے سے ہماری یہہ بات قرار پاچکی ہے کہ ہمیشہ نصرت

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۲

طرف دوڑتے ہین وہ اُنکی طرف اُنسے بہت زیادہ دوڑتا ہے - جو لوگ اُسکا قرب چاہتے ہین وہ اُنسے بہت ہی قریب ہوجاتا ہے وہ اُنکی آنکھین ہوجاتا ہے جس سے وہ دیکھتے ہین اور اُنکے کان ہوجاتا ہے جس سے وہ سُنتے ہین - اب تم آپ ہی سوچو کہ جسکی آنکھین اور کان وہ عالم الغیب ہے کیا ایسا شخص اپنے لدنی علم مین ذرہ یقین تک نہین پہنچیگا اور ظنون مین ڈوبا رہیگا تم یقیناً سمجھ کہ صادقون کے لئے اُسیقدر اُسکے دروازے کھل جاتے ہین جسقدر اُنکے صدق کا اندازہ ہے - اُسکے خزائن مین کمی نہین اُسکی ذات مین تبدل نہین اُسکے فضلون کا کوئی انتہا نہین اور ترقیاتِ معرفت کی کوئی حد نہین ہان پہلے اُس نے اظہار علی الغیب کی نعمت اور علم لدنی یقینی قطعی کی دولت اپنے برگزیدہ رسولون کو دی مگر پھر یہہ تعلیم دیکر کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم - تمام سچے طالبون کو خوشخبری دی کہ وہ اپنے رسولِ مقبول کی متابعت سے اُس عالم ہی اور باطنی تک پہنچ سکتے ہین کہ جو بالاصالت خدا کے نبیون کو دیا گیا انہین معنون کرکے تو علماء وارث الانبیاء کہلاتے ہین اور اگر باطنی علم کا وارثہ اُنکو نہین مل سکتا تو پھر وہ وارث کیونکر اور کیسے ہوئے کیا آن حضرت نے فرمایا نہین

جائے کہ اعجازِ قرآن کی تمام وجوہ عربی دانی پر ہی موقوف ہین یا تمام عجائباتِ قرآنیہ اور جمیع خواصِ عظمیٰ فرقانیہ صرف عربون پر ہی کھل سکتے ہین اور دوسرون کے لئے تمام

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ ان اللہ قوی شدید العقاب۔ فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم وانا علی ان نریک ما نعدھم لقادرون ط ویقولون لولا انزل علیہ اٰیۃ من ربہ فقل انما الغیب للہ فانتظروا انی معکم من المنتظرین۔ وقل الحمد للہ سیریکم اٰیاتہ فتعرفونھا وما ربک بغافل عما تعملون۔ انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا

اور بہ تحقیق خدا جبرا طاقت والا اور سزا دینے مین سخت ہے۔ اور اُنکی شرارتون کے دفع کرنے کے لئے خدا تجھے کافی ہے اور وہ سمیع اور علیم ہے اور ہم اِس بات پر قادر ہین کہ جو کچھ ہم اُنکی نسبت وعدہ کرتے ہین وہ تجھے دکھلاوین۔ اور یہہ لوگ کہتے ہین کہ کیون اُسپر اُسکے ربّ کی طرف سے کوئی نشان تائید دین کا نازل نہ ہوا سو اُنکو کہہ کہ علمِ غیب خدا کا خاصہ ہے پس تم نشان کے منتظر رہو مین بھی تمہارے ساتھ منتظر ہون۔ اور کہہ خدا سب کامل صفتون کا مالک ہے عنقریب وہ تمہین اپنے نشان دکھلائیگا ایسے نشان کو تم اُنکو شناخت کروگے اور خدا تمہارے عملون سے غافل نہین ہے۔ ہم نے تمہاری طرف یہہ رسول اُسی رسول کی مانند بھیجا ہے کہ جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا

اور پورے زور تک پہنچنے کے لئے اپنے غیبی جذبات سے بیقرار کردیا ہے وہ خداوند کریم ایسا نہین ہے کہ اُنکے جوشون اور اُنکے دردون اور اُنکی عاشقانہ سعی اور سرگرمی کو ضایع کرے یہہ ممکن ہی نہین کہ جسقدر اُسنے بھوک پیاس لگادی اُسقدر روٹی عطا نہ کرے اور جسقدر پیاس لگادی اُسقدر پانی نہ پلاوے۔ ایک اُسکے لئے مرتا ہے اور اُسکی معرفت کو جان سے زیادہ چاہتا ہے اور اپنی جان کی ساری طاقتون سے اور اپنے وجود کی تمام قوتون سے اُسکی طرف دوڑتا ہے کیا خدا اُسپر رحم نہین کرتا کیا وہ اُسکی طرف نظر اُٹھا کر نہین دیکھتا۔ کیا اُسکی دُعائین قبولیت کے لائق نہین۔ کیا اُسکی فریادین کبھی خدا تک نہین پہنچ سکتین۔ کیا خدا اُسے ناکامی کی حالت مین ہلاک کردیگا۔ کیا وہ ہزارون دردون کے ساتھ قبر مین اُتریگا اور خدا اُسکا علاج نہین کریگا۔ کیا وہ مولی کریم اُسے رد کردیگا اور چھوڑ دیگا۔ کیا خدا اپنے صادق اور فرمان بردار طالب کو اپنے نبیون کا راہ نہین دکھلائیگا اور اپنی خاص نعمت سے متمتع نہین کریگا۔ بلاشبہ وہ اپنے طالبون کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ جو لوگ اُسکی

راہین اُنکے دریافت کرنے کی مسدود ہین ہرگز نہین ہرگز نہین یہہ بات ہر یک اہل علم پر واضح ہے کہ اکثر وجوہِ بے نظیریِ قرآن کی ایسی سہل اور سریع الفہم ہین کہ جنکے جاننے اور معلوم

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۰

فعصی فرعون الرسول فاخذناہ اخذا وبیلا فکیف تتقون ان کفرتم - اکفارکم خیر من اولئکم ام لکم براءۃ فی الزبر ام یقولون نحن جمیع منتصر سیھزم الجمع ویولون الدبر - کلا بل الذین کفروا اصیبھم بما صنعوا قارعۃ او تحل قریبا من دارھم حتی یاتی وعد اللہ ان اللہ لا یخلف المیعاد - ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین

سو جب فرعون نے اُس رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے اُس سے ایسا مواخذہ کیا کہ جسکا انجام وبال تھا یعنے اُسی مواخذہ سے فرعون نیست و نابود کیا گیا سو تم جو بمنزلہ فرعون ہو ہمارے مواخذہ سے کیونکر نافرمان رکہہ سکتے ہو کیا تمہارے کافر فرعونی گروہ سے کچھہ بہتر ہین یا تم خدا کی کتابون مین معذب اور ماخوذ ہونے سے مستثنیٰ اور بری قرار دیئے گئے ہو - کیا یہہ لوگ کہتے ہین کہ ہماری جماعت بڑی قوی جماعت ہے کہ جو بدست اور فتح منتصر ہے عنقریب یہہ ساری جماعت پیٹہ پھیرتے ہوئے بہاگ جائیگی اور بلکہ ان کا وعدہ کوئی نہ کوئی کوفت پہنچتی رہیگی یہانتک کہ وہ وقت موعود آجائیگا جسکا خدا نے وعدہ کیا خدا تخلف وعدہ نہین کریگا - اور رسولون کے حق مین پہلے سے ہماری یہہ بات قرار پا چکی ہے کہ ہمیشہ نصرت

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۲

طرف دوڑتے ہین وہ اُنکی طرف اُنسے بہت زیادہ دوڑتا ہے - جو لوگ اُسکا قرب چاہتے ہین وہ اُنسے بہت ہی قریب ہو جاتا ہے وہ اُنکی آنکہین ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکہتے ہین اور اُنکے کان ہو جاتا ہے جس سے وہ سُنتے ہین - اب تم آپ ہی سوچو کہ جبکہ آنکہین اور کان وہ عالم الغیب ہے کیا ایسا شخص اپنے لدنی علم مین نور یقین تک نہین پہنچیگا اور ظنون مین ڈوبا رہیگا تم یقیناً سمجہو کہ صادقون کے لئے اُسکے دروازے کہل جاتے ہین جسقدر اُنکے صدق کا اندازہ ہے - اُسکے خزائن مین کمی نہین اُسکی ذات مین بخل نہین اُسکے فضلون کا کوئی انتہا نہین اور ترقیاتِ معرفت کی کوئی حد نہین ہان پہلے اُس نے اظہار علی الغیب کی نعمت اور علم لدنی یقینی قطعی کی دولت اپنے برگزیدہ رسولون کو دی مگر یہہ تعلیم دیکر اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم - تمام سچے طالبون کو خوشخبری دی کہ وہ اپنے رسولِ مقبول کی متابعت سے اُس علم اور یقین اور باطنی تک پہنچ سکتے ہین کہ جو بالاصالت خدا کے نبیون کو دیا گیا انہین معنون کر کے تو علماء وارث الانبیاء کہلاتے ہین اور اگر باطنی علم کا ورثہ اُنکو نہین مل سکتا تو پہر وہ وارث کیونکر اور کیسے ہوئے کیا آن حضرت نے فرمایا نہین

کرنے کے لئے کچھہ بھی لیاقتِ عربی درکار نہین بلکہ اس درجہ پر بدیہی اور واضح ہین کہ ادنیٰ عقل جو انسانیت کے لئے ضروری ہے اُن کے سمجھنے کے لئے کفائیت کرتی ہے مثلاً

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ انھم لھم المنصورون وان جندنا لھم الغالبون - فتول عنھم حتیٰ حین وابصرھم فسوف یبصرون - ولقد کذبت رسل من قبلك فصبروا علیٰ ما کذبوا واوذوا حتیٰ اتاھم نصرنا ولا مبدل لکلمات اللہ ولقد جاءك من نبأ المرسلین - واذا لم تاتھم بآیۃ قالوا لولا اجتبیتھا قل انما اتبع ما یوحیٰ الی من ربی ھذا بصائر

اور ہمیشہ ہمارا ہی لشکر غالب رہیگا سو اُس وقت تک کہ وہ وعدہ پورا ہوائے موافق پھر رہ اور اُنکو وہ راہ دکھلا پس عنقریب وہ آپ دیکھہ لینگے - اور تجھہ سے پہلے جو نبی آئے اُنکی بھی تکذیب کی گئی تھی پس اُنھون نے تکذیب پر صبر کیا اور ایک مدت تک دُکھہ دیئے گئے یہانتک کہ ہماری مدد اُنکو پہنچ گئی چنانچہ گذشتہ رسولون کی خبرین بھی تجھہ کو آچکی ہین - اور جب دن تو اُنکو کوئی آیت نہین سُناتا اُس دن کہتے ہین کہ تج تو نے کوئی آیت کیون نہ گھڑی اُنکو کہہ کہ مین تو اُسی کلام کی پیروی کرتا ہون کہ جو میرے رب کی طرف سے مجھہ پر نازل ہوا ہے اپنے دل سے گھڑ لینا میرا کام نہین اور نہ یہہ ایسی باتین ہین کہ جنکو انسان اپنے افترا سے گھڑ سکے یہہ تو میرے رب کی طرف سے **بصائر** ہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

کہ اِس اُمت مین محدّث ہونگے وقال اللہ تعالیٰ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا - وقل ربّ زدنی علما - اب تم سوچو کہ اگر علمِ لدنّی کا سارا مدار ظنیات پر ہے تو پھر اُسکا نام علم کیونکر ہوگا کیا ظنیات بھی کچھہ چیز ہین جنکا نام علم رکھا جائے پس اِس صورت مین واعتقناہ من لدنّا علما - کے کیا معنے ہونگے پس جاننا چاہئے کہ خدا کے کلام پر غور صحیح کرنے سے اور صدہا تجاربِ مشہودہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ افرادِ خاصۂ اُمتِ محمدیہ کو جب وہ متابعت اپنے رسولِ مقبول مین فنا ہو جاوین اور ظاہراً و باطناً اُسکی پیروی اختیار کرین بہ تبعیتِ سیِ رسول کے اُسکی برکتون مین سے عنایت کرتا ہے یہہ نہین کہ صرف دہ بیست تک رکھنا چاہتا ہے - اور جب کسی دل پر نبوی برکتون کا پرتو پڑے گا تو ضرور ہے کہ اُسکو اپنے متبوع کی طرح علمِ یقینی قطعی حاصل ہو کیونکہ جس چشمہ کا اُسکو وارث بنایا گیا ہے وہ شکوک اور شبہات کی کدورت سے بکلّی پاک ہے اور منصبِ وراثتِ الرسول ہونے کا بھی اسی بات کو چاہتا ہے کہ علمِ باطنی اُسکا یقینی اور قطعی ہو کیونکہ اگر اُسکے پاس صرف محجوبہ ظنیات

ایک یہہ وجہ بے نظیری کہ وہ باوجود اِسقدر ایجاز کلام کے کہ اگر اُسکو متوسط قلم سے لکھین تو پانچ چار جزو مین آسکتا ہے پھر تمام دینی صداقتون پر کہ جو بطور متفرق پہلی کتابون مین اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱

یعنے اپنے منجانب اللہ ہونے پر آپ ہی روشن دلیلین ہین اور ایماندارون کے لئے ہدایت اور رحمت ہے خدا کا یہہ ارادہ ہورہا ہے کہ اپنے کلام سے حق کو ثابت کرے اور کافرون کے عقائد باطلہ کو جڑہ سے کاٹ دے تا سچے مذہب کی سچائی اور جھوٹے مذہبون کا جھوٹا ثابت کرکے دکھلاوے اگرچہ مجرم لوگ کراہت ہی کرین - اور تو وہ وقت یاد کر کہ جب کافر لوگ تیرے قید کرنے یا قتل کرنے یا نکال دینے پر مکر کرکے منصوبے باندھتے تھے اور مکر کررہے تھے اور خدا بھی مکر کررہا تھا اور خدا سب مکر کرنے والون سے بہتر ہے سو جہانتک اُنکا بس چل سکا اُنہون نے مکر کیا اور اُنکے سارے مکر خدا کے قبضہ مین ہین اور اگرچہ اُنکے مکر ایسے ہون کہ جنسے پہاڑ ٹل جائین تب بھی یہہ گمان مت کر کہ اُنسے خدا کے

کاہے تو پھر وہ کیونکر اُس ناقص مجموعہ سے کوئی فایدہ خلق اللہ کو پہنچا سکتا ہے تو اِس صورت مین وہ آدھا وارث ہوا نہ پورا اور یک چشم ہوا نہ دونون آنکھون والا - اور جن ضلالتون کی مدافعت کے لئے خدا نے اُسکو قایم کیا ہے اُن ضلالتون کا نہایت پُر زور ہونا اور زمانہ کا نہایت فاسد ہونا اور منکرون کا نہایت منکر ہونا اور غافلون کا نہایت خوابیدہ ہونا اور مخالفون کا اشد فی الکفر ہونا اِس بات کے لئے بہت ہی تقاضا کرتا ہے کہ ایسے شخص کا علم لدنی مشابہ بالرسل ہو اور یہی لوگ ہین جنکا نام احادیث مین امثل اور قرآن شریف مین صدیق آیا ہے اور ان لوگون کا زمانہ ظہور پیغمبرون کے زمانہ بعث سے بہت ہی مشابہ ہوتا ہے یعنے جیسے پیغمبر اُس وقت آتے ہے ہین کہ جب دُنیا مین سخت درجہ پر گمراہی اور غفلت پھیلتی رہی ہے ایسا ہی یہہ لوگ بھی اُس وقت آتے ہین کہ جب ہر طرف گمراہی کا سخت غلبہ ہوتا ہے اور حق سے ہنسی کیجاتی ہے اور باطل کی تعریف ہوتی ہے اور کاذبون کو راستباز قرار دیا جاتا ہے اور دجالون کو مہدی سمجھا جاتا ہے اور دُنیا مخلوق اللہ کی نظر مین بہت پیاری

انبیاء سلف کے صحیفون مین پراگندہ اور منتشر تہین مشتمل ہے اور نیز اُسمین یہہ کمال ہے کہ جسقدر انسان محنت اور کوشش اور جانفشانی کرکے علمِ دین کے متعلق اپنے فکر اور ادراک سے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

مبرا الخلف وعدہ رسلہ ان اللہ عزیز ذو انتقام ط وانہ لرادک الی معاد ط - الا ان نصر اللہ قریب یاٰیھا الذین اٰمنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم ط تؤمنون باللہ ورسولہ و تجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون ط یغفر لکم ذنوبکم ویدخلکم جنات تجری من تحتھا الانھار

وہ وعدے ٹل جائینگے کہ جو اُس نے اپنے رسول کو دیئے ہین خدا غالب اور بدلہ لینے والا ہے اور تجھے اُسی جگہ پہیر لائیگا جہان سے تو نکالا گیا ہے یعنے مکّہ مین جس سے کفّار نے اُن حضرت کو نکال دیا تھا - یاد رکھو کہ خدا کی مدد بہت ہی قریب ہے - اے وہ لوگو جو ایمان لائے کیا مین تمہین ایک ایسی تجارت کی طرف رہبری کرون کہ جو تمکو عذابِ الیم سے نجات بخشے خدا اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ اور خدا کی راہ مین اپنے مالون اور جانون سے کوشش کرو کہ یہی تمہارے لئے بہتر ہے اُس سے خدا تمہارے گناہون کو بخشے گا اور اُن بہشتون مین داخل کریگا جن کے نیچے نہرین بہتی ہین -

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

معلوم ہوتی ہے جسکی تحصیل کے لئے ایک دوسرے پر سبقت کرتے ہین اور دین اُنکی نظر مین ذلیل اور خوار ہوجاتا ہے - ایسے وقتون مین وہی لوگ حجّت اسلام ٹھہرتے ہین جنکا الہام یقینی اور قطعی ہوتا ہے اور جو اُن کامل افراد کے قایم مقام ہوتے ہین جو اُن سے پہلے گذر چکے ہین - اب خلاصہ کلام یہہ ہے کہ الہام یقینی اور قطعی ایک واقعی صداقت ہے جسکا وجود افراد کاملہ اُمتِ محمدیہ مین ثابت ہے اور اُنہین کسے خاص ہے ہان یہہ سچ بات ہے کہ رسولون کا الہام بہت ہی درخشان اور روشن اور اجلی اور اقوی اور اصفی اور اعلی اور مراتب یقین کے انتہائی درجہ پر ہوتا ہے اور آفتاب کی طرح چمک کر ہر یک ظلمت کو اُٹھا دیتا ہے مگر اولیا کے الہامون مین سے جب تک معانی کسی الہامی عبارت کے مشتبہ ہون یا وہ الہام ہی مشتبہ اور مخفی ہو تب تک وہ ایک امر ظنّی ہوگا اور ولی کا الہام اُسی وقت حدِ قطع اور یقین تک پہنچیگا کہ جب ضعیف الہامون کی قسم مین سے نہ ہو بلکہ اپنی کامل روشنی کے ساتھہ نازل ہو اور بارش کی طرح متواتر برس کر اور اپنے نزدن کو قوی طور پر دکھلا کر ملہم کے

کچھ صداقتیں نکالے یا کوئی باریک دقیقہ پیدا کرے یا اُسی علم کے متعلق کسی قسم کے اور حقائق اور معارف یا کسی نوع کے دلائل اور براہین اپنی قوتِ عقلیہ سے پیدا کرکے دکھلاوے یا ایسا ہی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ومساکن طیبۃ فی جنات عدن ذالک ھو الفوز العظیم واخری تحبونھا نصر من اللہ و فتح قریب وبشر المؤمنین - ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا وان تصبروا وتتقوا فان ذالک من عزم الامور - وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدھم شیئا - وعد اللہ الذین اٰمنوا

اور وہ محل عطا کریگا کہ جو پاک اور جاودانی بہشتوں میں ہیں یہی انسان کے لئے سعادتِ عظمیٰ ہے اور دوسری یہ ہے جسے تم اِس دُنیا میں چاہتے ہو کہ خدا کی طرف سے مدد ہے اور فتح قریب ہے اور بشارت دے مومنوں کو - اور تم ضرور سنو گے اُن لوگوں سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور اُن سے جنہوں نے شرک کیا بہت سی دکھ دینے والی باتیں اور اگر تم صبر کرو گے اور پرہیزگاری اختیار کرو گے تو یہ بڑے حوصلہ کا کام ہے - اور اگر تم صبر کرو گے اور متقی بنو گے تو اُن لوگوں کے مکر کچھ بھی تمہارا بگاڑ نہیں سکینگے - خدا نے تم میں سے بعض نیکوکار ایمانداروں کے لئے یہ وعدہ ٹھہرا رکھا ہے کہ وہ اُنہیں زمین پر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

دل کو کامل یقین سے پُر کردے اور مختلف تقریروں اور مختلف لفظوں میں اُتر کر معنے اور مطلب کو لکل کھول دے اور عبارت کو تشابہات میں سے بکل الوجوہ باہر کردے اور متواتر دُعاؤں اور سوالوں کے وقت خود خداوند تعالیٰ اُن معانی کا قطعی اور یقینی ہونا متواتر اجابتوں اور جوابوں کے ذریعہ سے بوضاحت تمام بیان فرماوے جب کوئی الہام اِس حد تک پہنچ جائے تو وہ کامل النور اور قطعی اور یقینی ہے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ اصلاً الہام اولیاء کو قطع اور یقین کی طرف راہ نہیں وہ معرفتِ کامل سے سخت بے نصیب ہیں - وما قدروا اللہ حق قدرہ - اللھم اصلح امت محمد - اور یہ وہم کہ اگر الہام اولیاء شریعتِ حقہ محمدیہ سے مخالف ہو تو پھر کیا کریں یہ بھی ایسا ہی قول ہے جیسا کوئی کہے کہ اگر ایک نبی کا الہام دوسرے نبی کے الہام سے مخالف ہو تو پھر کیا کریں بس ایسے وساوس کا یہ جواب ہے کہ ایسا کامل النور الہام جس کی ہم نے اوپر تعریف لکھی ہے ممکن نہیں کہ شریعتِ حقہ محمدیہ سے مخالف ہو اور اگر کوئی کم فہم کچھ مخالف سمجھے تو وہ اُسکی سمجھ کا قصور ہے

کوئی نہائیت دقیق صداقت جسکو حکمائے سالقین نے مدت دراز کی محنت اور جانفشانی سے
نکالا ہو معرضِ مقابلہ مین لاوے یا جسقدر مفاسدِ باطنی اور امراضِ روحانی ہین جن مین اکثر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا - ودطائفة من اهل الکتاب لو یضلونکم وما یضلون الا انفسهم وما یشعرون - ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنهم بمفازة

اپنے رسولِ مقبول کے خلیفے کریگا انہین کی مانند جو پہلے کر چکا ہے اور گئے دین کو
کہ جو انکے لئے اُس نے پسند کر لیا ہے یعنے دین اسلام کو زمین پر جماوے گا اور مستحکم اور قائم کر دیگا اور بعد
اسکے کہ ایام خوف کی حالت مین ہو چکے یعنے بعد اُس وقت کے کہ جب بیاعث وفات حضرت خاتم الانبیا
صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ خوف دامنگیر ہوگا کہ شاید اب دین تباہ نہ ہو جائے تو اُس خوف اور اندیشہ کی حالت
مین خدا تعالیٰ خلافت حقہ کو قائم کر کے مسلمانون کو بدیں وعدہ دائمی دین سے بے خوف اور امن کی حالت مین کر دیگا وہ
خالصاً میری پرستش کرینگے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہین ٹھہرائینگے - یہ تو ظاہری طور پر بشارت ہے مگر جیسا
کہ آیاتِ قرآنیہ مین عادت اللہ جاری ہے اسکے نیچے ایک باطنی معنے بھی ہین اور وہ یہ ہین کہ باطنی طور پر
ان آیات مین خلافتِ روحانی کی طرف بھی اشارہ ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ ہر یک خوف کی حالت مین
کہ جب محبتِ الٰہیہ دلون سے اُٹھ جاتی ہے اور مذاہب فاسدہ ہر طرف پھیل جاتے ہین اور لوگ روبہ دنیا ہو جاتے
اور دین کے گم ہو جانیکا اندیشہ ہوتا ہے ایسے وقتون مین خدا روحانی خلیفون کو پیدا کرتا رہیگا کہ جنکے ہاتھ پر
روحانی طور پر نصرت اور فتح دین کی ظاہر ہو اور حق کی عزت اور باطل کی ذلت ہوتا ہمیشہ دین اپنی اصلی
تازگی پر ہو جاوے جیسا کہ پہلے اور ایام ضلالت کے پھیل جانے اور دین کے مفقود ہو جانیکے اندیشے مین کی حالت
مین جو اس عبد بعد اپنے وعدہ کے موافق ایک گروہ کے مسیحیون اور یہودیون مین سے یہ چاہا ہے کہ کسی طرح تمکو گمراہ
کرین اور وہ تمکو تو کیا گمراہ کرتے جنکے خود اپنے ہی نفسون کو گمراہ کر رہے ہین پر اپنی غلطی پر انہین شعور
نہین - اور چاہتے ہین کہ قرآن کا مون کے ساتھ تحریف کے جا بجا ہین جنکو وہ کرتے نہین ہو تو ہمیشہ اُن کو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

صورتِ دوم الہام کی جسکا مین باعتبار کثرت عجائبات کے کامل الہام نام رکھتا ہون یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ بندہ کو
کسی امرِ غیبی پر بعد دعا اُس بندہ کے یا خود بخود مطلع کرنا چاہتا ہے تو یک دفعہ ایک بیہوشی اور ربودگی اُسپر طاری کر دیتا ہے جس سے وہ
بالکل اپنی ہستی سے کھو جاتا ہے اور ایسا اُس بیخودی اور ربودگی اور بیہوشی مین ڈوبتا ہے جیسے کوئی پانی مین غوطہ مارتا ہے اور
نیچے پانی کے چلا جاتا ہے غرض جب بندہ اِس حالتِ ربودگی سے کہ بمنزلہ غوطہ سے بہت ہی مشابہ ہے باہر آتا ہے تو اپنے اندر مین
کچھ ایسا مشاہدہ کرتا ہے جیسے ایک گوہر بیش بہا پڑی ہوئی ہوتی ہے اور جب وہ گوہر کچھ فرو ہوتی ہے تو ناگہان اُسکو اپنے اندر سے
ایک موزون اور لطیف اور لذیذ کلام محسوس ہو جاتی ہے اور یہ غوطہ ربودگی کا ایک نہایت عجیب امر ہے جسکے عجائبات بیان
کرنے کے لئے الفاظ کفائت نہین کرتے یہی حالت ہے جس سے ایک وہبی معرفت کا انسان پر کھل جاتا ہے کیونکہ جب بار بار دعا
کرنیکے وقت خداوند تعالیٰ اِس حالتِ غوطہ اور ربودگی کو اپنے بندہ پر وارد کر کے اُسکی ہر یک دُعا کا اُسکو ایک لطیف اور لذیذ
کلام مین جواب دیتا ہے اور ہر یک استفسار کی حالت مین وہ حقائق اُسپر کھولتا ہے جنکا کھلنا انسان کی طاقت سے باہر ہے

افراد مبتلا ہوتے ہین اُن مین سے کسی کا ذکر یا علاج قرآن شریف سے دریافت کرنا چاہئے تو وہ جس طور سے اور جس باب مین آزمائش کرنا چاہتا ہے آزما کر دیکھ لے کہ ہر یک دینی صداقت

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳۶

من الاعذاب ولهم عذاب اليم۔ ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان يذكر فيها اسمه وسعى فى خرابها اولئك ما كان لهم ان يدخلوها الا خائفين لهم فى الدنيا خزى ولهم فى الاخرة عذاب عظيم۔ ولقد كتبنا فى الزبور من بعد الذكر ان الارض يرثها عبادى الصالحون۔ قل اللهم مالك الملك تؤتى الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بيدك الخير انك على كل شئ قدير

کہ یہ لوگ عذاب سے بچ جائینگے اُنکے لئے ایک دردناک عذاب مقرر ہے اور اُس سے اَور کون ظالم تر ہے کہ جو خدا کی مسجدون کو اس بات سے روکے کہ اُن مین ذکر الٰہی کیا جائے اور مسجدون کے خراب اور منہدم کرنے مین کوشش کرے۔ یہ عیسائیون کی بدچلنی اور مفسدانہ حرکت کا حال بتلایا ہے جنہون نے بیت المقدس کا کچھ پاس نہ کیا اور اُسے متکبرانہ جوش مین آکر منہدم کیا اور بعد اسر آئت کے فرمایا کہ جن عیسائیون نے ایسی شوخی کی اُنکو دنیا مین رسوائی دیگر آخرت مین عذاب عظیم ہے۔ زبور مین ذکر کرکے لکھا ہے کہ جو نیک لوگ ہین وہی زمین کے وارث ہونگے یعنے ارض شام کے (زبور ۳۷) کہ اے بار خدایا اے مالک الملک تو جسے چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ملک چھین لیتا ہے تو جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے ہر یک خیر کہ جسکا انسان طالب ہے تیرے ہی ہاتھ مین ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳۷

تو یہ امر اُسکے لئے موجب مزید معرفت اور باعث عرفان کامل ہو جاتا ہے۔ بندہ کا دُعا کرنا اور خدا کا اپنی اُلوہیت کی تجلی سے ہر یک دُعا کا جواب دینا یہ ایک ایسا امر ہے کہ گویا اسی عالم مین بندہ اپنے خدا کو دیکھ لیتا ہے اور دونون عالم اُسکے لئے بلا تفاوت یکسان ہو جاتے ہین۔ جب بندہ اپنی کسی حاجت کے وقت بار بار اپنے مولیٰ کریم سے کوئی عقدہ پیش آمدہ دریافت کرتا ہے اور عرض حال کے بعد حضرت خداوند کریم سے جواب پاتا ہے اُسی طرح کہ جیسے ایک انسان دوسرے انسان کی بات کا جواب دیتا ہے اور جواب ایسا ہوتا ہے کہ نہایت فصیح اور لطیف الفاظ مین ملکی کبھی کسی ایسی زبان مین ہوتا ہے کہ جس سے وہ بندہ ناآشنا محض ہے اور کبھی اُمور غیبیہ پر مشتمل ہوتا ہے کہ جو مخلوق کی طاقتون سے باہر ہین اور کبھی اُسکے ذریعہ سے موہب عظیمہ کی بشارت ملتی ہے اور منازل عالیہ کی فخری سُنائی جاتی ہے اور قرب حضرت باری کی مبارکبادی دیجاتی ہے اور کبھی دُنیوی برکتون کے بارے مین پیشگوئی ہوتی ہے تو اُن کلمات لطیفہ و طیبہ کے سُننے سے کہ جو مخلوق کی تو تون سے نہایت بلند اور اعلیٰ ہوتے ہین جسقدر ذوق اور معرفت حاصل ہوتی ہے اُسکو وہی بندہ جانتا ہے جسکو یہ نعمت عطا

اور حکمت کے بیان میں قرآن شریف ایک دائرہ کی طرح محیط ہے جس سے کوئی صداقتِ دینی باہر نہیں بلکہ جن صداقتوں کو حکیموں نے بباعثِ نقصانِ علم و عقل غلط طور پر بیان کیا ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ قل ما یعبأ بکم ربی لولا دعاءکم فقد کذبتم فسوف یکون لزاما واعلموا انکم غیر معجزی اللہ وان اللہ مخزی الکافرین۔ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ط واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم

کافروں کو کہہ کہ اگر تم خدا کی بندگی نہ کرو تو وہ تمہاری پرواہ کیا کرتا ہے سو تم نے بپائے طاعت اور بندگی کے جھٹلانا اختیار کیا سو عنقریب اسکی سزا تمہیں واردہونیوالی ہے اور تم یقیناً جانو کہ تم خدا کو اسکے کاموں میں کبھی عاجز نہیں کرسکتے اور خدا تمہیں رسوا کریگا وہ لوگ کہ جنہوں نے ناحق کے جھگڑوں اور قتل کے ارادوں سے ظلم رسیدہ ہیں انکی نسبت مردینے کا حکم ہوچکا ہے اور خدا انکی مدد پر قادر ہے وہ خدا وہ کریم و رحیم ہے جس نے اُمیوں میں انہیں میں سے ایک کامل رسول بھیجا ہے کہ جو باوجود اُمی ہونیکے خدا کی آیات انپر پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور کتاب اور حکمت سکھلاتا ہے اگرچہ وہ لوگ اس نبی کے ظہور سے پہلے صریح گمراہی میں پھنسے ہوئے تھے اور انکے گروہ میں سے اوّلوں کے لوگ بھی ہیں جنکا اسلام میں داخل ہونا ابتدا سے تجویز ہوچکا ہے اور ابھی وہ مسلمانوں سے نہیں ملے اور خدا غالب و حکیم ہے جسکا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا جو وقت پہنچیگا کہ خدا اپنی حکمت کاملہ کے لحاظ سے وہ سر ملکوں کے مسلمان ہونیکے لئے مقرر کرتا ہے وہ لوگ میں داخل ہونگے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

ہوتی ہے۔ فی الحقیقت وہ خدا کو ایسا ہی شناخت کرلیتا ہے جیسے کوئی شخص تم میں سے اپنے پکے اور پرانے دوست کو شناخت کرتا ہے اور یہ الہام اکثر معظمات امور میں ہوتا ہے کبھی اسمیں ایسے الفاظ بھی ہوتے ہیں جنکے معنے لغت کی کتابیں دیکھکر کرنے پڑتے ہیں بلکہ بعض دفعہ یہ الہام کسی اجنبی زبان مثلاً انگریزی یا کسی ایسی دوسری زبان میں ہوا ہے جس زبان سے ہم محض ناواقف ہیں۔ اس الہام کی مثالیں ہمارے پاس بہت ہیں لیکن وہ جو ابھی اس حاشیہ کی تحریر کے وقت یعنے مارچ ۱۸۸۰ء میں ہوا ہے جس میں یہ امر غیبی بطور پیشین گوئی ظاہر کیا گیا ہے کہ اس اشتہاری کتاب کے ذریعہ سے اور اُسکے مضامین پر مطلع ہونے سے انجام کار مخالفین کو شکست فاش آئیگی اور حق کے طالبوں کو ہدایت ملیگی اور بدعقیدگی دور ہوگی اور لوگ خدا تعالیٰ کے القا اور رجوع دلانے سے مدد کرینگے اور متوجہ ہونگے اور آئینگے فیرمس الا مور وہ الہامی کلمات یہ ہیں

یا احمد بارک اللہ فیک ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی۔ الرحمٰن علم القرآن۔ لتنذر قوما ما انذر اٰباؤھم ولتستبین سبیل المجرمین قل انی امرت وانا اول المؤمنین

اے احمد اللہ نے تجھ میں برکت رکھدی تو نے نہیں چلائی جب تو نے چلائی لیکن اللہ نے چلائی۔ خدا نے قرآن سکھلایا۔ تا تو ڈراوے ایک قوم کو جسکے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے اور تا مجرموں کی راہ ظاہر ہو۔ تو کہہ مجھ کو حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا ایمان لانیوالا ہوں۔

قرآن شریف اُنکی تکمیل و اصلاح فرماتا ہے اور جن دقائق کا بیان کرنا کسی حکیم و فلاسفر کو میسّر نہیں آیا اور کوئی ذہن اُنکی طرف سبقت نہیں لیگیا اُنکو قرآن شریف بکمال صحت و راستی بیان

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ یاایّھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین - ان الذین کفروا ینفقون اموالھم لیصدوا عن سبیل اللہ فسینفقونھا ثم تکون علیھم حسرۃ ثم یغلبون - وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونھا فعجل لکم ھذہ وکف ایدی الناس عنکم ولتکون ایۃ للمؤمنین -

اے ایمان لانیوالو اگر کوئی تم میں سے دین اسلام کو چھوڑ دیگا تو خدا اُسکے عوض میں ایک ایسی قوم لائیگا جن سے وہ محبت کریگا اور وہ اُس سے محبت کرینگے وہ مومنین کے آگے نرم اختیار کرینگے اور کافروں پر غالب ہونگے۔ یعنے خدا کی طرف سے یہ وعدہ ہے کہ ہمیشہ یہ حال ہوتا رہیگا اگر کوئی نقص الفہم دین اسلام سے مرتد ہو جائیگا تو اُسکے مرتد ہونے سے دین میں کچھ کمی نہیں ہوگی بلکہ اُس ایک شخص کے عوض میں خدا کئی دفعہ ارتداد والوں کو دین اسلام میں داخل کریگا کہ جو اخلاص سے اُسپر ایمان لائینگے اور خدا کے محب اور محبوب ٹھہرینگے۔ اور وہ تمام کافر کہ جو دین اسلام کے مٹانے اور بند کرنے کے لئے اپنے مالوں کو خرچ کر رہے ہیں وہ جہاں تک اُنکا بس چلیگا خرچ کرینگے۔ پر آخر کار وہ تمام خرچ اُنکے لئے تاسف اور حسرت کا موجب ہوگا اور پھر مغلوب ہو جائینگے۔ خدا نے تمکو بہت سے ملکوں کی غنیمتوں کا عطا کرنا وعدہ کیا تھا سو اُن میں سے ایک پہلا امر یہ ہوا کہ خدا نے یہودیوں کے قلعے سمیت تمام مال اسباب تمکو دیدیئے اور مخالفوں کے شر سے تمکو امن بخشا تا مومنین کے لئے یہ ایک نشان ہو اور تا

قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا - کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم - فتبارک من علم وتعلم - قل ان افتریتہ فعلی اجرامی ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ لا مبدل لکلمات اللہ - ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

اے لیظہرہ دین الاسلام بالحجج القاطعۃ والبراہین الساطعۃ علی کل دین ماسواہ ای بنصر الرسول المؤمنین المظلومین بالشراق وبنہبھم وتھلم محنہم

انا کفیناک المستھزئین یقولون انی لک ھذا انی لک ھذا ان ھذا الا قول البشر واعانہ علیہ قوم آخرون - افتاتون السحر وانتم تبصرون - ھیھات ھیھات لما توعدون - ان ھذا الذی عوھمین ولا یکاد یبین - جاھل او مجنون - قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین ھذا من رحمۃ ربک یتم نعمتہ علیک - لیکون ایۃ للمؤمنین - انت علی بینۃ من ربک فتشبر وما انت بنعمت ربک بمجنون - قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ انا

اور ظاہر فرماتا ہے اور اُن دقائقِ علمِ الٰہی کو کہ جو صدہا دفتروں اور طول طویل کتابوں مین لکھے گئے تھے اور پھر بھی ناقص اور ناتمام تھے باستیفا تمام لکھتا ہے اور آئندہ کسی عاقل

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ واخری لم تقدروا علیها قد احاط الله بها وکان الله علی کل شیئ قدیرا۔ ان الذین کفروا وظلموا لم یکن الله لیغفر لهم ولا لیهدیهم طریقا الا طریق جهنم خالدین فیها ابدا۔ والذین اٰمنوا بالله ورسله اولئک هم الصدیقون والشهداء عند ربهم لهم اجرهم ونورهم لهم البشری فی الحیوة الدنیا وفی الاٰخرة

تمہاری طاقت اُن پر قبضہ کرنے سے عاجز ہے پر خدا کی طاقتین ان پر محیط ہو رہی ہین اور خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ چاہتا تو وہ پیشین گوئیان ہین جن مین ظاہری بشارتین ہین ہر بعد اسکے باطنی بشارتون کی طرف اشارہ فرماکر کہا۔ کافر اور مشرک کہ جو شرک اور کفر پر مرین اُنکے گناہ نہین بخشے جائین گے اور خدا اُنکو اُنکے کفر کی حالت مین اپنی معرفت کا راہ نہین دکھلائیگا۔ بلکہ جہنم کا راہ دکھلائیگا جس مین وہ ہمیشہ رہینگے پر جو لوگ خدا اور اُسکے رسول پر ایمان لائے وہی ہین کہ جو خدا کے نزدیک صدیق ہین اُنکے لئے اجر ہوگا اُنکے لئے نور ہوگا اُنکو اسی زندگی مین بشارتین ملینگی یعنے وہ خدا سے نوازے جانے کا پائینگے اور بشارتین سُنینگے جنمین اُنکی بہتری اور مدح ہوگی اور خدا اُنکی سیئون کو دھو دیگا اور وعدہ کیا ہے وہ ضرور پورا ہوگا

(دیکھو حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱ کہ کیونکر یہ پیشین گوئی بھی پوری ہو رہی ہے)

کفیناك المستهزئین۔ هل انبئکم علی من تنزل الشیاطین۔ تنزل علی کل افاك اثیم۔ قل عندی شهادة من الله فهل انتم مسلمون۔ قل عندی شهادة من الله فهل انتم مؤمنون۔ قل عندی شهادة من الله فهل انتم مسلمون۔ رب انی کیف تحیی الموتی۔ رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین۔ رب لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین۔ رب اصلح امة محمد۔ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ وقل اعملوا علی مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون۔ ولا تقولن لشیئ انی فاعل ذالك غدا۔ ویخوفونك من دونه۔ انك بأعیننا سمیتك المتوکل۔ یحمدك الله من عرشه نحمدك ونصلی۔ یریدون ان یطفؤا نور الله بأفواههم والله متم نوره ولو کره الکافرون۔ سنلقی فی قلوبهم الرعب۔ اذا جاء نصر الله والفتح وانتهی امر الزمان الینا۔ الیس هذا بالحق۔ هذا تاویل رؤیای من قبل قد جعلها ربی حقا۔ وقالوا ان هذا الا اختلاق

کے لئے کسی نئے دقیقہ کے پیدا کرنے کی جگہہ نہین چھوڑتا حالانکہ وہ اِسقدر قبل الحجم کتاب ہے کہ جو بہ تحریر میانہ چالیس ورق سے زیادہ نہین - اب ظاہر ہے کہ یہہ ایک ایسی وجہ بے نظیر ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ لا تبدیل لکلمات اللہ ذالک ھو الفوز العظیم ۔ ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ۔ ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ واعد لھم عذابا مھینا ۔

اور کسی نوع کی تبدیل واقعہ نہین ہوگی یہی سعادت عظمیٰ ہے کہ جو اُن لوگون کو ملتی ہے کہ جو محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاے - خدا اور اُسکے سارے فرشتے اُس نبی کریم پر درود بھیجتے ہین اے ایماندارو تم بھی اُس پر درود بھیجو اور نہایت اخلاص اور محبت سے سلام کرو جو لوگ اللہ اور اُسکے رسول کو دُکھ دیتے ہین اُن پر دُنیا اور آخرت مین خدا کی لعنت ہے - دُنیا مین یہہ کہ وہ روحانی برکتون سے محروم رہینگے اور آخرت مین یہہ کہ ذلت اور اہانت کے ساتھہ جہنم کے عذاب مین ڈالے جاینگے -

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون - قل ان افتریتہ فعلی اجرامی ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا ولن ترضی عنک الیھود ولا النصاری وخرقوا لہ بنین وبنات بغیر علم قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد - ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین - الفتنۃ ھھنا فاصبر کما صبر اولوالعزم - وقل رب ادخلنی مدخل صدق واما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم - انی معک وکن معی اینما کنت - کن مع اللہ حیثما کنت - اینما تولوا فثم وجہ اللہ (اے اگر ان الہامیہ بہم بجواب کامل انت ساکن ہیں) کنتم خیر امۃ اخرجت للناس وافتحنا للمؤمنین - ولا تئیس من روح اللہ الا ان روح اللہ قریب - الا ان نصر اللہ قریب - یاتیک من کل فج عمیق - یاتون من کل فج عمیق - ینصرک اللہ من عندہ - ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء - لا مبدل لکلمات اللہ - انا فتحنا لک فتحا مبینا - فتح الولی فتح وقربناہ نجیا - اشجع الناس - ولو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ اناس من ھؤلاء - یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک - انک باعیننا یرفع اللہ ذکرک - وبتم نعمتہ علیک فی الدنیا والاٰخرۃ ووجدک ضالا فھدی ونظرنا الیک وقلنا

جسکی صداقت مین ایک ادنیٰ عقل کے آدمی کو بھی شک نہین رہ سکتا کیونکہ ہر یک عقل سلیم پر روشن ہے کہ ہر یک نوع کی دینی سچائیان اور الہیات کے تمام حقائق اور معارف اور

بقیہ حاشیہ بمبر ۱۱ آیات مندرجہ بالا مین جسقدر خداوند قادر مطلق نے تمام دنیا کے مقابلہ پر تمام مخالفون کے مقابلہ پر تمام دشمنون کے مقابلہ پر تمام منکرون کے مقابلہ پر تمام مولہدون کے مقابلہ پر تمام زورآورون کے مقابلہ پر تمام بادشاہون کے مقابلہ پر تمام حکیمون کے مقابلہ پر تمام فلاسفرون کے مقابلہ پر تمام اہل مذہب کے مقابلہ پر ایک عاجز نا توان بے زر بے زور ایک اُمّی نا خوان بے علم بے تربیت کو اپنی خداوندی کے کامل جلال سے کامیابی کے وعدے دیئے ہین کیا کوئی ایماندارون اور حق کے طالبون مین سے شک کرسکتا ہے کہ یہہ تمام مواعید کہ جو اپنے وقتون پر پورے ہوگئے اور ہوتے جاتے ہین یہہ کسی انسان کا کام ہے دیکھو ایک غریب اور تنہا اور مسکین نے اپنے دین کے پھیلنے کے اور اپنے مذہب کی جڑہ پکڑنے کی اُسوقت خبر دی کہ جب اُسکے پاس بجز چند بے سامان درویشون کے اَور کچھ نہ تھا اور تمام مسلمان

یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراھیم۔ خزائن رحمۃ ربك۔ یا ایھا المدثر قم فانذر و ربك فکبر۔ یا احمد یتم اسمك ولا یتم اسمی۔ کن فی الدنیا کانك غریب اوعابر سبیل۔

اے انت فان تحقیق تحمید ک ولا نتہی محامد الہ فانہا لا تحد ولا تحصی

وکن من الصالحین الصدیقین۔ وامر بالمعروف وانہ عن المنکر وصل علی محمد وال محمد۔ الصلوۃ ھو المربی۔ انی رافدك الی والقیت علیك محبۃ منی۔ لا الہ الا اللہ فاکتب ولیطبعن ولیرسل فی الارض۔ خذوا التوحید التوحید یا ابناء الفارس۔ ولتبشر الذین اٰمنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم۔ واتل علیھم ما اوحی الیك من ربك ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس۔ اصحاب الصفہ وما ادرٰیك ما اصحاب الصفہ ترٰی اعینھم تفیض من الدمع۔ یصلون علیك۔ ربنا انا سمعنا منادیا ینادی للایمان و داعیا الی اللہ وسراجا منیرا۔ املوا

اِس جگہہ یہہ وسوسہ دل مین نہین لانا چاہیئے کہ کیونکر ایک ادنیٰ اُمتی آن رسول مقبول کے اسماء یا صفات یا محامد مین شریک ہوسکے۔ بلاشبہہ یہہ سچ بات ہے کہ حقیقی طور پر کوئی نبی بھی آن حضرت کے کمالات قدسیہ سے

اُصول حقّہ کے جمیع دلائل اور وسائل اور تمام اوّلین آخرین کا مغز ایک قلیل المقدار کتاب مین اِس احاطۂ تام سے درج کرنا جسکے مقابلہ پر کسی ایسی صداقت کا نشان نہ مل سکے کہ جو

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱

صرف اِسقدر تھے کہ ایک چھوٹے سے حجرہ مین سما سکتے تھے اور اُنگلیون پر نام بنام گنے جا سکتے جنکو ایک گانو کے چند آدمی ہلاک کر سکتے تھے جنکا مقابلہ اُن لوگون سے پڑا تھا کہ جو دُنیا کے بادشاہ اور حکمران تھے اور جن کو اُن قومون کے ساتھ سامنا پیش آیا تھا کہ جو باوجود کروڑون مخلوقات ہونے کے اُنکے ہلاک کرنے اور نیست و نابود کرنے پر متفق تھے مگر اب دُنیا کے کناروں تک نظر ڈالکے دیکھو کہ کیونکر خدا نے اُنہین ناتوان اور قدر قلیل لوگون کو دُنیا مین پھیلا دیا اور کیونکر اُنکو طاقت اور دولت اور بادشاہت بخش دی اور کیونکر ہزارہا سال کی تخت نشینیون کے تاج اور تخت اُنکے سپرد کیے گئے ایک دن وہ تھا کہ وہ جماعت اتنی بھی نہین

بقیّہ حاشیہ نمبر ۲

شریک مساوی نہین ہو سکتا بلکہ تمام ملائکہ کو بھی اِس جگہ برابری کا دم مارنے کی جگہ نہین ہے جائیکہ کسی اَور کو آن حضرت کے کمالات سے کچھ نسبت ہو مگر اے طالب حق ارشدک اللہ تم متوجہ ہو کر اِس بات کو سنو کہ خداوند کریم نے اِس غرض سے کہ تا ہمیشہ اُس رسولِ مقبول کی برکتین ظاہر ہون اور تا ہمیشہ اُسکے نور اور اُسکی قبولیت کی کامل شعاعین مخالفین کو ملزم اور لاجواب کرتی رہین اس طرح پر اپنی کمال حکمت اور رحمت سے انتظام کر رکھا ہے کہ بعض افراد اُمت محمدیّہ کہ جو کمال عاجزی اور تذلّل سے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی متابعت اقتدا کرتے ہین اور خاکساری کے آستانہ پر پڑ کر بالکل اپنے نفس سے گذرے ہوتے ہین خدا اُن کو فانی اور ایک مصفّا شیشہ کی طرح پاکر اپنے رسول مقبول کی برکتین اُنکے وجودِ بے نمود کے ذریعہ سے ظاہر کرتا ہے اور جو کچھ منجانب اللہ اُنکی تعریف کیجاتی ہے یا کچھ آثار اور برکات اور آیات اُن سے ظہور پذیر ہوتی ہین حقیقت مین مرجع تمام اُن تعریفون کا اور مصدرِ کامل اُن تمام برکات کا رسولِ کریم ہی ہوتا ہے اور حقیقی اور کامل طور پر وہ تعریفین اُسی کے لایق ہوتی ہین اور وہی اُنکا مصداق اتم ہوتا ہے مگر چونکہ متبع سنن آن سرورِ کائنات کا اپنے غایت اتباع کے جہت سے اُس شخص نورانی کے لئے کہ جو وجودِ باجود حضرت نبوی ہے مثل ظل کے ٹھہر جاتا ہے اِسلئے جو کچھ اُس شخص مقدس مین انوارِ الٰہیہ پیدا اور ہویدا ہین اُسکے اِس ظل مین بھی نمایان اور ظاہر ہوتے ہین اور سایہ مین اُس تمام وضع اور انداز کا ظاہر ہونا کہ جو اُسکے اصل مین ہی ایک ایسا امر ہے

اُس سے باہر رہ گئی ہو یہہ انسان کا کام نہین اور کسی مخلوق کی حدِ قُدرت مین داخل نہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ تھی کہ جسقدر ایک گہرے آدمی ہوتے ہین اور اب وہی لوگ کئی کروڑ دنیا مین نظر آتے ہین - خداوند نے کہا تھا کہ مین اپنے کلام کی آپ حفاظت کرونگا اب دیکھو کیا یہہ سچ ہے یا نہین کہ وہی تعلیم جو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائے تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ اُسکی کلام کے پہنچائی تھی وہ برابر اُسکی کلام مین محفوظ چلی آتی ہے اور لاکھون قرآن شریف کے حافظ ہین کہ جو قدیم سے چلے آتے ہین - خدا نے کہا تھا کہ میری کتاب کا کوئی شخص حکمت مین معرفت مین بلاغت مین فصاحت مین احاطۂ علومِ ربّانیہ مین بیانِ دلایلِ دینیہ مین مقابلہ نہین کرسکیگا سو دیکھو کسی سے مقابلہ نہین ہوسکا اور اگر کوئی اِس سے مُنکر ہے تو اب کرکے دکھلاوے اور جو کچھ ہم نے اِس کتاب مین جسکے ساتھ دس ہزار روپیہ کا اشتہار بھی شامل ہے حقائق و دقائق و عجائباتِ قرآن شریف کے کہ جو انسانی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲ کہ جو کسی پر پوشیدہ نہین ہان سایہ اپنی ذات مین قایم نہین اور حقیقی طور پر کوئی فضیلت اُسمین موجود نہین بلکہ جو کچھ اُسمین موجود ہے وہ اُسکے شخص اصلی کی ایک تصویر ہے جو اُسمین نمودار اور نمایان ہے - پس لازم ہے کہ آپ یا کوئی دوسرے صاحب اِس بات کو حالتِ نقصان خیال نہ کرین کہ کیون آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انوارِ باطنی اُنکی اُمت کے کامل متبعین کو پہنچ جاتے ہین اور سمجھنا چاہئے کہ اِس انعکاس انوار سے کہ جو بطریق افاضہ دایمی نفوسِ صافیہ اُمت محمدیہ پر ہوتا ہے دو بزرگ امر پیدا ہوتے ہین ایک تو یہہ کہ اِس سے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بدرجۂ غایت کمالیت ظاہر ہوتی ہے کیونکہ جس چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہوسکتا ہے اور ہمیشہ روشن ہوتا ہے وہ ایسے چراغ سے بہتر ہے جس سے دوسرا چراغ روشن نہ ہوسکے دوسرے اِس اُمت کی کمالیت اور دوسری اُمتون پر اُسکی فضیلت اِس افاضہ دایمی سے ثابت ہوتی ہے اور حقیتِ دینِ اسلام کا ثبوت ہمیشہ تروتازہ ہوتا رہتا ہے صرف یہی بات نہین ہوتی کہ گذشتہ زمانہ پر حوالہ دیا جائے اور یہہ ایک ایسا امر ہے کہ جس سے قرآن شریف کی حقانیت کے اندر آفتاب کی طرح ظاہر ہوجاتے ہین اور دینِ اسلام کے مخالفون پر حجتِ اسلام پوری ہوتی ہے اور معاندینِ اسلام کی ذلت اور رسوائی اور روسیاہی کامل طور پر کھل جاتی ہے کیونکہ وہ اسلام مین وہ برکتین اور وہ نور دیکھتے ہین جنکی نظیر کو وہ اپنی قوم کے باوہ یون اور پنڈتون وغیرہ مین ثابت نہین کرسکتے فتدبر ایھا الصادق فی الطلب ایدک اللہ فی طلبک -

اور اسکے آزمانے کے لئے بھی ہر یک خواندہ اور ناخواندہ پر صاف اور سیدھا راستہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ طاقتوں سے باہر ہیں لکھے ہیں کسی دوسری کتاب میں پیش کرے اور جب تک پیش نہ کرے تب تک صریح حجت خدا کی اُسپر وارد ہے۔ اور خدا نے کہا تھا کہ میں ارض شام کو عیسائیوں کے قبضہ میں سے نکالکر مسلمانوں کو اُس زمین کا وارث کرونگا سو دیکھو اب تک مسلمان ہی اُس زمین کے وارث ہیں اور یہہ سب خبریں ایسی ہیں کہ جنکے ساتھ اقتدار اور قدرت الوہیت شامل ہے یہہ نہیں کہ نجومیوں کی طرح صرف ایسی ہی خبریں ہوں کہ زلزلے آوینگے قحط پڑینگے قوم پر قوم چڑھائی کریگی وبا پھیلیگی مری پڑیگی وغیرہ وغیرہ اور یہ تبعیت خدا کے کلام کی اور اُسی کی تاثیر اور برکت سے وہ لوگ کہ جو قرآن شریف کا اتباع اختیار کرتے ہیں اور خدا کے رسولِ مقبول پر صدق دلی سے ایمان لاتے ہیں اور اُس سے محبت رکھتے ہیں اور اُسکو تمام مخلوقات سے

اس جگہ بعض خاصوں کے دلوں میں یہہ وہم بھی گذر سکتا ہے کہ اس مسند حیہ بالا الہامی عبارت میں کیوں ملک مسلمان کی تعریفیں لکھی ہیں سو سمجھنا چاہئے کہ ان تعریفوں سے دو بزرگ فائدے منظور ہیں جن کو حکیم مطلق نے خلق اللہ کی بھلائی کے لئے مدنظر رکھکر اُن تعریفوں کو بیان فرمایا ہے۔ ایک یہہ کہ ثانی متبوع کی متابعت کی تاثیریں معلوم ہوں اور تا عارف ظلیت پر واضح ہو کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی کسقدر شان بزرگ ہے اور اُس آفتاب صداقت کی کیسی اعلیٰ درجہ پر روشن تاثیریں ہیں جسکا اتباع کسی کو مومن کامل بناتا ہے کسی کو عارف کے درجہ تک پہنچاتا ہے کسی کو آیت اللہ اور حجت اللہ کا مرتبہ عنایت فرماتا ہے اور محامد الٰہیہ کا مورد ٹھہراتا ہے۔

دوسرے یہہ فائدہ کہ مستفیض کی تعریف کرنے میں بہت سی اندرونی بدعات اور مفاسد کی اصلاح متصور ہے کیونکہ جس حالت میں اکثر جاہلوں نے گذشتہ اولیا اور صالحین پر صدہا اس قسم کی تہمتیں لگا رکھی ہیں کہ گویا اُنہوں نے آپ یہہ فیاضی کی تھی کہ ہمکو خدا کا شریک ٹھہراؤ اور ہم سے مرادیں مانگو اور ہم کو خدا کی طرح قادر اور متصرف فی الکائنات سمجھو تو اس صورت میں اگر کوئی نیا مصلح ایسی تعریفوں سے عزت یاب نہ ہو کہ جو تعریفیں اُنکو اپنے پیروں کی نسبت ذہن نشین ہیں تب تک وعظ اور پند اُس مصلح جدید کا بہت ہی کم موثر ہوگا کیونکہ وہ لوگ ضرور دل میں کہیں گے کہ یہہ حقیر آدمی ہمارے پیروں کی شانِ بزرگ کو کب

کہلاتے ہے کیونکہ اگر اس امر مین شک ہو کہ قرآن شریف کیونکر تمام حقائق الہیات پر حاوی

بقیہ حاشیہ بر ۱ تمام نبیون اور تمام رسولون اور تمام مقدسون اور تمام اُن چیزون سے جو ظہور پذیر ہوئین یا آئندہ ہون بہتر اور پاک تر اور کامل تر اور افضل اور اعلیٰ سمجھتے ہین وہ بھی اُن نعمتون سے ایک حصہ پاتے ہین اور جو شربت موسیٰ اور مسیح کو پلایا گیا وہی شربت نہایت کثرت سے نہایت لطافت سے نہایت لذت سے پیتے ہین اور پیے رہے ہین اسرائیلی نور اُنھین روشن ہین بنی یعقوب کے پیغمبرون کی اُن مین برکتین ہین۔ سبحان اللہ ثم سبحان اللہ حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کس شان کے نبی ہین اللہ اللہ کیا عظیم الشان نور ہے جسکے ناچیز خادم جبکی ادنیٰ سی اُمت جسکے احقر سے احقر جا کر مراتب مذکورہ بالا تک پہنچ جاتے ہین۔ اللھم صل علی نبیك وحبیبك سید الانبیاء و افضل الرسل و خیر المرسلین وخاتم النبیین

بقیہ حاشیہ بر ۲

پہنچ سکتا ہے اور جب خود ہمارے بڑے پیرون نے مرادین دینے کا وعدہ دے رکھا ہے تو یہ کون ہے اور اسکی کیا حیثیت اور کیا بضاعت اور کیا رتبت اور کیا منزلت تا اُنکو چھوڑ کر اسکی سُنین۔ سو یہہ دو فائدے بزرگین جنکی وجہ سے اُس مولیٰ کریم نے کہ جو سب عزتون اور تعریفون کا مالک ہے اپنے ایک عاجز بندہ اور مشت خاک کی تعریفین کین ورنہ درحقیقت ناچیز خاک کی کیا تعریف سب تعریفین اور تمام نیکیان اُسی ایک کی طرف راجع ہین کہ جو رب العالمین اور حی القیوم ہے۔ اور جب خداوند تعالیٰ عزّ اسمہٗ مصلحت مذکورہ بالا کی غرض سے کسی بندہ کی جسکے ہاتھ پر خلق اللہ کی اصلاح منظور ہے کچھ تعریف کرے تو اُس بندہ پر لازم ہے کہ اُس تعریف کو خلق اللہ کی نفع رسانی کی نیت سے ایسی طرح مشتہر کرے اور اس بات سے ہرگز نہ ڈرے کہ عوام الناس کیا کہینگے۔ عوام الناس تو جیسا کہ اُنکا مادہ اور اُنکی سمجھ ہے ضرور کچھ نہ کچھ کہواس کرینگے کیونکہ بزدلی اور بداندیشی کرنا عوام الناس کی قدیم سے فطرت چلی آتی ہے اب کسی زمانہ مین کب بدل سکتی ہے مگر درحقیقت یہہ تعریفین عوام الناس کے حق مین موجب بہبودی ہین اور گو ابتدا مین عوام الناس کو وہ تعریفین مکروہ اور کچھ اقرا سا معلوم ہون لیکن انجام کار خدا تعالیٰ اُن پر حق الامر کھول دیتا ہے اور جب اُس ضعیف بندہ کا حق بجانب ہونا اور موید من اللہ ہونا عوام پر کھل جاتا ہے تو وہ تمام تعریفین ایسے شخص کی کہ جو میدان جنگ مین کھڑا ہے ایک فتح عظیم کا موجب ہو جاتی ہین اور ایک عجب اثر پیدا کرکے خدا کے گم گشتہ بندون کو اُسکی توحید اور تمجید کی طرف کھینچ لاتے ہین اور اگر تھوڑے

ہے تو اِس بات کا ہم فخریہ اُٹھاتے ہین کہ اگر کوئی صاحب طالب حق بنکر یعنے اسلام قبول کرنے کا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ الحمد واٰلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

اِس زمانہ کے پادری اور پنڈت اور برہمو اور آریا اور دوسرے مخالف چونک نہ اُٹھین کہ وہ برکتین کہان ہین وہ آسمانی نور کدہر ہین جن مین اُمتِ مرحومہ حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے مسیح اور موسیٰ کی برکتون مین شریک ہے اور اُن نورون کی وارث ہے جن سے اَور تمام قومین اور تمام اہلِ مذاہب محروم اور بے نصیب ہین اِس وسوسہ کے دور کرنے کے لئے بارہا ہم نے اسی حاشیہ مین لکھدیا ہے کہ طالبِ حق کے لیئے کہ جو اسلام کے فضائلِ خاصّہ دیکھکر فی الفور مسلمان ہونے پر مستعد ہے اِس ثبوتِ دینی کے ہم آپ ہی ذمہ وار ہین اور حاشیہ در حاشیہ صورتِ دوم مین اسی کی طرف ہم نے صریح اشارہ کیا ہے بلکہ بتعالی الحق جس طرح پر

دل منہی اور ملامت کا موجب ٹھہرین تو اُن ٹھٹھون اور ملامتون کا برداشت کرنا خادمِ دین کے لئے عین سعادت اور فخر ہے والذین یبلغون رسالات ربھم لا یخافون لومۃ لائم۔

صورتِ سوم الہام کی یہہ ہے کہ نرم اور آہستہ طور پر انسان کے قلب پر القا ہوتا ہے یعنے کہ تہ دل مین کوئی کلمہ گذر جاتا ہے جسمین وہ عجائبات بہ تمام وکمال نہین ہوتے کہ جو دوسری صورت مین بیان کیئے گئے ہین بلکہ اِسمین ربودگی اور غنودگی بھی شرط نہین ایسا اوقات مین بیداری مین ہوجاتا ہے اور اِسمین ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا غیب سے کسی نے وہ کلمہ دلمین پھونک دیا ہے یا پھینک دیا ہے۔ انسان بیداری مین ایک استغراق اور محویت کی حالت مین ہوتا ہے اور کبھی بالکل بیدار ہوتا ہے کہ یک دفعہ دیکھتا ہے کہ ایک نوادر وکلام اُسکے سینہ مین داخل ہے یا کبھی ایسا ہوتا ہے کہ معاً وہ کلام دل مین داخل ہوتے ہی اپنی پُر زور روشنی ظاہر کر دیتا ہے اور انسان مُنبّہ ہوجاتا ہے کہ خدا کی طرف سے یہہ القا ہے اور صاحبِ ذوق کو یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جیسے تنفس ہوا اندر جاتی اور تمام دل وغیرہ اعضا کو راحت پہنچاتی ہے ویسا ہی وہ الہام دل کو تسلی اور سکینت اور آرام بخشتا ہے اور طبیعت مُضطرب پر اُسکی خوشی اور خنکی ظاہر ہوتی ہے یہہ ایک باریک بھید ہے جو عوام لوگون سے پوشیدہ ہے مگر عارف اور صاحب معرفت لوگ جنکو حضرتِ واہب حقیقی نے اسرارِ ربانی مین صاحبِ تجربہ کردیا ہے وہ اُسکو خوب سمجھتے اور جانتے ہین۔ اور اِس صورت کا الہام ہی اِس عاجز کو ہوا ہے جسکا لکھنا بالفعل کچھ ضروری نہین

تحریری وعدہ کرکے کسی کتاب عبرانی یونانی لاطینی انگریزی سنسکرت وغیرہ سے کسیقدر دینی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اپنی خداوندی کی طاقتون اور فضلون اور برکتون کو مسلمانون پر ظاہر کرتا ہے انہین زبانی سوا عید اور بشارتون مین سے کہ جو انسانی طاقتون سے باہر ہین صحائف محمدیہ مین لکھدیا ہے پس اگر کوئی پادری یا پنڈت یا برہمو کہ جو اپنی کوتاہ علمی سے منکر ہین یا کوئی آریہ اور دوسرے فرقون مین سے سچائی اور راستی سے خدا تعالیٰ کا طالب ہے تو اُس پر لازم ہے کہ سچے طالبون کی طرح اپنے تمام تکبرون اور غرورون اور نفاقون اور دُنیا پرستیون اور ضدون اور خصومتون سے بکلی پاک ہوکر اور فقط حق کا خواہان اور حق کا جویان بنکر ایک مسکین اور عاجز اور ذلیل آدمی کی طرح سیدھا ہماری طرف چلا آوے اور پیر صبر اور برداشت اور اطاعت اور خلوص کو صادق لوگون کی طرح اختیار کرے تا انشاء اللہ اپنے مطلب کو پاوے اور اگر اب بھی کوئی موہنہ پھیرے تو وہ خود اپنی بے ایمانی پر آپ گواہ

صورت چہارم الہام کی یہ ہے کہ رویا صادقہ مین کوئی امر خدا تعالیٰ کی طرف سے منکشف ہوجاتا ہے یا کبھی کوئی فرشتہ انسان کی شکل مین متشکل ہوکر کوئی غیبی بات بتلاتا ہے یا کوئی تحریر کاغذ پر یا پتھر وغیرہ پر مشہود ہوجاتی ہے جس سے کچھ اسرار غیبیہ ظاہر ہوتے ہین وغیر ہا من الصور۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

چنانچہ یہ عاجز اپنے بعض خوابون مین سے جنکی اطلاع اکثر مخالفین اسلام کو انہین دنون مین دی گئی تھی کہ جب وہ خواہین آئی تھین اور جنکی سچائی بھی انہین کے روبرو ظاہر ہوگئی بطور نمونہ بیان کرتا ہے۔ منجملہ انکے ایک وہ خواب ہے جس مین اِس عاجز کو جناب خاتم الانبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی اور بطور مختصر بیان اِسکا یہ ہے کہ اِس احقر نے ۱۸۶۵ء یا ۱۸۶۶ء عیسوی مین یعنے اُسی زمانہ کے قریب کہ جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ مین ہنوز تحصیل علم مین مشغول تھا جناب خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا اور اُسوقت اِس عاجز کے ہاتھہ مین ایک دینی کتاب تھی کہ جو خود اِس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کتاب کو دیکھکر عربی زبان مین پوچھا کہ تو نے اِس کتاب کا کیا نام رکھا ہے خاکسار نے عرض کیا کہ اِسکا نام مین نے قطبی رکھا ہے جس نام کی تعبیر وہ اِس اشتہار کی کتاب لکھی تالیف ہونے پر یہ کھلی کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے جسکے کامل استحکام کو پیش کرکے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے غرض آن حضرت نے وہ کتاب مجھ سے لیلی اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے ہاتھہ

صداقتین نکالکر پیش کرین یا اپنی ہی عقل کے زور سے کوئی الہیات کا نہائیت باریک دقیقہ پیدا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہے۔ بعض کوتاہ نظر لوگ جب دیکھتے ہین کہ خدا کے نبیون اور رسولون کو بھی تکالیف پیش آتی رہی ہین تو غیر پر وہ یہہ عذر پیش کرتے ہین کہ اگر اقتدار الوہیت کہ جو الہامی خبرون کا نشان سمجھا گیا ہے نبیون کے شامل حال ہوتا تو انکو تکلیفین کیون پیش آتین اور کیون سب سے زیادہ انہین پر مصیبتین پڑتین لیکن یہہ وسوسہ بالکل بے اصل ہے جو سراسر کم توجہی سے پیدا ہوتا ہے الہامی خبرون کا قادرانہ طور پر بیان ہونا شے دیگر ہے اور انبیا کی مصیبتین ایک دوسرا امر ہے کہ جو انواع اقسام کی حکمتون پر مشتمل ہے اور حقیقت حال پر مطلع ہونے سے تمہین معلوم ہوگا کہ وہ مصیبتین اصل مین مصیبتین نہین بلکہ بڑی بڑی نعمتین ہین کہ جو انہین کو دیجاتی ہین جن پر خدا کا فضل اور کرم

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

مین آئی تو آن جناب کا ہاتھہ مبارک لگتے ہی ایک نہائیت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی کہ جو امرود سے مشابہ تہا مگر بقدر تربوز ہوتا آن حضرت نے جب اُس میوہ کو تقسیم کرنیکے لئے قاش قاش کرنا چاہا تو اسقدر اُس مین سے شہد نکلا کہ آن جناب کا ہاتھہ مبارک مرفق تک شہد سے بھر گیا تب ایک مُردہ کہ جو دروازہ سے باہر پڑا تہا آن حضرت کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آکھڑا ہوا اور یہہ عاجز آن حضرت کے سامنے کھڑا تہا جیسے ایک متنفیش حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور آن حضرت بڑے جاہ وجلال اور حاکمانہ شان سے ایک زبردست پہلوان کی طرح کرسی پر جلوس فرما رہے تھے یہہ خلاصہ کلام یہہ کہ ایک قاش آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھہ کو اس غرض سے دی کہ تا مین اُس شخص کو دون کہ جو نئے سرے زندہ ہوا اور باقی تمام قاشین میرے دامن مین ڈال دین اور وہ ایک قاش مین نے اُس نئے زندہ کو دیدی اور اُس نے وہین کہالی۔ پھر جب وہ نیا زندہ اپنی قاش کہا چکا تو مین نے دیکھا کہ آن حضرت کی کرسی مبارک اپنے پہلے مکان سے بہت ہی اونچی ہوگئی اور جیسے آفتاب کی کرنین چھوٹتی ہین ایسا ہی آن حضرت کی پیشانی مبارک متواتر چمکنے لگی کہ جو دین اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تھی تب اسی نور کے مشاہدہ کرتے کرتے آنکھہ کھل گئی والحمد للہ علی ذالک۔ یہہ وہ خواب ہے کہ تقریباً دو سو آدمی کو انہین دنون مین سنائی گئی تھی جن مین سے پچاس یا کم وبیش ہندو بھی ہین کہ جو اکثر ان مین سے ابھی تک صحیح وسلامت ہین اور وہ تمام لوگ خوب جانتے ہین کہ اُس زمانہ مین براہین احمدیہ کی تالیف کا ابھی نام ونشان نہ تہا اور نہ یہہ مرکوز خاطر تھا کہ کوئی دینی کتاب بنا کر اُسکے استحکام اور سچائی ظاہر کرنیکے لئے

کرکے دکھلاوین تو ہم اُسکو قرآنِ شریف مین سے نکال دینگے بشرطیکہ اسی کتاب کی اشاعت طبع

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

ہوتا ہے اور یہہ ایسی نعمتین ہین کہ جن مین نبیون اور تمام دُنیا کو فایدہ ہے اِس جگہہ تحقیق کلام یہہ ہے کہ انبیا اور اولیا کا وجود اس لئے ہوتا ہے کہ تا لوگ جمیع اخلاق مین اُنکی پیروی کرین اور جن اُمور پر خدا نے اُنکو استقامت بخشی ہے اُسے جادہ استقامت پر سب حق کے طالب قدم مارین اور یہہ بات نہایت بدیہی ہے کہ اخلاق فاضلہ کی انسان کے اُسوقت بہ پایۂ ثبوت پہنچتے ہین کہ جب اپنے وقت پر ظہور پذیر ہون اور اُسیوقت دلون پر اُنکی تاثیرین بھی ہوتی ہین مثلاً عفو وہ معتبر اور قابلِ تعریف ہے کہ جو قُدرت انتقام کے وقت مین ہو اور پرہیزگاری وہ قابلِ اعتبار ہے کہ جو نفس پروری کی قُدرت موجود ہوتے ہوئے پرہیزگاری قایم ہے غرض خدا تعالیٰ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا جائے لیکن ظاہر ہے کہ اب وہ باتین جن پر خواب دلالت کرتی ہے کسیقدر پوری ہوگئین اور جس قطبیت کے اسم سے اُسوقت کی خواب مین کتاب کو موسوم کیا گیا تہا اُسی قطبیت کو اب خاکسار کے مقابلہ پر بوعدہ انعام کثیر پیش کرکے حجّتِ اسلام اُن پر پوری کی گئی ہے اور جسقدر اجزا اُس خواب کی ابہی تک ظہور مین نہین آئی اُنکے ظہور کا سب کو منتظر رہنا چاہیئے کہ آسمانی باتین کہیں ٹل نہین سکتین۔

اب ایک دوسری رویا سُنیئے عرصہ تخمیناً بارہ برس کا ہوا ہے کہ ایک ہندو صاحب کہ جو آریا سماج قادیان کے ممبر اور صحیح وسلامت موجود ہین حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور آن جناب کی پیشین گوئیون سے سخت مُنکر تہا اور اُسکا باوریون کی طرح شدّت عناد سے یہہ خیال تہا کہ یہہ سب پیش گوئیان مسلمانون نے آپ بنالی ہین ورنہ آن حضرت پر خدا نے کوئی امر غیب ظاہر نہین کیا اور اُن مین یہہ علامت نبوت موجود ہی نہین تہی مگر سبحان اللہ کیا فضل خدا کا اپنے نبی پر ہے اور کیا بلند شان اُس معصوم اور مقدس نبی کی ہے کہ جسکی صداقت کی شعاعین اب بھی ایسی ہی چمکتی ہین کہ جیسی قدیم سے چمکتی آئی ہین۔ کچھہ تھوڑے دنون کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ اِس ہندو صاحب کا ایک عزیز کسی ناگہانی پیچ مین آکر قید ہوگیا اور اُسکی ہمراہ ایک اور ہندو بھی قید ہوا اور اُن دونون کا جیف کورٹ مین اپیل گذرا۔ اُس حیرانی اور سرگردانی کی حالت مین ایک دن اُس آریا صاحب نے مجھہ سے یہہ بات کہی کہ غیبی خبر سے کہتے ہین کہ آج کوئی یہہ بتلا سکے کہ اِس ہمارے مقدمہ کا انجام کیا ہے تب مین نے جواب دیا کہ غیب تو خاصّہ خدا کا ہے اور خدا کے پوشیدہ بھیدون سے نہ کوئی نجومی واقف

مین ہمارے پاس بھیجدین تا وہ اُسکے کسی مقام مناسب مین بطور حاشیہ مندرج ہو کر شایع

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کا ارادہ انبیا اور اولیا کی نسبت یہ ہوتا ہے کہ اُنکے ہر یک قسم کے اخلاق ظاہر ہون اور یہ بایں ثبوت پہنچ جائین سو خدا تعالیٰ اسی ارادہ کو پورا کرنے کی غرض سے اُنکی نورانی عمر کو دو حصہ پر منقسم کر دیتا ہے۔ ایک حصہ تمکینون اور مصیبتون مین گذرتا ہے اور ہر طرح سے دُکھ دیئے جاتے ہین اور ستائے جاتے ہین تا وہ اعلیٰ اخلاق اُنکے ظاہر ہو جائین کہ جو بجز سخت تر مصیبتون کے ہرگز ظاہر اور ثابت نہین ہو سکتے اگر اُن پر وہ سخت تر مصیبتین نازل نہون تو یہہ کیونکر ثابت ہو کہ وہ ایک ایسی قوم ہے کہ مصیبتون کے پڑنے سے اپنے مولےٰ سے بیوفائی نہین کرتے بلکہ اَور بھی آگے قدم بڑھاتے ہین اور خداوند کریم کا شکر کرتے ہین کہ اُس نے سب کو چھوڑ کر اُنہین پر نظر عنایت کی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

ہے نہ رسالہ نہ فال گیرنہ اَور کوئی مخلوق ہان خدا جو آسمان و زمین کی ہر یک شدنی سے واقف ہے اپنے کامل اور مقدس رسولون کو اپنے ارادہ اور اختیار سے بعض اسرار غیبیہ پر مطلع کرتا ہے اور نیز کبھی کبھی جب چاہتا ہے تو اپنے سچے رسول کے کامل متبعین پر جو اہل اسلام مین اُنکی تابعداری کی وجہ سے اور نیز اس باعث سے کہ وہ اپنے رسول کے علوم کے وارث ہین بعض اسرار پوشیدہ اُن پر بھی کھولتا ہے اُنکے صدق مذہب پر ایک نشان ہو لیکن دوسری قومین جو باطل پر ہین جیسے ہندو اور اُنکے پنڈت اور عیسائی اور اُنکے پادری وہ سب بالکل ناکامل ہیں کونسی سچے نبی پر ایسا کبھی ہوا ہے کہ وہ شخص اس بات پر اصرار کرتا ہو کہ اگر اسلام کے متبعین کو دوسری قومون پر ترجیح ہے تو اسی موقع پر اُس ترجیح کو دکھلانا چاہئے۔ اسکے جواب مین ہر عقیدہ کہا گیا کہ اسمین خدا کا کونسا فضل ہے انسان کا اُسپر حکم نہین اگر اُس رسالے نے اپنے اظہار پر یہ اصرار کیا کہ غرض جب مین نے دیکھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب اور دین اسلام کی عظمت پر سخت منکر ہے تب میرے دل مین خدا کی طرف سے یہ بھی جوش ڈالا گیا کہ خدا اُسکو اسی مقدمہ مین شرمندہ اور لاجواب کرے اور مین نے دعا کی کہ اے خداوند کریم تیرے ہی کریم کی عزت اور عظمت کے یہ شخص سخت منکر ہے اور تیرے نشانون اور مسیحین گویون کو جو تو نے اپنے رسول پر ظاہر فرمایا مین سخت انکاری ہے اور اس مقدمہ کی آخری حقیقت کھلنے سے یہ لاجواب ہو سکتا ہے اور تو ہر بات پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اور کوئی تیرے علم محیط سے مخفی نہین تب خدا نے جو اپنے دین اسلام کا حامی ہے اور اپنے رسول کی عزت اور عظمت چاہتا ہے رات کے وقت رویا مین کامل حقیقت مجھ پر کھول دی اور ظاہر کیا کہ الغدر الٰہی مین یون مقدر ہے کہ اُسکی مثل چیف کورٹ سے عدالت ماتحت مین پھر واپس آئیگی اور پھر اُس عدالت ماتحت مین نصف قید تک اُسکی تخفیف ہو جائیگی مگر ہری نہین ہو گا اور جو اُسکا دوسرا فریق ہے وہ پوری قید سخت کر خلاصی پائیگا اور ہری وہ بھی نہین ہو گا پس مین نے رسالہ سے بیدار ہو کر اپنے خداوند کریم کا شکر کیا جسنے قبل اس کے کہ مجھ کو مجبور ہونے خدا دیا اور اُسی وقت مین نے پھر دیا ایک جماعت کثیر کو سنا دیا اور اُس ہندو صاحب کو بھی اُسی دن خبر کر دی اب مولوی صاحب!! آپ خود یہان آکر اور خود اس جگہ پہنچکر جس طرح سے جی چاہے اُس ہندو صاحب سے جو اس جگہ قادیان مین موجود ہے اور نیز دوسرے لوگون سے دریافت کر سکتے ہین یہہ خبر جو مین نے بیان کی ہے یہہ شرح درست ہے یا اسمین کچھ کمی بیشی ہے اور ایسے معاملات مین مخالفین مذہب کی گواہی خاص کر ایسا تند خو تند بخت کے تابعین کی گواہی جسقدر قابل اعتبار ہے آپ جانتے ہی ہونگے اب ہم ایک تیسری رویا بھی آپکی خدمت مین نذر کرتے ہین۔

ہو جائے مگر ایسے سوال کے پیش کرنے مین یہہ شرط بھی بخوبی یاد رہے کہ جو صاحب محرک اِس

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ اور اُنہین کو اِس لایق سمجھا کہ اُسکے لئے اَوذُ اسکی راہ مین سہے جائین سو خدا تعالیٰ اُن پر مصیبتین نازل کرتا ہے تا اُنکا صبر اُنکا صدقِ قدم اُنکی مردی اُنکی استقامت اُنکی وفاداری اُنکی فوت شعاری لوگون پر ظاہر کرے الاستقامت فوق الکرامت کا مصداق اُنکو ٹھہراوے کیونکہ کامل صبر بجز کامل مصیبتون کے ظاہر نہین ہو سکتا اور اعلیٰ درجہ کی استقامت اور ثبات قدمی بجز اعلیٰ درجہ کے زلزلہ کے معلوم نہین ہو سکتی اور یہہ مصائب حقیقت مین انبیا اور اولیا کے لئے روحانی نعمتین ہین جن سے دُنیا مین اُنکے اخلاقِ فاضلہ جن مین وہ بے مثل و مانند ہین ظاہر ہوتے ہین اور آخرت مین اُنکے درجات کی ترقی ہوتی ہے اگر خدا اُن پر یہہ مصیبتین نازل نہ کرتا تو یہہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۲ سردار محمد حیات خان کا کبھی آپ نے نام سُنا ہی ہوگا کہ جو گورنمنٹ کے حکم سے ایک عرصہ دراز تک معطل رہے۔ ڈیڑھ سال کا عرصہ گذرا ہوگا یا شاید اُس سے زیادہ کچھ عرصہ گذر گیا ہوگا کہ جب طرح طرح کی مصیبتین اور متکلمین اور صعوبتین اِس معطلی کی حالت مین اُنکو پیش آئین اور گورنمنٹ کا منشا بھی کچھ برخلاف سمجھا جاتا تھا اُنہین دنون مین اُنکے بری ہونے کی خبر مجھکو خواب مین ملی اور خواب مین مین نے اُنکو کہا کہ تم کچھ خوف مت کرو خدا ہر یک چیز پر قادر ہے وہ تمہین نجات دیگا چنانچہ یہہ خبر اُنہین دنون مین بیسیون ہندوؤن اور آریون اور مسلمانون کو سُنائی گئی جس نے سُنا بعید از قیاس سمجھا اور بعض نے ایک امرِ محال خیال کیا اور مین نے سُنا ہے کہ اُنہین ایام مین محمد حیات خان صاحب کو بھی یہہ خبر کسی نے لاہور مین پہنچا دی تھی سو الحمد للہ والمنّۃ کہ یہہ بشارت ہی جیسی دیکھی تھی ویسی ہی پوری ہوئی اب اِس خواب کے گواہ بھی ساٹھہ ستّر سے کچھ کم نہ ہونگے اور اگر اِسمین مسلمانون کی شہادت قابل اعتماد نہ ہو اور نہ محمد حیات خان صاحب کی تو آپکو یاد ہے کہ اِسمین قریب دس بارہ آدمی کے ہندو اور آریا سماج کے ممبر بھی ہین کہ جو وید کی لکیر پر چلنے والے اور مسلمانون کے سخت مخالف ہین۔ سردار محمد حیات خان صاحب سے نہ ہماری خط و کتابت اور نہ کچھ میل و ملاقات نہ کچھ ایسا تعلق و تعارف ہے ہم حیران تھے کہ اُنکی آخری حالت اُنکی سخت بیقراری کے دنون مین کیون خدا نے ہم پر ظاہر کی سو آج اِسکا سبب ظاہر ہوا کہ یہہ کشف بھی اسلئے ہوا کہ تا آج دینی کام مین جس مین خدا نے ہمین لگایا ہوا ہے کام آوے والحمد للہ ثم الحمد للہ

اب ایک جوتہی رویا بھی آپ کی تسلی کامل کے لئے بیان کرتا ہون تخمیناً دس برس کا عرصہ ہوا ہے

بحث کے ہون وہ اول صدق اور صفائی سے کسی اخبار مین شایع کرادین کہ یہہ بحث محض طلبِ حق

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ النعمتین بھی انکو حاصل نہ ہوین اور نہ عوام پر انکے شمائل حمیدہ کا تعلق بلکہ دوسرے لوگون کی طرح اونکے مساوی ٹھہرتے اور گو اپنی چند روزہ عمر کو کیسے ہی عشرت اور راحت مین بسر کرتے پر آخر ایک دن اِس دارِ فانی سے گذر جاتے اور اِس صورت مین نہ وہ عیش اور عشرت اُنکی باقی رہتی نہ آخرت کے درجاتِ عالیہ حاصل ہوتے نہ دُنیا مین اُنکی وہ فتوت اور جوانمردی اور وفاداری اور شجاعت شہرہ آفاق ہوتی جس سے وہ ایسے ارجمند ٹھہرے جنکا کوئی مانند نہین اور ایسے یگانہ ٹھہرے جنکا کوئی ہم جنس نہین اور ایسے فرد الفرد ٹھہرے جنکا کوئی ثانی نہین اور ایسے غیب الغیب ٹھہرے جن تک کسی اور اک کی رسائی نہین اور ایسے کامل اور بہادر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

جو مین نے خواب مین حضرت مسیح علیہ السلام کو دیکھا اور مسیح نے اور مین نے ایک جگہہ ایک ہی برتن مین کھانا کھایا اور کھانے مین ہم دونون ایسے بے تکلف اور باہمت تھے کہ جیسے دو حقیقی بھائی ہوتے ہین اور جیسے قدیم سے دو رفیق اور دلی دوست ہوتے ہین اور بعد اُسکے اسی مکان مین جہان اب یہہ عاجز اِس حاشیہ کو لکھہ رہا ہے مین اور مسیح اور ایک اَور کامل اور مکمل سیّد آلِ رسول والان مین خوشدلی سے ایک عرصہ تک کھڑے رہے اور سیّد صاحب کے ہاتھہ مین ایک کاغذ تھا اُسمین بعض افراد خاصۂ اُمتِ محمدیہ کے نام لکھے ہوئے تھے اور حضرتِ خداوند تعالیٰ کی طرف سے اُنکی کچھہ تعریفین لکھی ہوئی تھین چنانچہ سیّد صاحب نے اُس کاغذ کو پڑھنا شروع کیا جس سے یہہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ مسیح کو اُمتِ محمدیہ کے اُن مراتب سے اطلاع دینا چاہتے ہین کہ جو عند اللہ اُنکے لئے مقرر ہین - اور اُس کاغذ مین عبدیت تعریفی تمام اسی تھی کہ جو خالص خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی سو جب پڑھتے پڑھتے وہ کاغذ اخیر تک پہنچ گیا اور کچھہ تھوڑا سا باقی رہا تب اِس عاجز کا نام آیا جس مین خدا تعالیٰ کی طرف سے یہہ عبارت تعریفی عربی زبان مین لکھی ہوئی تھی **ھو منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی فکاد ان یعرف بین الناس** - یعنے وہ مجھہ سے ایسا ہے جیسے میری توحید اور تفرید سو غریب لوگون مین مشہور کیا جائیگا - یہہ اخیر فقرہ **فکاد ان یعرف بین الناس** اسی وقت بطورِ الہام بھی القا ہوا چونکہ مجھہ کو اِس روحانی علم کی اشاعت کا ابتدا سے شوق ہے اس لئے یہہ خواب اور یہہ القا بھی کئی مسلمانون اور کئی ہندؤن کو جو ابتک

کی غرض سے کرتے ہین اور اپنا پورا پورا جواب پانے سے مسلمان ہونے پر مستعد ہین کیونکہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ ٹھہرے کہ گویا ہزار ہا شیر ایک قالب مین ہین اور ہزار ہا پلنگ ایک بدن مین جنکی قوت اور طاقت سب کی نظرون سے بلند تر ہوگئی اور جو تقرب کے اعلیٰ درجات تک پہنچ گئی۔

اور دوسرا حصہ انبیا اور اولیا کی عمر کا فتح مین اقبال مین دولت مین برتبہ کمال ہوتا ہے تا وہ اخلاق اُنکے ظاہر ہو جائین کہ جنکے ظہور کے لئے فتحمند ہونا صاحبِ اقبال ہونا صاحبِ دولت ہونا صاحب اختیار رہونا صاحبِ اقتدار رہونا صاحبِ طاقت ہونا ضروری ہے کیونکہ اپنے دُکھ دینے والون کے گناہ بخشنا اور اپنے ستانے والون سے درگذر کرنا اور اپنے دشمنون سے پیار کرنا اور اپنے بداندیشون کی خیرخواہی بجالانا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱

قادیان مین موجود ہین اُسیوقت بتلایا گیا اب دیکھئے کہ یہہ خواب اور یہہ الہام بھی کسقدر عظیم الشان اور انسانی طاقتون سے باہر ہے اور گواہی تک یہہ پیشگوئی کامل طور پر پوری نہین ہوئی مگر اسکا اپنے وقت پر پورا ہونا بھی انتظار کرنا چاہیئے کیونکہ خدا کے وعدون مین ممکن نہین کہ تخلف ہو۔ اور اِس جگہ یاد رہے کہ اگرچہ کبھی کبھی ایسے لوگ بھی کہ جو مذہبِ اسلام سے خارج ہین کوئی کوئی سچی خواب دیکھ لیتے ہین مگر اُن مین اور مسلمانون کے خوابون مین کہ جو خدا کے رسول مقبول کا کامل اتباع اختیار کرتے ہین کئی طور سے صریح فرق ہے۔ منجملہ اُن فرقون کے ایک یہہ ہے کہ مسلمانون کو سچی خوابین کثرت سے آتی ہین جیسا اُنکی نسبت خدا تعالیٰ نے آپ وعدہ دے رکھا ہے اور فرمایا ہے لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا لیکن کفار اور منکرین اسلام کو اِس کثرت سے سچی خوابین ہرگز نصیب نہین ہوتین بلکہ اُنکا ہزارم حصہ بھی نصیب نہین ہوتا چنانچہ اِسکا ثبوت ہماری اُن ہزارہا سچی خوابون کے ثبوت سے ہوسکتا ہے جنکو ہم نے قبل از وقوع صدہا مسلمانون اور ہندؤن کو بتلا دیا ہے اور جنکے مقابلہ سے غیر قومون کا عاجز ہونا ہم ابتدا سے دعویٰ کر رہے ہین۔

اور ایک یہہ فرق ہے کہ مسلمان کی خواب اکثر اوقات نہایت عالیشان اور مہمات عظیمہ کی بشارت اور خوشخبری پر مشتمل ہوتی ہے اور کافر کی خواب اکثر اوقات اُمور خسیسہ میں عبث اور بیقدر ہوتی ہے اور ذلت اور ناکامی کے مکروہ آثار اُسمین نمودار ہوتے ہین اور اِسکے ثبوت کے لئے بھی ہماری ہی خوابون پر بہ نظرِ انصاف غور کرنا کافی ہے

جسکی نیت مین حق کی طلب نہین اور دل مین خدا کا خوف نہین اور محض خبث باطنی سے مفسدون

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

دولت سے دل نہ لگانا دولت سے معذور نہ ہونا دولتمندی مین امساک اور بخل اختیار نہ کرنا اور کرم اور جود اور بخشش کا دروازہ کھولنا اور دولت کو ذریعہ نفس پروری نہ ٹھہرانا اور حکومت کو آلۂ ظلم و تعدی نہ بنانا یہ سب اخلاق ایسے ہین کہ جنکے ثبوت کے لئے مناصب دولت اور صاحب طاقت ہونا شرط ہے اور اُسی وقت یہ بایۂ ثبوت پہنچتے ہین کہ جب انسان کے لئے دولت اور اقتدار دونون میسر ہون پس چونکہ مجرز مانۂ مصیبت و ادبار و زمانۂ دولت و اقتدار یہہ دونون قسم کے اخلاق ظاہر نہین ہو سکتے اسلئے حکمت کاملہ ایزدی نے تقاضا کیا کہ انبیا اور اولیا کو ان دونون طور کی حالتون سے کہ جو ہزارہا نعمتون پر مشتمل ہین متمتع کرے لیکن اِن دونون حالتون کا زمانۂ وقوع ہر یک کے لئے ایک ترتیب پر نہین ہوتا بلکہ حکمت الہیہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

اور اگر کوئی مُنکر ہو تو ایسی عالیشان خوابین کسی غیر مذہب کی ہمارے سامنے پیش کرکے اور ثابت کرکے دکھلاوے۔

اور ایک فرق یہہ ہے کہ مسلمان کی خواب نہایت راست اور منکشف ہوتی ہے اور کامل مسلمان کو بہت ہی کم اتفاق ہوتا ہے کہ اُسکی خواب بے اصل اور مختلط اور اضغاث احلام مین داخل ہو کیونکہ وہ پاک دل اور پاک مذہب ہے اور حضرت احدیت سے سچا رابطہ رکھتا ہے برخلاف مُنکر اسلام کے کہ جو بباعث ناپاک دلی اور ناراستی مذہب کے گویا ایک نجاست مین پڑا ہوا ہے اُس کو بہت ہی کم اتفاق ہوتا ہے کہ اُسکی کوئی خواب سچی ہو۔ پھر تجربہ سے یہہ بھی ثابت ہوا ہے کہ اگر کسی مُنکر اسلام کی شاذ و نادر کوئی بعض خواب کبھی سچی بھی ہو تو اُسمین یہہ شرط ہے کہ وہ مُنکر کوئی معاند پادری یا پنڈت نہ ہو بلکہ کوئی سیدھا سادہ ہندو یا غریب عیسائی ہو جسکو اپنے مذہب پر کچھ ایسا اعتقاد نہ ہو نہ اسلام سے کچھ بغض و کینہ ہو اور پھر یہہ بھی تجارب کثیرہ سے ثابت ہوا ہے کہ جو کسی غریب ہندو یا عیسائی کی کبھی کسی حالت مین خواب سچی ہو جائے تو وہ خطا اور غلطی کی آمیزش سے بکلی پاک اور صاف نہین ہوتی بلکہ کچھ نہ کچھ کمی بیشی اور پراگندگی اور افراط تفریط ضرور اُسمین ہوتا ہے مجھکو یاد ہے کہ محرم ۱۲۹۸ ہجری کی پہلی یا دوسری تاریخ مین مجھکو خواب مین یہہ دکھائی دیا کہ کسی صاحب نے مردکتاب کے لئے پچاس روپیہ روانہ کئے ہین اُسی رات ایک آریا صاحب نے بھی ہمارے لئے خواب دیکھی کہ کسی نے مردکتاب کے لئے ہزار روپیہ روانہ کیا ہے اور جب اُنہون نے خواب بیان کی تو ہم نے اُسی وقت اُنکو اپنی خواب بھی سُنا دی اور یہہ بھی کہدیا کہ تمہاری خواب مین اُنیس حصے جھوٹ مل گیا ہے اور یہہ اُسی کی سزا ہے کہ تم ہندو اور دین اسلام سے خارج ہو۔ شائد اُنکو گران ہی گذرا ہوگا مگر بات بھی تو جسکی سچائی پانچوین

کی طرح بیہودہ گفتگو کرتا ہے اُسکی طرف متوجہ ہونا تضیع اوقات ہے۔ ایسا ہی ایک دوسری وجہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کے لئے زمانۂ امن و آسائش پہلے حصۂ عمر مین میسّر کر دیتی ہے اور زمانۂ تکالیف پیچھے سے اور بعض پر پہلے وقتون مین تکالیف وارد ہوتی ہین اور پھر آخر کار نصرتِ الٰہی شامل ہوجاتی ہے اور بعض مین یہہ دونون حالتین مخفی ہوتی ہین اور بعض مین کامل درجہ پر ظہور و بروز پکڑتی ہین اور اِس بارے مین سب سے اوّل قدم حضرت خاتم الرُسل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کمال اقتضا سے یہ دونون حالتین وارد ہوگئین اور ایسی ترتیب سے آئین کہ جس سے تمام اخلاق فاضلہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثل آفتاب کے روشن ہوگئے اور مضمون انک لعلیٰ خلق عظیم کا بہ پایۂ ثبوت پہنچ گیا اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا دونون طور پر علیٰ وجہ الکمال ثابت ہونا تمام انبیا کے اخلاق کو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۰

یا چھٹے محرم مین ظہور مین آگئے یعنے پنجم یا ششم محرم الحرام مین مبلغ پچاس روپیہ حکیم جونا گڈھ سے شیخ محمد بہاء الدین صاحب مدار المہام ریاست نے کتاب کے لئے بھیجا تھا کئی لوگون اور ایک آریہ کے روبرو پہنچ گئے والحمد للہ علیٰ ذالک۔

اسی طرح اکبر شہ خدا نے مجھکو خواب مین ایک راجہ کے مرجانے کی خبر دی اور وہ خبر ہم نے ایک ہندو صاحب کو کہ جو اب ڈپٹی کلکٹری کا کام کرتے ہین بتلائی جب وہ خبر اُسی دن پوری ہوئی تو وہ ہندو صاحب بہت ہی متعجب ہوئے کہ ایسا صاف اور کھلا ہوا علم غیب کا کیونکر معلوم ہوگیا۔

پھر ایک مرتبہ جب انہین وکیل صاحب نے اپنی وکالت کے لئے امتحان دیا تو اُسی ضلع مین سے اُنکے ساتھ اُسی سال مین بہت سے اَور لوگون نے بھی امتحان دیا اُسوقت بھی مجھہ کو ایک خواب آئی اور مین نے اُس وکیل صاحب کو اور شائد تیس یا چالیس اَور ہندون کو جن مین سے کوئی تحصیلدار کوئی سررشتہ دار کوئی محرر ہے بتلایا کہ اُن سب مین سے صرف اُس شخص سقدم الذکر کا پاس ہوگا اور دوسرے سب امیدوار فیل ہوجائینگے چنانچہ بالآخر ایسا ہی ہوا اور ۱۸۶۸ء مین اُس وکیل صاحب کے خط سے اِس جگہہ قادیان مین یہہ خبر پہنچ گئی والحمد للہ علیٰ ذالک۔

اور اِس جگہہ یہہ بھی یاد رہے کہ جس طرح ہمارے مخالفین کی خوابین دُنیا کے امور مین اکثر بے اصل اور دروغ بے فروغ نکلتی ہین ویسا ہی دینیات مین اُنکا منقوش اور بے سروپا ہونا ہمیشہ ثابت ہوتا ہے پچھلے دنون مین جبکو آٹھہ یا نو برس کا عرصہ گذرا ہوگا ہم نے سُنا تھا کہ ایک پادری صاحب نے یہہ پیش گوئی کی ہے کہ اب تین برس کے اندر اندر حضرت مسیح آسمان سے پادریون کی مدد کے لئے اُتر آئینگے پھر شائد یکرتبہ بہنے مشورہ مجھی

بے نظیری ہے کہ جو ہر یک طالب حق کو آسانی سے سمجھ آسکتی ہے یعنے یہہ کہ قرآن شریف

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

ثابت کرتا ہے کیونکہ آن جناب نے اُنکی نبوت اور اُنکی کتابوں کو تصدیق کیا اور اُنکا مقرب اللہ ہونا ظاہر کر دیا ہے پس اِس تحقیق سے یہہ اعتراض بھی بالکل دور ہوگیا کہ جو مسیح کے اخلاق کی نسبت دلوں مین گذر سکتا ہے یعنے یہہ کہ اخلاق حضرت مسیح علیہ السلام دونوں قسم مذکورہ بالا پر علیٰ وجہ الکمال ثابت نہین ہو سکتے بلکہ ایک قسم کے رو سے بھی ثابت نہین ہین کیونکہ مسیح نے جو زمانہ مصیبتون مین صبر کیا تو کمالیت اور صحت اُس صبر کی تب ہی ایہ صداقت پہنچ سکتی تہی کہ جب مسیح اپنے تئین تکلیف دہندون پر اقتدار اور غلبہ پاکر اپنے موذیون کے گناہ دلی صفائی سے بخش دیتا جیسا حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والون

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

یا کسی اَور اخبار مین پڑہا ہے کہ ایک بنگلور کے پادری نے بھی کچھ ایسا ہی وعدہ کیا تہا بہرحال مُدت ہوئی کہ وہ تین برس کا وعدہ گذر بھی گیا مگر آجتک مسیح کو آسمان سے اُترتا کسی نے نہین دیکھا اور یہہ پیشگوئی پادریون کی ایسی ہی جہوٹی ہوئی جیسا بعض نجومی نوستر ۷۰ کے مہینے مین قیامت کا قایم ہونا سمجھ بیٹھے تہے - اور وضہ رہے کہ ہم اِس سے انکار نہین کرتے کہ کسی پادری کو مسیح کے نازل ہونے کے بارہ مین خواب آئی ہو مگر ہمارا یہہ منشا ہے کہ پادریون کی خوابین بباعث کُفر اور عداوت حضرت خاتم الانبیا کے اکثر دروغ بے فروغ نکلتی ہین اور اگر کوئی خواب شاذ و نادر کسیقدر سچی ہو تو وہ مشتبہ اور مبہم ہوتی ہے پس اگر مسیح کے بارہ مین کہ جو اُن کو خواب آئی اُسکو اسی قسم دوم مین داخل کرین تو اُسکے یہہ معنے ہونگے کہ مسیح سے مراد عالم رویا مین کوئی کامل فرد اُمت محمدیہ کا ہے کیونکہ قدیم سے یہہ تجربہ ہوتا چلا آیا ہے کہ جب کوئی عیسائی اپنی خواب دیکھتا ہے کہ اب مسیح آنے والا ہے کہ جو دین کو تازہ کریگا یا اگر کوئی ہندو دیکھتا ہے کہ اب کوئی اُوتار آنیوالا ہے جس سے دہرم کی ترقی ہوگی تو ایسی خوابین اُنکی اگر بعض اوقات سچی ہون تو اُنکی یہہ تعبیر ہوتی ہے کہ اُس مسیح اور اُوتار سے مراد کوئی محمدی شخص ہوتا ہے کہ جو دین کی ترقی اور اصلاح کے لئے اپنے وقت پر ظہور کرتا ہے اور چونکہ وہ اپنی نوزائیت مین تمام مقدسون کا وارث ہوتا ہے اِس لئے مشتبہ الخیال لوگون کی قوت متخیلہ مین ایسی صورت پر نظر آتا ہے یعنے اُنکو وہ ایک ایسے شخص کی صورت مین متصور ہوکر دکہائی دیتا ہے جسکو وہ اپنے اعتقاد کے رو سے بڑا مقدس اور کامل اور راستی کا پیشوا اور اپنا ہادی خیال کرتے ہین غرض عیسائیون

باوجود اُس اعجاز اور اُس احاطہ حق اور حکمت کے جسکا پہلی وجہ مین ذکر ہو چکا ہے عبارت مین اِسقدر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور دوسرے لوگون پر بہ کلی فتح پاکر اور اُنکو اپنی تلوار کے نیچے دیکھکر بہ اُنکا گناہ بخش دیا اور صرف اُنہین چند لوگون کو جنکو سزا دہی جنکو سزا دینے کے لئے حضرت احدیت کی طرف سے قطعی حکم وارد ہو چکا تھا اور بجز اُن ازلی ملعونون کے ہر یک دشمن کا گناہ بخش دیا اور فتح پاکر سب کو لاتثریب علیکم الیوم کہا اور اُسے عفو تقصیر کی وجہ سے کہ جو مخالفون کی نظر مین ایک امر محال معلوم ہوتا تھا اور اپنی شرارتون پر نظر کرنے سے وہ اپنے تئین اپنے مخالف کے ہاتھ مین دیکھکر مقتول خیال کرتے تھے ہزارون انسانون نے ایک ساعت مین دین اسلام قبول کر لیا اور حقانی صبر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جو ایک زمانہ دراز تک آنجناب نے اُنکی سخت سخت ایذاؤن پر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

اور ہندؤن کی خوابین اکثر اوقات بے اصل اور سراسر دروغ یا شُتبہ نکلتی ہین پس ہنظر ان تمام وجوہات کے یہ بات بخوبی بدیہی طور پر ثابت ہے کہ رویا صادقہ کا کثرت سے آنا اور کامل طور پر آنا اور مہمات عظیمہ مین آنا اور انکشاف تام سے آنا یہ خاصہ اُمت محمدیہ کا ہے اسمین کسی دوسرے فرقہ کو مشارکت نہین اور عدم مشارکت کی وجہ یہی ہے کہ وہ تمام لوگ صراط مستقیم سے دور اور مہجور ہین اور اُنکے خیالات دُنیا پرستی اور مخلوق پرستی اور نفس پرستی مین لگے ہوئے ہین اور استبازون کے نور سے کہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اُنکو ملتا ہے بکلی بے بہرہ اور بے نصیب ہین یہ صرف دعویٰ نہین یہ صرف زبان کی بات نہین یہ ایک ثابت شدہ صداقت ہے جس سے کوئی عقلمند اگر انکار کرے تو اُسپر لازم ہے کہ مقابلہ کرکے دکھلاوے کیونکہ جو امر کامل ثبوتون سے اور کامل شہادتون سے روشن ہو چکا ہے وہ صرف مُنہ کی فضول اور بیہودہ باتون سے ٹوٹ نہین سکتا فتدبر و تفکر۔

صورت پنجم الہام کی وہ ہے جسکا انسان کے قلب سے کچھ تعلق نہین بلکہ ایک خارج سی آواز آتی ہے اور یہ آواز ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے ایک مردہ کے پیچھے سے کوئی آدمی بولتا ہے مگر یہ آواز نہایت لذیذ اور شگفتہ ہو کر بسیقدر سرعت کے ساتھ ہوتی ہے اور دل کو اس سے ایک لذت پہنچتی ہے انسان کسقدر استغراق مین ہوتا ہے کہ یکدفعہ یہ آواز آجاتی ہے اور آواز سُنکر وہ حیران رہ جاتا ہے کہ کہان سے یہ آواز آئی اور کس نے مجھ سے کلام کی اور حیرت زدہ کی طرح آگے پیچھے دیکھتا ہے پھر سمجھ جاتا ہے کہ کسی فرشتے نے یہ آواز دی۔ اور یہ آواز خارجی اکثر اُس حالت مین بطور بشارت آتی ہے کہ جب انسان کسی معاملہ مین نہایت متفکر اور مغموم

فصاحت اور موزونیت اور لطافت اور نرمی اور آب و تاب رکھتا ہے کہ اگر کسی سرگرم نکتہ چین اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کیا تھا آفتاب کی طرح اُنکے سامنے روشن ہوگیا اور چونکہ فطرتاً یہ بات انسان کی عادت میں داخل ہے کہ اُسی شخص کے صبر کی عظمت اور بزرگی انسان پر کامل طور پر روشن ہوتی ہے کہ جو بعد زمانۂ آزار کشی کے اپنے آزار دہندہ پر قدرتِ انتقام پاکر اُسکے گناہ کو بخش دے اِس وجہ سے مسیح کے اخلاق کہ جو صبر اور حلم اور برداشت کے متعلق تھے بخوبی ثابت نہ ہوئے اور یہ امر اچھی طرح نہ کھلا کہ مسیح کا صبر اور حلم اختیاری تھا یا اضطراری کیونکہ مسیح نے اقتدار اور طاقت کا زمانہ نہیں پایا تا دیکھا جاتا کہ اُسنے اپنے موذیوں کے گناہ کو عفو کیا یا انتقام لیا برخلاف اخلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ صدہا مواقع میں اچھی طرح کھل گئے اور امتحان کئے گئے اور اُنکی صداقت آفتاب کی طرح

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

ہوتا ہے یا کسی بدخبری کے سُننے سے کہ جو اصل میں محض دروغ تھی کوئی سخت اندیشہ اُسکو دامنگیر ہو جاتا ہے مگر صورتِ دوم کی طرح اِسمیں مکرّر دعاؤں پر اُس آواز کا صادر ہونا مشہود نہیں ہوا بلکہ ایک ہی دفعہ اُسیوقت کہ جب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کوئی فرشتہ غیب سے ناگہانی طور پر آواز کرتا ہے برخلاف صورتِ دوم کے کہ اُسمیں اکثر کامل دعاؤں پر حضرتِ احدیت کی طرف سے جواب صادر ہونا مشہود ہوا ہے اور خواہ سو مرتبہ دُعا اور سوال کرنے کا اتفاق ہوا اُسکا جواب سو مرتبہ ہی حضرتِ فیاض مطلق کی طرف سے صادر ہو سکتا ہے جیسا کہ متواتر تجربہ خود اِس خاکسار کا اِس بات کا شاہد ہے۔ اِس قسم کے الہام میں بھی ایک بزرگ پیشگوئی اِس عاجز کو دیا ہے جس سے اِس خاکسار نے مشرف من اللہ ہو کر ایک قادیان کے آریا سماج کے ممبر کو کہ جو اب بھی اِس جگہ صحیح و سالم موجود ہے پیشگوئی کے پورے ہونے پر ملزم و لاجواب کیا تھا یہ ایسی بعید از قیاس اور ظاہر البطلان محال و ممتنع الوقوع معلوم ہوتی تھی جسکو سنکر اُس آریا نے سخت انکار کیا اور اِس بات پر ضد کر بیٹھا کہ ہرگز ممکن ہی نہیں کہ ایسے بات دور از قیاس واقعہ ہو جائے چنانچہ بالآخر وہ بات بعینہٖ اُسی طور پر ظہور میں آئی جیسی پہلے کہی گئی تھی اور یہ پیش گوئی نہ صرف اُس آریا کو بتلائی گئی تھی بلکہ اَور کئی لوگوں کو بتلائی گئی تھی کہ جو ابتک موجود ہیں اور کسی کو انکار کرنے کی جگہ باقی نہیں چونکہ یہ پیش گوئی ایک طول طویل واقعہ پر مشتمل ہے لہذا بالفعل اِسکی تصریح کی ضرورت نہیں بہرحال سمجھنا چاہیئے کہ الہام ایک واقعی اور یقینی صداقت ہے جسکا مقدس اور پاک چشمہ دینِ اسلام ہے اور خدا جو قدیم سے صادق کا رفیق ہے دوسروں پر یہ نورانی دروازہ ہرگز نہیں کھولتا اور اپنی خاص نعمت غیر کو ہرگز نہیں دیتا اور کیونکر

سخت مخالف اسلام کو کہ جو عربی کی املا انشا مین کامل دستگاہ رکھتا ہو حاکم با اختیار کی طرف سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

روشن ہوگئی۔ اور جو اخلاق کریم اور جود اور سخاوت اور ایثار اور فتوت اور شجاعت اور زہد اور قناعت اور اعراض عن الدنیا کے متعلق تھے وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک مین ایسے روشن اور تابان اور درخشان ہوئے کہ مسیح کیا بلکہ دنیا مین آنحضرت سے پہلے کوئی بھی ایسا نبی نہین گذرا جسکے اخلاق ایسی وضاحت تامہ سے روشن ہوگئے ہون کیونکہ خدا تعالیٰ نے بے شمار خزائن کے دروازے آنحضرت پر کھولدیئے سو آن جناب نے اُن سب کو خدا کی راہ مین خرچ کیا اور کسی نوع کی تن پروری مین ایک حبہ بھی خرچ نہ ہوا نہ کوئی عمارت بنائی نہ کوئی بارگاہ طیار ہوئی بلکہ ایک چھوٹے سے بچے کوٹھے مین جسکو غریب لوگون کے کوٹھون پر کچھ بھی ترجیح نہ تھی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

دے کیا ممکن ہے کہ جو شخص اپنے گھر کے تمام دروازے بند کرکے اور آنکھون پر پردہ ڈالکے بیٹھا ہوا ہے وہ ایسا ہی روشنی کو پاوے جیسا وہ شخص جسکے سب دروازے کھلے ہین اور جسکی آنکھون پر کوئی پردہ نہین کیا اعمی اور بصیر کبھی مساوی ہوسکتے ہین کیا ظلمت نور کا مقابلہ کرسکتی ہے کیا ممکن ہے کہ مجذوم جسکا تمام بدن جذام خوردہ ہے اور جسکے اعضا متعفن ہوکر گرتے جاتے ہین وہ اپنی بدنی حالت مین اُس جماعت سے برابری کرسکے جسکو خدا نے کامل تندرستی اور خوبصورتی عطا فرمائی ہے ہم ہر وقت طالب صادق کو اِس بات کا ثبوت دینے کے لئے موجود ہین کہ وہ روحانی اور حقیقی اور سچی برکتین کہ جو تمام انبیین حضرت خیر الرسل مین پائی جاتی ہین کسی دوسرے فرقہ مین ہرگز موجود نہین۔ جب ہم عیسائیون اور آریون اور دوسری غیر قومون کی ظلمانی اور محجوب حالت پر نظر کرتے ہین اور اُنکے تمام پنڈتون اور جوگیون اور راہبون اور پادریون اور مشنریون کو آسمانی نورون سے بکلی محروم اور بے نصیب پاتے ہین اور اِس طرف اُمت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مین آسمانی نورون اور روحانی برکتون کا ایک دریا بہتا ہوا دیکھتے ہین اور انوار الٰہیہ کو بارش کی طرح برستے ہوئے مشاہدہ کرتے ہین تو پھر جس باحرا کو ہم بچشم خود دیکھ رہے ہین اور جسکی شہادت مین ہمارے تار اور پود اور رگ اور ریشہ مین بھری ہوئی ہین اور جسپر ہمارا ایک ایک قطرہ خون کا گواہ روئیدہ ہے کیونکر اُس سے منکر ہوجائین کیا ہم امر معلوم کو نامعلوم فرض کرلین یا مرئی اور مشہود کو غیر مرئی اور غیر مشہود قرار دیدین کیا کرین۔ ہم سچ سچ کہتے ہین اور سچ کہنے سے کسی حالت مین رُک نہین سکتے کہ اگر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے نہ ہوتے اور قرآن شریف جسکی تاثیرین ہمارے آنکھون اور اکابر قدیم سے دیکھتے آئے اور آج ہم دیکھ

یہہ پُرتہدید حکم سُنایا جائے کہ اگر تم مثلاً بیس برس کے عرصہ مین کہ گویا ایک عمر کی میعاد ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اپنی ساری عمر بسر کی - بدی کرنیوالون سے نیکی کرکے دکھلائی اور وہ جو دل آزار تھے اُنکو اُنکی مصیبت کے وقت اپنے مال سے خوشی پُہنچائی - سونے کے لئے اکثر زمین پر بستر اور رہنے کے لئے ایک چھوٹا سا جھونپڑا اور کھانے کے لئے نان جویا فاقہ اختیار کیا دُنیا کی دولتین کثرت اُنکو دی گئین پر آنحضرت نے اپنے پاک ہاتھون کو دُنیا سے ذرا آلودہ نہ کیا اور ہمیشہ فقر کو تونگری پر اور مسکینی کو ہیری پر اختیار کیا اور اُسکی جو ظہور فرمایا تا اُسدن تک اپنے رفیقِ اعلےٰ سے جا ملے بُجز اپنے مولیٰ کریم کے کسیکو کچھ چیز نہ سمجھا اور ہزارہا دشمنونکے مقابلہ پر معرکہ جنگ مین کہ جہان قتل کیا جانا یقینی اور تہا خالصاً خدا کے لیئے کھڑے ہو کر اپنی شجاعت اور وفاداری اور ثابت قدمی دکھلائی غرض جود اور سخاوت

رہے ہین نازل نہ ہوا ہوتا تو ہمارے لیئے یہہ امر بڑا ہی مُشکل ہوتا کہ جو ہم فقط بائبل کے دیکھنے سے یقینی طور پر شناخت کر سکے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح اور دوسرے گذشتہ نبی فی الحقیقت اُسے پاک اور مقدس جماعت مین سے ہین جنکو خدا نے اپنے لُطفِ خاص سے اپنی رسالت کے لئے چُن لیا ہے یہہ ہمکو فرقان مجید کا احسان ماننا چاہیئے جس نے اپنی روشنی ہر زمانہ مین آپ دکھلائی اور پھر اُس کامل روشنی سے گذشتہ نبیون کی صداقتین بھی ہم پر ظاہر کر دین اور یہہ احسان نہ فقط ہم پر بلکہ آدم سے لیکر مسیح تک اُن تمام نبیون پر ہے کہ جو قرآن شریف سے پہلے گذر چکے اور ہر یک رسول اُس عالی جناب کا ممنونِ منت ہے جسکو خدا نے وہ کامل اور مقدس کتاب عنایت کی جسکی کامل تاثیرون کی برکت سے سب صداقتین ہمیشہ کے لئے زندہ ہین جن سے اُن نبیون کی نبوت پر یقین کرنیکے لئے ایک راستہ کُھلتا ہے اور اُنکی نبوتین شکوک اور شبہات سے محفوظ رہتی ہین -

واضح ہو کہ قرآن شریف مین دو طور کا معجزہ ہمیشہ کے لیئے رکھا گیا ہے - ایک اعجازِ کلامِ قرآن دوم اعجازِ اثرِ کلامِ قرآن - یہہ دونون اعجاز ایسے بدیہی ہین کہ اگر کسی کا نفسِ اعراض صوری یا معنوی سے محجوب نہ ہو تو فی الفور وہ اس نورِ صداقت کو بچشمِ خود مشاہدہ کر لیگا - اعجازِ کلامِ قرآن کے بیان پر تو یہہ ساری کتاب مشتمل ہے اور بعض قسم کے اعجاز حاشیہ نمبر ۱ مین لکھے بھی گئے ہین - اعجازِ اثرِ کلامِ قرآن کی نسبت ہم یہہ ثبوت رکھتے ہین کہ آجتک کوئی ایسی صدی نہین گذری جسمین خدا تعالیٰ نے مستعد اور طالبِ حق لوگون کو قرآن شریف کی پوری پوری پیروی کرنے سے کامل روشنی تک نہین پُہنچایا اور

اِس طور پر قرآن کی نظیر پیش کرکے نہ دکھلاؤ کہ قرآن کے کسی مقام مین سے صرف دو چار

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور زہد اور قناعت اور مروی اور شجاعت اور محبت الٰہیہ کے متعلق جو جو اخلاق فاضلہ ہین وہ بھی خداوند کریم نے حضرت خاتم الانبیا مین ایسے ظاہر کیے کہ جنکی مثل نہ کبھی دُنیا مین ظاہر ہوئی اور نہ آئندہ ظاہر ہوگی - لیکن حضرت مسیح علیہ السلام مین اِس قسم کے اخلاق بھی اچھی طرح ثابت نہین ہوئے کیونکہ یہہ سب اخلاق بجز زمانۂ اقتدار اور دولت کے بہ پایۂ ثبوت نہین پہنچ سکتے اور مسیح نے اقتدار اور دولت کا زمانہ نہین پایا اسلئے دونون قسم کے اخلاق اُسکے زیر پردہ رہے اور جیسا کہ شرط ہی ظہور پذیر نہ ہوئی پس یہہ اعتراض مذکورہ بالا جو مسیح کی ناقص حالت پر وارد ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل حالت سے بکلی مندفع ہوگیا کیونکہ وجود باجود

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

اب بھی طالبون کے لیئے اُس روشنی کا نہایت وسیع دروازہ کھلا ہے یہہ نہین کہ صرف کسی گذشتہ صدی کا حوالہ دیا جائے - جس طرح سچے دین اور ربانی کتاب کے حقیقی تالبدارون مین روحانی برکتین ہونی چاہئین اور اسرار خاصہ الہیہ سے ملہم ہونا چاہئے وہی برکتین اب بھی جوئیدون کے لئے مشہود ہوسکتی ہین جسکا جی چاہے صدق قدم سے رجوع کرے اور دیکھے اور اپنی عاقبت کو درست کرلے انشاء اللہ تعالیٰ ہر یک طالب صادق اپنے مطلب کو پائیگا اور ہر یک صاحب بصارت اِس دین کی عظمت کو دیکھے گا مگر کون ہمارے سامنے آکر اِس بات کا ثبوت دے سکتا ہے کہ وہ آسمانی نور ہمارے کسی مخالف مین بھی موجود ہے اور جس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور افضلیت اور قرآن شریف کے منجانب اللہ ہونے سے انکار کیا ہے وہ بھی کوئی روحانی برکت اور آسمانی تائید اپنی شامل حال رکھتا ہے - کیا کوئی زمین کے اِس سرے سے اُس سرے تک ایسا متنفس ہے کہ قرآن شریف کے اِن چمکتے ہوئے نورون کا مقابلہ کرسکے کوئی نہین ایک بھی نہین بلکہ وہ لوگ جو اہل کتاب کہلاتے ہین اُنکے ہاتھ مین بھی بجز باطون ہی باطون کے اور خاک بھی نہین حضرت موسیٰ کے پیرو یہہ کہتے ہین کہ جب سے حضرت موسیٰ اِس دُنیا سے کوچ کرگئے تو ساتھ ہی اُنکا عصا بھی کوچ کرگیا کہ جو سانپ بنا کرتا تھا اور جو لوگ حضرت عیسیٰ کے اتباع کے مدعی ہین اُنکا یہہ بیان ہے کہ جب حضرت عیسیٰ آسمان پر اُٹھائے گئے تو ساتھ ہی انکے وہ برکت بھی اُٹھائی گئی جس سے حضرت ممدوح مُردون کو زندہ کیا کرتے تھے ! ان عیسائی یہہ بھی کہتے ہین کہ حضرت عیسیٰ

سطر کا کوئی مضمون لیکر اُسی کے برابر یا اُس سے بہتر کوئی نئی عبارت بنالاؤ جس مین وہ سب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر یک نبی کے لئے متمم اور مکمل ہے اور اُس ذاتِ عالی کے ذریعہ سے جو کچھ امر مسیح اور دوسرے نبیون کا مشتبہ اور مخفی رہا تھا وہ چمک اُٹھا اور خدا نے اُس ذاتِ مقدس پر انہین معنون کرکے وحی اور رسالت کو ختم کیا کہ سب کمالات اُس وجود باجود پر ختم ہوگئے و ھذا فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

وسوسھم - بعض کوتہ فکر لوگ یہہ وسوسہ پیش کرتے ہین کہ الہام مین یہہ خرابی اور نقص ہے کہ وہ معرفتِ کامل تک پہنچنے سے کہ جو حیاتِ ابدی اور سعادتِ دائمی کے حصول کا مدار علیہ ہی مانع

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۰

کے یاران حواری بھی کچھ کچھ روحانی برکتون کو ظاہر کیا کرتے تھے لیکن اُنکا یہہ بھی تو قول ہے کہ وہی عیسائی مذہب کے یاران امام آسمانی نوردن اور الہامون کو اپنے ساتھہ لے گئے اور اُنکے بعد آسمان کے دروازون پر کے قفل لگ گئے اور پھر کسی عیسائی پر وہ کبوتر نازل نہ ہوا کہ جو اول حضرت مسیح پر نازل ہوکر پھر آگ کے شعلون کا ہروپ بدلکر حواریون پر نازل ہوا تھا گویا ایمان کا وہ نورانی دانہ کہ جسکے شوق مین وہ آسمانی کبوتر اُترا کرتا تھا اُنہین کے ہاتھہ مین تھا اور پھر بجائے اُس دانہ کے عیسائیون کے ہاتھہ مین دُنیا کمانے کی پھائی رہ گئی جسکو دیکھہ کر وہ کبوتر آسمان کی طرف اُڑ گیا۔ غرض بجز قرآن شریف کے اَور کوئی ذریعہ آسمانی نوردن کی تحصیل کا موجود نہین اور خدا نے اِس غرض سے کہ حق اور باطل مین ہمیشہ کے لئے مابہ الامتیاز قایم رہے اور کسی زمانہ مین جھوٹ سچ کا مقابلہ نہ کرسکے اُمتِ محمدیہ کو انتہا زمانہ تک یہہ دو معجزے یعنے اعجازِ کلامِ قرآن اور اعجازِ اثرِ کلامِ قرآن عطا فرمائے ہین جنکے مقابلہ سے مذاہبِ باطلہ ابتداسے عاجز چلے آئے ہین اور اگر صرف اعجازِ کلامِ قرآن کا معجزہ ہوتا اور اعجازِ اثرِ قرآن کا معجزہ نہ ہوتا تو اُمتِ مرحومہ محمدیہ کو آثار اور انوارِ ایمان مین کیا زیادتی ہوتی کیونکہ مجرد زہد اور عفتِ اعجاز کی حد تک نہین پہنچ سکتا کیا ممکن نہین کہ کوئی بادرہی یا پنڈت یا برہمو اپنی فطرت سے ایسا سلیم ہو کہ ظاہر عفت اور زہد اور دیانت کا طریق اختیار کرے پھر جس حالت مین زہد خشک ہر یک فرقہ مین ممکن ہے تو مومن اور غیر مومن مین من حیث الآثار مابہ الامتیاز کیا رہا حالانکہ اہلِ حق اور اہلِ باطل مین من حیث الآثار

مضمون معہ اپنے تمام دقایق حقایق کے آجائے اور عبارت بھی ایسی بلیغ اور فصیح ہو جیسی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

اور مزاحم ہے * اور تقریر اس اعتراض کی یون کرتے ہین کہ الہام خیالات کی ترقی کو روکتا ہے اور تحقیقات کے سلسلہ کو آگے چلنے سے بند کرتا ہے کیونکہ الہام کے پابند ہونے کی حالت مین ہر یک بات مین یہی جواب کافی سمجھا جاتا ہے کہ یہ امر ہمارے الہامی کتاب مین جایز یا ناجایز لکھا ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

ما بہ الامتیاز ہونا نہایت ضروری ہے کیونکہ اگر مومن بھی آسمانی نورون سے ایسا ہی بے نصیب ہو جیسے ایک بے ایمان بے نصیب ہے تو اُسکے ایمان کا کونسا نور اِس دُنیا مین ظاہر ہوا اور ایمان کو بے ایمانی پر کیا ترجیح ہوئی اور خود جس حالت مین اعجاز اثر قرآن ظاہر ہے جسمین تسلی کردینے کے لئے ہم آپ ہی مشتغل ہین تو پھر باوجود اِس بدیہی دلیل کے طوالت کلام کی کچھ حاجت نہین جسکو شک ہو وہ آزماوے جسکو شُبہ ہو وہ تجربہ کر لیوے۔ اور اِس جگہ یہ بھی واضح رہے کہ جو امر بذریعہ الہام الٰہی کسی پر نازل ہو وہ اُسکے لئے اور ہر یک کے لئے کہ کوئی وجہ یقین کرنے کی رکھتا ہے یا خدا نے کوئی نشان یقین کرنے کا اُسپر ظاہر کر دیا ہے واجب التعمیل ہے اور جو شخص جسکو اُس الہام کی نسبت باور دلایا گیا ہے اُسپر عمل کرنے سے عمداً دست کش ہو وہ مورد غضب الٰہی ہوگا بلکہ اُسکے خاتمہ بد ہونے کا سخت اندیشہ ہے۔ بلعم بن باعور کو خدا نے الہام مین لا تدع علیهم کہا یعنے یہ کہ موسیٰ اور اُسکے لشکر پر بد دعا مت کر اُسنے برخلاف امر الٰہی کے حضرت موسیٰ کے لشکر پر بد دعا کرنے کا ارادہ کیا آخر اُسکا یہ نتیجہ ہوا کہ خدا نے اُسکو اپنی جناب سے رد کر دیا اور اُسکو کُتّے سے تشبیہ دی وہ الہام ہی تھا جسکی تعمیل سے حضرت موسیٰ کی مان نے حضرت موسیٰ کو شیر خوارگی کی حالت مین ایک صندوق مین ڈالکر دریا مین پھینک دیا۔ الہام ہی تھا جسکے دیکھنے کے لئے موسیٰ جیسے اولوالعزم پیغمبر کو خدا نے اپنے ایک بندہ خضر کے پاس جسکا نام

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۳

الہام کامل اور حقیقی کہ جو ہر تمو سماج والون اور دوسرے مذاہب باطلہ کے ہر یک قسم کے وساوس کو بکلی دور کرتا ہے اور طالب حق کو مرتبہ یقین کامل تک پہنچاتا ہے وہ فقط قرآن شریف ہے اور بجز اُسکے دُنیا مین کوئی ایسی کتاب نہین کہ جو تمام فرقون کے اوہام باطلہ کو دور کر سکے اور انسان کو حق الیقین کے درجہ

قرآن کی تو تمکو اِس عجز کی وجہ سے سزا، موت دیجاویگی تو پھر بھی باوجود سخت غماو اور اندیشہ رسوائی اور حرف

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور قوٰی عقلیہ کو ایسا معطّل اور بیکار چھوڑ دیتے ہین کہ گویا خدا نے اُنکو وہ قوتین عطا ہی نہین کین سو بالآخر عدم استعمال کے باعث سے وہ تمام قوتین رفتہ رفتہ ضعیف بلکہ قریب قریب مفقود کے ہوتی جاتی ہین اور انسانی سرشت بالکل منقلب ہوکر حیوانات سے مشابہت پیدا ہوجاتی ہے اور نفس انسانی کا عمدہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

بلیا بن ملکان تھا بھیجا تھا جسکے علم قطعی اور یقینی کی نسبت اللہ تعالیٰ نے آپ فرمایا فوجدا عبدا من عبادنا اٰتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما۔ سو اُسے علم قطعی اور یقینی کا یہہ نتیجہ تھا کہ خضر نے حضرت موسیٰ کے روبرو ایسے کام کئے کہ جو ظاہر اخلاف شرع معلوم ہوتے تھے کشتی کو توڑا ایک معصوم بچہ کو قتل کیا ایک غیر ضروری کام کو کسی اُجرت کے نہیر اپنے گلے ڈال لیا اور ظاہر ہے کہ خضر رسول نہین تھا ورنہ وہ اپنی اُمت مین ہوتا نہ جنگلون اور دریاؤن کے کنارہ پر اور خدا نے بھی اُسکو رسول یا نبی کرکے نہین پکارا اگرچہ اُسکو اطلاع دیجاتی تھی اُسکا نام یقینی اور قطعی رکھا ہے کیونکہ قرآن کے عرف مین علم اُسی چیز کا نام ہے کہ جو قطعی اور یقینی ہو اور خود ظاہر ہے کہ اگر خضر کے پاس صرف ظنیات کا ذخیرہ ہوتا تو اُسکے لئے کب جائز تھا کہ امر منظون پر بہروسا کرکے اُن اُمور کو کرتا کہ جو صریح خلاف شرع اور منکر بلکہ باتفاق تمام پیغمبرون کے کبائر مین داخل تھے اور پھر اِس صورت مین حضرت موسیٰ کا اُسکے پاس آنا بھی محض بے فایدہ تھا پس جبکہ ہر صورت ثابت ہے کہ خضر کو خدا تعالیٰ کی طرف سے علم یقینی اور قطعی دیا گیا تھا تو پھر کیون کوئی شخص مسلمان کہلاکر اور قرآن شریف پر ایمان لاکر اِس بات سے منکر ہے کہ کوئی فرد بشر اُمت محمدیہ مین سے باطنی کمالات مین خضر کی مانند نہین ہوسکتا بلاشبہ ہوسکتا ہے بلکہ خدائے حی قیوم اِس بات پر قادر ہے کہ اُمت مرحومہ محمدیہ کے افراد خاصہ کو اُس سے بھی بہتر و زیادہ تر باطنی نعمتین عطا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۳

تک پہنچا سکے مگر افسوس کہ اِس اندہی اور بے تمیز دُنیا مین ایسے لوگ بہت ہی تھوڑے ہین کہ جو خدا کو اپنا اصلی مقصود ٹھہراکر اور تعصب مذہبی اور قومی اور دوسرے دنیوی لالچون سے الگ ہوکر اُس روشنی اور صداقت کو قبول کرین کہ جو خدا تعالیٰ نے خاص قرآن شریف مین رکھی ہے جو اُسکے غیر مین نہین پائی جاتی

موت کی نظیر بنانے پر ہرگز قادر نہیں ہو سکتا اگرچہ دُنیا کے صدہا زبان دانوں اور انشاپردازوں

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱۱ کمال کہ جو ترقی فی المعقولات ہے ناحق ضایع جاتا ہے اور معرفتِ کاملہ کے حاصل کرنے سے انسان رُک جاتا ہے اور جس حیاتِ ابدی اور سعادتِ دایمی کے حصول کے انسان کو ضرورت ہے اُسکے حصول سے آلہامی کتابیں سدراہ ہو جاتی ہیں **اما الجواب** واضح ہو کہ ایسا سمجھنا کہ گویا خدا کی سچی کتاب پر عمل کرنے سے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱

فرماوے **الم تعلم ان اللہ علی کل شیئ قدیر**۔ کیا اُس خداوندِ کریم نے آپ ہی اِس اُمّت کو یہ دعا تعلیم نہیں فرمائی **اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم**۔ کیا اُس نے آپ ہی نہیں فرمایا **ثلۃ من الاولین وثلۃ من الاٰخرین** - تم یقیناً سمجھو کہ خداوندِ کریم اِس اُمّت مرحومہ پر بہت ہی مہربان ہے اور قدیم سے وہ بھی چاہتا ہے کہ اِس اُمّت کو اپنی نورانی برکتوں اور آسمانی نوروں کے ساتھ غیر قوموں پر بدیہی ترجیح رہی تا دشمن یہ نہ کہے کہ ہم میں اور تم میں کونسا فرق ہے نا معاند کہ خدا اسکا روسیہ کرے اپنے خبث باطن اور عادت دروغی سے یہ کہنا نہ پاوے کہ آں حضرت سید الطیبین اور اُسکی پاک اور طیب آل اور اُسکی نورانی جماعت نے آسمانی برکتوں کو نہیں دکھلایا تم فکر کرو اور سوچو کیا تمہارے لئے یہ بہتر تھا کہ تم آسمانی نوروں سے ایسے ہی بے نصیب رہ کر گذشتہ قصوں کے سہارے سے زندگی بسر کرتے جیسے تمہارے مخالف اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں یا تمہارے لئے یہ بہتر اور شکر کی جگہ ہے کہ خدا ہمیشہ تم میں سے اور تمہاری قوم میں سے بعض افراد کو اپنے نوروں میں سے حصہ وافر دیکر تم سب کے ایمان کو بمرتبہ کمال پہنچاوے اور مخالفوں کو ملزم اور ذلیل غیر قوموں کی طرف دیکھو کہ وہ کیونکر ڈوبی اور برباد ہوئی یہی باعث تھا کہ انجیل وغیرہ گذشتہ کتابیں بتعلّقِ فساد اور تحریف کے اپنی ذات اور صفات میں کسی معجزہ اور تاثیر روحانی کا مظہر نہ ہو سکیں اور صرف بطور قصّہ اور قصہ کے پورانے معجزات پر مدار رہا لیکن کیونکر ممکن تھا کہ ایسے لوگ جنہوں نے حضرت موسیٰ کے عصا

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۲

بلکہ قبول کرنا تو درکنار ہمارے مخالفوں میں اِسقدر شرم بھی باقی نہیں رہی کہ قرآن شریف کی بدیہی غلطیوں اور صداقتوں کو دیکھ کر اور اپنے مذہب کے فسادوں اور ضلالتوں پر مطلع ہو کر بدگوئی اور بدزبانی سے باز رہیں اور باوجود چور ہونے کے پھر چترائی نہ دکھلاویں مثلاً خیال کرنا چاہئے کہ عیسائیوں کے

کو اپنے مددگار بنالے۔ یہہ مثال متذکرۂ بالا کوئی خیالی اور فرضی بات نہین ہے بلکہ یہہ واقعہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ قویٰ عقلیہ کو بالکل بیکار چھوڑا جاتا ہے اور گویا الہام اور عقل ایک دوسرے کی نقیض اور ضد ہین کہ جو ایک جگہہ جمع نہین ہوسکتین یہہ بڑی بھولوگون کی کمال درجہ کی بدفہمی اور بد اندیشی اور ہٹ دھرمی ہے اور اس عجیب وہم کی عجیب طرح کی ترکیب ہے جسکے اجزا مین سے کچھہ تو جھوٹ اور کچھہ تعصب اور کچھہ جہالت ہے جھوٹ یہہ کہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲ کو بچشم خود سانپ بنتے نہین دیکھا اور نہ حضرت عیسیٰ کے ہاتھہ سے کوئی مُردہ قبر سے اُٹھتا مشاہدہ کیا وہ صرف بے اصل قصون کے سُننے سے یقین کامل تک پُہنچ جاتی ناچار ہندو ہی وعیسائی رد بدنیا ہوگئے اور عالم آخرت پر اُنکو کچھہ اعتماد نہ رہا کیونکہ اپنی آنکھہ سے تو اُنہون نے کچھہ بھی نہ دیکھا اور کسی قسم کی برکت مشاہدہ نہ کی غرض جبکا ایمان عیسائیون اور یہودیون اور ہندوون کی طرح صرف قصون اور کہانیون کے سہارے پر موجود ہو اُسکے ایمان کا کچھہ بھی ٹھکانا نہین اور آخر اُسکے لئے وہی ضلالت در پیش ہے جس ضلالت مین یہہ بدنصیب قوم عیسائیون وغیرہ کی مبتلا ہوگئی جنکی کُل جائیداد فقط وہی دیرینہ کہانیان اور ہزارون برسون کے خستہ شکستہ قصے ہین لیکن ایسے شخصون کے ایمان کا کچھہ بھی قیام نہین اور اُنکو کسی طرح پتہ نہین مل سکتا کہ وہ پورا خدا جو پہلے اُنکے بزرگون کے ساتھہ تھا اب کہان اور کدہر ہے اور موجود ہے یا نہین سو بھائیو اگر تم خدا کے خواہان ہو اگر تم یقین کے طالب ہو اگر تمہارے دل مین دُنیا کی محبت نہین تو اُٹھو اور سجدات شکر کرو کہ خدا تمہاری جماعت کو فراموش نہین کرتا وہ تمہین ضایع کرنا نہین چاہتا تا تم اُسکے حضور مین شکر گذار ٹھہرو خدا کے نشانون کو تحقیر کی نظر سے مت دیکھو کہ یہہ تمہارے لئے خطرناک ہے خدا کی نعمتون کو رد مت کرو کہ یہہ اُسکے سخط کا موجب ہے دُنیا سے دل مت لگاؤ کہ یہی سب سخوتون اور حسدون اور خودپسندیون کا اصل ہے خدا کی آیات سے مونہہ مت پھیرو کہ اسکا انجام اچھا نہین وقال اللہ تعالیٰ واتل علیھم نبا الذی اٰتینٰہ اٰیاتنا الخ۔ مختصر پیش نگم غم دل قرسیدہ کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار ست خواب ہم اس تقریر کو اس دعا پر ختم کرتے ہین ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ منہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۳ عقاید کا باطل ہونا کسقدر بدیہی ہے کہ خواہ نخواہ مونہہ زوری سے ایک عاجز مخلوق کو رب العلمین بنا رکھا ہے مگر پھر بھی ان حضرات کو خدا تعالیٰ سے ایسی لاپروائی اور بے غرضی ہے کہ کچھہ بھی مواخذہ کے روسے نہین ڈرتے اور کچھہ ایسے سوئے ہوئے ہین کہ صدہا علماء فضلاء جگا جگا کر تھک گئے لیکن اُنکی آنکھہ نہین کھُلتی اور ہمیشہ دنیا پرستی

حقہ ہے جسکا قرآن شریف ہی کے وقت مین امتحان ہوچکا ہے اور جسکی سچائی ابتدا سے ہر یک

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ باوصف اِس بات کے کہ انکو بخوبی معلوم ہے کہ حقانی صداقتون کی ترقی ہمیشہ اُنہین لوگون کے ذریعہ سے ہوتی رہی ہے کہ جو الہام کے پابند ہوئے ہین اور وحدانیتِ الٰہی کے اسرار دُنیا مین پھیلانے والے وہی برگزیدہ لوگ ہین کہ جو خدا کی کلام پر ایمان لائے مگر پھر عمداً اِس واقعۂ معلومہ کے برخلاف بیان کیا ہے اور تعصب یہہ کر اپنی بات کو خواہ نخواہ سرسبز کرنیکے لئے اِس بدیہی صداقت کو چھپایا ہے کہ الہیات مین عقل مجرد مرتبہ یقین کامل تک نہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

اور کم توجہی کی وجہ سے اِس تصورِ باطل مین گرفتار ہین کہ گویا انجیلی تعلیم قرآنی تعلیم سے کامل اور بہتر ہے چنانچہ ابھی ایک پادری صاحب نے ۳۔ مارچ ۱۸۸۷ء کے پرچہ نورافشان مین یہہ سوال پیش کر دیا ہے کہ حیاتِ ابدی کی نسبت کتابِ مقدس مین کیا نہ تھا کہ قرآن یا صاحبِ قرآن لائے اور قرآن کن کن امرون اور تعلیمات مین انجیل پر فوقیت رکھتا ہے تا یہہ ثابت ہو کہ انجیل کے اُترنے کے بعد قرآن کے نازل ہونے کی بھی ضرورت تھی۔ ایسا ہی ایک عربی رسالہ موسوم بہ رسالہ عبدالمسیح ابن اسحاق الکندی اسی غرض سے افترا کیا گیا ہے کہ ناانجیل کے ناقص اور آلودہ تعلیم کو سادہ لوحون کی نظر مین کسی طرح قابلِ تعریف ٹھہرایا جائے اور قرآنی تعلیم پر بیجا الزامات لگائے جائین مگر نادان عیسائی نہین جانتے کہ بلا دلیل ایک کتاب کی تعریف کرنا اور ایک کی مذمت کرتے رہنا نہ کسی کتاب کو قابلِ تعریف ٹھہراتا ہے نہ قابلِ مذمت بیہودہ طور پر سونپہ سے بات کاٹنا کون نہین جانتا لیکن جس حالت مین ہم نے اسی کتاب مین انجیلی تعلیم کا حقانیت سے بے نصیب ہونا اور قرآنی تعلیم کا مجمع الانوار ہونا صدہا دلایل سے ثابت کر دیا ہے اور پھر نہ صرف دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا بلکہ ہمارا خداوند کریم کہ جو دلون کے پوشیدہ بھیدون کو خوب جانتا ہے اِس بات پر گواہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک ذرہ کا ہزارم حصہ بھی قرآن شریف کی تعلیم مین کچھ نقص نکال سکے یا بمقابلہ اُسکے اپنی کسی کتاب کی ایک ذرہ بھر کوئی ایسی خوبی ثابت کر سکے کہ جو قرآنی تعلیم کے برخلاف ہو اور اُس سے بہتر ہو تو ہم سزا موت بھی قبول کرنے کو طیار رہین اب منصفو! نظر کرو اور خدا کے واسطے ذرہ دل کو صاف کر کے سوچو کہ ہمارے مخالفون کی ایمانداری اور خداترسی کس قسم کی ہے کہ باوجود لاجواب رہنے کے پھر بھی فضول گوئی سے باز نہین آتے۔

آؤ عیسائیو اِدھر آؤ نورِ حق دیکھو راہِ حق پاؤ جسقدر خوبیان مین فرقان مین کہین انجیل مین تو دکھلاؤ

طالبِ حق پر آجتک ثابت ہوتی چلی آئی ہے اور اب بھی اگر کوئی طالبِ حق اِس معجزہ نُما آئی کو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

پہنچا سکتی۔ اور جہالت یہہ کہ الہام اور عقل کو دو امر متناقض سمجھ لیا ہے کہ جو ایک جگہہ جمع نہین ہو سکتے اور الہام کو عقل کا مغرور اور مخالف قرار دیا ہے حالانکہ یہہ غدشہ سراسر بے اصل ہے۔ ظاہر ہے کہ سچے الہام کا نتایج عقلی تحقیقاتون سے رُک نہین سکتا بلکہ حقایق اشیا کو معقول طور پر دیکھنے کے لئے الہام سے مدد پاتا ہے اور الہام کی حمایت اور اُسکی روشنی کی برکت سے عقلی وجوہ مین کوئی دھوکا اُسکو پیش نہین آتا اور نہ خطا کار عاقلون کی طرح بیجا دلایل

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۲

سر پہ خالق ہے اُسکو یاد کرو　　یون ہی مخلوق کو نہ بہکاؤ　　کب تلک جھوٹے کرو گے پیار　　کچھہ تو سچ کو بھی کام فرماؤ
کچھہ تو خوفِ خدا کرو لوگو　　کچھہ تو لوگو خدا سے شرماؤ　　عیش دُنیا سدا نہین پیارو　　اِس جہان کو بقا نہین پیارو
یہہ تو رہنے کی جا نہین پیارو　　کوئی اِسمین رہا نہین پیارو　　اِس حرامہ مین کیون لگاؤ دِل　　ہاتھہ سے اپنے کیون جلاؤ دِل
کیون نہین تکو دینِ حق کا خیال　　ہائے سو سو اُٹھے ہے دلمین اُبال　　کیون نہین دیکھتے طریق صواب　　کس بلا کا پڑا ہے دل پہ حجاب
اِسقدر کیون ہے کین و استکبار　　کیون خدا یاد سے گیا یکبار　　تمنے حق کو بُھلا دیا ہیہات　　دلکو پتھر بنا دیا ہیہات
اے عزیزو سنو کہ بے قرآن　　حق کو ملتا نہین کبھی انسان　　جنکو اُس نور کی خبر ہی نہین　　اُن پہ اُس یار کی نظر ہی نہین
ہے یہہ فرقان مین اک عجب اثر　　کہ بناتا ہے عاشقِ دلبر　　جسکا ہے نام قادرِ اکبر　　اُسکی مستی سے وہی ہے بیخود خبر
کوئے دلبر مین کھینچ لاتا ہے　　پھر تو کیا کیا نشان دکھاتا ہے　　دلمین ہر وقت نور بہرتا ہے　　سینہ کو خوب صاف کرتا ہے
اُسکے اوصاف کیا کرون بیان　　وہ تو دیتا ہے جان کو اور اک جہان　　وہ تو چمکا ہے نیرِ اکبر　　اُس سے انکار ہو سکے کیونکر
وہ ہین دلستان تلک لایا　　اُسکے پانے سے یار کو پایا　　بحرِ حکمت ہے وہ کلام تمام　　عشق حق کا پلا رہا ہے جام
بات جب اُسکی یاد آتی ہے　　یاد سے ساری خلق جاتی ہے　　سینہ مین نقشِ حق جماتی ہے　　دل سے غیرِ خدا اُٹھاتی ہے
دردمندون کی ہے دوا یہ ایک　　ہے خدا سے خدا نما یہ ایک　　ہم نے پایا یہ خوب رہبر ہی　　ہم نے دیکھا ہے دلربا وہی ایک
اُسکے منکر جو بات کہتے ہین　　یون ہی اک واہیات کہتے ہین　　بات جب ہو کہ میرے پاس آویں　　میرے موہنہ پر وہ بات کر جاویں
مجھہ سے اُس دلستان کا حال سُنین　　مجھہ سے وہ صورتِ جمال سُنین　　آنکھہ ہووے تو خیر کان سہی　　نہ سہی یون ہی۔ امتحان سہی

اور چونکہ نور افشان کے صاحب راقم نے اپنے سوال کے جواب کے لئے مجھہ کو بھی بشمول اور چند صاحبون کے مخاطب کیا ہے اور ہر چند ایسے تمام وساوس کی اِس کتاب مین اپنے موقعہ پر بکلی بخیخنی کر دی گئی ہے

بچشم خود دیکھنا چاہتا ہے تو اِس بات کا بھی ہم ہی ذمہ اُٹھاتے ہین کہ یہہ معجزہ بھی نہایت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کے بنانے کی حاجت پڑتی ہے اور نہ کچھہ تکلف کرنا پڑتا ہے بلکہ جو ٹھیک ٹھیک عقلمندی کا راہ ہے وہی اُسکو نظر آجاتا ہے اور جو حقیقی سچائی ہے اُسی پر اُسکی نگاہ جا ٹھہرتی ہے غرض عقل کا کام یہہ ہے کہ الہام کے واقعات کو قیاسی طور پر جلوہ دیتی ہے اور الہام کا کام یہہ کہ وہ عقل کو طرح طرح کی سرگردانی سے بچاتا ہے اِس صورت مین ظاہر ہے کہ عقل اور الہام مین کوئی جھگڑا نہین اور ایک دوسرے کا نقیض اور ضد نہین اور نہ الہام حقیقی یعنے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

لیکن بوجہ مذکورہ بالا قرین مصلحت ہے کہ اِس جگہہ بھی بطور مختصر اُنکے وہم کا ازالہ کیا جائے لہذا ذیل مین لکھا جاتا ہے۔

جاننا چاہئیے کہ انجیل کی تعلیم کو کامل خیال کرنا سراسر نقصان عقل اور کم فہمی ہے خود حضرت مسیح نے انجیل کی تعلیم کو متبرا عن النقصان نہین سمجھا جیسا کہ اُنہون نے آپ فرمایا ہے کہ میری اَور بہت سی باتین ہین کہ مین تمہین کہون پر تم اُنکی برداشت نہین کرسکتے لیکن جب وہ یعنے روح الحق آویگا تو وہ تمہین تمام صداقت کا راستہ بتلاویگا انجیل یوحنا باب ۱۶ آیت ۱۲ و ۱۳ و ۱۴۔ اب فرمائیے کیا یہی انجیل ہے کہ جو تمام دینی صداقتون پر حاوی ہے جسکے ہوتے ہوئے قرآن شریف کی ضرورت نہین۔ اے حضرات! جس حالت مین آپ لوگ حضرت مسیح کی وصیت کے موافق انجیل کو کامل اور تمام صداقتون کی جامع کہنے کے مجاز ہی نہین تو پھر آپکا ایمان بھی عجب ایمان ہے کہ اپنے اُستاد اور رسول کے برخلاف قدم چلا رہے ہین اور جس کتاب کو حضرت مسیح ناقص کہہ چکے ہین اُسکو کامل کہے جاتے ہین کیا آپکی سمجھہ مسیح کی سمجھہ سے کچھہ زیادہ ہے یا مسیح کا کہنا قابل اعتبار نہین۔ اور اگر آپ یہہ کہین کہ اگرچہ انجیل مسیح کے زمانہ مین ناقص تھی مگر مسیح نے یہہ بھی بطور پیشگوئی کے کہدیا تھا کہ جو باتین میرے بیان کرنے سے رہ گئی ہین اُنکو تسلی دہندہ آکر بیان کردیگا تو بہت خوب لیکن ہم کہتے ہین کہ اگر وہ تسلی دہندہ جسکے آنے کی مسیح نے انجیل مین بشارت دی ہے اور جسکی نسبت لکھا ہے کہ وہ دینی صداقتون کو مرتبہ کمال تک پہنچا یگا اور آئندہ کے حالات یعنے قیامت کی خبرین انجیل کی نسبت بہت مفصل بیان کریگا آپکے خیال مین بجز حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جن پر قرآن شریف نازل ہوا کہ جو سب کتب سابقہ کی نسبت کامل ہونیکا دعویٰ کرتا ہے اور اُسکا ثبوت دیتا ہے کوئی اَور شخص ہے جس نے حضرت مسیح کے بعد ظہور کرکے دینی صداقتون کو کمال کے مرتبہ تک پہنچایا

آسانی سے اُسپر ثابت کر دینگے اور اِس بات کا امتحان کرنا اور حق اور باطل مین فرق معلوم

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ قرآن شریف عقلی ترقیات کے لئے سنگِ راہ ہے بلکہ عقل کو روشنی بخشنے والا اور اُسکا بزرگ معاون اور مددگار اور مربّی ہے اور جس طرح آفتاب کا قدر آنکھہ ہی سے پیدا ہوتا ہے اور روزِ روشن کے فوائد اہلِ بصارت ہی پر ظاہر ہوتے ہین اسی طرح خدا کی کلام کا کامل طور پر اُنہین کو قدر ہوتا ہے کہ جو اہلِ عقل ہین جیسا کہ خدا تعالیٰ نے آپ فرمایا ہے وتلك الامثال نضربها للناس وما يعقلها الا العالمون الجزو سہرا۔ یعنے یہہ مثالین ہم لوگون کے لئے بیان کرتے ہین پر اُنکو معقول طور پر وہی سمجھتے ہین کہ جو صاحبِ علم اور دانشمند ہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲ اور آئندہ کی خبرین مسیح کی نسبت زیادہ بتلائین تو اُسکا نام بتلانا چاہیئے اور ایسی کتاب کو پیش کرنا چاہیئے کہ جو مسیح کے بعد عیسائیون کو خدا کی طرف سے ملی جس نے وہ اپنی صداقتین پیش کین کہ جو مسیح کی فرمودہ ہین موجودہ تہین اور آخری حالات اور آئندہ کی خبرین بتلائین جنکے بتلانے سے مسیح قاصر رہا تا اُسی کتاب کو قرآن شریف کے مقابلہ پر وزن کیا جائے مگر یہہ تو زیبا نہین کہ آپ لوگ مسیح کے پیرو کہلاکر پیرو اُس چیز کو کامل و اردین جسکو آپ اٹھارہ سو بیاسی برس پہلے مسیح ناقص قرار دے چکا ہے۔ اور اگر آپکا مسیح کے قول پر ایمان ہی نہین اور بذاتِ خود چاہتے ہین کہ انجیل کا قرآن شریف سے مقابلہ کرین تو بسم اللہ آیئے اور انجیل مین سے وہ کمالات لکھا کر دکھلائیے کہ جو ہم نے اسی کتاب مین قرآن شریف کی نسبت ثابت کیئے ہین تا منصف لوگ آپ ہی دیکھہ لین کہ معرفتِ الٰہی کا سامان قرآن شریف مین موجود ہے یا انجیل مین۔ جس حالت مین ہم نے اسی فیصلہ کے لئے کہ تا انجیل اور قرآن شریف کی نسبت فرق معلوم ہوجائے دس ہزار روپیہ کا اشتہار بھی اپنی کتاب کے ساتھہ شامل کردیا ہے تو پھر آپ جب تک راستبازون کی طرح اب ہماری کتاب کے مقابلہ پر اپنی انجیل کے فضائل نہ دکھلاوین تب تک کوئی دانشمند عیسائی بھی آپکی کلام کو اپنے دل مین صحیح نہین سمجھیگا گو زبان سے ہان ہان کرتا رہے۔ حضرات!! آپ خوب یاد رکھین کہ انجیل اور توریت کا کام نہین کہ کمالاتِ فرقانیہ کا مقابلہ کرسکین دور کیون جائین انہین دو امرون مین کہ جو اب تک اِس کتاب مین فضائلِ فرقانیہ مین سے بیان ہوچکے ہین مقابلہ کرکے دیکھہ لین یعنے اول وہ امر کہ جو متن مین تحریر ہوچکا ہے کہ فرقانِ مجید تمام الٰہی صداقتون کا جامع ہے اور کوئی محقق کوئی ایسا باریک دقیقہ الٰہیات کا پیش نہین کرسکتا کہ جو قرآن شریف مین موجود نہ ہو

کر لینا کچھ مشکل بات نہیں کوئی ایسا امر نہیں جس میں کچھ خرچ ہوتا ہے یا کسی اور قسم کا نقصان اُٹھانا پڑتا ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ علی ہذا القیاس جس طرح آنکھ کے نور کے فوائد صرف آفتاب ہی سے کھلتے ہیں اور اگر وہ نہ ہو تو بہر بینائی اور نابینائی میں کچھ فرق باقی نہیں رہتا اسی طرح بصیرتِ عقلی کی خوبیاں بھی الہام ہی سے کھلتے ہیں کیونکہ وہ عقل کو ہزارہا طور کی سرگردانی سے بچا کر فکر کرنیکے لئے نزدیک کا راستہ بتلا دیتا ہے اور جس راہ پر چلنے سے جلد تر مطلب حاصل ہو جائے وہ راہ دکھلا دیتا ہے اور ہر یک عاقل خوب سمجھتا ہے کہ اگر کسی باب میں فکر کرنے کے وقت اسقدر مدد ملجائے کہ کسی خاص طریق پر راہِ راست اختیار کرنیکے لئے علم حاصل ہو جائے تو اُس علم سے عقل کو بڑی مدد

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱

سو آپکی انجیل اگر کچھ حقیقت رکھتی ہے تو آپ پر لازم ہے کہ کسی مخالف فریق کی دلائل اور عقائد کو مثلاً برہمو سماج والوں یا آریہ سماج والوں یا دہریہ کے شبہات کو انجیل کے ذریعہ سے عقلی طور پر رد کر کے دکھلاؤ اور جو جو خیالات ان لوگوں نے ملک میں پھیلا رکھے ہیں اُنکو اپنی انجیل کے معقولی بیان سے دور کر کے پیش کرو اور ہر قرآن شریف سے انجیل کا مقابلہ کر کے دیکھ لو اور کسی ثالث سے پوچھ لو کہ محققانہ طور پر انجیل تسلی کرتی ہے یا قرآن شریف تسلی کرتا ہے۔ دوسرے وہ امر جو حاشیہ در حاشیہ نمبر ایک میں لکھا گیا ہے یعنے یہ کہ قرآن شریف بالطبع طور پر طالبِ صادق کا مطلوبِ حقیقی سے پیوند کرا دیتا ہے اور ہر وہ طالب خدا تعالیٰ کے قرب سے مشرف ہو کر اُسکی طرف سے الہام پاتا ہے جس الہام میں عنایاتِ حضرتِ احدیت اُسکے حال پر مبذول ہوتی ہیں اور مقبولین میں شمار کیا جاتا ہے اور اُس الہام کا صدق اُن پیشین گوئیوں کے پورا ہونے سے ثابت ہوتا ہے کہ جو اُسمیں ہوتی ہیں اور حقیقت میں یہی پیوند جو اوپر لکھا گیا ہے حیاتِ ابدی کی حقیقت ہے کیونکہ زندہ سے پیوند زندگی کا موجب ہے اور جس کتاب کی متابعت سے اِس پیوند کے آثار ظاہر ہو جائیں اُس کتاب کی سچائی ظاہر بلکہ اظہر من الشمس ہے کیونکہ اُسمیں صرف باتیں ہی باتیں نہیں بلکہ اُس نے مطلب تک پہنچا دیا ہے۔ سو اب ہم حضراتِ عیسائیوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر آپکی انجیلی تعلیم راست اور درست اور خدا کی طرف سے ہے تو بمقابلہ قرآن شریف کے روحانی تاثیروں کے جنکا ہم نے ثبوت دے دیا ہے انجیل کی روحانی تاثیریں بھی دکھلایئے اور جو کچھ خدا نے مسلمانوں پر بہ برکت متابعت قرآن شریف اور بہ یمن اتباع حضرتِ محمد مصطفیٰ افضل الرسل وخاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے امورِ غیبیہ و برکاتِ سماویہ ظاہر کئے اور کرتا ہے

صرف طالبِ حق پر یہہ لازم ہے کہ اپنی حسبِ مرضی قرآن شریف کے کسی مقام مین سے کوئی مضمون لیکر کسی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

منی ہے اور بہت سے پراگندہ خیالون اور ناحق کی دردسریون سے نجات ہوجاتی ہے - الہام کے تالعین نہ صرف اپنے خیال سے عقل کے عمدہ جوہر کو پسند کرتے ہین بلکہ خود الہام ہی اُنکو عقل کے پختہ کرنے کے لئے تاکید کرتا ہے پس اُنکو عقلی ترقیات کے لئے دوہری کشش کھینچی ہے ایک تو فطرتی جوش جس سے بالطبع انسان ہر ایک چیز کی ماہیت اور حقیقت کو مدلل اور عقلی طور پر جاننا چاہتا ہے دوسری الہامی تاکیدین کہ جو آتش شوق کو دوبالا کردیتی ہین چنانچہ جو لوگ قرآن شریف کو نظر سرسری سے بھی دیکھتے ہین وہ بھی اُس بدیہی امر سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

وہ آپ بھی بیش کیجئے -

تا سیہ روی شود ہر کہ در وغش باشد - مگر آپ یاد کہین کہ آپ دونون قسم کے اُمور متذکرہ بالا مین سے کسی امر مین مقابلہ نہین کرسکتے انجیل کی تعلیم کا کامل ہونا تو یک طرف وہ تو صحیح بھی نہین رہی اُس نے تو اپنی پہلی ہی تعلیم مین ہی ابن مریم کو ولد اللہ ٹھہراکر اول الدن دردی دکھلادیا رہی توریت کی تعلیم سو وہ بھی محرف اور ناقص ہونے کی وجہ سے ایک موم کا ناک ہورہی ہے جسکو عیسائی اپنے طور پر اور یہودی اپنے طور پر بنارہے ہین اگر توریت مین الہیات اور عالم معاد کی باری مین وہ تفصیلات ہوتین کہ جو قرآن شریف مین ہین تو عیسائیون اور یہودیون مین اتنے جھگڑے کیون پڑتے سچ تو یہہ ہے کہ جسقدر سورۂ اخلاص کی ایک سطر مین مضمون توحید بھرا ہوا ہے وہ تمام توریت بلکہ ساری بائبل مین نہین پایا جاتا اور اگر ہے تو کوئی عیسائی ہمارے سامنے پیش کرے پھر جس حالت مین توریت مین بلکہ تمام بائبل مین صحت اور صفائی اور کمالیت سے توحید حضرت باری کا ذکر ہی نہین اور اسی وجہ سے توریت اور انجیل مین ایک گربڑ پڑگیا اور قطعی طور پر کچھ سمجھ نہ آیا اور خود اُنکے ماننے والون مین ہی یہودیون اور نصاری مین طرح طرح کے تنازعات پیدا ہوگئے اُسی توریت سے یہودیون نے کچھ سمجھا اور عیسائیون نے کچھ خیال کیا تو اِس حالت مین کون حق کا طالب ہے جسکی روح اِس بات کو نہین چاہتی کہ بنظیر رحمت عامہ حضرت باری کا یہی مقتضا تھا کہ وہ اُن گم گشتہ فرقون کے تنازعات کا آپ فیصلہ کرتا اور خطاکار کو اُسکی خطاکاری پر متنبہ فرماتا پس سمجھنا چاہئے کہ قرآن شریف کے نزول کی یہی ضرورت تھی کہ تا وہ اختلافات کو دور کرے اور جن صداقتون کے ظاہر ہونے کا باعث انتشار خیالات فاسدہ کے وقت آگیا تھا

عربی دان کو کہ جو آج کل اِس مُلک مین لاکھون نظر آتے ہین اِس فہمائش سے دیوے کہ وہ اُس مضمون کو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

انکار نہین کر سکتے کہ اُس کلام مقدس مین فکر اور نظر کی مشق کے لئے بڑی بڑی تاکیدین ہین یہانتک کہ مومنون کی علامت ہی یہی ٹھہرادی ہے کہ وہ ہمیشہ زمین اور آسمان کے عجائبات مین فکر کرتے رہتے ہین اور قانون حکمت الہیہ کو سوچتے رہتے ہین جیسا کہ ایک جگہ قرآن شریف مین فرماتا ہے اِنَّ فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار لآیات لاولی الالباب۔ الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلاً۔ یعنے آسمانون اور زمین کی پیدائش اور رات دن

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

اُن صداقتون کو ظاہر کردے اور علم دین کو مرتبۂ کمال تک پہنچادے سو اُس پاک کلام نے نزول فرماکر ان سب مراتب کو پورا کیا اور سب بیگارون کو درست فرمایا اور تعلیم کو اپنے حقیقی کمال تک پہنچایا نہ دانت کے عوض خود خواہ دانت نکالنے کا حکم دیا اور نہ ہمیشہ مجرم کے چھوڑنے اور عفو کرنے پر فرمان صادر کیا بلکہ حقیقی نیکی کے بجالانے کے لئے تاکید فرمائی خواہ وہ نیکی کبھی درشتی کے لباس مین ہو اور خواہ کبھی نرمی کے لباس مین ہو خواہ کبھی انتقام کی صورت مین ہو اور خواہ کبھی عفو کی صورت مین

از نورِ پاک قرآن صبح صفا دمیدہ — بر غنچہائے دلہا باد صبا وزیدہ — این روشنی و لمعان شمس الضحی ندارد — واین دلبری و خوبی کس در قمر ندیدہ
یوسف بقعر چاہی محبوس ماند تنہا — واین یوسفی کہ گفتم بر شاہ بر کشیدہ — از مشرقِ معانی صد ماہ تابناک آورد — قد علا فلک زان نازکی خمیدہ
کیفیتِ علوم دانی چو نشان دہد — شہد و حلاوت آسمانے از وحی حق چکیدہ — آن ذرہ صداقت چون رو بجانہ آرد — ہر ابر شب پرستی در گنج خود خزیدہ
روئے یقین نہ بیند ہرگز کسی بدینا — الا کسے کہ باشد یارش فروغ آرمیدہ — آنکس کہ عالمش شد شد شد مخزن معانی — وآن نجیر زعالم کمین عالمے ندیدہ
باران فضل رحمان آمد بقدر او — بدبخت آنکہ ازو ہم سوئے دگر دویدہ — سیل مدی نہ باشد الا کہ گرد ویدہ — آنرا بشر ندانم کز ہر شرے رہیدہ
اے کانِ دلربائی دائم کہ از کجائی — تو قدرِ آن خدائی کین خلق آفریدہ — سیلم شاند باکس محبوب من تو ئی بس — زیرا کہ زان فغان رس نورت بما رسیدہ

دیگر

نیر فرقان ہی جو غیب سے ہویدا — پاک وہی ہے جو اُس کا کردگار یکتا — حق کی تو حید کا مربی ہادی ہی چاہتا تھا — ناگہان غیب سے یہ چشمہ اصفی نکلا
یا الٰہی یہ فرقان ہے کہ اک عالم ہے — جو ضروری تھا وہ سب اس مین ہے مہیا نکلا — سب جہان پھرنے پر بھی ہم نے یہی پایا — مے عرفان کا یہی ایک ہی خمخانہ نکلا
کس سے اُس نور کی ممکن ہو جہان مین تشبیہ — وہ تو ہر بات مین ہر وصف مین یکتا نکلا — پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقان — پر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

معہ جمیع لطائف اور نکات اُسکے کے اپنی عبارت مین بنادے پس جب ایسا مضمون بنکر طیار ہوجائے تو وہ ہمارے پاس بھیجدینا چاہئیے اور ہم اُس عبارت کا کمالاتِ قرآنی سے محروم اور بے نصیب ہونا ایسی واضح تقریر سے بیان کردینگے جس بیان کو ہر یک اُردو دخوان بخوبی سمجھ سکے گا۔ اِس جگہہ یہہ بھی یاد رکھنا چاہئیے کہ جیسے اَور چیزون کے خواصِ متواتر تجربہ اور آزمائش سے معلوم ہوتی ہین ایسا ہی بے نظیری کا خاصہ کہ جو قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت مین پایا جاتا ہے وہ بھی بذریعہ تجربہ اور آزمائش ہی معلوم ہوتا ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ کے اختلاف مین دانشمندون کے لئے صانع عالم کی ہستی اور قدرت پر کئی نشان ہین۔ دانشمند وہی لوگ ہوتے ہین کہ جو خدا کو بیٹھے کھڑے اور پہلو پر پڑے ہونے کی حالت مین یاد کرتے رہتے ہین اور زمین اور آسمان اور دوسری مخلوقات کی پیدائش مین تفکر اور تدبر کرتے رہتے ہین اور اُنکے دل اور زبان پر یہہ مناجات جاری رہتی ہے کہ اے ہمارے خداوند تو نے اِن چیزون مین سے کسی چیز کو عبث اور بیہودہ طور پر پیدا نہین کیا بلکہ ہر یک چیز تیری مخلوقات مین سے عجائباتِ قدرت اور حکمت سے بھری ہوئی ہے کہ جو تیری ذات بابرکات پر دلالت کرتی ہے۔ ہان دوسری الہامی کتابین کہ جو محرف اور مبدل ہین اُنمین نامعقول اور محال باتون پر جمے رہنے کی تاکید پائی جاتی ہے جیسی عیسائیون کی انجیل شریف۔ مگر یہہ الہام کا قصور نہین یہہ بھی حقیقت مین عقل ناقص کا ہی قصور ہے اگر باطل پرستون کی عقل صحیح ہوتی اور حواس درست ہوتے تو وہ کاہیکو ایسی محرف اور مبدل کتابون کی پیروی کرتے اور کیون وہ غیر متغیر اور کامل اور قدیم خدا پر یہہ آفات اور مصیبتین جائز رکھتے کہ گویا وہ ایک عاجز بچہ ہوکر ناپاک غذا کھاتا رہا اور ناپاک جسم سے مجسم ہوا اور ناپاک راہ سے نکلا اور دار الفنا مین آیا اور طرح طرح کے دُکھ اُٹھاکر آخر بڑی بدبختی اور بدنصیبی اور ناکامی کی حالت مین ایلی ایلی کرتا مرگیا۔ آخر الہام ہی تھا جسنے اِس غلطی کو بھی دور کیا سبحان اللہ کیا بزرگ اور دریائے رحمت وہ کلام ہے جسنے مخلوق پرستون کو پھر توحید کی طرف کھینچا واہ کیا پیارا اور دلکش وہ نور ہے کہ جو ایک عالم کو ظلمت کدہ سے باہر لایا اور بجز اُسکے ہزارہا لوگ عقلمند کہلاکر اور فلاسفر بنکر اِس غلطی اور اِس قسم کی بے شمار غلطیون مین ڈوبے رہے اور جب تک قرآن شریف نہ آیا کسی حکیم نے زور شور سے اِس اعتقادِ باطل کا رد نہ لکھا اور نہ اِس قوم تباہ شدہ کی اصلاح کی بلکہ خود حکما اِس قسم کے صدہا ناپاک عقیدون مین آلودہ اور مبتلا تھے جیسا پادری لیوٹ صاحب لکھتے ہین کہ حقیقت مین یہہ عقیدہ تثلیث کا عیسائیون نے افلاطون سے اخذ کیا ہے اور اِس احمق یونانی کی غلط بنیاد پر ایک دوسری غلط بنیاد پیدا کرکے دی ہے غرض خدا کا سچا اور کامل الہام عقل کا دشمن نہیں ہے ہے قصور اپنا ہی اندھا ہوگیا وگرنہ وہ نور ایسا چمکا ہے کہ صدہا ضعیف بینا نکلا زندگی اُنہون کی کیا خاک ہے اِس جہان مین جنکا اِس نور کے ہوتے بھی دل اعمی نکلا

بقیہ حاشیہ نمبر ۲

خدا نے خواص الاشیاء کی سچائی معلوم کرنیکا یہی ایک طریق رکھا ہے کہ جس کسی شے کے کسی خاصہ کے وجود مین شک ہو تو اُسکو اِسقدر آزمایا جاوے جس سے دلی اطمینان پیدا ہو جائے اور جو شخص بعد آزمائش ایک خاصہ کے کہ جو ایک شے مین پایا جاتا ہے پھر بھی یہہ وہم کرے کہ کیون یہہ خاصہ اِس شے مین پایا جاتا ہے تو وہ شخص حقیقت مین پاگل اور سودائی ہے مثلاً جب ایک شخص نے کئی دفعہ آزما کر دیکھ لیا اور بار بار تجربہ کر کے معلوم کر لیا کہ سم الفار بالخاصیت قاتل ہے اگر وہ پھر بھی سم الفار کی اِس خاصیت سے اِس خیال سے انکار کرتا رہے کہ مجھے معلوم نہین کہ کیون وہ قاتل ہے تو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ بلکہ عقل ناقص نیم عاقلون کی آپ دشمن ہے جیسا ظاہر ہے کہ تریاق فی حد ذاتہ انسان کے بدن کے لئے کوئی بُری چیز نہین ہے لیکن اگر کوئی اپنی کوتہ عقلی سے زہر کو تریاق سمجھ لے تو یہہ خود اُسکی عقل کا قصور ہے نہ تریاق کا پس یاد رکھنا چاہئے کہ یہہ وہم کہ ہر یک امر کی تفتیش کے لئے الہامی کتاب کی طرف رجوع کرنا محل خطرہ ہے یہہ سراسر حمق اور نادانی ہے کیونکہ جیسا کہ ہم لکھ چکے ہین الہام عقل کے لئے ایک آئینہ حق نما ہے اور اُسکی سچائی پر بھی یہی دلیل اعظم ہے کہ وہ ایسے تمام اُمور سے بکلی پاک ہے کہ جو خدا کی قدرت اور کمالیت اور قدوسی پر نظر کرنیکے بعد محال ثابت ہون بلکہ دقایق الہیات مین کہ جو نہایت مخفی اور عمیق ہین عقل ضعیف انسانی کا وہی ایک ہادی اور رہبر ہے پس ظاہر ہے کہ اُسکی طرف رجوع کرنا عقل کو بیکار نہین کرتا بلکہ عقل کو اُن باریک بھید تک پہنچاتا ہے جن تک خود بخود پہنچنا عقل کے لئے سخت مشکل تھا سو الہام حقیقی سے یعنے قرآن شریف سے عقل کو سراسر فایدہ اور نفع پہنچتا ہے نہ زیان اور نقصان اور عقل بدلیل الہام حقیقی خطرات سے بچ جاتی ہے نہ یہہ کہ خطرات مین پڑتی ہے کیونکہ یہہ بات ہر یک دانا کے نزدیک مسلم بلکہ اجلی بدیہات سے ہے کہ محض تشخیص عقلی مین خطا اور غلطی ممکن ہے لیکن عالم الغیب کی کلام مین خطا اور غلطی ممکن نہین پس اب تم آپ ہی انصاف کر کے سوچ کہ جس چیز کو کبھی کبھی سخت لغزشین پیش آجاتی ہین اگر اُسکے ساتھہ ایک ایسا رفیق ملا یا گیا کہ جو اُسکو لغزشون سے بچاوے اور پانو پھسلنے کی جگہ سے سنبھال کے تو کیا اُسکے لئے اچھا ہوا یا بُرا ہوا اور کیا اُس رفیق نے اُسکو اپنے کمال مطلوب تک پہنچایا یا کمال مطلوب سے روک دیا خیر کیسی کرو یا ملمنی ہے کہ معین اور مددگار کو مخالف اور مزاحم سمجھا جاوے اور مکمل اور متمم کو رہزن اور نقصان رسان قرار دیا جائے۔ آپ لوگ جب اپنے حواس مین قایم ہو کر اور طالب حق بنکر اِس مسئلہ مین غور کرینگے تو آپ پر بفحوی العذر واضح ہو جائیگا کہ خدا نے جو عقل کا رفیق الہام کو ٹھہرا دیا ہے یہہ عقل کے حق مین کوئی ضرر کی بات نہین کی بلکہ اُسکو سرگردان اور حیران پاکر حق شناسی کے لئے ایک یقینی آلہ عطا کیا ہے جسکی نشاندہی سے عقل کو یہہ فایدہ پہنچتا ہے کہ وہ صدہا کج اور ناراست راہون مین بھٹکنے پھرنے سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۲ بچنے سے کے ہی یہہ لوگ جو عقل پر جا بجا مین حکمی ہوا بات بغیر ثبوت کا بتلا نکلا۔

ایسا شخص دانشمندوں کی نظر مین دیوانہ بلکہ دیوانون سے بدتر ہے کیونکہ اول تو یہہ صداقت فی حدذاتہ واقعی اور درست ہے کہ موجودات مین طرح طرح کے خواص پائے جاتے ہین اور پھر جب ایک شے معیّن کا خاصہ بذریعہ تجارب متواترہ ثابت بھی ہوگیا تو اُس سے انکار کرنا اگر حمق اور دیوانگی نہین تو اَور کیا ہے اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بیچ جاتی ہے اور سرگشتہ اور آوارہ نہین ہوتی اور ہر طرف حیرانی سے ہچکتی نہین پھرتی بلکہ اصل مقصود کی خاص راہ کو پالیتی ہے اور جو ٹھیک ٹھیک گوہر مراد کی جگہہ ہے اُسکو دیکھ لیتی ہے اور بیہودہ جانکنی سے امن مین رہتی ہے اِسکی ایسی مثال ہے جیسے کوئی سچا مخبر کسی گم شدہ شخص کا بدرستی تمام پتا لگا دیوے کہ وہ فُلان طرف گیا ہے اور فُلان شہر اور فُلان محلہ اور فُلان جگہہ مین چھپا ہوا بیٹھا ہے سو ظاہر ہے کہ ایسے مخبر پر جو کسی گم شدہ کا ٹھیک ٹھیک پتہ لگا دیتا ہے اور اُس تک پہنچنے کا سہل اور آسان راستہ بتلا دیتا ہے کوئی باعقل آدمی یہہ اعتراض نہین کرتا کہ وہ ہماری کارروائی کا خارج ہوا ہے بلکہ اُسکی بغایت درجہ ممنون اور شکر گذار ہوتے ہین کہ ہم بخبر تھے اُسنے خبر دی اور ہم ہر طرف بھٹکتے پھرتے تھے اُس نے خاص جگہ بتلا دی اور ہم نزدیک اٹکلین دوڑاتے تھے اُس نے یقین کا دروازہ ہم پر کھول دیا ایسا ہی وہ لوگ جنکو خدا نے عقل سلیم بخشی ہے حقیقی الہام کے مرہون منت اور ثنا خوان اور مداح ہین اور بخوبی جانتے اور سمجھتے ہین کہ الہام حقیقی انکو خیالات کی ترقی سے نہین روکتا بلکہ خیالات کی سرگشتگی سے روکتا ہے اور انواع اقسام کے پیچ در پیچ اور مشتبہ راہون مین سے ایک خاص راہ مقصود دکھلا دیتا ہے جس پر قدم مارنا عقل کو نہایت آسان ہوجاتا ہے اور جو جو مشکلات انسان کو بباعث قلت عمر و قلت طاقت علمی و کمی بصیرت پیش آتی ہین اُن سب سے خلاصی بخشتا ہے۔ ہم بارہا لکھہ چکے ہین کہ عقل انسانی اپنی فطرت مین ایسی ناقص اور ناتمام ہے کہ بغیر استمداد کسی دوسرے رفیق کے اُسکا کوئی کام چل ہی نہین سکتا اور جب تک شہادت واقعہ اُسکو نہ ملے تب تک کوئی مقدمہ خواہ دینی ہو خواہ دنیوی بصفائی و درستی اُس سے فیصل نہین ہوسکتا اور جبکہ شہادت واقعہ کسی معتبر ذریعہ سے ملجائے تب ہی عقل کو ایسی آسان ہوجاتی ہے کہ گویا ایک پہاڑ مشکلات کا سر پر سے ٹل جاتا ہے اور جس حالت مین عقل انسانی فطرتی طور پر محتاج رفیق پکڑی ہوئی ہے تو بیہودہ خود سنجو دانون تنہا کیونکر خیالات مین ترقی کرسکیگی اور یہہ بھی ہم بدفعات تحریر کرچکے ہین کہ الہیات اور علم معاد مین عقل کے اِس نقصان کا جبر قرآن شریف کرتا ہے اور نہ صرف اُسیقدر بلکہ وہ تمام دلائل عقلیہ کو بھی آپ ہی بیان فرماتا ہے اور تمام دینی صداقتون کی طرف آپ ہی رہنما اور رہبر ہے اور اِس طرف بھی اپنی اشارہ

بقیہ حاشیہ بر نمبر ۱۱

ایک مسیحی متکلم صاحب لیتھے وہی صاحب نامہ لگا روز افشان اپنا دو سہ ایڈیشن چھاپ کر اسی سوال کے نیچے فرطِ تمیز

سب سے زیادہ تر حق یہہ ہے کہ حضرتِ باری کے خواص صفات اور افعال سے انکار کیا جائے کیونکہ دوسری چیزوں کا خاصہ کہ جو اُنکے غیر میں نہیں پایا جاتا محض تجربہ سے ثابت ہوتا ہے اور کوئی عقلی دلیل اُسکی ضرورت پر قایم نہیں ہوتی مگر جیسا کہ ہم اِس سے پہلے بیان کر چکے ہیں خدا کے خواص کا ضروری ہونا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

ہو چکا ہے کہ اگر کسی کو اس بات کی تصدیق اور تحقیق منظور ہو تو اسکے بھی ہم ہی ذمہ دار ہیں اور ہر یک طالب صادق بذریعہ امتحان ہم سے اپنی تسلی کرا سکتا ہے تو پھر باوجود اسکے کہ ہر یک طرح سے رفعِ عذر کرکے اتمام حجت کیا گیا ہے کیونکر یہہ سچا ہو سکتا ہے جو سچ والے اپنی فضول گوئی سے باز نہیں آتے کیا کسی نشہ سے مدہوش ہیں یا دیوانہ ہیں یا تمام حواس یکدفعہ معطل اور بیکار ہو گئے ہیں کہ سنا گیا پر نہیں سنتے اور سمجھا گیا پر نہیں سمجھتے اور دیکھا گیا پر نہیں دیکھتے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ یہہ وہم انکا بھی سراسر لغو اور بیہودہ ہے کہ تحقیقات کا سلسلہ ہمیشہ آگے سے آگے ہی چلا جاتا ہے اور کسی حد پر آکر ختم نہیں ہوتا ظاہر ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو کوئی کام دُنیا اور دین کا کبھی اختتام کو نہ پہنچتا اور کسی جج کے لئے ممکن نہ ہوتا کہ کوئی مقدمہ قطعی طور پر فیصل کر سکے اور حکم عدالت پر اشتباہ دائمی غیر ممکن اور ناجائز ٹھہر جاتا مگر کیا یہہ درست ہے کہ حقایق کل اشیا کبھی اور کسی طرح پر صفائی اور درستی سے منکشف نہیں ہوتیں اور ہمیشہ کلام اور بحث کرنے کی جگہ باقی رہتی ہے حاشا وکلا ہرگز یہہ رائے صحیح نہیں بلکہ اسیوقت تک کوئی واقعہ مشتبہ رہتا ہے اور صفائی سے ثابت نہیں ہوتا جب تک کسی امر کے دریافت کرنے میں مدار کار صرف اکیلی عقل پر ہوتا ہے اور جبھی کہ کوئی رفیق اُن ضروری رفیقوں میں سے جنہیں سے ایک وحی ربانی ہے کہ جو امور ماورا المحسوسات اور عالم معاد کا مخبر ہے عقل کو ملا جاتا ہے تو تب تحقیقات عقلی مرتبہ یقین کامل تک پہنچ جاتی ہے سو کبھی عقل الہام کامل کی رفاقت سے اور کبھی متواتر تجارب کی شہادت سے اور کبھی مضبوط اور محکم تاریخی گواہوں سے یعنے جیسا کہ موقع ہو کسی رفیق کے ذریعہ سے کامل یقین کو پالیتی ہے۔ ہاں اگر عقل کو اُس راہ کا رفیق میسر نہ آوے جس راہ پر وہ چلنا چاہتی ہے تو تب مرتبہ یقین کامل تک بلاشبہ نہیں پہنچتی بلکہ غائت کار ظن غالب تک پہنچتی ہے لیکن جب راہِ مقصود کا رفیق میسر آجائے تو بلاریب وہ اُسکو مرتبہ کامل یقین تک پہنچا دیتا ہے۔

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۲

اب تو وہ متکلم دنیوی امور میں مستغرق ہے ورنہ یہہ ثابت کرد کھاتا کہ قرآن کہاں کہاں سے لیا گیا۔ واہ حضرت! آپ نے تو یہہ یہود یوں کے نقش قدم کی پیروی کر دکھائی اور جو کچھ اُنہوں نے ایک مدت دراز سے انجیل کی نسبت ایک خیال قایم کیا ہوا ہے وہی خیال آپ قرآن شریف کی نسبت کر بیٹھے اتنا بڑا جھوٹ آپ نے مدت العمر بولا نہیں ہوگا کہ جو اب عیسائیوں کے خوش کرنے کے لئے بول اُٹھے ہر حال یہہ قولہ

اور جانفشانی سے انجام دیتے ہین - یہہ پادری صاحب ہین مگر باوجود اختلافِ مذہب کے خدا نے اُنکی فطرت مین یہہ ڈالا ہوا ہے کہ اپنے کام منصبی مین اخلاص اور دیانت کا کوئی دقیقہ باقی نہین چھوڑتے اُنکو اِس بات کا ایک سودا ہے کہ کام کی عمدگی اور خوبی اور صحت مین کوئی کسر نہ رہ جائے اِنہین وجوہ کی نظر سے باوجود اِن بات کے کہ دوسرے مطابع کی نسبت ہمکو اِس مطبع مین بہت زیادہ حق الطبع دینا پڑتا ہے تب بھی اِنہین کا مطبع پسند کیا گیا اور آئندہ اُمید قوی ہے کہ اُنکی طرف سے حصّہ چہارم کے چھپنے مین کوئی توقف نہ ہو صرف اُسقدر توقف ہوگی کہ جب تک کافی سرمایہ اُس حصّہ کے لئے جمع ہو جائے سو مناسب ہے کہ ہمارے مہربان خریدار ابکی طرح اُس حصّہ کے انتظار مین مضطرب اور متردد نہ ہون جیسی کہ وہ حصّہ چھپیگا خواہ جلدی اور خواہ کچھہ دیر سے جیسا خدا چاہیگا فی الفور تمام خریدارون کی خدمت مین بھیجا جائیگا اور اِس جگہہ اُن تمام صاحبون کی توجّہ اور اعانت کا شکر کرتا ہون جنہون نے خالصاً للہ حصّہ سوم کے چھپنے کے لئے مدد دی اور یہہ عاجز خاکسار ابکی دفعہ اُن عالی ہمّت صاحبون کے اسماء مبارکہ لکھنے سے اور نیز دوسرے خریدارون کے اندراج نام سے بوجہ عدم گنجائش اور بباعث بعض مجبوریون کے مقصر ہے لیکن بعد اسکے اگر خدا چاہیگا اور نیّت درست ہوگی تو کسی آئندہ حصّہ مین بہ تفصیل تمام درج کئے جائینگے -

اور نیز اِس جگہہ یہہ بھی ظاہر کیا جاتا ہے کہ اِس حصّہ سوم مین تمام وہ **تمہیدی اُمور** لکھے گئے ہین جنکا غور سے پڑہنا اور یاد رکھنا کتاب کے آئندہ مطالب سمجھنے کے لئے نہایت ضروری ہے اور اِسکے پڑہنے سے یہہ بھی واضح ہوگا کہ خدا نے دینِ حق اسلام مین وہ عزّت اور عظمت اور برکت اور **صداقت** رکھی ہے جسکا مقابلہ کسی زمانہ مین کسی غیر قوم سے کبھی نہین ہو سکا اور نہ اب ہو سکتا ہے اور اِس امر کو مدلّل طور پر بیان کرکے تمام مخالفین پر اتمام حجّت کیا گیا ہے اور ہر یک طالبِ حق کے لئے ثبوتِ کامل پانے کا دروازہ کھول دیا گیا ہے تا حق کے طالب اپنے مطلب اور مُراد کو پہنچ جاوین تا تمام مخالف سچائی کے کامل نورون کو دیکھہ کر شرمندہ اور لاجواب ہون اور نادہ لوگ بھی نادم اور منفعل ہون جنہون نے یورپ کی جھوٹی روشنی کو اپنا دیوتا بنا رکھا ہے اور آسمانی برکتون کے قائلون کو جاہل اور وحشی اور ناتربیت یافتہ سمجھتے ہین اور سماوی نشانون کے ماننے والون کا نام احمق اور سادہ لوح اور نادان رکھتے ہین جنکا یہہ گمان ہے کہ یورپ کے علم کی نئی روشنی اسلام کی روحانی برکتون کو مٹا دیگی اور مخلوق کا مکر خالق کے نورون پر غالب آجائیگا سو اب ہر یک منصف دیکھیگا کہ کون غالب آیا اور کون لاجواب اور عاجز رہا اور کون صادق اور دانشمند ہے اور کون کاذب اور نادان و اللہ المستعان وعلیہ التکلان -

خاکسار **غلام احمد** عفی اللہ عنہ

گذارش ضروری

چونکہ کتاب اب تین سو جز تک بڑھ گئی ہے لہذا اُن خریداروں کی خدمت میں جنہوں نے ابتک کچھ قیمت نہیں بھیجی یا پوری قیمت نہیں بھیجی التماس ہے کہ اگر کچھ نہیں تو صرف اتنی مہربانی کریں کہ بقیہ قیمت بلا توقف بھیجدیں کیونکہ جس حالت میں اب اصلی قیمت کتاب کی سو روپیہ ہے اور اُسکے عوض دس یا پندرہ روپیہ قیمت قرار پائی پس اگر یہہ ناچیز قیمت بھی مسلمان لوگ بطور پیشگی ادا نہ کریں تو پھر گویا وہ کام کے انجام سے آپ مانع ہونگے اور اسقدر ہمنے برعایت ظاہر لکھا ہے ورنہ اگر کوئی مدد نہیں کریگا یا کم توجہی سے پیش آئیگا حقیقت میں وہ آپ ہی ایک سعادتِ عظمیٰ سے محروم رہیگا اور خدا کے کام رُک نہیں سکتے اور نہ کبھی رُکے۔ جن باتوں کو قادرِ مطلق چاہتا ہے وہ کسی کی کم توجہی سے ملتوی نہیں رہ سکتیں واسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

خاکسار میرزا غلام احمد

بے اندازہ مال ضائع کرنا اور اللہ اور رسول کی محبت مین اور ہمدردی کی راہ مین ایک دانہ ہاتھ سے نہ چھوڑنا یہی اسلام ہے نہین یہہ ہرگز اسلام نہین یہہ ایک باطنی جذام ہے - یہی ادبار ہے کہ مسلمانون پر عائد ہو رہا ہے اکثر مسلمان امیرون نے مذہب کو ایک ایسی چیز سمجھ رکھا ہے کہ جسکی ہمدردی غیر ضروری لازم ہے اور دولتمند اُس سے مستغنی ہین جنہین اس بوجھ کو ہاتھ لگانا بھی منع ہے اس عاجز کو اس تجربہ کا اسی کتاب کے چھپنے کے اثنا مین خوب موقعہ ملا کہ حالانکہ بخوبی مُشتہر کیا گیا تھا کہ اب جماعت بڑھ جانے فضاحت کے اصل قیمت کتاب کی سوا روپیہ ہی مناسب ہے کہ ذی مقدرت لوگ اسکی رعایت کرینگے کیونکہ غریبون کو یہہ صرف دس روپیہ مین دی جاتی ہے سو بہر نقصان کا واجبات سے ہے مگر بجز سات آٹھ آدمی کے سب غریبون مین داخل ہو گئے خوب جبر کیا ہمنے جب کسی سے آڈر کی تفتیش کی کہ یہہ پانچ روپیہ یہہ قیمت کتاب کس کے آئے ہین یا یہہ دس روپیہ کتاب کے مول مین کس نے بھیجے ہین تو اکثر یہی معلوم ہوا کہ فلان نواب صاحب نے یا فلان رئیس اعظم نے ہان **نواب اقبال الدولہ صاحب حیدرآباد** نے اور ایک اور رئیس نے ضلع بلند شہر سے جس نے اپنا نام ظاہر کرنے سے منع کیا ہے ایک نسخہ کی قیمت مین سو روپیہ بھیجا ہے اور ایک معمدہ دار **محمد افضل خان** نام نے اکیسوا نسخہ اور نواب صاحب **کوٹلہ مالیر** نے تین نسخہ کی قیمت مین سو روپیہ بھیجا اور **سردار عطر سنگھ رئیس اعظم اودھیانہ** نے کہ جو ایک ہندو رئیس ہین اپنی عالی ہمتی اور فیاضی کی وجہ سے بطور اعانت دو سو بھیجے ہین - سردار صاحب موصوف نے ہندو ہونے کی حالت مین اسلام سے ہمدردی ظاہر کی بخلاف اور ملک مسلمانون کو جو بڑے بڑے لقبون اور نامون سے بُلائے جاتے ہین اور قاران کی طرح بہت سا روپیہ دبائے بیٹھے ہین اس جگہ اپنی حالت کو سردار صاحب کے مقابلہ پر دیکھ لینا چاہیے جس حالت مین آریون مین ایسے ایسے لوگ بھی پائے گئے ہین کہ جو دوسری قوم کی بھی ہمدردی کرتے ہین اور مسلمانون مین ایسے لوگ بھی کم نہین کہ جو اپنی ہی قوم سے ہمدردی کر سکین تو پھر کہو کہ اس قوم کی ترقی کیونکر ہو سکے **ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم** - دینی ہمدردی تو مسلمانون کے ہر ایک قوم کے امرا مین باقی ہی نہین ہے ہان اسلامی امیرون مین ایسے لوگ بہت ہی کم پائے جائینگے کہ جنکو اپنے سچے اور پاک دین کا ایک ذرہ خیال ہو کیونکہ تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ اس خاکسار نے ایک نواب صاحب کی خدمت مین کہ جو بہت پارسا طبع اور متقی اور فضائل علمیہ سے متصف اور قال اللہ اور قال الرسول سے بدرجۂ غایت خبر رکھتے ہین کتاب **براھین احمدیہ** کی اعانت کے لئے لکھا تھا سو اگر نواب صاحب ممدوح اسکے جواب مین یہہ لکھتے کہ ہمارے رئے مین کتاب ایسی عمدہ نہین جس کے لئے کچھہ مدد کیجائے تو کچھہ جائے افسوس نہ تھا مگر صاحب موصوف نے پہلے تو یہہ لکھا کہ بندہ بیس کتابین ضرور خریدیگا اور پھر دوبارہ یاددہانی پر یہہ جواب آیا کہ دینی کتابات کی کتابون کا خریدنا یا اُن مین کچھہ مدد دینا خلاف منشاء گورنمنٹ انگریزی ہے اس لئے اس ریاست سے خریدہ وغیرہ کی کچھہ امید نہ رکھین سو ہم ہی نواب صاحب کو اُمیدگاہ نہین بناتے بلکہ اُمیدگاہ خداوند کریم ہی ہے اور وہی کافی ہے (خدا کرے گورنمنٹ انگریزی نواب صاحب پر بہت راضی رہے) لیکن ہم باادب تمام عرض کرتے ہین کہ ایسے ایسے خیالات مین گورنمنٹ کی ہجو ملیح ہے گورنمنٹ انگریزی کا یہہ اُصول نہین ہے کہ کسی قوم کو اپنے مذہب کی حقانیت ثابت کرنے سے روکے یا دینی کتابون کی اعانت کرنے سے منع کرے ہان اگر کوئی مضمون مخل امن یا مخالف انتظام سلطنت ہو تو البتہ گورنمنٹ مداخلت کریگی ورنہ اپنے اپنے مذہب کی ترقی کے لئے وسائل جائزہ کو استعمال مین لانا ہر یک قوم کو گورنمنٹ کی طرف سے اجازت ہے ہر جس قوم کا مذہب حقیقت مین سچا ہے اور نہایت کامل اور مضبوط دلائل سے اُسکی حقیت ثابت ہے وہ قوم اگر نیک نیتی اور تواضع اور فروتنی سے خلق خدا تک پہنچانے کے لئے اپنے دلائل حقہ شایع کرے تو عادل گورنمنٹ کیون اُسپر ناراض ہوگی ہمارے اسلامی امرا کو اس بات سے بہت کم خبر ہے کہ گورنمنٹ کی عادلانہ مصلحت کا یہی تقاضا ہے کہ وہ دلی انشراح سے آزادی کو قائم رکھے اور خود ہم نے بچشم خود ایسے لائق اور نیک فطرت

ہوئے ہونا یہہ ایسا امر نہین ہے کہ جو فقط تجربہ سے ثابت ہوا ہو بلکہ دلائل عقلیہ بھی خدا کا اپنی ذات

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

مدار قیاسات عقلیہ پر ہوتا اور عقل انسانی برہمو سماج والون کی عقل کی طرح اپنے دوسرے رفیق کے اتفاق اور اشتمال سے محروم اور بے نصیب ہوتے لیکن الہام حقیقی کے تابعین کی عقل ایسی غریب اور بیکس نہین بلکہ اُسکا ممد و معاون خدا کا کلام کامل ہے جو سلسلہ تحقیقات کو اپنے مرکز اصلی تک پہنچاتا ہے اور وہ مرتبہ الیقین اور معرفت کا بخشتا ہے کہ جسکے آگے قدم رکھنے کی گنجایش ہی نہین کیونکہ ایک طرف تو دلائل عقلیہ کو باستیفا بیان کرتا ہے اور دوسری طرف خود وہ بمثل و مانند ہونے کی وجہ سے خدا اور اُسکی ہدایتون پر الیقین لانیکے لئے حجت قاطعہ ہے سو اس دوہرے ثبوت سے جسقدر طالب حق کو مرتبہ حق الیقین حاصل ہوتا ہے اُس مرتبہ کا قدر وہی شخص جانتا ہے کہ جو سچے دل سے خدا کو ڈھونڈتا ہے اور وہی اُسکو چاہتا ہے کہ جو روح کی سچائی سے خدا کا طالب ہے لیکن برہمو سماج والے جبکا یہہ اُصول ہے کہ ایسی کوئی کتاب یا ایسا کوئی انسان نہین جسمین غلطی کا امکان نہ ہو کیونکر اس مرتبہ الیقین تک پہنچ سکتے ہین جب تک اس شیطانی اُصول سے توبہ کرکے یقینی راہ کے طالب نہ ہون کیونکہ جس حالت مین اب تک برہمو سماج والون کو خود باقرار اُنکے ایسی کوئی کتاب نہین ملی اور نہ اُنہون نے آپ بنائی کہ جو ایسے سائل کا مجموعہ ہو کہ جو غلطی سے خالی ہون تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ اب تک ایمان اُنکا ورطہ شبہات مین ڈوبتا پھرتا ہے اور یہہ اُصول اُنکا صاف دلالت کرتا ہے کہ اُنکو خدا شناسی کے مسائل مین سے کسی مسئلہ پر الیقین حاصل نہین اور اُنکے نزدیک یہہ بات محالات مین سے ہے کہ کوئی کتاب علم دین مین صحیح مسائل کا مجموعہ ہو بلکہ اُنہون نے تو علانیہ یہہ رائے ظاہر کر دی ہے کہ گو کوئی کتاب ایسی ہو کہ جو سراسر خدا کی ہستی کے قائل اور اُسکو واحد لاشریک اور قادر اور خالق اور عالم الغیب اور حکیم اور رحمان اور رحیم اور دوسری صفات کاملہ سے یاد کرتے ہو اور حدوث اور فنا اور تغیر اور تبدل اور شرکت غیر وغیرہ امور ناقصہ سے پاک اور برتر سمجھتے ہو مگر تب بھی وہ کتاب اُنکے نزدیک غلطی کے امکان سے خالی نہین اور اس لائق نہین کہ جو اسپر الیقین کیا جائے اور اسی وجہ سے یہہ لوگ قرآن شریف سے بھی انکار کر رہے ہین اب دیکھو کہ اُنکے دین و ایمان کا اُنہین کے اقرار سے یہہ خلاصہ نکلا کہ اُنکے نزدیک خدا کی ہستی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

چرائے گئے ہین اسی طرح دیانند پنڈت بھی اپنی تالیفات مین شور مچا رہا ہے کہ توریت ہمارے پستکون سے کاٹ چھانٹ کر بنائی گئی ہے اور اب تک ہون وغیرہ کی رسم وید کی طرح اُسمین پائی جاتی ہین چنانچہ آپ بھی

اور جمیع صفات اور افعال مین واحد لاشریک ہونا ضروری اور واجب ٹھہراتے ہین اور اُس کی

بقیہ حاشیہ نمبر ۳ اور اُسکی وحدانیت اور قادریت بھی امکان غلطی سے خالی نہین!! غرض جبکہ اُنہون نے آپ ہی اقرار کر دیا کہ اُنکے پاس کوئی ایسی کتاب نہین جسکی صحت اُنکے نزدیک یقینی ہو تو اِس سے صاف کھُل گیا کہ اُنکے مذہب کی بُنیاد سراسر ظنیات پر ہے اور ایمان انکا مراتب یقینیہ سے بکلی دور و مہجور ہے پس یہہ وہی بات ہے جسکو ہم بارہا اسی حاشیہ مین لکھہ چکے ہین کہ مجرد عقلی تقریرون سے علم الٰہیات مین کامل تسلی اور تشفی ممکن نہین اِس صورت مین ہمارا اور برہمو لوگون کا اِس بات پر تو اتفاق ہو چکا کہ مجرد عقل کی رہبری سے کوئی انسان یقین کامل تک نہین پہنچ سکتا اور مابہ النزاع فقط یہی امر تہا کہ کیا خدا نے برہمو لوگون کی رائے کے موافق انسان کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ باوجود جوش طلب یقین کامل اور حق محض کے جو اُسکی فطرت مین ڈالا گیا ہے پھر بھی اپنی اُس فطرتی مراد سے ناکام اور بے نصیب رہے اور صرف ایسے خیالون تک اُسکا علم محدود رہے کہ جو امکان غلطی سے خالی نہین یا خدا نے اُسکی معرفت کامل اور پوری پوری کامیابی کے لئے کوئی سبیل بھی مقرر کر رکھا ہے اور کوئی ایسی کتاب بھی عطا فرمائی ہے کہ جو اُس اصول متذکرہ بالا سے باہر ہو کہ جسمین امکان غلطی کا قاعدہ کلیہ کر رکھا ہے۔ سو الحمد للہ والمنتہ ایسی کتاب کا خدا کی طرف سے نازل ہونا براہین قطعیہ سے ہم پر ثابت ہو گیا ہے اور ہم بذریعہ کتاب ممدوح کے اُس مادہ کے وطن سے باہر نکل آئے ہین جسمین برہمو لوگ مُردہ کی طرح پڑے ہوئے ہین اور وہ کتاب وہی عالیشان اور مقدس کتاب ہے جسکا نام قرآن ہے جو حق اور باطل مین فرق بیّن دکھلاتی ہے اور ہر ایک قسم کی غلطیون سے مبرا ہے جس کی پہلی صفت یہی ہے ذالک الکتاب لا ریب فیہ اُسی نے ہم پر ظاہر کیا ہے کہ خدا حق کے طالبون کو مراتب یقینیہ سے محروم رکھہ کر ہلاک کرنا نہین چاہتا بلکہ اُس رحیم و کریم نے ایسا اپنے ضعیف اور ناقص بندون پر احسان کیا ہے کہ جس کام کو عقل ناقص انسان کی نہین کر سکتی تہی اُس نے وہ کام آپ کر دکھایا ہے اور جس درخت بلند تک بشر کا کوتہ ہاتہ نہین پہنچتا تھا اُسکے پہلوؤن کو اُسنے اپنے ہاتہ سے نیچے گرایا ہے اور حق کے طالبون کو اور سچائی کے بھوکے اور پیاسون کو یقین کامل اور قطعی کا سامان عطا کر دیا ہے اور جو

بقیہ حاشیہ نمبر ۴ تو اقرار کرتے ہین کہ ہندوؤن کے اُصول سے انجیلی تعلیم کو بہت کچھہ مدد بہت ہے پس اِس اقرار سے ہی آپ اپنے مونہہ سے ہندوؤن کے دعویٰ کی تصدیق کر رہے ہین لیکن قرآن شریف ایسا نہین جسپر یہہ الزامات عاید

الوہیت کے تحقق کو انہین خواص کے تحقق سے مشروط قرار دیتے ہین پس اب اُن نادانون کو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ دینی صداقتون کے ہزارہا دقایق دقرآت کی طرح روحانی آسمان کے دور دراز فضاؤن مین منتشر تھے اور جو زندگی کا پانی شبنم کی طرح متفرق طور پر انسانی سرشت کے ظلمات مین اور اُسکی عمیق در عمیق استعدادات مین مخفی اور محتجب تھا جسکو بمنصہ ظہور لانا اور ناپیدا کنار فضاؤن سے ایک جگہ اکٹھا کرنا انسانی عقل کی طاقتون سے باہر تھا اور بشر کی ضعیف قوتون کے پاس کوئی ایسا بار یک و غیبنما آلہ نہ تھا کہ جسکے ذریعہ سے انسان اُن اوق اور پوشیدہ دقرآت حقیقت کو کہ جنکو باستیفاد دیکھنے کے لئے بصارت وفا نہین کرتی تھی اور جمع کرنے کے لئے عمر فرصت نہین دیتی تھی آسانی سے دریافت اور حاصل کر لیتا اُن سب لطائف حکمت و دقایق معرفت کو اُس کامل کتاب نے بلا تفاوت و بلا نقصان و بلا سہو و بلا نسیان خدائی کی قدرت اور قوت سے اور ربانیت کی طاقت اور حکومت سے ہمارے سامنے لا رکھا ہے تاہم اُس پانی کو پی کر جائین اور موت کے گڑھے مین نہ پڑین اور یہ کمال یہ کہ اس جامعیت سے اکٹھا کیا ہے کہ کوئی دقیقہ دقایق صداقت سے اور کوئی لطیفہ لطائف حکمت سے باہر نہین رہا اور نہ کوئی ایسا امر داخل ہوا کہ جو کسی صداقت کے مباین اور منافی ہو چنانچہ ہم نے منکرین کو ملزم اور رسوا کرنیکے لئے جابجا بصراحت لکھدیا ہے اور باواز بلند سُنا دیا ہے کہ اگر کوئی برخلاف قرآن شریف کے کسی بیان کو خلاف صداقت سمجھتا ہے یا کسی صداقت سے خالی خیال کرتا ہے تو اپنا اعتراض پیش کرے ہم خدا کے فضل اور کرم سے اُسکے وہم کو ایسا دور کر دینگے کہ جس بات کو وہ اپنے خیال باطل مین ایک عیب سمجھتا تھا اُسکا ہنر ہونا اُسپر آشکارا ہو جائیگا

اِس جگہ یہہ بھی یاد رہے کہ مجرد عقلی جنابون مین صرف اتنا ہی نقص نہین کہ وہ مراتب یقینیہ سے قاصر ہین اور دقایق الہیات کے مجموعہ پر قابض نہین ہو سکتے بلکہ ایک یہہ بھی نقص ہے کہ مجرد عقلی تقریرین دلون پر اثر کرنے مین بھی بغایت درجہ کمزور و بیجان ہین اور کمزور ہونے کی وجہ یہہ ہے کہ کسی کلام کا دل پر کارگر ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ اُس کلام کی سچائی سامع کے ذہن مین ایسی متحقق ہو کہ جس مین ایک ذرا شک کرنے کی گنجائش نہ ہو اور دلی یقین سے یہہ بات دل مین بیٹھ جائے کہ جس واقعہ کی مجھ کو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲ ہو سکین یا کسی بداندیش کا منصوبہ پیش جا سکے آپ نے بُرا کیا کہ آفتاب پر تھوکنے کا ارادہ کیا وہ تو حضرت اُلٹ کر آپ ہی کے مونہہ پر پڑیگا۔ متکلم صاحب! شائد آپکی بے اصل لاف گذاف سے غرض یہہ ہے کہ

ذرہ حیا اور شرم کو کام مین لاکر غور کرنی چاہیئے جنہون نے کلامِ الٰہی کی بے نظیری کی عدم تسلیم

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ خبر دی گئی ہے اِسمین غلطی کا امکان نہین اور ابھی ظاہر ہو چکا ہے کہ مجرّد عقل یقین کامل تک پہنچا ہی نہین سکتی پس اِس صورت مین یہہ بات بدیہی ہے کہ وہ آثار کہ یقین کامل پر مُترتّب ہوتے ہین اور وہ تاثیرین کہ جو یقینی کلام دلون پر کرتی ہے وہ مجرّد عقل سے ہرگز متوقع نہین اور اِسکا ثبوت روزمرّہ تجربہ سے ظاہر ہے مثلاً ایک شخص ایک دور دراز ولایت کا سیر کرکے آتا ہے تو جب اپنے وطن مین پہنچتا ہے تو ہر یک خویش وبیگانہ اُس ولایت کی خبرین اُس سے دریافت کرتا ہے اور اُسکی چشم دید خبرین بشرطیکہ وہ دروغگوئی کی عادت سے متہم نہو دلون پر بہت اثر کرتی ہین اور بغیر کسی تردّد اور شک کے فی الواقعہ راست اور صحیح سمجھی جاتی ہین بالخصوص جب ایسا مخبر ہو کہ لوگون کی نظر مین ایک بزرگوار اور صالح آدمی ہو اِسقدر تاثیر اُسکی کلام مین کیون ہوتی ہے اِس لئے ہوتی ہے کہ اول اُسکو ایک شریف اور راست باز تسلیم کرکے ہر اُسکی نسبت یہہ یقین کیا گیا ہے کہ وہ جو جو اُن مُلکون کے واقعات بیان کرتا ہے اُنکو اُس نے اپنی آنکھون سے دیکھا ہے اور جو جو خبرین بتلاتا ہے وہ سب اُسکا چشم دید ماجرا ہے پس اسی باعث سے اُسکی باتون کا دلون پر سخت اثر واقعہ ہوتا ہے اور اُسکے بیانات طبیعتون مین ایسے جم جاتے ہین کہ گویا اُن واقعات کی تصویر نظر کے سامنے آموجود ہوتی ہے بلکہ بسا اوقات جب وہ اپنے سفر کی ایک رقّت آمیز حکایت سُناتا ہے یا کسی قوم کا دردانگیز قصہ بیان کرتا ہے تو سُنتے ہی وہ بات سامعین کے دل کو ایسا پکڑ لیتی ہے کہ اُن کی آنکھون مین آنسو بہر آتے ہین اور اُنکی ایک ایسی حالت ہوجاتی ہے کہ گویا وہ موقعہ بہر موجود ہین اور اُس واقعہ کو بچشم خود دیکھ رہے ہین۔

لیکن جو شخص اپنے گھر کی چار دیوار سے کبھی باہر نہین نکلا نہ اُس مُلک مین کبھی گیا اور نہ دیکھنے والون سے کبھی اُسکا حال سُنا اگر وہ اُٹھ کر صرف اپنی انگل سے اِس مُلک کی خبرین بیان کرنے لگے تو اُسکی بیمک سے خاک بھی تاثیر نہین ہوتی بلکہ لوگ اُسے کہتے ہین کہ کیا تو پاگل اور دیوانہ ہے کہ ایسی باتین بیان کرنے لگا کہ جو تیرے معائنہ اور تجربہ سے باہر ہین اور تیرے ناقص علم سے بلند تر ہین اور اُسپر ایسا ہی کہتے ہین کہ جیسا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

تا آپ بعض سادہ لوح عیسائیون کو خوش کردین ورنہ دانشمند عیسائی آپکی اِس بیمغز بات پر ہنسیگا کہ جس حالت مین آپکو خوب معلوم ہے کہ قرآن کہان سے اکٹھا کیا گیا ہے اور اُسکے تمام حقایق ودقایق کس کس کتاب

مین صرف یہہ اعتراض بنا رکھا ہے کہ جس حالت مین خدا کا کلام بھی ہمارے کلام کی جنس

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ ایک بزرگ نے کسی احمق کا قصہ لکھا ہے کہ وہ ایک جگہ گیہون کی روٹی کی بہت سی تعریفین کر رہا تھا کہ وہ بہت ہی مزہ دار ہوتی ہے اور جب پوچھا گیا کہ کیا تو نے بھی کبھی کھائی ہے تو اُس نے جواب دیا کہ مین نے کھائی تو کبھی نہین پر میرے واداجی بات کیا کرتے تھے کہ ایکدفعہ ہمنے کسیکو کھاتے دیکھا ہے۔

غرض جب تک کوئی سامعین کی نظر مین کسی واقعہ پر بکلی محیط نہ ہو تب تک بجائے اسکے کہ اُسکا کلام دلون پر کچھہ اثر کرے خواہ نخواہ ٹھٹھا اور ہنسی کرانیکا موجب ٹھہرتا ہے یہی وجہ ہے کہ مجرّد عقلمندون کی خشک تقریرون نے کسیکو عالم آخرت کی طرف یقینی طور پر متوجہ نہین کیا اور لوگ یہی سمجھتے رہے کہ جیسا یہہ لوگ صرف اٹکل سے باتین کرتے ہین علی ہذا القیاس ہم بھی اُنکی رائے کے مخالف اٹکلین دوڑا سکتے ہین نہ اُنہون نے موقعہ پر جاکر اصل حقیقت کو دیکھا نہ ہم نے اسی باعث سے جب ایک طرف بعض عقلمندون نے خدا کی ہستی پر رائے ظاہر کرنی شروع کی تو دوسرے عقلمندون نے اُنکے مخالف ہوکر دہریہ مذہب کی تائید مین کتابین تصنیف کین اور سچ تو یہہ ہے کہ اُن عاقلون کا فرقہ کہ جو خدا کی ہستی کے کسیقدر قائل تھے وہ بھی دہریہ پن کی رگ سے کبھی خالی نہین ہوا اور نہ اب خالی ہے انہین برگزیدہ لوگون کو دیکھو کب وہ خدا کو کامل صفتون سے متصف سمجھتے ہین کب اُنکو اقرار رہے کہ خدا گونگا نہین بلکہ سمیع حقیقی طور پر صفت تکلم بھی ہے جیسی ایک جیتے جاگتے ہین ہونی چاہیئے کب وہ اُنکو حقانی طور پر پورا پورا مدبر اور رزاق سمجھتے ہین کب اُنکو اس بات پر ایمان ہے کہ حقیقت مین خدا حی و قیوم ہے اور اپنی آوازین صادق دلون تک پہنچا سکتا ہے بلکہ وہ تو اُسکے وجود کو ایک موہومی اور مُردہ سا خیال کرتے ہین کہ جسکو عقل انسانی صرف اپنے ہی تصورات سے ایک فرضی طور پر ٹھہرالیتی ہے اور اُس طرف سے زندون کی طرح کبھی آواز نہین آتی گویا وہ خدا نہین ایک بُت ہی ہے کہ جو کسی گوشہ مین پڑا ہے مین متعجب ہون کہ ایسے کچے اور ضعیف خیالات سے کیونکر یہہ لوگ خوش ہوئے بیٹھے ہین اور ایسی خود تراشیدہ باتون سے کن ثمرات کی توقع ہے کیون سچے طالبون کی طرح اُس خدا کو نہین ڈھونڈھتے کہ جو قادر توانا اور جیتا جاگتا ہے اور اپنے وجود پر آپ اطلاع دیتے

بقیہ حاشیہ نمبر ۲ یہود و نصاریٰ یا مجوس سے بطور سرقہ اخذ کئے گئے ہین تو پھر کیون آپ ایسے کام کے دکھانے سے جسکے کرنے سے تمام عیسائیون کی عزت بحال رہے اور اُنکا قدیمی داغ عاجز اور لاجواب رہنے کا اُنکی ہمت سے دھویا جائے

مین سے ہے اور اُنہین کلمات اور الفاظ سے مُرکّب ہے جن سے ہمارا کلام مُرکّب ہے تو پھر کیا وجہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کی قُدرت رکھتا ہے اور انی انا اللہ کی آواز سے مُردون کو ایکدم مین زندہ کر سکتا ہے - جب یہہ لوگ خود جانتے ہین کہ عقل کی روشنی دودھ آمیز ہے تو پھر کامل روشنی کے کیون خواہان نہین ہوتے عجب احمق ہین کہ اپنے مریض ہونیکے تو قائل ہین پر علاج کا کچھہ فکر نہین ہائے افسوس کیون اُنکی آنکھین نہین کُھلتین تا وہ حق الامر کو دیکھہ لین کیون اُنکے کانون پر سے پردہ نہین اُٹھتا تا وہ حقانی آواز کو سُن لین کیون اُنکے دل ایسے کجرو اور اُنکی سمجھین ایسی اُلٹی ہوگئین کہ جو اعتراض حقیقت مین اُنہین پر وارد ہوتا تھا وہ الہام حقیقی کے تابعین پر کرنے لگے کیا ابھی تک ہم نے اُنکو یہہ ثابت کر کے نہین دکھلایا کہ وہ معرفت الہی مین نہایت ناقص اور خطرہ کی حالت مین ہین کیا ہم نے ابھی تک اُن پر یہہ ظاہر نہین کیا کہ معرفت تامہ و کاملہ صرف قرآن شریف کے ذریعہ سے حاصل ہوسکتی ہے ولیس بہر جبکہ ہر یک طور سے اُنہین کا جھوٹا اور غلطی پر ہونا ثابت ہوچکا ہے تو پھر یہہ کیسی ایمانداری اور دیانت شعاری ہے کہ اپنے گھر کے ماتم سے بیخبر رہ کر اہل اسلام کو بیمار قرار دیتے ہین اور خُبث اور شر کی باتین مونہہ پر لاتے ہین جن سے یقیناً سمجھا جاتا ہے کہ اُنکو راست روی سے کچھہ بھی غرض اور تعلق نہین اور یہہ باتین اُنکی باتین نہین ہین بلکہ حسد اور تعصب کا بدبودار خون ہے -

اسی وہم کا ضمیمہ پرتھی سماج والون کا ایک اور وہم یہی ہے کہ الہام ایک قید ہے اور ہم ہر یک قید سے آزاد ہین یعنے ہم جیسے ہین کیونکہ آزاد قیدی سے اچھا ہوتا ہے ہم اِس نکتہ چینی کو مانتے ہین اور اقرار کرتے ہین کہ بلاشبہ الہام ایک قید ہے مگر ایسی قید ہے کہ جسکے بغیر سچی آزادی حاصل ہونا ممکن نہین کیونکہ سچی آزادی وہ ہے کہ انسان کو ہر یک نوع کی غلطی اور ٹھوکر اور شبہات سے نجات ہو کر مرتبہ یقین کامل کا حاصل ہوجائے اور اپنے مولیٰ کریم کو اسی دُنیا مین دیکھہ لے سو جیسا کہ ہم اسی حاشیہ مین ثابت کر چکے ہین یہہ حقیقی آزادی دُنیا مین کامل اور خداداد وست مسلمانون کو بذریعہ قرآن شریف حاصل ہے اور برہمو سماج والون کا نام بھی آزاد اور بے قید ہوسکتا ہے اور اُسی خیال سے ہم نے بھی بعض بعض مقامات اِس کتاب مین اُنکا نام آزاد مشرب رکھا ہے اور وہ یہہ ہے کہ جیسے بعض رند دلوند شراب پیکر یا ایک پیالہ بھنگ کا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

اور اِن سب کے علاوہ دس ہزار روپیہ ماہوار تک لگے دست کش ہین - اگر آپکی ذات شریف مین ایسا ہنر حاصل ہے کہ جو حضرت مسیح کو بھی حاصل نہین تھا تو پھر یہہ جو ہر کس دن کے لئے چھپا رکھا ہے جب آپ ایسے ہی لائق

کہ اُسکی مثل بنانے پر ہم قادر نہو سکین ایسے لوگون کی حالت پر رونا آتا ہے جنکو ایسی مستحکم اور بدیہی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ چڑھا کر یا چرس وغیرہ نشہ کی چیزون کا دم لگا کر ہر یک قسم کی شرم وحیا وحفظ مراتب و پابندی سے بلکہ خدا سے بھی آزاد بن بیٹھے ہین اور جس قسم کا دل مین بخار اُٹھتا ہے بول اُٹھتے ہین اور جو جاہتے ہین بک پڑتے ہین یہ اُنہین کے مطابق بعض برتمیز صاحبون نے ہم پر ثابت کر دیا ہے کہ حقیقت مین وہ ویسے ہی آزاد ہین اور درحقیقت اُنہون نے بے قید اور آزاد ہو کر اِس دُنیا کا آرام توخاطرخواہ حاصل کر لیا کہ سب حلال وحرام اپنی زبان پر ہی آگیا اور دینی احکام کی کنجی اپنے ہی ہاتھہ مین ہوگئی اب نفس امارہ کے مشورہ سے جس دروازہ کو چاہین کھولدین اور جسکو چاہین بند کر دین آپ ہی کرم دھرم کے بانی جو ہوئے لیکن اِن آزادیون کا مزہ اُس دن چکھین گے جس دن خدا تعالیٰ کے حضور مین اپنی بے ایمانیون کا جواب دینا پڑیگا۔

اسی وہم کا ضمیمہ برتمیز سماج والون کا ایک اور مقولہ ہے کہ گویا اُنہون نے اپنے اُسی قامتِ ناساز کو ایک دوسرے لباس مین ظاہر کیا ہے اور وہ یہہ ہے کہ الہام کا تابع ہونا ایک حرکت خلاف وضع استقامت اور مبائین طریق فطرت ہے کیونکہ ہر یک امر کی حقیقت پر مطلع ہونے کے لئے صاف اور سیدہا راستہ کہ جسکو ہر یک انسان کا نفس نا طقہ بمقتضائے اپنی فطرت کے چاہتا ہے یہی ہے کہ عقلی دلائل سے اُس حقیقت کو کھولا جائے جیسے مثلاً فعل سرقہ کے قبیح ہونیکے لئے حقیقی وجہ جبر روحانی الطمینان موقوف ہے یہی ہے کہ وہ ایک ظلم اور تعدی ہے کہ عند العقل نامناسب اور ناجائز ہے یہہ وجہ نہین ہے کہ جو کسی الہامی کتاب نے اُسکا مرتکب ہونا گناہ لکھا ہے یا مثلاً سم الفار جو ایک زہر ہے اُسکے کھانے کی ممانعت حقیقی طور پر اسی بنا پر ہو سکتی ہے کہ وہ قاتل اور مُہلک ہے نہ اِس بنا پر کہ خدا کے کلام مین اُسکے اکل وشرب سے نہی وارد ہے پس ثابت ہے کہ واقعی اور حقیقی سچائی کی رہنما صرف عقل ہے نہ الہام لیکن اِن حضرات کو ابھی تک یہہ خبر ہی نہین کہ اِس وہم کا تو اُسی وقت قلع قمع ہو گیا کہ جب مضبوط اور قوی دلایل سے اُنکی عقل کا خام اور ناتمام ہونا بہ پایہ ثبوت پہنچ گیا۔ کیا یہہ عقلمندی ہے کہ جس وسوسہ کو دلائل قویہ کے پُرزور لشکر نے پیس ڈالا ہے اُسی مُردہ خیال کو بے شرم آدمی کی طرح بار بار پیش کیا جائے افسوس افسوس!! ارے بابا کیا تم بار ہا سُن نہین چکے کہ گو

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ نمبر ۱۱

ہین کہ قرآن شریف کا مقابلہ کر سکتے ہین بلکہ اُسکا ماخذ بتلا سکتے ہین تو پھر آپکے لئے بات ہی آسان ہے اور آپ بڑی آسانی سے اُن تمام حقایق اور دقایق اور براہین اور برکات فرقانیہ کا مقابلہ کر کے کھہرا ہین آیہ

صداقت کہ جو دلائل قاطعہ سے ثابت ہے سمجھ آنے سے رہ گئی اگر ان مین ذرا عقل خداداد ہوتی تو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ حقائق اشیاء عقلی دلائل سے کسیقدر منکشف ہوتے ہین مگر ایسا تو نہین کہ تمام مراتب یقین کا استکمال عقل ہی پر موقوف ہے آپ تو اپنی ہی مثال پیش کردہ سے ملزم ہو سکتے ہین کیونکہ سم الفار کا قاتل اور مہلک ہونا مجرد عقل کے ذریعہ سے بہ پایہ ثبوت نہین پہنچا بلکہ یقینی طور پر یہہ خاصیت اسکی تب معلوم ہوئی جب عقل نے تجربہ صحیحہ کو اپنا رفیق بنا کر سم الفار کی خاصیت مخفیہ کو مشاہدہ کر لیا ہے سو ہم بھی آپکو یہی سمجھاتے ہین کہ جیسی سم الفار کی خاصیت یقینی طور پر دریافت کرنیکے لئے عقل کو ایک دوسرے رفیق کی حاجت ہوئی یعنی تجربہ صحیحہ کی حاجت ایسا ہی البیات اور عالم معاد کے حقائق علی وجہ الیقین دریافت کرنیکے لئے عقل کو الہام الہی کی حاجت ہے اور بغیر اس رفیق کے عقل کا کام علم دین مین چل نہین سکتا جیسے دوسرے علوم مین بغیر دوسرے رفیقون کے عقل بے دست و پا اور ناقص اور ناتمام ہے غرض عقل فی حد ذاتہ مستقل طور پر کسی کام کو یقینی طور پر انجام نہین دیسکتی جب تک کوئی دوسرا رفیق اسکے ساتھہ شامل نہ ہو اور بغیر شمول رفیق کے ممکن نہین کہ خطا اور غلطی سے محفوظ اور معصوم رہ سکے بالخصوص علم الہی مین جسکے تمام ابحاث کی کُنہ اور حقیقت اس عالم کی ورا الورا ہے اور جسکا کوئی نمونہ اس دنیا مین موجود نہین ان امور مین عقل ناقص انسانی غلطی سے تو کیا بچکی کمال معرفت کے مرتبہ تک ہی نہین پہنچا سکتی اور غائیت کار جو یہ عقل دریافت کیا جاتا ہے اسکا مضمون صرف اسیقدر ہوتا ہے کہ قیاس کنندہ اپنے گمان مین گو وہ گمان واقعی ہو یا غیر واقعی کسی امر کی ضرورت قرار دے لیتا ہے مگر یہہ ثابت نہین کر سکتا کہ وہ امر جو ضروری قرار دیا گیا ہے خارجی طور پر بھی متحقق الوجود ہے اور اسی جہت سے علم اسکا ایک ایسی فرضی ضرورت پر مبنی ہونے کی وجہ سے جسکا خارجی طور پر اسکو کوئی پتہ نہین ملا ایک مجرد خیال بے بنیاد تصور ہوتا ہے اور یقین کامل کے درجہ سے اسکو بکلی یاس اور بے نصیبی حاصل ہوتی ہے اور ہم بارہا لکھہ چکے ہین کہ ہرگز ممکن ہی نہین کہ محض فرضی ضروریات اور مجرد خیالات کے تودہ بندی سے یقین کامل کا مرتبہ عقل کو حاصل ہو جائے بلکہ اس کامل یقین کے حاصل کرنے کے لئے تمام معاملات دنیا اور دین کے ایک ہی اصول محکم پر چلتے ہین یعنے ہر یک امر خواہ دینی ہو خواہ

حاشیہ نمبر ۱۲

مین اسی غرض کے لئے مندرج ہین اشتہار کا کل روپیہ لے سکتے ہین بالخصوص جب آپکی تقریر کے ضمن مین یہہ بھی پایا جاتا ہے کہ آپ دنیا کی تکالیف مین سخت مبتلا ہین اور آپکو روپیہ کی اشد ضرورت ہے تو پھر اگر

اِس بیہودہ اعتراض کرنیکے وقت اول یہی سوچتے کہ کیا خدا کا اپنی ذات اور صفات اور جمیع افعال مین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲ یونہی اُسی حالت مین کامل یقین کے مرتبہ تک پہنچ سکتا ہے کہ جب علم حقائق اشیاء کا صرف قیاسی وجوہ مین محدود نہ رہے اور وجہ ثبوت وجود کسی چیز کی فقط اتنی ہی اپنے ذہن مین نہ ہو کہ قیاس اُسکے وجود کو چاہتا ہے بلکہ کسی طور سے اُسکے واقعہ فی الخارج ہونے کا بھی پتہ ملجائے تا عجوزۂ عقل صرف خیالات کے ورطہ مین ڈولی نہ رہے اور جس امر کا موجود ہونا خیالی طور پر اُسنے فرض کرلیا ہے اُس امر کے وجود پر بطور واقعی مطلع بھی ہوجائے اور جبکہ اکمال یقین کا علم واقعہ پر موقوف ہوا اور ظاہر ہے کہ واقعات خارجیہ کی خبر دینا عقل کا کام اور منصب نہین بلکہ یہ مؤرخون اور واقعہ نگارون اور تجربہ کارون کا منصب ہے جنہون نے بچشم خود اُن واقعات کو دیکھا ہو یا اُن حالات کو کسی دیکھنے والے کی زبان سے سُنا ہو پس اِس صورت مین عقل ناقص انسان کے لئے واقعہ نگارون اور مؤرخون اور آزمودہ کارون کی ضرورت پڑی یہی وجہ ہے کہ گو کسی امر مین لاکھ موشگافی کرو مگر جو کچھ وقعت اور شان اُسکی تجربہ یا تاریخ کے شمول سے کُھلتی ہے وہ بات مجرد قیاس سے ہرگز حاصل نہین ہوسکتی اور جس جگہ کسی شہادت رویت کی حاجت پڑتی ہے اُس جگہ قیاسی اٹکلین کام نہین دیسکتین اور فقط قیاسی تیر چلانے والا اور صرف مونہہ سے باتین بنانیوالا ایک مؤرخ واقف حالات یا صاحب تجربہ اور آزمائش کا قایم مقام نہین ہوسکتا اور اگر ہوسکتا تو پھر مؤرخون اور واقعہ نگارون اور تجربہ کارون کی کچھ ضرورت نہ رہتی اور لوگ صرف اپنے قیاسون سے دُنیا کے متفرق حالات جنکا جاننا تاریخ اور تجربہ اور واقعہ دانی پر موقوف ہے معلوم کرلیتے اور سارا وہندا نظام عالم کا فقط قیاسی اٹکلون سے چلالیتے۔ مؤرخون اور واقعہ نگارون اور اہل تجربہ لوگون کی تب ہی تو حاجت پڑی کہ جب اکیلی عقل اور مجرد قیاس سے کام چل نہ سکا اور صرف قیاس کی کشتی مین بیٹھنے سے دُنیا کی سب مہمات ڈوبتی نظر آئی اور فقط عقل کے چرخ پر چڑھنے سے سارا کام اِس عالم کا برباد ہوتا دکھائی دیا حالانکہ دُنیا کے معاملات کچھ ایسے بڑے پیچیدہ نہین بلکہ ایسے صاف اور واضح ہین کہ گویا ہماری آنکھ کے سامنے اور نظر کے نیچے ہین اور جو وقتین اُس نادیدہ عالم کے واقعات مین پیش آتی ہین اور جسطرح غیر مرئی اور غیب الغیب جہان کے تصور کرنے کے وقت مین حیرتین رونما ہوتی ہین اور نظر اور فکر کے آگے

صورت مین دُنیا حاصل کرنیکی اِس سے بہتر اور کیا تدبیر ہے کہ آپ سب کام چھوڑ چھاڑ کر یہی کام اختیار کرین اور قرآن شریف کے علوم الٰہیہ اور دقائق عقلیہ اور تاثیرات باطنیہ کا اپنی کتاب سے مقابلہ دکھلا کر روپیہ انعام کا وصول کرین

واحد لاشریک ہونا ضروری ہے یا نہیں ؟ اور اگر اس دلیل کو نہیں سوچا تھا تو کاش اس دوسری

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ایک دریا پیدا کنار دکھلائی دیتا ہے اس جگہ اسکا ہرارم حصہ بھی نہیں تو اس صورت میں اگر ہم صریحًا وعمدًا بے راہی اختیار نہ کریں تو بلاشبہ اس اقرار کرنیکے لئے مجبور ہیں کہ ہیں اُس عالم کے حالات اور واقعات ٹھیک ٹھیک معلوم کرنیکے لئے اور اُن پر یقین کامل لانے کی غرض سے دُنیا کی نسبت صدہا درجہ زیادہ مُورخوں اور واقعہ نگاروں اور تجربہ کاروں کی حاجت ہے اور جبکہ اُس عالم کا مُورخ اور واقعہ نگار بجز خدا کی کلام کے کوئی اَور نہیں ہوسکتا اور ہمارے یقین کا جہاز بغیر وجود واقعہ نگار کے تباہ ہوا جاتا ہے اور بادِ صرصر وساوس کی ایمان کی کشتی کو ورطۂ ہلاکت میں ڈالتی جاتی ہے تو اس صورت میں کون عاقل ہے کہ جو صرف عقلِ ناقص کی رہبری پر بھروسہ کرکے ایسے کلام کی ضرورت سے مونہہ پھیرے جسپر اُسکی جان کی سلامتی موقوف ہے اور جسکے مضامین صرف قیاسی اکلوں میں محدود نہیں بلکہ وہ عقلی دلائل کے علاوہ بہ حیثیت ایک مُورخِ صادق عالمِ ثانی کے واقعاتِ صحیحہ کی خبر بھی دیتا ہے اور چشم دید ماجرا بیان کرتا ہے۔

از وحی خدا صبح صداقت بدمید　　چشمے کہ ندید آن صحفِ پاک چہ دید　　کاخ دل باشد زہمان نافہمید　　وآن یار بیاید کہ زما بود رمید
آن دیدہ کہ نوری نگرفتست ز فرقاں　　حقا کہ بہ عمرِ زکوری نرسیدہ　　آں دل کہ بجز از دوئی گل گلزار خدا نست　　سوگند تواں خورد کہ بوئش نشنیدہ
باخود نہ برم نسبتِ آن فر کہ ہیچم　　صد خر کہ بہ پیرامنِ او حلقہ کشیدہ　　بے دولت وبرخت کسانیکہ ازاں او　　ستر تافتہ از نخوت و بیہودہ دریدہ

ہاں سچ بات ہے کہ عقل ہی بے سود اور بیفائدہ نہیں اور ہم نے کب کہا ہے کہ بیفائدہ ہے مگر اس بدیہی صداقت کے ماننے سے ہم کس طرف بھاگ سکتے ہیں کہ مجرد عقل اور قیاس کے ذریعہ سے ہمیں وہ کامل یقین کا سرمایہ حاصل نہیں ہوسکتا کہ جو عقل اور الہام کے اشتمال سے حاصل ہوتا ہے اور نہ لغزشوں اور غلطیوں اور خطاؤں اور گمراہیوں اور خود پسندیوں اور خود بینیوں سے بچ سکتے ہیں اور نہ ہمارے خود تراشیدہ خیالات خدا کے پُرزور اور پُرجلال اور پُررعب حکم کی طرح جذبات نفسانی پر غالب آسکتے ہیں اور نہ ہمارے طبعزاد تصورات اور خنک تخیلات اور بے اصل توہمات ہمکو وہ سرور اور خوشی اور تسلی اور تشفی پہنچا سکتے ہیں کہ جو محبوب حقیقی کا دلاویز کلام پہنچاتا ہے تو پھر کیا ہم ایک اکیلی عقل کے پیرو ہوکر ان تمام نقصانوں اور زیانوں اور بدبختیوں اور بدنصیبوں

اِس سے آپکی بڑی ناموری ہوجاویگی اور جس میدان کے فتح کرنے سے حضرت مسیح قاصر ہے اور اپنی تعلیم ناقص کا آپ اقرار کرکے اِس جہان سے سدھار گئے وہ میدان گویا آپکے ہاتھ سے فتح ہوجائیگا گویا ایک

دلیل کو ہی سوچا ہوتا کہ جس ذات کو علمی اور قدرتی طاقتوں مین سب سے زیادہ اور ہمثیل و مانند تسلیم

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کو اپنے لئے قبول کر لین اور ہزارہا بلاؤن کا اپنے نفس پر دروازہ کھولدین عاقل انسان کسی طرح اس مہمل بات کو باور نہین کر سکتا کہ جس نے کامل معرفت کی پیاس لگا دی ہے اُس نے پوری معرفت کا لبالب پیالہ دینے سے دریغ کیا ہے اور جس نے آپ ہی دلون کو اپنی طرف کھینچا ہے اُس نے حقیقی عرفان کے دروازے بند کر رکھے ہین اور خدا شناسی کے تمام مراتب کو صرف فرضی ضرورت پر خیال دوڑانے مین محدود کر دیا ہے کیا خدا نے انسان کو ایسا ہی بدبخت اور بے نصیب پیدا کیا ہے کہ جس کامل تسلّی کو خدا شناسی کی راہ مین اُسکی روح چاہتی ہے اور دل تڑپتا ہے اور جسکے حصول کا جوش اُسکی جان و جگر مین بھرا ہوا ہے اُسکے حصول سے ہر دُنیا مین اُسکو بکلّی یاس اور ناامیدی ہے۔ کیا تم ہزارہا لوگون مین سے کوئی بھی ایسی روح نہین کہ اِس بات کو سمجھے کہ جو معرفت کے دروازے صرف خدا کے کھولنے سے کھلتے ہین وہ انسانی قوتون سے کھل نہین سکتے اور جو خدا کا آپ کہنا ہے کہ مین موجود ہون اُس سے انسانون کے صرف قیاسی خیالات برابر نہین ہو سکتے بلاشبہ خدا کا اپنے وجود کی نسبت خبر دینا ایسا ہے کہ گویا خدا کو دکھلا دینا ہے مگر صرف قیاساً انسان کا کہنا ایسا نہین ہے اور جبکہ خدا کے کلام سے کہ جو اُسکے وجود خاص پر دلالت کرتا ہے ہمارے عقلی خیالات کسی طرح برابر نہین ہو سکتے تو پھر تکمیل یقین کے لئے کیون اُسکے کلام کی حاجت نہین۔ کیا اِس صریح تفاوت کو دیکھنا تمہارے دل کو ذرا بھی تنبیہ نہین کرتا تم کیا ہمارے کلام مین کوئی بھی ایسی بات نہین کہ جو تمہارے دلپر مؤثر ہو۔ اے لوگو اِس بات کے سمجھنے مین کچھ بھی دقت نہین کہ عقل انسانی مغیبات کے جاننے کا آلہ نہین ہو سکتی اور کون تم مین سے اِس بات کا منکر ہو سکتا ہے کہ جو کچھ بعد فوت کے پیش آنیوالا ہے وہ سب مغیبات مین ہی داخل ہے مثلاً تم سوچو کہ کسی کو واقعی طور پر کیا خبر ہے کہ موت کے وقت کیونکر انسان کی جان نکلتی ہے اور کہان جاتی ہے اور کون ہمراہ لیجاتا ہے اور کس مقام مین ٹھہرائی جاتی ہے اور پھر کیا کیا معاملہ اُسپر گذرتا ہے اِن سب باتون مین عقل انسانی کیونکر قطعی فیصلہ کر سکتی ہے کہ جب ایک دو مرتبہ پہلے مر چکا ہوتا اور وہ راہین اُسی معلوم ہون مین جن راہون سے خدا تک پہنچا تھا اور وہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ صورت سے آپ عیسائیون کی نظر مین مسیح سے بہتر ٹھہر جاوینگے کہ جس کتاب کو وہ مدت العمر ناقص سمجھتے رہے آپ نے اُسکا کمال ظاہر کر دکھایا۔ دُنیا کے سخت محتاج ہو کر کیون اسقدر روپیہ ناحق چھوڑتے ہین اور اگر

کرتے ہین اُن طاقتون کے آثار کو بھی بمثیل و مانند ماننا چاہئے کیونکہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین کلام

بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۴۹۰

بعض مقامات اُسے یاد ہوتے جن مین ایک عرصہ تک اُسکی سکونت رہی تھی مگر اب تو نرسی انگلین ہین گو ہزار احتمال نکالو موقعہ پر جاکر تو کسی عاقل نے نہ دیکھا اِس صورت مین ظاہر ہے کہ ایسے بے بُنیا دخیالات سے آپ ہی تسلی پکڑنا ایک طفل تسلی ہے حقیقی تسلی نہین ہے اگر تم محققانہ نگاہون سے دیکھو تو آپ ہی شہادت دو گے کہ انسان کی عقل اور اُسکا کانشنس اِن سب امور کو علی وجہ الیقین ہرگز دریافت نہین کرسکتا اور صحیفۂ قدرت کا کوئی صفحہ اِن امور پر یقینی دلالت نہین کرتا - دور دراز کی باتین تو یک طرف رہین اول قدم مین ہی عقل کو حیرانی ہے کہ روح کیا چیز ہے اور کیونکر داخل ہوتی اور کیونکر نکلتی ہے ظاہرا تو کچھ نکلتا نظر نہین آتا اور نہ داخل ہوتا نظر آتا ہے اور اگر کسی جاندار کو وقت نزع جان کے کسی شیشہ مین ہی بند کرو تب بھی کوئی چیز نکلتی نظر نہین آتی اور اگر بند شیشہ کے اندر کسی مادہ مین کیڑے پڑجائین تو اُن روحون کے داخل ہونے کا بھی کوئی راہ دکھائی نہین دیتا - انڈے مین اس سے بھی زیادہ تعجب ہے کس راہ سے روح پرواز کرکے آتی ہے اور اگر بچہ اندر ہی مرجائے تو کس راہ سے نکل جاتی ہے کیا کوئی عاقل اِس معما کو صرف اپنی ہی عقل کی زور سے کھول سکتا ہے وہم جتنے چاہو دوڑاؤ مگر مجرد عقل کے ذریعہ سے کوئی واقعی اور یقینی بات تو معلوم نہین ہوتی پھر جبکہ پہلے ہی قدم مین یہہ حال ہے تو پھر بہہ ناقص عقل اُمورِ معاد مین قطعی طور پر کیا دریافت کریگی ہم کیا آپ لوگون مین اِس بات کا سمجھنے والا کوئی نہین رہا ہم کیا تمہاری اِس مصیبت زدہ حالت پر تمہین آپ ہی رحم نہین آتا ہم جس حالت مین جیفۂ دُنیا کے پیچھے تمہارے پیٹ مین اتنی کھل بلی پڑی ہوئی ہے کہ اُسکے حصول کے جوش مین ہزارہا کوس کا سفر خشکی و تری مین کرتے ہو تو کیا عالمِ معاد تمہاری نظر مین کچھ چیز نہین - افسوس کیون آپ لوگون کو سمجھ نہین آتا کہ روح کی ہر یک بیقراری کا چارہ اور نفس امارہ کی ہر یک مرض کا علاج صرف اپنے ہی تخیلات اور تصورات سے ممکن نہین - یہہ ایک قدرتی قاعدہ ہے کہ جب انسان کسی جذبہ نفسانی یا آفت روحانی مین مبتلا ہو مثلاً قوت غضبیہ اشتعال مین ہو یا قوت شہویہ مشتعل ہو یا کسی مصیبت اور ماتم اور ہم اور غم مین گرفتار ہو یا کسی اور تغیر نفسانی یا روحانی سے مقہور ہو تو وہ اُن امراض اور اغراض کو کہ جو اُسکے نفس اور روح پر غلبہ کر رہی

اکیلے اِس کام کو انجام دینا ممکن نہین تو دو چار یا دس بیس دوسرے یاردی جو میوہ بازارون اور دیہات مین گشت کرتے پھرتے ہین شریک کر لیجئے اور خدا کے ساتھہ ذالطرکو کہا مئے ورنہ جو لوگ ہمارا مرفانہ انتہار

کی عظمت و شوکت متکلم کی علمی طاقتوں کے تابع ہے جو کوئی علمی طاقتوں مین زیادہ تر ہے اُسکی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مین صرف اپنی وعظ اور نصیحت سے دور نہین کرسکتا بلکہ ان جذبات کے فرو کرنیکے لئے ایک ایسی واعظ کا محتاج ہوتا ہے کہ جو سامع کی نظر مین بارعب اور بزرگ اور اپنی بات مین سچا اور اپنے علم مین کامل اور اپنے عہدون مین وفادار ہو اور بالمقابل اُن امور کے پورا کرنے پر قادر ہو جنسے سامع کے دل مین خوف یا اُمید یا تسلی پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ یہہ بات نہایت بدیہی اور ظاہر ہے کہ اکثر اوقات انسان کی یہہ حالت ہوتی ہے کہ اگرچہ وہ اپنے گناہ کو حقیقت مین ایک گناہ سمجھتا ہے یا ایک امر خلاف استقامت اور صبر کو خلاف استقامت بھی جانتا ہے مگر کچھہ ایسا غفلت کا پردہ یا ناکہانی غم کا صدمہ اُسکے دلہ پر پڑتا ہے کہ وہ پردہ تب ہی اُٹھتا ہے کہ جب دوسرا شخص جسکی عظمت اور بزرگی اور صداقت اُسکے دل مین متمکن ہے اُسکو سمجھاتا ہے اور ترغیب یا ترہیب یا تسلی و تشفی لیعنے جیسا کہ موقعہ ہو اُسکو دیتا ہے اور اُسکا کلام اثر مین کچھہ ایسا عجیب ہوتا ہے کہ گویا وہ انہین دلائل کو پیش کرے کہ جو سامع کو معلوم ہین مگر وہ پاشکستہ کو کمر بستہ اور سست کو چست اور ضعیف کو قوی اور مضطرب کو تسلی یافتہ کر دیتا ہے اور یہہ سب اُمور ایسے ہین جن مین ہر انسان آپ اقراری ہوتا ہے کہ وہ اپنے مغلوب النفس یا بیقرار مونیکی حالتون مین اُنکا محتاج ہے بلکہ جنکی روحین نہایت لطیف اور طالب حق اور جن کے دل گناہونکی کدورت اور کثافت سے جلد تر بیزار ہو جاتے ہین وہ اپنے مغلوب النفس ہونے کی حالتون مین خود بیمار کی طرح اُس علاج کے متوقع ہوتے ہین نا کسی مرد خدا کی زبان سے کلمہ ترغیب یا ترہیب یا کلمات تسلی و تشفی سُنکر اپنے اندرونی انقباض سے شفایاب ہون غرض بلاشبہ انسان کی فطرت مین یہہ خاصیت ہے کہ گو وہ کیسا ہی عالم فاضل کیون نہ ہو مگر حوادث اور جذبات نفسانی کے وقت جیسا دوسرون کی باتون سے متاثر ہوتا ہے صرف اپنی باتون سے ہرگز نہین۔ مثلاً جسپر کوئی حادثہ پڑتا ہے یا کوئی ماتم وقوع مین آجاتا ہے تو وہ فی نفسہ اِس بات سے کچھہ بے خبر نہین ہوتا کہ دُنیا خوشی اور امن کی جگہ نہین نہ ہمیشہ رہنے کا مقام ہے لیکن صدمہ کے وقت اُس عاجز انسان پر قلق اور بیقراری غلبہ کرجاتی ہے اور دل ہاتھہ سے نکلتا جاتا ہے ایسے وقت مین اگر کوئی ایسا شخص کہ جو اُسکی نظر مین نہایت مقدس و کامل و بزرگوار ہے اُسے سمجھا جاتا ہے کہ صبر کرو صابرون کے جناب الٰہی مین بڑے بڑے اجر ہین اور یہہ دُنیا ہمیشہ رہنے کی جگہہ نہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

پڑہ کر آپ لوگون کی یہہ زنانہ باتین سُنتے ہین اب اُن لوگون پر حضرات عیسائیون کی دیانت اور خدا ترسی جیسی کہ ہے نجوبی کھل جائیگی۔

تقریر کی عظمت و شوکت بھی زیادہ تر ہے اور اگر اس دلیل کو بھی نظر سے ساقط کر دیا تھا تو کاش مسئلہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سو اگرچہ یہ بات اُسکو پہلے بھی معلوم ہی تھی پر اُسکے مونہہ سے سُنکر ایک عجیب طرح کا اثر ہوتا ہے کہ جو گرتے ہوئے کو تھام لیتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ہر وقت اور ہر محل مین اپنے ہی خود تراشیدہ خیالات اپنے دل پر اثر ڈال نہین سکتے بلکہ بسا اوقات جذبات نفسانی یا آلام روحانی سے ایسی عقل دب جاتی ہے کہ انسان مین سوچنے اور سمجھنے کی قوت ہی نہین رہتی اور اُسوقت وہ خود اپنے تئین اِس حالت مین پاتا ہے کہ اُسکے لئے کسی دوسرے کی طرف سے ترغیب یا ترہیب یا تسلی تشفی کی باتین صادر ہون۔ پس ان تمام امور پر نظر ڈالنے سے دانا انسان اِس نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے کہ خدا نے جو اُسکی فطرت کو ایسا بنایا ہے یہی ضعف فطرت اِس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اُس حکیم مطلق نے انسان ضعیف البنیان کو اپنی ہی رائے اور قیاس پر چھوڑا نہین بلکہ جس طرح کے واعظون اور متکلمون سے اُسکی تسلی اور تشفی ہو سکتی ہے اور اُسکے جذبات نفسانی دب سکتے ہین اور اُسکی روحانی بیقراریان دور ہو سکتی ہین وہ سب متکلم اُسکے لئے پیدا کئے ہین اور جس کلام سے اُسکی امراض و اعراض دور ہو سکتی ہے وہ کلام اُسکے لئے مہیا کیا ہے یہ نبوت ضرورت الہام کا کسی اور طرح سے نہین بلکہ خدا کا ہی قانون قدرت اُسے ثابت کرتا ہے کیا یہ سچ نہین کہ دُنیا مین کروڑہا آدمی کہ جو مصیبت مین معصیت مین غفلت مین گرفتار ہوتے ہین ہمیشہ وہ دوسرے واعظ اور ناصح سے متاثر ہوا کرتے ہین اور ہر جگہ اپنا ہی علم اور اپنے ہی خیالات ہرگز کافی نہین ہوتے اور ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ جسقدر متکلم کی ذاتی عظمت اور وقعت سامع کی نظر مین ثابت ہو اُسیقدر اُسکا کلام تسلی اور تشفی بخشتا ہے اُسی شخص کا وعدہ موجب تسکین خاطر ہوتا ہے کہ جو سامع کی نظر مین صادق القول عدادر ایفا وعدہ پر قادر بھی ہو اِس صورت مین کون اِس بدیہی بات مین کلام کر سکتا ہے کہ امور معاد اور ماوراء المحسوسات مین اعلیٰ مرتبہ تسلی اور تشفی اور تسکین خاطر کا کہ جو جذبات نفسانی اور آلام روحانی کو دور کرنے والا ہو صرف خدا کے کلام سے حاصل ہو سکتا ہے اور قانون قدرت پر نظر ڈالنے سے اِس سے عمدہ تر موجب تسلی و تشفی کا اور کوئی امر قرار نہین پا سکتا۔ جب کوئی آدمی خدا کے کلام پر پورا پورا ایمان لاتا ہے اور کوئی اعراض صوری یا معنوی وہان نہین ہوتا تو خدا کا کلام اُسکو بڑے بڑے گردابون مین سے بچا لیتا ہے اور سخت سخت جذبات نفسانی کا مقابلہ کرتا ہے اور بڑے

ایک اور عیسائی صاحب ۵ مئی ۱۸۸۶ء کے نور افشان مین یہ سوال کرتے ہین کہ کون کونسے علامات یا خصائص ہین جن سے سچے اور جھوٹے نبیون اور دہندہ مین تمیز کیجا سکے اِسکا جواب بھی یہی ہے کہ خدا کی طرف سے سچے نبیون اور دہندہ

خواص الاشیاء حق کا یاد رکھنے کیا اُنہین معلوم نہین کہ صدہا چیزین ایک ہی جنس کی ہوتی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بڑے پر وہشت حادثون مین صبر بخشتا ہے جب دانا انسان کسی مشکل یا جذبہ نفسانی کے وقت مین خدا کے کلام مین وعدہ اور وعید پاتا ہے یا کوئی دوسرا اُسے سمجھاتا ہے کہ خدا نے ایسا فرمایا ہے تو ایکبارگی اُس سے ایسا متاثر ہوجاتا ہے کہ توبہ پر توبہ کرتا ہے۔ انسان کو خدا کی طرف سے تسلی پانے کی بڑی بڑی حاجتین پڑتی ہین بسا اوقات وہ ایسی سخت مصیبت مین گرفتار ہوجاتا ہے کہ اگر خدا کا کلام آیا نہ ہوتا اور اُسکو اپنی اِس بشارت سے مطلع نہ کرتا - ولنبلونکم بشیئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات فبشر الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون ۵ اولئک علیھم صلوٰت من ربھم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون ۵ تو وہ بے حوصلہ ہوکر شاید خدا کے وجود سے ہی انکار کرتا اور یا ناامیدی کی حالت مین خدا سے بکلی رابطہ توڑ دیتا اور یا غمون کے صدمہ سے ہلاک ہوجاتا۔ اسی طرح بعد تاثر نفسانی ایسے ہین کہ جنکی کسر ثوران کے لئے خدا کے کلام کی ضرورت ہی اور قدم قدم مین انسان کو وہ امور پیش آتے ہین جنکا تدارک صرف خدا کا کلام کرسکتا ہے جب انسان خدا کی طرف متوجہ ہونا چاہتا ہے تو صدہا موانع اسکو اس توجہ سے روکتے ہین کبھی اس دنیا کی لذت یاد ہوتی ہے کبھی ہم شربون کی صحبت دامن پکڑتی ہے کبھی اُس راہ کی تکالیف ڈراتی ہین کبھی قدیمی عادات اور ملکات راسخہ سنگ راہ ہوجاتی ہین کبھی ننگ کبھی نام کبھی ریاست کبھی حکومت اِس راہ سے روکنا چاہتی ہے اور کبھی بہ سارے ایک لشکر کی طرح ایک جگہ فراہم ہوکر اپنی طرف کھینچتے ہین اور اپنے فوائد نقد کی خوبیان پیش کرتے ہین بس اُنکے التفات اور اژدہام مین ایک ایسا زور پیدا ہوجاتا ہے کہ خیالات خود تراشیدہ اُنکی مدافعت نہین کرسکتے بلکہ ایک دم بھی اُنکے مقابلہ پر نہین سکتے ایسے جنگ کے موقعہ مین خدا کے کلام کی پُرزور بندوقین درکار ہین تا مخالف کی صف کو ایک ہی فیر مین اُڑا دین۔ کیا کوئی کام یکطرفہ بھی ہوسکتا ہے پس یہہ کیونکر ممکن ہے کہ خدا ایک پتھر کی طرح ہمیشہ خاموش رہے اور بندہ وفاداری مین صدق مین صبر مین خود بخود بڑھتا جائے اور صرف یہی ایک خیال کہ آسمان اور زمین کا البتہ کوئی خالق ہوگا اُسکو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

وہ شخص ہے جسکی متابعت سے سچی نجات حاصل ہو یعنے خدا نے اُسکے وسط مین یہہ برکت رکھی ہو کہ کامل پیرو اُسکا ظلمات نفسانیہ اور اوہام لشریہ سے نجات پاجائے اور اُسمین وہ انوار پیدا ہوجائین جنکا پاک

ہین بلکہ ایک ہی صنف کے تحت مین داخل ہوتی ہین مگر پھر بھی حکیمِ مطلق نے ہر یک چیز مین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہمیشہ کی قوت دیکر عشق کے میدانون مین آگے سے آگے کھینچتا چلا جائے خیالی باتین واقعی باتون کی ہرگز قایم مقام نہین ہوسکتین اور نہ کبھی ہوئین مثلاً ایک مفلس قرضدار نے کسی راستباز دولتمند سے وعدہ پایا ہے کہ عین وقت پر مین تیرا کل قرضہ ادا کردونگا اور دوسرا ایک اور مفلس قرضدار ہے اُسکو کسی نے اپنی زبان سے وعدہ نہین دیا وہ اپنے ہی خیالات دوڑاتا ہے کہ شائد مجھکو بھی وقت پر روپیہ ملجائے کیا تسلی پانے مین یہہ دونون برابر ہوسکتے ہین ہرگز نہین ہرگز نہین یہہ سب قوانینِ قدرت ہی ہین قوانینِ قدرت سے کونسی حقانی صداقت باہر ہے پر افسوس اُن لوگون پر کہ جو قوانینِ قدرت کی پابندی کا دعوی کرنے کرتے پر انہین توڑکر دوسری طرف بھاگ گئے اور جو کچھہ کہا تھا اُسکے برعکس عمل مین لائے اے برہمو سماج والو اگر تمکو دینی اُمور مین دلسوزی سے نظر نہین اگر تمہین معاد کی کچھہ بھی پرواہ نہین تو کیا ابھی تک دُنیوی امور مین تم پر ثابت نہین ہوچکا کہ عقل نے تنِ تنہا کونسی کام تمہاری دُنیا کا کبھی سرے تک نہین پہنچایا کیا تمہین اِس صداقت کے ماننے سے ہنوز کسی عُذر کی گنجائش ہے کہ عقل کو کبھی یہہ لیاقت حاصل نہین ہوئی کہ بغیر اشتمال کسی دوسرے رفیق کے بذاتِ خود کسی کام کو بوجہ احسن واکمل انجام دیسکے سچ کہو کیا ابھی تک تمہین اِس بات کا امتحان نہین ہوا کہ جو کام صرف عقل پر ٹہرا وہی مشتبہ اور مظنون اور ناتمام رہا اور جب تک واقعات کا نقشہ بذریعہ کسی واقعہ دان کے طیار نہوکر نہ آیا تب تک تمام کام عقل اور قیاس کا ادہورا اور خام رہا تم انصاف سے کہو کیا تمہین آجتک اِس بات کی خبر نہین کہ ہمیشہ سے عقلمند لوگون کا یہی شعار ہے کہ وہ اپنی قیاسی وجوہ کو کبھی تجربہ سے تقویت دے لیتے ہین اور کبھی تواریخ سے اور کبھی نقشجات موقعہ نما سے اور کبھی خطوط اور مراسلات سے اور کبھی اپنی ہی قوتِ باصرہ اور سامعہ اور شامہ اور لامسہ وغیرہ کی گواہی سے پس اب تم آپ ہی سوچو اور اپنے دلون مین آپ ہی خیال کرو اور اپنی نگاہون مین آپ ہی جانچ لو کہ جس حالت مین دُنیوی امور کے لئے کہ جو مشہود اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

دلون مین پیدا ہوجانا ضروری ہے ہان جب تک پیروی کنندہ کی متابعت مین کسر ہو تب تک ظلماتِ نفسانیہ دور نہین ہونگے اور نہ انوار باطنیہ ظاہر ہونگے لیکن یہہ اُس نبی متبوع کا قصور نہین بلکہ خود وہ مدعی اتباع کا اعراض صوری یا معنوی کی آفت مین گرفتار ہے اور اسی اعراض کی وجہ سے محروم اور محجوب ہے یہی حقیقی علامت ہے جس سے انسان گذشتہ قصون اور کہانیون کا محتاج نہین ہوتا بلکہ خود طالبِ حق بنکر سچے ہادی اور حقیقی فیضرسان

جُدا جُدا خواص موضع کئے ہین۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ محسوس ہین دوسرے رفیقون کی حاجت پڑے تو پھر اُن اُمور کے لئے کہ جو اِس عالم سے ورا ہین اور غیب الغیب اور اخفی من الاخفی ہین کسقدر زیادہ حاجت ہے اور جس حالت مین مجرّد عقل دُنیا کے سہل اور آسان اُمور کے لئے بھی کافی نہین تو پھر امورِ معاد کے دریافت کرنے مین کہ جو ادق اور الطف ہین کیونکر کافی ہو سکتی ہے اور جبکہ تم معاشرت کے ناپائیدار اور ناچیز کامون مین جنکا نفع نقصان ایک گذر جانے والی چیز ہے مجوّدِ قیاس اور عقل کو قابلِ اطمینان نہین سمجھتے تو پھر آپ لوگ اُمورِ معاد مین جنکے آثار دائمی اور جنکے خطرات لاعلاج ہین فقط اُسی عقل ناقص پر کیونکر بھروسہ کرکے بیٹھ رہے ہین کیا یہہ اِس بات کا عمدہ ثبوت نہین کہ آپ لوگون نے آخرت کے فکر کو پس پُشت ڈال رکھا ہے اور جیفہ دنیا بڑا لذیذ اور مزہ دار معلوم ہو رہا ہے ورنہ کیونکر باور کیا جائے کہ خدا نے اتنی بھی تمہین سمجھ نہین دی کہ جس حالت مین اُس کریم مُطلق نے دُنیا کے ناپائیدار امور مین عقلِ انسانی کو تنِ تنہا نہین چھوڑا بلکہ کئی رفیقون سے تقویت بخشی ہے تو دارِ آخرت کے نازک اور دقیق مہمات مین جو باقی اور دائم ہین اُسکی رحمتِ عظیمہ کا ازلی اور ابدی خاصہ کیون مفقود ہو گیا کہ اُس جگہ عقل غریب اور سرگردان کو رفیق کامل کے اشتمال سے تقویت نہ بخشی اور ایسا مصاحب اُسکو عنایت نہ کیا کہ جو اُس مُلک کے کُلّی اور جزئی امور سے ذاتی واقفیت رکھتا اور رویت کے گواہ کی طرح خبر دیسکتا تا قیاس اور تجربہ دونون ملکر انواع اقسام کی بدکتون کا چشمہ ٹھہرتے اور طالبِ حق کو اُس مرتبہ کمال معرفت تک پہنچا سکتے جسکے حصول کا جوش اُسکی فطرت مین ڈالا گیا ہے نہ معلوم آپ لوگون کو کس نے بہکا دیا کہ یہہ سمجھ رہے ہین کہ گویا عقل اور الہام مین کمتعدیہ باہم تناقض ہے جسکے باعث وہ دونون ایک جگہ جمع نہین ہو سکتے خدا تمہاری آنکھین کھولے اور تمہارے دلون کے پردے اُٹھا دے کیا تم اِس آسان بات کو سمجھ نہین سکتے کہ جس حالت مین الہام کی طفیل سے عقل اپنے کمال کو پہنچی ہے اپنی غلطیون پر متنبہ ہوتی ہے اپنی راہِ مقصود کی سمت خاص کو دریافت کر لیتی ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲ کو شناخت کر لیتا ہے اور اُس تقدّس اور نور کو کہ جو کامل اور فیضرسان ہی کی نسبت اعتقاد کیا گیا ہے نہ صرف اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے بلکہ اپنی استعداد کے موافق اُسکا مزہ بھی چکھ لیتا ہے اور نجات کو نہ صرف خیالی طور پر ایک ایسا امر قرار دیتا ہے کہ جو قیامت مین ظاہر ہو گا بلکہ جہل اور ظلمت اور شک اور شبہ اور نفسانی جذبات کے عذاب سے نجات پاکر اور آسمانی نورون سے منوّر ہو کر اسی عالم مین حقیقتِ نجات کو پالیتا ہے۔ اب جبکہ

بعض لوگ اِس دھوکے مین پڑے ہوئے ہین کہ بولی انسان کی ایجاد ہے اور جبکہ انسان کی ایجاد ہوئی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ آوارہ گردی اور سرگردانی سے چھوٹ جاتی ہے اور ناحق کی محنتون اور بیہودہ مشقتون اور بیفائدہ جان کنی سے رہائی پاتی ہے اور اپنے شُبہ اور مظنون علم کو یقینی اور قطعی کرلیتی ہے اور مجرد اٹکلون سے آگے بڑھکر واقعی وجود پر مطلع ہوجاتی ہے نسکی پکڑتی ہے آرام اور اطمینان پاتی ہے تو پھر اس صورت مین الہام اُسکا محسن و مددگار اور مربی ہوا یا اُسکا دشمن اور مخالف اور مضرّ رسان ہوا یہہ کس قسم کا تعصّب اور کس نوع کی نابینائی ہے کہ جو ایک بزرگ مربّی کو جو صریح رہبری اور رہنمائی کا کام دے رہا ہے رہزن اور مزاحم تصوّر کیا جاتا ہے اور جو گڑھے سے باہر نکالتا ہے اُسکو گڑھے کی اندر دیکھنیوالا سمجھ رہے ہین سارا جہان جانتا ہے اور تمام آنکھون والے دیکھ رہے ہین اور غور کرنیوالی طبیعتین مشاہدہ کر رہی ہین کہ دُنیا مین عقل کی خوبی اور عظمت کو ماننے والے لاکھون ایسے ہوگذرے ہین اور اب بھی ہین کہ جو باوجود اسکے کہ عقل کے پیغمبر پر ایمان لائے اور عاقل کہلائے اور عقل کو عمدہ پیرا اور اپنا رہبر سمجھتے تھے مگر بایں ہمہ خدا کے وجود سے منکر ہی رہے اور منکر ہی مرے لیکن ایسا آدمی کوئی ایک تو دکھلاؤ کہ جو الہام پر ایمان لاکر پھر بھی خدا کے وجود سے انکاری رہا پس جس حالت مین خدا پر محکم ایمان لانیکے لئے الہام ہی شرط ہے تو ظاہر ہے کہ جس جگہ شرط مفقود ہوگی اُسجگہ مشروط بھی ساتھ ہی مفقود ہوگا سو اب بدیہی طور پر ثابت ہے کہ جو لوگ الہام سے منکر بیٹھے ہین اُنہون نے دیدہ و دانستہ ہدایانی کی راہون سے پیار کیا ہے اور دہریہ مذہب کے پھیلنے اور شائع ہوجانیکو روا رکھا ہے یہہ نادان نہین سوچتے کہ جو جو غیب الغیب نہ دیکھنے مین آسکتا ہے نہ سُونگھنے مین نہ ٹٹولنے مین اگر قوتِ سامعہ بھی اُس ذاتِ کامل کے کلام سے محروم اور بےخبر ہو تو پھر اُس ناپیدا وجود پر کیونکر یقین آوے اور اگر مصنوعات کے ملاحظہ سے صانع کا کچھ خیال بھی دل مین آیا لیکن جب طالبِ حق نے مُدت العمر کوشش کرکے نہ کبھی اُس صانع کو اپنی آنکھون سے دیکھا نہ کبھی اُسکے کلام پر مطلع ہوا نہ کبھی اُسکی نسبت کوئی ایسا نشان پایا کہ جو جیتے جاگتے مین ہوا

سچے نجات دہندہ کی یہی علامت ٹھہری اور یہی طالبِ حق کا مقصودِ اعظم ہے کہ جو اُسکی زندگی کا اصل مقصد اور اُسکے مذہب پکڑنے کی علّتِ غائی ہے تو سمجھنا چاہئے کہ یہہ علامت صرف حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم مین پائی جاتی ہے اور اُنہین کے اتباع سے کہ جو قرآن شریف کے اتباع پر منحصر ہے باطنی نور اور محبتِ الٰہیہ حاصل ہوتی ہے قرآن شریف جو آن حضرت کے اتباع کا مدار علیہ ہے ایک ایسی کتاب ہے جسکی متابعت سے

تو پھر بلاغت اور فصاحت اور دوسرے کمالاتِ متعلقہ کلام مین جیسا کہ چاہئے انسان مراتب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱۱ جاہئے تو کیا آخر اُسکو یہہ وسوسہ نہین گذریگا کہ شائد میری فکر نے ایسے صانع کے قرار دینے مین غلطی کی ہو اور شائد دہریہ اور طبیعیہ ہی سچے ہون کہ جو عالم کی بعض اجزا کو بعض کا صانع قرار دیتے ہین اور کسی دوسرے صانع کی ضرورت نہین سمجھتے مین جانتا ہون کہ جب تراعقل پرست اِس باب مین اپنے خیال کو آگے سے آگے دوڑائیگا تو وسوسہ مذکورہ ضرور اُسکے دل کو پکڑ لیگا کیونکہ ممکن نہین کہ وہ خدا کے ذاتی نشان سے باوجود سخت جستجو اور تکاپو کے ناکام رہ کر پھر ایسے وساوس سے بچ جائے وجہ یہہ کہ انسان مین یہہ فطرتی اور طبعی عادت ہے کہ جس چیز کے وجود کو قیاسی قرائن سے واجب اور ضروری سمجھے اور پھر باوجود نہایت تلاش اور پرلہ درجہ کی جستجو کے خارج مین اُس چیز کا کچھ پتہ نہ لگے تو اپنے قیاس کی صحت مین اُسکو شک بلکہ انکار پیدا ہوجاتا ہے اور اُس قیاس کے مخالف اور منافی سیکڑون احتمال دل مین نمودار ہوجاتے ہین بارہا ہم تم ایک مخفی امر کی نسبت قیاس دوڑایا کرتے ہین کہ یون ہوگا یا دون ہوگا اور جب بات کھلتی ہے تو وہ اور ہی ہوتی ہے انہین روزمرہ کے تجارب نے انسان کو یہہ سبق دیا ہے کہ مجرد قیاسون پر طمانیت کرکے بیٹھنا کمال نادانی ہے غرض جب تک قیاسی اٹکلون کے ساتھہ خبر واقعہ نہ ملے تب تک ساری تمامتر عقل کی ایک سراب ہے اِس سے زیادہ نہین جسکا آخری نتیجہ دہریہ پن ہے سو اگر دہریہ بننے کا ارادہ ہے تو تمہاری خوشی ورنہ وساوس کے تند سیلاب سے کہ جو تم سے بہتر ہزارہا عقلمندون کو اپنی ایک ہی موج سے تحت الثری کی طرف لیگیا ہے صرف اُسی حالت مین تم بچ سکتے ہو کہ جب عروہ وثقی الہام حقیقی کو مضبوطی سے پکڑ لو ورنہ یہہ تو ہرگز نہین ہوگا کہ تم مجرد خیالاتِ عقلیہ مین ترقی کرتے کرتے آخر خدا کو کسی جگہ بیٹھا ہوا دیکھہ لوگے بلکہ تمہارے خیالات کی ترقی کا اگر کچھہ انجام ہوگا تو بالآخر یہی انجام ہوگا کہ تم خدا کو بے نشان پاکر اور زندون کی علامات سے خالی دیکھہ کر اور اُسکے سراغ لگانے سے عاجز اور درماندہ رہکر اپنے دہریہ بہائیون سے ہاتھہ جا ملاؤگے اور اِس سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱۱

اسی جہان مین آثار نجات کے ظاہر ہوجاتے ہین کیونکہ وہی کتاب ہے کہ جو دونون طریق ظاہری اور باطنی کے ذریعہ سے نفوس ناقصہ کو بمرتبہ تکمیل پہنچاتی ہے اور شکوک اور شبہات سے خلاصی بخشتی ہے۔ ظاہری طریق سے اِس طرح پر کہ بیان اُسکا ایسا جامع دقائق وحقایق ہے کہ جسقدر دُنیا مین ایسے شبہات پائے جاتے ہین کہ جو خدا تک پہنچنے سے روکتے ہین جن مین مبتلا ہوکر صدہا جھوٹے فرقے پھیل رہے ہین اور صدہا طرح کے

اقصیٰ تک پہنچ سکتا ہے کیونکہ یہہ بات بالکل غیر معقول اور خلافِ قیاس ہے کہ انسان اپنی ایجادمین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ دہوکا مت کہانا کہ اگر نری عقل کا انجام دہریہ پن ہے تو ابتک برہمو سماج والے کیون کر سچے خدا کے وجود کے اقراری ہین اور کیون یک لخت انکاری نہین ہوجاتے اِسکے دو باعث ہین ایک تو یہہ کہ ہنوز اُنکو اپنے خیالات مین پوری پوری ترقی حاصل نہین ہوئی اور جس وجود کو فرضی طور پر اُنہون نے قرار دے لیا ہے ابھی تک اُسی فرضی خیال پر ٹھہرے ہوئے ہین اور تاحال آگے کے قدم بڑہا کر اس جستجو مین نہین پڑے کہ اُس فرضی وجود کا خارج مین کہین پتہ لگاوین مگر یہہ بات یاد رکھو کہ جب ہی کے وہ اپنے خیالات مین ترقی کر کے کہہ آگے قدم بڑہاوینگے تو ہیلا فراُس پیش قدمی کا یہی ہوگا کہ اُنکے دلون مین یہہ کھٹکا پیدا ہوجائیگا کہ جس ذات کو ہم حق قیوم اور ہر جگہ موجود تسلیم کر رہے ہین وہ کہان اور کدہر اور کس طرف ہے اگر وہ واقعی طور پر بوجود خارجی موجود ہے تو پھر اُسکا کیون پتہ نہین ملتا اور کیون وہ تلاش کرنیوالون پر اپنی ہستی کو ظاہر نہین کرتا اِس کھٹکے کے پیدا ہونے سے یا تو وہ بالآخر الہام حقیقی پر ایمان لائینگے اور اپنے نفس کو ورطہ شبہات سے چھوڑا لینگے اور اگر یہہ نہین تو پھر اُنکے خیالات کی ترقی ہونے دیجئے پھر دیکھنا کہ پکے دہریہ ہین یا نہین اِنہین کے لاکہون بہائی کہ جو معمورہ عقل کے پابند تھے جب اُنکے خیالات نے ترقی کی تو آخر طبیعیہ اور دہریہ ہوکر مرے یہہ کچھہ اُنکے عقل پرست نہین ہین کہ جو خیالات مین ترقی کر کے دہریہ نہین بنینگے بلکہ خدا کی رہائش کے سخت محل اُنہین نظر آجائینگے بلاشبہ جو کچھہ اثر خیالات کی ترقی سے پہلے عقلمندون کی ذات پر آیا وہی اثر کسی دن اُنکے لئے بھی درپیش ہے توقف صرف اتنا ہی ہے کہ ابھی اُنکو خدا

حیا لاتِ باطلہ گراہ لوگون کے دلون مین جمے ہے ہین سب کار و معقولی طور پر اُسمین موجود ہے اور جو جو تعلیم تقاد کاملہ کی روشنی ظلمت موجودہ زمانہ کے لئے درکار ہے وہ سب آفتاب کی طرح اُسمین چمک رہی ہے اور تمام امراض نفسانی کا علاج اُسمین مندرج ہے اور تمام معارفِ حقہ کا بیان اُسمین بھرا ہوا ہے اور کوئی دقیقہ علم الٰہی نہین کہ جو آئندہ کسی وقت ظاہر ہوسکتا ہے اور اُس سے باہر رہ گیا ہو۔ اور باطنی طریق سے اِس طور پر کہ اُسکی کامل متابعت دلکو ایسا صاف کردیتی ہے کہ انسان اندرونی آلودگیون سے بالکل پاک ہوکر حضرت اعلیٰ سے اتصال پکڑ لیتا ہے اور انوارِ قبولیت اُس پر وارد ہونے شروع ہوجاتے ہین اور عنایات الٰہیہ اِسقدر اُسپر احاطہ کرلیتی ہین کہ جب وہ مشکلات کے وقت دُعا کرتا ہے تو کمال رحمت اور عطوفت سے خداوند کریم اُسکا جواب دیتا ہے اور بسا اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ اگر وہ ہزار مرتبہ ہی اپنی مشکلات اور ہجوم غمون کے وقت مین سوال

ترقیات کرنے سے قاصر اور عاجز رہے اور جب کلام کی بلاغت اور فصاحت مین ہر قسم کی ترقی کرنا اور مرتبہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کی پوری جستجو اور تلاش مین بہت سی کسر باقی ہے اور ہنوز دُنیا ہی بیماری اور میٹھی معلوم ہوتی ہے اور دن رات اُسی کا سودا ہے اور اُسی کے لئے سمندر چیرتے ہوئے دور دراز مُلکون مین چلے جاتے ہین اور ابھی تک آخرت کے مالک کا انکو دھیان ہی نہین اور نہ اُس مالک الملک کا کچھ خیال ہے مگر ماشاء اللہ جب وہ دن آئینگے کہ وہ مجرد عقل کے ذریعہ سے اس بات کا فیصلہ کرنا چاہینگے کہ اگر خدا موجود ہے تو کہان ہے اور کیون اُسکا وجود تمام موجود چیزون کی طرح محسوس نہین تو ہر ایسا فیصلہ ہوگا کہ یا تو اُس ذاتِ لطیف کے کلام پر ایمان لانا پڑیگا اور یا یہہ فرضی قول بھی ہاتھ سے چھوڑنا پڑیگا کہ مصنوعات کے لئے ایک صانع ہونا چاہئے دوسرا باعث جسکی تقویت سے مجرد عقل پرست جلد تر دہریہ بننے سے رُک جاتے ہین الہامِ الٰہی کی برکتین اور وحی اللہ کے آفتاب کی شعاعین مین جنہون نے خدا کی ہستی کو شہرۂ آفاق کر دیا ہے اور جنکی متواتر بارشون نے اقرار ہستیٔ الٰہی کو لاکہون خدا ترس روحون مین مضبوطی سے جما دیا ہے اور کروڑہا دلون پر ایک بزرگ اثر ڈال رکھا ہے پس چونکہ اُسی کی مستحکم اور قدیمی شہادتون کی بلند آوازون سے ہر یک انسان کی قوتِ سامعہ بہر گئی ہے اور ہر یک عصبہ سماعت کی تمام تار و پود مین وہ دلربا آوازین ایسی سرایت کر گئی ہین کہ ایک نادان اور اُمّی آدمی کہ جو عقل کے نام سے بھی واقف نہین اور نہ یہہ جانتا ہے کہ دلائل کیا چیز ہین اگر خدا کی ہستی کے بارہ مین سوال کیا جائے کہ آیا وہ موجود ہے یا نہین تو ایسے سائل کو وہ نہایت درجہ کا احمق جانتا ہے اور خدا کی ہستی پر ایسا پختہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اگر تمام مجرد عقل پرست ایک طرف

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

کرے تو ہزار مرتبہ بھی اپنے مولیٰ کریم کی طرف سے نہایت فصیح اور لذیذ اور مُتبرک کلام مین محبت آمیز جواب پاتا ہے اور الہامِ الٰہی بارش کی طرح اُسپر برستا ہے اور وہ اپنے دل مین محبتِ الٰہیہ کو ایسا بھرا ہوا پاتا ہے جیسا ایک نہایت صاف شیشہ ایک لطیف عطر سے بھرا ہوتا ہے اور اُنس اور شوق کی ایک ایسی پاک لذت اُسکو عطا کیجاتی ہے کہ جو اُسکے سخت سخت نفسانی زنجیرون کو توڑ کر اور اُس دخانستان سے باہر نکلکر محبوبِ حقیقی کی ٹھنڈی اور دلارام ہوا سے اُسکو ہر دم اور ہر لحظہ تازہ زندگی بخشتی رہتی ہے پس وہ اپنی وفات سے پہلے ہی اُن عنایاتِ الٰہیہ کو بچشم خود دیکھ لیتا ہے جنکے دیکھنے کے لئے دوسرے لوگ بعد مرنے کے اُمیدین باندھتے ہین اور یہہ سب نعمتین کسی جانبازانہ محنت اور ریاضت پر موقوف نہین بلکہ صرف قرآن شریف کے کامل اتباع سے دیجاتی ہین اور ہر یک طالبِ صادق اُنکو پا سکتا ہے بشرطیکہ اُن کے حصول مین خاتم الرسل اور فخر الرسل کی بدرجۂ کامل محبت ہو

کمال تک پہنچ جانا عند العقل ممنوع نہیں ہے تو اس صورت میں قرآنی بلاغت کی نظیر بنانا بھی ممنوع نہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

رکھے جائیں اور دوسری طرف اسکو رکھا جائے تو اسکے یقین کا پلّہ بھاری ہو اور لطف یہ کہ معقولیون اور فلسفیون کی طرح ایک دلیل بھی اُسے یاد نہیں ہوتی بلکہ اُسکی بلا کو بھی خبر نہیں ہوتی کہ برہان اور دلیل اور حجّت اور قیاس کسے کہتے ہیں غرض انہیں برکتون کے سہارے سے برہمو سماج والے بھی باوجود سخت بے راہی اختیار کرنیکے اب تک کسیقدر خدا کی ہستی کے قائل ہیں اور خدا کے موجود ہونے کی بزرگ شہرت نے اُن کے خیالات کو بھی آوارہ گردی سے تہام رکھا ہے پس اگر یہ کوئی اپنے جُثّہ باطن سے الہامِ الٰہی کا شکر گذار نہ ہو مگر درحقیقت اُسی کے قوی ہاتھ اور پُرزور بازو سے یقین اور صدق کی کشتی چل رہی ہے اور وہی خدا دانی کا دریا کا ناخدا ہے اور اگر دہریہ اسکے آثارِ فیض سے بے بہرہ رہے ہیں تو یہ اُسکا قصور نہیں بلکہ خود دہریہ اس شخص کی طرح ہیں کہ جو اپنی فطرت سے اندھا اور بہرہ ہو یا اُس عضو کی طرح ہیں جو فاسد اور جذام خوردہ ہوگیا ہو۔

اِس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ اکیلی عقل کو ماننے والے جیسے علم اور معرفت اور یقین میں ناقص ہیں ویسا ہی عمل اور وفاداری اور صدق قدم میں بھی ناقص اور قاصر ہیں اور اُنکی جماعت نے کوئی ایسا نمونہ قائم نہیں کیا جس سے یہ ثبوت مل سکے کہ وہ بھی اُن کروڑہا مقدّس لوگوں کی طرح خدا کے وفادار اور مقبول بندے ہیں کہ جنکی برکتیں ایسی دُنیا میں ظاہر ہوئیں کہ اُنکے وعظ اور نصیحت اور دُعا اور توجّہ اور تاثیر صحبت سے صدہا لوگ پاک روش اور باخدا ہوکر ایسے اپنے مولیٰ کی طرف جُھک گئے کہ دُنیا وما فیہا کی کچھ پرواہ نہ رکھی اور اس جہان کی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

شرط ہے تب بعد محبّت نبی اللہ کے انسان اُن نوروں میں سے بقدر استعدادِ خود حصّہ پالیتا ہے کہ جو کامل طور پر نبی اللہ کو دی گئی ہیں۔ پس طالبِ حق کے لئے اِس سے بہتر اور کوئی طریق نہیں کہ وہ کسی صاحبِ بصیرت اور معرفت کے ذریعہ سے خود اِس دینِ متین میں داخل ہوکر اور اتباع کلامِ الٰہی اور محبّت رسولِ مقبول اختیار کرکے ہمارے اُن بیانات کی حقیقت کو بچشمِ خود دیکھ لے اور اگر وہ اِس غرض کے حصول کے لئے ہماری طرف بصدقِ دل رجوع کرے تو ہم خدا کے فضل اور کرم پر بھروسہ کرکے اُسکو طریق اتباع بتلانے کو طیار ہیں پر خدا کا فضل اور استعدادِ ذاتی درکار ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ سچی نجات سچی تندرستی کی مانند ہے پس جیسی سچی تندرستی وہ ہے کہ جسمیں تمام آثار تندرستی کے ظاہر ہوں اور کوئی عارضہ منافی اور مغایر تندرستی کا لاحق نہ ہو اسی طرح سچی نجات بھی وہی ہے کہ جسمیں حصولِ نجات کے آثار بھی پائے جائیں کیونکہ جس چیز کا

ہوگا سو واضح ہو کہ یہہ وسوسہ اول تو ہماری اُس تقریر متذکرہ بالا سے دور ہوتا ہے جسمیں ہمنے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ لذتوں اور راحتوں اور خوشیوں اور شہرتوں اور فخروں اور مالوں اور ملکوں سے بالکل قطع نظر کرکے اُس سچائی کے راستہ پر قدم مارا جسپر قدم مارنے سے اُنہیں سے سیکڑوں کی جانیں تلف ہوئیں ہزارہا سر کاٹے گئے لاکھوں مُقدّسوں کے خون سے زمین تر ہوگئی پر باوجود اِن سب آفتوں کے اُنہوں نے ایسا صدق دکھایا کہ عاشق دل دادہ کی طرح پا بزنجیر ہو کر ہنستے رہے اور دُکھ اُٹھا کر خوش ہوتے رہے اور بلاؤں میں پڑکر شُکر کرتے رہے اور اُسی ایک کی محبت میں وطنوں سے بیوطن ہوگئے اور عزت سے ذلت اختیار کی اور آرام سے مصیبت کو سر پر لے لیا اور تونگری سے مفلسی قبول کرلی اور ہر یک بیوند در البطہ اور خوشی سے غریبی اور تنہائی اور سکیسی پر قناعت کی اور اپنے وطن کے بہانے سے اور اپنے سروں کے کٹانے سے اور اپنی جانوں کے دینے سے خدا کی ہستی پر مُہریں لگاویں اور کلام الٰہی کی سچی متابعت کی برکت سے وہ انوار خاصہ اُنمیں پیدا ہوگئے کہ جو اُنکے غیر میں کبھی نہیں پائے گئے اور ایسے لوگ نہ صرف پہلے زمانوں میں موجود تھے بلکہ یہہ برگزیدہ جماعت ہمیشہ اہل اسلام میں پیدا ہوتی رہتی ہے اور ہمیشہ اپنے نورانی وجود سے اپنے مخالفین کو ملزم و لاجواب کرتی آئی ہے لہذا منکرین پر ہماری یہہ حجت بھی تمام ہے کہ قرآن شریف جیسے مراتب علمیہ میں اعلیٰ درجہ کمال تک پہنچاتا ہے ویسا ہی مراتب عملیہ کے کمالات بھی اُسی کے ذریعہ سے ملتے ہیں اور آثار و انوار قبولیت حضرت احدیت اُنہیں لوگوں میں ظاہر ہوتے رہے ہیں اور اب بھی ظاہر ہوتے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

واقعی طور پر وجود متحقق ہو اُس وجود متحقق کے لئے آثار و علامات کا پائے جانا لازم پڑا ہوا ہے اور بغیر تحقق وجود ان آثار و علامات کے وجود اُس چیز کا متحقق نہیں ہوسکتا اور جیسا کہ ہم بارہا لکھہ چکے ہیں تحقق نجات کے لئے یہہ علامات خاصہ ہیں کہ انقطاع الی اللہ اور غلبۂ حُب الٰہی اسقدر کمال کے درجہ تک پہنچ جائے کہ کسی شخص کی صحبت اور توجہ اور دعا سے بھی یہہ امور دوسرے ذی استعداد لوگوں میں پیدا ہوسکیں اور خود وہ اپنی ذاتی حالت میں ایسا منوّر الباطن ہو کہ اُسکی برکات طالب حق کی نظر میں بدیہی الظہور ہوں اور اُسمیں تمام خصوصیات اور نخلہائے حضرت احدیت پائی جائیں جو مقربین میں پائی جاتی ہیں۔ اِس جگہ کوئی شخص نجومیوں اور جوتشیوں وغیرہ غیب گویوں کی پیشگویوں پر دھوکا نہ کھاوے اور بخوبی یاد رکھے کہ اِن لوگوں کو اہل اللہ کے انوار اور برکات سے کچھہ بھی مناسبت نہیں ہم پہلے ہی لکھہ چکے کہ قادرانہ پیشگوئیاں اور کریمانہ مواعید کہ جو حق

بتوضیح تمام لکھ دیا ہے کہ انسان کی علمی طاقتیں خدا تعالیٰ کی علمی طاقتوں سے ہرگز برابر نہیں

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

ہیں جنہوں نے اُس پاک کلام کی متابعت اختیار کی ہے دوسروں میں ہرگز ظاہر نہیں ہوتے پس طالب حق کے لئے یہی دلیل جسکو وہ بچشم خود معائنہ کر سکتا ہے کافی ہے یعنے یہ کہ آسمانی برکتیں اور ربانی نشان صرف قرآن شریف کے کامل تابعین میں پائے جاتے ہیں اور دوسرے تمام فرقے کہ جو حقیقی اور پاک الہام سے روگردان ہیں کیا برہمو اور کیا آریا اور کیا عیسائی وہ اُس نورِ صداقت سے بے نصیب و بے بہرہ ہیں چنانچہ ہر یک منکر کی تسلی کرنیکے لئے ہم یہی دعوت اٹھاتے ہیں بشرطیکہ وہ سچے دل سے اسلام قبول کرنے پر مستعد ہو کر پوری پوری ارادت اور استقامت اور صبر اور صداقت سے طلبِ حق کے لئے اس طرف تکلیف کش ہو اگر اب بھی کوئی انکار سے باز نہ آوے تو یہ انکار اُسکا اس بات پر صاف دلیل ہے کہ وہ دنیا کی محبت سے سچائی کو قبول کرنا نہیں چاہتا اور تمام گفتگو اُسکی عناد اور بغض کی راہ سے ہے نہ حق جوئی کی راہ سے۔

اب اے حضرات برہمو!! ذرا آنکھ کھولکر دیکھ لو کہ ہماری اس تحقیق سے بانکشاف تمام ثابت ہو گیا کہ الہام نہ غیر ممکن ہے اور نہ غیر موجود بلکہ ایک بدیہی الثبوت صداقت ہے کہ جو عند العقل واجب اور ضروری اور عند التفتیش متحقق الوجود ہے جسکا موجود ہونا ہم نے ثابت کر دکھایا ہے پس اے حضرات اب آپ لوگوں پر لازم ہے کہ اِس حاشیہ کو اور نیز حاشیہ در حاشیہ ہمارا یک ایک کہ برابر تمام پڑھیں اور بار بار پڑھیں اور پھر بمقتضائے خدا ترسی راستے کے روشن چراغ کو پاکر نارستی کے تاریک خیالات کو چھوڑ دیں

محض ہیں اور جن میں سراسر فتح اور نصرت کی بشارتیں اور اقبال اور عزت کی خبریں بھری ہوئی ہیں اُن سے انسانی آلات کو کچھ بھی نسبت نہیں خداوند تعالیٰ نے اہل اللہ کو ایسی فطرت بخشی ہے کہ اُنکی نظر اور صحبت اور توجہ اور دعا اکسیر کا حکم رکھتی ہے بشرطیکہ شخص مستفیض میں قابلیت موجود ہو اور ایسے لوگ صرف پیش گوئیوں سے نہیں بلکہ اپنے خزائن معرفت سے اپنی توکل خارق عادت سے اپنی کامل محبت سے اپنے انقطاع تام سے اپنے صدق اور ثبات سے اپنے اُنس باللہ اور شوق اور ذوق سے اور اپنے غلبہ خشوع اور خضوع سے اور اپنے ترکِ نفس سے اور اپنی ترکِ محبت دنیا سے اور اپنی کثیر الوجود برکتوں سے کہ جو بارش کی طرح برستی ہیں اور اپنی مؤید من اللہ ہونے سے اور اپنی بے نشان استقامت اور اعلیٰ درجہ کی وفاداری اور لاثانی تقویٰ اور طہارت اور عظیم الشان ہمت اور انشراح صدر سے شناخت کئے جاتے ہیں اور پیش گوئیاں اُنکا اصل منصب نہیں ہے بلکہ وہ اِس غرض سے ہے کہ تا وہ اُن برکتوں کو جو اُنپر اور اُنکے متعلقین پر وارد ہوئے کو ہمیں قبل از وقوع بیان کرکے توجہ خاص حضرت احدیت پر یقین دلائیں اور نیز وہ مخاطبات

ہو سکتین اور جو علمی طاقتون مین ادنی اور اعلیٰ اور قوی اور ضعیف کا فرق ہوتا ہے وہ ضرور ہے کہ کلام

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور اِس متعصبانہ شرم کو دل مین جگہ نہ دین کہ اپنا ہی سیا ہوا کپڑا دھیرین بلکہ لازم ہے کہ جو شخص اپنے تئین منصف سمجھتا ہے اب وہ اپنا انصاف دکھاوے اور چاہئے تئین حق کا طالب جانتا ہے اب وہ حق کے قبول کرنے مین توقف نہ کرے ہان نفسانی آدمی کو ایسی صداقت کا قبول کرنا جسکے ماننے سے اُسکی خیمنی مین فرق آتا ہے ایک مشکل امر ہوگا مگر اے ایسی طبیعت کے آدمی!! تو بھی اُس قادرِ مطلق سے خوف کر جس سے آخر کار تیرا معاملہ ہے اور دل مین خوب سوچ لے کہ جو شخص حق کو پاکر پھر بھی طریقۂ ناحق کو نہین چھوڑتا اور مخالفت پسند کرتا ہے اور خدا کے پاک نبیون کے نفوسِ قدسیہ کو اپنے نفسِ امّارہ پر قیاس کرکے دُنیا کے لالچون سے آلودہ سمجھتا ہے حالانکہ کلامِ آلہی کے مقابلہ پر آپ ہی جھوٹا اور ذلیل اور رسوا ہو رہا ہے ایسے شخص کی شقاوت اور بدبختی پر خود اُسکی روح گواہ ہو جاتی ہے کہ جو اُسکو ہر وقت ملزم کرتی رہتی ہے اور بلاشبہ وہ خدا کے حضور مین اپنی بے ایمانی کا پاداش پائیگا کیونکہ جو شخص نہایت سخت اور جلانے والی دھوپ مین کھڑا ہے وہ ظلِ ظلیل کا آرام نہین پا سکتا۔ سو اگرچہ طبیعت ایسا تیر نہین ہے کہ چھوٹتے ہی پار ہو جائے لیکن جس کام کے اختیار کرنے مین صریح دُنیا کی رسوائی نظر آتی ہے اور آخر کی بدبختی ہی ٹلنے والی چیز نہین اُس کام کو کیون ایسے لوگ اختیار کرین جنکا یہہ دعویٰ ہے جو ہم عقل کی راہون پر چلنا چاہتے ہین بالخصوص جبکہ تمو سماج کے بعض سنین اور شائستہ لوگ جو ذی علم اور لائق آدمی ہین اُنکی حکیمانہ طبیعت پر ہمین قوی امید ہے کہ وہ بصدقِ دلی اُن تمام صداقتون کو جنکی سچائی اِس حاشیہ مین ثابت ہو چکی ہے قبول کر لینگے بلکہ مین یہہ اُمید رکھتا ہون کہ قبل اِسکے جو ایسے لوگ

حاشیہ نمبر ۱۲

اور مکالمات جو حضرتِ احدیت کی طرف سے اُنکو ہوتے ہین اُنکی صحت اور منجانب اللہ ہونے پر ایک قطعی اور یقینی حجت پیش کرین۔ اور ایسے انسان جنکو یہہ سب برکاتِ قدسیہ بکثرت عطا ہوتی ہین اُنکی نسبت خدا کی قدرت اور حکمتِ قدیمہ کے قانون مین یہی قرار پایا ہے کہ وہ ایسے لوگ ہوتے ہین جنکے سینے اور پاک عقائد ہون اور جو سچے مذہب پر ثابت اور مستقیم ہون اور حضرتِ احدیت سے غائت درجہ کا اتصال اور دُنیا و ما فیہا سے غائت درجہ کا انقطاع رکھتے ہون ایسے لوگ کہ بیتِ احمر کا حکم کہتے ہین اور اُنکی فطرت کو ربانی انوار اور حقانی مذہب لازم ہے اور اُنکی ذاتِ ستودہ صفات کو کہ جو جامع البرکات ہے بدبخت بخومیون اور جوتشیون سے نسبت دینا کمال درجہ کی کج فہمی اور غایت درجہ کی بدنصیبی ہے کیونکہ وہ دُنیا کے ذلیل حیفہ خوارون کے ساتھ کچھ مناسبت

مین ظاہر ہو یعنے جو کلام اعلیٰ طاقت سے صادر ہوئی ہے وہ اعلیٰ اور جو ادنیٰ طاقت سے صادر ہوئی ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ بتمام مکالمہ حاشیہ پڑہین متاثر اور ہدایت پذیر ہو جائینگے کیونکہ دانا اور شریف آدمی کسی بحث مین اپنے تئین ملزم ہوتے دیکھکر اپنی حالت کو رسوائی کی نوبت تک نہین پہنچاتا اور اُسوقت سے پہلے جو ذلت ظاہر ہو عزت کے ساتھہ حق کو قبول کرکے ارباب حق کی نظر مین قابل تعظیم ٹہر جاتا ہے لیکن جو شخص اپنی فطرت سے بے حیا اور بے شرم ہے اُسکو رسوائی اور ذلت کا ذرہ خیال نہین ہوتا سو جسکو کچھہ بھی اندیشہ نہین رکہتا اور حقیقت مین اکثر ایسی جنس کے لوگ دُنیا مین پائے جاتے ہین کہ جو صفتِ حیا سے بکلی الگ ہو کر کمال بیحیائی ایک امر بدیہی البطلان پر اصرار کرتے رہتے ہین اور ہزار سمجھاؤ اپنی ضد کو نہین چہوڑتے اور اپنی راہ کج سے باز نہین آتے اور دن کو دن کہکر پھر اُسے رات کہے جاتے ہین اور اس بات سے کچھہ خوف نہین رکہتے کہ لوگ اُنہین اندہا اور نابینا کہینگے یہی لوگ ہین جو باعث شدتِ تعصب و قلتِ علم و لیاقتِ مُردہ کی طرح پڑے ہین اور صداقت کی طرف ایک ذرہ حرکت نہین کرتے اور راستی اور استقامت کا راستہ نہین پکڑتے جو اوا دیکھو نرالی جو بات دیکھو ٹیڑہی انہین کی نسبت ہم بار بار لکہتے ہین کہ ہوش سنبہالین اور عقل کا دعویٰ کرتے کرتے بے عقل نہ بن جائین وہ انسان بڑا نالائق اور دونِ ہمت کہلاتا ہے جسکی زبان پاکون اور مقدسون کی تحقیر ہین تو بڑی لمبی ہو لیکن کلمۂ حق بولنے کے وقت مین گونگی ہو جائے اگر یہہ لوگ کسی ایسی بات کے سمجہنے سے رُک جاتے کہ جو حقیقت مین ایک باریک دقیقہ ہوتا تو مین سمجہتا کہ اُنکا کچھہ قصور نہین بات باریک تہی اس لئے سمجہ آنے سے رہ گئی مگر اس تعصب کو دیکہو کہ وہ باتین کہ جو ادنیٰ استعداد کا آدمی بھی سمجہہ سکتا ہے اُنہین کے قبول کرنے سے انکو انکار ہے

بقیہ حاشیہ ۴

نہین رکہتے بلکہ وہ آفتاب اور چاند کی طرح آسمانی نور ہین اور حکمتِ الٰہیہ کے قانونِ قدیم نے اسی غرض سے اُنکو پیدا کیا ہے کہ تا دُنیا مین آکر دُنیا کو منور کرین۔ یہہ بات ہو تو خوب تمام یاد رکہنی چاہئے کہ جیسے خدا نے امراض بدنی کے لئے بعض ادویہ پیدا کی ہین اور عمدہ عمدہ چیزین جیسے تریاق وغیرہ انواع اقسام کے آلامِ اسقام کے لئے دُنیا مین موجود کی ہین اور اُن ادویہ مین ابتدا سے یہہ خاصیت رکہی ہے کہ جب کوئی بیمار بنظر طبکہ اُسکی بیماری درجۂ شفایابی سے تجاوز نہ کر گئی ہو اُن دواؤن کو بر عایت پرہیز وغیرہ شرائط استعمال کرتا ہے تو اُس حکیم مطلق کی اسی پر عادت جاری ہے کہ اُس بیمار کو حسبِ استعداد اور قابلیت کسیقدر صحت اور تندرستی سے حصہ بخشتا ہے یا بکلی شفا عنایت کرتا ہے اسی طرح خداوند کریم نے نفوسِ طیبۂ اُن مقربین مین بھی روزِ ازل سے

وہ ادنیٰ ہو جیسا کہ خود انسان کے افراد متفاوت الاستعداد پر نظر کرنے سے یہہ فرق ظاہر اور ہویدا ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بہلا الہام ہی کے بحث مین کوئی منصف آدمی خیال کرے کہ کیا اس بات کا سمجھنا کچھہ مشکل ہے کہ خدا جو تمام صفات کاملہ سے متصف ہے گونگا نہین ہو سکتا بلکہ ضرور لازم ہے کہ جیسے دیکھتا ہے سنتا ہے جانتا ہے ایسا ہی بولتا بھی ہو اور جب بولنے کی صفت پائی گئی تو اس صفت کا فیض بھی افراد کاملہ نوع انسان پر ہونا چاہئے کیونکہ خدا کی کوئی صفت فیض رسانی سے خالی نہین اور وہ تمام صفات مبدء فیوض ہے نہ بعض صفات اور تمام صفتون کے رو سے انسان کے لئے رحمت ہے نہ بعض صفتون کے رو سے کیا اس بات کا سمجھنا کچھہ پیچیدہ ہے کہ انسان جو انواع اقسام کے جذبات نفسانی مین گرفتار ہے اور ہر یک لحظہ حرص اور ہوا کی طرف جھکا جاتا ہے وہ آپ ہی قانون شریعت کا واضع اور بنانیوالا نہین ہو سکتا بلکہ وہ پاک قانون اُسی کی طرف سے صادر ہو سکتا ہے کہ جو اپنی ذات مین ہر یک جذبہ نفسانی اور سہو و خطا سے پاک ہے کیا اس امر مین کچھہ شک بھی ہے کہ مجرد عقل خدا شناسی کے بارہ مین مرتبہ ہے تک ہرگز نہین پہنچا سکتی کیا انسانون کو دلونہین طبعی طور پر اس خواہش کا احساس پایا نہین جاتا کہ وہ خالق کے دریافت کے بارے مین ظنون عقلیہ سے آگے قدم بڑہاوین کیا سچے طالبون کی روح ایسے انکشاف کے لئے نہین تڑپتی جس سے انکو اُس زندہ خدا کے وجود اور عالم مجازات پر کامل تسلی اور تشفی ملے اور اُسکی

یہہ خاصیت ڈال رکھی ہے کہ اُنکی توجہ اور دُعا اور صحبت اور عقد ہمت بشرط قابلیت امراض روحانی کی دوا ہے اور اُنکے نفوس حضرت احدیت سے بذریعہ مکالمات و مخاطبات و مکاشفات انواع اقسام کے فیض پاتے رہتے ہین اور پھر وہ تمام فیوض خلق اللہ کی ہدایت کے لئے ایک عظیم الشان اثر دکھلاتے ہین۔ غرض اہل اللہ کا وجود خلق اللہ کے لئے ایک رحمت ہوتا ہے اور جس طرح اسباب مین قانون قدرت حضرت احدیت کا یہی ہے کہ جو شخص پانی پیتا ہے وہی پیاس کی درد سے نجات پاتا ہے اور جو شخص روٹی کہاتا ہے وہی بھوک کے دکھہ سے خلاصی حاصل کرتا ہے اسی طرح عادت الٰہیہ جاری ہے کہ امراض روحانی دور کرنیکے لئے انبیاء اور اُنکے کامل تابعین کو ذریعہ اور وسیلہ ٹہہرا رکھا ہے اُنہین کی صحبت مین دل تسلی پکڑتے ہین اور ریبت کی آلائشین رد بھی ہوتی ہین اور نفسانی ظلمتین اُٹھتی ہین اور محبت الٰہی کا شوق جوش مارتا ہے اور آسمانی برکات اپنا جلوہ دکھاتی ہین اور بجز اُنکی ہرگز نہ باتین حاصل نہین ہوتین بس یہی باتین اُنکی شناخت کی علامات خاصہ ہین۔ فتدبر ولا تعجل

اور ضعیف الاستعداد قوی الاستعداد کا مقابلہ نہیں کرسکتا حالانکہ سب انسان ایک ہی

بقیہ حاشیہ بمبر ۱۱ ہستی اور اُسکے وعدوں کا حقیقی طور پر پتہ لگ جاوے کیا یہ امر منصف پر پوشیدہ رہ سکتا ہے کہ جو صدہا مذہبی جھگڑے طول طویل تقریروں سے پیدا ہوئے ہیں جنکا اصل موجب غلط تقریروں کا اثر ہے وہ صرف قانون قدرت کے اشارات سے اور اُسی مبہم صحیفہ کے ایماءات سے طے نہیں ہوسکتے بلکہ جو بات تقریروں نے بگاڑی ہے اُسکی اصلاح بھی تقریروں ہی سے ہوسکتی ہے اور جو کلام کا مارا ہوا ہے وہ کلام ہی سے زندہ ہوسکتا ہے مگر بمقابلہ ناپاک کلام کے کلام ایسا پاک چاہئے جو بالکل حق محض اور خدا کے خالص علم سے نکلا ہو۔ پر جبکہ باوجود بدیہی الصداقت ہونے مسئلہ ضرورت الہام کے پر بھی بعض لوگ الہام سے انکار کئے جاتے ہیں اور خدا کی مقدس کتاب کو انسان کا اختراع خیال کرتے ہیں تو کیونکر خیال کیا جائے کہ اُنکو کچھ خدا کا خوف بھی ہے اور کیونکر امید رکھیں کہ اُنکے مونہہ سے بھی کوئی انصاف کا کلمہ نکلیگا۔ جو لوگ کسی حالت میں جھوٹ کو چھوڑنا نہیں چاہتے اُنکو ہمارا کہنا بھی عبث ہے اور اُنکا اِس کتاب کو دیکھنا بھی عبث۔ افسوس کہ صدہا آدمی غافل کہلاکر بہ جہالت میں گرفتار ہیں آنکھیں رکھتے ہیں پر دیکھتے نہیں اور کان بھی ہیں پر سُنتے نہیں اور دل بھی ہے پر سمجھتے نہیں ایسے لوگ برہمو سماج والوں میں کچھ کم نہیں جنہوں نے اپنی عقلمندی یہی دکھلائی تو یہ دکھلائی کہ خدا کی صفاتِ قدیمہ کو اُسکی ذات میں سے اُوٹھا کر الگ رکھ دیا اور گونگا اور ناقص الفیض اور ناقص القدرت نام رکھا جب اُنکے عقلمندوں کا یہ حال ہے تو کیا وہ جسکی عقل اُن میں سے ناقص ہے اُنکو دیکھ کر بکلی خدا کی صفات سے مُنکر نہیں ہوجائیگا کیونکہ اگر خدا بولنے پر قادر نہیں تو پھر کیونکر کوئی سمجھے کہ دیکھنے اور سُننے اور جاننے پر قادر ہے اگر اُسمیں صفت کلام نہیں پائی جاتی تو پھر اسپر کیا دلیل ہے کہ اور صفتیں پائی جاتی ہیں اور اگر صفت تکلم تو اُسکو حاصل ہے پر کس صفت سے کسی مخلوق کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا تو کیا یہ خیال نہیں کیا جائیگا کہ وہ درخت رحمت اپنی تمام شاخوں کے ساتھ جو صفاتِ کاملہ ہیں اپنی مخلوق پر سایہ افگن نہیں بلکہ بعض ٹہنیاں اُسکی خشک بھی ہیں جن سے کبھی کسیکو فایدہ نہیں پہنچا پھر تو برہمو سماج والوں کا خوش اعتقاد ہے پھر ایسے لوگ باوجود ان ذلیل اور باطل اعتقادوں کے قرآن شریف کو کہ جو تمام صداقتوں کا چشمہ ہے ایسا خیال کر رہے ہیں کہ نعوذ باللہ وہ خدا کا کلام نہیں بلکہ خود غرضی سے لکھا گیا ہے اور چونکہ بُرے خیالات اچھے خلقوں سے محروم رکھتے ہیں اِس لئے یہ لوگ بھی قرآن شریف

نوع مین داخل ہین ماسوا اسکے یہہ خیال بھی صحیح نہین کہ ہر یک بولی انسان کی ہی ایجاد ہے بلکہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ پر بدگمانی کرکے طرح طرح کے خبائث مین پڑ گئے اور انواع اقسام کی اہانت روا رکھی تمدست کو بیمار قرار دے دیا اور اپنے گھر کے ماتم سے بیخبر رہے افسوس کہ یہہ لوگ نہین سوچتے کہ جو کتاب خود غرضی سے لکھی جاتی ہے کیا اُسکی بھی نشانیان ہوا کرتی ہین کہ وہ حکمت مین معرفت مین حقایق مین دقایق مین سب کتابون سے افضل و اعلیٰ ہو اور انسان اُسکے مقابلہ سے عاجز ہو۔ کیا ایسی کتاب کو انسان کا افترا کہنا چاہئے جسکے مقابلہ پر اگر سارے انسان فکر کرتے کرتے مر ہی جائین تب بھی اُسکے سامنے کچھ بن نہین پڑے کیا ایسے مقدس اور معصوم اور پاک اور کامل انسان کو نفسانی اور اہل غرض کہنا چاہئے جس نے دُنیا کی تعلیمون مین سے ایک ذرا حصہ نہ پایا اور اُمّی اور محض بے علم ہو کر حکیمون کو اپنے فضائل علمیہ سے شرمندہ کیا۔ تمام فلاسفرون کا گھمنڈ توڑا گم گشتہ لوگون کو خدا کا راستہ دکھایا۔ اگر اِس کام کو کسی انسان نے کیا ہے تو گویا وہ انسان نہین خدا ہی ہوا جس نے ایسا کام کر دکھایا جسکی نظیر پیش کرنے سے انسانی قوتین قاصر و درماندہ ہین۔ اگر وہ پاک نبی جو قرآن شریف لایا نعوذ باللہ نفسانی آدمی ہے تو پھر اُن لوگون کا نام کیا رکھین جو بڑے بڑے عاقل اور حکیم و فلاسفر بلکہ خدا کہلا کر اور مخلوق پرستون کی نظر مین ربّ العالمین بنکر بھی فضائل علمیہ مین اُسکے برابر نہ ہو سکے اور اُنکی کلام نے قرآن شریف کے سامنے اتنی بھی حیثیت پیدا نہ کی جیسی سمندر کے سامنے ایک نیم قطرہ کی حیثیت ہوتی ہے۔ افسوس کہ یہہ لوگ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسر شان روا رکھ کر یہہ خیال نہین کرتے کہ اِس سے ایک عالم کی کسر شان لازم آتی ہے۔ کوئی اپنی عقل پر ناز کرے یا بزعم خود کسی دوسرے نبی کا تابع بن بیٹھے اُسکے لئے بھی سیدھا راستہ ہے کہ اول انتہا کی کوشش کرکے قرآن شریف کے حقائق و معارف کے مقابلہ پر اپنی عقل یا اپنی الہامی کتاب مین سے ویسے ہی حقائق حکمیہ نکالکر دکھلاوے پھر جو چاہے بکا کرے۔ مگر قبل اِسکے جو اِس مہم کو انجام دیسکے جو کہ وہ کسر شان قرآن شریف کرتا ہے یا جو الفاظ تحقیر آمیز حضرت خاتم الانبیا کے حق مین بولتا ہے وہ حقیقت مین اُسی نادان ناقص العقل پر یا اُسکے کسی نبی و بزرگ پر وارد ہوتے ہین کیونکہ اگر آفتاب کی روشنی کو تاریکی قرار دیا جائے تو پھر بعد اُسکے اور کونسی چیز رہیگی جسکو ہم روشن کہہ سکتے ہیں

اے سرخود کشیدہ از فرقان — پا نہادہ بہ جُملہ طغیان
ہا ہُو کم کُن بپیش نور ہدا — تو بکُن از فسوس و باز ہیا
این بہ چشمی ست کور و بخت کبود — کافتابے در و چو ذرہ نمود
تا نگیری کنارہ زین رہ و خو — ہست دور از کنار کشتی تو
باخدایت عناد در کین تا چند — خندہ و بازیت بدین تا چند
خویشتن ما کش بہ ترک حیا — جائے گریہ مشو باستہزا

بکمال تحقیق ثابت ہے کہ موجد اور خالق انسان کی بولیوں کا وہی خدائے قادرِ مطلق ہے جس نے

بقیہ حاشیہ بلا مہرِ تابان چو بر فلک رخشید　　چون تو انی سنگ خسپ رشید　　شب تو ان کرد صد زیب نہانہ　　لیک در روز روشن این ستانہ

قہرِ فرقان نہ تافت است چنانہ　　کو بجا نہ نہان زدیدہ دران　　آن چراغ ہداست دُنیارا　　رہبر و رہنماست دُنیارا

رحمتی از خداست دُنیارا　　نعمتے از سماست دُنیارا　　مخزنِ رازہائے ربّانی　　از خدا آئۂ خدا دانی

برتر از پایۂ بشر بکمال　　دستگیرِ قیاس و استدلال　　کارسازِ اتم بعلم و عمل　　جُنبشِ اعظم و اثر اکمل

ہر کہ بر عظمتش نظر بگشاد　　بے توقف خدائیش آمد یاد　　وا کہ از کبر و کین ندید انور　　کور ماند و نورِ حق مہجور

وہ چہ دارد ازان نگاہ اسرار　　دل و جانم فدائے آن دلدار　　پُر ز نورِ جلال حضرتِ پاک　　خوشا بان ذاتِ حق برخاک

وہ چہ دارد خزائنِ اسرار　　دل و جانم فدائے آن انوار　　ہست آئینہ ہر روئے خدا　　عالمے را کشید سوئے خدا

بے زبانان ازو فصیح شدند　　زشت رویان از و صبیح شدند　　میوہ از رو ضۂ فنا خوردند　　واز خود و آرزوئے خود مردند

دست غیبے کشید دامنِ دل　　پا برآورد و جذبِ یار نگل　　بود آن جذبۂ کلامِ خدا　　کہ دلِ شان ربود از دُنیا

سینۂ شان ز غیر حق پرداخت　　واز مئی عشقِ آن نگار نگاشت　　چون شد آن نورِ پاک شامل شان　　تافت از پردہ بدر کامل شان

دور شد ہر حجابِ ظلمانی　　شد سراسر وجودِ نورانی　　خاطرِ شان بجذبِ ربانی　　کرد مائل بعشقِ رحمانی

آن چنان عشق تیز مرکب راند　　کہ از ان مشتِ خاک ہیچ نماند　　نے خودی ماند نے خدائے سوا و سوس　　اوفتاده بخاک و خون سرکس

عاشقانِ جلالِ روئے خدا　　طالبانِ زلالِ جوئے خدا　　پر ز عشق و تہی ز ہر آرزئے　　کشت و زانِ نشان نخاست آوازے

پاک گشته ز لوثِ ہستیٔ خویش　　رُسته از بندِ خود پرستیٔ خویش　　آنچنان یار و دلبر مند انداخت　　کہ ندانند باد گر پرداخت

قدمِ خود زده براہِ عدم　　گم بیابانِ ز فرق تا بقدم　　ذکرِ دلبر غذائے نغزِ حیات　　حاصلِ روزگار و مغزِ حیات

سوخته ہر غرض بجز دلدار　　دوخته چشمِ خود ز غیر نگار　　مرصلِ او اصلِ مدعا کرده

مرده و خویشتن فنا کرده　　عشق جوشید و کارہا کرده　　از دو یار خودی شد ند جدا　　سیلِ پُر زور بود و بُرد از جا

لاجرم یافتند نورِ خدا　　چون خودی رفت شد ند ہو خدا　　تن چو فرسود و دلستان آمد　　دل جاز دست رفتِ جان آمد

عشقِ دلبر بروئے شان بابید　　ابرِ رحمت بکوئے شان بارید　　ہست این قومِ پاک سامانے　　کہ ندارد جہان بدو رانے

دست ہر دُعا چو بردارند　　مورد فیض ہائے دادارند　　کشف و رؤیائے گر از خدا خواہند　　ملہم از حضرتِ شہنشاہ اند

کس بہر وقت شان ندارد راہ　　کہ نہان اند در قبابِ الٰہ　　گر نمائید خدا کیے زانان　　بر کمالش دو ند سلطانان

این ہمہ عاشقانِ آن یکتا　　نورِ یابند از کلامِ خدا　　گرچہ ہستند از جہان پنہان　　باز گہ گہ ہمی شوند عیان

اپنی قدرتِ کاملہ سے انسان کو پیدا کیا اور اُسکو اسی غرض سے زبان عطا فرمائی کہ تا وہ کلام کرنے پر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

ہم چو خورشید و مہ بر و آئید — غیر را چہرہ نیز بنمائید — بالخصوص آن زمان کہ بادِ خزاں — باغ مہرو وفا کند ویران

دل بہ بند و جہان ببارِ فنا — لب کشائید بمدحتِ دُنیا — چیفہ را کنند مدح و ثنا — واز خدا او ندجود استغنا

عاشقِ زر شوند و دولت و جاہ — سر و گردد محبتِ آن شاہ — شوکت و شان این سپہ از مال — خوش نمائید بدیدۂ جہال

بر زبانہا شود مقامِ خدا — اندرون پُر شود ز حرصِ ہوا — اندرین روزہائے چون فتنہ — دست گیرد عنایتِ دادار

مے فرستند خلق صاحبِ نور — تا شود تیرگی ز نورش دور — خلق گردد ز خوابِ خود بیدار

تا شناسند مردمان رہِ راست — تا بدانند منکران کہ خداست — این چنین کس چو رو نہد بجہان — بر جہان غلغلہ کند عیان

چون بیائید بہار باز آید — موسمِ لالہ زار باز آید — وقتِ دیدارِ یار باز آید — بیدلان را قرار باز آید

ماہِ روئے نگار باز آید — خور بہ نصف النہار باز آید — باز خندد و بنازد لالہ و گل — باز غنچہ ز بلبلان غلغل

دست غیبش بہ پردہ ز کرم — صبح صادق کند ظہورِ اتم — نورِ الہام ہمچو بادِ صبا — نزدش ہا روز غیب شبہا

مے نمود ملہم از امورِ نہان — زآن سرائر کہ خاصۂ یزداں — تا نمائید عیانِ حقیقتِ کار — تا ز ند سنگ بر سرِ انکار

ہم چنین آن کریم و پاک قدیر — مے کند روشنش چو مہر منیر — دیدہا مے کند بدو بینا — گوشہا مے کند بدو شنوا

ہر کہ آمد بدو بصدق و صفا — یابد از وے شفا بحکمِ خدا — از خدا سے علیم مخفیات — گفت پیغمبرِ ستودہ صفات

بر سرِ ہر صدی بروں آید — آنکہ این کار را ہمی شاید — تا شود پاک ملت از بدعات — تا بیابند خلق زو برکات

الغرض ذاتِ اولیاءِ کرام — ہست مخصوص ملتِ اسلام — این نگویم گزاف و الغوخرافات — تو طلب کن ثبوتِ آن بدلست

اے کہ یے زرۂ ذلیل و خوار — چہ شود عاجز از تو ان دادار — استحانِ کُن گر اعتمانی نیست

وعدۂ کج بطالبان ندہم — کاذبم گر از دشمنان ندہم — ہمہ این سست لافی نیست — من خود از بہر این نشان زادم

این سعادت چو بود قسمتِ ما — رفتہ رفتہ رسید نوبتِ ما — دیگر از بہر غمی دل آزادم

تا نگردد تہی نکانِ بادیہ ما — گردم آئید زین فغان و صلا — ہمچو مادر دوان بپے اطفال — نعرہا میزنم بہر بابِ زلال

لیک شرط است عجز و صدق و صفا — آمدن با نیاز و خوف و خدا — رفتن ست این مقامِ فنا — دل بہ بندی درین دو روزہ سرا

حبذا از غربت قدلالِ دل — گر کنون ہم کسے بتابد سر — گیرد از راہِ عدل راہِ دگر

نے زما پرسد و نہ خود داند — نے ز کین سر بکے خود برداند — آن نہ انسان کہ کرکب دریست — رانندۂ بارگاہِ ہیچون ست

سر و کارے بحق نمیدارد — حجتِ مومنان بر او ست تمام — کارِ ما پختہ عذرِ او نہ خام

ایہا الجامحون فی الشہوات — الکثروا ذکرہا دم اللذات

قادر ہو سکے اگر بولی انسان کی ایجاد ہوتی تو اس صورت میں کسی بچہ نوزاد کو تعلیم کی کچھ بھی

بیت حاشیہ نمبر ۱۱

عمر اول بہ من کجا رفت است　　رفت و بنگر تو چہ از دست است　　بارہ عمر رفت در خوردی　　بارہ را بہر کشتی بردی
تازہ رفت و بماند پس خورد　　دشمنان شاد و یار آزردہ　　صد چو تو مجھ سخور ذرمین　　سر بمنزت بر آسمان از کمین
بشنو از وضع عالم گذران　　چون گفتند از بان حال بیان　　کمین جہان باکسے وفا نکند　　نکند صبر تا جد انکند
گر بود گوش تو شنوی صد آہ　　از دل مردہ در دن تباہ　　کہ ہزار و بتا فتم خدا را　　دل نہاد م در آنچہ گشت مرا
قدر این رہ پرس از اموات　　اے بسا گور ہا پر از حسرات　　جائے آلت کز جنبش جائے　　از توزع بر دن نہی پائے
ہر چہ اندازوت زیار خدا　　باش زان جملہ کار و بار خدا　　آخر اے خیرہ سر کشتی تا چند　　کس ز دلدار بگسلد پیوند
روئے دل را بتاب از اغیار　　باش ہر دم بحبت جوئی افگار　　روبدو کن کہ در خ یار است　　ہر دو با فدا ے دلدار است
تو بر دن آز خود لقا این است　　تو در و محو شو بقا این است　　ہر کہ غافل ز ذات بیچون است　　او نہ دانا کہ سخت بخون است
تا کجے روبتابی از رخ دوست　　دیگرے را نشان دہی کہ چو اوست　　در دو عالم نظیر یار کجا　　عاشقان را بغیر کار کجا
چو بدل آتشے ز عشق افروخت　　دلستان ماند و غیر او ہمہ سوخت　　لیکن این است بخشش یزدانی　　تا نہ بخشند با فتن نتوان
آن کسان را عطا شود ز خدا　　کز کمند خودی شوند رہا　　زیر حکم کلام حق بروند　　وز فرامین او برون نشوند
دیگرے را نمید ہند این جا　　در و بندش ثبوت آن بجا　　غیر را آن وفا و مہر کجا　　زہد خشک ست غایت بطلا
عاقلانیکہ بر خرد نازاند　　بخبر از حقیقت و رازند　　ہیچ گوریٰ سید کردہ بروز　　اندرون پر ز خبث گو ناگون
مرخدا را چو سنگ دادہ قرار　　عاجز از نطق و ساکت از گفتار　　آن خدا ے کہ حی و قیوم ست　　نزد شان یک وجود موہوم ست
آن حفیظ و قدیر رب عباد　　نزد شان او فتادہ ہیچ جماد　　خود پسندان بعقل خویش اسیر　　فارغ از حضرت علیم و قدیر
آنکہ خود بین و عجب افتادہ ست　　حضرت قدسش کجا یاد ہست　　خوئے عشاق عجز ہست و نیاز　　نشنیدیم عشق و کبر انباز
گر بجوئی تو انبیا این رہ رست　　اندر آنجا بجو کہ گرد نجاست　　اندر آنجا بجو کہ زور نماند　　خود نمائی و کبر و شور نماند
فانیان را جہانیان نرسند　　جانیان را زبانیان نرسند　　خلق و عالم ہمہ بشد و شراند　　عشق باز آن بعالم دگراند
تا نہ کاید ولت بجان بر سند　　چون بپایمت ز دلستان ہر سند　　تا نہ از خود روی جدا گردی　　تا نہ قربان آستانہ گردی
تا نیائی ز نفس خود بیرون　　تا نہ گردی برائے او مجنون　　تا نہ خاکت شود دبان غبار　　تا نگردد ز غبار تو خون بار
تا نہ خونت چکد برائے کسی　　تا نہ جانت شود فدائے کسی　　چون دہندت بکوئے جانان راہ　　خود کن از راہ صدق و سوز نگاہ
نیست این عقل مرکب آن راہ　　ہوش کن ہوش کن خدا گواہ　　اصل طاعت بود فنا ز ہوا　　تو کجا و طریق عشق کجا

حاجت نہ ہوتی بلکہ بالغ ہو کر آپ ہی کوئی بولی ایجاد کر لیتا لیکن بہ بداہتِ عقل ظاہر ہے کہ اگر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

تو نشنیدہ کبر ازا صرار — کردہ ایمان فدائے استکبار — این چہ عقل تو اینچہ دانش تو — کہ کنی ہم بسے بآن یکتائے

اینچہ استاد ناقصت آموخت — اینچہ قہرِ خدا دو چشمت دوخت — اینچہ از فکرِ خود خطا خوردی — اول الدّن دُردی آوردی

چون شود عقلِ ناقصت چو خدائے — خاک زادی چہ سان پرستیدا — آنچہ صد سہو و صد خطا دارد — علمِ آن پاک از کجا آرد

سہو کن را نشانی نہیات — اینچہ سہو و خطا کنی ہیہات — آنچہ لغزد بہر قدم صد بار — چون زند یار سازندت بکنار

این سراب است سوئے او مشتاب — مینماید ز دور چشمۂ آب — کشتی تو شکستہ است خراب — باز افتادہ در تکِ گرداب

ناز کم کن برین چنین کشتی — کم خرام اے دلی بدین زشتی — نرسی تا الیقین زراہِ قیاس — ہمہ بر ظن و وہم ہست اساس

گر ز فکر و نظر گداز شوی — این نہ ممکن کہ اہلِ راز شوی — گر دو صد جانِ تو شود قربان — این نہ ممکن کہ تنگ ظن برود

ہست را روئے دل کلامِ خدا — کے شوی ہست جز بجامِ خدا — ہست بر غیر را رہ آن بستہ — ہمہ ابواب آسمان بستہ

تا نشد مشعلے ز غیب پدید — از شب تار حبل کس نرہید — بائد اینجا ز کبر ہا دوری — تو بعقل و قیاس مغروری

اینچہ غفلت کہ خوش بدین کشتی — واز خدا بیخبر نپنداشتی — رو طلب کن وصال یار زیار — تکیہ بر زور خود مکن زنہار

تا نہ گردد نگون سرت بہ نیاز — پردہ از نفس تو نگردد باز — تا نریزد ترا ہمہ پر و بال — اندر اینجا پریدن ہست محال

تا توانی ست قوتِ اینجا — نچنین قوتے بیار و بیا — پردۂ نیست بر رخ دلدار — تو ز خود پردۂ خودی بردار

ہر کہ را دولتِ ازل شد یار — کارِ او شد تذلل اندر کار — آن در آمد بہ حضرتِ بیچون — کہ شد از تنگنائی کبر برون

حق شناشی ز خود روی نائید — خود روی خود روی مفزائید — از خودی حالِ خود خراب مکن — شب پری کارِ آفتاب مکن

تا بشر پر بود با استکبار — اندر و نیست ہیچ بو از یار — چون رسد عجز کس بسجدہ تمام — شورشِ عشق را رسد ہنگام

ایکہ چشمت ز کبر پوشیدہ — چہ کنم تا کشائیدت دیدہ — گر ترا در دل ست صدق طلب — خود روی ہا مکن ترک ادب

راز راہِ خدا بجو ز خدا — تو نۂ چون خدا بجائے خود آ — بندہ گا نیم بندہ را بائید — کہ کند ہر چہ خواجہ فرمائید

منصبِ بندہ نیست خود رائی — خود نشستن بکار فرمائی — ہر کہ بر وفقِ حکم مشغول ست — بر سر اجرت ست و مقبول ست

وانکہ بے حکم خود تراشد کار — مزد واجب نمیشود زنہار — ما ضعیفیم و اوفتادہ بخاک — خود چہ دانیم راز حضرتِ پاک

ماہمہ ہیچ اوست کامل ذات — علم ما چون شود چو او ہیہات — ذاتِ بیچون کہ نام اوست خدا — کے خیال خرد رسد آنجا

آنکہ او آمدست از بر یار — اور ساند ز دلستان اسرار — آنچہ ما فی الضمیر ست نہان — کے چو تو داند ش و گر انسان

پس تو ما فی الضمیر آن دادار — مثلِ او چون بدانی اے غدار — آنکہ چشمِ آفرید نور دہد — آنکہ دل داد او سرور دہد

کسی بچّہ کو بولی نہ سکھائی جائے تو وہ کچھ بول نہیں سکتا اور خواہ تم اُس بچہ کو یونان کے کسی جنگل

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

چشمِ ظاہر بہ بین کہ چون نگرم　　خالقش داد نیّرِ اعظم　　وز برائے مصالح دوران　　گاہ پیدا نمود و گاہ نہان

اینچنین ست حال چشمِ دروں　　آفتابش کلامِ آن بیچون　　ہوش دارا بآں بشر کہ عقل بر

سرِ کشیدن طریقِ شعطائی ست　　بر خلافِ سرشتِ انسانی ست　　تا نہ فضلش رہ تو بکشاید　　صد فضولی کنی چہ کار آید

در سرائیرچہ جائے استنباط　　شترے چون خرد لبسمِ خیاط　　تو نہ با خبر از ان کوئے　　تو نہ دانی جمالِ آن روئے

خبرے زو بمردمان چہ دہی　　ماہِ نادیدہ را نشان چہ دہی　　سخنِ یار و سینہ افگار　　جامۂ زندہ است بر مُردہ

گر بری ریگ را بزرگ و بلند　　خبثش یاد خواہدش افگند　　ہست مارا یکے کہ ہر فیضان　　می شود زان محافظ تن و جان

آن خدائیکہ آفرید جہان　　ہست ہر آفریدہ را نگران　　ہر چہ باید برائے مخلوقات　　از لباس و خوراک و راہ نجات

خود مہیا کند بمنت و جود　　کہ کریم است و غفار است و ودود　　چشمِ خود کُن بکشت صحرا باز　　خوشہ با خوشہ ایستادہ بناز

ہمہ از بہر ماست تا بخوریم　　ورد و رنج گرسنگی نہ بریم　　آنکہ از بہر چند روزہ حیات　　اینقدر کردہ است تائیدات

چون نہ کردی برائے دیدارش　　نظرے کُن بعقل و شرم حیا　　سنگ افتد بر اینچنین فرہنگ　　کہ ز صدق است دور صد فرسنگ

گر کنی سوئے نفس خویش خطاب　　کہ چہ سانت گذر شود بحساب　　خود ندائے بیاید از در و بام　　کہ ز نائید حضرتِ بیچون

نائید اندر قیاس و فہم کسے　　کہ شود کار پیش از مگسے　　پس چہ ممکن کہ زورہ امکان　　خود کند کارِ حق بزور و توان

شانِ دادار پاک را بشناس　　واز چنین کس شانِ او بہراس　　خویشتن را شریکِ او مسازی　　پیشِ او دم ز نی با نبازی

اینچہ عقل است ای برادر تو　　اینچہ برفہم تو فتاد حجاب　　گر کسے گوئیدت باستحقار　　کہ درین شہر چونتو ہست ہزار

نیستی از کسے بعقلِ فزون　　با تو ہم پایہ اند مردمِ دون　　مشتعل می شوی کہ چنین خیری　　در دل آری کہ خون او بریزی

آنچہ بر خود روا نمیداری　　چون پسندی بحضرتِ باری　　چون پسندی کہ کار سازِ ہنر　　ایکسی ہست واز سخن معذور

چون پسندی کہ دانہ بار نور　　نخل ورزید باشد ہست قصور　　چون پسندی کہ حضرتِ غیور　　ہست عاجز چو مردگانِ قبور

بہرِ تعظیم ہست مذہب و دین　　تُف بر آن دین کہ میکند توہین　　آنکہ او خلق را زبا نہا داد　　خاک را طاقتِ بیانہا داد

چون بود ملکِ بے زبان مہیا　　شہرت آید زپاکِ کارافتاد　　جامع ہر کمال و عزّ و جلال　　چون بود ناقص اے اسیرِ ضلال

ہمہ اوصاف و چگونگت عیاں　　چون بماندی تکلّفش نہاں　　دیدہ آخر برائے آن باشد　　کہ بدو مردرا او دان باشد

وہ چہ این چشم ہست و این دیدہ　　کہ بروآفتاب پوشیدہ　　گر بدل باشدت خیالِ خدا　　اینچنین نائید از تو استغنا

از دل و جان طریقِ او چوئی　　واز سرِ صدق سوئے او پوئی　　ہر کرا دل بود بدلداری　　خبرش پرسد از خبرداری

مین پرورش کردیا انگلنڈ کے جزیرہ مین چھوڑدو خواہ تم اُسکو خطِ استوا کے نیچے لیجاؤ تب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

گر بنا شد لقاے محبوبی	جوئید از نز دیار مکتوبی	بے دلارام نایدش آرام	گہہ بہ پرسش نظر گہے بکلام
آنکہ داری بدل محبت او	نائیدت صبر جز بصحبت او	فرقت او گر اتفاق افتد	ور تن و جان تو فراق افتد
دلت از ہجر او کباب شود	چشمت از رفتنش پر آب شود	باز چون آن جمال او آن روئے	شد نصیب دو چشم و روے
دست در دامنش زنے بجواز	کہ ز نا دیدنت دلم شد خوار	این محبت بندہ امکان	واز دل انگذ یہ خدائے لگان
لاوبالی فتاد ہ زان یار	فارغی زان جمال وزان گفتار	مردگان را ہمی کشی بہ کنار	واز دلارام زندہ بیزار
کس شنیدی کہ قانع از نایست	عشق و صبر این دو کار دشوار	آنکہ در قعر دل فرود آید	دیدہ از دیدنش نیاساید
تو دل خود بدیگران دادہ	یکسر از یار فارغ افتادہ	این بود حال و طور عاشق زار	این بود قدر دلبر اے مردار
عاشقان را بود ز مصدق آنا	اے سیہ دل ترا العشق بہ کا	تا ز تو ہستی ات بدر نرود	تخم شرک از دل تو بر نرود
پاے سعیت بلند تر نرود	تا ترا او دو دل بسر نرود	یار پیدا شود و دران ہنگام	کہ تو گردی ہمان زخود بہ تمام
تا نہ سوزی ز سوز و غم نزہی	تا نمیری ز موت ہم نزہی	چیست آن ہزہ جاودان کشتن	آتش اندر دلے بزن کہ بخفت
کلبۂ جسم خود بکن بر باد	چون نمی گردد از خدا آباد	پاے خود را خدا کس باز تن نجر	چون نگیرد ہے صداقت پیش
ہیچ چیزے بجز ذات بیچون نیست	جگرے خون شود کز و خون نیست	گنج ہاے جہان فدائے نگار	بہ ز صد گنج خاک پاے نگار
ہر چہ از دست او رسد آن بہ	خار او از ہزار بستان بہ	ذلت از بہر او ز عزت بہ	قلت از بہر او ز کثرت بہ
مُردن از بہر او حیات مدام	صد لذائذ فدائے آن آلام	اے کہ در کوئے وا ستان گذرے	با وفا باش و ز جان گذرے
صادقانیکہ طالب یار اند	جان فشانان ز بہر دلدار اند	گر نیابند راہ آن دلبر	از غمش جان کنند زیر و زبر
از دلارام رنگ میدارند	واز رہ نام ننگ میدارند	لذت خود بدر دے بینند	حسن در رو ے زر دے بینند
تو کہ چون خر بگل فرو مانی	ہمت آن یاران چہ میدانی	سہل باشد حکایت از غم دوست	واندآنکس کہ رو بغم آکرد
آفرین خدا بر آن جانی	کہ ز خود و شد برائے جانانی	منزل یار خویش کرد بدل	واز ہوا ہا رسید صد منزل
از خودی در شد و خدا را یافت	گم شد و دست رہنما را یافت	توجہ یابی کہ نا فلے زین راہ	واز جلال خدا نہ آگاہ
ہمہ کارت تعقل خام افتاد	ہمہ سعی تو ناتمام افتاد	ہمچو طوطی ہمین سخن با دست	کہ بشر عاقل ست آزاد ست
اے کہ دیوانہ پے اموال	وہ کہ در کار دین چنین اہمال	روئے دل را بجانب دین کن	فکر آخر غم نخستین کن
حصر تو بر قیاس در ہمہ حال	ہست بر حق تو یک استدلال	تا نہ فرمان رسد باعلانی	چون شود کس مطیع فرمانی

ہی وہ بولی سیکھنے مین تعلیم کا محتاج ہوگا اور بغیر سکھانے کے بے زبان رہیگا۔

بقیہ حاشیہ بمیرا

تا نہ حکمے شود ظہور پذیر　　چون توانی شدن مطیع پیر　　تا نگردد کسے ز حق مامور　　کفر و ایمان چسان کنند ظہور

تا نیائید اشارتے ز نگار　　چہ برآید ز دست عاشق زار　　فرق در سرکش و مطیع خدا　　جز بحکمش چسان شود پیدا

شرطِ تعمیل حکم چون حکم است　　پس وجودش بجو نخست اگر ہست　　ورنہ این دعویٔ غلط بگذار　　کہ روم زیر حکم آن دادار

خود ترا شیدن از خودی زوال　　آن نہ حکم خدا ست ای نادان　　نہ بعرف ہست و نی بعقل روا　　کہ شود ظن خویش حکم خدا

حکم او آن بود کہ او فرمود　　پس چو فرمود خود نگہ کن زود　　کہ ازین شد ثبوت وحی خدا　　شد ضرورت مسلّش ز بن جا

گر دہندت بصیرت و بینی　　ور نہ ما نا ملاک خود بینی　　بنگر آخر بعقل مو بمو قیاس　　کہ خرد ما نہ محکم است اساس

تا نیا شد رفیق او گرمی　　نا یدش از رہِ یقین خبری　　تا نہ بینی بدیدہا جائی　　یا نہ یابی خبر ز بینائی

خود نگوید ترا خرد زنہار　　کہ چنین دار و آن مکان انگار　　پس چہ ممکن کہ دم زند بجا　　کہ چنین اند آن و یار و علاو

این چہ حق ست و اینچہ بو الہوسی　　کہ بجہل است لاف آگاہی　　چون روی از قیاس خود بری　　کہ ندیدی بعمر خویش گہی

چون شد از عالم دگر خبرت　　ما ورت دیدہ بود یا مدرت　　ور ندیدہ ست کس چسان دانی　　کہ حرام است دفن بعد بانی

تو نگہ داری ز انبیا انکار　　این ہمہ کوری است و استکبار　　یک نظر کن بفطرت خود باز　　کہ ندارند جوہر ہمگان

مختلف او فتاد ہر شعبے　　کس نجیرے ز دود کس ببرے　　پس چو یک بیش و دیگر است کمی　　ہم چنین در قبول فیض ہمی

خود نگہ کن کنون ز صدق و صفا　　کہ چہ ثابت ہمی شود ز نیسا　　شب تار است و خوف بیش از پیش　　از سر خود ردی مدہ سر خویش

پس دلیل چون نمید انی　　چون بدانی غیوب ربانی　　در شگفتم کہ با چنین نقصان　　از چہ بر عقل نے شوی نازان

این چہ عقل است و اینچہ معرفت است　　اینچہ قہر خدا و خشمت لبست　　وآن وعید خدا ندارد یاد

لشنو از وحی حق چہ گوید باز　　از جناب وحید و بے انباز　　گمان خرد کہ در دل عقلاست　　ہمہ یک ذرہ ز آتش ماست

آن کلام خدا نہ بر فلک ست　　تا بگوئی کہ ہست دور از دست　　یا بگوئی کہ کار ہست محال　　بر فلک رفتنم کدام مجال

نے بزیر زمین کلام خدا　　تا بگوئی کہ چون خزم آنجا　　چون ز قعر زمین برون آرم　　خود چنین طاقتے نیندارم

قلع محذور تو کردہ دور پاک　　نور عرش آمد ست بر عالم　　گر ترا رحم آن نگہان نکشد　　دولت سوئے او عیان نکشد

اللہ اللہ چہ رخنت از انوار　　ہست رشح و گر در آن گفتار　　جبل گر دود ز دیدنش کمیو　　رود بد صد کشانیش ز ان رو

نور بارآور د تلاوتِ او　　عالمے زیر بارِ منتِ او　　چشمہ بر دور اینچہ ہست حجاب　　ہست یک چشمۂ ز آب زلال

تا جہان رسم و لبری بنہاد　　کس جواد و دلبری نہ داد　　آن شعاعی کز و شدہ ست عیاں　　کس ندیدہ ز مہر و مہ بجہان

اور اس خیال کی تائید میں یہہ وہم پیش کرنا کہ ہم بچشم خود دیکھتے ہیں کہ بولیوں میں

بقیہ حاشیہ بر ۱۱۱

چند بر عقل خام ناز کنی — چہ کنم تا تو دیدہ باز کنی — نقص خود بنگر و کمال خدا — ذلت خویشتن جلال خدا
از رہ عقل راہ رب مجید — کس ندیدست و کس نخواہد دید — اندر آنجا کہ سوختن بائید — چون رسد از قیاس کی آید
تا نشد وحی حق مدد فرما — تا نیاورد بوی نسیم صبا — عقل راز ان چمن نبود خبر — طائر فکر بود سوخت پر
آن صبا نگہتے نیارد آورد — تا خرد نیز رو بکار آورد — بارہا آب خود نگار آورد — تا سخیل قیاس بار آورد
وقت عیش است و موسم شادی — توچہ در سوگ ماتم فتادی — تند بادی بخواہ از دادار — تا خس و خار تو پرد یک بار
در خور و مہ شکے نگیر و راہ — تو ز دلدار خویش دیدہ بخواہ — گم رہی تا دمی کہ سر تابی — چون بجوئی ز صدق دل یابی
نیستی طالب حقیقت راز — بس ہمین مشکل است آنرا ساز — بر وجودش ز صنعت استدلال — این مجاز است نے چو اصل وصال
وصلش از آلہ مجاز نمی نیست — باز کن دیدہ جائے باز نمی نیست — گر بر آتش دو صد جگر سوزی — نیستت از قیاس بہرہ روزی
خیرے نیستت ز جا نا نہ — مے زنی ہر زہ گام کورانہ — آن یقینی کہ بخشدت دادار — چون قیاس خود ت ندہد پندار
آن یکے از دہان دلداری — نکتہ ہائے شنید و اسراری — و آن دگر از خیال خود بگمان — پس کجا باشد این دو کس یکسان
ایکہ معزور راہ منظونے — تو نہ عاقل کہ سخت مجنونے — لشکرے زیر منت عقلا

این خدائی عجیب و دل تست — آن خدا را کز دست منت ہا
کہ چنین ہست زار و ماندہ و سست — نانہ از عاقلان مدد ہا یافت
کی پسند و خرد کہ آن اگبر — شہرتے یافت از طفیل بشر
نیز و بر حال خود نگاہ کن — خیر از نفس خود بہ پرس نشان
می تپد از برائے رفع حجاب — یا فیاسش بس است در ہر باب
تو اسیری بصد ہزار خطا — ہر خطائے تبر ز در ہا
سخن راست است فی ز خطاست — تو نہ فہمی سخن خطا اینجاست
راز ذات نہان کہ گوید باز — جز خدائے کہ ہست محرم راز
تو نہ فہمی ہنوز این سخنم — اے خوبرو مے یار زود برو
آنچہ کار ہست گفتہ ام ہم — گفتہ آنچہ کار و پنہان ہم
ورنہ روئے نگار نیست نہاں — از رگ جان قریب تر یار ست

نقص خود بنگر و کمال خدا — ذلت خویشتن جلال خدا
اندر آنجا کہ سوختن بائید — چون رسد از قیاس کی آید
عقل راز ان چمن نبود خبر — طائر فکر بود سوخت پر
بارہا آب خود نگار آورد — تا سخیل قیاس بار آورد
تند بادی بخواہ از دادار — تا خس و خار تو پرد یک بار
گم رہی تا دمی کہ سر تابی — چون بجوئی ز صدق دل یابی
بر وجودش ز صنعت استدلال — این مجاز است نے چو اصل وصال
گر بر آتش دو صد جگر سوزی — نیستت از قیاس بہرہ روزی
آن یقینی کہ بخشدت دادار — چون قیاس خود ت ندہد پندار
نکتہ ہائے شنید و اسراری — و آن دگر از خیال خود بگمان — پس کجا باشد این دو کس یکسان
آن خدا را کز دست منت ہا — لشکرے زیر منت عقلا
نانہ از عاقلان مدد ہا یافت — نتوانست سوئے خلق شتافت
شہرتے یافت از طفیل بشر — چون بخوابی بغفلت اے نادان
خیر از نفس خود بہ پرس نشان — کہ چہ خواہد مراتب عرفان
یا فیاسش بس است در ہر باب — خیر در نفس چو لعلش دان
ہر خطائے تبر ز در ہا — کہ از ین کار خام بگریزی
سخن راست است فی ز خطاست — تو نہ فہمی سخن خطا اینجاست
جز خدائے کہ ہست محرم راز — کر کشاید بدون وحی خدا
اے خوبرو مے یار زود برو — در دل ما مخالفے نشناخت
کہ دل آزرد از شب یلدا — کاش دیدی کسے ز خوف خدا
ترک خوف خدا و بد عملی — این دو چیز اند تخم تیرہ دلی

ہمیشہ صدہا طرح کے تغیّر و تبدّل خود بخود ہوتے رہتے ہیں جن سے بولیوں میں انسانی تصرّف

بقیہ حاشیہ نمبر ۱

ہر کہ برخواست از خودی کبریا　　خود نشیند بکنارِ او دادار　　حیّ و قیّوم قادر ست نگار　　تو بمیندار مُردۂ اے مردار

میلِ رفتن گر ست جانب یار　　جانبِ صدق را عزیز بدار　　ور تشکے ہست نیز رنجہ مکن　　تا شکوکت برآورم از بُن

گر خرد پاک از خطا بودی　　ہر خردمند با خدا بودی　　کس نرستے از ذہولِ خطا　　جُز خداوند عالم الاشیا

نظرے کُن ز روئی استقرا　　گر کسی رستہ ہست باز نما　　ورنہ باز آ ز شوخی و انکار　　جیفۂ کذب را مخور زنہار

آخرت با خدا فتد سر و کار　　خود نگہ کُن بہ ترس ز آن دادار　　در خرابات او فتادولے　　خود بخود چون برون شود گلے

رو بہ باطل نہادۂ باز آ　　دل بہ بد روئے دادۂ باز آ　　در منازل فتادۂ باز آ　　این کجا ایستادۂ باز آ

آخر اے لافِ زن ز عقل و خرد　　ہوش کُن یا منہ بروں از حد　　دم زدن در خیالہائے محال　　ہست شور بدہ مشو بے وصال

ہر کہ رخت افگند بویرانہ　　مے نماید بہتر ز دیوانہ　　چہ نہ دانی کہ آخرت ہست حساب

پائے تو لنگ منزلِ تو دراز　　ترسمت چون رسی ازیں بکذاز　　خود چنین است فطرتِ انساں　　کہ چو مینہ کہ مشکل ست گران

اول از زور و تاب و طاقتِ خویش　　مے کند سعی و جہد بیش از بیش　　تا مگر کارِ رستہ بگشائد　　زیر بارِ سپاس کس نائد

چون بہ بیند کہ کارِ رفت از دست　　رسنِ اضطرار رفت از دست　　رو نہد سوئے کوچۂ یاران　　مددے جوید از مددکاران

زور و دستِ برادران جوید　　نزد ہر کارداں ہمی پوید　　چون بماند ز ہر طرف ناچار　　نالہ آخر بدرگہِ دادار

نعرہا میزند بحضرتِ پاک　　واز تضرع چنین نہد بر خاک　　ورخود بندد و بگریدزار　　کاے کشائندۂ رہِ دشوار

گنہ من ہمچو پردۂ پوش　　تا نہ شمسن زنند بشادی جوش　　چون چنین فطرتِ بشر افتاد　　زان سہ گونہ صفت کہ کردم یاد

آن حکیمش ز لطفِ بے پایاں　　حسبِ فطرت بداد ہم سامان　　از پئے جہدِ خویش عقلش داد　　راہِ فکر و قیاس و خوض کشاد

واز پئے کارِ ہا ہمین امداد　　رحم در قلبِ یکدگر بنہاد　　از شعوب و قبائل و اقوام　　کرد کارِ نظام ور بط تمام

واز پئے حاجتِ فیوضِ خدا　　کرد الہام را ز رحمِ عطا　　تا رسد کارِ آدمی بکمال　　تا میسّر شود ہمہ آمال

تا بسعیِ یقین رسد تعلیم　　تا دو گونہ شود رہِ تفہیم　　زان دو گونہ منابعِ تلقین　　مے کشائید رہِ حصولِ یقین

ہر طبیعت بحسبِ فہم و خیال　　مے برائید بدان ز چاہِ ضلال　　غرض آن میلِ فطرتے کہ خدا　　کرد در فطرتِ بشر پیدا

آن ہمی خواست وحیِ ربانی　　فطرتے کُن بنورِ تا دانی　　فطرتت چون فتادہ است بجا　　چون کشی سر ز فطرتِ اعنی ماوالا

اقتضائے طبیعتِ انسان　　کہ نہاد ست ایزدِ منان　　گر بشر را کشد بسوئے قیاس　　تا نہد کار را العقل آساس

گاہِ دیگر کشد بمنقولات　　تا بیارد آمد از بیانِ ثقات　　نہ کہ آرام قلب و اطمینان　　جُز بانوارِ صادقانِ متوان

کا ثبوت ملتا ہے سو واضح ہو کہ بہہ و ہم سراسر و ہو کا ہے۔ تغیرات کہ جو ہمیشہ بولیوں کو لگے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

چون واجب است تعلیم	کہ بقا خیر بود تفہیم	لاجرم رہ کشادہ اند و وتا	تا رسد ہر طبیعتے بمراد
تا ذکی و غبی واقف رہ دون	ہر یکے بقدر سوئے آن ہیون	وز پئے رافیت نیز ہم رہ بازہ	ہر ضرورات وحی آن رحمانہ
کہ چنین شہرت خدائے یگانہ	ہر گزاز بہد عقلما متوان	گر نہ گفتی خدا را نا الموجود	چون فنا دی جہان برش لبود
این ہمہ شور زشتی آن یار	کہ از و عالمست عاشق زار	خود بہندا خت آن خدائے اجل	نہ بشر کرد بر سرش احسان
اے دریغ ایں ہمہ آگہی زادہ	کز خدا دور خود ہی بفتادہ	عقل چون شد پو فیض وحی نبود	دیدہ را نہ آفتاب ہست وجود
او اگر نور خود نہ بخشیدی	چشم ما خود بخود چسان دیدی	بگسل از فیض گل سخن آموخت	منکر از وے ہمان کہ چشم بدوخت
ہمہ عالم گواہ آلائش	البتہ منکر ز وحی والقائش	مہر پاکان بجان من ہم از پاکان	تا شوی جان من ہم از پاکان
این خرد جملہ خلق میدانند	نازکم کن کہ چو تو نابینا اند	چارۂ ما بغیر یار کجا	ما کجائیم و عقل زار کجا
زہر فرقت چشی و ناکامی	باز منکر ز وحی والہامی	جان تو بر لب از نخوردن آب	باز از آب زندگی رو تاب
کور ہستی و کین بریدہ ولہ	وہ چہ داری شقاوت و خسرانہ	دارد آن در دل نفطت ہست	آن بدار الشفائے وحی نہاد ہست
نقش و عین نہ تصور زر	زر ہمانست کو فتد بہ نظر	ہست بر عقل ہست الہام	کار و بخت ہر تصور خام
آن گمان بر دو این نمود فراز	آن نہان گفت و این کشود آواز	آن فرو ریخت این کہف لبرد	آن طب دا د و این بجا آورد
آنکہ لشکست ہر بت دل ما	ہست وحی خدائے بے ہمتا	آنکہ با راہ رخ لگا رنمود	ہست الہام آن فدائے ودود
آنکہ داد از یقین دل جائی	ہست گفتار آن دلدار امی	وصل دلدار و ستی از جاتر	ہمہ حاصل شدہ نہ الہامش
وصل آن یار اصل ہر کفایت	وانکہ زین اصل غافل آن ہمہ ہست	بے عنایات ما ہمہ بے زاد	بے عنایات ما ہمہ برباد

اس جگہ ہم اس بات کا لکھنا بھی مناسب سمجھتے ہیں کہ ہمارے بیان مذکورۂ بالا پر جو ضرورت کلام الٰہی کے لئے لکھا گیا ہے پنڈت شیونرائن صاحب اگنی ہوتری نے جو برہم سماج لاہور کے ایک اعلیٰ ممبر ہیں اپنی دانست میں کچھ تعرض کر کے یہہ چاہا ہے کہ کسی طرح اُس حق الامر کی تاثیر کو اپنی قوم تک پہنچنے سے روک دیں چنانچہ اُنہوں نے اس بارہ میں بہت ہی ہاتھ پانو مارے ہیں اور بڑی جان کنی سے ایک رسالہ بھی لکھا ہے لیکن چونکہ بقول مشہور سانچ کو آنچ نہیں اور آفتاب صداقت کسی کے چھپانے سے چھپ نہیں سکتا اِس لئے پنڈت صاحب نے جسقدر کوشش کی اُسکا پھر اسکے اور کوئی نتیجہ نہیں ہوا کہ دانشمندوں پر صاف کھل گیا ہے کہ پنڈت صاحب حق کے قبول کرنے سے

ہوئے ہین یہہ انسان کے ارادہ اور اختیار سے ظہور مین نہین آتے اور نہ یہہ کچھہ قاعدہ مقرر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کسقدر نفرت رکھتے ہین سو اگرچہ پنڈت صاحب کی وہ تحریر اِس لائق ہرگز نہین کہ اُسکے رد کرنے کی طرف توجہ کیجائے بلکہ خود ہمارے مضمون گذشتہ کو غور سے پڑہنا اُسکے رد کے لئے کافی ووافی ہے لیکن اِس جہت سے کہ تا پنڈت صاحب کہیہ افسوس نہ کرین یا اُنکے بعض رفیق ہمارے اِس خاموشی کو اپنی خوش فہمی سے کسی طور کے عجز پر حمل نہ کرین ہمنے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ گو پنڈت صاحب کی تحریر کیسی ہی بے حقیقت ہے تب بہی منصفین پر اُسکی اصلیت ظاہر کیجائے - سو واضح ہو کہ پنڈت صاحب نے ہمارے ثبوت کے مقابلہ پر اپنے ریویو مین اِس بات پر زور دیا ہے کہ جس طریق سے کتب آسمانی کا الہامی ہونا مانا جاتا ہے وہ طریق عقلاً ممتنع اور محال ہے اور قوانین نیچریہ کے برخلاف ہونیکی وجہ سے ہرگز وہ طریق درست نہین یعنے پنڈت صاحب کی نظر شریف مین وہ الہام ہرگز ممکن الوجود نہین جسکو کلام الہی کہا جاتا ہے اور جو محض خداوند حکیم و عالم الغیب کی طرف سے نازل ہوتا ہے اور اُسکی ذات پاک کی طرح ہر یک شک و شبہ اور غلطی و سہو و نسیان سے بکلی پاک ہوتا ہے اور جو صفات کاملہ خدا کے کلام مین چاہئیے اُن تمام صفتون سے موصوف ہوتا ہے یعنے جیسے خدا عالم الغیب ہے وہ کلام بھی علم غیب پر مشتمل ہوتا ہے اور جیسے خدا حکیم و علیم ہے وہ کلام بھی حکمت اور علم پر اشتمال رکھتا ہے اور جیسے خدا غلطی اور جھوٹ اور سہو اور نسیان سے پاک ہے وہ کلام بھی اُن تمام اُمور سے پاک ہوتا ہے اور انسانی خیالات کا اُسمین کچھہ بھی دخل نہین ہوتا اور نہ انسان کے اختیار مین ہے کہ کسی نوع کا تقدس اور پاکیزگی حاصل کرکے یا کوئی اور حیلہ اور تدبیر بجالاکر خواہ نخواہ وہ الہام اپنے نفس پر آپ ہی کہول دیا کرے اور انوار غیبیہ اور امور پنہانی اور اسرار آسمانی پر جب چاہے آپ ہی مطلع ہوجائے کیونکہ اگر ایسا ہوسکتا تو انسان بھی خدا کی طرح ذرہ ذرہ کا علم رکھتا اور کوئی چیز اُسپر پوشیدہ نہ رہ سکتی اور جن معلومات سے اُسکا اقبال چمکتا اور اُسکی آفات دور ہوتی وہ سب معلومات اپنے تقدس اور پاکیزگی کی جہت سے آپ ہی حاصل کرلیتا اور کبھی اُسکو کسی جہت سے تکلیف اور رنج نہ پہنچتا مگر تعجب کہ پنڈت صاحب نے باوجود اِسقدر انکار اور اصرار کے جو اُنکو کلام الہی کے بارہ مین ہے پھر بھی اُنہون نے ہمارے اُن دلائل اور براہین کو کہ جو ضرورت کلام الہی پر بطور یقینی و قطعی ناطق ہین توڑ کر نہین دکھلایا بلکہ اُنکی طرف توجہ ہی نہین کی ظاہر ہے کہ جس حالت مین ہمنے ضرورت کلام الہی اور اُسکے تحقق وجود پر کامل دلائل لکھہ دی

ہو سکتا ہے کہ خود انسان کی طبیعت کسی خاص خاص وقتوں مین بولیوں مین تغیر تبدل کرتی رہتی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ تھی بلکہ بطور نمونہ بعض الہامات پیش ہی کر دیئے تھے تو اِس صورت مین اگر پنڈت صاحب حق جو و حق گو ہو کر بحث کرتے تو اُنکے لئے سُبکدوش ہونے کے اور کوئی طریق نہ تھا کہ وہ ہمارے دلائل کو توڑ کر دکھلاتے اور جو کچھ ہم نے ثبوت ضرورتِ الہام اور ثبوت وجودِ الہام اپنی کتاب مین دیا ہے اُس ثبوت کو اپنے دلائل بالمقابل سے معدوم اور مرتفع کرتے لیکن پنڈت صاحب کو خوب معلوم ہے کہ اِس عاجز نے دو مرتبہ علی التواتر دو خط رجسٹر کرا کر اِس غرض سے اُنکی خدمت مین بھیجے کہ اگر اُنکو اس عادتِ الٰہی مین کچھ تردد پیش ہے کہ وہ ضرور بعض بندون سے مکالمات اور مخاطبات کرتا ہے اور اُنکو ایسی چیزون اور ایسے علمون سے اپنے خاص کلام کے ذریعہ سے مطلع فرماتا ہے کہ جنکی شانِ عظیم تک وہ خیالات نہین پہنچ سکتے کہ جسکا منشاء اور منبع صرف انسان کے تخیلات محدودہ ہین تو چند روز صدق اور صبر سے اِس عاجز کے پاس ٹھہر کر اِس صداقت کو جو اُنکی نظر مین متنع اور محال اور خلافِ قوانین نیچر ہے بچشم خود دیکھ لین اور پھر صادقون کی طرح وہ راہ اختیار کرین جسکا اختیار کرنا صادق آدمی کے صدق کی شرط اور اُسکی صاف باطنی کی علامت ہے مگر افسوس کہ پنڈت صاحب نے باوجود سیناس دہاننے کے اِس امر کو جو حقیقی سیناس کے پہلی نشانی ہے سچے طالبون کی طرح قبول نہین کیا بلکہ اُسکے جواب مین قرآن شریف کی نسبت بعض کلمات اپنے خط مین ایسے لکھے کہ جو ایک سچے خداترس کی قلم سے ہرگز نہین نکل سکتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت صاحب کو صداقتِ حقانی سے صرف انکار ہی نہین بلکہ عداوت بھی ہے ورنہ جس حالت مین تحقق وجود کلمات اللہ پر عقلی اور مشہودی طور پر ایک بہا ثبوت دیا گیا ہے اور ہر طرح کے وساوس کی جڑ کٹی کر دی گئی ہے اور ہر یک قسم کی تشفی اور تسلی کے لئے یہ عاجز ہر وقت مستعد کھڑا ہے تو پھر بجز بغض اور عداوتِ ذاتی کے اور کونسی وجہ ہے جو پنڈت صاحب کو حق کے قبول کرنے سے روکتی ہے۔

اب یہہ بھی دیکھئے کہ بمقابلہ ہماری تحقیقات کے پنڈت صاحب کے عذرات کیا کیا ہین۔ پہلے سب سے آپ یہہ فرماتے ہین کہ براہمو لوگ الہام کے قائل تو ہین مگر جہانتک وہ اپنے اصل معنون اور طبعی طریقہ سے متعلق ہے ہر طبعی طریقہ کی یہہ تشریح کرتے ہین کہ وہ کوئی کلام مقرر اور معین نہین کہ جو بطور خارق عادت کسی کے دل پر نازل ہوتا ہو اور ایسا سمد پر مشتمل ہوتا ہو کہ جو انسانی طاقتون سے برتر ہون بلکہ وہ معمولی خیالات ہین کہ جو حسبِ مراتب ہر انسان کے دل مین خدا کی طرف سے گذرا کرتے ہین

ہے بلکہ عمیق نظر سے معلوم ہوگا کہ یہہ تغیرات بھی اُس علت العلل کے ارادہ اور اختیار سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کیونکہ خدا کی روح کامل و حاضر و ناظر و علت العلل ہونیکی وجہ سے ہر یک ذرہ اور ہر یک روح انسانی مین کام کرتی رہتی ہے پس جو شخص جسقدر روحانی نعمتون اور خدا کی قربت کا بھوکا اور پیاسا ہوتا ہے جسقدر اندرونی زندگی کو مقدس رکھتا ہے جسقدر اپنے تئین خدا کے حوالے کرتا ہے اور جسقدر ادراک اور ایمان صاف رکھتا ہے اُسیقدر وہ اُس طبعی فیض سے فیضیاب ہوتا ہے اِس فیض کی ابتدا اُسی دن سے ہے جس دن سے انسان کی پیدائش ہے یہہ الہام باطنی ہے کہ جو روح انسانی مین ہوتا ہے اِس لئے روح انسانی خدا کی زندہ الہامی کتاب ہے پھر بعد اِسکے فرماتے ہین کہ چونکہ انسانیت مین نفسانیت بھی شامل ہے اِسلئے وہ خیالات جو انسانون کے دلون مین گذرتے ہین جنکا نام براہمو لوگون کے نزدیک الہام یا القا ہے وہ اعتماد کلی کے لایق نہین ہین بلکہ براہمو لوگ اُن خیالات کی تصدیق کے لئے کہ جو صدق اور کذب دونون کا احتمال رکھتے ہین اخلاقی قوتون کو کسوٹی قرار دیتے ہین اور جس قوت کے ذریعہ سے یہہ فیصلہ کرتے ہین اُسکو عقل کہتے ہین۔ یہہ خلاصہ تقریر پنڈت صاحب ہے اب ظاہر ہے کہ پنڈت صاحب کی اِن تمام تقریرون سے مطلب یہہ نکلتا ہے کہ جن چیزون کا نام پنڈت صاحب اور اُنکے بھائی الہام رکھتے ہین وہ فقط عام خیالات ہین جو عام انسانون کے دلون مین عام طور پر گذرا کرتے ہین اور جو باقرار پنڈت صاحب احتمال غلطی اور خطا سے خالی نہین ہین لیکن خدا کی کتابون مین جس الہام کو خدا کا کلام اور وحی اللہ اور فی الحدیث حضرت احدیت بولا جاتا ہے وہ لزوما الگ ہے جو انسانی خیالات اور بشری طاقتون سے برتر و اعلی ہے پنڈت صاحب اُس نور آسمانی کی نسبت جو ایک غیبی آواز ہے جس مین انسان کے خیال اور اُسکی طبیعت کا ایک ذرا دخل نہین ہے یہہ اعتقاد رکھتے ہین کہ وہ بوجہ اِسکے کہ نیچر کے برخلاف ہے اور ایک امر خارق عادت ہے اِسلئے ممتنع اور محال ہے اور ہرگز جایز نہین کہ خدا اپنا کلام کسی نیچر پر نازل کرے بلکہ الہام اُنہین خیالات کا نام ہے کہ جو عام طور پر لوگون کے دلون مین معمولی اور پیدائشی طریق پر اُٹھا کرتے ہین اور کبھی سچے اور کبھی جھوٹے اور کبھی صحیح اور کبھی غلط اور کبھی پاک اور کبھی ناپاک ہوتے ہین اور اُن مین کوئی ایسی خصوصیت نہین ہوتی کہ جو انسانی طاقتون سے بلند تر ہو بلکہ وہ تمام انسانی طاقتون کی حد مین پیدا ہوتے ہین اور انسانی طبیعت اُنکا سرچشمہ ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ پنڈت صاحب نے اِن چند سطرون کے لکھنے مین اپنا وقت تا حق ضایع کیا اگر پنڈت صاحب اپنی اِس تحریر سے پہلے کتاب ہذا کے حصہ سوم کے صفحہ

وقوع مین آتے رہتے ہین جیسے تمام تغیرات سماوی وارضی اُسکے خاص ارادہ سے ظہور پذیر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ کو ذرا غور سے پڑھ لیتے تو انپر صاف کھل جاتا کہ اِس قسم کے خیالات خدا کا کلام نہین کہلاتے یہہ خیالات خلق اللہ ہین جو انسان کی طبیعت کا لازمہ ذاتی ہے اور خدا کا کلام جو خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے وہ امر الہیہ ہے جو ایک وہبی اور لدنّی امر ہے خدا کی کلام کے لئے یہہ شرط ضروری ہے کہ جیسے خدا اپنی ذات مین سہو اور خطا اور کذب اور فضول اور ہر یک نقصان اور نا لائق امر سے منزّہ ہے ایسا ہی اُسکا کلام بھی ہر یک سہو اور خطا اور کذب اور فضول اور ہر طرح کے نقصان اور نا لائق حالت سے منزّہ اور پاک چاہئے کیونکہ جو کلام پاک اور کامل چشمہ سے نکلتا ہے ہر گز یہہ بات جائز نہین کہ کسی نوع کی اُسمین ناپاکی یا نقصان پایا جاوے اور ضرور ہے کہ وہ کلام اُن تمام کمالات سے متّصف ہو کہ جو خدائے قادر و کامل و قدوس و عالم الغیب کے کلام مین ہونی چاہئے لیکن پنڈت صاحب آپ اقراری ہین کہ جس چیز کا نام اُنہون نے الہام رکھا ہوا ہے وہ ہر گز شک اور شبہ اور سہو اور غلطی اور نقصان اور نالیاقتی سے خالی نہین بلکہ اُنکی تقریر کا خلاصہ یہہ ہے کہ اُنکا الہام ہمیشہ لوگون کو کفر اور بے ایمانی مین ڈالتا رہا ہے - چنانچہ اُس نے ابتدائی زمانہ کے لوگون کو کبھی یہہ بتلایا کہ گویا اُنکا خدا درخت ہین اور کبھی پہاڑون کو خدا بنا دیا کبھی طوفان کو کبھی پانی کو کبھی آگ کو کبھی ستارون کو کبھی چاند کو کبھی سورج کو غرض اِسی طرح طرح طرح کے خداؤن کی طرف اُنکو رجوع دیتا رہا اور عقل بھی اُس الہام کی تصدیق کرتی گئی آخر مدّتون کے بعد اب کچھ تھوڑے ہی عرصہ سے الہام اور عقل کو اصلی خدا کا پتہ لگا لیکن ہم کہتے ہین کہ جس حالت مین پہلے اِس سے ہزارہا مرتبہ پنڈت صاحب کے باپ دادون نے کے خیالی الہام نے اور نیز اُنکی عقل نے طرح طرح کے دھوکے کھائے ہین اور خدا شناسی مین ہمیشہ کچہ کا کچہ سمجھتے رہے تو اب کیونکر پنڈت صاحب تسلّی کر سکتے ہین کہ اُنکا خیالی الہام اور خیالی اکثلین خطا اور غلطی سے محفوظ ہین کیا ممکن نہین کہ اِسمین بھی کچھ دھوکا ہی ہو جس حالت مین پنڈت صاحب کا خیالی الہام ہمیشہ خطا اور غلطی مین ابتدا زمانہ سے ڈوبتا آیا ہے تو پھر اُسکا اعتبار کیا رہا غرض پنڈت صاحب کے الہام کی حقیقت اچھی طرح کھل گئی اور اُنہین کے اقرار سے ثابت ہوگیا کہ اُنہون نے صرف بے بُنیاد خیالات کا نام الہام رکھا ہوا ہے اب ظاہر ہے کہ جس چیز پر اکثر اوقات جھوٹ غالب ہے وہ حق شناسی کا آلہ کیونکر ہو سکے انسان کے اپنے ہی خیالات جنکا نام بقول پنڈت صاحب

ہین یہہ امر کبھی ثابت نہین ہوسکتا کہ کبھی انسانون نے متفق ہوکر یا الگ الگ اُن تمام

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ الہام ہے کیونکر انسان کو غلطی سے بچا سکتے ہین اور کیونکر اُسکو وہ تاریک خیال ہر یک تاریکی سے باہر نکالکر یقین کامل کی روشنی تک پہنچا سکتے ہین۔ بقول پنڈت صاحب انہین پراگندہ خیالات نے جو اُنکے زعم مین باوصف اس پراگندگی کے الہام کے نام سے موسوم ہین ابتدائے زمانہ مین جو ایک پاک زمانہ تہا ایسے لوگون سے پتھرون کی پوجا کرائی اور چاند اور سورج کو اُنکی نظر مین خدا ٹہرایا کہ جو برقرار پنڈت صاحب الہامی فیض کے پہلے فیضیاب اور الہام یابون کے صدر نشین تھے اور سب سے زیادہ خدا کی معرفت کے بھوکے اور پیاسے تھے اور دلی اخلاص سے اپنے لئے کوئی خدا مقرر کرنا چاہتے تھے اور اپنی اندرونی زندگی کو بہت مقدس رکھتے تھے کیونکہ ابھی دُنیا مین گناہ نہین پھیلا تہا اور ست جُگ کا زمانہ تہا اور اپنے تئین خدا کے حوالے کرنا چاہتے تھے اسی غرض سے تو خود بخود اُنکے دل مین یہہ بات گدگدائی تہی کہ آؤ اپنے لئے کوئی خدا مقرر کرین بے خدا ہی نہ رہین ایمان اور ادراک صاف رکھتے تھے تب ہی تو اُنکو ایک باریک بات سوجہی اور خود بخود بیٹھے بٹھائے خدا کی تلاش مین پڑ گئے۔ پس جس حالت مین بقول پنڈت صاحب ایسے پاک لوگ جو پرمیشر کی پرحکمت پیدائش کا پہلا نمونہ تہا اور حال کے زمانہ کے انواع اقسام کے تعصبات اور آلودگیون سے پاک اور دلی جوش سے صانع عالم کی تلاش مین مصروف تھے اور اپنی تازہ پیدائش اور پیدا کنندہ کے تازہ فعل سے ذاتی واقفیت رکھتے تھے اُنکے الہام اور عقل کا یہہ حال ہو کہ پتھرون اور پہاڑون کی پوجا شروع کردین اور چاند اور سورج اور آگ اور ہوا کو اپنا پیدا کنندہ سمجھ بیٹھین تو پھر پنڈت صاحب کا ایسا الہام اور ایسی عقل جس نے پہلی دفعہ ہی ایسی رہزنی کی دوسرے لوگون کی طبیعت کو کہ جو غفلت کے زمانون مین اور صدہا ظلمتون کے وقت مین پیدا ہوئے ہین کیونکر راہِ راست پر لاویگا کیونکہ یہہ لوگ تو اپنے سلسلۂ نوعی کی تازہ پیدائش سے بھی واقف نہین ہین اور بباعث غلبۂ حُبِ دُنیا اور طرح طرح کے فسادون کی زندگی بھی مقدس نہین رکھتے اور خدا کی قربت کے بھوکے اور پیاسے بھی نہین بلکہ انسانی گورنمنٹ کی قربت کے بھوکے اور پیاسے ہین پس جبکہ پنڈت صاحب کے خیالی الہام کا پاک زمانون مین وہ اثر ہوا کہ مخلوق چیزون کو خدا سمجھ بیٹھے تو اس تاریک زمانہ مین ایسے الہام کی یہہ تاثیر ہونی چاہئے کہ لوگ خدا سے ہی انکار کرین۔ غرض پنڈت صاحب جو ایسے خیالات کا نام الہام رکھتے ہین جن سے باقرار اُنکے ابتدا سے غلطی ہوتی چلی آئی ہے یہہ پنڈت صاحب

بولیون کو ایجاد کیا تھا جو دنیا مین بولی جاتی ہین اور اگر کوئی یہہ وہم پیش کرے کہ جس طرح طبعی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کا خیال یا یون کہو اُنکا خیال الہام سراسر غلط اور جھوٹ ہے اگرچہ انسانی خیالات کا علت العلل بھی خدا ہے اور خدا ہی دلون مین ڈالتا ہے اور عقلون کو راہ دکھاتا ہے لیکن وہ الہام کو جو حقیقت مین خدا کا پاک کلام اور اُسکا آواز اور اُسکی وحی ہے وہ انسان کے فطرتی خیالات سے برتر و اعلی ہے وہ حضرت خدا تعالے کی طرف سے اور اُسکے ارادہ سے کاملون کے دلون پر نازل ہوتا اور خدا کا کلام ہونے کی وجہ سے خدا کی برکتون کو اپنی ہمراہ رکھتا ہے خدا کی قدرتون کو اپنی ہمراہ رکھتا ہے خدا کی پاک سچائیون کو اپنی ہمراہ رکھتا ہے لاریب فیہ ہونا اُسمین ایک ذاتی خاصیت ہے اور جس طرح خوشبو عطر کے وجود پر دلالت کرتی ہے اِسی طرح وہ خدا کی ذات اور صفات کے وجود پر قطعی اور یقینی دلالت کرتا ہے لیکن انسان کے اپنے ہی خیالات یہہ مرتبہ حاصل نہین کرسکتے کیونکہ جس طرح انسان پر ضعف مخلوقیت ہے اِسی طرح انسانی خیالات پر وہ ضعف غالب ہے جو کہ قادر مطلق کے چشمہ سے نکلتا ہے وہ اَور چیز ہے اور جو کہ انسانی طبیعت سے پیدا ہوتا ہے وہ اَور ہے مناسب ہے کہ پنڈت صاحب حصہ سوم کے صفحہ ۱۴۳ سے ۱۵۳ تک پھر دیکھین تا اُنہین کلام الہی اور خیالات انسانی مین فرق معلوم ہو۔ اور جو پنڈت صاحب بار بار عقل پر ناز کرتے ہین یہہ ناز اُنکا بھی سراسر بیجا ہے ہم نے اُسی حصہ سوم مین بہ تفصیل لکھدیا ہے کہ مصنوعات صانع کے وجود کو بہ حیثیت موجودیت ہرگز ثابت نہین کرتین بلکہ اُس کے وجود کی ضرورت کو ثابت کرتے ہین اور وہ بھی بطور ظنی لیکن خدا کا کلام اُسکی موجودیت کو قطعی اور یقینی طور پر ثابت کرتا ہے نہ یہہ کہ صرف اُسکی ضرورت کو ثابت کرے اسی طرح مصنوعات کے ملاحظہ سے خدا کا ازلی اور قدیم ہونا ثابت نہین ہوتا کیونکہ مصنوعات خود ازلی اور قدیم نہین پھر دونون کا ازلی ہونا کیونکر ثابت کرسکین۔ حادث جو اپنی ذات مین نو پیدا اور مستحدث ہے خدا تعالی کے وجود کی ضرورت کو صرف اُسی حد تک ثابت کریگا جس حد تک حادث کی انتہا ہے یعنے جو اُسکے ظہور اور حدوث کی حد ہے اور پھر بعد اُسکے بذریعہ حادث ثابت نہین ہوتا کہ وجود کائنات سے پہلے خدا تعالی ازلی طور پر بھی موجود تھا یا نہین۔ پس جو علم وجود باری بذریعہ وجود حادثات حاصل کیا جاتا ہے نہایت ہی تنگ اور منقبض اور ناقص علم ہے جو انسان کو شکوک اور شبہات کے ورطہ سے ہرگز نہین نکالتا اور جہل کی تاریکی اور ظلمت سے باہر نہین لاتا بلکہ طرح طرح کے تردد ات مین ڈالتا ہے اسی وجہ سے جن لوگون کی معرفت کا مدار صرف عقلی علم پر تھا اُنکا خاتمہ اچھا نہین ہوا اور اپنے عقائد

طور پر خدا تعالیٰ بولیون مین ہمیشہ تغیر تبدل کرتا رہتا ہے کیون جائز نہین کہ ابتدا مین بھی اسی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مین بہت سی تاریکی اور ظلمات کو ساتھ لیگئے انسان اگر تعصب اور ضد سے بکلی الگ ہوکر اور اپنے تئین ایک سچا طالبِ حق بناکر اور فی الحقیقت معرفت الہی کا بھوکا اور پیاسا بنکر اپنے دل مین آپ ہی سوچے کہ مجھ کو خدا کی ہستی اور اُسکی قادریت اور تمام صفات کاملہ پر یقین حاصل کرنیکے لئے اور عالم معاد اور معاملہ جزا سزا کو بطور علم قطعی و ضروری جاننے کے لئے کیا کیا ذخیرۂ معرفت درکار ہے کیا مین اپنی خوشحالی دائمی کو صرف اسی مرتبہ علم سے حاصل کر سکتا ہون کہ جو ظنی طور پر بذریعہ عقل حاصل ہوتا ہے یا خداوند کریم و رحیم نے میرے لئے کوئی اور بھی راہ رکھا ہے - کیا اُس نے میری تکمیل معرفت کے لئے کوئی اور راہ نہین رکھا اور مجھ کو صرف میرے ہی خیالات پر چھوڑ دیا ہے کیا اُس نے اِسقدر مہربانی کرنیسے دریغ کیا ہے کہ جس جگہ مین اپنے کمزور پانوسے پہنچ نہین سکتا اُس جگہ وہ اب اپنی ربّانی قوت سے مجھ کو پہنچادے اور جن باریک چیزون کو مین اپنی ضعیف آنکھ سے دیکھ نہین سکتا وہ مجھ کو اپنی عمیق نگاہ کی مدد سے آپ دکھا دے کیا یہ ممکن ہے کہ وہ میرے دکھوا ایک دریا کی پیاس لگاکر ہر مجھ کو ایک ناچیز قطرہ پر جو قلت معرفت کی بدبو سے بھرا ہوا ہے روک رکھے - کیا اُسکے جود اور بخشش اور رحمت اور قدرت کا یہی تقاضا ہے جو کیا اُسکی قادریت یہین تک ہے کہ جو کچھ عاجز بندہ اپنے طور پر ہاتھ پانون مار کر خدا کے وجود کی نسبت کوئی ڈھکونسلہ اپنے دل مین قایم کرے اُسی پر اُسکی معرفت کو ختم کردے اور اپنی الوہیت کی خاص قوتون سے اُسکو معرفتِ حقانی کے عالم کا سیر نہ کرادے تو جب طالبِ حق ایسے سوالات اپنے دل سے کریگا تو ضرور وہ اپنے دل سے یہی محکم جواب پاویگا کہ بلاشُبہ خدا تعالیٰ کی بے انتہا بخشائشون کا یہی تقاضا ہونا چاہئے کہ وہ اپنے عاجز بندہ کی آپ دستگیری کرے گمگشتہ کو آپ راہ دکھادے کمزور کا آپ ہاتھ پکڑے - کیا ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ قادر ہوکر توانا ہوکر رحیم ہوکر کریم ہوکر حی ہوکر قیوم ہوکر اپنی طرف سے ہمیشہ خاموشی اختیار کرے اور بندہ جاہل اور نابینا اُسکی جستجو مین آپ ٹکرین مارتا پھرے -

ناتوانان را کجا تاب و توان　　تا نشانش یابند خود زان بلنشان　　عقل کوران رہنما جوید براہ　　رہبری از دانش کوران مخواہ

عقلِ ما از بہرزاری و بکاست　　دفع آزار جہالت از خداست　　عقلِ طفلے است این کہ گرید زار زار　　شیر جز مادر نیابد زینہار

سواے ناظرین! اِس مضمون مین انصاف سے نظر کرو اور غور اور تعمق سے سوچو - ہوشیار رہو اور کسی دھوکا دہندہ کے دھوکا مین مت آؤ اپنے دلون سے آپ ہی پوچھ لو کہ تمہارے دل کسقدر

طور پر بولیان ایجاد ہوگئی ہون اور کوئی خاص الہام نہ ہوا ہو تو اِسکا جواب یہہ ہے کہ ابتداز مانہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ یقین کے خواہشمند ہین کیا فقط تمہارے اپنے ہی افسردہ خیال تمہارے دلون کو پوری پوری تسلی دیسکتے ہین۔ کیا تمہارے روح اِس بات کے خواہان نہین ہین کہ تم اِس دُنیا مین کامل یقین تک پُہنچ جاؤ اور نابینائی سے خلاصی پاؤ۔ تم سچ سچ کہو کیا تمہین اِس بات کی طلب نہین کہ تمہاری ظلمت اور حیرت دُور ہو اور وہ شُبہات جو تمہارے دلون مین مُخفی ہین جنکو تم ظاہر بھی نہین کرسکتے دور ہوجائین۔ پس اگر الٰہی معرفت کا کچہہ جوش ہے تو یقیناً سمجھو کہ اِس دُنیا مین خدا کا قانونِ قُدرت یہی ہے کہ اُسنے ہر یک چیز کے دریافت کرنیکے لئے یا حاصل کرنیکے لئے کسی نہ کسی چیز کو آلہ ٹہرادیا ہے اور عقل کا صرف یہی کام ہے کہ اُس آلہ کی ضرورت کو ثابت کرتی ہے لیکن آپ اُس آلہ کا کام نہین دیسکتی مثلاً آٹا پیسنے کے لئے چکّی کی ضرورت کو عقل ثابت کرتی ہے مگر یہہ بات نہین کہ عقل آپ ہی چکّی بنادے اور آٹا پیسنے لگے اسی طرح آجتک صدہا آلات کی عقل نے رہبری کی ہے لیکن کام وہی انجام کو پُہنچا ہے جسکو آلہ نے انجام دیا ہے اور جس کام کا آلہ میسّر نہین آیا وہان عقل حیران رہی ہے بس دُنیا کے تمام کاروبار پر نظر ڈالکر دیکھہ لو کہ غائیت درجہ کی سعی عقل کی یہی ہے کہ اُسکو کسی کام کے انجام دینے کے لئے کسی آلہ کا خیال دل مین پیدا ہوجائے مثلاً عقل نے یہہ سوچا کہ عبور دریا کے لئے کوئی آلہ چاہئے تو کشتی کی صورت دل مین جم گئی اور پھر کشتی بنانے کا ایک مادہ میسّر آگیا جو دریا پر چلتا ہے اور ڈوبتا نہین سو اُس مادّہ کے میسّر آنے سے کشتی بن گئی علیٰ ہذا القیاس ہزارہا اور آلات ہین جن سے دُنیا کا دھندا چلتا ہے اور ہر جگہہ عقل کا صرف اتنا منصب ہے کہ وہ آلہ کی ضرورت کو ثابت کرتی ہے اور یہہ بیان کردیتی ہے کہ اِس قسم کا آلہ ہونا چاہئے یہہ نہین کہ وہ آپ آلۂ مطلوبہ کا کام دیسکتی ہے۔ اب سمجھنا چاہئے کہ عقل سلیم اِس بات کو بہ بداہت سمجھتی ہے کہ عالم ثانی کے واقعات اور صانع عالم کی ہستی اور اُس صانع کی مرضیات اور غیر مرضیات اور جزا سزا کی کیفیات اور کمیات اور ارواح کے خلود اور بقا کے یقینی حالات معلوم کرنا یہہ ایک ایسا باریک اور دقیق امر ہے کہ بُجز ایک سماوی آلہ کے صحیح اور یقینی طور پر ہرگز معلوم نہین ہوسکتا اور جس طرح عقل نے دُنیا کے حسن انتظام کے لئے ہزارہا آیات کی ضرورت ثابت کی ہے اِسی طرح اِس جگہہ بھی عقل سلیم اُس نادیدہ عالم کا قطعی طور پر پتہ دریافت کرنیکے لئے ایک آسمانی آلہ کی ضرورت قرار دیتی ہے تا اُس قادرِ مطلق کی جسکے سمجھنے مین لاکھون عقلمندون نے دھوکے کھائے ہین یقینی اور

کے لئے عام قانونِ قُدرت یہی ہے کہ خدا نے ہر یک چیز کو اپنی قُدرتِ محض سے پیدا کیا ہتا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ قطعی طور پر معلوم ہو جاوے اور اسی طرح عالمِ جزا سزا بھی قطعی طور پر معلوم ہوتا طالبِ حق ظنیات سے ترقی کر کے اسی عالم مین حضرت باریتعالیٰ اور اُسکی صفاتِ کاملہ اور عالمِ آخرت کو لعین الیقین دیکھ لے۔ اور وہ آلہ جو اس نبہ اعلیٰ یقین تک پُہنچاتا ہے کلامِ الٰہی ہے جسکے ذریعہ سے انسان بہ یقین کامل خدا یتعالیٰ کے وجود اور اُسکی صفات کاملہ اور عالم جزا سزا کو سمجھ لیتا ہے اور خدا یتعالیٰ نے لاکھون انسانون کو اس مرتبہ معرفت تک پُہنچا کر ثابت کر دکھایا ہے کہ یہہ آلہ خدا شناسی کافی الواقعہ دُنیا مین موجود ہے۔ اور جو شخص اس سماوی آلہ سے روشنی حاصل نہین کرتا وہ اُس اندھے کی مانند ہے کہ جو ایک ایسی راہ مین چلتا ہے جس مین جا بجا خندقین ہین اور ہر یک طرف بڑے بڑے گڑھے ہین اُسکو کچھ خبر نہین کہ سلامتی کی راہ کدہر ہے کچھ پتہ نہین کہ بچاؤ کی طرف کونسی ہے کچھ خبر نہین کہ انجام قدم اُٹھانے کا کیا ہے نہ آپ دیکھ سکتا ہے نہ کسی رہنما کا دامن پکڑا ہوا ہے اور نہ یہہ جانتا ہے کہ آخر کس جگہ کا مونہہ دیکھنا نصیب ہے اور نہ یہہ یقین ہے کہ جس مطلب کے لئے اُس نے قدم اُٹھایا ہے وہ مطلب ضرور حاصل ہو جائیگا بلکہ آنکھین بھی اندھی ہین اور دل بھی اندھا ہے۔

پھر ایک اور وسوسہ جو پنڈت صاحب کے دلکو پکڑتا ہے یہہ ہے کہ الہامی کتاب کسی انسان کے لئے اُسکے ایمان کی بُنیاد نہین ہو سکتی کیون بُنیاد نہین ہو سکتی اسکی دلیل آپ یہہ لکھتے ہین کہ الہامی کتاب کے تسلیم کرنے سے پہلے ضرور ہے کہ خدا پر ایمان قایم کر لیا جاوے ہر یک پیغمبر پارسی جسپر خدا کا کلام نازل ہوا اُس نے کلام پر ایمان لانے سے پہلے متکلم کے وجود کو تسلیم کیا ہے کیونکہ کسی کلام پر ایمان لانے سے پہلے خود کلام کرنیوالے کو مان لینا لازمی ہے پس ظاہر ہے کہ پیغمبرون نے کلام کے نازل کنندہ کے وجود کا یقین بذریعہ اُسی کلام کے حاصل نہین کیا بلکہ اُس کلام کے نزول سے پہلے ہی اُنکو اپنی اندرونی فطرت کی گواہی سے وہ یقین حاصل تھا۔ پنڈت پنڈت صاحب نے کلامِ الٰہی کے غیر ضروری ہونے پر گویا اپنی عقل کا تمام رس نچوڑ کر پیش کی ہے لیکن ہر یک عاقل یہ سوچنے سے ظاہر ہوگا کہ یہہ پنڈت صاحب کا سراسر وہم ہے کہ جو اُنکے دل مین ایک صداقت کی غلط فہمی سے پیدا ہوا ہے اور وہ یہہ ہے کہ پنڈت صاحب ان دونون امرون مستقرہ ذیل کو اجتماع ضدین قرار دیتے ہین یعنے یہہ کہ بے خبر بندہ پر جو خدا کی ذات اور صفات سے بیخبر ہے کلامِ الٰہی نازل ہو اور ساتھ ہی وہ قادر خدا بذریعہ اُس پاک کلام کے اپنے وجود پر آپ مطلع کرے یہہ دونون باتین پنڈت صاحب کی نظر مین ضدین ہین جو ایک جگہ جمع نہین ہو سکتین حالانکہ ان دونون باتون کا جمع ہونا کسی عاقل کے نزدیک

آسمان اور زمین اور سورج اور چاند اور خود انسان کی فطرت پر نظر کرنے سے معلوم ہوگا کہ وہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ اجتماع ضدین مین داخل نہین - جس حالت مین انسان بھی اپنے کلام کے ذریعہ سے دوسرے انسان کو اپنے وجود سے اطلاع دے سکتا ہے تو پھر وہ اطلاع وہی خدا یتعالیٰ سے کیون غیر ممکن ہے کیا وہ پنڈت صاحب کے نزدیک اِس بات پر قادر نہین کہ بذریعہ اپنی کامل اور قادرانہ کلام کے جو تجلیاتِ الوہیت پر مشتمل ہے اپنے وجود سے مطلع کرے - اور اگر پنڈت صاحب کے دل کو یہہ وسوسہ پکڑتا ہے کہ جسقدر نبی آئے وہ بلا تشبہ کلامِ الٰہی کے نازل ہونے سے پہلے خدا پر یقین رکھتے تھے پس اِس سے ثابت ہے کہ وہ یقین اُنہین کی فطرت اور عقل سے اُنکو حاصل ہوا تھا لیکن واضح ہو کہ یہہ وسوسہ محض قلت تدبر سے تراشی ہے کیونکہ اگر یقین کا باعث کسی طرح سے مجرد عقل اور فطرت نہین ہو سکتے انبیا کسی جنگل مین اکیلے پیدا نہین ہوئے تھے تا یہہ کہا جائے کہ اُنہون نے الہام پانے سے پہلے بذریعہ سلسلہ سماعی بھی جسکی الہامِ الٰہی سے بنیاد چلی آتی ہے خدا کا نام نہین سُنا تھا اور صرف اپنی فطرت اور عقل سے خدا کے وجود پر یقین رکھتے تھے بلکہ یہ بداہت ثابت ہے کہ خدا کے وجود کی شُہرت اُس کلامِ الٰہی کے ذریعہ سے دُنیا مین ہوئی ہے کہ جو ابتدا زمانہ مین حضرت آدم پر نازل ہوا تھا پھر بعد حضرت آدم کے جسقدر انبیا وقتاً فوقتاً زمانہ کی اصلاح کے لئے آئے ہے اُنکو قبل از وحی خدا کے وجود سے یاد دلانے والی وہی سماعی شُہرت تھی جسکی بُنیاد حضرت آدم کے صحیفہ سے پڑی تھی پس وہی سماعی شُہرت تھی جسکو نبیون کی مستعد اور پُرجوش فطرت نے فی الفور قبول کر لیا تھا اور یہ خدا نے بذریعہ اپنے خاص کلام کے مراتب اعلیٰ یقین اور معرفت تک اُنکو پہنچا دیا تھا اور اُس نقصان اور قصور کو پورا کر دیا تھا کہ جو محض سماعی شُہرت کی پیروی سے عاید حال تھا - ہم پہلے بھی لکھ چکے ہین کہ خدا یتعالیٰ کے وجود کی شُہرت بطور سماعی چلی آتی ہے اور سماعی سلسلہ کی بُنیاد وہ الہام ہے جو پہلے پہل خدا یتعالیٰ کی طرف سے حضرت آدم ابو البشر کو ہوا تھا اور اسپر دلیل یہی کافی ہے کہ یہہ بات شروع دنیا سے ہی ہے کہ ابتدا مین خداوند قادر مطلق کی ہستی کا پتہ اُسی شے کے ذریعہ سے لگا ہے کہ جسمین اب بھی پتہ لگانے کی قدرت مستقلہ حاصل ہے سو وہ قدرت مستقلہ صرف کلامِ الٰہی مین پائی جاتی ہے کیونکہ اب بھی کلامِ الٰہی مین یہہ اقتدار موجود و مشہود ہے کہ وہ امور مبانی پر جیسا کہ چاہئے صحیح صحیح اطلاع دے سکتا ہے اور گذشتہ خبرین بھی ظاہر کر سکتا ہے اور ذاتِ باری کی غائبانہ ہستی کا ٹھیک ٹھیک نشان بھی دیسکتا ہے اور اپنے طریق خارق عادت سے اُسپر یقین بھی بخش سکتا ہے اور عالم ثانی کے حقایق اور کیفیتون پر بھی مفصل طور پر مطلع کر سکتا ہے جیسا کہ اسی زمانہ مین ملہمین کے تجارب صحیحہ اِس بات کی تصدیق کر رہے ہین

ابتدائی زمانہ محض قُدرت نمائی کا زمانہ تھا جس مین اسبابِ معتادہ کی ذرہ آمیزش نہ تھی اور اُس

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ لیکن یہہ جوہر عقل مین موجود نہین ہے چنانچہ یہہ بات بہ پایۂ ثبوت پہنچ چکی ہے کہ جس بچہ نو پیدا کو سلسلہ سماعی کی تعلیم سے بکلی محروم رکھہ کر صرف اُسکی عقل پر اُسکی خدا شناسی کو چھوڑا جاوے تو وہ خدا کی ہستی اور اُسکی صفاتِ کاملہ اور عالمِ جزا سزا سے بکلی بیخبر رہتا ہے۔ پس چونکہ معرفتِ حقہ کی تعلیم کا اقتدار صرف کلامِ الٰہی مین ثابت ہے عقل مین ثابت نہین اِس لئے ہر یک عاقل کو ماننا پڑتا ہے کہ ایمان اور دین کی بُنیاد کلامِ الٰہی ہے جبلاتِ عقلیہ ہرگز بُنیاد نہین ہین اگرچہ استعدادِ عقلی نفسِ انسان مین موجود ہے مگر وہ استعداد بغیر رہبری کلامِ الٰہی کے ناکارہ ہے جیسے استعدادِ بصارت آنکھون مین موجود تو ہے مگر بغیر آفتاب کے کچھہ چیز نہین اور جس طرح آفتاب کی روشنی اپنے وجود کو بھی ثابت کرتی ہے اور آفتاب کے وجود کی طرف بھی رہبر ہے اسی طرح خدا کا کلام اپنی ذاتی روشنی اور صداقت اور جمیل ہونیکی وجہ سے اپنا منجانب اللہ ہونا بھی ثابت کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کی ہستی کی طرف بھی یقینی اور قطعی طور پر رہبر ہے۔

پھر پنڈت صاحب نے پرچہ دہم مجون جنوری ۱۸۸۳ء مین یہہ دعویٰ کر دیا ہے کہ دانشمند انسان ایسی کتاب تالیف کر سکتا ہے کہ جو کمالات بیشل قرآن شریف کے یا اُس سے بڑھہ کر ہو اب چونکہ پنڈت صاحب بھی دانشمند ہی ہین بلکہ اپنی قوم کے رئیس اور مصلح ہونیکا دم مارتے ہین اِسلئے یہہ بارِ ثبوت اُنہین کے ذمہ ہے کہ وہ ایسی کتاب تالیف کر کے دکھلا دین اور جس طرح قرآن شریف باوجود کمالِ ایجاز جامع تمام حقایق و دقایق ہے اور جس طرح قرآن شریف باوجود التزامِ حق اور حکمت اور صداقت کے اعلیٰ درجہ کی فصاحت اور بلاغت پر ہے اور جس طرح قرآن شریف اعلیٰ درجہ کی پیشین گوئیون اور اُمورِ غیبیہ سے بھرا ہوا ہے اور جس طرح قرآن شریف اپنی پاک تاثیرون کی وجہ سے سچے طالبون کے دلون کو پاک کر کے آسمانی روشنی سے مُنوّر کرتا ہے اور اُن مین وہ خاص برکتین پیدا کرتا ہے کہ جو دوسرے مذہبون مین نہین پائی جاتین جیسا کہ ہم نے اِن سب باتون کو اپنی کتاب مین ثابت کر دیا ہے اور کامل ثبوت دیدیا ہے اسی طور اور شان کی کوئی اور کتاب تالیف کر کے پیش کرین۔ ندارد کسے باتو ناگفتہ کار ✦ ولیکن چو گفتی دلیلش بیار ✦ لیکن ہم پنڈت صاحب پر ظاہر کرتے ہین کہ کسی انسان کے لئے ہرگز ممکن نہین کہ وہ اُمورِ مندرجہ بالا کو جو طاقتِ انسانی سے بلند تر ہین اپنے کلام مین پیدا کر سکے مگر خدا کے کلام مین اِن اُمور کا جمع ہونا نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے کیونکہ جیسا کہ خدا بیمثل و مانند ہے اسی طرح جو چیز اُسی کی طرف سے صادر ہے وہ بیمثل و مانند چاہئے جسکی نظیر بنانے پر انسان قادر نہ ہو سکے پس قرآن شریف نے جو

زمانہ مین جو کچھہ خدا نے پیدا کیا وہ ایسی اعلیٰ قدرت سے کیا جسمین عقلِ انسان حیران ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ اپنے کمالات مین بیمثیل ہونے کا دعویٰ کیا ہے یہہ کوئی بیموقعہ دعویٰ نہین یہہ وہی قانونِ قدرت کا مسئلہ ہے جسپر چلنا انسان کی دانشمندی ہے جس سے انحراف کرنا حماقت کی نشانی ہے ذرا اپنے ہی دل مین سوچکر آپ انصافاً فرمائیے کہ خدا کے کلام کا بے نظیر ہونا قانونِ قدرت کے لحاظ سے لازم ہے یا نہین اگر آپکے نزدیک لازم نہین اور خدا کے کامون مین شرکتِ غیر بھی جایز ہے تو پھر صاف ہی کیون نہین کہتے کہ ہمکو خدا کے واحد لاشریک ہونے مین ہی کلام ہے کیا آپ اِس مذہبی بات کو سمجھ نہین سکتے کہ خدائی وحدانیت تبہی تک ہے جب تک اُسکی تمام صفات شرکتِ غیر سے منزہ ہین اگر خدا کے کلام کی یہہ حیثیت ہو کہ انسان بھی ایسا ہی کلام بنا سکے تو گویا خدا کی ساری حیثیت معدوم ہو گئی گویا اُسکی خدائی کا سارا بھید ہی کھل گیا۔ ۱۲

بقیہ حاشیہ نمبر ۲ اِس بات پر عیسائیون کو بھی نہایت توجہ سے غور کرنی چاہئے کہ خدائے بیمثیل و مانند اور کامل کی کلام مین کن کن نشانیون کا ہونا ضروری ہے کیونکہ اُنکی انجیل بوجہ محرف اور مبدل ہو جانے کے اُن نشانیون سے بالکل بے بہرہ اور بے نصیب ہے بلکہ الٰہی نشان تو یک طرف رہے معمولی راستی اور صداقت بھی کہ جو ایک منصف اور دانشمند متکلم کے کلام مین ہونی چاہئے انجیل کو نصیب نہین کم بخت مخلوق پرستون نے خدا کے کلام کو خدا کی ہدایت کو خدا کے نور کو اپنے ظلمانی خیالات سے ایسا ملا دیا کہ اب وہ کتاب بجائے رہبری کے رہزنی کا ایک پکا ذریعہ ہے ایک عالم کو کس نے توحید سے برگشتہ کیا ہے اسی مصنوعی انجیل نے ایک دُنیا کا کشتہ خون کیا ہے انہین تالیفات اربعہ نے جن اعتقادون کی طرف مخلوق پرست کا نفسِ امّارہ چھلانگ گیا اُسی طرف ترجمہ کرنیکے وقت اُنکے الفاظ بھی جھکتے گئے کیونکہ انسان کے الفاظ ہمیشہ اُسکے خیالات کی تابع ہوتے ہین غرض انجیل کی ہمیشہ کایا پلٹ کرتے رہنے سے اب وہ کچھہ اور ہی چیز ہے اور خدا بھی اُسکی تعلیم سے موجودہ کے رو سے وہ اصلی خدا نہین کہ جو ہمیشہ حدوث اور تولد اور تجسم اور موت سے پاک تھا بلکہ انجیل کی تعلیم کے رو سے عیسائیون کا خدا ایک نیا خدا ہے یا وہی خدا ہے کہ جسپر بدقسمتی سے بہت سی بیصبین آئین آخری حال اُسکا پہلے حال سے کہ جو ازلی اور قدیم تھا بالکل بدل گیا اور ہمیشہ قوم اور غیر متبدل رہ کر آخر کار تمام قیومی اُسکی خاک مین مل گئی۔ ماسوائے اِسکے عیسائیون کے محققین کو خود اقرار ہے کہ ساری انجیل الہامی طور پر نہین لکھی گئی بلکہ متی وغیرہ نے بہت سی باتین اُس کی لوگون سے سُن سُنا کر لکھی ہین اور لوکا کی انجیل مین تو خود لوکا اقرار کرتا ہے کہ جن لوگون نے مسیح کو دیکھا تھا

زمین آسمان اور سورج و چاند وغیرہ اجرام پر نظر ڈالکر دیکھو کہ کیونکر اتنا بڑا کام بغیر مدد اسباب اور معماروں اور مزدوروں کے محض ارادہ سے بہ مجرد حکم کے انجام دے دیا پھر جس حالت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اب ہم اس جگہ بغرض فائدہ عام یہ بات بطور قاعدہ کلیہ بیان کرتے ہیں کہ کلام کا وہ کونسا مرتبہ ہے جس مرتبہ پر کوئی کلام واقعہ ہونے سے اس صفت سے متصف ہو جاتا ہے کہ اسکو بے نظیر اور معجزانہ کہا جائے اور پھر بطور نمونہ کوئی سورہ قرآن شریف کی لکھکر اسمیں یہ ثابت کرکے دکھلائینگے کہ وہ تمام وجوہ بلاغت جو قاعدہ کلیہ میں قرار دی گئی ہیں اس سورہ میں بہ تمام وکمال پائی جاتی ہیں اور اگر کسیکو ان وجوہ بے نظیری کے قبول کرنے میں پھر بھی انکار ہوگا تو یہ بار ثبوت اسی کے ذمہ ہوگا کہ کوئی دوسرا کلام پیش کرکے دکھلاوے جسمیں وہ تمام وجوہ بے نظیری پائے جاویں۔

سو واضح ہو کہ اگر کوئی کلام ان تمام چیزوں میں سے کہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے صادر اور اسکے دست قدرت کی صنعت ہیں کسی چیز سے مشابہت کلی نہ رکھتا ہو یعنے اسمیں عجائبات ظاہری و باطنی ایسے طور پر جمع ہوں کہ جو مصنوعات الٰہیہ میں سے کسی شئے میں جمع نہیں تو اس صورت میں کہا جائیگا کہ وہ کلام ایسے مرتبہ پر واقع ہے کہ جسکی مثل بنانے سے انسانی طاقتیں عاجز ہیں کیونکہ جس چیز کی نسبت بے نظیر اور صادر من اللہ ہونا عند الخواص والعوام ایک مسلّم اور مقبول امر ہے جسمیں کسیکو اختلاف نزاع نہیں اسکی وجوہ بے نظیری میں کسی شے کی شراکت نامہ ثابت ہونا بالکلیہ اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ وہ شئے بھی بے نظیر ہی ہے مثلاً اگر کوئی چیز اس چیز سے بکلی مطابق آجائے جو اپنے مقدار میں دس گز ہے تو اسکی نسبت بھی یہ علم صحیح قطعی مفید یقین جازم حاصل ہوگا کہ وہ بھی دس گز ہے۔

اب ہم ان مصنوعات الٰہیہ میں سے ایک لطیف مصنوع کو مثلاً گلاب کے پھول کو بطور مثال قرار دیکر دکھلاتے ہیں کہ وہ عجائبات ظاہری و باطنی لکھتے ہیں جنکی رو سے وہ ایسی اعلیٰ حالت پر تسلیم کیا گیا ہے کہ اسکی نظیر بنانے سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲ اُن سے دریافت کرکے میں نے لکھا ہے پس اس تقریر میں خود تو قائل قرار دی ہے کہ اسکی انجیل الہامی نہیں کیونکہ الہام کے بعد لوگوں سے پوچھنے کی کیا حاجت تھی اسی طرح مرقس کا مسیح کے شاگردوں میں سے ہونا ثابت نہیں پھر وہ نبی کیونکر ہوا بہرحال چاروں انجیلیں نہ اپنی صحت پر قایم ہیں اور نہ اپنے سب بیان کے رو سے

مین اُس ابتدائی زمانہ مین خدا کا سارا کام قدرتی پایا جاتا ہے کہ جو آمیزش طبعیت اور سبب سے بہ کلی پاک اور خالص ربّانی ارادہ سے نکلا ہوا ہے تو پھر کیونکر بے ایمانون کی طرح بولیون کے

بقیہ حاشیہ بر ۱۱۱ انسانی طاقتین عاجز ہین اور پھر اِس بات کو ثابت کرکے دکھلائینگے کہ اِن سب عجائبات سے سورہ فاتحہ کے عجائبات اور کمالات ہموزن ہین بلکہ اُن عجائبات کا پلہ بھاری ہے اور اِس مثال کے اختیار کرنے کا موجب یہہ ہوا کہ ایک مرتبہ اِس عاجز نے اپنی نظر کشفی مین سورۃ فاتحہ کو دیکھا کہ ایک ورق پر لکھی ہوئی اِس عاجز کے سامنہ مین ہے اور ایک ایسی خوبصورت اور دلکش شکل مین ہے کہ گویا وہ کاغذ جسپر سورۃ فاتحہ لکھی ہوئی ہے سُرخ سُرخ اور ملایم گلاب کے پھولون سے اِسقدر لدا ہوا ہے کہ جسکا کچھ انتہا نہین اور جب یہہ عاجز اِس سورۃ کی کوئی آیت پڑھتا ہے تو اُسمین سے بہت سے گلاب کے پھول ایک خوش آواز کے ساتھہ پرواز کرکے اوپر کی طرف اڑتے ہین اور وہ پھول نہایت لطیف اور بڑے بڑے اور سندر اور تر و تازہ اور خوشبودار ہین جنکے اوپر چڑھنے کے وقت دل و دماغ نہایت معطر ہوجاتا ہے اور ایک ایسا عالم مستی کا پیدا کرتے ہین کہ جو اپنی بے مثل لذتون کی کشش سے دُنیا و مافیہا سے نہایت درجہ کی نفرت دلاتے ہین۔ اِس مکاشفہ سے معلوم ہوا کہ گلاب کے پھول کو سورۃ فاتحہ کے ساتھہ ایک روحانی مناسبت ہے سو ایسی مناسبت کے لحاظ سے اِس مثال کو اختیار کیا گیا اور مناسب معلوم ہوا کہ اول بطور مثال گلاب کے پھول کے عجائبات کو کہ جو اُسکے ظاہر و باطن مین پائے جاتے ہین لکھا جائے اور پھر بمقابلہ اُسکے عجائبات کے سورۃ فاتحہ کے عجائبات ظاہری و باطنی قلمبند ہون تا ناظرین باانصاف کو معلوم ہو کہ جو خوبیان گلاب کے پھول مین ظاہر اور باطنًا پائی جاتی ہین جنکے روسے اُسکی نظیر بنانا عادتًا محال سمجھا گیا ہے اُسی طرح پر اور اُس سے بہتر خوبیان سورۃ فاتحہ مین موجود ہین اور تا اِس مثال کے لکھنے سے اشارہ کشفی پر بھی عمل ہوجائے۔ پس جاننا چاہئے کہ یہہ امر ہر یک عاقل کے نزدیک بغیر کسی تردّد اور توقف کے مسلّم الثبوت ہے کہ گلاب کا پھول بھی مثل اور مصنوعات الٰہیہ کے ایسی عمدہ خوبیان اپنی ذات مین جمع رکھتا ہے جنکی مثل بنانے پر

الہامی ہین اور اسی وجہ سے انجیلون کے واقعات مین طرح طرح کی غلطیان پڑگئین اور کچھہ کا کچھہ لکھا گیا۔ غرض اِس بات پر عیسائیون کے کامل محققین کا اتفاق ہوچکا ہے کہ انجیل خالص خدا کا کلام نہین ہے بلکہ پتے واری گاڈ کی طرح کچھہ خدا کا کچھہ انسان کا ہے ہان بعض ناواقف عیسائی بوجہ اپنی نہایت سادہ لوحی

بارہ مین خدا کو اِس بات سے عاجز سمجھا جائے کہ جس طرح اُس نے تمام چیزون کو محض قُدرت سے پیدا کیا تھا وہ بولیون کے پیدا کرنے پر قُدرت نہین رکھتا تھا۔ جس نے خود انسان

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱۱ انسان قادر نہین اور وہ دو طور کی خوبیان ہین ایک وہ کہ جو اُسکی ظاہری صورت مین پائی جاتی ہین اور وہ یہہ ہین کہ اُسکا رنگ نہایت خوشنما اور خوب ہے اور اُسکی خوشبو نہایت دلآرام اور دلکش ہے اور اُسکے ظاہر بدن مین نہایت درجہ کی ملائمت اور تروتازگی اور نرمی اور نزاکت اور صفائی ہے اور دوسری وہ خوبیان ہین کہ جو باطنی طور پر حکیم مطلق نے اُسمین ڈال رکھے ہین یعنے وہ خواص کہ جو اُسکے جوہر مین پوشیدہ ہین اور وہ یہہ ہین کہ وہ مفرح اور مقوّی قلب اور مسکن صفرا ہے اور تمام قویٰ اور ارواح کو تقویت بخشتا ہے اور صفرا اور بلغم رقیق کا مسہل بھی ہے اور اسی طرح معدہ اور جگر اور گردہ اور امعاء اور رحم اور بیضہ کو بھی قوت بخشتا ہے اور خفقان حار اور غشی اور ضعف قلب کے لئے نہایت مفید ہے اور اسی طرح اور کئی امراض بدنی کو فایدہ مند ہے۔ پس انہین دونون طور کی خوبیون کی وجہ سے اُسکی نسبت اعتقاد کیا گیا ہے کہ وہ ایسے مرتبہ کمال پر واقعہ ہے کہ ہرگز کسی انسان کے لئے ممکن نہین کہ اپنی طرف سے کوئی ایسا پھول بنا دے کہ جو اُس پھول کی طرح رنگ مین خوشنما اور خوشبو مین دلکش اور بدن مین نہایت تروتازہ اور نرم اور نازک اور مصفّا ہو اور باوجود اسکے باطنی طور پر تمام وہ خواص بھی رکھتا ہو جو گلاب کے پھول مین پائے جاتے ہین۔ اور اگر یہہ سوال کیا جائے کہ کیون گلاب کے پھول کی نسبت ایسا اعتقاد کیا گیا کہ انسانی قوتین اُسکے نظیر بنانے سے عاجز ہین اور کیون جائز نہین کہ کوئی انسان اُسکی نظیر بنا سکے اور جو خوبیان اُسکی ظاہر و باطن مین پائی جاتی ہین وہ مصنوعی پھول مین پیدا کر سکے تو اِس سوال کا جواب یہی ہے کہ ایسا پھول بنانا عادتاً ممتنع ہے اور آجتک کوئی حکیم اور فیلسوف کسی ایسی ترکیب سے کسی قسم کی ادویہ کو بہم نہین پہنچا سکا کہ جنکے باہم مخلوط اور ممزوج کرنے سے ظاہر و باطن مین گلاب کے پھول کی سی صورت اور سیرت پیدا ہو جائے۔ اب سمجھنا چاہئے کہ یہی وجوہ بے نظیری کی سورۃ فاتحہ مین بلکہ قرآن شریف کے ہر یک حصہ اقل قلیل مین کہ جو آیت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱۲ کہی کہی یہہ دعویٰ کر بیٹھتے ہین کہ انجیل ہی اپنی تعلیم کے رو سے بمثیل و مانند ہے یعنے انسان اُسکی مثل بنانے پر قادر نہین پس اِس سے ثابت ہے کہ تعلیم اُسکی خدا کا کلام ہے اور انجیل کی تعلیم کا بمثیل و مانند ہونا اِس طرح پر بیان کرتے ہین کہ اسمین عفو اور درگذر اور نیکی اور احسان کے لئے بہت سی تاکید ہے

کو بغیر باپ اور ما کے پیدا کر کے اپنی قُدرتِ تامہ کا ثبوت دے دیا ہے پھر بولیون کے بارہ مین کیون اُسکی قُدرت کو ناقص خیال کیا جائے غرض جبکہ ہر یک عاقل کو یہہ ماننا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سے بھی کم ہو پائی جاتی ہین پہلے ظاہری صورت پر نظر ڈالکر دیکھو کہ کیسی رنگینی عبارت اور خوش بیانی اور جودتِ الفاظ اور کلام مین کمال سلاست اور نرمی اور روانگی اور آب و تاب اور لطافت وغیرہ لوازم حُسن کلام اپنا کامل جلوہ دکھا رہے ہین ایسا جلوہ کہ جس پر زیادت متصور نہین اور وحشت کلمات اور تعقید ترکیبات سے بکلی سالم اور بری ہے۔ ہر یک فقرہ اُسکا نہایت فصیح اور بلیغ ہے اور ہر یک ترکیب اُسکی اپنے اپنے موقعہ پر واقعہ ہے اور ہر یک قسم کا التزام جس سے حُسن کلام بڑھتا ہے اور لطافتِ عبارت کُلّی ہے سب اُسمین پایا جاتا ہے اور جسقدر حُسن تقریر کے لئے بلاغت اور خوش بیانی کا اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ ذہن مین آسکتا ہے وہ کامل طور پر اُسمین موجود اور مشہود ہے اور جسقدر مطلب کے دل نشین کرنیکے لئے حُسن بیان درکار ہے وہ سب اُسمین مہیّا اور موجود ہے اور باوجود اِس بلاغتِ معانی اور التزامِ کمالیتِ حُسن بیان کے صدق اور راستی کی خوشبو سے بھرا ہوا ہے کوئی مبالغہ ایسا نہین جسمین جھوٹ کی ذرا آمیزش ہو کوئی رنگینی عبارت اِس قسم کی نہین جس مین شاعرون کی طرح جھوٹ اور ہزل اور فضول گوئی کی نجاست اور بدبو سے مدد لی گئی ہو پس جیسے شاعرون کا کلام جھوٹ اور ہزل اور فضول گوئی کی بدبو سے بھرا ہوا ہوتا ہے یہہ کلام صداقت اور راستی کی لطیف خوشبو سے بھرا ہوا ہے اور پھر اِس خوشبو کے ساتھہ خوش بیانی اور جودتِ الفاظ اور رنگینی اور صفائی عبارت کو ایسا جمع کیا گیا ہے کہ جیسے گلاب کے پھول مین خوشبو کے ساتھہ اُسکی خوش رنگی اور صفائی بھی جمع ہوتی ہے۔ یہہ خوبیان تو باعتبار ظاہر کے ہین اور باعتبار باطن کے اُسمین یعنے سورۃ فاتحہ مین یہہ خواص ہین کہ وہ بڑی بڑی امراضِ روحانی کے علاج پر مشتمل ہے اور تکمیل قُوتِ علمی اور عملی کے لئے بہت سا سامان اُسمین موجود ہے اور بڑے بڑے بگاڑون کی اصلاح کرتی ہے اور بڑے بڑے معارف اور دقایق اور لطائف کہ جو حکیمون اور فلسفیون کی نظر سے چھپے رہے اُسمین مذکور ہین۔ سالک کے واسطے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

اور ہر یک جگہ شر کے مقابلہ سے منع کیا ہے بلکہ بدی کے عوض نیکی کرنا لکھا ہے اور ایک گال پر طمانچہ کھاکر دوسری گال بھی پھیر دینے کا حکم ہے پس اِس دلیل سے ثابت ہو گیا کہ وہ بمثل و مانند انسانی طاقتون سے برتر ہے لاحول ولا قوۃ اے حضرات یہہ نئی منطق آپ کہان سے لائے جس سے آپ یہہ

پڑتا ہے کہ پہلا زمانہ خالص قدرت نمائی کا زمانہ تھا اور اسمین عام طور پر قانونِ قدرت یہی تھا کہ ہر یک کام بغیر آمیزش اسبابِ معتادہ کے کیا جائے تو پھر بولیون کو اُس عام قانون سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اُسکے پڑھنے سے یقینی قوت بڑہتی ہے اور شک اور شبہ اور ضلالت کی بیماری سے شفا حاصل ہوتی ہے اور بہت سی اعلیٰ درجہ کی صداقتین اور نہایت باریک حقیقتین کہ جو تکمیل نفس ناطقہ کے لئے ضروری ہین اُسکے مبارک مضمون مین بھری ہوئی ہین اور ظاہر ہے کہ یہہ کمالات ہی ایسے ہین کہ گلاب کے پھول کے کمالات کی طرح اُن مین بھی عادتاً امتناع معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی انسان کے کلام مین مجتمع ہوسکین اور یہہ امتناع نہ نظری بلکہ بدیہی ہے کیونکہ جن دقایق و معارفِ عالیہ کو خدا تعالیٰ نے عین ضرورت حقہ کے وقت اپنے بلیغ اور فصیح کلام مین بیان فرما کر ظاہری اور باطنی خوبی کا کمال دکھلایا ہے اور بڑی نازک شرطون کے ساتھ دونون پہلوؤن ظاہر و باطن کو کمالیت کے اعلیٰ مرتبہ تک پہنچایا ہے یعنے اول تو ایسے معارفِ عالیہ ضروریہ لکھے ہین کہ جنکے آثار پہلی تعلیمون سے مندرس اور محو ہوگئے تھے اور کسی حکیم یا فیلسوف نے بھی اُن معارف عالیہ پر قدم نہین مارا تھا اور پھر اُن معارف کو غیر ضروری اور فضول طور پر نہین لکھا بلکہ ٹھیک ٹھیک اُسوقت اور اُس زمانہ مین اُنکو بیان فرمایا جس وقت حالتِ موجودہ زمانہ کی اصلاح کے لئے اُنکا بیان کرنا بس ضروری تھا اور بغیر اُنکے بیان کرنیکے زمانہ کی ہلاکت اور تباہی متصور تھی اور پھر وہ معارفِ عالیہ ناقص اور ناتمام طور پر نہین لکھے گئے بلکہ کما حقہٗ کامل درجہ پر واقعہ ہین اور کسی عاقل کی عقل کوئی ایسی دینی صداقت پیش نہین کرسکتے جو اُسنے باہر رہگئی ہو تو کسی باطل پرست کا کوئی ایسا وسوسہ نہین جسکا ازالہ اُس کلام مین موجود نہ ہو۔ ان تمام حقایق و دقایق کے التزام سے کہ جو دوسری طرف ضروراتِ حقہ کے التزام کے ساتھ وابستہ ہین فصاحت بلاغت کے اُن اعلیٰ کمالات کو ادا کرنا جن پر زیادت متصور نہ ہو یہہ تو نہایت بڑا کام ہے کہ جو بشری طاقتون سے بہ بداہت نظر بلند تر ہے مگر انسان تو ایسا بے ہنر ہے کہ اگر ادنیٰ اور ناکارہ معاملات کو کہ جو حقایق عالیہ سے کچھ تعلق نہین رکھتے کسی رنگین اور فصیح عبارت مین بالتزام راست بیانی اور حق گوئی کے لکھنا چاہے تو یہہ بھی اُسکے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱۱

سمجھ بیٹھے کہ جن نصیحتون مین حلم اور درگذر کی تاکید مزید ہو وہ بے نظیر ہوجایا کرتی ہین اور قوی البشرہ ایسی نصیحتون کے بیان کرنے سے قاصر ہوتی ہین۔ یہی تو سمجھ کا پھیر ہے کہ ابتک آپکو یہہ بھی خبر نہین کہ بخیل و مانند کا لفظ کسی شے کی نسبت صرف اُنہین حالتون مین بولا جاتا ہے کہ جب وہ شے اپنی ذات مین ایسے مرتبہ پر

باہر نکالکر قانونِ قدرت کو توڑنا سراسر جہالت اور نادانی ہے اُس زمانہ کی نظیر مین اس زمانہ کے حالات پیش کرنا درست نہین ہے مثلاً اب کوئی سچہ انسان کا بغیر ذریعہ ماں اور باپ کے پیدا نہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

ہمارے لئے ممکن نہین جیسا کہ یہہ بات ہر عاقل کے نزدیک نہایت بدیہی ہے کہ اگر مثلاً ایک دوکاندار جو کامل درجہ کا شاکر اور انشا پرداز ہو یہہ چاہے کہ جو اپنی اُس گفتگو کو جو ہر روز اُسی رنگا رنگ کے خریداروں اور معاملہ دارلوگ کے ساتھہ کرنی پڑتی ہے کمال بلاغت اور رنگینی عبارت کے ساتھہ کیا کرے اور ہر یہہ بھی التزام رکھے کہ ہر محل اور ہر موقعہ مین جس قسم کی گفتگو کرنا ضروری ہے وہی کرے مثلاً جہان کم بولنا مناسب ہے وہان کم بولے اور جہان بہت مغز زنی مصلحت ہے وہان بہت گفتگو کرے اور جب اُسین اور اُسکے خریدار مین کوئی بحث آپڑے تو وہ طرز تقریر اختیار کرے جس سے اُس بحث کو اپنے مفید مطلب طے کرسکے یا مثلاً ایک حاکم جسکا یہہ کام ہے کہ فریقین اور گواہون کے بیان کو ٹھیک ٹھیک قلمبند کرے اور ہر یک بیان پر جو جو واقعی اور ضروری طور پر جرح قدح کرنا چاہئے وہی کرے اور جیسا کہ تنقیح مقدمہ کے لئے شرط ہے اور تفتیش امر متنازعہ فیہ کے لئے قرین مصلحت ہے سوال کے موقعہ پر سوال اور جواب کے موقعہ پر جواب لکھے اور جہان قانونی وجوہ کا بیان کرنا لازم ہو اُنکو درست طور پر حسب منشاء قانون بیان کرے اور جہان واقعات کا بہ ترتیب تمام کہنا واجب ہو اُنکو بہ پابندی ترتیب وصحت کہولے اور ہر جو کچھہ فی الواقعہ اپنی رائے اور بتائید اُس رائے کے وجوہات ہین اُنکو بصحت تمام بیان کرے اور باوصف ان تمام التزامات کے فصاحت بلاغت کے اُس اعلیٰ درجہ پر اُسکا کلام ہو کہ اُس سے بہتر کسی بشر کے لئے ممکن نہ ہو تو اس قسم کی بلاغت کو باسنجام پہنچانا بہ بداہت اُنکے لئے محال ہے سو انسانی فصاحتون کا یہی حال ہے کہ بجز فضول اور غیر ضروری اور واہیات باتون کے قدم ہی نہین اُٹھہ سکتا اور بغیر جھوٹ اور ہزل کے اختیار کرنے کے کچھہ بول ہی نہین سکتے اور اگر کچھہ بولے بھی تو اوہورا ناک ہے تو کان نہین کان مین تو آنکھہ نہ اور سیدھا بولے تو فصاحت گئی فصاحت کے پیچھے پڑے تو جھوٹ اور فضول گوئی کے انبار کے انبار جمع کرلئے پیاز کی طرح سب پوست ہی پوست اور بیچ مین کچھہ بھی نہین پس جس صورت مین عقل سلیم صریح حکم دیتی ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

واقعہ ہو کہ جسکی نظیر پیش کرنے سے انسانی طاقتین عاجز رہ جائین آپ اپنے دعوی مین بار بار اسی بات پر زور دیتے ہین کہ انجیل مین ہر جگہ اور ہر موقعہ مین عفو اور درگذر کرنیکے لئے تاکید ہے اور ایسی تاکید کسی دوسری کتاب مین نہین بہلا بہت خوب یون ہی سہی مگر کیا اس سے یہہ ثابت ہوگیا کہ اسقدر تاکید انسان نہین کرسکتا

ہوتا لیکن اگر اُس ابتدائی زمانہ مین بھی انسان کا پیدا ہونا والدین کے وجود پر ہی موقوف ہوتا تو پھر کیونکر یہہ دُنیا پیدا ہو سکتی - علاوہ اِسکے جو تغیرات بولیون مین طبعی طور پر ہوتے رہتے ہین

بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۳۳۶

کرنا کارہ اور خفیف معاملات اور سیدھے سادے واقعات کو بھی ضرورتِ حقہ اور راستی کے التزام سے رنگین اور بلیغ عبارت مین ادا کرنا ممکن نہین تو پھر اِس بات کا سمجھنا کسقدر آسان ہے کہ معارفِ عالیہ کو ضرورتِ حقہ کے التزام کے ساتھ نہایت رنگین اور فصیح عبارت مین جس سے اعلیٰ اور اصفیٰ متصور نہ ہو بیان کرنا بالکل خارق عادت اور بشری طاقتون سے بعید ہے اور جیسا کہ گلاب کے پھول کی طرح کوئی پھول کہ جو ظاہر و باطن مین اُس سے مشابہ ہو بنانا عادتاً محال ہے ایسا ہی یہہ بھی محال ہے کیونکہ جب ادنیٰ ادنیٰ امور مین تجربہ صحیحہ شہادت دیتا ہے اور فطرتِ سلیمہ قبول کرتی ہے کہ انسان اپنی کسی ضروری اور راست راست بات کو خواہ وہ بات کسی معاملہ خرید و فروخت سے متعلق ہو یا تحقیقات عدالت وغیرہ سے تعلق رکھتی ہو جب اُسکو اصلح اور انسب طور پر بجالانا چاہے تو یہہ بات غیر ممکن ہو جاتی ہے کہ اُسکی عبارت خواہ نخواہ ہر محل مین موزون اور مقفیٰ اور فصیح اور بلیغ بلکہ اعلیٰ درجہ کی فصاحت اور بلاغت پر ہو تو پھر ایسی تقریر کہ جو علاوہ التزام راستی اور صدق کے معارف اور حقایقِ عالیہ سے بھی بھری ہوئی اور ضرورتِ حقہ کے روسے صادر ہو اور تمام حقانی صداقتون پر محیط ہو اور اپنے منصبِ اصلی حالتِ موجودہ اور اتمام حجت اور الزام منکرین مین ایک ذرا فروگذاشت نہ کرتی ہو اور مناظرہ اور مباحثہ کے تمام پہلوؤن کی کماحقہٗ رعایت رکھتی ہو اور تمام ضروری دلائل اور ضروری براہین اور ضروری تعلیم اور ضروری سوال اور ضروری جواب پر مشتمل ہو کیونکر باوجود اِن مشکلات بیح در بیح کے کہ جو پہلی صورت سے صدہا درجہ زیادہ ہین ایسی فصاحت اور بلاغت کے ساتھہ کسی بشر کی تحریر مین جمع ہو سکتی ہے کہ وہ بلاغت بھی بے مثل و مانند ہو اور اُس مضمون کو اُس سے زیادہ فصیح عبارت مین بیان کرنا ممکن نہ ہو -

یہہ تو وہ وجوہ ہین کہ جو سورۃ فاتحہ اور قرآن شریف مین ایسے طور سے پائی جاتی ہین جنکو گلاب کے پھول

بقیہ حاشیہ در صفحہ ۳۳۸

اور انسانی قوتین ان تاکیدون کے بیان سے قاصر ہین کیا رحم اور عفو کی تاکید بُت پرستون کے پُشتکون مین کچھہ کم ہے بلکہ سچ پوچھو تو آریہ قوم کے بُت پرستون نے رحم کی تاکید کو اِس کمال تک پہنچایا ہے کہ بس حد ہی کر دی اُنکے ایک شاستر کا اشلوک اِسوقت مجھکو یاد آیا ہے جسپر تقریباً سارے ہندوؤن کا عمل ہے

اُن تغیّرات مین اور اُس دوسری صورت مین کہ جب بولی عدم محض سے پیدا کیجائے بڑا فرق ہے کسی موجودہ بولی مین کچھ تغیّر ہونا شے دیگر ہے اور عدم محض سے ایک بولی کا مکمل الوجود

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ کی وجہ بے نظیری سے بکلی مطابقت ہے لیکن سورۃ فاتحہ اور قرآن شریف مین ایک اَور خاصہ بزرگ پایا جاتا ہے کہ جو اُسی کلام پاک سے خاص ہے اور وہ یہ ہے کہ اُسکو توجہ اور اخلاص سے پڑہنا دلکو صاف کرتا ہے اور ظلمانی پردون کو اُٹہاتا ہے اور سینے کو منشرح کرتا ہے اور طالب حق کو حضرت احدیت کی طرف کہینچکر ایسے انوار اور آثار کا مورد کرتا ہے کہ جو مقربان حضرت احدیت مین ہونی چاہئے اور جنکو انسان کسی دوسرے حیلہ یا تدبیر سے ہرگز حاصل نہین کرسکتا اور اِس روحانی تاثیر کا ثبوت بھی ہم اِس کتاب مین دیچکے ہین اور اگر کوئی طالب حق ہو تو بالمواجہ ہم اُسکی تسلی کرسکتے ہین اور ہر وقت تازہ بتازہ ثبوت دینے کو طیار ہین اور نیز اِس بات کو بخوبی یاد رکہنا چاہئے کہ قرآن شریف کا اپنی کلام مین بیمثل و مانند ہونا صرف عقلی دلائل مین محصور نہین بلکہ زمانہ دراز کا تجربہ صحیحہ بھی اُسکا موید اور مصدق ہے کیونکہ باوجود اِسکے کہ قرآن شریف برابر تیرہ سو برس سے اپنی تمام خوبیان پیش کرکے ھل من معارض کا نقارہ بجا رہا ہے اور تمام دُنیا کو بآواز بلند کہہ رہا ہے کہ وہ اپنی ظاہری صورت اور باطنی خواص مین بیمثیل و مانند ہے اور کسی جن یا انس کو اُسکے مقابلہ یا معارضہ کی طاقت نہین مگر پھر بھی کسی متنفس نے اُسکے مقابلہ پر دم نہین مارا بلکہ اُسکی کم سے کم کسی سورہ مثلاً سورہ فاتحہ کی ظاہری و باطنی خوبیون کا بھی مقابلہ نہین کرسکا تو دیکھو اِس سے زیادہ بدیہی اور کھلا کھلے معجزہ اور کیا ہوگا کہ عقلی طور پر بھی اُس پاک کلام کا بشری طاقتون سے بلند تر ہونا ثابت ہوتا ہے اور زمانہ دراز کا تجربہ بھی اُسکے مرتبۂ اعجاز پر گواہی دیتا ہے - اور اگر کسی کو یہ ہر دو نون طور کی گواہی کہ جو عقل اور تجربہ زمانہ دراز کے رو سے بہ پایۂ ثبوت پہنچ چکی ہے نامنظور ہو اور اپنے علم اور ہنر پر نازان ہو یا دُنیا مین کسی ایسے بشر کی اڑان پروازی کا قائل ہو کہ جو قرآن شریف کی طرح کوئی کلام بنا سکتا ہے تو ہم جیسا کہ وعدہ کرچکے ہین کچھ بطور نمونہ حقایق و دقایق سورۃ فاتحہ کی لکھتے ہین اُسکو چاہئے کہ بمقابلہ اُن ظاہری و باطنی سورۃ

بقیہ حاشیہ نمبر ۲

اور وہ یہ ہے انسا برہو دہریا یعنے اِس سے بُرا دہریہ اور کوئی نہین کہ کسی جاندار کو تکلیف نہ دیجائے اسی اسلوک کے رو سے ہندو لوگ کسی جاندار کو آزار دینا پسند نہین کرتے یہانتک کہ سانپون کے شر کا بھی مقابلہ نہین کرتے بلکہ بجائے اُنکے شر کے اُنکو دودھ پلاتے ہین اور اُنکی پوجا کرتے ہین اِس پوجا

پیدا ہوجانا یہہ اور بات ہے۔ ماسوا اِن سب باتوں کے جبکہ اب بھی خدا تعالیٰ بذریعہ اپنے الہام کے مختلف بولیوں کو اپنے بندوں پر القا کرتا ہے اور ایسی زبانوں میں الہام کرسکتا

بقیہ حاشیہ بمراد فاتحہ کی خوبیوں کے کوئی اپنا کلام پیش کرے لیکن قبل تفصیل حقایق عالیہ سورۃ فاتحہ کے ہم طول کلام سے کچھ

اندیشہ نہ کرکے مکرر بیان کرتے ہیں کہ فحص معارض اِس بات کو خوب یاد رکھے کہ جیسا کہ ہم ابھی لکھ چکے ہیں سورۃ فاتحہ میں تمام قرآن شریف کی طرح دو قسم کی خوبیاں کہ جو مثیل و مانند ہیں پائی جاتی ہیں یعنے ایک ظاہری صورت میں خوبی اور ایک باطنی خوبی۔ ظاہری خوبی یہہ کہ جیسا کہ بار بار ذکر کیا گیا ہے اُسکی عبارت میں ایسی رنگینی اور آب و تاب اور نزاکت و لطافت و ملایمت اور بلاغت اور شیرینی اور روانگی اور حسن بیان اور حسن ترتیب پایا جاتا ہے کہ اُن معانی کو اُس سے بہتر یا اُس سے مساوی کسی دوسری فصیح عبارت میں ادا کرنا ممکن نہیں اور اگر تمام دنیا کے انشا پرداز اور شاعر متفق ہوکر یہہ چاہیں کہ اُسی مضمون کو لیکر اپنے طور سے کسی دوسری فصیح عبارت میں لکھیں کہ جو سورۃ فاتحہ کی عبارت سے مساوی یا اُس سے بہتر ہو تو یہہ بات بالکل محال اور ممتنع ہے کہ ایسی عبارت لکھ سکیں کیونکہ تیرہ سو برس سے قرآن شریف تمام دنیا کے سامنے اپنی بے نظیری کا دعویٰ پیش کر رہا ہے اگر ممکن ہوتا تو البتہ کوئی مخالف اُسکا معارضہ کرکے دکھلاتا حالانکہ ایسے دعوے کے معارضہ نہ کرنے میں تمام مخالفین کی رسوائی اور ذلت اور قرآن شریف کی شوکت اور عزت ثابت ہوتی ہے پس چونکہ تیرہ سو برس سے اب تک کسی مخالف نے عبارت قرآنی کی مثل پیش نہیں کی تو اسقدر زمانہ دراز تک تمام مخالفین کا مثل پیش کرنے سے عاجز رہنا اور اپنی نسبت اُن تمام رسوائیوں اور ذلتوں اور لعنتوں کو روا رکھنا کہ جو جھوٹوں اور لاجواب رہنے والوں کی طرف عائد ہوتے ہیں صریح اِس بات پر دلیل ہے کہ فی الحقیقت اُنکی علمی طاقت مقابلہ سے عاجز رہی ہے اور اگر کوئی اِس امر کو تسلیم نہ کرے تو یہہ بار ثبوت اُسی کی گردن پر ہے کہ وہ آپ یا کسی اپنے مددگار سے عبارت قرآن کی مثل ہوا کر پیش کرے مثلاً سورۃ فاتحہ کے مضمون کو لیکر کوئی دوسری فصیح عبارت بنا کر دکھلاوے جو کمال بلاغت اور فصاحت میں اُسکے برابر ہوسکے اور جب تک ایسا نہ کرے تب تک وہ ثبوت

بقیہ حاشیہ

کا نام اُنکے مذہب میں ناگ پوجا ہے بعض ہندو اسقدر رحم دل ہوتے ہیں کہ بالوں میں جوئیں جو پڑجاتی ہیں اُنکو بھی اپنے بالوں سے نہیں نکالتے بلکہ اُنکے آرام کی نظر سے اپنے تمام بدن کے بال نہیں کٹاتے اور اسقدر دکھ اُٹھاتے ہیں تا اُنکے استھان میں صورت تفرقہ پیدا نہ ہو اور بعض ہندو اپنے سونہہ پر ہیلی چڑھا کر رکھتے ہیں

ہے جن زبانوں کا اُن بندوں کو کچھ بھی علم حاصل نہیں جیسا کہ ہم حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱ میں اِسکا ثبوت دے چکے ہیں تو اِس صورت میں کسقدر حماقت ہے کہ یہ خیال کیا جائے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ کہ جو مخالفین کے تبرہ سو برس خاموش اور لاجواب رہنے سے اہل حق کے ہاتھ میں ہے کسی طور سے ضعیف الاعتبار نہیں ہو سکتا بلکہ مخالفین کے سیکڑوں برسوں کی خاموشی اور لاجواب رہنے نے اُسکو وہ کامل مرتبہ ثبوت کا بخشا ہے کہ جو گلاب کے پھول وغیرہ کو وہ ثبوت بے نظیری کا حاصل نہیں کیونکہ دُنیا کے حکیموں اور صنعت کاروں کو کسی دوسری چیز میں اِس طور پر معارضہ کے لئے کبھی ترغیب نہیں دی گئی اور نہ اُسکی مثل بنانے سے عاجز رہنے کی حالت میں کبھی اُنکو یہ خوف دلایا گیا کہ وہ طرح طرح کی تباہی اور ہلاکت میں ڈالے جائینگے پس ظاہر ہے کہ جس ہدایت اور چمک اور دمک سے قرآن شریف کی بلاغت اور فصاحت کا انسانی طاقتوں سے بلند تر ہونا ثابت ہے اِس طرح پر گلاب کی لطافت اور رنگینی وغیرہ کا بے مثیل ہونا ہرگز ثابت نہیں پس یہ تو سورۃ فاتحہ اور تمام قرآن شریف کی ظاہری خوبی کا بیان ہے جسمیں اُسکا بے مثیل و مانند ہونا اور بشری طاقتوں سے برتر ہونا مخالفین کے عاجز رہنے سے بپایۂ ثبوت پہنچ گیا ہے اب ہم باطنی خوبیوں کو بھی دوسرا گزکر کرتے ہیں تا اچھی طرح غور کرنیوالوں کے ذہن میں آجائیں چاہئے کہ جیسا خداوند حکیم مطلق نے گلاب کے پھول میں بدن انسان کے لئے طرح طرح کے منافع رکھے ہیں کہ وہ دل کو قوت دیتا ہے اور قوی اور ارواح کو تقویت بخشتا ہے اور کئی اور مرضوں کو مفید ہے ایسا ہی خداوند کریم نے سورۃ فاتحہ میں تمام قرآن شریف کی طرح روحانی مرضوں کے شفا رکھی ہے اور باطنی بیماریوں کا اُسمیں وہ علاج موجود ہے کہ جو اُسکے غیر میں ہرگز نہیں پایا گیا کیونکہ اُسمیں وہ کامل صداقتیں بھری ہوئی ہیں کہ جو روئے زمین سے نابود ہو گئی تھیں اور دُنیا میں اُنکا نام و نشان باقی نہیں رہا پس وہ پاک کلام فضول اور بیفائدہ طور پر دُنیا میں نہیں آیا بلکہ وہ آسمانی نور اُسوقت تجلی فرما ہوا جبکہ دُنیا کو اُسکی نہایت ضرورت تھی اور اُن تعلیموں کو لایا جنکا دُنیا میں پھیلانا دنیا کی اصلاح کے لئے نہایت ضروری تھا غرض جن پاک

بقیہ حاشیہ نمبر ۲

اور پانی پی کر پتے میں تا کوئی جیو اُنکے موہنہ کے اندر نہ چلا جائے اور اِس طرح پر وہ کسی جیو گھات کے موجب نہ ٹھہریں - اب دیکھئے اِس کمال کا رحم اور عفو انجیل میں کہاں ہے لیکن باوجود اِس کے کوئی عیسائی یہ رائے ظاہر نہیں کرتا کہ ہندو شاستر کی وہ تعلیم بے نظیر اور انسانی طاقتوں سے باہر ہے پھر انجیل کی تعلیم

کہ اِس القا کے خداوند علیم مُطلق کو ابتدائی زمانہ مین قُدرت حاصل نہین تہی کیونکہ جس حالت مین اُسکی غیر محدود قُدرت کا اب بہی بدیہی طور پر ثبوت ملتا ہے کہ وہ اپنے بندون کو

بقیہ حاشیہ بمبرا تعلیمون کی بغایت درجہ ضرورت تہی اور جن معارف حقایق کے شایع کرنے کی شدت سے حاجت تہی انہین ضروری اور لابدی اور حقانی صداقتون کو عین ضرورت کے وقتون مین اور ٹہیک ٹہیک حاجت کے موقعہ مین ایک مثیل بلاغت اور فصاحت کے پیرایہ مین بیان فرمایا اور باوصف اِس التزام کے جو کچہ گمراہون کی ہدایت کے لئے اور حالت موجودہ کی اصلاح کے لئے بیان کرنا واجب تہا اُس سے ایک ذرا ترک نہ کیا اور جو کچہ غیر واجب اور فضول اور بیہودہ تھا اُسکا کسی فقرہ مین کچہ دخل ہونا نہ پایا غرض وہ انوار اور پاک صداقتیں باوصف اُس شان عالی کے کہ جو اُنکو بوجہ اعلیٰ درجہ کے معارف ہونے کے حاصل ہے ایک نہایت درجہ کی عظمت اور برکت بہی رکہتے ہین کہ وہ عبث اور فضول اور بظاہر نہین کی گنتین بلکہ جن جن اقسام انواع کی ظلمت دُنیا مین پہیلی ہوئی تہی اور جس جس قسم کا جہل اور فساد علمی اور عملی اور اعتقادی امور مین حالت زمانہ پر غالب آگیا تہا اُس ہر ایک قسم کے فساد کے مقابلہ پر پورے پورے زور سے اُن سب ظلمتون کو اُٹہانے کے لئے اور روشنی کو پہیلانے کے لئے عین ضروری وقت پر باران رحمت کی طرح اُن صداقتون کو دنیا مین ظاہر کیا گیا اور حقیقت مین وہ باران رحمت ہی تہا کہ سخت پیاسون کی جان رکہنے کے لئے آسمان سے اُترا اور دُنیا کی روحانی حیات اسی بات پر موقوف تہی کہ وہ آب حیات نازل ہو اور کوئی قطرہ اُسکا ایسا نہ تہا کہ کسی موجود الوقت بیماری کی روانہ ہو اور حالت موجودہ زمانہ نے صدہا سال تک اپنی معمولی گمراہی پر رہکر یہہ ثابت کر دیا تہا کہ وہ اُن بیماریون کے علاج کو خود بخود بغیر اترنے اُس نور کے حاصل نہین کر سکتا اور نہ اپنی ظلمت کو آپ اُٹہا سکتا ہے بلکہ ایک آسمانی نور کا محتاج ہے کہ جو اپنی سچائی کی شعاعون سے دُنیا کو روشن کرے اور اُنکو دکہاوے جنہون نے کبہی نہین دیکہا اور اُنکو سمجہا دے جنہون نے کبہی نہین سمجہا اُس آسمانی نور نے دنیا مین آکر صرف یہی کام نہین کیا کہ ایسے معارف حقہ ضروریہ پیش کئے جنکا صفحہ زمین پر

بقیہ حاشیہ بمبرا

کہ جو حلم اور عفو اور رحم کی تاکید مین اِس سے کچہ بڑہکر نہین کیونکہ بے نظیر ہو سکتی ہے افسوس حضرات عیسائی ذرا نہین سوچتے کہ اخلاقی امور کو کسقدر شد و مد سے بیان کرنا اِس بات کو مستلزم نہین کہ انسان ایسی شدومد سے بیان نہین کر سکتا اور اگر مستلزم ہے تو کوئی برہان منطقی اسپر قایم کرنی چاہئے تا اُس برہان کے

ایسی بولیون کا الہام کر دیتا ہے جن بولیون سے وہ بندے ناآشنا محض ہین اور جنکو نہ اُنہون نے اپنے ماں باپ سے سیکھا اور نہ کسی اُستاد سے تعلیم پائی تو پھر کیا وجہ کہ ابتداء

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ نشان باقی نہین رہا تھا بلکہ اپنے روحانی خاصہ کے زور سے اُن جواہر حق اور حکمت کو بہت سے سینون مین بھر دیا اور بہت سے دلون کو اپنے دلربا چہرہ کی طرف کھینچ لایا اور اپنی قوی تاثیر سے بہتون کو علم اور عمل کے اعلیٰ مقام تک پہنچا یا۔ اب یہہ دونون قسم کی خوبیان کہ جو سورۃ فاتحہ اور تمام قرآن شریف مین پائی جاتی ہین کلام الٰہی کی بے نظیری ثابت کرنیکے لئے ایسے روشن دلائل ہین کہ جیسی وہ خوبیان جو گلاب کے پھول مین سب کے نزدیک انسانی طاقتون سے اعلیٰ تسلیم کئے گئے ہین بلکہ سچ تو یہہ ہے کہ جسقدر یہہ خوبیاں بدیہی طور پر عادت سے خارج اور طاقت انسانی سے باہر ہین اُس شان کی خوبیان گلاب کے پھول مین ہرگز نہین پائی جاتین ان خوبیون کی عظمت اور شوکت اور بے نظیری اُسوقت کھلتی ہے جب انسان سب کو من حیث الاجتماع اپنے خیال مین لاوے اور اُس اجتماعی ہیئت پر غور اور تدبر سے نظر ڈالے مثلاً اول اِس بات کا تصور کرنیسے کہ ایک کلام کی عبارت ایسے اعلیٰ درجہ کی فصیح اور بلیغ اور ملایم اور شیرین اور سلیس اور خوش طرز اور رنگین ہو کہ اگر کوئی انسان کوئی ایسی عبارت اپنی طرف سے بنانا چاہے کہ جو تمام و کمال اُنہین معانی پر مشتمل ہو کہ جو اُس بلیغ کلام مین پائی جاتی ہین تو ہرگز ممکن نہ ہو کہ وہ انسانی عبارت اُس پایہ بلاغت و رنگینی کو پہنچ سکے پھر ساتھ ہی یہہ دوسرا تصور کرنیسے کہ اُس عبارت کا مضمون ایسے حقایق و دقایق پر مشتمل ہو کہ جو فی الحقیقۃ اعلیٰ درجہ کی صداقتین ہون اور کوئی فقرہ اور کوئی لفظ اور کوئی حرف ایسا نہ ہو کہ جو حکیمانہ بیان پر مبنی نہ ہو۔ پھر ساتھ ہی یہہ تیسرا تصور کرنیسے کہ وہ صداقتین ایسی ہون کہ حالت موجودہ زمانہ کو اُنکی نہایت ضرورت ہو۔ پھر ساتھ ہی یہہ چوتھا تصور کرنیسے کہ وہ صداقتین ایسی بےمثیل و مانند ہون کہ کسی حکیم یا فیلسوف کا پتہ نہ مل سکتا ہو کہ اُن صداقتون کو اپنی نظر اور فکر سے دریافت کرنیوالا ہو چکا ہو۔ پھر ساتھ ہی یہہ پانچوان تصور کرنیسے کہ جس زمانہ مین وہ صداقتین ظاہر ہوئی ہون ایک تازہ نعمت کی طرح ظاہر ہوئی ہون اور اُس زمانہ کے لوگ اُنکے ظہور سے پہلے اِس راہ راست سے بکلی بیخبر ہون۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

ذریعہ سے انجیل کی تعلیم اور ہندؤن کی پستک بے نظیر بنجائین مگر جب تک کوئی دلیل بیان نہ ہو تب تک ہم کیونکر ایسی تعلیمون کا بے نظیر ہونا تسلیم کرین جسکے استخراج کے لئے صریحًا انسان کے نفس مین قوت پائے ہین کیا ہم زاد عوٰی کسی دلیل کے بغیر تسلیم کر لین یا ایک امر بدیہی البطلان کو حق محض مان لین کیا کرین ہم

پیدائش مین جو عین حاجت کا زمانہ ہے انسان کو بولیان تعلیم کرنا خدا یتعالیٰ کی قدرت کاملہ سے بعید خیال کیا جائے اور کیون خدا کو کمزور اور عاجز ٹھہرا کر انسان پر اسقدر مصیبتین ڈالی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ پہر ساتھ ہی یہہ چٹا تصور کرنے سے کہ اُس کلام مین ایک آسمانی برکت بھی ثابت ہو کہ جو اُسکی متابعت سے طالب حق کو خداوند کریم کے ساتھہ ایک سچا پیوند اور ایک حقیقی اُنس پیدا ہو جائے اور وہ انوار اُس مین چمکتے دیکھے کہ جو مردان خدا مین چمکنے چاہئین یہہ کل مجموعی ایک ایسی حالت مین معلوم ہوتا ہے کہ عقل سلیم بلاتوقف وتردد حکم دیتی ہے کہ بشری کلام کا ان تمام مراتب کاملہ پر مشتمل ہونا ممتنع اور محال اور خارق عادت ہے اور بلاشبہ ان تمام فضائل ظاہری و باطنی کو بہ نظر یکجائی دیکھنے سے ایک رعب ناک حالت اُن مین پائی جاتی ہے کہ جو عقلمند کو اِس بات کا یقین دلاتی ہے کہ اِس کل مجموعی کا انسانی طاقتون سے انجام پذیر ہونا عقل اور قیاس سے باہر ہے اور ایسی رعب ناک حالت گلاب کے پھول مین ہرگز پائی نہین جاتی کیونکہ قرآن شریف مین یہہ خصوصیت زیادہ ہے کہ اُسکی صفات مذکورہ کہ جو بے نظیری کا مدار ہین نہایت بدیہی ہین اور اسی وجہ سے جب معارض کو معلوم ہوتا ہے کہ اُسکا ایک حرف بھی ایسے موقعہ پر نہین رکھا گیا کہ جو حکمت اور مصلحت سے دور ہو اور اُسکا ایک فقرہ بھی ایسا نہین کہ جو زمانہ کی اصلاح کے لئے اشد ضروری نہ ہو اور ہر بلاغت کا یہہ کمال کہ ہرگز ممکن ہی نہین کہ اُسکی ایک سطر کی عبارت تبدیل کرکے بجائے اُسکے کوئی دوسری عبارت لکھہ سکین تو ان پر بھی کمالات کے مشاہدہ کرنے سے معارض کے دل پر ایک بزرگ رعب پڑ جاتا ہے ان کو کوئی نادان جس نے ان باتون مین کبھی غور نہین کی شائد بباعث نادانی سوال کرے کہ اِس بات کا ثبوت کیا ہے کہ یہہ ساری خوبیان سورۃ فاتحہ اور تمام قرآن شریف مین متحقق اور ثابت ہین سو واضح ہو کہ اِس بات کا یہی ثبوت ہے کہ جنہون نے قرآن شریف کے بیشمل کمالات پر غور کی اور اُسکی عبارت کو ایسے اعلیٰ درجہ کی فصاحت اور بلاغت پر پایا کہ اُسکی نظیر بنانے سے عاجز رہ گئے اور پھر اُس کے دقایق و حقایق کو ایسے مرتبہ عالیہ پر دیکھا کہ تمام زمانہ مین اُسکی نظیر نظر نہ آئی اور اُس مین وہ تاثیرات عجیبہ مشاہدہ کین کہ جو انسانی کلمات مین ہرگز نہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

تو اب ظاہر ہے کہ یہہ کیسا نکما جھگڑا اور کس درجہ کی نادانی ہے کہ ایک بے اصل اور بے ثبوت بات پر اصرار کرتے ہین اور جو راستہ صاف اور سیدھا نظر آتا ہے اُسپر قدم رکھنا نہین چاہتے اور لطف یہہ کہ انجیل کی تعلیم کامل بھی نہین چہ جائیکہ اُسکو بے نظیر کہا جائے تمام محققین کا اِس بات پر اتفاق ہو چکا ہے کہ اخلاق کا کامل مرتبہ

جائین جنکی تفصیل مین یہہ بیان کیا جائے کہ انسان پیدا ہوکر پہرا ایک مُدت دراز تک گونگا اور بے زبان رہا اور اُس بدبختی کے زمانہ مین بصد دقّت و مصیبت صرف اشارات سے کام

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہوا کرتین اور پہر اُسمین یہہ صفت پاک دیکھی کہ وہ بطور ہزل اور فضول گوئی کے نازل نہین ہوا بلکہ عین ضرورت حقہ کے وقت نازل ہوا تو اُنہون نے ان تمام کمالات کے مشاہدہ کرنے سے بے اختیار اُسکی بیمثل عظمت کو تسلیم کر لیا اور اُنمین سے جو لوگ بباعث شقاوتِ ازلی نعمت ایمان سے محروم رہے اُنکے دلون پر بھی اِسقدر ہیبت اور رُعب اُس بیمثل کلام کا بڑا کہ اُنہون نے بھی مبہوت اور سراسیمہ ہوکر یہہ کہا کہ یہہ تو سحر مبین ہے۔ اور پھر مُنصف کو اِس بات سے بھی قرآن شریف کے بیمثل و مانند ہونے پر ایک قوی دلیل ملتی ہے اور روشن ثبوت ہاتھ مین آتا ہے کہ باوجود اِسکے کہ مخالفین کو تیرہ سو برس سے خود قرآن شریف مقابلہ کرنیکی سخت غیرت دلاتا ہے اور لاجواب رہ کر مخالفت اور انکار کرنے والون کا نام شریر اور پلید اور لعنتی اور جہنمی رکھتا ہے مگر پھر بھی مخالفین نے نامردون اور فحشون کی طرح کمال بے شرمی اور بیحیائی سے اِس تمام ذلت اور بے آبروئی اور بے عزتی کو اپنے لئے منظور کیا اور یہہ روا رکھا کہ اُنکا نام جہوٹا اور ذلیل اور بیحیا اور خبیث اور پلید اور شریر اور بے ایمان اور جہنمی رکھا جاوے مگر ایک قلیل المقدار سورۃ کا مقابلہ نہ کر سکے اور نہ اُن خوبیون اور صفتون اور عظمتون اور صداقتون مین کچھہ نقص نکال سکے کہ جنکو کلام الٰہی نے پیش کیا ہے حالانکہ ہمارے مخالفین پر درحالت انکار لازم تھا اور اب بھی لازم ہے کہ اگر وہ اپنے کُفر اور بے ایمانی کو چھوڑنا نہین چاہتے تو وہ قرآن شریف کی کسی سورت کی نظیر پیش کرین اور کوئی ایسا کلام بطور معارضہ ہمارے سامہنے لاوین کہ جسمین یہہ تمام ظاہری و باطنی خوبیان پائی جاتی ہون کہ جو قرآن شریف کی ہر یک اقل قلیل سورۃ مین پائی جاتی ہین یعنے عبارت اُسکی ایسی اعلیٰ درجہ کی بلاغت پر با وصف التزام راستی اور صداقت اور با وصف التزام ضرورتِ حقہ کے واقعہ ہو کہ ہرگز کسی بشر کے لئے ممکن نہ ہو کہ وہ معانی کسی دوسری ایسی ہی فصیح عبارت مین لا سکے اور مضمون اُسکا نہایت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

صرف اِسمین منحصر نہین ہو سکتا کہ ہر جگہ ہر محل مین عفو اور درگذر کو اختیار کیا جائے اگر انسان کو صرف عفو اور درگذر کا ہی حکم دیا جاتا تو صدہا کام کہ جو غضب اور انتقام پر موقوف ہین فوت ہو جاتے۔ انسان کی صورتِ فطرت کہ جسپر قایم ہو جسے وہ انسان کہلاتا ہے یہہ ہے کہ خدا نے اُسکی سرشت مین

نکالتا رہا اور جو لمبی تقریرین یا باریک باتین اشارات سے ادا نہ ہو سکین اُنکے ادا کرنے سے قاصر رہ کر اُن نقصانون کو اُٹھاتا رہا کہ جو اُن تقریرون کی عدم تفہیم اور تفہم سے عاید حال

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اعلیٰ درجہ کی صداقتون پر مشتمل ہو اور پھر وہ صداقتین بھی ایسی ہون کہ فضول طور پر نہ لکھی گئی ہون بلکہ کمال درجہ کی ضرورت نے اُنکا لکھنا واجب کیا ہو اور نیز وہ صداقتین ایسی ہون کہ قبل اُنکے ظہور کے تمام دنیا اُن سے بیخبر ہو اور اُنکا ظہور ایک نئی نعمت کی طرح ہو اور پھر اُن تمام خوبیون کے ساتھ ایک بیہ روحانی خاصہ بھی اُن مین موجود ہو کہ قرآن شریف کی طرح ان مین وہ فتح ناخیرین بھی پائی جائین جنکا ثبوت ہم نے اِس کتاب مین دیدیا ہے اور ہر وقت طالب حق کے لئے تازہ سے تازہ ثبوت دینے کو طیار ہین اور جب تک کوئی معارض ایسی نظیر پیش نہ کرے تب تک اُسی کا عاجز رہنا قرآن شریف کی بے نظیری کو ثابت کرتا ہے اور یہہ وجوہ بے نظیری قرآن شریف کی جو اسجگہ لکھی گئی ہے تو ہم نے بطور تنزل اور کفایت شعاری کے لکھی ہین اور اگر ہم قرآن شریف کی اُن تمام دوسری خوبیون کو بھی کہ جو اُسمین پائی جاتی ہین نظیر طلب کرنیکے لئے لازمی شرط ٹھہراوین مثلاً اپنے مخالفون کو یہہ کہین کہ جیسا قرآن شریف تمام حقائق اور معارف دینی پر محیط اور مشتمل ہے اور کوئی دینی صداقت اُس سے باہر نہین اور جیسا وہ صداقتیں پیش کرتا ہے اور جیسا وہ ہر ایک پہلو سے گوناگون پر لحاظ رکھتا ہوا پیش گوئیان بھی ایسی قادرانہ کہ جنمین اپنی عزت اور دشمن کی ذلت اور اپنا اقبال اور دشمن کا ادبار اور اپنی فتح اور دشمن کی شکست پائی جاتی ہے یہہ تمام خوبیان بھی ہمراہ مذکورہ بالا خوبیون کے اپنے معارضانہ کلام مین پیش کرکے دکھلاوین تو اِس شرط سے اُنکو تباہی اور موت پر موت آوے گی مگر چونکہ جسقدر پہلے اِس سے قرآن شریف کی خوبیان لکھی گئی ہین وہی دشمن کو بالمن کے ملزم اور لاجواب اور عاجز کرنے کے لئے کافی ہین اور اُنہین سے ہمارے مخالفون پر وہ حالت وارد ہوگی جس سے مُردون سے برے پار ہو جائینگے اِس لئے قرآن شریف کی تمام خوبیون کو نظیر طلب کرنے کے لئے پیش کرنا غیر ضروری ہے اور نیز تمام خوبیون کے لکھنے سے کتاب مین بیحد بہت سا طول ہو جائیگا سو اسیقدر قتل ہوذی کے لئے کافی ہتیار

جیا عفو اور درگذر کی استعداد رکھی ہے ایسا ہی غضب اور انتقام کی خواہش بھی رکھی ہے اور ان تمام قوتون پر عقل کو بطور افسر کے مقرر کیا ہے پس انسان اپنی حقیقی انسانیت تک تب پہنچتا ہے کہ جب فطرتی صورت کے موافق یہہ دونون طور کی قوتین عقل کی تابع ہو کر چلتی رہین یعنے یہہ قوتین مثل رعایا کے ہون اور عقل

ہونی ضروری تہی اور باوجود اِن سب تکالیف کے کہ جو انسان پر پیدا ہوتی ہے پڑ گئین خدا نے اُسکے دردون کا کچھہ علاج نہ کیا اور اُسکی حاجتون کو پورا نہ کر سکا اور اگرچہ خدا نے اپنی قدرت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سمجھہ کر پیش کیا گیا۔ اب باوصف اِسکے کہ یہ تمام تر رعایت و تخفیف قرآن شریف کی کسی اقل قلیل سورۃ کی نظیر مخالفون سے طلب کیجاتی ہے مگر پھر بھی ہر یک باخبر آدمی پر ظاہر ہے کہ مخالفین باوجود سخت حرص اور شدت عناد اور پرلے درجہ کی مخالفت اور عداوت کے مقابلہ اور معارضہ سے قدیم سے عاجز رہے ہین اور اب بھی عاجز ہین اور کسی کو دم مارنے کی جگہ نہین اور باوجود اِس بات کے کہ اِس مقابلہ سے اُنکا عاجز رہنا اُنکو ذلیل بناتا ہے جنہی ٹھہراتا ہے کافر اور بے ایمان کا اُنکو لقب دیتا ہے بے حیا اور بے شرم اُنکا نام رکھتا ہے مگر سُرہ کی طرح اُنکے مونہہ سے کوئی آواز نہین نکلتی پس لاجواب رہنے کی ساری ذلتون کو قبول کرنا اور تمام ذلیل ناموں کو اپنے لئے روا رکھنا اور تمام قسم کی بیحیائی اور بے شرمی کی خس و خاشاک کو اپنے سر پر اُٹھا لینا اِس بات پر نہایت روشن دلیل ہے کہ اِن ذلیل چیزکا دردون کی اُس آفتاب حقیقت کے آگے کچھہ پیش نہین جاتی پس جبکہ اُس آفتاب صداقت کی اسقدر تیز شعاعین چارون طرف سے چھوٹ رہی ہین کہ اُنکے سامنے ہمارے دشمن خفاش سیرت اندھے ہو رہے ہین تو اِس صورت مین یہہ بالکل مکابرہ اور سخت جہالت ہے کہ گلاب کے پھول کی خوبیون کو کہ جو بہ نسبت قرآنی خوبیون کے ضعیف اور کمزور اور قلیل الثبوت ہین اِس مرتبہ بے نظیری پر سمجھا جائے کہ انسانی قوتین اُنکی مثل بنانے سے عاجز ہین مگر اُن اعلیٰ درجہ کی خوبیون کو کبھی کوئی درجہ گلاب کے پھول کی ظاہری و باطنی خوبیون سے افضل و بہتر اور قوی الثبوت ہین ایسا خیال کیا جائے کہ گویا انسان اُنکی نظیر بنانے پر قادر ہے حالانکہ جس حالت مین انسان مین یہہ قدرت نہین پائی جاتی کہ ایک گلاب کے پھول کی جو صرف ایک ساعت تر و تازہ اور خوشنما نظر آتا ہے اور دوسری ساعت مین نہایت افسردہ اور پژمردہ اور بدنما ہو جاتا ہے اور اُسکا وہ لطیف رنگ اُڑ جاتا ہے اور اُسکے پات ایک دوسرے سے الگ ہو کر گر پڑتے ہین نظیر بنا سکے تو پھر ایسے حقیقی پھول کا مقابلہ کیونکر ہو سکے جسکے لئے مالک ازلی نے بہار جاودان رکھی ہے اور جسکو ہمیشہ

شل بادشاہ عادل اُنکی پرورش اور فیضرسانی اور رفع تنازعہ اور مشکل کشائی مین مشغول رہے مثلاً ایک وقت غضب نمودار ہوتا ہے اور حقیقت مین اُسوقت حلم کے ظاہر ہونیکا موقعہ ہوتا ہے پس ایسے وقت مین عقل اپنی فہمائش سے غضب کو فرو کرتی ہے اور حلم کو حرکت دیتی ہے اور بعض وقت غضب کرنیکا وقت ہوتا ہے

کاملہ سے انسان کو عدم محض سے بنایا پھر اُسکو زبان عطا کی آنکھین دیں کان دیئے اور ہر طرح طرح کی ترقیات کے لئے استعداد بخشی اسی طرح اپنی قدرتِ کاملہ سے اِسقدر نعمتیں

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بادِ خزان کے صدمات سے محفوظ رکھا ہے اور جسکی طراوت اور ملائمت اور حُسن اور نزاکت مین کبھی فرق نہین آتا اور کبھی افسردگی اور پژمردگی اُسکی ذاتِ بابرکات مین راہ نہین پاتی بلکہ جسقدر پُرانا ہوتا جاتا ہے اُسیقدر اُسکی تازگی اور طراوت زیادہ سے زیادہ کھلتی جاتی ہے اور اُسکے عجائبات زیادہ سے زیادہ مُنکشف ہوتے جاتے ہین اور اُسکے حقائق و دقائق لوگون پر بکثرت ظاہر ہوتے جاتے ہین تو پھر ایسے حقیقی پھول کے اعلیٰ درجہ کے فضائل اور مراتب سے انکار کرنا یہ نہایت درجہ کی کور باطنی ہے یا نہین بلکہ اگر کوئی ایسا ہی نابینا ہو کہ جو اپنی اِس کور باطنی سے اِن خوبیون کی شانِ عظیم کو نہ سمجھتا ہو تو یہہ بارِ ثبوت اُسی نادان کی گردن پر ہے کہ جو کچھ ہم نے بے نظیری کلامِ الٰہی کا ثبوت دیا ہے اور جسقدر ہم نے وجوہ متفرقہ سے اُس پاک کلام کا انسانی طاقتون سے بلند تر ہونا بپایۂ ثبوت پہنچایا ہے اُن سب فضائل قرآنی کی نظیر پیش کرے اور کسی انسان کے کلام مین ایسے ہی کمالات ظاہری و باطنی دکھلا دے جنکا کلامِ الٰہی مین پایا جانا ہم نے ثابت کر دیا ہے اب اتمام حجت کے لئے کچھ دقائق و حقائق سورۂ فاتحہ کے ذیل مین لکھے جاتے ہین مگر اول سورۂ فاتحہ کو لکھکر پھر اُسکے معارفِ عالیہ کا لکھنا شروع کرینگے اور سورۃ فاتحہ یہہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد و ایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین اِس سورۃ کی تفسیر جسمین کسقدر بطریق نمونہ اِس سورۃ کے معارف و حقایق مذکور ہین ذیل مین لکھے جاتے ہین بسم اللہ الرحمن الرحیم یہہ آیت سورۂ ممدوحہ کی آیتون مین سے پہلی آیت ہے اور قرآن شریف کی دوسری سورتون پر بھی لکھی گئی ہے اور ایک اور جگہ بھی قرآن شریف مین یہہ آیت آئی ہے اور جسقدر تکرار اِس آیت کا قرآن شریف مین بکثرت پایا جاتا ہے اور کسی آیت مین اِسقدر تکرار نہین پایا جاتا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲ اور حلم پیدا ہو جاتا ہے اور ایسے وقت مین عقل غضب کو مشتعل کرتی ہے اور حلم کو درمیان سے اُٹھا لیتی ہے خلاصہ یہہ کہ تحقیق عمیق سے ثابت ہوا ہے کہ انسان اِس دُنیا مین بہت سی مختلف قوتون کے ساتھ بھیجا گیا ہے اور اُسکا کمال فطرتی یہہ ہے کہ ہر یک قوت کو اپنے اپنے موقعہ پر استعمال مین لاوے غضب کی جگہ پر غضب

عطا فرمائین جنکو انسان گن نہین سکتا لیکن وہی قادرِ خدا بولی جو انسان کے لئے نہائیت ضروری تہی انسان کو سکہلا نہ سکا یہانتک کہ انسان نے مُدت دراز تک بے زبانی کی تکلیف

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور چونکہ اسلام مین یہہ سُنت ٹہرگئی ہے کہ ہر یک کام کے ابتدا مین تسمین خیر اور برکت مطلوب ہو بطریق تبرک اور استمداد اس آیت کو پڑہہ لیتے ہین اِس لئے یہہ آیت دشمنون اور دوستون اور جہوٹون اور سچون مین شہرت پاگئی ہے یہانتک کہ اگر کوئی شخص تمام قرآنی آیات سے بیخبر مطلق ہو تب بہی امید قوی ہے کہ اس آیت سے ہرگز اُسکو بیخبری نہین ہوگی۔

اب یہہ آیت جن کامل صداقتون پر مشتمل ہے اُنکو بہی سُن لینا چاہئے سو منجملہ اُنکے ایک یہہ ہے کہ اصل مطلب اِس آیت کے نزول سے یہہ ہے کہ ناعاجز اور بے خبر بندون کو اِس نکتہ معرفت کی تعلیم کیجائے کہ ذات واجب الوجود کا اسمِ اعظم جو الہ ہے کہ جو اصطلاح قرآنی ربانی کے رو سے ذات مستجمع جمیع صفاتِ کاملہ اور منزّہ عن جمیع رذایل اور معبود برحق اور واحد لاشریک اور سبب جمیع فیوض پر بولا جاتا ہے اِس اسمِ اعظم کی بہت سی صفات مین سے جو دو صفتین بسم اللہ مین بیان کی گئی ہین یعنے صفت رحمانیت و رحیمت انہین دو صفتون کے تقاضا سے کلام الہی کا نزول اور اُسکے انوار و برکات کا صدور ہے۔ اِسکی تفصیل یہہ ہے کہ خدا کے پاک کلام کا دُنیا مین اُترنا اور بندون کو اُس سے مطلع کیا جانا یہہ صفت رحمانیت کا تقاضا ہے کیونکہ صفت رحمانیت کی کیفیت (جیسا کہ آگے بہی تفصیل سے لکہا جائیگا) یہہ ہے کہ وہ صفت بغیر سبقت عمل کسی عامل کے محض جود اور بخشش الہی کے جوش سے ظہور مین آتی ہے جیسا خدا نے سورج اور چاند اور پانی اور ہوا وغیرہ کو بندون کی بہلائی کے لئے پیدا کیا ہے یہہ تمام جود اور بخشش صفتِ رحمانیت کے رو سے ہی اور کوئی شخص دعویٰ نہین کرسکتا کہ یہہ چیزین میرے کسی عمل کی پاداش مین بنائی گئی ہین اسی طرح خدا کا کلام ہی کہ جو بندون کی اصلاح اور رہنمائی کیلئے اُترا وہ بہی اِس صفت کے رو سے اُترا ہے اور کوئی ایسا متنفس نہین کہ یہہ دعویٰ کرسکے کہ میرے کسی عمل یا مجاہدہ یا کسی پاک باطنی کے اجر مین خدا کا پاک کلام کہ جو اُسکی شریعت پر مشتمل ہے نازل ہوا ہے یہی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

رحم کی جگہ پر رحم یہہ نہین کہ نرا حلم ہی حلم ہو اور دوسری تمام قوتون کو معطل اور بیکار چہوڑ دے ان منجملہ تمام اندرونی قوتون کی قوتِ علم کو بہی اپنے موقعہ پر ظاہر کرنا ایک انسان کی خبل ہے مگر انسان کی فطرت کا درخت جسکو خدا نے کئی شاخون پر جو اُسکی مختلف قوتین ہین منقسم کیا ہے صرف ایک شاخ کے سرسبز ہونے سے کامل

اُٹھا کر آپ بولی کو ایجاد کیا۔ کیا یہہ ایسا اعتقاد ہے جس سے خدا کی قُدرت الوہیت قابلِ تعریف ٹھہر سکتی ہے۔ کیا کوئی ایماندار اُس کامل اور قادرِ مُطلق کی نسبت ایسی بدظنی کر سکتا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ وجہ ہے کہ اگرچہ طہارت اور پاک باطنی کا دم مارنیوالے اور زہد اور عبادت مین زندگی بسر کرنیوالے اب تک ہزارون لوگ گذرے ہین لیکن خدا کا پاک اور کامل کلام کہ جو اُسکے فرائض اور احکام کو دنیا مین لایا اور اُسکے ارادون سے خلق اللہ کو مطلع کیا اُنہین خاص وقتون مین نازل ہوا ہے کہ جب اُسکے نازل ہونے کی ضرورت تھی ہان یہہ ضرور ہے کہ خدا کا پاک کلام اُنہین لوگون پر نازل ہو کہ جو تقدس اور پاک باطنی مین اعلیٰ درجہ رکھتے ہون کیونکہ پاک کو ملبد سے کچھہ میل اور مناسبت نہین لیکن یہہ ہرگز ضرور نہین کہ ہر جگہ تقدس اور پاک باطنی کلامِ الٰہی کے نازل ہونے کو مستلزم ہو بلکہ خدا تعالیٰ کی حقانی شریعت اور تعلیم کا نازل ہونا ضروراتِ حقہ سے وابستہ ہے پس جس جگہ ضروراتِ حقہ پیدا ہوگئین اور زمانہ کی اصلاح کے لئے واجب معلوم ہوا کہ کلامِ الٰہی نازل ہو اُسی زمانہ مین خدا تعالیٰ نے جو حکیم مطلق ہے اپنے کلام کو نازل کیا اور کسی دوسرے زمانہ مین گو لاکھون آدمی تقویٰ اور طہارت کی صفت سے متصف ہون اور گو کیسی ہی تقدس اور پاک باطنی رکھتے ہون اُنپر خدا کا وہ کامل کلام ہرگز نازل نہین ہوتا کہ جو شریعت حقانی پر مشتمل ہو ہان مکالمات ومخاطبات حضرت احدیت کے بعض پاک باطنون سے ہو جاتے ہین اور وہ بھی اُسوقت کہ جب حکمتِ الٰہیہ کے نزدیک اُن مکالمات اور مخاطبات کے لئے کوئی ضرورتِ حقہ پیدا ہو اور اُن دونون طور کی ضرورتون مین فرق یہہ ہے کہ شریعتِ حقانی کا نازل ہونا اُس ضرورت کے وقت پیش آتا ہے کہ جب دُنیا کے لوگ بباعث ضلالت اور گمراہی کے جادۂ استقامت سے منحرف ہو گئے ہون اور اُنکے راہِ راست پر لانیکے لئے ایک نئی شریعت کی حاجت ہو کہ جو اُنکی آفاتِ موجودہ کا بخوبی تدارک کر سکے اور اُنکی تاریکی اور ظلمت کو اپنے کامل اور شافی بیان کے نور سے بکلی اُٹھا سکے اور جس طور کا علاج حالتِ فاسدہ زمانہ کے لئے درکار ہے وہ علاج اپنے پُرزور بیان سے کر سکے لیکن جو مکالمات ومخاطبات اولیاء اللہ کے ساتھہ ہوتے ہین اُنکی

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱۱

نہین کہلا سکتا بلکہ وہ اُسی حالت مین کامل کہلائیگا کہ جب ساری شاخین اُسکی سرسبز و شاداب ہون اور کوئی شاخ حدِ موزونیت سے کم یا زیادہ نہ ہو یہہ بات بہ بداہتِ عقل ثابت ہے کہ ہمیشہ اور ہر جگہ یہی خلق خلق اچھا نہین ہو سکتا کہ شریعت کی خدمت سے درگذر کیجائے بلکہ خود قانونِ فطرت ہی اِس خیال کا قاصر

ہے کہ وہ اپنی قدرت نمائی کے پہلے زمانہ مین ہے جبکہ خدائی کی طاقتین پیغمبر بندون پر ظاہر کرنا منظور تھا بعض ضروری قدرتون کے دکھلانے سے عاجز رہا کیا قریب قیاس ہے کہ جبر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ لئے غالباً اس ضرورت عظمیٰ کا پیش آنا ضروری نہین بلکہ بسا اوقات صرف اسقدر اُن مکالمات سے مطلب ہوتا ہے کہ تا ولی کے نفس کو کسی مصیبت اور محنت کے وقت صبر اور استقامت کے لباس سے متحلی کیا جائے یا کسی غم اور حزن کے غلبہ مین کوئی بشارت اُسکو دیجائے مگر وہ کامل اور پاک کلام خدائے تعالیٰ کا کہ جو نبیون اور رسولون پر نازل ہوتا ہے وہ جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے اُس ضرورت حقہ کے پیش آنے پر نزول فرماتا ہے کہ جب خلق اللہ کو اُسکے نزول کی بشدت حاجت ہو غرض کلام الٰہی کے نازل ہونے کا اصل موجب ضرورت حقہ ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ جب تمام رات کا اندھیرا ہو جاتا ہے اور کچھ نور باقی نہین رہتا تو اسوقت تم سمجھ جاتے ہو کہ اب ماہ نو کی آمد نزدیک ہے اسی طرح جب گمراہی کی ظلمت تخت طور پر دنیا پر غالب آجاتی ہے تو عقل سلیم اُس روحانی چاند کے نکلنے کو بہت نزدیک سمجھتی ہے ایسا ہی جب امساک باران سے لوگون کا حال تباہ ہو جاتا ہے تو اسوقت عقلمند لوگ بارانِ رحمت کا نازل ہونا بہت قریب خیال کرتے ہین اور جیسا کہ خدا نے اپنے جسمانی قانون مین بھی بعض مہینے برسات کے لئے مقرر کر رکھے ہین یعنے وہ مہینے جن مین فی الحقیقت مخلوق اللہ کو بارش کی ضرورت ہوتی ہے اور اُن مہینون مین جو مہینہ برستا ہے اُس سے یہہ نتیجہ نہین نکالا جاتا کہ خاص اُن مہینون مین لوگ زیادہ نیکی کرتے ہین اور دوسرے مہینون مین فسق و فجور مین مبتلا رہتے ہین بلکہ یہہ سمجھنا چاہئے کہ یہہ وہ مہینے ہین جن مین زمینداروں کو بارش کی ضرورت ہے اور جن مین بارش کا ہو جانا تمام سال کی سرسبزی کا موجب ہے ایسا ہی کلام الٰہی کا نزول فرمانا کسی شخص کی طہارت اور تقویٰ کے جہت سے نہین ہے یعنے علت موجبہ اُس کلام کے نزول کی یہہ نہین ہو سکتی کہ کوئی شخص غایت درجہ کا مقدس اور پاک باطن تھا یا راستی کا ہو کا اور پیاسا تھا بلکہ جیسا کہ ہم کئی دفعہ لکھ چکے ہین کتب آسمانی کے نزول کا اصلی موجب ضرورت حقہ ہے یعنے وہ ظلمت اور تاریکی کہ جو دُنیا پر طاری ہو کر ایک

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱۱

ہونا ظاہر کرتا ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ مدبر حقیقی نے انتظام عالم اسی مین رکھا ہے جو کبھی نرمی اور کبھی درشتی کیجائے اور کبھی عفو اور کبھی سزا دیجائے اور اگر صرف نرمی ہی ہو یا صرف درشتی ہی ہو تو پھر نظام عالم کی کل ہی بگڑ جاتی ہے پس اس سے ثابت ہے کہ ہمیشہ اور ہر محل مین عفو کرنا حقیقی نیکی نہین ہے بلکہ ایسی

نے چندین ہزار مخلوقات کو بغیر مدد مادّہ اور ہیولیٰ کے ایک حکم سے پیدا کر دکھایا وہ بولیون کی ایجاد پر قادر نہین ہو سکتا تھا کیا کوئی عقل اس بات کو قبول کر سکتی ہے کہ جس نے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

آسمانی نور کو چاہتی ہے کہ تا وہ نور نازل ہو کر اس تاریکی کو دور کرے اور اسی کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے کہ جو خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کلام مین فرمایا ہے اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ اگرچہ اپنے مشہور معنون کی رو سے ایک بزرگ رات ہے لیکن قرآنی اشارات سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دُنیا کی ظلمانی حالت بھی اپنی پوشیدہ خوبیون مین لیلۃ القدر کا ہی حکم رکھتی ہے اُس ظلمانی حالت کے دنون مین صدق اور صبر اور زہد اور عبادت خدا کی نزدیک بر اقدر رکھتا ہے اور وہی ظلمانی حالت تھی کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بعثت کے وقت تک اپنے کمال کو پہنچکر ایک عظیم الشان نور کے نزول کو چاہتی تھی اور اُسی ظلمانی حالت کو دیکھکر اور ظلمت زدہ بندون پر رحم کر کے صفت رحمانیت نے جوش مارا اور آسمانی برکتین زمین کی طرف متوجہ ہوئین سو وہ ظلمانی حالت دنیا کے لئے مبارک ہو گئی اور دُنیا نے اُس سے ایک عظیم الشان رحمت کا حصہ پایا کہ ایک کامل انسان اور سید الرُسل کہ جس سا کوئی پیدا نہ ہوا و نہ ہوگا دُنیا کی ہدایت کے لئے آیا اور دُنیا کے لئے اُس روشن کتاب کو لایا جسکی نظیر کبھی کسی نے نہین دیکھی پس یہہ خدا کی کمال رحمانیت کی ایک بزرگ تجلی تھی کہ جو اُس نے ظلمت اور تاریکی کے وقت ایسا عظیم الشان نور نازل کیا جسکا نام فرقان ہے جو حق اور باطل مین فرق کرتا ہے جسنے حق کو موجود اور باطل کو نابود کر کے دکھلا دیا وہ اُسوقت زمین پر نازل ہوا جب زمین ایک موت روحانی کے ساتھ مُر چکی تھی اور بَر اور بحر مین ایک ہمہ گیر فساد واقعہ ہو چکا تھا پس اُس نے نزول فرما کر وہ کام کر دکھایا جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے اس اشارہ فرما کر کہا ہے اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتھا یعنے زمین مر گئی تھی اب خدا اُسکو نئے سرے زندہ کرتا ہے اب اس بات کو بخوبی یاد رکھنا چاہئے کہ یہہ نزول قرآن شریف کا کہ جو زمین کے زندہ کرنے کے لئے ہوا یہہ صفت رحمانیت کے جوش سے ہوا وہی صفت ہے کہ جو کبھی جسمانی طور پر جوش مار کر قحط زدون کی خبر لیتی ہے اور بارانِ رحمت خشک زمین پر برساتی ہے اور وہی صفت کبھی روحانی طور پر جوش مار کر اُن بھوکون اور پیاسون کی حالت پر رحم کرتی ہے کہ جو ضلالت اور گمراہی کی موت تک پہنچ جاتے ہین اور حق اور صداقت کی غذا کہ جو روحانی زندگی کا موجب ہے اُنکے پاس نہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

تعلیم کو کامل تعلیم سمجھنا ایک غلطی ہے جو اُن لوگون کو لگی ہوئی ہے جنکی نگاہین انسان کی فطرت کے پورے گہراؤ تک نہین پہنچتین اور جنکی نظر اُن تمام قوتون کے دیکھنے سے بند رہتی ہے جو انسان کو اپنے اپنے محل پر استعمال کرنیکے لئے عطا کی گئی ہین۔ جو شخص لگے تار بیجا ایک ہی قوت کو استعمال

انسان کو ایک بڑی مصلحت کے لئے پیدا کیا اور اپنے خاص ارادہ سے اُسکو اشرف المخلوقات بنایا وہ اُسکی پیدائش کو ادھورا چھوڑ دیتا اور پھر انسان اتفاقی طور پر اپنے نقصان کی آپ

بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۳۵۱

رہتی پس رحمانِ مطلق جیسا جسم کی غذا کو اُسکی حاجت کے وقت عطا فرماتا ہے ایسا ہی وہ اپنی رحمت کاملہ کے تقاضا سے روحانی غذا کو بھی ضرورتِ حقہ کے وقت مہیا کر دیتا ہے تا ان پر یہ بات درست ہے کہ خدا کا کلام اُنہیں برگزیدہ لوگوں پر نازل ہوتا ہے جن سے خدا راضی ہے اور اُنہیں سے وہ مکالمات اور مخاطبات کرتا ہے جن سے وہ خوش ہے مگر یہ بات ہرگز درست نہیں کہ جس سے خدا راضی اور خوش ہو اُسپر خواہ نخواہ بغیر کسی ضرورتِ حقہ کے کتاب آسمانی نازل ہو جایا کرے یا خدا تعالیٰ یوں ہی بلا ضرورت حقہ کسی کی طہارتِ لازمی کی وجہ سے لازمی اور دائمی طور پر اُس سے ہر وقت باتیں کرتا رہے بلکہ خدا کی کتاب اُسیوقت نازل ہوتی ہے جب فی الحقیقت اُسکے نزول کی ضرورت پیش آجائے اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ وحی اللہ کے نزول کا اصل موجب خدا تعالیٰ کی رحمانیت ہے کسی عمل کا عمل نہیں اور یہ ایک بزرگ صداقت ہے جس سے ہمارے مخالف برہمو وغیرہ بیخبر ہیں۔

پھر بعد اسکے سمجھنا چاہئے کہ کسی فرد انسانی کا کلام الٰہی کے فیض سے فی الحقیقۃ مستفیض ہو جانا اور اُسکی برکات اور انوار سے متمتع ہو کر منزلِ مقصود تک پہنچنا اور اپنی سعی اور کوشش کے ثمرہ کو حاصل کرنا یہ صفت رحیمیت کی تائید سے وقوع میں آتا ہے اور اسی جہت سے خدا تعالیٰ نے بعد ذکر صفتِ رحمانیت کی صفت رحیمیت کو بیان فرمایا تا معلوم ہو کہ کلام الٰہی کی تاثیریں جو نفوس انسانیہ میں ہوتی ہیں یہ صفت رحیمیت کا اثر ہے جسقدر کوئی اعراض صوری و معنوی سے پاک ہو جاتا ہے جس قدر کسی کے دل میں خلوص اور صدق پیدا ہوتا ہے جسقدر کوئی جد و جہد سے نتائج اخذ کرتا ہے اُسیقدر کلام الٰہی کی تاثیر اُسکے دلپر ہوتی ہے اور اُسیقدر وہ اُسکے انوار سے متمتع ہوتا ہے اور علاماتِ خاصہ مقبولان الٰہی کی اُسمیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ دوسری صداقت کہ جو بسم اللہ الرحمن الرحیم

بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۳۵۳

کیا جاتا ہے اور دوسری تمام اخلاقی قوتوں کو بیکار چھوڑ دیتا ہے وہ گویا اُس فطرت کو جو خدا نے عطا کی ہے منقلب کرنا چاہتا ہے اور فعل حکیم مطلق کو اپنی کوتہ فہمی سے قابل اعتراض ٹھہراتا ہے کیا یہ کچھ خوبی کی بات ہے کہ ہم ہر یک وقت بغیر لحاظ موقعہ و مصلحت اپنے گناہگار بندوں کے گناہوں سے درگذر

تکمیل کرتا کیا جس ذات کو اُن تمام بولیون کا قدیم سے علم حاصل ہے اور جسکی نظرِ عمیق کے آگے سب موجود ہونیوالی چیزین موجود بالفعل کا حکم رکھتی ہین اور جسکی قُدرتِ تامہ ہر یک

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

مین موروع ہے یہہ ہے کہ یہہ آیت قرآن شریف کے شروع کرنیکے لئے نازل ہوئی ہے اور اِسکے پڑھنے سے مدعا یہہ ہے کہ تا اُس ذات مستجمع جمیع صفاتِ کاملہ سے مدد طلب کیجائے جسکی صفتون مین سے ایک یہہ ہے کہ وہ رحمان ہے اور طالب حق کے لئے محض تفضّل اور احسان سے اسباب خیر اور برکت اور رشد کے پیدا کر دیتا ہے اور دوسری صفت یہہ ہے کہ وہ رحیم ہے یعنے سعی اور کوشش کرنیوالون کی کوششون کو ضائع نہین کرتا بلکہ اُنکے جد وجہد پر ثمرات حسنہ مترتب کرتا ہے اور اُنکی محنت کا پھل اُنکو عطا فرماتا ہے اور یہہ دونون صفتین یعنے رحمانیت اور رحیمیت ایسی ہین کہ بغیر اُنکے کوئی کام دُنیا کا ہو یا دین کا انجام کو نہیں پہنچ سکتا اور اگر غور کرکے دیکھو تو ظاہر ہوگا کہ دُنیا کی تمام مہمات کے انجام دینے کے لئے یہہ دونون صفتین ہر وقت اور ہر لحظہ کام مین لگی ہوئی ہین خدا کی رحمانیت اُسوقت سے ظاہر ہو رہی ہے کہ جب انسان ابھی پیدا بھی نہین ہوا تھا سو وہ رحمانیت انسان کے لئے ایسے ایسے اسباب بہم پہنچاتی ہے کہ جو اُسکی طاقت سے باہر ہین اور جنکو وہ کسی حیلہ یا تدبیر سے ہرگز حاصل نہین کر سکتا اور وہ اسباب کسی عمل کی پاداش مین نہین دیئے جاتے بلکہ تفضّل اور احسان کی راہ سے عطا ہوتے ہین جیسے نبیون کا آنا کتابون کا نازل ہونا بارشون کا ہونا سورج اور چاند اور ہوا اور بادل وغیرہ کا اپنے اپنے کام مین لگے رہنا اور خود انسان کا طرح طرح کی قوّتون اور طاقتون کے ساتھہ مشرف ہوکر اِس دنیا مین آنا اور تندرستی اور امن اور فرصت اور ایک کافی مُدت تک عمر پانا یہہ وہ سب اُمور ہین کہ جو صفت رحمانیت کے تقاضا سے ظہور مین آتے ہین اسی طرح خدا کی رحیمیت تب ظہور کرتی ہے کہ جب انسان سب توفیقون کو پاکر خداداد قوّتون کو کسی فعل کے انجام کے لئے حرکت دیتا ہے اور جہانتک اپنا زور اور طاقت اور قوّت ہے خرچ کرتا ہے تو

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱

کیا کرین اور کبھی اِس قسم کی ہمدردی نہ کرین جسمین شریر کی شرارت کا علاج ہوکر آئندہ کو اُسکی طبیعت سدھر جائے۔ ظاہر ہے کہ جیسے بات بات مین سزا دینا اور انتقام لینا مذموم و خلافِ اخلاق ہے اسی طرح یہہ بھی خیر خواہی حقیقی کے برخلاف ہے کہ ہمیشہ یہی اُصول ٹھہرایا جاوے کہ جب کبھی کسی سے کوئی

طور کی تعلیم و تفہیم کر سکتی ہے وہ اِس لائق ہے کہ اُسکی نسبت یہہ گمان کیا جائے کہ اُس نے دیدہ و دانستہ انسان کو بے زبانی کی حالت مین دیکھہ کر پھر اُسکو زبان سکھلانے سے دریغ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ اُسوقت عادتِ الٰہیہ اِس طرح پر جاری ہے کہ وہ اُسکی کوششون کو ضایع ہونے نہین دیتا بلکہ اُن کوششون پر ثمراتِ حسنہ مُترتّب کرتا ہے پس یہہ اُسکی سراسر رحیمیت ہے کہ جو انسان کی مُردہ محنتون مین جان ڈالتی ہے اب جاننا چاہئے کہ آیتِ ممدوحہ کی تعلیم سے مطلب یہہ ہے کہ قرآن شریف کے شروع کرنے کے وقت الٰہ تعالیٰ کی ذاتِ جامع صفات کاملہ کی رحمانیت اور رحیمیت سے استمداد اور برکت طلب کیجائے صفت رحمانیت سے برکت طلب کرنا اِس غرض سے ہے کہ تا وہ ذات کامل اپنی رحمانیت کی وجہ سے اُن سب اسباب کو محض لُطف اور احسان سے میسّر کردے کہ جو کلامِ الٰہی کی متابعت مین جد و جہد کرنے سے پہلے درکار ہین جیسے عمر کا وفا کرنا فرصت اور فراغت کا حاصل ہونا وقت صفا میسّر آجانا طاقتون اور قوتون کا قائم ہونا کوئی ایسا امر پیش نہ آجانا کہ جو آسائش اور امن مین خلل ڈالے کوئی ایسا مانع نہ آپڑنا کہ جو دل کو متوجہ ہونے سے روک دے غرض ہر طرح سے توفیق عطا کیئے جانا یہہ سب اُمور صفتِ رحمانیت سے حاصل ہوتے ہین۔ اور صفت رحیمیت سے برکت طلب کرنا اِس غرض سے ہے کہ تا وہ ذاتِ کامل اپنی رحیمیت کی وجہ سے انسان کی کوششون پر ثمراتِ حسنہ مُترتّب کرے اور انسان کی محنتون کو ضایع ہونے سے بچاوے اور اُسکی سعی اور جد جہد کے بعد اُسکے کام مین برکت ڈالے پس اِس طور پر مبتدا کی دونون صفتون رحمانیت اور رحیمیت سے کلامِ الٰہی کے شروع کرنے کے وقت بلکہ ہر یک ذیشان کام کے ابتدا مین تبرک اور استمداد چاہنا یہہ نہایت اعلیٰ درجہ کی صداقت ہے جس سے انسان کو حقیقت توحید کی حاصل ہوتی ہے اور اپنے جہل اور بیچارگی اور نادانی اور گمراہی اور عاجزی اور خواری پر یقین کامل ہوکر مبدء فیض کی عظمت اور جلال پر نظر جا ٹھہرتی ہے اور اپنے تئین بکلی مفلس اور مسکین اور ہیچ اور ناچیز سمجھہ کر خداوند قادرِ مطلق سے اُسکی رحمانیّت اور رحیمیت کی برکتین طلب کرتا ہے اور اگرچہ مبتدا انتہائی

بقیہ حاشیہ نمبر ۲

مجرمانہ حرکت صادر ہو تو جھٹ پٹ اُسکے جُرم کو معاف کیا جائے۔ جو شخص ہمیشہ مجرم کو سزا کے بغیر چھوڑ دیتا ہے وہ ایسا ہی نظامِ عالم کا دشمن ہے جیسے وہ شخص کہ ہمیشہ اور ہر حالت مین انتقام اور کینہ کشی پر مستعد رہتا ہے۔ نادان لوگ ہر محل مین عفو اور درگذر کرنا پسند کرتے ہین یہہ نہین سوچتے کہ ہمیشہ

کیا یہانتک کہ انسان اُسکی کم التفاتی کی وجہ سے مُدّت دراز تک حیوانون اور وحشیون کی طرح اپنی زندگی کو بسر کرتا رہا اور پھر آخر کار اُسکو آپ ہی سوجھی کہ کوئی بولی ایجاد

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ کی یہہ صفتین خود بخود اپنے کام مین لگی ہوئی ہین مگر اُس حکیم مطلق نے قدیم سے انسان کے لئے یہہ قانونِ قدرت مقرر کر دیا ہے کہ اُسکی دعا اور استمداد کو کامیابی مین بہت سا دخل ہے۔ جو لوگ اپنی مہمات مین دلی صدق سے دُعا مانگتے ہین اور اُنکی دُعا پورے پورے اخلاص تک پہنچ جاتی ہے تو مزید فیضانِ الٰہی اُنکی مشکل کشائی کی طرف توجہ کرتا ہے۔ ہر یک انسان جو اپنی کمزوریون پر نگاہ کرتا ہے اور اپنے قصورون کو دیکھتا ہے وہ کسی کام پر آزادی اور خود بینی سے ہاتھ نہین ڈالتا بلکہ سچی عبودیت اُسکو یہہ سمجھاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کہ جو متصرف مطلق ہے اُس سے مدد طلب کرنی چاہئے یہہ سچی عبودیت کا جوش ہر یک ایسے دل مین پایا جاتا ہے کہ جو اپنی فطرتی سادگی پر قایم ہے اور اپنی کمزوری پر اطلاع رکھتا ہے لیکن صادق آدمی جس کے روح مین کسی قسم کے غرور اور عجب نے جگہ نہین پکڑی اور جو اپنے کمزور اور ہیچ اور بے حقیقت وجود پر خوب واقف ہے اور اپنے تئین کسی کام کے انجام دینے کے لایق نہین پاتا اور اپنے نفس مین کچھ قوّت اور طاقت نہین دیکھتا جب کسی کام کو شروع کرتا ہے تو بلا تصنع اُسکی کمزور روح آسمانی قوّت کی خواستگار ہوتی ہے اور ہر وقت اُسکو خدا کی مقتدر ہستی اپنے سارے کمال وجلال کے ساتھ نظر آتی ہے اور اُسکی رحمانیت اور رحیمیت ہر یک کام کے انجام کے لئے مدار و کہلائی دیتی ہے پس وہ بلا ساختہ اپنا ناقص اور ناکارہ زور ظاہر کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی دعا سے امداد الٰہی چاہتا ہے پس اِس انکسار اور فروتنی کی وجہ سے اِس لایق ہو جاتا ہے کہ خدا کی قوّت سے قوّت اور خدا کی طاقت سے طاقت اور خدا کے علم سے علم پاوے اور اپنی مرادات مین کامیابی حاصل کرے۔ اِس بات کے ثبوت کے واسطے کسی منطق یا فلسفہ کے دلائل پر از تکلّف درکار نہین ہین بلکہ ہر یک انسان کے روح مین اِسکے سمجھنے کی استعداد موجود ہے اور عارف صادق کے اپنے ذاتی تجارب اِسکی صحت پر بہ تواتر شہادت دیتے ہین۔

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱

درگذر کرنے سے نظامِ عالم مین ابتری پیدا ہوتی ہے اور یہہ فعل خود مجرم کے حق مین بھی مُضر ہے کیونکہ اُس سے اُسکی بدی کی عادت پکّی جاتی ہے اور شرارت کا ملکہ راسخ ہوتا جاتا ہے ایک چور کو سزا کے بغیر چھوڑ دو پھر دیکھو کہ دوسری مرتبہ کیا رنگ دکھاتا ہے اسی جہت سے خدا تعالیٰ نے اپنی اُس کتاب مین

کیا سخت نادانی اور کور باطنی ہے۔ اور اگر کسی کے دل مین یہہ وہم گذرے کہ اب جنگلی آدمیون کو جو بے زبانی کی حالت مین محض اشارات سے گذارہ کرتے ہین کیون بذریعہ

بقیہ حاشیہ برابر جیز نہین سمجھنا چاہئے کہ جو کہتے ہین کہ کسی کام کے شروع کرنے مین استمداد الٰہی کی کیا حاجت ہے خدا نے ہماری فطرت مین پہلے سے طاقتین ڈال رکھی ہین پس اُن طاقتون کے ہوتے ہوئے پھر دوبارہ خدا سے طاقت مانگنا تحصیل حاصل ہے۔ کیونکہ ہم کہتے ہین کہ بے شک یہہ بات سچ ہے کہ خدا تعالیٰ نے بعض افعال کے بجالانے کے لئے کچھہ کچھہ ہمکو طاقتین بھی دی ہین مگر پھر بھی اُس قیوم عالم کی حکومت ہمارے سر پر سے دور نہین ہوئی اور وہ ہم سے الگ نہین ہوا اور اپنے سہارے سے ہمکو جدا کرنا نہین چاہا اور اپنے فیوض غیر متناہی سے ہمکو محروم کرنا روا نہین رکھا جو کچھہ ہمکو اُس نے دیا ہے وہ ایک امر محدود ہے اور جو کچھہ اُس سے مانگا جاتا ہے اُسکی نہایت نہین علاوہ اِسکے جو کام ہماری طاقت سے باہر ہین اُنکے حاصل کرنے کے لئے کچھہ بھی ہمکو طاقت نہین دی گئی اب اگر غور کرکے دیکھو اور ذرا پوری فلسفیت کو کام مین لاؤ تو ظاہر ہوگا کہ کامل طور پر کوئی بھی طاقت ہمکو حاصل نہین مثلاً ہماری بدنی طاقتین ہماری تندرستی پر موقوف ہین اور ہماری تندرستی بہت سے ایسے اسباب پر موقوف ہے کہ کچھہ اُن مین سے سماوی اور کچھہ ارضی ہین اور وہ سب کی سب ہماری طاقت سے بالکل باہر ہین اور یہہ تو ہم نے ایک موٹی سی بات عام لوگون کی سمجھہ کے موافق کہی ہے لیکن بحقدر حقیقت وہ قیوم عالم اپنی علت العلل ہونے کی وجہ سے ہمارے ظاہر اور ہمارے باطن اور ہمارے اول اور ہمارے آخر اور ہمارے فوق اور ہمارے تحت اور ہمارے یمین اور ہمارے یسار اور ہمارے دل اور ہماری جان اور ہمارے روح کی تمام طاقتون پر احاطہ کر رہا ہے وہ ایک ایسا مسئلہ دقیق ہے جسکے کُنہ تک عقول بشریہ پہنچ ہی نہین سکتین اور اُسکے سمجھانے کی اِس جگہ ضرورت بھی نہین کیونکہ جسقدر ہم نے اوپر لکھا ہے وہی مخالفت کے الزام اور افحام کے لئے کافی ہے غرض قیوم عالم کے فیوض حاصل کرنے کا یہی طریق ہے کہ اپنی ساری قوت اور زور اور طاقت سے اپنا بچاؤ طلب کیا جائے

اور اِس تعلیم کو کامل خیال کرنا بھی ہماری غلطی ہے ایسی تعلیم ہرگز کامل نہین ہوسکتی بلکہ یہہ اُن ایام کی تدبیر ہے کہ جب قوم بنی اسرائیل کا اخذ رونی رحم بہت کم ہوگیا تھا اور بے رحمی اور بے مروتی اور سنگدلی اور قساوت قلبی اور کینہ کشی حد سے زیادہ بڑھہ گئی تھی اور خدا کو منظور تھا کہ جیسا کہ حتی الوسع صلح کینہ کشی کی طرف

الہام کے کسی بولی سے مطلع نہین کیا جاتا اور کیون کوئی بچہ نوزاد جنگل مین رہکنے سے خدا کی طرف سے کوئی الہام نہین پاتا تو یہہ خدا کے صفات کی ایک غلط فہمی ہے کیونکہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور یہہ طریق کچہہ نیا طریق نہین ہے بلکہ یہہ وہی طریق ہے جو قدیم سے بنی آدم کی فطرت کے ساتہہ لگا چلا آتا ہے جو شخص عبودیت کے طریقہ پر چلنا چاہتا ہے وہ اسی طریق کو اختیار کرتا ہے اور جو شخص خدا کے فیوض کا طالب ہے وہ اسی راستے پر قدم مارتا ہے اور جو شخص سورچ ہونا چاہتا ہے وہ انہین قوانین قدیمہ کی تعمیل کرتا ہے یہہ قوانین کچہہ نئے نہین ہین یہہ عیسائیون کے خدا کی طرح کچہہ مستحدث بات نہین بلکہ خط کا یہہ ایک قانون محکم ہے کہ جو قدیم سے بندہا ہوا چلا آتا ہے اور سنت اللہ ہے کہ جو ہمیشہ سے جاری ہے جسکی سچائی کثرت تجارب سے ہر یک طالب صادق پر روشن ہے اور کیونکر روشن نہ ہو ہر عاقل سمجہہ سکتا ہے کہ ہم لوگ کس حالت ضعف اور ناتوانی مین پڑے ہوئے ہین اور بغیر خدا کی مدد دن کے کیسے نکمے اور ناکارہ ہین اگر ایک ذات متصرف مطلق ہر لحظہ اور ہر دم ہماری خبر گیران نہ ہو اور پھر اسکی رحمانیت اور رحیمیت ہماری کارسازی نہ کرے تو ہمارے سارے کام تباہ ہو جائین بلکہ ہم آپ ہی فنا کا راستہ لین پس اپنے کامران خصوصاً آسمانی کتاب کو کہ جو سب امور عظیمہ سے اوّل اور الطف ہے خداوند قادر مطلق کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے بہ نیت تبرک و استمداد شروع کرنا ایک ایسی بدیہی صداقت ہے کہ بلا اختیار ہم اُسکی طرف کھینچے جاتے ہین کیونکہ فی الحقیقت ہر یک برکت اسی راہ سے آتی ہے کہ وہ ذات جو متصرف مطلق اور علت العلل اور تمام فیوض کا مبدء ہے جسکا نام قرآن شریف کی اصطلاح مین اللہ ہے خود متوجہ ہو کر اول اپنی صفت رحمانیت کو ظاہر کرے اور جو کچہہ قبل از سعی و کار ہے اُسکو محض اپنے تفضل اور احسان سے بغیر توسط عمل کے ظہور مین لاوے پھر جب وہ صفت رحمانیت کی اپنے کام کو بہ تمام و کمال کر چکی اور انسان توفیق پا کر اپنی قوتوں کے مذبذبہ سے محنت اور کوشش کا حق بجا لاوے تو پھر دوسرا کام اللہ تعالیٰ کا یہہ ہے کہ اپنی صفت رحیمیت کو ظاہر کرے اور جو کچہہ بندہ نے محنت اور کوشش کی ہے اُسپر نیک ثمرہ مترتب کرے اور اُسکی محنتون کو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

مائل تہے ایسا ہی بسیا لغۂ تمام رحم اور درگذر کی طرف مائل کیا جاوے لیکن یہہ رحم اور درگذر کی تعلیم ایسی تعلیم نہ تہی کہ جو ہیئت کے لئے قایم رہ سکتی کیونکہ حقیقی ہر گز پر اُسکی بُنیاد نہ تہی بلکہ اُس قانون کی طرح جو مخصص المقام ہوتا ہے صرف سرکش ہیودیون کی اصلاح کے لئے ایک خاص مصلحت تہی اور صرف چند روزہ انتظام تہا

القا اور الہام ایسا امر نہیں ہے کہ جو ہر جگہ بیجا بلا لحاظ مادّہ قابلہ کے ہو جایا کرے بلکہ القا اور الہام کے لئے مادّہ قابلہ کا ہونا نہایت ضروری شرط ہے اور دوسری شرط

بقیہ حاشیہ بر ۱۱

ضایع ہونے سے بچا کر گوہر مراد عطا فرماوے اسی صفت ثانی کی رو سے کہا گیا ہے کہ جو ڈھونڈتا ہے پاتا ہے جو مانگتا ہے اُسکو دیا جاتا ہے جو کھٹکھٹاتا ہے اُسکے واسطے کھولا جاتا ہے یعنے خدا تعالیٰ اپنی صفت رحیمیت سے کسی کی محنت اور کوشش کو ضائع ہونے نہیں دیتا اور آخر جو مُنیدہ یا بندہ ہو جاتا ہے غرض یہہ صداقتیں ایسی بیّن الظہور ہیں کہ ہر یک شخص خود تجربہ کر کے اُنکی سچائی کو شناخت کر سکتا ہے اور کوئی انسان ایسا نہیں کہ بشرط کسیقدر عقلمندی کے یہہ بدیہی صداقتیں اُسپر جیبی رہیں ہاں یہہ بات اُن عام لوگوں پر نہیں کھلتی کہ جو دلوں کی سختی اور غفلت کی وجہ سے صرف اسباب متعادہ پر اُنکی نظر ٹھہری رہتی ہے اور جو ذات متصرف فی الاسباب ہے اُسکے تصرفات لطیفہ پر اُنکو علم حاصل نہیں ہوتا اور نہ اُنکی عقل اسقدر وسیع ہوتی ہے کہ جو اس بات کو سوچ لیں کہ ہزارہا بلکہ بے شمار ایسے اسباب سماوی وارضی انسان کے ہر یک جسم کی آرائش کے لئے درکار ہیں جنکا ہم پہنچنا ہرگز انسان کے اختیار اور قدرت میں نہیں بلکہ ایک ہی ذات مستجمع صفات کاملہ ہے کہ جو تمام اسباب کو آسمانوں کے اوپر سے زمینوں کے نیچے تک پیدا کرتا ہے اور اُن پر بہر طور تصرف اور قدرت رکھتا ہے مگر جو لوگ عقلمند ہیں وہ اس بات کو بلا تردد بلکہ بدیہی طور پر سمجھتے ہیں اور جو اُن سے بھی اعلیٰ اور صاحب تجربہ ہیں وہ اس مسئلہ میں حق الیقین کے مرتبہ تک پہنچے ہوئے ہیں لیکن یہہ بھی کہنا کہ یہہ استعانت بعض اوقات کیوں بے فائدہ اور غیر مفید ہوتی ہے اور کیوں خدا کی رجا نت ورحیمیت ہر یک وقت استعانت میں تجلی نہیں فرماتی بس یہہ شُبہ صرف ایک صداقت کی غلط فہمی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ اُن دعاؤں کو کہ جو خلوص کے ساتھ کیجائیں ضرور سُنتا ہے اور جس طرح مناسب ہو مدد چاہنے والوں کے لئے مدد بھی کرتا ہے مگر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کی استعداد اور دعا میں خلوص نہیں ہوتا نہ انسان دلی عاجزی کے ساتھ امداد الٰہی چاہتا ہے اور نہ اُسکی روحانی حالت درست ہوتی ہے بلکہ اُسکے

بقیہ حاشیہ بر ۱۲

اور مسیح کو خوب معلوم تھا کہ خدا جلد تر اس عارضی تعلیم کو منسوخ دنا بود کر کے اُس کامل کتاب کو دُنیا کی تعلیم کے لئے بھیجیگا کہ جو حقیقی نیکی کی طرف تمام دُنیا کو بُلائیگی اور بندگان خدا پر حق اور حکمت کا دروازہ کھول دیگی اسلئے اُسکو کہنا پڑا کہ ابھی بہت سی باتیں قابل تعلیم باقی ہیں جنکی تم ہنوز برداشت نہیں کر سکتے مگر میرے

یہہ بھی ہے کہ اُس الہام کے لئے ضرورت حقّہ بھی پائی جائے۔ ابتدا مین جب خدا نے انسان کو پیدا کیا اُسوقت بذریعہ الہام بولیون کی تعلیم کرنا ایسا امر تھا کہ جسمین دونون طور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہونٹون مین دُعا اور اُسکے دل مین غفلت یا ریا ہوتی ہے یا کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا اُسکی دُعا کو سُن تو لیتا ہے اور اُسکے لئے جو کچھ اپنی حکمت کاملہ کے رو سے مناسب اور اصلح دیکھتا ہے عطا بھی فرماتا ہے لیکن نادان انسان خدا کی اُن الطاف خفیہ کو شناخت نہین کرتا اور بباعث اپنے جہل اور بےخبری کے شکوہ اور شکایت شروع کر دیتا ہے اور اِس آیت کے مضمون کو نہین سمجھتا عسیٰ ان تکرھوا شیئًا و ھو خیر لکم و عسیٰ ان تحبوا شیئًا و ھو شر لکم واللہ یعلم و انتم لا تعلمون یعنی یہہ ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو بُری سمجھو اور وہ اصل مین تمہارے لئے اچھی ہو اور ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو دوست رکھو اور وہ اصل مین تمہارے لئے بُری ہو اور خدا چیزون کی اصل حقیقت کو جانتا ہے اور تم نہین جانتے۔ اب ہماری اِس تمام تقریر سے واضح ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کسقدر عالیشان صداقت ہے جسمین حقیقی توحید اور عبودیت اور خلوص مین ترقی کرنے کا نہایت عمدہ سامان موجود ہے جسکی نظیر کسی اَور کتاب مین نہین پائی جاتی اور اگر کسی کے زعم مین پائی جاتی ہے تو وہ اُس صداقت کو معہ تمام دوسری صداقتون کے جو ہم نے لکھے ہین نکالکر پیش کرے۔

اِس جگہ بعض کوتہ اندیش اور نادان دشمنون نے ایک اعتراض یہی بسم اللہ کی بلاغت پر کیا ہے اِن معترضین مین سے ایک صاحب تو پادری عماد الدین نام ہین جس نے اپنی کتاب ہدایت المسلمین مین اعتراض مندرجہ ذیل لکھا ہے دوسرے صاحب پادی ٹھاکر داس سنگھ نام وکیل امرتسری ہین جنہون نے پادری کے اعتراض کو سچ سمجھکر اپنے دلی عناد کے تقاضا کی وجہ سے وہی پوچ اعتراض اپنے رسالہ دو پیسہ کا شک مین درج کر دیا ہے سو ہم اُس اعتراض کو معہ جواب اُسکے کے ناحق ہنسا سب سمجھتے ہین تا منصفین کو معلوم ہو کہ فرط تعصب نے ہمارے مخالفین کو کس درجہ کی کور باطنی اور نابینائی تک پہنچا دیا ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

بعد ایک دوسرا آنیوالا ہے وہ سب باتین کہدیگا اور علم دین کو بمرتبہ کمال پہنچائیگا۔ سو حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانون پر جا بیٹھے اور ایک عرصہ تک وہی ناقص کتاب لوگون کے ہاتھ مین رہی اور پھر اُسی نبی معصوم کی پیشین گوئی کے بموجب قرآن شریف کو خدا نے نازل کیا اور

کی شرائط موجود تہی۔ اوّل ذاتی قابلیت پہلے انسان مین جیسا کہ چاہئے الہام پانیکے لئے موجود تہی دوسری ضرورتِ حقّہ بھی الہام کی مقتضی تہی کیونکہ اُسوقت بجز خدا تعالیٰ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کہ جو نہایت درجہ کی روشنی ہے وہ اُنکو تاریکی دکھائی دیتی ہے اور جو اعلیٰ درجہ کی خوشنمو ہے وہ اُسکو بدبو تصوّر کرتے ہین سو اب جاننا چاہئے کہ جو اعتراض بسم اللہ الرحمن الرحیم کی بلاغت پر مذکور بالا لوگون نے کیا ہے وہ یہہ ہے کہ الرحمن الرحیم جو بسم اللہ مین واقع ہے یہہ فصیح طرز پر نہین اگر رحیم الرحمن ہوتا تو یہہ فصیح اور صحیح طرز تہی کیونکہ خدا کا نام رحمان باعتبار اُس رحمت کے ہے کہ جو اکثر اور عام ہے اور رحیم کا لفظ بالنسبت رحمان کے اُس رحمت کے لئے آتا ہے کہ جو قلیل اور خاص ہے اور بلاغت کا کامل یہہ ہے کہ قلت سے کثرت کی طرف انتقال ہو نہ یہہ کہ کثرت سے قلت کی طرف یہہ اعتراض ہے کہ اُن دونون صاحبون نے اپنی آنکھین بند کرکے اُس کلام پر کیا ہے جس کلام کی بلاغت کو عرب کے تمام اہلِ زبان جن مین بڑے بڑے شاعر بھی تہے باوجود سخت مخالفت کے تسلیم کر چکے ہین بلکہ بڑے بڑے معاند اِس کلام کی شانِ عظیم سے نہایت درجہ تعجب مین پڑ گئے اور اکثر اُن مین سے کہ جو فصیح اور بلیغ کلام کے اسلوب کو بخوبی جاننے پہچاننے والے اور مذاقِ سخن سے عارف اور باانصاف تہے وہ طرزِ قرآنی کو طاقتِ انسانی سے باہر دیکھہ کر ایک معجزہ عظیم یقین کرکے ایمان لے آئے جنکی شہادتین جا بجا قرآن شریف مین درج ہین اور جو لوگ سخت کور باطن تہے اگرچہ وہ ایمان نہ لائے مگر سراسیمگی اور حیرانی کی حالت مین اُنکو بھی کہنا پڑا کہ یہہ سحرِ عظیم ہے جسکا مقابلہ نہین ہو سکتا چنانچہ اُنکا یہہ بیان ہی فرقان مجید کے کئی مقام مین موجود ہے اب اُسی کلام معجز نظام پر ایسے لوگ اعتراض کرنے لگے جن مین سے ایک تو وہ شخص ہے جسکو دو سطرین عربی کی بھی صحیح اور بلیغ طور پر لکھنے کا ملکہ نہین اور اگر کسی اہلِ زبان سے بات چیت کرنے کا اتفاق ہوا تو بجز ٹوٹے پھوٹے اور بے ربط اور غلط فقرون کے کچھہ بول نہ سکے اور اگر کسی کو شک ہو تو امتحان کرکے دیکھہ لے اور دوسرا وہ شخص ہے جو علمِ عربی سے بکلّی بے بہرہ بلکہ فارسی بھی اچھی طرح نہیں

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

ایسی جامع شریعت عطا فرمائی جسمین نہ توریت کی طرح خواہ نخواہ ہر جگہ اور ہر محل مین دانت کے عوض دانت نکالنا ضروری لکھا اور نہ انجیل کی طرح یہہ حکم دیا کہ ہمیشہ اور ہر حالت مین دست دراز لوگون کے طمانچہ کہانے چاہئے بلکہ وہ کامل کلام عارضی خیالات سے ہٹا کر حقیقی نیکی کی طرف ترغیب دیتا ہے اور جس

کے اور کوئی حضرتِ آدم کے لئے رفیق شفیق نہ تھا کہ جو اُنکو بولنا سکھاتا پھر اپنی تعلیم سے شائستگی اور تہذیب کے مرتبہ تک پہنچاتا بلکہ حضرتِ آدم کے لئے صرف ایک خدا تعالیٰ تھا

بقیہ حاشیہ بر ۱۱۲ جاننا اور افسوس کہ نصیاؔی مقدم المذکر کو یہہ بھی خبر نہیں کہ یورپ کی اہل علم کہ جو اُسکی نیز رگ اور پشیر دمین جنکا ورٹ صاحب وغیرہ انگریزون نے ذکر کیا ہے وہ خود قرآن شریف کو اعلیٰ درجہ کی بلاغت کی قائل ہین اور بیرو دانا کو زیادہ تر اس بات پر غور کرنی چاہئی کہ جب ایک کتاب جو خود ایک اہل زبان پر ہی نازل ہوئی ہے اُسکی کمال بلاغت پر تمام اہل زبان بلکہ سبعہ معلقہ کے شعراء جیسے اتفاق کر چکے ہین تو کیا ایسا مسلم الثبوت کلام کسی نادان اجنبی ژولیدہ زبان والے کے انکار سے جو کہ لیاقت فن سخن سے محض بے نصیب اور تحصیل علوم عربیہ سے بالکل بے بہرہ بلکہ کسی کوئی عربی آدمی کے مقابلہ پر بولنے سے عاجز ہے قابل اعتراض ٹھہر سکتا ہے بلکہ ایسے لوگ جو اپنی حیثیت سے بڑھکر بات کرتے ہین خود اپنی نادانی کو دکھلاتے ہین اور یہہ نہین سمجھتے کہ اہل زبان کی شہادت کے برخلاف اور بڑے بڑے نامی شاعرون کی گواہی کے مخالف کوئی نکتہ چینی کرنا حقیقت مین اپنی جہالت اور حرف زنی کو دکھلانا ہے ہمارا عماد الدین پادری کسی عربی آدمی کے مقابلہ پر کسی دینی یا دنیوی معاملہ مین ذرا ایک آدھ گھنٹہ تک گفتگو کر تو دکھلاوے تا اول ہی لوگون پر کھلے کہ اُسکو سیدھی سادی اور بامحاورہ اہل عرب کو مذاق پر بات چیت کرنی آتی ہے یا نہین کیونکہ ہمکو یقین ہے کہ اُسکو ہرگز نہین آتی اور ہم یہ یقین تمام جانتے ہین کہ اگر ہم کسی عربی آدمی کو اُسکے سامنے بولنے کے لئے پیش کرین تو وہ عربون کی طرح اُنکے مذاق پر ایک چھوٹا سا قصہ بھی بیان نہ کر سکے اور حیات کی کیچڑ مین پھنسا رہ جائے اور اگر شک ہے تو اُسکو قسم ہے کہ آزما کر دیکھ لے اور ہم خود اس بات کی ذمہ دار ہین کہ اگر پادری عماد الدین صاحب سے درخواست کرین تو ہم کوئی عربی آدمی ہم پہنچا کر کسی مقررہ تاریخ پر ایک جلسہ کرینگے جسمین چند لائق ہندو ہونگے اور چند مولوی مسلمان بھی ہونگے اور عماد الدین صاحب پر لازم ہوگا کہ وہ بھی چند عیسائی بھائی اپنے ساتھ لے آوین اور پھر سب حاضرین کی روبرو عماد الدین صاحب کوئی قصہ جو اُسی وقت اُنکو سنایا جائیگا عربی زبان مین بیان کرین اور پھر وہی قصہ وہ عربی صاحب کہ جو مقابل پر حاضر ہونگے اپنی زبان مین بیان فرماوین پھر اگر منصفون نے یہہ رائے دیدی کہ عماد الدین صاحب نے ٹھیک ٹھیک عربون کے مذاق پر عمدہ اور بلیغ تقریر کی ہے تو ہم تسلیم کر لینگے کہ اُنکا اہل زبان پر نکتہ چینی کرنا کہا جائے تعجب نہین بلکہ اُسپر فوت پچاس روپیہ نقد بطور انعام اُنکو دیا جائیگا لیکن اگر اُسوقت عماد الدین صاحب بجائے فصیح اور بلیغ تقریر کے ایک ژولیدہ اور غلط بیان کی بدبو پھیلانے لگے یا اپنی رسوائی مناسبانہ وقت پر دیکھ کر کسی بہانہ سے بھاگ جاوے تو کیا یہ اسبات کا ثبوت نہ ہوگا کہ عماد الدین صاحب کو اپنے مقابلہ کے لئے مطلق

بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۳۶۲

بات مین واقعی طور پر ہلچل پیدا ہو خواہ وہ بات درشت ہو تو بھی لازم اُسی کے کرنیکے لئے تاکید فرماتا ہے جیسا فرمایا ہے وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ الجزو سورہ ۴۲ یعنے بدی کی پاداش مین اُصول انصاف تو یہی ہے کہ بدکن آدمی اسقدر بدی کا سزاوار ہے جسقدر اُسنے بدی

جس نے تمام ضروری حوایج آدم کو پورا کیا اور اُسکو آپ حُسنِ تربیت اور حسن تادیب سے بمرتبۂ حقیقی انسانیت کے پہنچایا ہاں بعد اُسکے جب اولاد حضرتِ آدم کی دُنیا مین پھیلی

بقیہ حاشیہ بر ۱۱ تو ہر ہم مجرّا اسکے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین کہین اور کیا کہہ سکتے ہین۔ اور یہہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر عماد الدین صفحہ ۱۲ و ذوفانی بھی باوجود تب بھی وہ کسی اہل زبان کا مقابلہ نہین کرسکتے پر جب حالت مین وہ عربون کو سامنے بھی بول نہین سکتے اور فی الفور گونگا بننے کے سوا مین تو پھر ان عیسائیون اور آریون کی ایسی سمجھ پر ہزار حیف اور دو ہزار لعنت ہے کہ جو ایسے نادان کی تالیف پر اعتماد کرکے اُن جیسی کتاب کی بلاغت پر اعتراض کرتے ہین کہ جسپر سید العرب پر نازل ہوکر عرب کی تمام فصیحون اور بلیغون سے اپنی غلطت شان کا اقرار کرایا اور جس کے نازل ہونیسے سبعہ معلقہ مکہ کو دروازہ پر سے اُتار گیا اور معلقہ مذکورہ شاعرون مین سے جو شاعر اُسوقت بقید حیات تھا وہ بلا توقف اُس کتاب پر ایمان لایا پھر دوسرا افسوس یہہ کہ ایسا نادان عیسائی کو ابتک یہہ بھی خبر نہین کہ بلاغتِ حقیقی اس امر مین محدود نہین کہ قلیل کو کثیر پر ہر جگہ اور ہر محل مین خواہ نخواہ مقدم کہا جائے بلکہ اصل قاعدہ بلاغت کا یہہ ہے کہ اپنے کلام کو واقعی صورت اور مناسب وقت کا آئینہ بنایا جاوے سو اس جگہ یہی رحمان کو رحیم پر مقدم کرنا مین کلام کو واقعی صورت اور ترتیب کا آئینہ بنانا گیا ہے چنانچہ اس ترتیب طبعی کا مفصل ذکر اسی سورۃ فاتحہ کی آئندہ آیتون مین آویگا اور اب ہم سورۂ محمد کی دوسری آیتون کو تفصیل سے لکھتے ہین اور وہ یہہ ہے الحمد للہ۔ تمام محامد اُن صفات معبود برحق متجمع جمیع صفات کاملہ کو ثابت ہین جسکا نام اللہ ہے ہم پہلے بھی بیان کرچکے ہین کہ قرآن شریف کی اصطلاح مین اللہ اُس ذات کامل کا نام ہے کہ جو معبود برحق اور متجمع جمیع صفاتِ کاملہ اور تمام رذائل سے منزہ اور واحد لاشریک اور مبدء جمیع فیوض ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک قرآن شریف مین اپنے نام اللہ کو تمام دوسرے اسماء و صفات کا موصوف ٹھہرایا ہے اور کسی جگہ کسی دوسرے اسم کو یہہ رتبہ نہین دیا پس اللہ کے اسم کو بوجہ موصوفیت تامہ اُن تمام صفتون پر دلالت ہے جنکا وہ موصوف ہے اور چونکہ وہ جمیع اسماء اور صفات کا موصوف ہے اس لئے اُسکا مفہوم یہہ ہوا کہ وہ جمیع صفات کاملہ پر مشتمل ہے پس خلاصہ مطلب الحمد للہ کا یہہ نکلا کہ تمام اقسام حمد کے کیا باعتبار ظاہر کے اور کیا باعتبار باطن کے اور کیا باعتبار ذاتی کمالات کے اور کیا باعتبار قدرتی عجائبات کے اللہ سے مخصوص ہین اور اُسمین کوئی دوسرا شریک نہین اور نیز جسقدر محامد صحیحہ اور کمالاتِ تامہ کو عقل کسی عاقل کی سوچ سکتی

کی ہے پر جو شخص عفو کرکے کوئی اصلاح کا کام بجا لائے یعنے ایسا عفو نہ ہو جسکا نتیجہ کوئی خرابی ہو سو اُسکا اجر خدا پر ہے۔ اور ایسا ہی جامعیت اور کمال شریعت کی طرف اس آیت مین بھی اشارہ فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی یعنے آج مین نے علم دین کو مرتبہ کمال تک پہنچایا اور اپنی نعمت کو

گئی اور جو علوم خدا تعالیٰ نے آدم کو سکھلائے تھے وہ اُسکی اولاد مین بخوبی رواج پکڑ گئے تب بعض انسان بعض انسانون کے اُستاد اور معلّم بن بیٹھے اور ہر ایک بچہ کے لئے

بقیہ حاشیہ نمبر ا

ہے یا فکر کسی متفکر کا ذہن مین لا سکتا ہے وہ سب خوبیان اللہ تعالیٰ مین موجود ہین اور کوئی ایسی خوبی نہین کہ عقل اُس خوبی کے امکان پر شہادت دے مگر اللہ تعالیٰ بہ نسبت انسان کی طرح اُس خوبی سے محروم ہو بلکہ کسی عاقل کی عقل ایسی خوبی پیش ہی نہین کر سکتی کہ جو خدا مین نہ پائی جائے جہانتک انسان زیادہ سے زیادہ خوبیان سوچ سکتا ہے وہ سب اُسمین موجود ہین اور اُسکو اپنی ذات اور صفات اور محامد مین من کُل الوجوہ کمال حاصل ہے اور رذائل سے بکلّی منزّہ ہے اب دیکھو یہہ ایسی صداقت ہے جس سے سچّا اور جھوٹا مذہب ظاہر ہوجاتا ہے کیونکہ تمام مذہبون پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ بجز اسلام دُنیا مین کوئی بھی ایسا مذہب نہین ہے کہ جو خدا تعالیٰ کو جمیع رذائل سے منزّہ اور تمام محامد کا مالک سے متصف سمجھتا ہو عام ہندو اپنے دیوتاؤن کو کارخانۂ ربوبیت مین شریک سمجھتے ہین اور خدا کے کامون مین اُنکو مستقل طور پر دخیل قرار دیتے ہین بلکہ یہہ سمجھہ رہے ہین کہ وہ خدا کے ارادون کو بدلنے والے اور اُسکی تقدیرون کو زیر و زبر کرنیوالے ہین اور نیز ہندو لوگ کئی انسانون اور دوسرے جانورون کی نسبت بلکہ بعض ناپاک اور نجاست خوار حیوانات یعنے خنزیر وغیرہ کی نسبت یہہ خیال کرتے ہین کہ کسی زمانہ مین اُنکا برعکس ایسی جونون مین تولد پاکر اُن تمام آلائیشون اور آلودگیون سے ملوث ہوتا رہا ہے کہ جو ان چیزون کے عائد حال ہین اور نیز انہین چیزون کی طرح بھوک اور پیاس اور درد اور دُکھہ اور خوف اور غم اور بیماری اور موت اور ذلّت اور رسوائی اور عاجزی اور ناتوانی کی آفات مین گرفتار ہوتا رہا ہے اور ظاہر ہے کہ یہہ تمام اعتقادات خدا تعالیٰ کی خوبیون مین بُہت لگاتے ہین اور اُسکے ازلی وابدی جاہ وجلال کو گھٹاتے ہین - اور آریہ سماج والے جو اُنکے مُہذّب بھائی نکلے ہین جنکا یہہ گمان ہے کہ وہ ٹھیک ٹھیک وید کی لکیر پر چلتے ہین وہ خدا تعالیٰ کو خالقیّت سے ہی جواب دیتے ہین اور تمام روحون کو اُسکی ذات کامل کی طرح غیر مخلوق اور واجب الوجود اور موجود بالوجود حقیقی قرار دیتے ہین حالانکہ عقل سلیم

بقیہ حاشیہ نمبر ۲

اُمّت محمدیہ پر پورا کیا - اب اِس تمام تحقیقات سے ظاہر ہے کہ انجیل کی تعلیم کامل بھی نہین چہ جائیکہ اُسکو بے نظیر اور لاثانی کہا جائے ہان اگر انجیل لفظاً و معناً خدا کا کلام ہوتا اور اُسمین ایسی خوبیان پائی جاتین جنکا انسان کے کلام مین پائے جانا ممتنع اور محال ہے تب وہ بلاشُبہ بے نظیر ٹھہرتی مگر وہ خوبیان تو تجھ

اُسکے والدین بولی سکھانے کے لئے رفیق شفیق لکل آئے مگر آدم کے لئے بجز ایک خدا کے اور کوئی نہ تھا جو اُسکو بولی سکھاتا اور ادب انسانیت سے ادب آموز کرتا اُسکے لئے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ خدا تعالیٰ کی نسبت صریح یہ نقص سمجھتی ہے کہ وہ دُنیا کا مالک کہلاکر پھر کسی چیز کا رب اور خالق نہ ہو اور دُنیا کی زندگی اُسکے سہارے سے نہیں بلکہ اپنے ذاتی وجوب کے رو سے ہو اور جب عقل سلیم کے آگے یہ دونوں سوال پیش کئے جائیں کہ آیا خداوند قادرِ مطلق کے محامد نامہ کے لئے یہ بات اصل اور اہم ہے کہ وہ آپ ہی اپنی قُدرت کاملہ سے تمام موجودات کو منصہ ظہور میں لاکر اُن سب کا رب اور خالق ہو اور تمام کائنات کا سلسلہ اُسی کی ربوبیت تک منتہی ہوتا ہو اور خالقیت کی صفت اور قُدرت اُسکی ذاتِ کامل میں موجود ہو اور پیدائش اور موت کو نقصان پاک پاتا ہے یا نہیں اُسکی شان کو لائق ہیں کہ جسقدر مخلوقات اُسکے قبضۂ تصرف میں ہیں یہ چیزیں اُسکی مخلوق نہیں ہیں اور نہ اُسکے سہارے سے اپنا وجود رکھتی ہیں اور نہ اپنے وجود اور بقا میں اُسکی محتاج ہیں اور نہ وہ اُنکا خالق اور رب ہے اور نہ خالقیت کی صفت اور قُدرت اُسمیں پائی جاتی ہے اور نہ پیدائش اور موت کے نقصان سے پاک ہے تو ہرگز عقل یہ فتویٰ نہیں دیتی کہ وہ جو دُنیا کا مالک ہے وہ دُنیا کا پیدا کنندہ نہیں اور ہزاروں پُرحکمت صفتیں کہ جو روحوں اور جسموں میں پائی جاتی ہیں وہ خود بخود ہیں اور اُنکا بنانے والا کوئی نہیں اور خدا جو اِن سب چیزوں کا مالک کہلاتا ہے وہ فرضی طور پر مالک ہے اور نہ یہ فتویٰ دیتی ہے کہ اُسکو پیدا کرنے سے عاجز سمجھا جاوے یا ناطاقت اور ناقص ٹھہرایا جاوے یا پلیدی اور نجاست خوری کی نالائق اور قبیح عادت کو اُسکی طرف منسوب کیا جائے یا موت اور درد اور دُکھ اور بیعلمی اور جہالت کو اُسپر روا رکھا جائے بلکہ صاف یہ شہادت دیتی ہے کہ خدا تعالیٰ اِن تمام رذیلتوں اور نقصانوں سے پاک ہونا چاہئے اور اُس میں کمال تام چاہئے اور کمال تام قُدرتِ تام سے مشروط ہے اور جب خدا تعالیٰ میں قُدرتِ تام نہ رہی اور نہ وہ کسی دوسری چیز کو پیدا کرسکا اور نہ اپنی ذات کو ہر یک قسم کے نقصان اور عیب سے بچا سکا تو اُسمیں کمالِ تام ہی نہ رہا اور جب کمالِ تام نہ رہا تو محامد کمالہ سے وہ بے نصیب رہا۔

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

مین سے اُسی زمانہ مین رخصت ہوگئین جب حضراتِ عیسائیون نے نفسانیت سے اُسمین تصرف کرنا شروع کیا نہ وہ الفاظ رہے نہ وہ معانی رہے نہ وہ حکمت اور نہ وہ معرفت سو اب اے حضرات آپ لوگ ذرہ ہوش سنبھالکر جواب دین کہ جب ایک طرف تکمیلِ ایمان بیشل کتاب پر موقوف ہے اور دوسری

بجائے اُستاد اور معلّم اور ماں اور باپ کے اکیلا خدا ہی تھا جس نے اُسکو پیدا کر کے آپ سب کچھہ اُسکو سکھایا غرض آدم کے لئے یہہ ضرورت حقّا و وجوبًا پیش آگئی تھی کہ خدا اُسکی تربیت آپ فرماتا اور اُسکے ما یحتاج کا آپ بندوبست کرتا لیکن اُسکی اولاد کے لئے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

یہہ ہندوؤں اور آریوں کا حال ہے اور جو کچھہ عیسائی لوگ خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر کر رہے ہیں وہ ایک ایسا امر ہے کہ صرف ایک ہی سوال سے دانا انسان سمجھہ سکتا ہے یعنے اگر کسی دانا سے پوچھا جائے کہ کیا اُس ذاتِ کامل اور قدیم اور غنی اور بے نیاز کی نسبت جائز ہے کہ باوجود اِسکے کہ وہ اپنے تمام عظیم الشان کاموں میں جو قدیم سے وہ کرتا رہا ہے آپ ہی کافی ہو۔ آپ ہی بغیر حاجت کسی باپ یا بیٹے کے تمام دُنیا کو پیدا کیا ہو اور آپ ہی تمام روحوں اور جسموں کو وہ تُوتیں بخشی ہوں جنکی اُنہیں حاجت ہے اور آپ ہی تمام کائنات کا حافظ اور قیوم اور مدبّر ہو بلکہ اُنکے وجود سے پہلے جو کچھہ اُنکو زندگی کے لئے درکار تھا وہ سب اپنی صفتِ رحمانیت سے ظہور میں لایا اور بغیر انتظار عمل کسی عامل کے سورج اور چاند اور بے شمار ستارے اور زمین اور ہزارہا نعمتیں جو زمین پر پائی جاتی ہیں محض اپنے فضل و کرم سے انسانوں کے لئے پیدا کی ہوں اور اِن سب کاموں میں کسی بیٹے کا محتاج نہ ہوا ہو لیکن ہیرو ہی کامل خدا آخری زمانہ میں اپنا تمام جلال اور اقتدار کالعدم کر کے مغفرت اور نجات دینے کے لئے بیٹے کا محتاج ہو جائے اور پھر بیٹا بھی ایسا ناقص بیٹا جسکو باپ سے کچھہ بھی مناسبت نہیں جس نے باپ کی طرح نہ کوئی گوشۂ آسمان کا اور نہ کوئی قطعہ زمین کا پیدا کیا جس سے اُسکی الوہیت ثابت ہو بلکہ مرقس کے ۱۰ باب ۱۴۔ آیت میں اُسکی عاجزانہ حالت کو اِس طرح بیان کیا ہے کہ اُس نے اپنے دل سے آہ کھینچکر کہا کہ اِس زمانہ کے لوگ کیوں نشان چاہتے ہیں میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اِس زمانہ کے لوگوں کو کوئی نشان دیا نہ جائیگا اور اُسکے مصلوب ہونیکے وقت بھی یہودیوں نے کہا کہ اگر وہ اب ہمارے روبرو زندہ ہو جائے تو ہم ایمان لائینگے لیکن اُس نے اُنکو زندہ ہو کر نہ دکھلایا اور اپنی خدائی اور قُدرتِ کاملہ کی

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱

طرف آپ لوگوں کا یہہ حال کہ نہ قرآن شریف کو مانیں اور نہ ایسی کوئی دوسری کتاب لکھا کر دکھلاویں جو بیّن ہو تو پھر آپ لوگ کمال ایمان و یقین کے درجہ تک کیونکر پہنچ سکتے ہیں اور کیوں بیٹھکر بیٹھے ہیں کیا کوئی کتاب کے نازل ہونے کی انتظار ہے یا **برہمو جی** بننے کا ارادہ ہے اور ایمان اور خدا کی

یہہ ضرورت پیش نہین آئی کیونکہ اب کروڑہا انسان مختلف بولیان بولتے اور اپنے بچون کو سکھاتے ہین ماسوا اِسکے جیسا کہ ہم نے اپہی اوپر بیان کیا ہے ذاتی قابلیت بھی کہ جو الہام پانے کے لئے ضروری شرط ہے ہر یک فرد بنی آدم مین نہین پائی جاتی تو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ ایک ذرہ ثبوت نہ دیا اور اگر بعض معجزات بھی دکھلائے تو وہ دکھلائے کہ اُس سے پہلے اَور بنی کثرت دکھلا چکے تھے بلکہ اُسی زمانہ مین ایک حوض کی پانی سے یہی عجائبات ظہور مین آتے تھے (دیکھو باب پنجم انجیل یوحنا) غرض وہ اپنے خدا ہونیکا کوئی نشان دکھلا نہ سکا جیسا کہ اُثبت مذکورہ بالا مین خود اُسکا اقرار موجود ہے بلکہ ایک ضعیفہ عاجزہ کے پیٹ سے تولد پاکر (بقول عیسائیون) وہ ذلت اور رسوائی اور ناتوانی اور خواری عمر بھر دیکھی کہ جو انسانون مین سے وہ انسان دیکھتے ہین کہ جو بد قسمت اور بے نصیب کہلاتے ہین اور بہر مُدت تک ظلمت خانہ رحم مین قید رہ کر اور اُس ناپاک راہ سے کہ جو پیشاب کی برروہے پیدا ہوکر ہر یک قسم کی آلودہ حالت کو اپنے اوپر وارد کر لیا اور شیرہی آلودگیون اور نقصانون مین سے کوئی ایسی آلودگی باقی نہ رہی جس سے وہ بیٹیا باپ کا بدنام کنندہ ملوث نہ ہوا اور پھر اُس نے اپنی جہالت اور بے علمی اور سبقدرتی اور تیرا اپنے نیک نہ ہونے کا اپنی کتاب مین آپ ہی اقرار کر لیا اور پھر درصورتیکہ وہ عاجز بندہ کہ خواہ نخواہ خدا کا بیٹا قرار دیا گیا بعض بزرگ نبیون سے فضائل علمی اور عملی مین کم تھی تہا اور اُسکی تعلیم بھی ایک ناقص تعلیم تھی کہ جو موسیٰ کی شریعت کی ایک فرع تہی تو پھر کیونکر جائز ہے کہ خداوند قادر مُطلق اور ازلی اور ابدی پر کنبہ بتان باندہا جاوے کہ وہ ہمیشہ اپنی ذات مین کامل اور غنی اور قادر مطلق رہ کر آخر کار ایسے ناقص بیٹے کا محتاج ہوگیا اور اپنے سارے جلال اور بزرگی کو بہ یکبارگی کھو دیا مین ہرگز باور نہین کرتا کہ کوئی دانا اُس ذاتِ کامل کی نسبت کہ جو مستجمع جمیع صفاتِ کاملہ ہے ایسی ایسی خونتین جائز رکھی اور ظاہر ہے کہ اگر ان تہریم کے واقعات کو فضول اور بیہودہ تعلیمون سے الگ کر لیا جائے تو انجیل سے اُسکے واقعی حالات کا بہی خلاصہ نکلتا ہے کہ وہ ایک عاجز اور ضعیف اور ناقص بندہ یعنے جیسے کہ بندے ہوا کرتے ہین اور حضرت موسیٰ کے ماتحت نبیون مین سے ایک نبی تہا اور اُس بزرگ اور

کچھ پروا نہین اب دیکھئے کہ قرآن شریف کی بے نظیری کے انکار نے آپکو کہان تک پہنچایا اور ابہی ٹھہریئے اسی پر ختم نہین آپکے اِس اعتقاد سے تو خدا کی ہستی کی بھی خیر نظر نہین آتی کیونکہ جیسا ہم پہلے لکھ چکے ہین بڑا بھاری نشان خدا کی ہستی کا یہی ہے کہ جو کچھ اُسکی طرف سے ہے وہ ایسی حالت بے نظیری

اگر کسی مین ذاتی قابلیت پائی جائے تو وہ اب بھی بذریعۂ الہام اپنے محتاج مین خدا تعالیٰ سے اطلاع پا سکتا ہے اور خدا اُسکو ہرگز ضائع نہین چھوڑتا خدا کی نظرِ عمیق ہر یک انسان کی استعداد کے گہراؤ تک پہنچی ہوئی ہے وہ صاحبِ استعداد کو اپنی استعداد ظاہر کرنے سے کبھی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ عظیم الشان رسول کا ایک تابع اور پس رو تھا اور خود اُس بزرگی کو ہرگز نہین پہنچا تھا یعنے اُسکی تعلیم ایک اعلیٰ تعلیم کی فرع تھی مستقل تعلیم نہ تھی اور وہ خود اسبخیلون مین اقرار کرتا ہے کہ مین نیک ہون اور نہ عالم الغیب ہون نہ قادر ہون بلکہ ایک بندہ عاجز ہون اور انجیل کے بیان سے ظاہر ہے کہ اُس نے گرفتار ہونے سے پہلے کئی دفعہ رات کے وقت اپنے بچاؤ کے لئے دُعا کی اور چاہتا تھا کہ دُعا اُسکی قبول ہو جائے مگر اُسکی وہ دُعا قبول نہ ہوئی اور نیز جیسے عاجز بندے آزمائے جاتے ہین وہ شیطان سے آزمایا گیا پس اسسے ظاہر ہے کہ وہ ہر طرح عاجز ہی عاجز تھا فرق معلوم کی راہ سے جو بلیدی اور ناپاکی کا مبرز ہے تولد یا کر مدت تک بھوک اور پیاس اور درد اور بیماری کا دُکھ اُٹھاتا رہا ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ وہ بھوک کے دُکھ سے ایک انجیر کے نیچے گیا مگر چونکہ انجیر پہلون سے خالی پڑی ہوئی تھی اِس لئے محروم رہا اور یہہ بھی نہ ہو سکا کہ دو چار انجیرین اپنے کھانے کے لئے پیدا کر لیتا غرض ایک مدت تک ایسی ایسی تا لو دگیون مین رہ کر اور ایسے ایسے دُکھ اُٹھا کر باقرار عیسائیون کے مر گیا اور اِس جہان سے اُٹھایا گیا اب ہم پوچھتے ہین کہ کیا خداوند قادرِ مطلق کی ذات مین ایسی ہی صفاتِ ناقصہ ہونی چاہئیں کیا وہ اسی سے قدوس اور ذوالجلال کہلاتا ہے کہ وہ ایسے عیبون اور نقصانون سے بیزار ہے اور کیا ممکن ہے کہ ایک ہی مالیعنے مریم کے پیٹ مین سے پانچ بچے پیدا ہو کر ایک بچہ خدا کا بیٹا بلکہ خدا بن گیا اور چار باقی جو رہے اُن بیچاروں کو خدائی سے کچھ بھی حصہ نہ ملا بلکہ قیاس یہہ چاہتا تھا کہ جب کسی مخلوق کے پیٹ سے خدا ہی پیدا ہو سکتا ہے یہہ نہین کہ ہمیشہ آدمی سے آدمی اور گدھی سے گدھا پیدا ہو تو چاہئے تھا کہ نہین کسی عورت کے پیٹ سے خدا پیدا ہوتا ہم اُس پیٹ سے کوئی مخلوق پیدا نہ ہو بلکہ جتنے بچے پیدا ہوتے جائین وہ سب خدا ہی ہون تا وہ پاک خدا خدائی کے شرکت سے منزہ رہے اور فقط خداؤن ہی کی پیدائش ہوتی ایک کا نکان ہر پس قیاس مشکوک بالا کر دوسرا لازم تھا کہ حضرت مسیح کے دوسرے بھائی اور مین ہی کچھ نہ کچھ خدائی مین سے بخرہ پاتے اور ان پانچون حضرات کی والدہ تو بالاولیٰ ہی کہلاتی کیونکہ یہہ پانچون حضرات روحانی اور جسمانی قوتون مین اسی سے فیضیاب ہین عیسائیون نے ابنِ مریم کی بیجا تعریفون مین بہت سا افترا بھی کیا مگر پھر

بروقعہ ہے کہ اُس صانع بے مثل پر دلالت کر رہا ہے اب جبکہ وہ بے نظیری انجیل مین ثابت نہ ہوئی اور قرآن شریف کو آپ لوگون نے قبول نہ کیا تو اِس صورت مین آپ لوگون کو یہہ ماننا پڑا کہ جو کچھ خدا کی طرف سے ہے اُسکا بے نظیر ہونا ضروری نہین اور اِس اعتقاد سے آپ لوگون کو یہہ لازم آیا

محروم نہین رکھتا اور ایسا کبھی نہین ہوتا کہ ایک شخص خدا کے علم مین استعداد معرفت اور ولائت یا نبوّت اور رسالت کی رکھتا ہے اور پھر بعض حوادث ارضی کے باعث سے یا جنگلی پیدائش ہونے کی وجہ سے وہ اُسی حالت مین مرجائے اور خدا اُسکو اُس مرتبہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱

بھی اُس کے نقصانون کو چھپا نہ سکے اور اُسکی آلودگیون کا آپ اقرار کرکے پھر خواہ نخواہ اُسکو خدا یتعالیٰ کا بیٹا قرار دیا یون تو عیسائی اور یہودی اپنی عجیب کتابون کے رو سے سب خدا کے بیٹے ہی ہین بلکہ ایک آیت کے رو سے آپ ہی خدا ہین مگر ہم دیکھتے ہین کہ بدہ مست والے اپنے افترا اور اختراع مین اُلٹے اچھے رہے کیونکہ اُنہون نے بدہ کو خدا ٹھہراکر پھر ہرگز اُسکے لئے یہہ تجویز نہین کیا کہ اُس نے پلیدی اور ناپاکی کی راہ سے تولد پایا تھا یا کسی قسم کی نجاست کھائی تھی بلکہ اُنکا بدہ کی نسبت یہہ اعتقاد ہے کہ وہ مونہہ کے راستہ سے پیدا ہوا تھا پر افسوس عیسائیون نے بہت سی جعلسازیان تو کین مگر یہہ جعلسازی نہ سوجھی کہ مسیح کو بھی مونہہ کے راستہ سے ہی پیدا کرتے اور اپنے خدا کو پیشاب اور پلیدی سے بچاتے اور نہ یہہ سوجھی کہ موت جو حقیقت الوہیت سے بکلی منافی ہے اُسپر وارد نہ کرتے اور نہ یہہ خیال آیا کہ جہان مریم کے بیٹے نے انجیلون مین اقرار کیا ہے کہ مین نیک ہون اور نہ دانا مطلق ہون نہ خود بخود آیا ہون نہ عالم الغیب ہون نہ قادر ہون نہ دُعا کی قبولیت میرے ہاتھ مین ہے مین صرف ایک عاجز بندہ اور عکسیر آدم زاد ہون کہ جو ایک مالک رب العلمین کا بھیجا ہوا آیا ہون اِن سب مقامون کو انجیل سے نکال ڈالنا چاہئے ۔ اب خلاصہ کلام یہہ ہے کہ جو عظیم الشان صداقت الحمد للہ کے مضمون مین ہے وہ بجز پاک اور مقدس مذہب اسلام کے کسی دوسرے مذہب مین ہرگز پائی نہین جاتی لیکن اگر پھر بھی لوگ کہین کہ صداقت مذکورہ بالا کے ہم قائل ہین تو جاننا چاہئے کہ وہ بھی اپنے اِس بیان مین جھوٹے ہین کیونکہ ہم اسی مضمون مین لکھ چکے ہین کہ بڑھو لوگ خدا یتعالیٰ کے لئے گونگا اور غیر متکلم ہونا اور نطق پر ہرگز قادر نہ ہونا اور اپنے علوم کے القا اور الہام سے عاجز ہونا تجویز کرتے ہین اور جو حقیقی اور کامل ہادی مین صفات

بقیہ حاشیہ نمبر ۲

کہ یہہ اقرار کرین کہ جو چیزین خدا کی طرف سے صادر ہین اُنکے بنانے مین کوئی دوسرا بھی قادر ہے تو اِس قول کے بموجب معرفت صانع عالم پر کوئی نشان نہ رہا گویا آپکے مذہب کا یہہ خلاصہ ہوا کہ خدا یتعالیٰ کی ہستی پر کوئی عقلی دلیل قائم نہین ہوسکتی تو اب آپ ہی انصاف کیجئے کہ کیا آپکے دہریہ بننے مین کچھہ کسر بھی رہ گئی کیا

اقصیٰ تک نہ پہنچاوے جس تک پہنچنے کے لئے اُسکو استعداد دی گئی تھی بلکہ جنگلی اور بے زبان اور وحشی اور جاہل وہی رہتا ہے کہ جو اپنی فطرت مین ناقص اور ناکارہ اور چارپایون کی طرح ہے۔ ماسوا اِسکے جبکہ خدا نے کروڑہا انسانون کو طرح طرح کی بولیان

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کاملہ ہونی چاہئے اُن صفات سے اُسکو خالی سمجھتے ہین بلکہ اِسقدر ایمان بھی اُنہین نصیب نہین کہ وہ خدا تعالیٰ کی نسبت یہہ اعتقاد رکھین کہ اپنی ہستی اور الوہیت کو اُس نے اپنے ارادے اور اختیار سے دُنیا مین ظاہر کیا ہے برخلاف اِسکے وہ تو یہہ کہتے ہین کہ خدا تعالیٰ ایک مُردہ یا ایک پتھر کی طرح کسی گوشۂ گمنامی مین پڑا ہوا تھا عقلمندون نے آپ محنتین کرکے اُسکے وجود کا پتہ لگایا اور اُسکی خدائی کو دُنیا مین مشہور کیا پس ظاہر ہے کہ وہ بھی مثل اپنے اَور بھائیون کے محامد کاملہ حضرت احدیت سے مُنکر ہین بلکہ جن تعریفون سے اُسکو یاد کرنا چاہئے وہ تمام تعریفین اپنے نفس کی طرف منسوب کرتے ہین سرب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین اِس جگہ سورۃ فاتحہ مین اللہ تعالیٰ نے اپنی چار صفتین بیان فرمائین یعنے رب العلمین رحمان رحیم مالک یوم الدین اور اِن ہر چار صفتون مین سے رب العلمین کو سب سے مقدم رکھا اور پھر بعد اُسکے صفت رحمان کو ذکر کیا پھر صفت رحیم کو بیان فرمایا پھر سب کے اخیر صفت مالک یوم الدین کو لائے پس سمجھنا چاہئے کہ یہہ ترتیب خدا تعالیٰ نے کیون اختیار کی اِسمین نکتہ یہہ ہے کہ اِن صفات اربعہ کی ترتیب طبعی یہی ہے اور اپنی واقعی صورت مین اسی ترتیب سے یہہ صفتین ظہور پذیر ہوتی ہین۔ اِسکی تفصیل یہہ ہے کہ دُنیا پر خدا کا چار طور پر فیضان پایا جاتا ہے جو غور کرنے سے ہر یک عاقل اُسکو سمجھ سکتا ہے پہلا فیضان **فیضان اعم** ہے یہہ وہ فیضان مُطلق ہے کہ جو ممیز ذی روح و غیر ذی روح افلاک سے لیکر خاک تک تمام چیزون پر علی الاتصال جاری ہے اور ہر یک چیز کا عدم سے صورت وجود پکڑنا اور ہر وجود کا حد کمال تک پہنچنا اسی فیضان کے ذریعہ سے ہے اور کوئی چیز جاندار ہو یا غیر

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱

آپ لوگون مین سے ایسی کوئی بھی روح نہین کہ جو اِس باریک دقیقہ کو سمجھے کہ قرآن سے انکار کرنا حقیقت مین رحمان پر حملہ ہے جس کتاب کے رو سے اُسکی صفات کا بہتیل ہونا ثابت ہوتا ہے اُسکے وجود کا پتہ لگتا ہے اُسکا منزہ اور مقدس ہونا مانا جاتا ہے اُسکی وحدانیت پھیلتی ہے اِسکی گم گشتہ توحید پھر قایم ہوتی

عطا کرکے دوسرے لوگون کے لئے عام تعلیم کا دروازہ کھول دیا ہے تو اِس صورت مین بجز اُس صورتِ خاص کے کہ جس مین کوئی نشان ظاہر کرنا منظور ہو اور سب صورتون مین بطورِ الہام بولی سیکھنے کی کچھہ بھی ضرورت نہین اور خدا تعالیٰ کہ جو حکیم مُطلق ہے بغیر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جاندار اِس سے باہر نہین اسی سے وجود تمام ارواح و اجسام ظہور پذیر ہوا اور ہوتا ہے اور ہر یک چیز نے پرورش پائی اور پاتی ہے یہی فیضان تمام کائنات کی جان ہے اگر ایک لمحہ منقطع ہو جائے تو تمام عالم نابود ہو جائے اور اگر نہ ہوتا تو مخلوقات مین سے کچھہ بھی نہ ہوتا اِسکا نام قرآن شریف مین **ربوبیّت** ہے اور اسی کے رو سے خدا کا نام **رب العٰلمین** ہے - جیسا کہ اُس نے دوسری جگہ بھی فرمایا ہے وھو رب کلشیئ الخ دیکھو ۸ - یعنے خدا ہر یک چیز کا رب ہے اور کوئی چیز عالم کی چیزون مین سے اُسکی ربوبیت مین سے باہر نہین سو خدا نے سورۃ فاتحہ مین سب صفات فیضانی مین سے پہلے صفت رب العٰلمین کو بیان فرمایا اور کہا الحمد للہ رب العٰلمین یہہ اِس لئے کہا کہ سب فیضانی صفتون مین سے تقدم طبعی صفت ربوبیت کو حاصل ہے یعنے ظہور کے رو سے یہی صفت مقدم الظہور اور تمام صفاتِ فیضانی سے اعم ہے کیونکہ ہر یک چیز پر خواہ جاندار ہو خواہ غیر جاندار شامل ہے - پھر دوسرا قسم فیضان کا جو دوسرے مرتبہ پر واقعہ ہے **فیضانِ عام** ہے اِسمین اور فیضان اعم مین یہہ فرق ہے کہ فیضانِ اعم تو ایک عام ربوبیت ہے جسکے ذریعہ سے کل کائنات کا ظہور اور وجود ہے اور یہہ فیضان جسکا نام فیضانِ عام ہے یہہ ایک خاص عنائت ازلیہ ہے جو جانداروں کے حال پر مبذول ہے یعنے ذی روح چیزون کی طرف حضرتِ باری کی جو ایک خاص توجہ ہے اُسکا نام فیضانِ عام ہے اور اِس فیضان کی یہہ تعریف ہے کہ یہہ بلا استحقاق اور بغیر اِسکے کہ کسی کا کچھہ حق ہو سب ذی روحون پر حسب حاجت اُنکے جاری ہے کسی کے عمل کا پاداش نہین اور اسی فیضان کی برکت سے ہر یک جاندار جیتا جاگتا کھاتا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

ہے اُسی کتاب سے آپ لوگ سونہہ پیرتے ہین بدفہمی ہے یا نہین - صاحبو اب بے نظیری و حقانیت قرآن شریف بالکل کھل گئی ہے تمہارے جھپانے سے چھپ نہین سکتی جیسے تم دیکھتے ہو کہ موسم کے آنے سے پھلون کو نکلنے اور پکنے سے کوئی روک نہین سکتا ایسا ہی باب صداقتِ قرآنی کے ظاہر ہونیکا

ضرورت کے کوئی کام نہیں کرتا اور عبث اور بیفائدہ طریقوں کو خواہ نخواہ لازم نہیں پکڑتا۔

بعض نادان آریا ایک سنسکرت کو پرمیشر کی بولی ٹھہرا کر دوسری تمام بولیاں جو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بنتا اور آفات سے محفوظ اور ضروریات سے متمتع نظر آتا ہے اور ہر یک ذی روح کے لئے تمام اسباب زندگی کے جو اُسکے لئے یا اُسکے نوع کے بقا کے لئے مطلوب ہیں میسر نظر آتے ہیں اور یہ سب آثار اسی فیضان کے ہیں کہ جو کچھ روحوں کو جسمانی تربیت کے لئے درکار ہے سب کچھ دیا گیا ہے اور ایسا ہی جن روحوں کو علاوہ جسمانی تربیت کے روحانی تربیت کی بھی ضرورت ہے یعنے روحانی ترقی کی استعداد رکھتے ہیں اُنکے لئے قدیم سے عین ضرورتوں کے وقتوں میں کلام الٰہی نازل ہوتا رہا ہے غرض اسی فیضانِ رحمانیت کے ذریعہ سے انسان اپنی کروڑ ہا ضروریات پر کامیاب ہے سکونت کے لئے سطح زمین روشنی کے لئے چاند اور سورج دم لینے کے لئے ہوا پینے کے لئے پانی کھانیکے لئے انواع اقسام کے رزق اور علاج امراض کے لئے لاکھوں طرح کی ادویہ اور پوشاک کے لئے طرح طرح کی پوشیدنی چیزیں اور ہدایت پانے کے لئے صحف سماوی موجود ہیں اور کوئی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ یہ تمام چیزیں ہمارے عملوں کی برکت سے پیدا ہوگئیں ہیں اور میں نے ہی کسی پہلے جنم میں کوئی نیک عمل کیا تھا جسکی یاد اس میں یہ بے شمار نعمتیں خدا نے بنی آدم کو عنایت کیں پس ثابت ہے کہ یہ فیضان جو ہمارہا طور پر ذی روحوں کے آرام کے لئے ظہور پذیر ہو رہا ہے یہ عطیہ بلا استحقاق ہے جو کسی عمل کے عوض میں نہیں فقط ربانی رحمت کا ایک جوش ہے تا ہر یک جاندار اپنے فطرتی مطلوب کو پہنچ جائے اور جو کچھ اُسکی فطرت میں حاجتیں ڈالی گئیں وہ پوری ہو جائیں پس اِس فیضان میں عنایت ازلیہ کا کانشنس یہ ہے کہ انسان اور جمیع حیوانات کی ضروریات کا تعہد کرے اور اُنکی بالغیت اور نابالغیت کی خبر رکھے نا وہ ضائع نہ ہو جائیں اور اُن کی استعدادیں

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

وقت آگیا اور کوئی نہیں جو اُسکو روک سکے سو اب تم چاند پر خاک مت ڈالو ایسا نہ ہو کہ وہ اُلٹ کر تمہاری ہی آنکھوں پر گر پڑے۔

بعض عیسائی انجیل کو بطور نظیر پیش کرنے سے ناامید ہو کر فیضی کی سوء الفہم پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں

صدہا عجائب اور غرائب صنع باری سے بھری ہوئی ہین انسان کا ایجاد قرار دیتے ہین۔ گویا انسان کے ہاتھہ مین بھی ایک قسم کی خدائی ہے کہ پرمیشر نے تو صرف ایک بولی ظاہر کی مگر آدمیون نے وہ قوت دکھلائی کہ بیسیون بولیان اُس سے بہتر ایجاد کرلین۔ بھلا ہم آریہ لوگون

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جیز کنعان مین نہ رہین اور اس صفت فیضانی کا خدا تعالیٰ کی ذات مین پایا جانا قانونِ قدرت کے لحاظ سے نہایت بدیہی طور پر ثابت ہو رہا ہے کیونکہ کسی عاقل کو اسمین کلام نہین کہ جو کچھہ چاند اور سورج اور زمین اور عناصر وغیرہ ضروریات دُنیا مین پائی جاتی ہین جن پر تمام ذی روحون کی زندگی کا مدار ہے اسی فیضان کے اثر سے ظہور پذیر ہین اور ہر یک تنفس بلا تمیز انسان و حیوان و مومن و کافر و نیک و بد حسب حاجت اپنے ان فیوض مذکورہ بالا سے مستفیض ہو رہا ہے اور کوئی ذی روح اس سے محروم نہین اور اس فیضان کا نام قرآن شریف مین **رحمانیت** ہے اور اسی کے رو سے خدا کا نام سورۃ فاتحہ مین بعد صفت رب العلمین **رحمن** آیا ہے جیسا کہ فرمایا۔ الحمد للہ رب العلمین الرحمن۔ اسی صفت کی طرف قرآن شریف کے کئی ایک اور مقامات مین بھی اشارہ فرمایا گیا ہے چنانچہ منجملہ اُنکے یہہ ہے واذا قیل لھم اسجدوا للرحمن قالوا وما الرحمن انسجد لما تامرنا وزادھم نفورا۔ تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیھا سراجا وقمرا منیرا۔ وھو الذی جعل اللیل والنھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا۔ وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما یعنے جب کافرون اور بیدینون اور دہریون کو کہا جاتا ہے کہ تم رحمان کو سجدہ کرو تو وہ رحمان کے نام سے متنفر ہو کر بطور انکار سوال کرتے ہین کہ رحمان کیا چیز ہے (پھر بطور جواب فرمایا) رحمان وہ ذات کثیر البرکت اور مصدر خیرات دائمی ہے جس نے آسمان مین بُرج بنائے بُرجون مین آفتاب اور چاند کو رکھا جو کہ عامۂ مخلوقات کو بغیر تمیز کافر و مومن کے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

کہ فیضی کی یہہ کتاب ساری بے نقط ہے اِس لئے وہ بھی اپنی فصاحت بلاغت مین قرآن کی طرح بلکہ اُس سے بہتر ہے لیکن افسوس یہہ ہے کہ ان نادانون کو اتنی بھی سمجھہ نہین کہ یہہ بیہودہ حرکت حقیقی فصاحت بلاغت کے دائرہ سے خارج ہے اور ایسا کام نہین ہے جس کے التزام سے کوئی کتاب

سے پوچھتے ہین کہ اگر یہی سچ ہے کہ سنسکرت ہی پر میشر کے مونہہ سے نکلی ہے اور دوسری زبانین انسانون کی صنعت ہین اور پر میشر کے مونہہ سے دور رہی ہوئی ہین تو ذرا بتلاؤ تو سہی کہ وہ کونسے کمالاتِ خاصہ ہین جو سنسکرت مین پائے جاتے ہین اور دوسری زبانین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ روشنی پہنچاتے ہین اُسی رحمان نے تمہارے لئے یعنے تمام بنی آدم کے لئے دن اور رات بنائی جو کہ ایک دوسرے کے بعد دورہ کرتے رہتے ہین تا جو شخص طالب معرفت ہو وہ اُن دقائق حکمت سے فائدہ اُٹھاوے اور جہل اور غفلت کے پردہ سے خلاصی پاوے اور جو شخص شکرِ نعمت کرنے پر مستعد ہو وہ شکر کرے۔ رحمان کے حقیقی پرستار وہ لوگ ہین کہ جو زمین پر بُردباری سے چلتے ہین اور جب جاہل لوگ اُنسے سخت کلامی سے پیش آئین تو سلامتی اور رحمت کے لفظون سے انکا معاوضہ کرتے ہین یعنے بجائے سختی کے نرمی اور بجائے گالی کے دُعا دیتے ہین اور نشبہ باخلاق رحمانی کرتے ہین کیونکہ رحمان بھی بغیر تفریق نیک و بد کے اپنے سب بندون کو سورج اور چاند اور زمین اور دوسری بے شمار نعمتون سے فائدہ پہنچاتا ہے۔ پس اِن آیات مین خدا تعالیٰ نے اپنی طرح کھولدیا کہ رحمان کا لفظ اُن معنون کر کے خدا پر بولا جاتا ہے کہ اُسکی رحمتِ وسیع عام طور پر ہر یک بُرے بھلے پر محیط ہو رہی ہے جیسا ایک جگہ اور بھی اسی رحمت عام کی طرف اشارہ فرمایا ہے عذابی اصیب بہ من اشاء ورحمتی وسعت کل شیئ یعنے مین اپنا عذاب جسکو لائق اُسکے دیکھتا ہون پہنچاتا ہون اور میری رحمت نے ہر یک چیز کو گھیر رکھا ہے اور پھر ایک اور موقعہ پر فرمایا قل من یکلوء کم باللیل والنہار من الرحمن یعنے اُن کافرون اور نافرمانون کو کہہ کہ اگر خدا مین صفت رحمانیت کی نہ ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ تم اُسکے عذاب سے محفوظ رہ سکتے یعنے اسی کی رحمانیت کا اثر ہے کہ وہ کافرون اور بے ایمانون کو مُہلت دیتا ہے اور جلد تر نہین پکڑتا پھر ایک اور جگہ اسی رحمانیت کی طرف اشارہ فرمایا ہے اولم یروا الی الطیر فوقہم

بے نظیر اور بمثیل بنجائے بلکہ بے نقط عبارتون کا لکھنا نہایت درجہ سہل اور آسان ہے اور کوئی ایسی صنعت نہین ہے جسکا انجام دینا انسان پر سخت اور مشکل ہو اسی وجہ سے بہت سے منشیون نے اپنی عربی اور فارسی کے اطار مین اس قسم کی بے نقطہ عبارتین لکھی ہین اور اب بھی لکھتے ہین بلکہ بعض منشیون کی ایسی

اُن سے عاری ہین کیونکہ پرمیشر کی کلام کو انسان کے مصنوع پر ضرور فضیلت ہونی چاہئے
کیونکہ وہ اُسی سے خدا کہلاتا ہے کہ اپنی ذات مین اپنی صفات مین اپنے کامون مین
سب سے افضل اور بے مثل و مانند ہے اگر ہم یہہ فرض کرلین کہ سنسکرت پرمیشر

بقیہ حاشیہ بر صفحہ گذشتہ صافات ویقبضن ما یمسکھن الا الرحمن الخ سورہ ۶۷ یعنے کیا ان لوگون نے اپنے سرون پر پرندون
کو اُڑتے ہوئے نہین دیکھا کہ کبھی وہ بازو کھلے ہوئے ہوتے ہین اور کبھی سمیٹ لیتے ہین رحمن ہی ہے
کہ اُنکو گرنے سے تھام رکھتا ہے یعنے فیضان رحمانیت ایسا تمام ذی روحون پر محیط ہو رہا ہے کہ پرندون کے
بھی جو ایک ہیبہ کے دو تین مل سکتے ہین وہ بھی اُس فیضان کے وسیع دریا مین خوشی اور سرور سے
تیر رہے ہین۔ اور چونکہ ربوبیت کے بعد اسی فیضان کا مرتبہ ہے اس جہت سے اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ
مین رب العلمین کی صفت بیان فرما کر پھر اُسکے رحمان ہونیکی صفت بیان فرمائی تا ترتیب طبعی اُن کی
ملحوظ رہے۔ تیسری قسم فیضان کی **فیضان خاص** ہے اسمین اور فیضان عام مین یہہ فرق ہے کہ فیضان عام مین مستفیض پر
لازم نہین کہ حصول فیض کے لئے اپنی حالت کو نیک بنا دے اور اپنے نفس کو حجب ظلمانیہ سے باہر
نکالے یا کسی قسم کا مجاہدہ اور کوشش کرے بلکہ اُس فیضان مین جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہین خدا تعالیٰ
آپ ہی ہر یک ذی روح کو اُسکی ضرورت جانکاہ وہ حسب فطرت محتاج ہے عنایت فرماتا ہے اور بن مانگے
اور بغیر کسی کوشش کے مہیا کر دیتا ہے لیکن فیضان خاص مین جہد اور کوشش اور تزکیہ قلب اور دعا اور
تضرع اور توجہ الی اللہ اور دوسرا ہر طرح کا مجاہدہ جیسا کہ موقع ہو شرط ہے اور اِس فیضان کو وہی پاتا ہے
جو ڈھونڈتا ہے اور اُسی پر وارد ہوتا ہے جو اُسکے لئے محنت کرتا ہے اور اس فیضان کا وجود بھی لحاظ
قانون قدرت سے ثابت ہے کیونکہ یہہ بات نہایت بدیہی ہے کہ خدا کی راہ مین سعی کرنیوالے اور غافل
رہنے والے دونون برابر نہین ہو سکتے بلاشبہ جو لوگ دل کی سچائی سے خدا کی راہ مین کوشش کرتے ہین

بقیہ حاشیہ بر صفحہ گذشتہ

عبارتین بھی ہو وہین جنکے تمام حروف نقطہ دار ہین اور کوئی بے نقطہ حرف اُنمین داخل نہین لیکن قرآن
شریف کی فصاحت بلاغت جن لوازم اور خصائص سے مخصوص ہے وہ ایک ایسا امر ہے جسکو دانشمند
انسان سوچنے ہی سے یقین دل سمجھ سکتا ہے کہ وہ پاک کلام انسانی طاقتون کے احاطہ سے خارج ہے

کا کلام ہے جو ہندؤن کے باپ دادون پر نازل ہوا ہے اور دوسری زبانین دوسرے لوگون کے باپ دادون نے بوجہ اِسکے کہ وہ ہندؤن کے باپ دادون سے زیادہ زیرک اور دانا تھے آپ بنالی ہین مگر کیا ہم یہہ بھی فرض کرسکتے ہین کہ وہ لوگ ہندؤن

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور ہر یک تاریکی اور فساد سے کنارہ کش ہوجاتے ہین ایک خاص رحمت اُنکے شامل حال ہوجاتی ہے اِس فیضان کے رو سے خدا تعالیٰ کا نام قرآن شریف مین رحیم ہے اور یہہ مرتبہ صفت رحیمیت کا بوجہ خاص ہونے اور مشروط بہ شرائط ہونیکے مرتبہ صفت رحمانیت سے مؤخر ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اول صفت رحمانیت ظہور مین آئی ہے پھر بعد اُسکے صفت رحیمیت ظہور پذیر ہوئی پس اسی ترتیب طبعی کے لحاظ سے سورۃ فاتحہ مین صفت رحیمیت کو صفت رحمانیت کے بعد مین ذکر فرمایا اور کہا الرحمن الرحیم اور صفت رحیمیت کے بیان مین کئی مقامات قرآن شریف مین ذکر موجود ہے جیسا ایک جگہ فرمایا ہے وکان بالمؤمنین رحیما یعنے خدا کی رحیمیت صرف ایمانداروں سے خاص ہے جس سے کافر کو یعنے بے ایمان اور سرکش کو حصہ نہین۔

اِس جگہ دیکھنا چاہئے کہ خدا نے کیسی صفت رحیمیت کو مومن کے ساتھہ خاص کردیا لیکن رحمانیت کو کسی جگہ مومنین کے ساتھہ خاص نہین کیا اور کسی جگہ یہہ نہین فرمایا کہ کان بالمؤمنین رحمانا بلکہ جو مومنین سے رحمتِ خاص متعلق ہے ہر جگہ اسکو رحیمیت کی صفت سے ذکر کیا ہے پھر دوسری جگہ فرمایا ہے ان رحمت اللہ قریب من المحسنین یعنے رحیمیتِ الٰہی انہین لوگون سے قریب ہے جو نیکو کار ہین پھر ایک اور جگہ فرمایا ہے ان الذین اٰمنوا والذین ھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ اولئک یرجون رحمت اللہ واللہ غفور رحیم یعنے جو لوگ ایمان لائے اور خدا کے لئے وطنون سے یا نفس پرستیون سے جدائی اختیار کی اور خدا کی راہ مین کوشش کی وہ خدا کی رحیمیت کے امیدوار ہین اور خدا غفور اور رحیم ہے یعنے اُسکا فیضانِ رحیمیت ضرور اُن لوگون کے شامل حال ہوجاتا ہے

کیونکہ جیسا کہ ہم لکھہ چکے ہین قرآن شریف نے اپنی فصاحت اور بلاغت کو حریری اور فیضی وغیرہ انشاء پردازون کی طرح فضول بیان کے پیرایہ مین ادا نہین کیا اور نہ کسی قسم کے لغو اور ہزل یا کذب کو اُس پاک کلام مین دخل ہے بلکہ فرقان مجید نے اپنی فصاحت اور بلاغت کو صداقت اور حکمت اور ضرورت حقہ کے

کے پرمیشر سے بھی کچھ بڑھ کر تھے جنکی قدرت کاملہ نے صدہا عمدہ زبانین بنا کر دکھلادین
اور پرمیشر صرف ایک ہی بولی بنا کر رہ گیا جن لوگون کی تار و پود مین شرک گھسا ہوا ہے
اُنہون نے اپنے پرمیشر کو بہت سی باتون مین ایک برابر درجہ کا شخص سمجھہ رکھا ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کہ جو اُسکے مستحق ہین کوئی ایسا نہین جس نے اُسکو طلب کیا اور نہ پایا۔ عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نکرد
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست۔ چوتھا قسم فیضان کا **فیضان اخص** ہے یہہ وہ فیضان
ہے کہ جو صرف محنت اور سعی پر مترتب نہین ہو سکتا بلکہ اسکے ظہور اور بروز کے لئے اول شرط یہہ ہے کہ یہہ
عالم اسباب کہ جو ایک تنگ و تاریک جگہ ہے بکلّی معدوم اور منعدم ہو جائے اور قدرت کاملہ حضرت احدیت
کے بغیر آمیزش اسباب معتادہ کے برہنہ طور پر اپنا کامل چہرا دکھلاوے کیونکہ اس آخری فیضان مین
کہ جو تمام فیوض کا خاتمہ ہے جو کچھہ پہلے فیضانون کی نسبت عند العقل زیادتی اور کمالیت متصور ہو سکتی ہے وہ
یہی ہے کہ یہہ فیضان نہایت منکشف اور صاف طور پر ہو اور کوئی اشتباہ اور خفا اور نقص باقی نہ رہے۔
یعنے نہ مفیض کے بالارادہ فیضان مین کوئی شُبہہ رہ جائے اور نہ فیضان کے حقیقی فیضان اور رحمت خالصہ
اور کاملہ ہونے مین کچھہ کلام ہو بلکہ جس مالک قدیم کی طرف سے فیض ہوا ہے اُسکی فیاضی اور
جزادہی روز روشن کی طرح کھل جائے اور شخص فیضیاب کو بطور حق الیقین یہہ امر مشہود اور محسوس ہو کہ
حقیقت مین وہ مالک الملک ہی اپنے ارادہ اور توجہ اور قدرت خاص سے ایک نعمت عُظمٰی اور لذت کبریٰ
اُسکو عطا کر رہا ہے اور حقیقت مین اُسکو اپنے اعمال صالحہ کی ایک کامل اور وافی جزا کہ جو نہایت اصفی اور نہایت
اعلیٰ اور نہایت مرغوب اور نہایت محبوب ہے مل رہی ہے کسی قسم کا امتحان اور ابتلا نہین ہے۔ اور ایسے
فیضان اکمل اور اتم اور ابقی اور اعلیٰ اور اجلی سے متمتع ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ بندہ اس عالم
ناقص اور مکدر اور کثیف اور تنگ اور منقبض اور ناپائیدار اور مشتبہ الحال سے دوسرے عالم کی طرف انتقال

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲ الترام سے ادا کیا ہے اور کمال ایجاز سے تمام دینی صداقتون پر احاطہ کرکے دکھایا ہے
ہر ایک مخالف اور منکر کے ساکت کرنیکے لئے براہین ساطعہ بہری پڑی ہین اور موشگافی
کے لئے ہزارہا دقائق حقائق کا ایک دریائے عمیق و شفاف اُسمین بہتا ہوا نظر آرہا ہے جن

کیون نہ ہوا نادی جو ہوئے خدا کے شریک جو ٹھہرے اور اگر کسی کے دل مین یہہ وہم پیدا ہو کہ خدا نے ایک بولی پر کفائت کیون نہ کی یہہ وہم بھی قلّتِ تدبر سے ناشی ہے۔ اگر کوئی دانا اقالیم مختلفہ کے اوضاع متفاوتہ اور طبایع متفرّقہ پر نظر کرے تو بہ یقین کامل اُس کو معلوم ہو گا کہ ایک ہی بولی اِن سب کے مناسب حال نہین تھی بعض مُلکون کے لوگ بعض طور کے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کرے کیونکہ یہہ فیضان تجلّیاتِ عُظمیٰ کا مظہر ہے جن مین شرط ہے کہ محسن حقیقی کا جمال بطور عرفان اور مرتبہ حق الیقین مشہود ہو اور کوئی مرتبہ شہود اور ظہور اور یقین کا باقی نہ رہ جائے اور کوئی پردہ اسبابِ معتادہ کا درمیان نہ ہو اور ہر یک دقیقہ معرفتِ تامہ کا ممکن قوّت سے حیّز فعل مین آجائے اور نیز فیضان بھی ایسا منکشف اور معلوم الحقیقت ہو کہ اُسکی نسبت آپ خدا نے یہہ ظاہر کر دیا ہو کہ وہ ہر یک امتحان اور ابتلا کی کدورت سے پاک ہے اور نیز اُس فیضان مین وہ اعلیٰ اور اکمل درجہ کی لذّت مین ہون جنکی پاک اور کامل کیفیت انسان کے دل اور روح اور ظاہر اور باطن اور جسم اور جان اور ہر یک روحانی اور بدنی قوت پر ایسا اکمل اور ابقی احاطہ رکھتی ہو کہ جس سے عقلاً اور خیالاً اور وہماً زیادت متصوّر نہ ہو اور یہہ عالم کہ جو ناقص الحقیقت اور مکدّر الصورت اور ناقلۃ الذات اور مشتبہ الکیفیت اور ضیق الظرف ہے اُن تجلّیاتِ عظمیٰ اور انوارِ اصفیٰ اور عطیّاتِ دائمی کی برداشت نہین کر سکتا اور وہ اشعّہ تامہ کاملہ دائمہ اُسمین سما نہین سکتے بلکہ اسکے ظہور کے لئے ایک دوسرا عالم درکار ہے کہ جو اسبابِ معتادہ کی ظلمت سے بکلّی پاک اور منزّہ اور ذاتِ واحد قہار کی اقتدارِ کامل اور خالص کا مظہر ہے۔ ہان اِس فیضان اخصّ سے اُن کامل انسانون کو اسی زندگی مین کچھ حظ پہنچتا ہے کہ جو سچائی کی بداہ پر کامل طور پر قدم مارتے ہین اور اپنے نفس کے ارادون اور خواہشون سے الگ ہو کر بکلّی خدا کی طرف جُھک جاتے ہین کیونکہ وہ مرنے سے پہلے مرتے ہین اور اگرچہ بظاہر صورت اِس عالم مین ہین لیکن درحقیقت وہ دوسرے عالم مین سکونت رکھتے ہین بس چونکہ وہ اپنے دل کو اِس دنیا کے اسباب سے منقطع کر لیتے ہین اور عادات

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

دیکھا ہے اُنہین کی اصلاح کے لئے زور مارا ہے۔ جس شدّت سے کسی افراط یا تفریط کا غلبہ پایا ہے اُسی شدّت سے اُسکی مدافعت بھی کی ہے جن انواع اقسام کی بیماریان پہلی ہوئی دیکھی ہین اُن سب کا علاج لکھا ہے۔ مذاہب باطلہ کے ہر یک وہم کو مٹایا ہے ہر یک اعتراض کا جواب دیا ہے کوئی صداقت

حروف اور الفاظ کے بولنے پر بہ آسانی قادر ہین اور بعض مُلکون کے لوگون کو اُن حروف اور الفاظ کا بولنا ایک مصیبت ہے پس کیونکر ممکن تھا کہ حکیم مُطلق صرف ایک ہی بولی سے پیار کرکے قاعدہ وضع الشیئ فی موضعہ کی رعائیت نہ کرتا اور طبایع مختلفہ کے لئے جو مصلحت عامہ تہی اُسکو ترک کردیتا کیا مناسب تھا کہ وہ جُدا جُدا طبیعتون کے لوگون کو ایک

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بشریت کو توڑ کر اور بیکبارگی غیر اللہ سے مونہہ پھیر کر وہ طریق جو خارق عادت ہے اختیار کرلیتے ہین اِس لئے خداوند کریم بھی اُنکے ساتھہ ایسا ہی معاملہ کرتا ہے اور بطور خارق عادت اُن پر اپنے وہ انوار خاصہ ظاہر کرتا ہے کہ جو دوسرون پر بجز موت کے ظاہر نہین ہو سکتے غرض بباعث امور متذکرۂ بالا وہ اس عالم مین بھی فیضان اخص کے لونسے کچھہ حصہ پالیتے ہین اور یہہ فیضان ہر یک فیض سے خاص تر اور خاتمہ تمام فیضانون کا ہے اور اسکو پانے والا سعادت عظمیٰ کو پہنچ جاتا ہے اور خوشحالی دائمی کو پالیتا ہے کہ جو تمام خوشیون کا سرچشمہ ہوا اور جو شخص اِس سے محروم رہا وہ ہمیشہ کے دوزخ مین پڑا اِس فیضان کی روسے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف مین اپنا نام مالک یوم الدین بیان فرمایا ہے دین کے لفظ پر الف لام لانے سے یہہ غرض ہے کہ تا یہہ معنے ظاہر ہون کہ جزا سزا مردود کا مل جزا ہے جسکی تفصیل فرقان مجید مین مندرج ہے اور وہ کامل جزا بجز تجلی مالکیت تامہ کے کہ جو ہم بیان اسباب کو مستلزم ہے ظہور مین نہین آسکتی چنانچہ اسی کی طرف دوسری جگہ بھی اشارہ فرماکر کہا ہے لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار یعنی اُسدن ربوبیت الٰہیہ بغیر توسط اسباب عادیہ کے اپنی تجلی آپ دکھائیگی اور یہی شہود اور محسوس ہوگا کہ بجز قوت عظمیٰ اور قدرت کاملہ حضرت باری تعالیٰ کے کوئی سبب مؤثر نہین تب سارا آرام و سرور اور سب جزا اور پاداش بنظر صاف و صریح خدائی کی طرف سے دکھلائی دیگا اور کوئی پردہ اور حجاب درمیان نہین رہیگا اور کسی قسم کا شک کی گنجائش نہین رہیگی تب جنہون نے اُسکے لئے اپنے تئین منقطع کرلیا تھا وہ اپنے تئین ایک کامل سعادت مین دیکھینگے کہ جو اُنکی جملہ جانی اور ظاہر اور باطن پر محیط ہوجائیگی اور کوئی حصہ وجود اُنکے کا ایسا نہین ہوگا کہ جو اِس سعادت عظمیٰ کے پانے سے بےنصیب رہا ہو اور اِس جگہ مالک یوم الدین کے لفظ مین یہہ بھی اشارہ ہے کہ اس روز راحت یا عذاب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

نہین جسکو بیان نہین کیا کوئی فرقہ ضالہ نہین جسکا رد نہین لکھا اور پھر کمال یہہ کہ کوئی کلمہ نہین کہ بلا ضرورت لکھا ہو اور کوئی بات نہین کہ بموقع بیان کی ہو اور کوئی لفظ نہین کہ لغو طور پر تحریر پایا ہو اور پھر باوصف التزام اِن سب امور کے فصاحت کا وہ مرتبۂ کامل دکھلایا جس سے زیادہ تر متصور نہین اور بلاغت کو اُس کمال

ہی بولی کے تنگ پنجرہ مین قید کردیتا علاوہ اِسکے انواع واقسام کی بولیون کے بنانے مین خداوند تعالیٰ کی زیادت قُدرت ثابت ہوتی ہے۔ اور عاجز بندون کا مختلف زبانون مین اُسکی تعریف کرنا عبودیت کے بازار کی ایک رونق ہے۔

تمہیدِ چہارم۔ خداوند تعالیٰ کے تمام مصنوعات پر نظر کرنے سے یہہ اُصول ثابت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور لذت یا درد جو کچھ بنی آدم کو پہنچیگا اُسکا اصل موجب خدا یتعالیٰ کی ذات ہوگی اور مالک تمام محبانات کا حقیقی طور پر وہی ہوگا غیر اُسی کا وہمی یا فصلی سعادتِ ابدی یا شقاوتِ ابدی کا موجب ٹہر لیگا اِس طرح پر کہ جو لوگ اُسکی ذات پر ایمان لائے تھے اور توحید اختیار کی تھی اور اُسکی خالص محبت سے اپنے دلون کو رنگین کرلیا تھا اُن پر انوارِ رحمت اُس ذات کامل کے صاف اور آشکارا طور پر نازل ہونگے اور جنکو ایمان اور محبتِ الٰہیہ حاصل نہین ہوئی وہ اِس لذت اور راحت سے محروم رہینگے اور عذابِ الیم مین مبتلا ہوجائینگے۔ یہہ فیوضِ اربعہ ہین جنکو ہم نے تفصیل وار لکھدیا ہے اب ظاہر ہے کہ صفتِ رحمان کو صفتِ رحیم پر مقدم کہنا نہایت ضروری اور مقتضائے بلاغت کا ملہ ہے کیونکہ صحیفۂ قُدرت پر جب نظر ڈالی جائے تو پہلے پہل خدایتعالیٰ کی عام ربوبیت پر نظر پڑتی ہے پھر اُسکی رحمانیت پر پھر اُسکی رحیمیت پر پھر اُسکے مالکِ یوم الدین ہونے پر اور کمال بلاغت اسیکا نام ہے کہ جو صحیفۂ فطرت مین ترتیب ہو وہی ترتیب صحیفۂ الہام مین بھی ملحوظ رہے کیونکہ کلام مین ترتیب قُدرتی کو منقلب کرنا گویا قانونِ قدرت کو منقلب کرنا ہے اور نظامِ طبعی کو اُلٹا دینا ہی کلامِ بلیغ کے لئے یہہ نہایت ضروری ہے کہ نظامِ کلام کا نظامِ طبعی کے ایسا مطابق ہو کہ گویا اُسکی عکسی تصویر ہو اور جو امر طبعاً اور وقوعاً مقدم ہو اُسکو وضعاً بھی مقدم رکھا جائے سو آیت موصوفہ مین یہہ اعلیٰ درجہ کی بلاغت ہے کہ باوجود کمال فصاحت اور خوش بیانی کے وہی ترتیب کا نقشہ کھینچکر دکھلا دیا ہے اور وہی طرزِ بیان اختیار کی ہے جو کہ ہر یک صاحبِ نظر کو نظامِ عالم مین بدیہی طور پر نظر آرہی ہے کیا یہہ نہایت سیدھا راستہ نہین ہے کہ جس ترتیب سے خدا الٰہی صحیفۂ فطرت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

تک پہنچا یا کہ کمال حسنِ ترتیب اور موجز اور مدلل بیان سے علمِ اوّلین اور آخرین ایک چھوٹی سی کتاب مین ہوجائے تا کہ انسان جسکی عمر تھوڑی اور کام بہت ہین بے شمار دوسرے چھوٹ جائے اور تا اسلام کو اِس بلاغت سے اشاعتِ مسائل مین مدد پہنچے اور حفظ کرنا اور یاد رکھنا آسان ہو اور بقابلہ اِس فصاحت و بلاغت کے

ہوتا ہے کہ جو عجائب اور غرائب اُس نے اپنے مصنوعات مین رکھے ہین وہ دو قسم کے ہین ایک تو عام فہم ہین۔ مثلاً سارے لوگ جانتے ہین کہ انسان کی دو آنکھہ اور دو کان ایک ناک اور دو پانو وغیرہ اعضا ہین۔ یہہ تو وہ اُمور ہین جو نظر سرسری سے معلوم ہوتے ہین دوسرے وہ اُمور ہین جن مین دقت نظر درکار ہے مثلاً آنکھہ کی وہ ترکیب جسکے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۱

مین واقعہ ہین اُسی ترتیب سے صحیفۂ الہام مین بھی واقعہ ہون سو ایسی عمدہ اور پُر حکمت ترتیب پر اعتراض کرنا حقیقت مین اُنہین اندھون کا کام ہے جن کی بصیرت اور بصارت دونون یکبارگی جاتی رہی ہین۔

چشم ہا ندلیش کہ بر کندہ باد ۔ عیب نمائد ہنرش در نظر۔ اب ہم پھر تقریر کو دوسرا کر اِس بات کا ذکر کرتے ہین کہ جو کچھہ خدا تعالیٰ نے سورۃ ممدوحہ مین رب العالمین کی صفت سے لیکر مالکِ یوم الدین تک بیان فرمایا ہے جو تمہید کتاب قرآن شریف جل شانہٗ و عم نوالہٗ کے قصد قبیل ہین جنکا اِس جگہ کہولکر بیان کرنا قرین مصلحت ہے۔ پہلی صداقت یہہ کہ خدا تعالیٰ رب العالمین ہے یعنے عالم کے اشیا مین سے جو کچھہ موجود ہے سب کا رب اور مالک خدا ہے اور جو کچھہ عالم مین نمودار ہو چکا ہے اور دیکھا جاتا ہے یا ٹٹولا جاتا ہے یا عقل اُسپر محیط ہو سکتی ہے وہ سب چیزین مخلوق ہی ہین اور ہستی حقیقی بجز ایک ذات حضرت باریتعالیٰ کے اور کسی چیز کے لئے حاصل نہین غرض عالم بجمیع اجزائہ مخلوق اور خدا کی پیدائش ہے اور کوئی چیز اجزائے عالم مین سے ایسی نہین کہ جو خدا کی پیدائش نہ ہو اور خدا تعالیٰ اپنی ربوبیت تامہ کے ساتھہ عالم کے ذرہ ذرہ پر متصرف اور حکمران ہے اور اُسکی ربوبیت ہر وقت کام مین لگی ہوئی ہے یہہ نہین کہ خدا تعالیٰ دُنیا کو بنا کر اُسکے انتظام سے الگ ہو بیٹھا ہے اور اُسے تیر کے قاعدہ کے ایسا سپرد کیا ہے کہ خود کسی کام مین دخل بھی نہین دیتا اور جیسے کوئی کل بنانے جاننے کے پھر بنا نیوالے سے بے علاقہ ہو جاتی ہے ایسا ہی مصنوعاتِ صانع حقیقی سے بے علاقہ ہین بلکہ وہ رب العلمین اپنی ربوبیت تامہ کی آب پاشی ہر وقت برابر تمام عالم پر کر رہا ہے اور اُسکی ربوبیت کا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۲

انسانون کی کتابون کو دیکھنا چاہیئے کہ کیونکر وہ جھوٹ اور ہزل اور بیہودگی سے بھری ہوئی ہین اور کیونکر غیر ضروری اور فضول طور پر اُنکی عبارتین لکھی گئی ہین اور اُنکو ہرگز میسّر نہین آیا کہ الفاظ کو معانی مقصودہ کے تابع کرین بلکہ اُنکے معانی الفاظ کے پیچھے پھرتے ہین اور رعایت حق اور حکمت اور ضرورت

ذریعہ سے دونون آنکھین شے واحد کی طرح بالاتفاق کام کرتی ہین اور ہر یک چھوٹی بڑی چیز کو دیکھہ سکتے ہین یا کانون کی بناوٹ کی وہ طرز جس سے وہ مختلف آوازون کو بہ حیثیت اختلاف سُن سکتے ہین یہہ وہ اُمور ہین جو سرسری نظر سے دریافت نہین ہوسکتے بلکہ جو لوگ ماہر فنِ طبعی و طبابت ہین اُنہون نے زمانہ دراز تک تدبر اور تفکر کرکے ان

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مبنیہ بالاتصال تمام عالم پر نازل ہو رہا ہے اور کوئی ایسا وقت نہین کہ اُسکے رشح فیض سے خالی ہو بلکہ عالم کے بنانے کے بعد بھی اُس سبب فیوض کی فی الحقیقۃ بلا ایک ذرا تفاوت کے ایسی ہی حاجت ہے کہ گویا ابھی تک اُس نے کچھہ بھی نہین بنایا اور جیسا دُنیا اپنے وجود اور نمود کے لئے اُسکی ربوبیت کی محتاج تھی ایسا ہی اپنے بقا اور قیام کے لئے اُسکی ربوبیت کی حاجتمند ہی رہی ہے جو ہر دم دُنیا کو سنبھالے ہوئی ہے اور دُنیا کا ہر ذرہ اُسی سے تر و تازہ ہے اور وہ اپنی مرضی اور ارادہ کے موافق ہر چیز کی ربوبیت کر رہا ہے یہہ نہین کہ بلا ارادہ کسی شے کے ربوبیت کا موجب ہو غرض آیات قرآنی کی روشنی جنکا خلاصہ ہم بیان کر رہے ہین اس صداقت کا پتہ ملتا ہے کہ ہر یک چیز کہ جو عالم مین پائی جاتی ہے وہ مخلوق ہے اور اپنے تمام کمالات اور اپنے تمام حالات اور اپنے تمام اوقات مین خدا یتعالیٰ کی ربوبیت کی محتاج ہے اور کوئی روحانی یا جسمانی ایسا کمال نہین ہے جسکو کوئی مخلوق خود بخود اور بغیر ارادہ خاص اُس متصرف مطلق کے حاصل کرسکتا ہو۔ اور نیز حسب توضیح اسی کلام پاک کے اصل صفت اور ایسا ہی دوسری صداقتون مین یہہ معنے بھی ملحوظ ہین کہ رب العلمین وغیرہ صفتین جو خدا یتعالیٰ مین پائی جاتی ہین یہہ اُسی کی ذات واحد لاشریک سے خاص ہین اور کوئی دوسرا اُن مین شریک نہین جیسا کہ اِس سورۃ کے پہلے فقرہ مین یعنے الحمدللہ مین یہہ بیان ہو چکا ہے کہ تمام محامد خدا ہی سے خاص ہین۔ دوسری صداقت رحمن ہے کہ جو لفظ رب العلمین بیان فرمایا گیا اور رحمن کے معنے جیسا کہ ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہین یہہ ہین کہ جسقدر جاندار ہین خواہ ذی شعور اور خواہ غیر ذی شعور اور خواہ نیک اور خواہ بد

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

و معصولت سے بکلی عاری اور خالی ہین اور جب اُنہون نے صداقت اور ضرورت حقہ کے التزام کو چھوڑ دیا اور ہر ہر لفظ مین جھوٹ بولنا یا بیہودہ گوئی اختیار کرنا یا لغو اور غیر ضروری طور پر الفاظ کو مونہہ سے نکالنا اختیار کر لیا تو پھر انکو قرآن شریف کی بلاغت سے کیا نسبت اور اس جگہ یہہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ چونکہ قرآنی فصاحت

صداقتون کو دریافت کیا ہے۔ اور ابھی صدہا دقائق اور حقائق ترکیب انسان کے ایسے بھی مخفی ہین جن پر کسی حکیم کا ذہن آجتک محیط نہین ہوا۔ اور کچھہ شک نہین کہ ان دقائق اور حقائق سے اعلیٰ غرض یہہ ہے کہ انسان اُس حکیم علی الاطلاق کی قدرتِ کاملہ کا اعتراف کرے جس نے اُسکی پیدائش مین ایسے عجائب غرائب کام کئے ہین لیکن اِس جگہ کوئی

بقیہ حاشیہ ۱۱ اُن سب کے قیام اور بقا و وجود اور بقاے نوع کے لئے اور اُنکی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت عامہ کر رد سے ہر ایک قسم کے اسباب مطلوبہ میسر کر دیے ہین اور ہمیشہ میسر کرتا رہتا ہے اور یہہ عطیہ محض ہے کہ جو کسی عامل کے عمل پر موقوف نہین۔ تیسری صداقت رحیم ہے کہ جو بعد رحمن کے مذکور ہے جسکے معنے یہہ ہین کہ خدا تعالیٰ سعی کرنیوالون کی سعی پر بمقتضاے رحمتِ خاصہ ثمراتِ حسنہ مترتب کرتا ہے توبہ کرنیوالون کے گناہ بخشتا ہے مانگنے والون کو دیتا ہے کھٹکھٹانے والون کے لئے کھولتا ہے۔ جو تیسری صداقت جو سورۃ فاتحہ مین مندرج ہے مالک یوم الدین ہے یعنی کمال و کامل جزا سزا کہ جو ہر ایک قسم کے امتحان و ابتلا اور توسط اسباب غفلت افزا سے منزّہ ہے اور ہر ایک کدورت اور کثافت اور شک اور شبہ اور نقصان سے پاک ہے اور تجلیاتِ عظمیٰ کا مظہر ہے اُسکا مالک بھی وہی اللہ قادر مطلق ہے اور وہ اِس بات سے ہرگز عاجز نہین کہ اپنی کامل جزا کو جون کی طرح روشن ہے ظہور مین لاوے اور اِس صداقت عظمیٰ کی ظاہر کرنیکے حضرت احدیت کا یہہ مطلب ہے کہ تا ہر یک نفس پر بطور حق الیقین امور مفصلۂ ذیل کھل جائین۔ اوّل یہہ امر کہ جزا سزا ایک واقعی اور یقینی امر ہے کہ جو مالکِ حقیقی کی طرف سے اور اُسی کے ارادۂ خاص سے بندون پر وارد ہوتا ہے اور ایسا کھل جانا دُنیا مین ممکن نہین کیونکہ اِس عالم مین یہہ بات عام لوگون پر ظاہر نہین ہوتی کہ جو کچھہ خیر و شر راحت و رنج پہنچ رہا ہے وہ کیون پہنچ رہا ہے اور کس کے حکم و اختیار سے پہنچ رہا ہے اور کسی کو اُن مین سے یہہ آواز نہین آتی کہ وہ اپنی جزا پا رہا ہے اور کسی پر بطور شہود و محسوس منکشف نہین ہوتا کہ جو کچھہ وہ بہگت رہا ہے حقیقت مین

بقیہ حاشیہ ۱۲ بلاغت فضول طریقون سے بکلّی پاک اور منزّہ ہے پس اِس صورت مین حکیم مطلق کی شانِ مقدس سے بالکل دور تھا کہ وہ فضول گو شاعرون کی طرح بے نقط یا بانقط عبارت مین اپنا کلام نازل کرتا کیونکہ یہہ سب لغو حرکتین ہین جن مین کچھہ بھی فائدہ نہین اور حکیم مطلق کی شان اِس سے بلند و برتر ہے کہ کوئی لغو

بے سمجھ آدمی یہہ اعتراض کر سکتا ہے کہ خدا نے اِس کام کو جسکی غرض معرفت الٰہی تھی ایسا ادق اور باریک کیون بنایا جسکی سمجھ کے لئے ایک زمانہ دراز تک فکر اور نظر کی ورزش بکار ہے اور پھر بھی یہہ توقع نہین کہ تمام اسرار حکمیہ باستیفا تمام حاصل ہو جائینگے اور اِسی دقّت کے باعث سے ابتک انسان کو گویا دریا مین سے ایک قطرہ بھی حاصل

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ وہ اُسکے عملون کا بدلہ ہے ۔ دوسرے اِس صداقت مین اِس امر کا کھلنا مطلوب ہے کہ اسباب عادیہ کچھ چیز نہین ہین اور فاعل حقیقی خدا ہے اور وہی ایک ذات عظمیٰ ہے کہ جو جمیع فیوض کا مبدء اور ہر یک جزا سزا کا مالک ہے ۔ تیسرے اِس صداقت مین اِس بات کا ظاہر کرنا مطلوب ہے کہ سعادتِ عظمیٰ اور شقاوتِ عظمیٰ کیا چیز ہے یعنے سعادتِ عظمیٰ وہ فوز عظیم کی حالت ہے کہ جب نور اور سرور اور لذت اور راحت انسان کے تمام ظاہر و باطن اور تن اور جان پر محیط ہو جائے اور کوئی عضو اور قوّت اُس سے باہر نہ رہے ۔ اور شقاوتِ عظمیٰ وہ عذاب الیم ہے کہ جو باعث نافرمانی اور ناپاکی اور بُعد اور دوری کے دلون سے مشتعل ہو کر بدنون پر مستولی ہو جائے اور تمام وجود فی النار والسقر معلوم ہو اور یہہ تجلیات عظمیٰ اِس عالم مین ظاہر نہین ہو سکتین کیونکہ اِس تنگ اور منقبض اور مکدر عالم کو جو دیوش اسباب ہو کر ایک ناقص حالت مین پڑا ہے اُنکے ظہور کی برداشت نہین بلکہ اِس عالم پر ابتلا اور آزمایش غالب ہے اور اُسکی راحت اور رنج دونون ناپائیدار اور ناقص ہین اور نیز اِس عالم مین جو کچھ انسان پر وارد ہوتا ہے وہ زیر پردہ اسباب ہے جس سے مالک الجزا کا چہرہ محجوب اور مکتوم ہوتا ہے اِس لئے نہ یہہ خالص اور کامل اور منکشف طور پر یوم الجزا نہین ہو سکتا بلکہ خالص اور کامل اور منکشف طور پر یوم الدین یعنے یوم الجزا وہ عالم ہوگا کہ جو اِس عالم کے ختم ہونیکے بعد آویگا اور وہی عالم تجلیاتِ عظمیٰ کا مظہر اور جلال اور جمال کے پوری ظہور کی جگہ ہے اور چونکہ یہہ عالم دُنیوی اپنی اصل وضع کے رو سے دار الجزا نہین بلکہ دار الابتلا ہے اِس لئے جو کچھ یہہ عُسر و یسر و راحت و تکلیف اور غم اور خوشی اِس عالم مین لوگون پر وارد ہوتی ہے اُسکو خدا یتعالیٰ کے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

حرکت اختیار کرے ۔ جس صورت مین اُس نے آپ ہی فرمایا ہے والذین ھم عن اللغو معرضون یعنے ایماندار وہ لوگ ہین جو لغو کامون سے پرہیز کرتے ہین اور اپنا وقت بیہودہ کامون مین نہین کھوتے تو پھر آپ ہی کیونکر بیہودہ کام کرتا جس حالت مین اپنی کتاب کی اُس نے یہہ تعریف کی ہے کہ اُسکی شان

نہین ہوا چاہیئے تھا کہ سب عجائب اور غرائب واضح ہوتے تا کہ جس غرض کے لئے حکیمِ مطلق نے بدن انسان مین موودع کئے تھے وہ غرض حاصل ہوجاتی سو اس وہم کا جواب اور اسی قسم کے اور وہمون کا جواب جو مصنوعاتِ الٰہیہ کے عجائبات اور خواص دقیقہ اور مخفیہ کی نسبت کسی کے دل مین خلجان کرین یہہ ہے کہ بلاشُبہ خدا کا اپنے تمام

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ لطف یا قہر پر دلالت قطعی نہین مثلاً کسی کا دولتمند ہوجانا اس بات پر دلالت قطعی نہین کرتا کہ خدا تعالیٰ اُسپر خوش ہے اور نہ کسی کا مفلس اور نادار ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ اُسپر ناراض ہے بلکہ یہہ دونون طور کے ابتلا مین تا دولتمند کو اُسکی دولت مین اور مُفلس کو اُسکی مفلسی مین جانچا جائے۔ یہہ چار صداقتین ہین جنکا قرآن شریف مین مفصل بیان موجود ہے اور قرآن شریف کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ ان صداقتون کی تفصیل مین آیاتِ قرآنی ایک دریا کی طرح بہتی ہوئی چلی جاتی ہین اور اگر ہم اس جگہ مفصل طور پر اُن تمام آیات کو لکھتے تو بہت سے اجزا کتاب کے اسمین خرچ ہوجاتے سو ہم نے اس نظر سے کہ انشاءاللہ عنقریب براہین قرآنی کے موقعہ پر وہ تمام آیات بہ تفصیل لکھے جائینگے ان تمہیدی مباحث مین صرف سورۃ فاتحہ کے قل و دل کلمات پر کفائت کی۔

اب بعد اسکے ہم بیان کرنا چاہتے ہین کہ یہہ چار دن صداقتین کہ جو بیّن الثبوت اور بدیہی الصدق ہین ایسے بے نظیر اور اعلیٰ درجہ کے ہین کہ یہہ بات دلائل قطعیہ سے ثابت ہے کہ حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور فرمانے کے وقت یہہ چار دن صداقتین دُنیا سے گم ہوچکی تھین اور کوئی قوم پر دہ زمین پر ایسی موجود نہین تھی کہ جو بغیر آمیزش افراط یا تفریط کے ان صداقتون کی پابند ہو ہر جب قرآن شریف نازل ہوا تو اُس کلام مقدس نے نئے سرے ان گم شدہ صداقتون کو زاویہ گمنامی سے باہر نکالا اور گمراہون کو انکے حقانی وجود سے اطلاع دی اور دُنیا مین انکو پھیلایا اور ایک عالم کو اُنکی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲ مین فرمایا ہے والقرآن الحکیم ۵ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ یعنے قرآن حکمت سے پُر ہے باطل کو اُسکے آگے پیچھے سے گذر نہین تو اس صورت مین وہ کیونکر آپ ہی باطل کو اُسمین بہر دیتا اس کام کے لئے تو فیضی جیسا ہی کوئی نادان فضول گو چاہیئے۔

مصنوعات ہین اور ہر یک چیز مین جو اُسکی طرف سے صادر ہو قانونِ قُدرت یہی ہے کہ اُس نے عجائبات بدیہہ پر کفائیت نہین کی بلکہ ہر یک چیز مین (جو اُسکے دستِ قُدرت سے ظہور پذیر ہے) عجائبات دقیقہ بھی (جو نہائیت گہرے اور عمیق ہین) مخفی رکھے ہین مگر خدا کے اِس کام کو عبث اور بے سود سمجھنا سراسر نادانی ہے جاننا چاہئے کہ خدا نے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ذکر سے منور کیا لیکن اِس بات کے ثبوت کے لئے کہ کیونکر تمام قومین ان صدہا قرنون سے بیخبر اور ناواقف محض تھین یہی ایک کافی دلیل ہر کہ اب بھی دنیا مین کوئی قوم ہرگز دین حق اسلام کی ٹھیک ٹھیک اور کامل طور پر ان صدہا قرنون پر قائم نہین اور جو شخص کسی ایسی قوم کے وجود کا دعویٰ کرے تو بارِ ثبوت اُسی کی ذمہ ہے۔ ماسوا اِسکے قرآنی شہادت کہ جو ہر یک دوست و دشمن مین شایع ہو یہی وجہ سے ہر یک مخاصم پر حجت ہے اِسبات کے لئے ثبوت کافی ہے اور وہ شہادتین جا بجا فرقان مجید مین کثرت موجود ہین۔ اور خود کسی تاریخ دان اور واقف حقیقت کو اِس سے انکار ہی نہین ہوگی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت تک ہر یک قوم کی ضلالت اور گمراہی کمال کو درجہ تک پہنچ چکی تھی اور کسی صداقت پر کامل طور پر اُنکا قیام نہین رہا تھا چنانچہ اگر اول تو دیون ہی کے حال پر نظر کرین تو ظاہر ہوگا کہ اُنکو خدا تعالیٰ کی ربوبیت تامہ مین بہت سی شکوک اور شبہات پیدا ہو گئے تھے اور اُنہون نے ایک ذات رب العلمین پر کفائیت نہ کر کے صدہا ارباب متفرقہ اپنے لئے بنا رکھے تھے یعنی مخلوق پرستی اور دیوتا پرستی کا بنیاد درجہ اُنمین بازار گرم تھا جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے اُنکا یہ حال قرآن شریف مین بیان کر کے فرمایا ہے اتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللہ یعنی یہودیون نے اپنے مولویون اور درویشون کو کہ جو مخلوق اور غیر خدا ہین اپنا رب اور قاضی الحاجات ٹھہرا رکھا ہین اور نیز اکثرون کا ہندوؤن مین سے بعض بیجا برہمون کی طرح یہہ اعتقاد ہو گیا تھا کہ انتظام دُنیا کا قوانین منضبطہ متعینہ پر چل رہا ہے اور اُس قانون مین مختارانہ تصرف کرنے سے خدا تعالیٰ قاصر اور عاجز ہے گو یا اُس کے دونون ہاتھ بندھے ہوئے ہین نہ اُس قاعدہ کے برخلاف کچھ کیا جا سکتا ہے اور نہ فنا کر سکتا ہے بلکہ جب سے کہ اُس نے اِس عالم کا ایک خاص طور پر شیرازہ باندھ کر اُسکی پیدائش سے فراغت پالی ہے تب سے یہہ کل اپنے ہی پُرزون کی صلاحیت کی وجہ سے خود بخود چل رہی ہے اور رب العلمین

الخبیثات للخبیثین والطیبات للطیبین خدا کے کلام کو اِس طرح پر بے لفظ سمجھنا چاہئے کہ وہ لغو اور جھوٹ اور بیہودہ گوئی کے نقطون سے منزہ اور معرا ہے اور اُسکی فصاحت بلاغت وہ بے بہا جوہر ہے جس سے دُنیا کو فائدہ پہنچتا ہے روحانی بیماریون سے شفا حاصل ہوتی ہے حقائق اور

انسان کو دوسرے حیوانات کی طرح اِس وضع فطرت پر پیدا نہین کیا کہ اُسکا علم چند بدیہی اور محسوس باتون مین محصور اور محدود رہے بلکہ اسکو یہہ استعداد بخشی ہے کہ وہ نظر اور فکر سے غیر متناہی علوم مین ترقیات کرتا رہے اور اسی غرض سے اُسکو عقل کا گوہر شب چراغ جو دوسرے حیوانات کو نہین ملا عطا ہوا ظاہر ہے کہ اگر یہہ تمام عجائب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ کسی قسم کا تصرف اور دخل اُس کُل کے چلنے مین نہین رکھتا اور نہ اُسکو اختیار ہے کہ اپنی مرضی کے موافق اور اپنی خوشنودی ناخوشنودی کے رو سے اپنی ربوبیت کو بہ تفاوت مراتب ظاہر کرے یا اپنے ارادۂ خاص سے کسی طور کا تغیر اور تبدّل کرے بلکہ یہودی لوگ خدا تعالیٰ کو جسمانی اور مجسّم قرار دیکر عالم جسمانی کی طرح اور اُسکا ایک جزء سمجھتے ہین اور انکی نظر ناقص مین یہہ سمایا ہوا ہے کہ بہت سی باتین کہ جو مخلوق پر جائز ہین وہ خدا پر بھی جایز ہین اور اُسکو من کل الوجوہ منزہ خیال نہین کرتے اور اُنکی توریت مین جو محرف اور مبدّل ہے خدا تعالیٰ کی نسبت کئی طور کی بے ادبیان پائی جاتی ہین چنانچہ پیدایش کے ۳۲ باب مین لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ یعقوب سے تمام رات صبح تک کشتی لڑ گیا اور اُسپر غالب نہ ہوا اسی طرح پر خلاف اِس اُصول کے کہ خدا تعالیٰ ہر یک نافی العالم کا رب ہے بعض مردون کو اُنہون نے خدا کے بیٹے قرار دے رکھا ہے اور کسی جگہ عورتون کو خدا کی بیٹیان لکھا گیا ہے اور کسی جگہ مثنیل مین یہہ بھی فرما دیا ہے کہ تم سب خدا ہی ہو اور سچ تو یہہ ہے کہ عیسائیون نے بھی اِنہین تعلیمون سے مخلوق پرستی کا سبق سیکھا ہے کیونکہ جب عیسائیون نے معلوم کیا کہ بائبل کی تعلیم بہت سے لوگون کو خدا کے بیٹے اور خدا کی بیٹیان بلکہ خدا ہی بناتی ہے تو اُنہون نے کہا کہ آؤ ہم بھی اپنے ابن مریم کو انہین مین داخل کرین تا وہ دوسرے بیٹون سے کم نہ رہ جائے اسی جہت سے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف مین فرمایا ہے کہ عیسائیون نے ابن مریم کو ابن اللہ بنا کر کوئی نئی بات نہین

دقایق کا جاننا حق کے طالبون پر آسان ہوتا ہے کیونکہ خدا کا فصیح کلام معارف عقہ کو کمال ایجاز سے کمال ترتیب سے کمال صفائی اور خوش بیانی سے لکھتا ہے اور وہ طریق اختیار کرتا ہے جس سے دلون پر اعلیٰ درجہ کا اثر پڑے اور تھوڑی عبارت مین وہ علوم الٰہیہ سما جائین جن پر دُنیا کی ابتدا سے کسی

غرائب الٰہی بدیہی طور پر واضح اور لایح ہوتے جن مین نظر اور فکر کی کچھ بھی حاجت نہ ہوتی تو پھر انسان جسکا کمال اُسکی قُوّتِ نظریہ کی تکمیل پر موقوف ہے کن چیزون مین نظر اور فکر کرتا اور اگر نظر اور فکر نہ کرتا تو پھر کیونکر اپنے کمال کو پہنچتا۔ سو چونکہ تمام انسانیت انسان کے استعمال قُوّتِ نظریہ سے وابستہ ہے اِس لئے اُس حکیمِ مُطلق نے اکثر دقائق

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ نکالی بلکہ پہلے بے ایمانون اور مشرکون کے قدم پر قدم مارا ہے غرض حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین یہودیون کی بدحالت تھی کہ مخلوق پرستی بدرجہ غایت اُنپر غالب آگئی تھی اور عقائد حقہ سے بہت دور جا پڑی تھی یہانتک کہ بعض اُنکے ہندوؤن کی طرح تناسخ کے بھی قائل تھے اور بعض جزا سزا کے قطعاً منکر تھے اور بعض مجازات کو صرف دُنیا مین محصور سمجھتے تھے اور قیامت کے قائل نہ تھے اور بعض یونانیون کے نقشِ قدم پر چلکر مادّہ اور روحون کو قدیم اور غیر مخلوق خیال کرتے تھے اور بعض دہریون کی طرح روح کو فانی سمجھتے تھے اور بعض فلسفیون کیطرح یہہ مذہب تھا کہ خدا بتعالیٰ رب العلمین اور مدبر بالارادہ نہین ہے غرض مجذوم کے بدن کی طرح تمام خیالات اُنکے فاسد ہو گئے تھے اور خدا بتعالیٰ کی صفاتِ کاملہ ربوبیت رحمانیت و رحیمیت اور مالکِ یوم الدین ہونے پر اعتقاد نہین رکھتے تھے نہ اِن صفتون کو اُسکی ذات سے مخصوص سمجھتے تھے اور نہ اِن صفتون کا کامل طور پر خدا بتعالیٰ مین پایا جانا یقین رکھتے تھے بلکہ بہت سی بدگمانیان اور بے ایمانیان اور آلودگیان اُنکے اعتقادون مین بھر گئی تھین اور توریت کی تعلیم کو اُنہون نے نہایت بدشکل چیز کی طرح بنا کر شرک اور بدی کی بدبو کو پھیلانا شروع کر رکھا تھا پس وہ لوگ خدا بتعالیٰ کو جسمانی اور جسم قرار دینے مین اور اُسکی ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت وغیرہ صفات کے معطل جاننے مین اور اِن صفتون مین دوسری چیزون کو شریک کرنے مین اکثر مشرکین کے پیشوا اور سابقین اولین مین سے ہین۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

کتاب یا فرقہ نے احاطہ نہین کیا یہی حقیقی فصاحت بلاغت ہے جو تکمیل نفس انسانی کے لئے ممد و معاون ہے جسکے ذریعہ سے حق کے طالب کمال مطلوب تک پہنچتے ہین اور یہی وہ صنعتِ ربانی ہے جسکا انجام پذیر ہونا بجز الٰہی طاقت اور اُسکے علم وسیع کے ممکن نہین خدا بتعالیٰ اپنے کلام کے

اور حقائق کو ایسے طور پر مخفی رکھا ہے کہ جب تک انسان اپنی خداداد قوت کو بکمال اجتہاد استعمال مین نہ لاوے ان دقائق کا انکشاف نہین ہوتا اِس سے حکیم مطلق کا یہہ ارادہ ہے کہ ترقی کرنے کا راستہ کھلا رہے اور جس سعادت کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہی اُس سعادت تک وہ پہنچ جائے غرض خدا کے جتنے کام ہین وہ صرف موٹی صنعت پر ختم

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بہہ تو بہو دیون کا حال ہوا مگر افسوس کہ عیسائیون نے تھوڑے ہی دنون مین اُس سے بدتر اپنا حال بنالیا اور مذکورہ بالا صداقتون مین سے کسی صداقت پر قایم نہ رہے اور جو خدا کی صفات کاملہ تھی وہ سب ابن مریم پر تھاپ دی اور اُنکے مذہب کا خلاصہ یہہ ہے کہ خدا تعالیٰ جمیع مافی العالم کا رب نہین ہے بلکہ مسیح اُسکی ربوبیت سے باہر ہے بلکہ مسیح آپ ہی رب ہے اور جو کچھہ عالم مین پیدا ہوا وہ بزعم باطل اُنکے بطور قاعدہ کلیہ مخلوق اور حادث نہین بلکہ ابن مریم عالم کے اندر حدوث پاکر اور صریح مخلوق ہوکر پھر غیر مخلوق اور خدا کے برابر بلکہ آپ ہی خدا ہے اور اُسکی عجیب ذات مین ایک ایسا عجوبہ ہے کہ باوجود حادث ہونے کے قدیم ہے اور باوجود اِسکے کہ خود اپنے اقرار سے ایک واجب الوجود کے ماتحت اور اُسکا محکوم ہے مگر پھر بھی آپ ہی واجب الوجود اور آزاد مطلق اور کسی کا ماتحت نہین اور باوجود اِسکے کہ خود اپنے اقرار سے عاجز اور ناتوان ہے مگر پھر بھی عیسائیون کے بے بنیاد زعم مین قادر مطلق ہے اور عاجز

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲ ایک ایک فقرہ کی سچائی کا ذمہ دار ہے اور جو کچھہ اُسکی تقریر مین واقعہ ہے خواہ وہ اخبار اور آثار گذشتہ ہین خواہ وہ آیندہ کی خبرین اور پیش گوئیان ہین اور خواہ وہ علمی اور دینی صداقتین ہین وہ تمام کذب اور ہزل اور بیہودہ گوئی کے داغ سے منزّہ ہین اور اگر ایک ذرہ بھی خلاف گوئی یا فضولی اور لاف وگذاف اُن مین پایا جاوے تو پھر وہ خدا کا کلام ہی نہین رہتا اس لئے وہ خود اپنے تمام بیانات کو بپایہ ثبوت پہنچاتا ہے لیکن کوئی شاعر اِس بات کا ذمہ دار نہین ہوسکتا اور نہ کبھی ہوا کہ اسکا کلام ہر یک قسم کے کذب اور ہزل اور غیر ضروری باتون سے پاک اور ضروری اور لابدی امور پر احاطہ رکھتا ہے پھر جبکہ شاعرون کی فضول باتون کو وہ مراتب حاصل نہین ہین کہ جو خدا تعالیٰ کے پاک کلام کو حاصل ہین اور شاعر اِس بارے مین شاعر کچھہ دم مارتے ہین اور نہ ذمہ دار بنتے ہین بلکہ اپنے عجز کے آپ ہی اقراری ہین تو کلام الٰہی

نہین ہو سکتے بلکہ اُنہین جسقدر کہو دتے جاؤ زیادہ سے زیادہ باریکیان نکلتی ہین
پس جبکہ اُن تمام چیزون کی نسبت جو خدا کی طرف سے ہین یہہ عام قانون ثابت ہوچکا
کہ وہ سب نکات دقیقہ اور اسرار عمیقہ سے پُر ہین تو اِسے قانونِ قُدرت کی متابعت
سے یہہ بھی ہر یک عاقل کو ماننا پڑا کہ خدا کا کلام بھی نکاتِ دقیقہ سے خالی نہین ہونا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ نہین - اور باوجود اِسکے کہ خود اپنے اقرار سے امورِ غیبیہ کے بارہ مین نادان محض ہے یہانتک کہ قیامت کی بھی خبر نہین کہ کب آئیگی مگر پھر بھی اپنے زعم
کے خوش عقیدہ کے رو سے عالم الغیب ہے - اور باوجود اِسکے کہ خود اپنے اقرار سے اور نیز صحف انبیا
کی گواہی سے ایک مسکین بندہ ہے مگر پھر بھی حضرات مسیحیون کی نظر مین خدا ہے - اور باوجود اِسکے
کہ خود اپنے اقرار سے نیک اور بیگناہ نہین ہے مگر پھر بھی عیسائیون کے خیال مین نیک اور بے گناہ
ہے غرض عیسائی قوم بھی ایک عجیب قوم ہے جنہون نے ضدین کو جمع کر دکھایا اور تناقض کو جائز
سمجھ لیا اور گو اُنکے اعتقاد کے قایم ہونے سے صحیح کا دروغ گو ہونا لازم آتا مگر اُنہون نے اپنے
اعتقاد کو نہ چھوڑا ایک ذلیل اور عاجز اور ناچیز بندہ کو رب العلمین قرار دیا اور رب العلمین پر ہر طرح کی موت
اور موت اور درد اور دُکھ اور تجسم اور حلول اور تغیر اور تبدل اور حدوث اور تولد کو روا رکھا ہے نادانون نے
خدا کو بھی ایک کھیل بنا لیا ہے عیسائیون پر کیا منحصر ہے اُن سے پہلے کئی عاجز بندے خدا قرار دیئے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲ مقابلہ پر اُنکا ناچیز کلام پیش کرنا کیسی سفاہت اور نادانی ہے شاعر تو اگر مر بھی جاوین تو صداقت اور راستی
و ضرورتِ حقہ کا پاس کلام مین التزام کر سکین وہ تو بغیر فضول گوئی کے بول ہی نہین سکتے اور اُنکی ساری کل فضول اور جھوٹ
پر ہی چلتی ہے اگر جھوٹ نہین یا فضول گوئی نہین تو پھر شعر بھی نہین اگر تم اُنکا فقرہ فقرہ تلاش کرو کہ کسقدر
حقایق و دقایق اُن مین جمع ہین کسقدر راستی اور صداقت کا التزام ہے کسقدر حق اور حکمت پر قیام ہے کس
ضرورتِ حقہ سے وہ باتین اُنکے مونہہ سے نکلی ہین اور کیا کیا اسرار بے مثل و مانند اُن مین لپٹے ہوئے
ہین تو تمہین معلوم ہو کہ ان تمام خوبیون مین سے کوئی بھی خوبی اُنکی مُردہ عبارت مین پائی نہین جاتی
اُنکا تو یہہ حال ہوتا ہے کہ جس طرف قافیہ ردیف ملتا نظر آیا اُسی طرف جھک گئے اور جو مضمون دلکو جچا
لگا وہی جھک ماری نہ حق اور حکمت کی پابندی ہے اور نہ فضول گوئی سے پرہیز ہے اور نہ یہہ خیال ہے کہ

چاہیئے بلکہ اُسمین سب سے زیادہ لطائف چاہیئے کیونکہ وہ خدا کا کلام ہے اور حکیم مُطلق کے علوم قدیم کا مخزن ہے جسکو خدا نے اِس بات کا آلہ بنایا ہے کہ تمام قوانین قُدرتیہ جو فی السموات والارض پائے جاتے ہین اِنکی اصلاح کے لئے اُسمین سامان موجود ہو پس اگر وہ ناقص ہو تو اتنے بڑے کام اِس سے کیونکر انصرام ہو سکین اگر وہ تمام غلطیون

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ گئے ہین کوئی کہتا ہے رام چندر خدا ہے کوئی کہتا ہے نہین کرشن کی خدائی اُس سے قوی تر ہے اسی طرح کوئی بدھ کو کوئی کسی کو کوئی کسیکو خدا ٹھہراتا ہے ایسا ہی آخری زمانہ کے اِن سادہ لوحون نے بھی پہلے مشرکون کی رسیں کرکے ابن مریم کو بھی خدا اور خدا کا فرزند ٹھہرایا غرض عیسائی لوگ نہ خداوند حقیقی کو رب العلمین سمجھتے ہین نہ اُسے رحمان اور رحیم خیال کرتے ہین اور نہ جزا سزا اُسکے ہاتھ مین یقین رکھتے ہین بلکہ اُنکے گمان مین حقیقی خدا کے وجود سے زمین اور آسمان خالی پڑا ہوا ہے اور جو کچھ ہے ابن مریم ہی ہے اگر رب ہے تو وہی ہے اگر رحمان ہے تو وہی ہے اگر رحیم ہے تو وہی ہے اگر مالک یوم الدین ہے تو وہی ہے ایسا ہی عام ہندو اور آریا بھی اِن صداقتون سے منحرف ہین کیونکہ اُن مین سے جو آریہ ہین وہ تو ابتدا ہی کو خالق ہی نہین سمجھتے اور اپنی روحون کا رب اُسکو قرار نہین دیتے اور جو اُن مین سے بُت پرست ہین وہ صفت ربوبیت کو اُس رب العلمین سے خاص نہین سمجھتے اور تنتیس کروڑ دیوتا ربوبیت کے کاروبار مین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲ اِس کلام کے بولنے کے لئے کونسی سخت ضرورت درپیش ہے اور اِسکے ترک کرنے مین کونسا سخت نقصان عائد حال ہے ناحق بیفائدہ فقرہ سے فقرہ ملاتے ہین سر کی جگہ پانو پانو کی جگہ سر لگاتے ہین سراب کی طرح چمک تو بہت ہے پر حقیقت دیکھو تو خاک بھی نہین شعبدہ باز کی طرح صرف کھیل ہی کھیل اصلیت دیکھو تو کچھ بھی نہین نادار ناطاقت اور ناتوان اور گئے گذرے ہین آنکھین اندھی اور سر شعشہ گری اُنکی نسبت نہایت ہی نرمی کیجئے تو یہہ کہیئے کہ وہ سب ضعیف اور ہیچ ہونے کی وجہ سے عنکبوت کی طرح ہین اور انکے اشعار بیت عنکبوت ہین اُنکی نسبت خداوند کریم نے خوب فرمایا ہے والشعراء یتبعھم الغاؤن ۵ الم تر انھم فی کل واد یھیمون ۵ وانھم یقولون مالا یفعلون ۵ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۵ الجزو نمبر ۱۹ یعنے شاعرون کے پیچھے وہی لوگ چلتے ہین جنہون نے حق اور حکمت کا

سے انسان کو پاک نہ کرسکتا تو پھر صرف بعض غلطیوں سے پاک کرنا حقیقت مین ایسا تھا کہ گویا منزل تک پہنچانے سے پہلے راستہ مین ہی چھوڑ دیتا غرض جب خدا کا قانونِ قُدرت (ہر یک چیز مین جو اُسکی طرف سے صادر ہے) یہی ثابت ہوا کہ اُن سب مین خداوند تعالیٰ نے دقایق عمیقہ بھی ضرور رکھے ہین صرف موٹی باتون پر ختم نہین کیا۔ تو اِس تحقیق

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ خدا بیتعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہین اور اُن سے مرادین مانگتے ہین اور یہہ ہر دو فریق خدا بیتعالیٰ کی رحمانیت کے بھی انکاری ہین اور اپنے ویدکے روسے یہہ اعتقاد رکھتے ہین کہ رحمانیت کی صفت ہرگز خدا بیتعالیٰ مین نہین پائی جاتی اور جو کچھ دُنیا کے لئے خدا نے بنایا ہے یہہ خود دُنیا کے نیک عملون کی وجہ سے خدا کو بنانا پڑا اور نہ پر میشر خود اپنے ارادہ سے کسی سے نیکی نہین کرسکتا اور نہ کبھی کی۔ اسی طرح خدا بیتعالیٰ کو کامل طور پر رحیم بھی نہین سمجھتے کیونکہ اُن لوگون کا اعتقاد ہے کہ کوئی گنہگار خواہ کیسا ہی سچے دل سے توبہ کرے اور خواہ وہ سالہا سال تضرع اور زاری اور اعمالِ صالح مین مشغول رہے خدا اُسکے گناہون کو جو اُس سے صادر ہوچکے ہین ہرگز نہین بخشیگا جب تک وہ کئی لاکھ جونون کو بھگت کر اپنی سزا نہ پالے۔ جب ہی کسی نے ایک گناہ کیا پھر نہ وہان توبہ کام آوے نہ بندگی نہ خوفِ الٰہی نہ عشقِ الٰہی نہ اور کوئی عمل صالح گویا وہ جیتے جی ہی مرگیا اور خدا بیتعالیٰ کی رحیمیت سے بکلی ناامید ہوگیا علیٰ ہذا القیاس یہہ لوگ یوم الجزا پر جسکے روسے خدا بیتعالیٰ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

راستہ چھوڑ دیا ہے کیا تو نہین دیکھتا شاعر تو وہ لوگ ہین جو قافیہ اور ردیف اور مضمون کی تلاش مین ہر یک جنگل مین بھٹکتے پھرتے ہین حقانی باتون پر اُنکا قدم نہین جمتا اور جو کچھ کہتے ہین وہ کرتے نہین سو ظالم لوگ جو خدا کے حقانی کلام کو شاعرون کے کلام سے تشبیہ دیتے ہین اُنہین عنقریب معلوم ہوگا کہ کس طرف پھینکے جائینگے اب دانا کو سوچنا چاہئے کہ کیا اِس سے زیادہ ترنا انصافی کوئی اور بھی ہوگی کہ حق محض لغو محض سے تشبیہ دیجائے یا ظُلمت کو نور سے برابر ٹھہرایا جائے کیا ایسی کتابین اُس کتاب مقدس سے کچھ نسبت رکھتی ہین جنکے چہرہ پر فضول گوئی کا داغ اور جھوٹ اور ہرزہ درائی کا دھبہ اسقدر پھیل گیا ہے جسکو دیکھکر ہر یک پاک دل آدمی کو نفرت اور کراہت آتی ہے۔ کیا ایسی کتابین اُن صحف مطہرہ سے مشابہ کہلائینگی جن کتابون کا مادہ مخدوم کے خون کی طرح بگڑا ہوا ہے نہین ہرگز نہین اگرچہ تعصب وہ سخت بلا ہے کہ جو نہ عقل کو چھوڑتا ہے اور نہ سمجھ

سے جھوٹ اُن لوگون کا کھل گیا جنکا یہہ دعویٰ ہے کہ خدا کے کلام مین صرف چند احکام سریع الفہم چاہئے اور لطائف دقیقہ اُسمین نہین چاہئے اور نہ ہین اِس جگہ اُنہون نے اپنے اِس وہم کے مضبوط کرنے کی غرض سے ایک دلیل بنائی ہوئی ہے اور وہ یہہ ہے کہ کُتبِ الہامیہ کم علمون اور کم فہمون یا اُمیون اور بدؤن کے لئے نازل ہوئی ہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مالکِ یوم الدین کہلاتا ہے صحیح طور پر ایمان نہین رکھتے اور جن طریقون مندرجہ بالا کے رو سے انسان اپنی سعادتِ علمی تک پہنچتا ہے یا شقاوتِ علمی مین پڑتا ہے اُس کامل سعادت اور شقاوت کے ظہور سے انکار ہی ہین اور سنجاتِ اُخروی کو صرف ایک خیالی اور وہمی طور پر سمجھ رہے ہین بلکہ وہ سنجاتِ ابدی کے قائل ہی نہین ہین اور اُنکا مقولہ ہے کہ انسان کو ہمیشہ کے لئے نہ اِس جگہ آرام ہے اور نہ اُس جگہ اور نیز اُنکے زعم باطل مین دُنیا بھی آخرت کی طرح ایک کامل دار الجزا ہے جسکو دُنیا مین بہت سی دولت دی گئی وہ اُسکے نیک عملون کے عوض مین کہ جو کسی پہلے جنم مین اِسنے کئے ہونگے دی گئی ہے اور وہ اُس بات کا مستحق ہے کہ اسی دُنیا مین اپنے نفس آمارہ کی خواہشون کے پورا کرنے مین اُس دولت کو خرچ کرے لیکن ظاہر ہے کہ اسی جہان مین خدا تعالیٰ کا کسی کو اِس غرض سے دولت دُینا کہ وہ اُس دولت کو فی الحقیقت اپنے اعمال کی جزا سمجھکر کھانے پینے اور ہر طرح کی عیاشی کے لئے آلہ بنا دے یہہ ایک ایسا ناجائز فعل ہے کہ جسکو خدا تعالیٰ کی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

اور نہ قوتِ سامعہ اُس سے سلیم رہتی ہے اور نہ قوتِ باصرہ لیکن انسان کو یہہ بھی تو سوچ لینا چاہئے کہ جن دو چیزون مین کچھہ بھی مشابہت اور مناسبت نہین اُنکو خواہ نخواہ ایک دوسرے کا شبیہ قرار دینے کا آخری نتیجہ ہمیشہ یہی ہوا کرتا ہے کہ ایسے شخصون کو دانشمند لوگ پاگل اور دیوانہ کہنے لگتے ہین۔ اے حضرات عیسائیان آپ لوگ ہندؤن کی چال نہ چلین آپ لوگون مین سے قرآن شریف ہی کے اترنے کے زمانہ مین ایسے نیک سرشت بادی بہت گذرے ہین جنکے آلسو قرآن شریف کو سُنکر نہین تھمتے تھے اُن نیز گ قسیسون کو یاد کرو جنکی شہادتین قرآن شریف مین درج ہین اور جو فرقانِ مجید کو سُنکر ٹھوڑیون پر گر کر روتے تھے قرآن ہی کی عظمت شان نے اُن سے کلمہ برروایا تمام کُتبِ الہامیہ پر اپنی فضیلت کا اقرار کروایا اب آپ لوگون کی آنکھون مین وہی قرآن حریری اور فیضی کے الہامیات کلام سے برابر نہین

پس اُنکی تعلیم ویسی ہی چاہئے جو کہ بقدر عقول اُن لوگون کے ہو کیونکہ اُمّی اور ناخواندہ آدمی نکات دقیقہ سے منتفع نہین ہو سکتے اور نہ اُن پر مطلع ہو سکتے ہین لیکن واضح ہو کہ یہہ وہم محض کوتہ اندیشی سے اُنکے دلون کو پکڑتا ہے اور اِس پست اور ناچیز خیال سے لبغائیت درجہ سفاہت اور جہالت کی بو آتی ہے کاش کہ وہ کلام الٰہی کو غور سے دیکھتے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ طرف نسبت کرنا نہایت درجہ کی بے ادبی ہے کیونکہ اِس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ گویا ہندؤن کا پرمیشر آپ ہی لوگون کو بدفعلی اور پلیدی مین ڈالنا چاہتا ہے اور قبل اِسکے جو اُنکا نفس پاک ہو نفسانی لذات کے وسیع دروازے اُنپر کھولتا ہے اور پہلے جنمون کے نیک عملون کا اچھا پھل اُنکو یہہ دیتا ہے کہ پچھلے جنم مین وہ طرح طرح کے اسباب تنعم پاکر اور نفس امّارہ کے پورے پورے تابع بنکر بہر تحت الثریٰ مین جا پڑین اظہر ہے کہ جس شخص کے خیال مین یہہ ہرا ہوا ہے کہ میرے ہاتھہ مین جسقدر دولت اور مال اور حشمت اور حکومت ہے یہہ میرے ہی اعمال سابقہ کا بدلہ ہے وہ کیا کبھی نفس امّارہ کی پیروی نہین کریگا لیکن اگر وہ یہہ سمجھتا کہ دُنیا دارالجزا نہین ہے بلکہ دارالابتلا ہے اور جو کچھہ مجھکو دیا گیا ہے وہ بطور ابتلا اور آزمائش کے دیا گیا ہے تا یہہ ظاہر کیا جاوے کہ مین کس طور پر اُسمین تصرف کرتا ہون کوئی ایسی شے نہین ہے جو میری ملکیت یا میرا حق ہو تو ایسا سمجھنے سے وہ اپنی نجات اِس بات مین دیکھتا کہ اپنا تمام مال نیک مصارف مین خرچ کرے اور نیز وہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

یہہ بڑا کفر ہے اگر نہین بھاتا اگر آپ لوگ کوئی نظیر قرآن شریف کی اُسکے ظاہری و باطنی کمالات مین ثابت کر دکھاتے تو پھر جھگڑا ہی کیا تھا پر آپ تو ایسی نظیر پیش کرنے سے بکلی عاجز اور ساکت ہین پھر معلوم نہین کہ تم آنکھین رکھتے ہوئے کیون نہین دیکھتے کان رکھتے ہوئے کیون نہین سنتے دل رکھتے ہوئے کیون نہین سمجھتے اگر حریری اور فیضی تم سے ہی عاقل ہوتے تو وہ آپ ہی دعویٰ کرتے کہ ہم نے قرآن شریف کی نظیر بنالی ہے پر خدا نہ کرے کہ کسی لکھے پڑھے آدمی کی ایسی پست عقل ہو بھلا تم آپ ہی بتلاؤ کہ وہ کونسا کلام تمہارے ضلیل مین ہے جسمین قرآن شریف کی طرح یہہ دعویٰ موجود ہے قل لئن اجتمعت الجن والانس علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔ وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت

تا کہ اُنہین معلوم ہوتا کہ خدا کی مقدس اور کامل کلام پر ایسا گمان کرنا گویا چاند پر خاک ڈالنا ہے اور اب بھی ایسے لوگ اگر اِس کتاب کو ذرا آنکھہ کھولکر پڑہین اور وہ صدہا دقائق عمیقہ اور حقایق دقیقہ کلامِ الٰہی کے جو ہم نے اِس کتاب مین اپنے موقعہ پر کمال وضاحت سے لکھے ہین بنظرِ تامل وتیقظ مشاہدہ کرین تو اُنکا خیالِ فاسد ایسا دور ہوجائیگا جیسا کہ آفتاب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ نہایت درجہ کا شکر بھی کرتا کیونکہ وہی شخص دلی اخلاص اور محبت سے شکر کرسکتا ہے کہ جو سمجھتا ہے کہ مین نے نعمت پایا اور بغیر کسی استحقاق کے مجھہ کو ملا ہے غرض آریا لوگون کے نزدیک خدا بتعالیٰ اندرب العلمین ہے نہ رحمان نہ رحیم اور نہ ابدی اور دایمی اور کامل جزا دینے پر قادر ہے۔

اب ہم یہہ بھی ظاہر کرتے ہین کہ برہمو سماج والون کا معارف مذکورہ بالا کی نسبت کیا حال ہے یعنے وہ ہر چہار صداقتین کہ جو ابھی مذکور ہوئی ہین برہمو لوگ اُن پر ثابت قدم ہین یا نہین سو واضح ہو کہ برہمو لوگ اِن

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

للکارتے ہین بلا امتیاز ہر ایسے انکو کہہ دے کہ اگر تمام جن اور آدمی اِس بات پر اتفاق کرلین کہ قرآن کی مثل کوئی کلام لاوین تو یہہ بات اُنکے لئے ممکن نہین اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جاوین اور اگر تم کو قرآن کے منزل من اللہ ہونے مین شک ہے تو تم بھی کوئی ایک سورۃ اُس کی مانند بنا کر دکھلاؤ اور اگر نہ بنا سکو اور یاد رکھو کہ ہرگز نہین بنا سکوگے تو اُس آگ سے ڈرو جسکا ایندھن آدمی اور پتھر ہین جو کافرون کے لئے طیار کی گئی ہے۔ پھر مین مکرر کہتا ہون کہ قبل اِسکے جو تم لوگ اِس فکر مین پڑو کہ قرآن شریف کے مثل و مانند کوئی دوسرا کلام تلاش کیا جائے اول تمکو اِس بات کا دیکھہ لینا نہایت ضروری ہے کہ اُس دوسری کلام نے وہ دعویٰ بھی کیا ہے یا نہین جس دعویٰ کو آیات مذکورہ بالا مین ابھی تم سُن چکے ہو کیونکہ اگر کسی متکلم نے ایسا دعویٰ ہی نہین کیا کہ میرا کلام مثیل و مانند ہے جسکے مقابلہ اور معارضہ سے فی الحقیقت تمام جن وانس عاجز و ساکت ہین تو ایسے متکلم کے کلام کو خواہ نخواہ مثیل و مانند سمجھہ لینا حقیقت مین اُسی مثل مشہور کا مصداق ہے کہ مدعی سست گواہ چست۔ ماسوا اِسکے کسی کلام کو قرآن شریف کی نظیر اور شبیہ ٹھہرانے مین اِس بات کا ثبوت بھی پیدا کرلینا چاہئے کہ جن کمالاتِ ظاہری و باطنی پر قرآن شریف مشتمل ہے اُنہین کمالات پر وہ کلام بھی اشتمال رکھتا ہے جسکو بطور نظیر پیش کیا گیا ہے کیونکہ اگر نظیر پیش کردہ کو کمالاتِ قرآنیہ سے کچھہ بھی حصہ

کے نکلنے سے تاریکی دور ہو جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ امرِ محسوس اور مشہود کے مقابلہ پر کسی قیاس کی پیش نہیں جاتی جب متواتر تجربہ سے ایک چیز کی کوئی خاصیت معلوم ہو گئی تو پھر مجرد قیاس کو اپنی دستاویز بنا کر اس امرِ واقعی سے جو بہ پایۂ ثبوت پہنچ چکا ہے انکار کرنا اسی کا نام جنون اور سودا ہے اگر یہہ لوگ عقلِ خداداد کو ذرا کام میں لاویں تو ان پر ظاہر ہو کہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ چاروں صداقتوں پر جیسا کہ چاہئے ثبات اور قیام نہیں رکھتے بلکہ اُن معارفِ عالیہ کے کامل مفہوم پر اُنکو اطلاع ہی نہیں۔ اوّل خدا کا رب العالمین ہونا کہ جو ربوبیت تامہ سے مراد ہے ہر ہمو لوگوں کی سمجھ اور عقل سے ابتک چھپا ہوا ہے اور وہ لوگ ربوبیتِ الٰہیہ کا دُنیا پر اس سے زیادہ اثر نہیں سمجھتے کہ اُس نے کسی وقت

حاصل نہیں تو ہر ایسی نظیر پیش کرنا بجز اپنی جہالت اور حماقت دکھلانے کے کس غرض پر مبنی ہوگا۔ یہہ بات خوب یاد رکھو کہ جیسے اُن تمام چیزوں کی نظیر اور شبیہ بنانا کہ جو صادر من اللہ ہیں غیر ممکن اور ممتنع ہے ایسا ہی قرآن شریف کی نظیر بنانا بھی حدِ امکان سے خارج ہے یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے عرب کے نامی شاعروں کو کہ جنکی عربی مادری زبان تھی اور جو طبعی طور پر اور نیز کسبی طور پر مذاقِ کلام سے خوب واقف تھے ماننا پڑا کہ قرآن شریف انسانی طاقتوں سے بلند تر ہے اور کچھہ عرب پر موقوف نہیں بلکہ خود تم میں سے کئی اندھے تھے کہ جو اُس کامل روشنی سے بینا ہو گئے اور کئی بہرے تھے کہ اُس سے سُننے لگ گئے اور اب بھی وہ روشنی چاروں طرف سے تاریکی کو اُٹھاتی جاتی ہے اور قرآن شریف کے انوار حقہ دلوں کو منوّر کرتے جاتے ہیں واقعی یہہ حال ہوا ہے کہ جسقدر لوگوں کی آنکھیں کھلتی جاتی ہیں اُسیقدر قرآن شریف کی عظمت کے قائل ہوتے جاتے ہیں چنانچہ بڑے بڑے متعصب انگریزوں میں سے جو کہ حکیم اور فلاسفر کہلاتے تھے خود بول اُٹھے کہ قرآن شریف اپنی فصاحت اور بلاغت میں بے نظیر ہے یہانتک کہ گاڈفری ہکنس صاحب جیسے سرگرم عیسائی کو اپنی کتاب کے دفعہ ۴۳ میں لکھنا پڑا کہ حقیقت میں جیسی عالی عبارتیں قرآن میں پائی جاتی ہیں اُس سے زیادہ غالباً دُنیا بھر میں نہیں مل سکتیں اور ایسا ہی یوٹ صاحب کو بمجبوری اپنی کتاب میں یہی گواہی دینی پڑی۔

آریا سماج والے جو خدا کے الہام اور کلام کو وید پر ختم کئے بیٹھے ہیں وہ بھی عیسائیوں کی طرح قرآن شریف

خود وہ قیاس ہی فاسد ہے اور بعینہ وہ ایسا مقولہ ہے جیسے کوئی بناتات کے خواص دقیقہ سے انکار کرکے یہہ کہے کہ اگر خدا نے بالارادہ خلق اللہ کی نفع رسانی کی غرض سے یہہ کام کیا ہے کہ انسان کی شفا کے لئے بناتات وجمادات وغیرہ مین طرح طرح کے خواص رکھے ہین تو پھر اُن خواص کو اسقدر تہ در تہ کیون چھپایا کہ اُنکی ناواقفیت سے ایک زمانہ

بقیہ حاشیہ بر ۱۱ یہہ تمام عالم معہ اُسکی تمام قوتون اور طاقتون کے پیدا کیا ہے لیکن اب وہ تمام قوتین اور طاقتین مستقر طور پڑا اپنے اپنے کام مین لگی ہوئی ہین اور خدا تعالیٰ کو قدرت نہین ہے کہ اُنہین کچھہ تصرف کرے یا کچھہ تغیر اور تبدل ظہور مین لاوے اور اُنکے زعم باطل مین قوانین نیچریہ کی مستحکم اور پائدار بنیاد نے قادر مطلق کو معطل اور بیکار کی طرح کر دیا ہے اور اُن مین تصرف کرنے کے لئے کوئی راہ اُسپر کھلا نہین اور ایسی کوئی بھی تدبیر اُسکو یاد نہین جس سے وہ مثلاً کسی مادہ حارہ کو اُسکی تاثیر حرارت سے روک سکے

بقیہ حاشیہ بر ۱۲ کی بے نظیری سے انکار کرکے اپنے دعوے کی نسبت فصاحت بلاغت کا دعوی کرتے ہین لیکن ہم اس امر کو بار بار غافل لوگون پر ظاہر کرنا فرض سمجھتے ہین کہ قرآن شریف کی بے نظیری سے صرف وہ شخص انکار کر سکتا ہے جسکو یہہ طاقت ہو کہ ہو بہو قرآن شریف کی وجوہ بے نظیری اس کتاب مین بطور نمونہ درج کی گئی ہین کسی دوسری کتاب سے رنگا کر دکھلا سکے سو اگر آریا سماج والون کو اپنے وید پر یہہ امید ہے کہ وہ قرآن شریف کا مقابلہ کر سکے گا تو انہین بھی اختیار ہے کہ وید کا نمونہ دکھلاوین مگر صرف دعوی ہی دعوی کرنا اوباشانہ باتین منہ پر لانا نیک طینت آدمیون کا کام نہین انسان کی ساری شرافت اور عقل اسمین ہے کہ اگر اپنے دعوی پر کوئی دلیل ہو تو پیش کرے ورنہ ایسا دعوی کرنے سے ہی زبان بند رکھے جسکا ماحصل بجز فضول گوئی و ژاژ خائی اور کچھہ بھی نہین۔ سمجھنا چاہئے کہ قرآن شریف کی بلاغت ایک پاک اور مقدس بلاغت ہے جسکا مقصد اعلیٰ یہہ ہے کہ حکمت اور راستی کی روشنی کو فصیح کلام مین بیان کرکے تمام حقایق اور دقایق علم دین ایک موجز اور مدلل عبارت مین بہر دیئے جائین اور جہان تفصیل کی اشد ضرورت ہو وہان تفصیل ہو اور جہان اجمال کافی ہو وہان اجمال ہو اور کوئی صداقت دینی ایسی نہ ہو جسکا مفصلاً یا مجملاً ذکر نہ کیا جائے اور یا وصف اسکے ضرورت حقہ کے تقاضا سے ذکر ہو نہ غیر ضروری

دراز تک لوگ بے علاج ہی مرتے رہے اور ابتک جمیع خواص مخفیہ پر احاطہ نہ ہوا لیکن ظاہر ہے کہ بعد تحقق خدا کے عام قانون کے (جو کہ زمین و آسمان مین ایک ہی طرز پر پایا جاتا ہے) ایسے ایسے شبہات مین مبتلا ہونا انہین لوگون کا کام ہے جو قوانینِ قدرتیہ مین ذرہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ یا کسی مادّہ بارد کو اُسکی برودت کے اثرون سے بند کر سکے یا آگ مین اُسکی خاصیت احراق کی ظاہر نہ ہونے دے اور اگر اُسکو کوئی تدبیر یاد بھی ہے تو صرف انہین حدود تک جن پر علم انسان کا محیط ہے اُس سے زیادہ نہین یعنے جو کچھ محدود اور محصور طور پر کوائف و خواص عالم کے متعلق انسان نے دریافت کیا ہے اور جو کچھ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

طور پر اور ہر کلام ہی ایسا فصیح اور سلیس اور متین ہو کہ جس سے بہتر بنانا ہرگز کسی کے لئے ممکن نہ ہو اور پھر وہ کلام روحانی برکات بھی اپنے ہمراہ رکھتا ہو یہی قرآن شریف کا دعوی ہے جسکو اُس نے آپ ثابت کر دیا ہے اور جا بجا فرما بھی دیا ہے کہ کسی مخلوق کے لئے ممکن نہین کہ اُس کی نظیر بنا سکے۔ اب جو شخص منصفانہ طور پر بحث کرنا چاہتا ہے اس پر یہہ امر پوشیدہ نہین کہ قرآن شریف کے ساتھ مقابلہ کرنیکے لئے ایسی کتاب کا پیش کرنا ضروری ہے جس مین وہی خوبیان پائی جائین جو اُسمین پائی جاتی ہین۔ سچ ہے کہ وید مین شاعرانہ تلازمات پائے جاتے ہین اور شاعرون کی طرح انواع اقسام کے استعارات بھی موجود ہین۔ مثلاً رگ وید مین ایک جگہ آگ کو ایک دولتمند فرض کر لیا ہے جسکے پاس بہت سے جواہرات ہین اور اُسکی روشنی کو جوہر تابان سے تشبیہ دی ہے بعض جگہ اُسکو ایک سپہ سالار مقرر کیا ہے جسکی کالی جھنڈی ہے اور دھوئین کو جو آگ پر اُٹھتا ہے ایک علم سیہ ٹھہرایا ہے۔ ایک جگہ اُس حرارت کو جو سنجارات مائی کو اُٹھاتی ہے چور مقرر کیا ہے اور اُسکا نام بلحاظ قوت ماسکہ ورتر ارکھا ہے اور سنجارات کو گوین ٹھہرایا ہے اور اندر جس سے وید مین آسمان کا فضا اور خاص کر کے کرہ زمہریر مراد ہے اُسکو اس مثال مین قصاب سے تشبیہ دی ہے اور لکھا ہے کہ جس طرح قصاب گائے کے گوشت کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے اسی طرح اندر نے ورتر کے سر پر ایسا بجر مارا جو اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور پانی فطرہ فطرہ ہو کر بہ نکلا لیکن ظاہر ہے کہ اس قسم کے تلازمات کو قرآن شریف سے کچھ بھی مناسبت

غور نہین کرتے اور قبل اِسکے کہ خدا کی صفات اور عادات کو (جس طرز سے وہ آئینۂ فطرت مین ظاہر ہو رہی ہین) بخوبی دریافت کرین پہلے ہی اُسکی ذات اور اُسکی صفات کا حلیہ لکھنے کو بیٹھہ جاتے ہین ورنہ اگر انسان ذرا بھی آنکھہ کھولکر ہر یک طرف نظر ڈالے تو عادت اللہ کسی

بقیہ حاشیہ براہین ۱۲ تا دمِ حال لشکر ہی تجارب کے احاطہ مین آچکا ہے یہین تک خدا کی قدرتون کی حد بست ہے اور اس سے بڑھکر اُسکی قدرت نامہ اور ربوبیت عامہ کوئی کام نہین کرسکتی گویا خدا کی قدرتین اور حکمتین سبکی تمامی یہی ہین جنکو انسان دریافت کرچکا ہے اور ظاہر ہے کہ یہہ اعتقاد ربوبیت نامہ اور قدرت کاملہ کے مفہوم سے بکلی

بقیہ حاشیہ براہین ۱۳ نہین صرف شاعرانہ خیالات ہین اور پھر بھی ایسے قابلِ تعریف و باوقعت نہین بلکہ اکثر مقامات سخت نکتہ چینی کے لائق ہین مثلاً استعارۂ مذکورہ بالا جسمین اندر کو ایک بوچڑ سے تشبیہ دی ہے جسکا کام گائے کا گوشت فروخت کرنا ہے یہہ ایک ایسا مضمون ہے کہ جو لطیف طبع شاعرون کے کلام مین ہرگز نہین آسکتا کیونکہ شاعر کو یہہ بھی خیال کرلینا لازم ہے کہ میرے اِس مضمون سے عام لوگ کراہت تو نہین کرینگے مگر اس خیال مین یہہ خیال نظر انداز ہوگیا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ ہندو لوگ جو وید کے مخاطب ہین وہ گائے کے گوشت کا نام سُننے سے متنفر ہین اور اُنکی طبیعتون پر ایسا ذکر سخت گران گذرتا ہے اور ہر اندر کو جو وید مین ایک بزرگ دیوتا مقرر ہوچکا ہے بوچڑ سے تشبیہ دینا اور بعد بزرگ قرار دینے کے پھر اُسکی بھونڈی کرنا شائستگی کلام سے بعید اور ایک طرح کی بے ادبی ہے۔ ماسوا اسکے اِس تشبیہ مین ایک اور بھی نقص ہے وہ یہہ کہ تشبیہ مُرسل مجمل جاہیئے کہ مشہور اور معروف ہو پس یہہ کہنا کہ اندر نے وترا کو ایسا ٹکڑے ٹکڑے کردیا جیسے بوچڑ گائے کے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے یہہ تشبیہ فنِ بلاغت کے رو سے تب درست بیٹھتی ہے کہ جب یہہ ثابت ہو کہ وید کے زمانہ مین عام طور پر گائے کا گوشت بازارون مین بکتا تھا اور بوچڑ لوگ ٹکڑے ٹکڑے کرکے وہ گوشت آریا لوگون کو دیتے تھے مگر حال کے آریا لوگ ہرگز اسکے قائل نہین۔ اب ظاہر ہے کہ کلام مین ایسی تشبیہ بیان کرنا جسکا خارج مین وجود ہی نہین بلکہ جس سے لوگ متنفر ہین دائرۂ فصاحت بلاغت سے بالکل خارج ہے اگر ایک لڑکا بھی اپنے کلام مین ایسی تشبیہ بیان کرے تو وہ دانشمندون کے نزدیک قابلِ ملامت اور سادہ لوح ٹھہرتا ہے کیونکہ تشبیہ کا لُطف تب ہی ظاہر ہوتا ہے کہ جب مشابہت ایسی ظاہر ہو کہ جس چیز سے تشبیہ دی گئی ہے سامعین

ایک یا دو چیز مین محصور نہین اور نہ ایسی پوشیدہ ہے جسکا سمجھنا مشکل ہو بلکہ یہہ بات اجلی بدیہات ہے کہ جواہر لطیفہ اور مصنوعات عالیہ تو یک طرف رہے ایک ادنیٰ مکھی بھی (جو حقیر اور ذلیل اور مکروہ جانور ہے) اِس قانونِ قُدرت سے باہر نہین تو پھر نعوذ باللہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مانی ہے کیونکہ ربوبیت تامہ اور قُدرتِ کاملہ وہ ہے کہ جو اُس ذات غیر محدود کی طرح غیر محدود ہے اور کوئی انسانی قاعدہ اور قانون اُسپر احاطہ نہین کر سکتا۔

نہین محصور ہرگز راستہ قُدرت خدائی کا ✦ خدا کی قُدرتون کا حصر دعویٰ ہے خدائی کا ✦ جاننا چاہئے کہ جو امر غیر محدود

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

اُس سے بخوبی واقفیت رکھتے ہون اور اُنکی نظر مین وہ چیز بدیہی الظہور اور مسلّم الوجود ہو اور نیز اُنکی طبیعتین بھی اُسکے ذکر سے کراہت نہ کرتی ہون لیکن کون ثابت کر سکتا ہے کہ وید کے زمانہ مین ہندوؤن مین گائے کا گوشت بھونا اور خورد نا کوئی عام رواج تھا جس سے آریا قوم کو نفرت نہ تھی اور اگر یہہ بھی خیال کیا جائے کہ خود وید کا ہی ذکر کرنا اُس رواج پر ثبوت ہے تو ایسا خیال کرنے سے بھی بکلّی اعتراض مرتفع نہین ہو سکتا کیونکہ گائے کے لہو اور گوشت سے پانی کو عدیم المشابہت حاصل نہین ہان گائے کے دودھ کو مصفّا پانی سے مشابہت حاصل ہے سو اگر مثلاً رگوید سنتا اشٹک اول سکت ۶۱ کی یہہ شُرتی جس مین یہہ لکھا ہے **اے اندر ور ترا پر اپنا بجر چلایا اور اُسے ایسا ٹکڑے ٹکڑے کر جیسے پوچر گائے کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے**۔ اس طرح پر ہوتے کہ جب اندر نے اپنے بجر سے ورترا کو دبایا تو اُسمین سے اس طرح پر پانی بہ نکلا جیسے شیردار گائے کا پستان دبانے سے دودھ بہ نکلتا ہے تو وہ تلازم جسکا بیان کرنا مقصود تھا وہ بھی قایم رہتا اور تشبیہ بھی نہایت مطابق آجاتی ماسوا اسکے کسی طبیعت کو اِس تشبیہ سے نفرت بھی نہین کیونکہ ہندو لوگ بھی بلا دغدغہ گائے کا دودھ پی لیتے ہین۔

قطع نظر اِن سب باتون کے ایسے شاعرانہ تلازمات مین ہماری بحث ہی نہین اور قرآن شریف کے سامنے اِن لغویات کا ذِکر کرنا ایک بیہودہ حرکت اور ناحق کی دردسر ہے جس بلاغتِ حقیقی کو قرآن شریف پیش کرتا ہے وہ تو ایک دوسرا ہی عالم ہے جس سے لغو اور جھوٹ اور بیہودہ باتون کو کچھہ بھی تعلّق نہین بلکہ حکمت اور معرفت کے بے انتہا دریا کو اوّل اور اول عبارت مین باالتزام فصاحت و بلاغت بیان کیا

کیا یہہ گمان ہو سکتا ہے کہ خدا کا کلام کہ جو اُسکی ذات کی طرح مقدّس اور کمال رنگ سے رنگین چاہئے ایسا ادنی اور ارزل ہے کہ دقایقِ مخفیہ مین ایک مکھی کے مرتبہ تک بھی نہین پہنچتا اور اِس جگہ یہہ بھی واضح رہے کہ خدا نے ضروریات دین مین سے کسی امر کا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور غیر محصور ہے وہ کسی قانون کے اندر آ ہی نہین سکتا کیونکہ جو چیز اول سے آخر تک قواعدِ معلومہ مفہومہ کے سلسلہ کے اندر داخل ہو اور کوئی جُزء اُسکا اُس سلسلہ سے باہر نہ ہو اور نہ غیر معلوم اور نا مفہوم ہو تو وہ چیز محدود ہوتی ہے اب اگر خدا تعالی کی قُدرت کاملہ در بوبیت تامہ کو قوانینِ محدودہ محصورہ مین ہی منحصر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲ ہے اور جمیع دقایق البیات پر احاطہ کرکے ایسا کمال دکھلایا ہے جس سے انسانی قُوتین عاجز ہین لیکن وید کی نسبت کیا کہین اور کیا لکھین اور کیا تحریر مین لاوین جس مین بجائے حقایق و معارف کے طرح طرح کے گمراہ کرنے والے مضمون موجود ہین کروڑہا بندگان خدا کو مخلوق پرستی کی طرف کس نے جُھکایا ہم ویدنے آریون کو صدہا دیوتاؤن کا پرستار کس نے بنایا ہم ویدنے کیا اُسمین کوئی ایسی شُرتی بھی ہے جو کہ صاف صاف اور واشگاف طور پر مخلوق پرستی سے منع کرے اور سوچ چاند وغیرہ کی پرستش سے روکے اور اُن تمام شُرتیون کو جو مخلوق پرستی کی تعلیم پر مشتمل ہین محل اعتراض ٹھہراوے کوئی بھی نہین پھر وہ بلاغت جو حق اور حکمت کی روشنی دکھلانے پر منحصر ہے کیونکر اُسکو نصیب ہو سکتی ہے کیا ہم ایسے کلام کو بلیغ کہہ سکتے ہین جسکی نسبت دعوی تو یہہ کیا جاتا ہے کہ اُسکا مقصود اصلی شرک کا مٹانا اور توحید کا قایم کرنا ہے لیکن وہ گونگون کی طرح اُس دعوی کو بپایہ صداقت پہنچانے سے عاجز رہا ہے۔ ہر ایک عاقل جانتا ہے کہ وجوہ بلاغت مین سے نہایت ضروری ایک یہہ وجہ ہے کہ جس بات کا ظاہر کرنا اور کہولنا مقصود ہو اُسکو اُس طرح کہولکر بتلایا جاوے کہ طالبِ حق کی تسلّی کے لئے کافی ہو اور سب کو معلوم ہے کہ وہی شخص فصیح کہلاتا ہے جو کہ اپنے مطلب کو ایسے عمدہ طور پر ادا کرے کہ گویا اپنے مافی الضمیر کا نقشہ کھینچکر دکھلاوے اب اگر آریا صاحبون کا دعوی یہہ ہوتا کہ وید کا اصلی مطلب مخلوق پرستی کی تعلیم ہے تو شائد اُسکی نسبت گمان ہو سکتا کہ وہ بلاغت کے درجہ سے بکلّی ساقط نہین کیونکہ گو وید نے حقیقی بلاغت کے مذاق پر مخلوق پرستی پر کوئی دلیل بیان نہین کی اور اُسکو ثابت کرکے نہین دکھلایا مگر تاہم واضح کلام سے کہ بلاغت

اخفا نہین کیا اور دقائق عمیقہ و دقائق ہین جو ماسوا اصل اعتقاد کے بالائی امور ہین اور اُن نفوس کے لئے مقرر کئے گئے ہین جن مین صلاحیت اور استعداد تحصیل کمالاتِ فاضلہ کی پائی جاتی ہے اور جو لوگ ہر یک غبی اور بلید کی طرح اُس مسائل پر کفائیت کرنا نہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سمجھا جائے تو جس چیز کو غیر محدود تسلیم کیا گیا ہے اُسکا محدود ہونا لازم آجائیگا پس برہمو سماج والون کی یہی بہاری غلطی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی غیر متناہی قدرتون اور روبیتون کو اپنے تنگ اور منقبض تجارب کے دایرہ مین گھسیٹنا چاہتے ہین اور نہین سمجھتے کہ جو اُمور ایک قانون شخص مقرر کے نیچے آجائین اُنکا مفہوم محدود ہوجائیگا

بقیہ حاشیہ نمبر ۳ کی ایک جُزو ہے اپنا منشا دیوتاؤن کی پوجا کی نسبت کہو لکر بیان کر دیا اور اگنی اور وایو اور آندر وغیرہ کی تعریف مین صدہا منتر جنتر بنا ڈالی اور اُن چیزون سے گوئین اور گھوڑے اور بہت سامال ہی مانگا لیکن اگر یہہ دعویٰ کیا جائے کہ وید نے اپنی قوت بیانی اور کمال بلاغت سے توحید کے بیان کرنے مین زور لگایا ہے اور مُشرکین کے اوہام اور وساوس کو دلائیل واضحہ سے مٹایا ہے اور جو جو براہین اقامتِ توحید اور ازالۂ شرک کے لئے ضروری ہین وہ سب بیان کئے ہین اور وحدانیت الٰہی کو ثابت کرکے دکھلایا ہے اور آگ وغیرہ کی پرستش سے منع کیا ہے تو یہہ دعویٰ کسی طرح سرسبز نہین ہوسکتا کون اِس بات کو نہین جانتا کہ وید کے مضمون اسی کی طرف جھکے ہوئے ہین کہ تم آگ کی پرستش کرو اندر کے بھجن گاؤ سورج کے آگے ہاتھ جوڑو اب ظاہر ہے کہ جس حالت مین بقول تمہارے وید کا یہہ منشا تھا کہ توحید کو بیان کرے اور سورج چاند وغیرہ کی پرستش سے روکے اور مُشرکون کو توحید کے درجہ تک پہنچا دے اور بگڑے ہوئے لوگون کو اصلاح پر لاوے اور مخلوق پرستون کو خدا پرست بناوے اور اہل شرک کے تمام وساوس مٹا دے لیکن بجائے اُسکے کہ وہ اپنے اِس منشا کو پورا کرتا جا بجا اُسکے بیان سے مخلوق پرستی کی تعلیم جمتی گئی جس تعلیم نے کروڑون کی کشتی کو ڈبو یا لاکہون کو وادیٔ شرک و کُفر مین غرق کیا ایک جگہ بھی سونہہ کہو لکر وید نے بیان نہ کیا کہ مخلوق پرستی سے باز آجاؤ آگ وغیرہ کی پوجا مت کرو بجز خدا کے اور کسی چیز سے مراد مین مت مانگو خدا کو بے مثل و مانند سمجھو اِس صورت مین ہر یک عاقل آپ ہی انصاف کرے کہ کیا فصیح کلام کی یہی نشانیان ہوا کرتی ہین کہ مافی الضمیر کہہ ہے اور سونہہ سے کہیا اور ہی نکلتا جاتا ہے اِسقدر لغو بیانی تو مجانین اور مسلوب الحواسون کے کلام مین ہی نہین ہوتی وہ

چاہتے وہ بذریعہ اُن دقائق کے حکمت اور معرفت مین ترقی کرتے ہین اور حق الیقین کے اُس بلند مینار تک پہنچ جاتے ہین جو انسانی استعدادون کے لئے اقصیٰ مراتب سے ہے اور ظاہر ہے کہ اگر اسرار علیہ سارے کے سارے بدیہات ہی ہوتے تو پھر دانا اور نادان

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ لازم پڑا ہوا ہے اور جو ممکنات اور قدرتین ذات غیر محدود مین پائی جاتی ہین اُنکا غیر محدود ہونا واجب ہے۔ کیا کوئی دانا کہہ سکتا ہے کہ اُس ذات قادر مطلق کو اس اس طور پر بنانا یاد ہے اور اس سے زیادہ نہین کیا اُسکی غیر متناہی قدرتین انسانی قیاس کے پیمانہ سے وزن کیجاسکتی ہین یا اُسکی قادرانہ اور غیر متناہی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲ بھی اسقدر قوت بیانی رکھتے ہین کہ اپنا دلی منشا ظاہر کردیتے ہین جب پانی کی خواہش ہو آگ نہین مانگتے اور اگر روٹی کی طلب ہو تو پتھر نہین طلب کرتے مگر مین حیران ہون کہ وید کی بلاغت کس قسم کی بلاغت ہے جسکا منشا تو توحید تھا مگر برخلاف اسکے صدہا دیوتاؤن کا جھگڑا شروع کردیا جو کلام اپنا منشا ظاہر کرنے سے بھی عاجز ہے خدا نہ کرے کہ وہ فصیح و بلیغ ہو کلام بلیغ مین ایسی خرابی کب پڑسکتی ہے کہ جو امر اصل مقصود بالذات ہو وہی صفائی اور شائستگی سے بیان نہ ہوسکے بلاغت کی اول شرط یہی ہے کہ متکلم اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنے پر بخوبی قادر ہو اور جس امر کو ظاہر کرنا چاہئے ایسا صفائی سے ظاہر کرے کہ کوئی اشکال باقی نہ رہ جائے گونگون کی طرح مبہم اور بے سروپا بات نہ کہی ہان جس بات کو مخفی رکھنا اور بطور اسرار بیان کرنا مصلحت ہو اُسکو مخفی طور پر بیان کرنا ہی بلاغت ہے مگر توحید جس سے کُل معاملہ نجات کا وابستہ ہے ایسا امر نہین ہے جسکو مخفی رکھنا جائز ہو پس یہہ کہنا بھی درست نہین ہے کہ وید نے بالارادہ مضمون توحید کو چیستون اور پہیلیون کی طرح بیان کیا ہے اور دانستہ دھوکا دینے والی عبارتین درج کی ہین کیونکہ اس سے یہہ ماننا پڑیگا کہ وید نے عمداً چند ین کروڑ آدمیون کو ورطۂ ہلاکت مین ڈالنا چاہا اور جان بوجھکر ایسی عبارتین لکھی ہین جن کے پڑھنے سے مخلوق پرستی کی تعلیم پھیلتی ہے بلکہ اس صورت مین عام ہندؤن کی یہہ رائے درست ہوگی کہ وید کا دلی منشا یہی تھا کہ آریا قوم کو دیوتاؤن کا پوجاری بنادے اور اگر وید کا دلی ارادہ مخلوق پرستی کے برخلاف سمجھین تو پھر یہہ کہنا پڑیگا کہ اُسکو بات کرنے کا سلیقہ بالکل یاد نہین اور اُسمین یہہ لیاقت ہی نہین کہ اپنے منشا کو مخاطبین پر اچھی طرح ظاہر کرسکے تو اس صورت مین وید کا بلاغت کے مرتبہ سے ساقط ہونا ایسا

مین فرق کیا ہوتا اِس طور سے تو سارے علم ہی برباد ہو جاتے اور جو عُمدہ معیار استعدادون کی شناخت کے لئے ہے اور جس ذریعہ سے انسان کی قُوّت نظریہ بڑہتی ہے اور استکمال نفس ہوتا ہے وہ مفقود ہو جاتا اور جب وہ ذریعہ ہی مفقود ہو جاتا تو پہر انسان کن اُمور مین نظر

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ حکمتین تصرف فی العالم سے کسی وقت عاجز ہو سکتی ہین بلاشُبہ اُسکا پُر زور ہاتھہ ذرہ ذرہ پر قابض ہے اور کسی مخلوق کا قیام اور بقا اپنی مستحکم پیدائش کے موجب سے نہین بلکہ اُسی کے سہارے اور آسرے سے ہے اور اُسکی ربّانی طاقتون کے آگے بے شمار میدان قُدرتون کے پڑے ہین نہ اندرونی طور پر کسی گو

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۲

ظاہر ہے کہ حاجتِ بیان نہین ایسے کلام کسی عاقل کے نزدیک بلیغ و فصیح نہین کہلا سکتے جسکے الفاظ معانی پر دلالت نہین کرتے بلکہ برخلاف مراد اور مفاسد کی طرف کھینچتے ہین جس شرتی پر نظر ڈالکر دیکھو سیائے رہبری کے رہزنی کر رہی ہے یہہ خوب بلاغت ہے اور عجب فصاحت مانی الضمیر سمجھانے کا طریق بھی وتیرہ ہی پر ختم ہے یون تو کبھی صاحب کو شاید یقین نہ آوے مگر ہم بطور نمونہ رگوید مین سے جو کہ سب ویدون مین اعلیٰ اور افضل شمار کیا جاتا ہے کسیقدر ایسی شرتیان لکھتے ہین جنکی نسبت آریاؤن کا خیال ہے کہ اُن مین توحید کی تعلیم ہے اور پہر بعد اُسکے کسیقدر بطور نمونہ وہ آیات لکھینگے جو کہ قرآن شریف نے توحید کے بارے مین لکھی ہین تا ہر یک کو معلوم ہو کہ وید اور فرقان مین سے کس نے مسئلہ توحید کو صفائی و شائستگی و پُر زور بیان اور بلیغ تقریر مین بیان کیا ہے اور کس کا بیان سہل اور بے سر و پا اور طرح طرح کے شکوک و شُبہات مین ڈالتا ہے کیونکہ جیسا کہ ہم لکھہ چکے ہین بلاغت کے آزمانے کے لئے یہی سہل طریق ہے کہ جن دو کلامون کا موازنہ و مقابلہ منظور ہو اُنکی قُوّتِ بیان کو دیکھا جائے کہ کس مرتبہ تک ہے اور اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے کے لئے کیسی کیسی عمدہ شگافی و دقیقہ رسی اُنہون نے کی ہے اور کہانتک اپنے مدلّل و موجز بیان سے جہل کی تاریکی کو اُٹھانے کے لئے علم کی روشنی دکھلائی ہے اور وحدانیتِ الٰہی کی خوبیان اور شرک کی قباحتین ظاہر کی ہین لیکن اگر کسی کو یہہ شک ہو کہ شاید رگوید مین ایسی شُرتیان بہی ہونگی جو کہ بیان توحید مین قرآن شریف کا مقابلہ کر سکین تو اُسے اختیار ہے کہ وہی شُرتیان بید مذکور سے بیان کرے تا آریہ لوگ جو رگوید رگوید کرتے ہین سب ویدون سے پہلے اُسیکا فیصلہ ہو جائے اِس جگہ یہہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف کی بے نظیر بلاغت

اور فکر کرتا اور اگر وہ نظر اور فکر نہ کرتا تو ایک حد معلوم اور محدود پر اُسکو بھی مثل اور جانداروں کے ٹھہرنا پڑتا اور ترقیات غیر متناہی کی قابلیت نہ رکھتا پس اِس صورت مین جس سعادت کے لئے وہ پیدا کیا گیا تھا اُس سعادت سے محروم رہ جاتا سو جس خدا نے انسان کو نظر اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ انتہا ہے اور نہ بیرونی طور پر کوئی کنارہ ہے جس طرح یہہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ ایک مشتعل آگ کی تیزی فرو کرنے کے لئے خارج مین کوئی ایسے اسباب پیدا کرے جن سے اُس آگ کی تیزی جاتی رہی اسی طرح یہہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اُس آگ کی خاصیت احراق دور کرنیکے لئے اُسی کے وجود مین کوئی ایسے اسباب پیدا کر دے جن سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

اور اُسکے ہزارہا دقائق و حقائق جن کے مقابلہ پر انسانی قوتین ساقط و عاجز ہین اپنے موقعہ پر ذکر کئے جائینگے اِس جگہ صرف بعض آریون کے اصرار سے جو کہ بمقابلہ قرآن شریف وید کی بلاغت کا دعویٰ کرتے ہین کسقدر آیات قرآنی اِس غرض سے لکھی جاتی ہین تا کہ اُنکی زبان درازی کو ایسے آسان طور پر روکا جائے جس سے منصفین پر وید کا بالکل ہیچ اور ناچیز ہونا کھل جائے اور یہہ بات ظاہر ہو جائے کہ وید مین اِسقدر قوت بیانی ہی نہین کہ وہ اپنے مقاصد و مرادکو صفائی سے بیان کر سکے یہ جا بلکہ اُسکو قرآن شریف کی اعلیٰ بلاغتون کے ساتھہ دم مارنے کی طاقت ہو کیونکہ اِس موقعہ سے ہر یک منصف سمجھہ سکتا ہے کہ جو کتاب اپنے مطلب کو صفائی سے بھی بیان نہین کر سکتی اُسپر اور مراتب بلاغت و فصاحت کی توقع رکھنا کمال حماقت ہے اگر وید اِس سہل اور آسان طریق مین مقابلہ قرآن شریف کر سکیگا تو پھر شاید وہ اُن دقائق قرآنیہ مین بھی مقابلہ کر سکے جن مین قرآن شریف کا یہہ دعویٰ ہے کہ اُسکے مقابلہ سے دوسری تمام کتابین عاجز ہین لیکن اگر اسی جگہ آریا صاحب کا وید مُردہ کی طرح بیحس و حرکت رہ گیا اور ایک ذرہ سی بات مین بھی قرآن شریف کے سامنے دم نہ مار سکا تو پھر ایسے وید پر ناز کرکے یہہ خیال کرنا کہ وہ قرآن شریف کے اعلیٰ حقایق و دقایق کا مقابلہ کریگا کمال درجہ کی نادانی ہے اور اِس جگہ یہہ بھی ناظرین پر ظاہر کیا جاتا ہے کہ چونکہ محققین ہنود نے اُپنشدون کو وید کے اندر داخل نہین سمجھا اور نہ اپنے پرمیشر کا کلام اُنکو قرار دیا ہے بلکہ صاف صاف یہہ رائے ظاہر کی ہے کہ وہ بعض لوگون کے اپنے ہی خیالات ہین جیسا کہ پنڈت دیانند کی بھی یہی رائے ہے اور تمام نامی اور لائق فائق پنڈت اسی رائے پر متفق ہین اسلئے غیر ضروری معلوم ہوا کہ اُپنشدون کے مضامین کی تفتیش کیجائے

فکر کرنے کی قوتیں عنائت کیں ہیں اور اُسکو ایک کمال حاصل کرنے کی استعداد بخشی ہے اُسکی نسبت یہہ کیونکر بدگمان کیا جائے کہ وہ اپنی کتاب نازل کرکے انسان کو کسی کمال تک پہنچانا نہیں چاہتا بلکہ کمال سے روکتا ہے۔ کیا یہہ بات سچ نہیں ہے کہ خدا نے اپنے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ خاصیت احراق دور ہو جائے کیونکہ اُسکی غیر متناہی حکمتوں اور قدرتوں کے آگے کوئی بات اَن ہونی نہیں اور جب ہم اُسکی حکمتوں اور قدرتوں کو غیر متناہی مان چکے تو سہو یہہ بھی فرض ہے کہ ہم اِس بات کو بھی مان لیویں کہ اُسکی تمام حکمتوں اور قدرتوں پر ہمکو علم حاصل ہونا ممتنع اور محال ہے سو ہم اُسکی ناپیدا کنار حکمتوں اور قدرتوں

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ نمبر ۲

کیونکہ جب وہ عبارتیں وید میں داخل ہی نہیں ہیں بلکہ باقرار پنڈت دیانند اور دوسرے محققین کے وید کی تعلیم کے مطابق بھی نہیں ایک فضول اور بے تعلق حواشے ہیں کہ جو بعض ناسمجھ برہمنوں نے بیچ سے چڑھا دیئے ہیں تو اِس صورت میں گو پنڈتوں میں کیسی ہی غلطیاں کیوں نہ ہوں مگر اِس جگہ اُنکا بیان کرنا محض طول بلا طائل ہے ہاں خالص وید میں سے جسکو آریہ لوگ اپنے پرمیشر کا کلام درست و بیا نوں کا پُستک سمجھتے ہیں کسیقدر شُرتیاں بطور نمونہ بیان کرنا موزوں معلوم ہے سو ہم وید میں سے کئی ایک شرتیاں جنکی نسبت آریوں کا خیال ہے کہ توحید کی تعلیم دیتے ہیں ذیل میں لکھتے ہیں اور وہ یہہ ہیں۔

میں اگنی دیوتا کے جو ہوم کا بڑا گرو کارکن اور دیوتاؤں کو نذریں پہنچانے والا اور بڑا ثروت والا ہے مہما کرتا ہوں۔ ایسا ہو کہ اگنی جو کہ مہا زمانہ قدیم اور زمانہ حال کے رشی کرتے چلے آئے ہیں دیوتاؤں کو اِس طرف متوجہ کرے۔ اے اگنی جو کہ دو لکڑیوں کے باہم رگڑنے سے پیدا ہوئی ہے اِس پاک کٹے ہوئے گھاس پر دیوتاؤں کو لا تو ہماری جانب سے رکھا ہوا ہے اور تیری پرستش ہوتی ہے۔ اے اگنی آج ہماری خوشنودی کی لائقہ قربانی دیوتاؤں کو اُنکے کھانے کے واسطے پیش کر۔ اے اگنی وایو سورج وغیرہ دیوتاؤں کو ہماری نذر پیش کر۔ اے بے عیب اگنی تو منجملہ دیوتاؤں کے ایک ہوشیار دیوتا ہے تو اپنے والدین کے پاس رہتا ہے اور ہمیں اولاد عطا کرتا ہے تمام دولتوں کا تو ہی بخشنے والا ہے۔ اگنی کا مبارک نام لیکر پکار و جو کہ سب سے پہلا دیوتا ہے۔ اے اگنی سُرخ گھوڑوں کے سوامی ہمارے استت سے پرسن ہو تیتیس دیوتاؤں کو یہاں لا۔ اے اگنی جیسا کہ تو ہے لوگ اپنے گھروں میں تجھے محفوظ جگہ میں ہمیشہ روشن

کلام کو اسی لئے بھیجا ہے کہ تا انسانون کو ظلمات سے نور کی طرف نکالے پس اگر خدا کی کتاب ظلمتون سے نہین نکال سکتی بلکہ ارسطو اور افلاطون کی کتابین نکال سکتی ہین تو پھر کیا خدا کا یہہ فرمانا کہ ساری تاریکیون سے میری کتاب ہی نجات دیتی ہے بڑا دعویٰ ہی ہوا جب ایک

بقیہ حاشیہ بر۱۱ کے لئے کوئی قانون نہین بنا سکتے اور جس چیز کی حدود ہمین معلوم ہی نہین اُسکی پیمائش کرنے سے ہم عاجز ہین ہم بنی آدم کی دُنیا کا نہایت ہی تنگ اور چھوٹا سا دائرہ ہین اور پھر اُس دائرہ کا بھی پورا پورا ہمین علم حاصل نہین پس اِس صورت مین ہماری نہایت ہی کم ظرفی اور سفاہت ہے کہ ہم اِس اقل قلیل پیمانہ سے خدا یعنی اللہ کی غیر

بقیہ حاشیہ بر۱۲

کرتے ہین تو جو سب کی زندگانی کا باعث ہے ہمارے فایدہ کے لئے دولت والا ہوجا - اے عاقل اگنی تو نہایت ہے یعنے اپنے جسم کا آپ جلانیوالا ہے آج ہماری خوش ذایقہ قربانی دیوتاؤن کو اُنکے کھانے کے لئے پیش کر - اگنی دیوتا جو کہ ہمیشہ جوان رہتا ہے بڑا عاقل ہے اور یگ کرنیوالے کے گھر کا محافظ ہے اور نذرون کا لیجانیوالا ہے جسکا مونہہ دیوتاؤن تک نذرین پہنچانے کا وسیلہ ہے اور گھر کی آگ سے روشن ہوا ہے - لازوال اگنی اپنی خوراک کو اپنی لاٹ سے ملاکر اور اُسکو جلدی سے متناول کرکے خشک لکڑی پر چڑھ گئی ہے جلانے والے عنصر کا شعلہ چالاک گھوڑے کی مانند پھیلتا ہے اور بادل کی مانند بلند ہوکر گرجتا ہے - اے اگنی تیگ جسکو کوئی نہین روک سکتا اور جسکی تو ہر طرف سے رکشا کرنیوالا ہے دیوتاؤن کو پہنچتا ہے - اے اگنی جسقدر تیرے سے ہوسکے اپنی نذر دینے والے کو فایدہ پہنچا وہ یقینا تیرے ہی پاس اے اینگرا واپس آویگا - اگنی کے وسیلہ سے پوجاری کو ایسی آسودگی حاصل ہوتی ہے جو روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور جو شہرت کا ہمیشہ اور انسان کی نسل بڑھانیوالی ہے - اے اندر اے والیو یہہ ارگ تمہارے واسطے چھڑکا گیا ہے ہمارے واسطے کہا نا لیکر دہرآؤ - اے اندر جس کی استت سب کرتے ہین ایسا ہو کہ پہلنے والے سوم کا رس تیرے مین سرایت کرے اور تجھے فہم بڑھا حاصل کرنے کے لئے موافق ہو - جو کچھ عمدہ تعریفین اور دیوتاؤن کی ہوسکتی ہین اُن سب کا اندر بھی مستحق ہے - جو لوگ اندر کا دھیان کرتے ہین خواہ لڑائی مین یا حصول اولاد کے لئے اور عاقل جو فہم کے طالب ہین سب کی آرزو پوری ہوتی ہے - اندر کا شکم سوم کا رس کثرت سے پینے کے باعث سمندر کی مانند پھولتا ہے اور تالو

بات کی سچائی تجربہ اور قیاس سے بالکل کھل جائے تو اُسکے سامنے کس کی پیش جا سکتی ہے ہم نے جسقدر صداقتین کہ نہایت نازک اور اعلیٰ درجہ کی ہین قرآن شریف سے نکالکر اِس کتاب مین لکھی ہین اِسکا دیکھنا ہمارے اِس بیان کے لئے شاہد ناطق اور قول

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ محدود حکمتون اور قدرتون کو اپنے لگین غرض خدا تعالیٰ کی ربوبیت تامہ اور قدرت کاملہ کہ جو ذرہ ذرہ کے وجود اور بقا کے لئے ہر دم ہر لحظہ آبیاشی کر رہی ہے اور جس کے عمیق در عمیق تصرفات تعداد اور شمار سے باہر ہین اُس ربوبیت تامہ سے برتر سمجھ والے سمجھ ہین ما سوا اسکے برتر سمجھ سماج والے ربوبیت الٰہیہ کو جانتی

کی نمی کی مانند ہمیشہ نرم رہتا ہے اندر سب دیوتاؤن سے طاقت مین زیادہ ہے اور تمام دیوتاؤن پر اُسکو فوقیت حاصل ہے بڑے دیوتاؤن کو نشکار چھوٹے دیوتاؤن کو نشکار نوجوان دیوتاؤن کو نشکار بوڑھے دیوتاؤن کو نشکار ہے سب دیوتاؤن کی حتی المقدور پوجا کرتے ہین - اے اندر کو سیکارستی کے پوتر جلد آ اور محمد یشی کو بڑھا مالدار کردے - (تمام براہمنون کے شجرہ مین لکھا ہے کہ کوسیکا کا بیٹا دکھ اشتر تھا اور سیلاوید کا بھائی کار اسی وجہ بیان کرنے کو اندر کو سیکا کا پوتر ہوگیا یہ قصہ بیان کرنا ہے جو کہ وید کے تتمہ انوکرا میکا مین درج ہے کہ کوسیکا اشٹہ اتھا کے پوتر نے یہہ دل مین خواہش کرکے کہ اندر کی توجہ سے میرا بیٹا ہو تپ جپ اختیار کیا تھا جس تپ کی جلد مین خود اندر ہی نے اُس کے گھر جنم لے لیا اور آپ ہی اُسکا بیٹا بن گیا) اندر نے جس کی بہت انسان تعریف کرتے ہین متحرک ہواؤن کی ہمراہ وسیون اور سیون پر یعنے راکشون پر حملہ آور ہوکر اپنے بجر سے اُن کو قتل کیا سن بعد اُس نے اپنے گورے ہمراہیون پر کہیت تقسیم کردی اور سورج اور پانی کو رہا کیا (اِس جگہ گورے ہمراہیون سے مراد ویدکے ملازمات کی ہے پانی کے قطرے ہین اور مطلب اِس شرتی کا یہہ ہے کہ گرُوہ زہریہ کی ناثیر سے قطرات پانی جو شکل مین گورے گورے معلوم ہوتے ہین بادل سے مُترشح ہوکر کھیتون پر گر پڑے بعض کسی کہیت پر اور بعض کسی کہیت پر اور سب پانی بہہ گیا اور سورج نکل آیا فرنگستانی مُحققون نے یہہ معنے کئے ہین کہ اندر نے بزعم آریا لوگون کے آریا قوم پر جو بہ نسبت قدیم باشندون کے گورے رنگ کے تھے کہیت اُن قدیم لوگون کی تقسیم کردی مگر یہہ معنے درست نہین ہین وید کا سیاق سباق صریح اِنکے

فیصل ہے اور اُن سب دقائق حقائق قرآنیہ پر مطلع ہونے سے ہر یک شخص کو بشرطیکہ نرا اندھا نہو یہہ ماننا پڑیگا کہ صدہا حقائق اور معارف جو افلاطون اور ارسطو وغیرہ کے خواب میں بھی نہیں آئے تھے اِن سب پر قرآن شریف محیط ہے پس کیا اِس سے یہہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ خدا کا کلام

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ طور پر بھی تام اور کامل نہیں سمجھتے اور خدا تعالیٰ کو اس قدرت سے عاجز اور درماندہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اپنی ربوبیت تامہ کے تقاضا سے اپنا روشن اور لاریب فیہ کلام انسانوں کی ہدایت کے لئے نازل کرتا۔

اسی طرح وہ خدا تعالیٰ کی رحمانیت پر بھی کامل طور پر ایمان نہیں لاتے کیونکہ کامل رحمانیت یہہ ہے کہ جس

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

برخلاف ہے اے اندر تیرے ہی سبب سے خوراک کی ہر جگہ کثرت ہے اور وہ بآسانی دستیاب ہوسکتی ہے۔ اے بجر کے گہانے والے جراگاہوں کو سرسبز کردے اور بہت دولت عطا کر۔ ہم اندر کی طرف اُسکی شفقت اور دولت اور کامل طاقت حاصل کرنے کے لئے رجوع ہوتے ہیں کیونکہ وہ طاقتور اندر دولت بخش کر ہماری رکشا کرنے کے قابل ہے۔ اے **سورج** اور **چاند** ہمارے یگ کو کامیاب کرو اور ہماری قوت زیادہ کرو تم بہت آدمیوں کے فائدہ کے واسطے پیدا ہوئے ہو بہتوں کو تمہارا ہی آسرا ہے۔ **سورج** کے نکلنے پر ستارے معدوم رات کے چوروں کی مانند بھاگ جاتے ہیں ہم سورج دیوتا کے پاس جاتے ہیں جو **دیوتاؤں** کے درمیان نہایت عمدہ دیوتا ہے۔ اے **چاند** ہمیں تہمت سے بچا گناہ سے محفوظ رکھ ہماری توکل سے خوش ہوکر ہمارا دوست ہوجا ایسا ہو کہ تیری قوت زیادہ ہو اے چاند تو دولت کا بخشنے والا ہے اور مشکلوں سے نجات دینے والا ہمارے مکان پر دلیر بہادروں کی سی راہ آ۔ اے **چاند** اور **اگنی** تم مرتبہ میں برابر ہو ہماری تعریفوں کو آپس میں بانٹ لو کیونکہ تم ہمیشہ **دیوتاؤں** کے سردار ہی ہو۔ میں **جل دیوتا** کو جس میں ہمارے مویشی پانی پیتے ہیں بُلاتا ہوں دریا جو بہ رہے ہیں اُنکو نذریں چڑھانی چاہئیں۔ ایسا ہو کہ وہ جل جو سورج کے قریب ہیں اور وہ جو سورج کے شریک رہتے ہیں ہماری اِس بنتی پر مہربان ہوں۔ اے **دھرتی دیوتا** ایسا ہو کہ تو بہت وسیع ہوجائے تجھ پر کانٹے نہ رہیں اور تو ہمارے رہنے کی جگہ ہوجائے اور ہمیں بڑی خوشی دے۔ ایسا ہو کہ **درونا دیوتا** ہمارا خاص مہربان ہوجائے ایسا ہو کہ **متر ادیوتا** ہماری نگہبانی کرے ایسا ہو کہ یہہ دونوں مِلکر ہمیں نہایت دولتمند کردیں۔ اے **اندر** تو اور تیری بی بی **یگ** کے **دیوتاؤں**

جامع دقایق دینیہ ہے اور مین اِس بات کو مکرّر لکھتا ہون کہ خدا نے اِس طرز کے اختیار کرنے مین انسان پر کوئی مصیبت نہین ڈالی بلکہ اول اُسکو قوّتِ نظر یہ عنایت کی اور پھر نظر کرنے کا سامان بھی عطا فرمایا یہی عطیّات الٰہی ہین جن سے انسان کا ستارۂ اقبال چمکتا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ طرح خدا تعالیٰ نے ابدان کی تکمیل اور تربیت کے لئے تمام اسباب اپنے خاص دستِ قُدرت سے ظاہر فرمائے ہین اور اِس چند روزہ جسمانی آسائش کے لئے سورج اور چاند اور ہوا اور بادل وغیرہ صدہا چیزین اپنے ہاتھہ سے بنا دی ہین اسی طرح اُس نے روحانی تکمیل اور تربیت کے لئے اور اُس عالم کی آسائش

حاشیہ نمبر ۱۲

سے ہماری سفارش کرد۔ اے **اگنی دیوتاؤن** کو یہان لاؤ انکو مین جگہ بٹھاؤ اور اُنہین آراستہ کرو اور **تور تو دیوتا** کا ہم پیالہ ہو۔ اے **اگنی** سُرخ گھوڑون کے سوامی یعنے لال لالٹون والے ہم سے خوش ہو کر **تیتس دیوتاؤن** کو یہان لاؤ ہم **اگنی** کے جو مذہبی رسوم مین روشنی کیجاتی ہے پرستش کرتے ہین۔ عالم نے اے اگنی تجھے **دیوتاؤن** کا جانے والا کارکن پروہت بڑی دولت بخشنے والا جلد سُننے والا اور بہت مشہور یا کرکے اپنے لوگون مین رکھا ہے۔ **اگنی** ہوا سے بھڑک کر اور مشتعل ہو کر بڑی بڑی لکڑیون مین یا مسالی گھس جاتی ہے اے اگنی جب تو ساندڑہ کی طرح بن مین گھس جاتی ہے تب تو جس طرف جائے تیرا راستہ سیاہ ہوتا جاتا ہے یعنے لکڑیون کو جلا کر بھسم کرتی جاتی ہے اور سب چیزون کو جو آگے آتی ہین خواہ سائد ہون یا متحرک جلا دیتی ہے مین اگنی کی جوہر قسم کی دولت کا دینے والا ہے پوجا کرتا ہون **اگنی** جس مین ایسی روشنی ہے جو کہ اور کو حاصل نہین ہو سکتی وہ یُگ کے مکان مین سب کی زیبائش ہے جیسے گھر کے زیبائش عورت ہوتی ہے۔ **اگنی** جو بن مین پیدا ہوا ہے اور انسان کا دوست ہے اپنے پوجاری کی اِس طرح حفاظت کرتا ہے جیسے راجہ لئیق آدمی پر مہربانی کرتا ہے ایسا ہو کہ وہ ہمپر مہربان ہو۔ جب اے **اگنی دیوتا** تو خشک لکڑی کے رگڑنے سے پیدا ہوتی ہے تب تمام تیرے پوجاری پاک رسم ادا کرتے ہین ایسا ہو کہ وہ **اگنی** جو رنگ برنگ روشنی کی مالک ہے اِس اپنے پوجاری کی خواہشون کو غور سے سُنے۔ ہمیشہ اُنگلیان پیاری اگنی سے ایسی محبت کرتی ہین جیسی عورتین اپنے خاوندون سے کرتی ہین اے اگنی جب کہ پوجاری تجھے اپنے گھر مین روشن کرتا ہے اور تجھے بھوگ لگاتا ہے جس کی وہ ہر روز خواہش رکھتا ہے

ہے اور انسان اور حیوان مین امتیاز حاصل ہوتی ہے حیوانات کو خدا نے سوچنے کی طاقت نہین دی اور نہ اُنہون نے کچھہ سوچا پھر دیکھو کہ وہ ویسے کے ویسے رہے یا نہین اور یہہ وسواس کہ خدا نے اپنی کتاب اُمیون اور بدُون کے لئے بھیجے ہے اُنکی سمجھہ کے موافق

بقیہ حاشیہ بمبر ۱۱ کے لئے جسکی شقاوت اور سعادتِ ابدی اور دائمی ہے روحانی غذا لینے اپنا پاک اور روشن کلام دُنیا کے انجام کے لئے بھیجا ہو اور جس علم کی مستعد روحون کو ضرورت ہے وہ سب علم آپ عطا فرمایا ہو اور جن شکوک اور شبہات مین اُنکی ہلاکت ہے اِن سب شکوک سے آپ نجات بخشی ہو لیکن اِس کامل رحانیت کو بڑے سماج والے تسلیم

بقیہ حاشیہ بمبر ۲

تو اسے اگنی دو طرح سے زیادہ ہو کر اُسکی اوقات لبسری کے لوازم زیادہ کرتی ہے - ایسا ہو کہ قوتِ ہاضمہ کی اگنی جو خوراک سے تعلق رکھتی ہے بھگتون اور نامور پرو ہتون کی خدمت کرنیوالے کو بطور چشمہ حرارت پردی کے دیجاوے اور ایسا ہو کہ اگنی سے اُسکا مضبوط اور بے عیب اور جوان اور فہیم لڑکا پیدا ہو - ایسا ہو کہ اے اگنی تیرے دولتمند پوجاری بہت خوراک حاصل کرین ایسا ہو کہ وہ بڑا وان جو تیری تعریف کرتے ہین اور تجھے روشن کرتے ہین اُنکی عمر دراز ہو ایسا ہو کہ ہم لڑائیون مین اپنے دشمنون سے لوٹ حاصل کرین **جل** مین بوٹیان ہین اِس واسطے اے برہم چاری جل کی تعریف کرنے مین مستعد ہو - اے **جل** تمام بیماریون کے کھونے والی بوٹیون کو میرے بدن کے فایدہ کے واسطے پکا اندر کا ہتیارُ اُسکے مخالفون پر پڑا اپنے تیز اور عمدہ تیر سے اُس نے اُنکے شہر غارت کئے تب اندر اپنا بجّر لیکر ورتر کی جانب متوجہ ہوا اور اُسکو مار کر اپنی طبیعت خوش کی - اے جنگل کے مالک پسندیدہ صورت والو تم دونون ہمارا شیرین سوم کا رس دل پسند ارگون سمیت اندر کے واسطے طیار کرو سوم کے رس کا بقیہ کرجیون مین لاؤ اور اُسکو کشا کے پہتیون پر چرچو اور جو باقی بچا اُسکو گائے کی کھال پر رکھہ دو یعنے ہتھیلی پر جو کہ گائے کی کھال کا بنا ہوا ہوتا ہے - اے سوم کی رس کے پینے والے اندر گو ہم مستغنی نہ ہون پر تو ہمین ہزارہا عمدہ گوین اور گھوڑے دیکر مالا مال کر - اے خوبصورت اور طاقتور اندر خوراک کے مالک تیری شفقت ہمیشہ قایم رہتی ہے ہمین ہزارون عمدہ گھوڑے اور گوین دے ہر ایک کو جو ہمین گالی دیتا ہے غارت کر ہر ایک جو ہمین نقصان پہنچاتا ہے قتل کر اور ہمین ہزارون گھوڑے اور گوین دے اے اندر جو ہماری بہتری مین راضی ہوتا ہے ایسا کر کہ ہمین خوراک بافراط ملے اور مضبوط اور

چاہیئے) ٹھیک نہیں ہے اول تو اِسمیں یہہ جھوٹ ہے کہ وہ کلام نرا اُمیوں کی تعلیم کے لئے نازل ہوا ہے خدا نے تو آپ ہی فرما دیا ہے کہ تمام دُنیا اور مختلف طبایع کی اصلاح کے لئے یہہ کتاب نازل ہوئی ہے جیسے اُمی اِس کتاب مین مخاطب ہین ایسے ہی عیسائی اور یہودی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ نہین کرتے اور اُنکے زعم مین گو خدا نے انسان کے تکمیل پر کرنیکے لئے ہر یک طرح کی مدد کی اور کوئی دقیقہ تائید کا اُٹھا نہ رکھا مگر وہ مدد روحانی تربیت مین نہ کر سکا گویا خدا نے روحانی تربیت کے بارے مین جو اصلی اور حقیقی تربیت تھی دانستہ دریغ کیا اور اُسکے لئے ایسے زبردست اور قوی اور خاص اسباب پیدا نہ کئے جیسے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲ ہت دودھ پینے والی گوئین ہمارے ہاتھ آوین جنکے باعث سے ہم عیش وعشرت مین مشغول رہین - اے اندر اور اگنی مین جو دولت کا خواہشمند ہون تم دونون کو اپنے دل مین رشتہ دار اور قرابتی تصور کرتا ہون ادراک جو تم نے مجھے عطا کیا ہے کسی دوسرے نے کبھی نہین دیا اور اِس طرح بہرہ مند ہو کر مین نے یہہ منتر جس مین مین نے اپنی خوراک کی خواہش ظاہر کی ہے تمہاری ہی تعریف مین بنایا ہے - اے اندر اور اگنی نعمتون کے عطا کرنیوالو خواہ پاتال لوگ ہرت لوگ یا سرگ لوگ جہان کہین تم ہو وہان سے یہان آؤ اور ارگ پیو - اے اندر اور اگنی نعمتون کے عطا کرنیوالو خواہ سرگ لوگ پاتال لوگ یا مرت لوگ جہان کہین تم ہو وہان سے یہان آؤ اور کچلا ہوا ارگ پیو - اے اندر اور اگنی بجر گہانے والو شہرون کی غارت کرنیوالو ہمین دولت عطا کرو لڑائیون مین ہماری مدد کرو ایسا ہو کہ **متر ادیوتا - ورن دیوتا ادتی دیوی - سمندر دیوتا دھرتی دیوی آسمان دیوتا** یہہ سب ملکر ہماری اِس دعا پر متوجہ ہون - اے انسانون پر مہربانی کرنے والے اندر تو ہی مخلوق ہی ہے پیدائش کے وقت سے آجتک کوئی تیرا نظیر نہین ہوا تو تینون لوگ اور تینون کرہ آتش اور تمام اِس عالم کا جو مخلوقات سے پُر ہے سہارا دینے والا ہے - اے اندر جو سب **دیوتاؤن** مین اول درجہ کا دیوتا ہے ہم تجھے بُلاتے ہین تو نے لڑائیون مین فتوحات حاصل کی ہین ایسا ہو کہ اندر جو کہ کارساز تُند اور تمام مانع چیزون کا جڑہ سے اُکھاڑنے والا ہے ہمارے رتبہ کو لڑائیون مین سب سے آگے رکھے - تو اے اندر فتح کرتا ہے لیکن لوٹ کو نہین روکتا چھوٹی چھوٹی لڑائیون مین اور بڑی سخت لڑائیون مین ہم تجھے اے خونخوار سیگو اہن اپنی حفاظت کے لئے تیز کرتے ہین - ایسا ہو کہ

اور مجوسی اور صابئین اور لامذہب اور دہریہ وغیرہ تمام فرقے مخاطب ہین اور سب کے خیالات فاسدہ کا اُسمین ردّ موجود ہے اور سب کو سنایا گیا ہے قل یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الجزو نمبر پر جبکہ ثابت ہے کہ قرآن شریف کو تمام دنیا کے طبائع سے کام پڑا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اُسنے بدنی تربیت کے لئے پیدا کئے بلکہ انسان کو صرف اُسی کی عقل ناقص کے ہاتھہ مین چھوڑ دیا اور کوئی ایسا کامل نور اپنی طرف سے اُسکی عقل کی امداد کے لئے پیدا نہ کیا جس سے عقل کی پُر غبار آنکھہ روشن ہوکر سیدھا راستہ اختیار کرتی اور سہو اور غلطی کے مُہلک خطرات سے بچ جاتی - اسی طرح برہمو سماج والے خدا تعالیٰ

اندر ہمارا ساتھی ہو اور ایسا ہو کہ ہم سیدہے راستہ سے خوراک کثیر حاصل کرین اور ایسا ہو کہ **متر ادیوتا**- **ورن دیوتا ادتی دیوی سمندر دیوتا دھرتی دیوی اکاش دیوتا** ہمارے واسطے خوراک کی حفاظت کرین ہم سوم کا ارگ اُسکو جو بہت سی مہمات کا سر کرنیوالا سب دیوتاؤن سے اچھا دیوتا نعمتونکا عطا کرنیوالا سچی طاقت والا بہادر اندر ہے جو دولت کا لحاظ کرتا ہے اور اُس شخص سے دولت چھین لیتا ہو جو نیک نہین کرتا جیسے رہزن مسافر سے چھین لیتا ہے اور اُسے نیک کرنیوالے کو دیتا ہے چُھڑاتے ہین ہے اندر تیری سب تعریف کرتے ہین ایسی کہ پاکر کہ اور لوگون سے ہمین نقصان نہ پہنچے توُ بڑا طاقت والا ہے زیادتی و تعدی سے ہمین محفوظ رکھہ اے انسانون تمہاری ہر روزہ زندگی کا باعث وہ اندر ہے جو صبح کی کرنون کے ساتھہ بیعقل کو عقل دیتا ہے اور بے شکل کو شکل عطا کرتا ہے- تونے اسے اندر بہراہی **مروت** دیوتا یعنے ہوا جو ہر چیز کو اُڑا لیجاتی ہے اور دشوار گذار مقامون مین پہنچ سکتی ہے گو ونکا کہوج لگایا جو غار مین چورون نے چھپا رکھی ہین ایسا ہو کہ اے **مروت** دیوتا تم دلیر اندر کے ہمراہ دونون خوشی مناتے ہوئے اور کیسان شان و شوکت کے ساتھہ نمودار ہو- اے **اجیت اندر** ایسی لڑائیون مین ہماری حفاظت کر جہان سے بہت لوٹ ہمارے ہاتھہ آوے- ہم اندر کو جو ہمارے دشمنون کے مقابلہ مین بجز کو گہاتا ہے اور جو ہمارا مددگار ہے بہت فارغ البالی اور بے شمار دولت حاصل کرنیکے لئے بلاتے ہین- اے مینہہ کے برسانے والے تمام خواہشون کے پورا کرنے والے اِس بادل کو کھولدے تو ہمیشہ ہماری دعوات قبول کرتا رہا ہے - مینہہ کے برسانے والا طاقتور مالک اندر ہمیشہ درخواستین قبول کرنیوالا انسانون کو

تو تم خود ہی سوچو کہ اِس صورت مین لازم تھا یا نہین کہ وہ ہر یک طور کی طبیعت پر اپنی عظمت اور حقانیّت کو ظاہر کرتا اور ہر یک طور کے شُبہات کو مٹاتا ماسوا اِسکے اگرچہ اِس کلام مین اُمّی بھی مخاطب ہین مگر یہہ تو نہین کہ خدا اُمیّون کو اُمّی ہی رکھنا چاہتا تھا بلکہ وہ یہہ چاہتا تھا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کی رحمیت پر بھی کامل طور پر ایمان نہین رکھتے کیونکہ کامل رحمیت یہہ ہے کہ خدا یتعالیٰ مستعد دلون کو اُنکی فطرتی جوشون کے مطابق اور اُنکے پُرجوش اخلاص کے اندازہ پر اور اُنکے صدق سے بھری ہوئی کوششون کے مقدار پر معارف صافیہ غیر محجوبہ سے اُنکو مطیب کرے اور جسقدر وہ اپنے دلون کو کھولین اُسیقدر اُنکے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۰

اپنی طاقت عطا کرتا ہے جیسی سانڈہ گودنکی ریوڑ کی حفاظت کرتا ہے۔ ہم اے اندر جو کہ ہر جگہ انسانون مین موجود ہے تجھے بُلاتے ہین ایسا ہو کہ تو صرف ہمارا ہی ہو جائے۔ اے اندر تیری حمائت کا ہمارے پاس ایک ذاتی بھنڈار ہے جسکے وسیلہ سے ہم اپنے مخالفون پر ظفریاب ہو سکتے ہین۔ اندر دیوتا بڑا طاقت والا اور عالی رتبہ ہے ایسا ہو کہ قدر و منزلت ہمیشہ بجلی بردار کے قبضہ مین رہے اُسکی جرار فوجین آسمان کی مانند ہمیشہ عظیم ہون۔ حقیقت مین اندر کے گانے کے لائق یا پڑھنے کے لائق تعریف بار بار کرنی چاہئے تاکہ وہ سوما کا رس پیوے۔ اے اندر دیوتا یہان آؤ اور اقسام اقسام کے اناجون سے اور کھانون سے سیر ہو کر اور قوت حاصل کر کر اپنے دشمنون پر ظفریاب ہو۔ اے اندر نعمتون کے بخشنے والے اور اپنے پوجاریون کی دعا کرنیوالے مین نے تیری تعریف کی ہے جو تجھ تک پہنچ گئی ہے اور جسکو تو نے منظور کیا ہے۔ اے متول اندر اِس رسم مین ہمین دولت حاصل کرنیکے لئے دلیر کر کیونکہ ہم مختتی اور مشہور ہین۔ اے اندر ہمین بے اندازہ بے شمار اور لازوال دولت بخش جو مویشی اور خوراک اور نوکانی کا چشمہ ہے۔ اے اندر ہمین نامور کرنوالی دولت دے جو ہزارون طریقون سے حاصل ہو اور وہ کہانیکی چیزین جو کہیتون سے جھگڑون مین آتی ہین عطا کر۔ ہم اندر کو اپنے مال کی حفاظت کے واسطے مدح کر کر بُلاتے ہین ایسا اندر جو دولت کا مالک ہے اور جسکی لوگ تعریف کرتے ہین اور جو یگ کرنے کی جگہ آمد و رفت رکھتا ہے۔ اے ستاکرتو اندر شام و صبح کے پڑھنے والے تیری استت کرتے ہین رگوید کے پڑھنے والے تیری تعریف کرتے ہین جو کہ تعریف کے لائق ہے اور پرمیشر تجھے بانس کی مانند بلند کرتے ہین۔ اندر نعمتین بخشنے والا اپنے پوجاری کے مطلب سے واقف ہے جس نے

کہ جو طاقتین انسانیت اور عقل کی اُنکی فطرت مین موجود ہین وہ مکمن قوت سے حیز فعل مین آجائین اگر نادان کو ہمیشہ کے لئے نادان ہی رکھنا ہے تو پھر تعلیم کا کیا فائدہ ہوا خدا نے تو علم اور حکمت کی طرف آپ ہی رغبت دیدی ہے دیکھو اِس آیت مین علم اور حکمت کی کیسی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ لئے آسمانی دروازے کہولے جائین اور جسقدر اُنکی پیاس بڑہتی جائے اُسیقدر اُنکو پانی بھی دیا جائے یہانتک کہ وہ حق الیقین کے شربت خوشگوار سے سیراب ہوجائین اور شک اور شُبہ کی موت سے بکلی نجات حاصل ہو لیکن برہمو سماج والے اِس صداقت سے انکاری ہین اور بقول اُنکے انسان کچھ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲ پہاڑ کی چوٹیون پر سوم کا پودہ لاکر بہت پرستش کی ہے اِس واسطے اندر **مروت** کی فوج کے سہراہ آتا ہے اے سوم کی رس پینے والے **اندر** اپنے بڑے ایال والے مضبوط اور خوبصورت گھوڑون کو جوت کر ہماری تعریفین سُننے کے لئے یہان آ - اے **باسو دیوتا** ہماری اِس پوجا مین آکر شامل ہو ہماری منتر اور تعریف اور دعاؤن کو قبول کر ہمارے یگ پر مہربان ہو اور بہت خوراک دے - منتر جو کہ ترقی کا باعث ہے **اندر** کی مہا مین بار بار پڑہنا چاہئے جو کہ بہت سے دشمنون کو برانگیزہ کرنیوالا ہے تاکہ یہہ طاقت ور دیوتا ہم اور ہماری اولاد اور ہمارے دوستون سے شفقت سے بولے - ہم اندر کی طرف اُسکی شفقت اور دولت اور کامل طاقت حاصل کرنیکے لئے رجوع ہوتے ہین کیونکہ وہ طاقتور اندر دولت بخش کر ہماری رکشا کرنے کے قابل ہے - اے **اندر** جب کہ تو اپنے دشمنون کو غارت کرتا ہے اُسوقت آسمان اور زمین تجھے سہارا نہین دے سکتے جنہہ برسانا تیرے اختیار مین ہے ہمین بڑی فیاضی سے کامین عطا کر - اے تعریف کے مستحق **اندر** ایسا ہو کہ ہم ہمیشہ تیری تعریف کرتے رہین ایسا ہو کہ اِس تعریف سے اے بڑی عمر والے تیری قوت زیادہ ہو اور ایسا ہو کہ یہہ ہماری تعریف تجھے پسند آوے تاکہ ہمین خوشی حاصل ہو - ہم **اگنی** کو جو دیوتاؤن کا پیغمبر اور اُنکے بلانے والا اور بہت ثروت والا اور اِس یگ کا سمپورن کرنے والا ہی منتخب کرتے ہین - اے روشن **اگنی** ہم نے تجھے کبھی کا ہوم کرکے بُلایا ہے ہمارے دشمنون کو جلا دے جنکے محافظ ناپاک ارواح ہین - اُس اگنی کے یگ مین تعریف کرو کہ جو بڑا لغا قل صادق اور روشن ہے اور ہماری کا کہنے والا ہے - اے روشن **اگنی** دیوتاؤن کے پیغمبر اُس نذرین پیش کرنے والے کی حفاظت

تاکید ہے یوتی الحکمۃ من یشآء ومن یؤتی الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا یعنے خدا جسکو چاہتا ہے حکمت عنایت کرتا ہے اور جسکو حکمت دی گئی اُسکو بہت سامال دیا گیا اور پھر فرمایا ہے ویعلمکم الکتاب والحکمۃ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون الجزو سمبر یعنے رسولؐ تمکو کتاب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ایسا بدقسمت ہے کہ گویا ہی دلبر حقیقی کے وصال کے لئے تڑپا کرے اور گو اُسکی آنکھوں سے دریا بہ نکلے اور گو اُس یار عزیز کے لئے خاک مین ملجائے مگر وہ ہرگز نہ ملے - اور اُنکے نزدیک وہ شخص ایسا سخت دل ہے کہ جسکو اپنے طالبون پر رحم ہی نہین اور اپنے خاص نشانون سے ڈھونڈھنے والون کو تسلی نہین بخشتا اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۰ کر جو کہ تیری پوجا کرتا ہے - اے صاف کرنیوالے اُس شخص پر مہربان ہو جو دیوتاؤن کے خوش کرنے کے واسطے اگنی کی خدمت مین حاضر ہوتا ہے - اے روشن اور صاف کرنیوالے اگنی ہمارے یگ اور ہمارے بھوگ مین دیوتاؤن کو لاہم نے تیری تعریف وہ منتر پڑھ کر کی ہے جو سب سے آخر تصنیف ہوا ہے ہمین خوراک عطا کر اور دولت جو اولاد کا حصہ ہے عنایت فرما - اے اگنی دیوتا ہمارا بھوگ دیوتاؤن کو پہنچا اور ایسا ہو کہ نذرین دینے والے کو یعنے اگنی کو اُسکے عوض مین علم نصیب ہوا - اے اگنی معہ تمام دیوتاؤن کے سوم کارس پینے کو ہماری پوجا مین آ اور نذر پیش کر - اے دانا اگنی کانوا یعنے رشی لوگ تجھے بلاتے ہین اور تیرے گن گاتے ہین اے اگنی معہ دیوتاؤن کے آ - اے اگنی نیک کامون کے ترقی دینے والون کو یعنے دیوتاؤن کو جنکی ہم پوجا کرتے ہین اس نذر مین معہ اُنکی بیویون کے شریک کر - اے روشن زبان والے اُنہین سوم کارس پینے کو دے - اُن دیوتاؤن کو جنکی ہم پرستش اور تعریف کرتے ہین سوم کارس ارگ چرچن کے وقت پلا - اے اگنی دیوتا اپنی جالاک اور طاقتور گھوڑیان جنکو بنام رودت نامزد کرتے ہین اپنی رتھ مین جوت اور اُنکے وسیلے سے یہان دیوتاؤن کو لا - اے اگنی انعام کے دینے والے اور تو دیوتا کے ساتھ یگ مین حصہ لینے والے گھر کی آگ ہوکر پوجاری کی خاطر دیوتاؤن کی پرستش کر - تجھے اے اگنی سوم کارس پینے کو شوق سے بلایا ہے مروت کو ساتھ لیکر آ - نہ کسی دیوتا کو اور نہ انسان کو اُس یگ مین کچھ اختیار حاصل ہے جو کہ تیرے وسیلے اے طاقت والے حاصل ہوا ہے اگنی مروت کو ساتھ لیکر آ - اے اگنی دیوتاؤن کی خوبصورت رانیون کو اور نوشستری کو سوم کارس پینے

اور حکمت اور وہ تمام حقائق اور معارف سکھاتا ہے جنکا خود بخود معلوم کر لینا تمہارے لئے ممکن نہ تھا اور پھر فرمایا ہے انما یخشی من عبادہ العلماء الجزو نمبر یعنے خدا سے وہی لوگ ڈرتے ہین جو اہلِ علم ہین اور پھر فرماتا ہے قل رب زدنی علما ط الجزو نمبر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اپنے دبرانہ تجلیات سے دردمندون کا کچھہ علاج نہین کرتا بلکہ اُنکو اُنہین کے خیالات مین آوارہ چھوڑتا ہے اور اِس سے زیادہ اُنکو کچھہ بھی معرفت عطا نہین کرتا کہ صرف اپنی انکھین دوڑایا کرین اور اُنہین انکھون مین ہی ساری عمر کھوہ کر اپنی ظلمانی حالت مین ہی مرجائین مگر کیا یہہ سچ ہے کہ خداوند کریم ایسا ہی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

کے واسطے بیان لا - اے اگنی ہمارے اِس ہوگ کی اور اِن نئے ستوتروں کے دیوتاؤن کو خبر کر - اے اگنی توسب سے پہلے انگیرا رشی تہا تو دیوتا اور دیوتا دن کا مددگار دوست تہا تیرے ہی یگ مین عاقل فہیم اور روشن ہمتا - والی مروت پیدا ہوئی تہی - اے اگنی تو جو سب سے پہلا اور سب انگیراون کا سردار ہے دیوتاؤن کی پوجا کو تیرے ہی باعث سے برکت حاصل ہوتی ہے تو دانا ہے رنگ برنگ رنگون والا ہے تمام دُنیا کے فایدے کے واسطے ہی فہیم ہے وہ دیوتا یون کی اولاد ہے اور انسان کے فایدہ کے واسطے انک روپ دھارن کر رکھے ہین - اے سوا پر نوقیت رکھنے والے اگنی اپنے پوجاری کو درشن دے تاکہ اُسکو معلوم ہو کہ میری پوجا قبول ہوئی تیرے پل سے اکاش اور دہرتی لرزان ہے تو نے اُس پوجہہ کو اٹھایا ہے جس کے لئے پروہت مقرر کیا گیا تہا تو نے بزرگ دیوتاؤن کی پرستش کی ہے - تو اے اگنی خواہشون کی پورا کرنے والی ہے اپنے پوجاریون کی دولت کی زیادہ کرنے والی ہے - اے اگنی دولت کی خاطر ہم تیری پوجا کرتے ہین اِس ہوم کے کرنے والے کا نام کردے ایسا ہو کہ تیری کرپا سے جو ہماری اولاد ہو تو پھر ہم پھر رسم ادا کرین دہرتی اکاش اور تمام دیوتاؤن سمیت ہمین بچا - اے اگنی اِس ہماری غلطی کو اور اِس طریق کو جسمین ہم گمراہ ہوگئے معاف کر تیری تعریف کرنی چاہئے کیونکہ تو اُن لوگون کی جو تجھہ کو ترے لائق ارگ دیتے ہین حفاظت کرنیوالی ہے - اے پاک اگنی جو ہوگ لینے ہر طرف جاتی ہے یگ کے کمرہ مین جو تیرے روبرو ہے جا جیسے پہلے زمانہ مین منش انگیرا اور تباتی یعنے راجگان سلف جاتے تہے اور دیوتاؤن کو بہان لاتے اور اُنہین پاک کشا پر بٹہاتے اور اُن مین ایسا بلدان پیش کر جس سے وہ مشکور ہوتے

دُعا کر کہ خدایا مجھے مراتبِ علیہ مین ترقی بخش اور پھر فرماتا ہے من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی و اضل سبیلا الجزو نمبر یعنے جو شخص اِس جہان مین اندھا رہا اور علمِ الٰہی مین بصیرت پیدا نہ کی وہ اُس دوسرے جہان مین بھی اندھا ہی ہوگا بلکہ اندھون سے

بقیہ حاشیہ بر ۱۱ سخت دل ہے یا ایسا ہی بے رحم اور بخیل ہے یا ایسا ہی کمزور اور ناتوان ہے کہ ڈھونڈھنے والون کو سزا دیکر اور حیران چھوڑتا ہے اور کھٹکھٹانے والون پر اپنا دروازہ بند رکھتا ہے اور جو صدق سے اُسکی طرف دوڑتے ہین اُنکی کمزوری پر رحم نہین کرتا اور اُنکا ہاتھ نہین پکڑتا اور اُن سچے طالبون کو گڑھے مین گرنے دیتا ہے

بقیہ حاشیہ بر ۱۲ اے اگنی تو ہماری اِس منتر سے جو ہم اپنی لیاقت اور آگاہی کے موافق پڑھتے ہین ترقی پا - اور ہمسین دولتمند کر اور ہمین نیک سمجھ دے اور بہت خوراک دے ہم منتر پڑھکر طاقتور اگنی کو جسکے اور رشی بھی تعریف کرتے ہین بہت آدمیون کے فایدہ کے واسطے جو دیوتاؤن کے پرستار ہین مناتے ہین - آدمی اُس اگنی کی طرف رجوع لاتے ہین جو مل کے زیادہ کرنیوالی ہے ہم اے اگنی تذرین چڑھا کر تیری پوجا کرتے ہین اے بہت خوراک دینے والے ہمپر آج مہربان ہو - اے اگنی تو خوشی کی دینے والی دیوتاؤن کے بُلانے والی اور اُنکے پیغمبر اور انسان کی محافظ ہے وہ نیک اور دیرپا کام جو دیوتا کرتے ہین سب تیرے مین جمع ہین - اے نوجوان اور نیک فال اگنی جو کچھ کہ ہم تجھ کو پیش کرین تو ہمپر مہربان ہو کر یا تو اب یا کسی اور وقت طاقت ور دیوتاؤن کے پاس لیجا - اے اگنی اِس طور پر تیرا پوجاری تیری پوجا کرتا ہے اور تو اپنی روشنی سے آپ روشن ہے آدمی مجدد سات کاروبار کرنیوالے پروہتون کی ہوم کر کر اُس اگنی کو جو اُنکے دشمنون پر فتیاب ہے روشن کرتے ہین - اے اگنی جو کہ فنا کرنے والی ہے تو نے اور دوسرے دیوتاؤن نے بلکہ ورترا کو قتل کیا ہے دیوتاؤن نے دہرتی اور سُرگ اور اکاس کو مخلوقات کے واسطے فراخ رہنے کی جگہ بنایا ہے ایسا ہو کہ دولت والا اگنی بروقت ضرورت کے کانوا پر اِس طرح مہربان ہو جیسا کہ لڑائی مین گھوڑا مویشی کے واسطے ہن ہناتا ہے - اُس اگنی کی کرنین جسکو کانوا نے سورج سے زیادہ روشن کر دیا ہے سرافرازی سے چمکتے ہین ہم اُسکی تعریفین کرتے ہین ہم اُسکو بلند کرتے ہین اے اگنی خوراک کے بخشنے والی ہمارے خزانے پُر کر دے کیونکہ دیوتاؤن کی دوستی تیرے ذریعہ سے

بدتر ہوگا اور پھر یہہ دُعا سکھاتا ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم الجزو ۱ سمبر ۱ یعنے اے باریتعالیٰ ہمپر وہ صراط مستقیم ظاہر کر جو تونے اُن تمام اہلِ کمال لوگون پر ظاہر کیا جن پر تیرا فضل اور کرم تھا چونکہ اہل کمال لوگون کا صراط مستقیم

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور خود لُطف فرما کر چند قدم آگے نہیں آتا اور اپنے جلوۂ خاص سے مُشکلات کے لمبے قصہ کو کوتاہ نہین کرتا سبحانہٗ وتعالیٰ عما یصفون اسی طرح برہمو سماج والے خدا یتعالیٰ کے مالک یوم الدین ہونے سے بھی بے خبر ہین کیونکہ یوم الجزا کے مالک ہونے کی حقیقت یہہ ہے کہ خدا یتعالیٰ کی ملکیت تامہ کہ جو تجلیات عظمیٰ پر موقوف ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰۳ حاصل ہوسکتی ہے تو طرح طرح کی خوراکون کی مالک ہے ہمین خوش کر کیونکہ تو بزرگ ہے۔ اے اگنی ہماری حفاظت کے لئے سوچ دیوتا کی مانند ہو سیدہی کھڑی ہو جا تو خوراک کی دینے والی ہے جسکے کارن ہم تجھے ہر ہم چڑھا کر بُلاتے ہین اور پروہت تجھے نذرین چڑھاتے ہین ۱۲ اے جوان اور چمکدار اگنی ہمین ناپاک روحون سے اور کینہ ور آدمی سے جو بخشش نہین کرتا اور موذی جانورون سے اور اُن لوگون سے جو ہمارے مارنے کی فکر مین ہین بچا۔ اے اگنی تجھی منو نے انسان کی بہت سی نسلون پر روشنی کرنے کے لئے روکا تھا تو جو یگ کے لئے پیدا ہوئی ہے اور چڑھاوے سے سیر ہوتی ہے تو جسکو سب آدمی نمشکار کرتے ہین روشن ہوگئی ہے۔ اگنی کے شعلے روشن طاقتور اور خوفناک ہین اُنکا اعتماد نہ کرنا چاہئے وہ طاقت ور ناپاک روحون کو اور دیگر ہمارے مخالفون کو ہمیشہ ضرور بالکل جلا دینے ہین۔ اے اگنی جو امیر ہے اور جو کہ تمام مخلوقات کی فریاد رسی کرنے والی ہے صبح سے نذرین دینے والے کے پاس بہت قسم کی دولت معہ عمدہ گھر کے لا آج یہان دیوتاؤن کو اُٹھتے ہی لا۔ آج ہم اگنی کو جو پیغمبر مکانون کے دینے والی ہر دل عزیز دھوئین کے جھنڈے عالی روشنی بخشنے والی اور علی الصباح جو پوجا جاری ہو جاکرتا ہے اُسکی حفاظت کرنے والی ہے منتخب کرتے ہین۔ مین اگنی کے جو سب دیوتاؤن سے بہتر اور کم عمر کا دیوتا ہے انسان کا مہمان ہے جسکو سب بُلاتے ہین اور جو جڑھاوا چڑھانے والے کا رفیق ہے سب مخلوقات کو جانتا ہے پرات کال مہما کرتا ہون تاکہ وہ اور دیوتاؤن کو لیتے جائے۔ اے یگ کرنیوالی اور سُربگیانی اگنی سب آدمی تجھے روشن کرتے ہین بہت لوگ بُلاتے ہین عاقل دیوتاؤن کو جلدی سے یہان لا۔

یہی ہے کہ وہ علیٰ وجہ البصیرت حقائق کو معلوم کرتے ہین نہ اندہون کی طرح پس اس دُعا کا ماحصل تو یہی ہوا کہ خداوندا وہ تمام علوم حقہ اور معارفِ صحیحہ اور اسرارِ عمیقہ اور حقایقِ دقیقہ جو دُنیا کے تمام اہلِ کمال لوگون کو متفرق طور پر وقتاً فوقتاً تو عنایت کرتا رہا ہے اب وہ سب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ظہور مین آکر پر اُس ملکیتِ تامہ کی شان کے موافق پوری پوری جزا بندون کو دیجاے یعنے اول اُس مالک حقیقی کی ملکیت تامہ کا ثبوت ایسے کامل الظہور مرتبہ پر ہوجائے کہ تمام اسباب معتادہ بکلی درمیان سے اُٹھ جائین اور زید و عمر کا دخل و تسلط نہ رہے اور مالک واحد قہار کا وجود عریان طور پر نظر آوے اور جب یہ صورتِ کاملہ اپنا جلوہ دکھا چکی تو پھر جزا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

تو اے اگنی انسانون کے گیون کی حفاظت کرنیوالی ہے اور دیوتاؤن کی پیغمبر ہے آج یہان دیوتاؤن کو جو صبح اُٹھتے ہین اور سورج کا دہیان کرتے ہین لا - اے اسونون دیوتاؤ تم صبح کے یگ کے واسطے جاگو ایسا ہو کہ وہ دونو دیوتا سوم کا رس پینے کے لئے یہان آوین - ہم دونو اسونون کو جو دونو دیوتا ہین اور نہایت اچھے رتھ بان ہین اور ایک عمدہ گاڑی مین سوار ہوتے ہین اور سُرگ تک پہنچتے ہین بُلاتے ہین - اے اسونون دیوتاؤ اپنی جاپک سے جو کہ تمہارے گھوڑون کی جہاگون سے تر ہے اور اُسکی ٹپٹپاہٹ کی بڑی آواز ہوتی ہے سوم کے ارگ کو بلادو - اے اسونون دیوتاؤ ارگ چرخی والے کے رہنے کی جگہ جہان تم اپنی رتھ مین سوار ہوکر جاتے ہو تم سے دور نہین ہے - مین سونے کے ہاتھ والے سورج کو اپنی حفاظت کے لئے بُلاتا ہون وہ پوجاریون کا درجہ مقرر کرتا ہے - سورج کی جو پانی کا مددگار نہین ہے ہماری حفاظت کے لئے تعریف کرو ہم اُسکی پوجا کرنے کے لئے آرزو رکھتے ہین - دوستو بیٹھ جاؤ درحقیقت ہم سورج کی تعریف کرینگے کیونکہ وہ درحقیقت دولت کا بخشنے والا ہے غافل ہمشیہ سورج سے اُس بڑے درجہ کا دہیان کرتے ہین جب سے آنکھ آسمان کی سیر کرتی ہے - دانا آدمی جو کہ ہوشیار رہتے ہین اور تعریف کرنے مین بڑے سرگرم ہین سورج کے اعلیٰ درجہ کی تم تعریف کرتے ہین - مُرب گیانی سورج دیوتا کو اُسکے گھوڑے بلندی پر لیجاتے ہین تاکہ وہ تمام دُنیا کو دکھائی دے - تو اے سورج سب سے زیادہ چلتا ہے تو سب کو دکھائی دیتا ہے تو چشمہ روشنی کا ہے تو تمام آسمان پر چمکتا ہے - تو اے سورج مارت دیوتا کے سامنے نکلتا ہے تو انسان کے روبرو نکلتا ہے اور تو اِس طرح نکلتا ہے کہ تمام دیو لوگ تجھے دیکھ سکے - تو اُس

ہم مین جمع کر۔ سو دیکھئے کہ اِس دُعا مین بھی علم اور حکمت ہی خدا سے چاہی ہے اور وہ علم مانگا ہے جو تمام دُنیا مین متفرّق تھا۔ خلاصہ یہہ کہ گو خدا تعالیٰ نے اُصولِ نجات کو بہت واضح اور آسان طور پر اپنی کتاب مین بیان کر دیا ہے جسکے معلوم کرنے اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہی بطور کامل ظہور مین آوے یعنے من حیث الوجود بھی کامل ہو اور من حیث الوجود بھی۔ من حیث الوجود اِس طرح پر کہ ہر ایک جزا باب کو جزا کے وارد ہونے کے ساتھہ ہی یہہ بات معلوم اور متحقّق ہو کہ یہہ فی الحقیقت اُسکے اعمال کی جزا ہے اور نیز یہہ بھی متحقّق ہو کہ اِس جزا کا وارد کنندہ فی الحقیقت کریم ہی ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

روشنی کے ساتھہ نمودار ہوتا ہے جسکے ساتھہ توصاف کرنے والا بُرائی سے بچانیوالا ہے۔ تو فراخ آسمان کو دن اور رات کا اندازہ کرتا ہوا اور سب مخلوقات کو دیکھتا ہوا طے کرتا ہے۔ تو اے **سورج** آرام دہندہ روشنی سے چمکتا ہوا نمودار ہو کر اور سب سے بلند آسمان پر چڑھ کر میرے دل کی بیماری اور میرے بدن کی زردی کھو دے۔ روشنی کو تاریکی کے پرے دیکھہ کر ہم سورج دیوتا کے پاس جاتے ہین جو دیوتاؤن کے درمیان ایک چیدہ دیوتا ہے۔ اے **چاند دیوتا** تو ہر دم کے کام کرنے سے نیکی کا کرنے والا ہے تو اپنی قوّتون کے باعث سے صاحب طاقت اور سرب بیاپی ہے تو اپنی بخششون کے باعث نعمتون کا دینے والا اور اپنی بزرگی سے بزرگ ہے تو نے اے انسان کے رہنما یگ کے چڑھاؤن سے خوب پرورش پائی ہے۔ تیرے کام دن راجہ کے مانند ہین تیرا کلام اے **چاند** بڑا ہے تو عزیز متر آدیوتا کی مانند سب کا صاف کرنے والا ہے تو اریمان دیوتا کی مانند سب کا بڑھانیوالا ہے۔ چونکہ تیرے مین وہ سب کلین ہین جو تیرے سبب سے آسمان زمین پہاڑیون اور پانی سب مین برگت ہے اس لئے اے چاند راجہ ہم سے اچھی طرح پیش آ اور بلا جھجکی ہماری نذرین قبول کر۔ تو اے **چاند** جو تعریف کا شائق اور پرودن کا گورو ہے ہماری جان ہے اگر تو چاہیگا تو ہم نہین مرینگے۔ تو اے **چاند** اُس شخص کو چوپٹری پوجا کرتا ہے خواہ وہ جوان ہو یا بڑھا دولت دیتا ہے تاکہ وہ اُس سے حظ اُٹھاوے اور زندہ رہے۔ اے چاند راجہ ہمین اُس سے جو نقصان پہنچانے کی فکر مین ہے محفوظ رکھہ تجھہ جیسے دیوتا کا دوست کبھی نہین مرسکتا۔ اے **چاند دیوتا** ہماری ایسی مدد کر کہ کشاکش سے بھوگ لگانے والے کو

جاننے مین کسی نوع کی دقت اور ابہام نہین اور سب خواندہ اور ناخواندہ اُسمین برابر ہین لیکن اُس حکیم مطلق نے علم الٰہی کے دقائق اور اسرار عالیہ مین یہہ چاہا ہے کہ انسان محنت کرکے اُنکو دریافت کرے تا یہی محنت اُسکے لئے موجب تکمیل نفس ہو جائے کیونکہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جو رب العالمین ہے کوئی دوسرا نہین اور ان دونون باتون مین ایسا تحقق ہو کہ کوئی اشتباہ درمیان نہ رہ جائے۔ اور مین حیث الوجود اس طرح پر کامل ہو کہ انسان کو دل اور روح اور ظاہر اور باطن اور جسم اور جان اور ہر یک روحانی اور بدنی قوت پر ایک دائرہ کی طرح محیط ہو جائے اور نیز دائمی اور لازوال اور غیر منقطع ہو تا وہ شخص جو نیکیون مین سبقت لیگیا ہے اپنی اُس سعادت عظمیٰ کو کہ جو تمام

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

خوشی حاصل ہوتی ہے۔ ہماری اس بندان کو اور تعریف کو قبول فرما کر اے چاند دیوتا ہمارے پاس آ اور ہماری رسم کا ترقی دینے والا ہو چونکہ ہم منتروں سے واقف ہین اس سبب سے ہم تیری تعریف کر کر تیرا رتبہ بڑہاتے ہین اے کرپا ندان چاند اد ہر آ۔ اے دولت بخشنے والے ہماری کمو نیز الی دولت سے آگاہ خوراک سے بڑہانے والے چاند دیوتا ہمارا ایک لائق مددگار ہو۔ اے چاند دیوتا ہمارے دلون مین ایسا خوش رہ جیسے سویلی سبزہ زارون مین یا انسان اپنے گہرون مین خوش رہتا ہے۔ اے چاند دیوتا ایسا ہو کہ قوت تیرے مین ہر طرف سے آوے ہمارے واسطے خوراک مہیا کرنے مین سرگرم ہو۔ اے خوش چاند دیوتا سب بیلون کے ساتھ بڑہتا جا ہمارا دوست ہو خوراک کی طرف سے آسودہ حال بخش تا ہم پہلے پہولین۔ چاند دیوتا اُس شخص کو جو کہ نذرین چڑہاتا ہے دودہ والی گائے جالاک گھوڑا اور ایک بیٹا جو کہ کاروبار مین ہوشیار خانگی تعلقات مین ہنرمند ہو جا مین سرگرم مجلس مین لائق اور جوا بیزباب کی عزت کا باعث ہو دیتا ہے۔ ہم اے چاند دیوتا تجھے رن مین اُس ہزارون آدمیون کی گردہون مین لڑکر فتحیاب ہونیوالا طاقت زائل نہ ہونے دینے والا گیون کے درمیان پیدا اور روشن مکان مین رہنے والا مشہور اور بہادر جانکر خوش ہوتے ہین۔ تو نے اے چاند دیوتا یہہ پودے پانی اور گوہین پیدا کی ہین تو نے کشادہ آسمان کو پہیلایا ہے تو نے تاریکی کو روشنی سے پراگندہ کر دیا ہے اے طاقتور چاند دیوتا اپنی روشن دماغی کے ساتھہ اپنی دولت کا ایک حصہ دے ایسا ہو کہ کوئی مخالف تجھے دق نہ کر سکے تو کسی دو برابر کے مخالفون کی بہادری پر فوقیت رکھتا ہے ہمین رن مین ہمارے دشمنون سے

تمام قوی انسانیہ کا قیام اور بقا محنت اور ورزش پر ہی موقوف ہے اگر انسان ہمیشہ آنکھہ بند رکھے اور کبھی اُس سے دیکھنے کا کام نہ لے (تو جیسا کہ تجارب طبیّہ سے ثابت ہو گیا ہے) تھوڑے ہی دنوں کے بعد اندھا ہو جائیگا اور اگر کان بند رکھے تو بہرہ ہو جائیگا اور

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۱ سعادتوں کا انتہائی مرتبہ ہے اور وہ شخص کہ جو بدبختوں میں سبقت لیگیا ہے اپنی اُس شقاوتِ عظمیٰ کو کہ جو تمام شقاوتوں کی آخری حد ہے پہنچ جائے اور تا ہر یک فریق اُس اعلیٰ درجہ کے مکافات کو پائے جو اُسکے لئے ممکن ہے یعنی اُس کامل و دائمی مکافات کو پائے کہ جو اِس عالم بے بقا اور زوال پذیر میں جسکا تمام رنج و راحت موت کے ساتھہ ختم ہو جاتا ہے بصیغہ ظہور نہیں آسکتی بلکہ اُسکے کامل ظہور کے لئے مالکِ حقیقی نے اپنے لُطف کامل اور قہر عظیم کے دکھلانے کی غرض سے یعنے جمالی و جلالی

بجا سورج روشن صبح کے اِس طرح ساتھہ آتا ہے جیسے مرد نوجوان خوبصورت عورت کے پیچھے چلتا ہے اُسوقت دہرم آتما لوگ مقرّری وقت کی رسموں کو کرتے ہیں اور مبارک سورج کو جسے انعام کی خاطر پوجتے ہیں یعنے اُسکی پرستش کرتے ہیں۔ سورج کی تیز رفتار رہا ہوں فال ہا تھہ پانوں کے مضبوط رسّے طے کرنیوالے گھوڑے جنکی ہم نے پرستش کی ہے اور جو تعریف کئے جانیکے مستحق ہیں آسمان کی چوٹی پر پہنچ گئے ہیں اور جلد زمین اور آسمان کے گرد پھر آئے ہیں۔ ایسا دیوتا پن اور جلال سورج کا ہے کہ جب وہ غروب ہو جاتا ہے وہ پھیلی ہوئی روشنی کو جو اوہورے کام پر پھیلی ہوئی تھی اپنے میں چھپا لیتا ہے جب وہ اپنے گھوڑوں کو کھول دیتا ہے اُسوقت رات کی تاریکی سب پر چھا جاتی ہے۔ آفتاب مترا دیوتا اور ورن دیوتا کے سامنے اپنی روشن صورت آسمان کے درمیان ظاہر کرتا ہے اور اُسکی کرنیں ایک تو اُسکی بیحد روشن طاقت کو پھیلاتی ہیں اور دوسری جب وہ چلی جاتی ہیں تب رات کی تاریکی لاتی ہیں آج دیوتا تو سورج کے نکلتے ہی ہمیں نالایق باتوں سے بچا اور ایسا ہو کہ مترا دیوتا ورن دیوتا ادوتی دیوی سمندر دیوتا دھرتی دیوی آکاس دیوتا اِس ہماری دعا کو متوجہ ہو کر سُنیں۔

اب ناظرین اِس کتاب کے خود خیال فرماویں کہ اِسقدر شرتیوں سے جنکا ایک ذخیرۂ کلان یہاں لکھہ کر کئی صفحے ہم نے سیاہ کئے ہیں کیا کچھہ خدا کا بھی پتہ مل سکتا ہے اور حضرات آریا سماج والے انصافاً مجھکو بتلاویں کہ رشیوں نے اِن شرتیوں میں اپنا منشا ظاہر کرنے میں کونسی بلاغت دکھلائی ہے اور آپ ہی بولیں کہ کیا اُسکی تقریر فصیح تقریروں کی طرح پُر زور اور مدلّل ہے یا بوجھ اور لچر ہے منصفین

اگر ہاتھہ پانون حرکت سے بند رکھے تو آخر یہہ نتیجہ ہوگا کہ اُن مین نہ حس باقی رہیگی اور نہ حرکت اسی طرح اگر قُوتِ حافظہ سے کبھی کام نہ لے تو حافظہ مین فتور پڑیگا اور اگر قُوتِ متفکّرہ کو بیکار چھوڑ دے تو وہ بھی گھٹتے گھٹتے کالعدم ہو جائیگی سو یہہ اُسکا فضل و کرم ہے کہ اُسنے

بقیہ حاشیہ بر ۱۱ صفتون کی پوری پوری تجلّی ظاہر کرنے کی قصد سے ایک اور عالم جو ابدی اور لازوال ہے مقرر کر رکھا ہے مانند تجلیات الٰہی مین جو صفت مجازات ہے جسکا کامل طور پر اس منقضی اور فانی عالم مین ظہور نہین ہو سکتا وہ اس ابدی اور وسیع عالم مین ظہور پذیر ہو جائے اور تا اُن تجلّیاتِ تامہ اور کاملہ سے انسان اُس اعلیٰ درجہ کے شہود تام تک بھی پہنچ جائے کہ جو اُسکی فطرتی طاقتون کے لئے حدِ امکان مین داخل ہے اور چونکہ اعلیٰ وجہ کی مکافات عند العقل اسی مین منحصر ہے کہ جو امر بطور جزا وہ ہے وہ انسان کے

بقیہ حاشیہ بر ۱۲

پر پوشیدہ نہین کہ ان شُرتبون مین بجائے اِسکے کہ حق الامر کو اپنی خوش بیانی کے ذریعہ سے ظاہر کیا جاتا اور راستی کے پھیلانے کے لئے کوشش کیجاتی خود مضمون شُرتبون کا ایسا بے سر و پا اور مُہمل ہے جس سے سامع اُسکا ایک دبدھا مین پڑ جاتا ہے کبھی ایک چیز کو خالق ٹھہراتا ہے اور اُس سے مراد مین مانگتا ہے کبھی اُسی کو مخلوق بناتا ہے اور دوسرے کی محتاج قرار دیتا ہے کبھی کسی کے لئے خدا کی صفتین قایم کرتا ہے۔ اور پھر اُسی کی طرف فانی چیزون کی صفتین منسوب کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ جس نے اِسقدر کلام کو طول دیا اور پھر ما حصل اُسکا خاک بھی نہین نہ توحید کا مدعی ہو کر توحید کو بیان کیا ہو نہ مخلوق پرستی کا مدعی ہو کر مخلوق پرستی کو بہ پایہ ثبوت پہنچایا ہے بلکہ سراسیمہ اور مخبط الحواس آدمی کی طرح ایسی تقریر بے بُنیاد اور متناقض کی ہے کہ جس سے ہندو مذہب مین عجب طرح کی گڑبڑ پڑ گئی ہے اور کوئی کسی دیوتا کا پوجاری اور کوئی کسی دیوتا کا بھجن گا رہا ہے کیا ایسی تقریر سراپا فضول و مُہمل اس لائق ہو سکتی ہے کہ کوئی دانا اُسکو بلیغ و فصیح کہے شائد بعض ہندو صاحب جنہون نے فقط وید کا نام شُرتی رکھا ہے اور کبھی اُس مقدس کتاب کا مُنہ نہین کیا وہ دلمین یہہ وسوسہ کرین کہ یہہ شُرتیان جو رگوید مین سے لکھی گئی ہین وہ صحیح طور پر نہین لکھی گئین یا شائد اُن سے بہتر وید مذکور مین اور شُرتیان ہونگی جن مین وید نے وحدانیتِ الٰہی کے بیان کرنے مین داد فصاحت دی ہوگی یا مخلوق پرستی کو فصیح اور مدلل تقریر مین جو لازمہ فصاحت و بلاغت ہے عطا کیا ہوگا سو ایسے وسواسی آدمیون کے جواب مین عرض کیا جاتا ہے کہ ہم نے یہہ تمام شُرتیان رگوید سنہا اشٹک اول سکت سے

بندون کو اُس طریقہ پر چلانا چاہا جس پر اُنکی قوتِ نظریہ کا کمال موقوف ہے اور اگر خدا یتعالیٰ محنت کرنے سے بکلّی آزاد رکھنا چاہتا تو پھر یہہ بھی مناسب نہ تھا کہ اپنی آخری کتاب کو تمام لوگون کے لئے (جو مختلف زبانین رکھتے ہین) ایک ہی زبان مین جس سے

بقیہ حاشیہ بر ۱۱ ظاہر و باطن جو جسم جان پر بتمام و کمال دائمی و لازمی طور پر محیط ہو جائے اور فنا فی اللہ کا یقین مالکِ حقیقی کے وجود کی نسبت اسی بات پر موقوف ہو کہ وہ مالکِ حقیقی اسباب متعادہ کو بکلی نیست و نابود کر کے عریان طور پر جلوہ گر ہو اس لئے یہہ لطافت قصوی جس سے مطلب انتہائی معرفت اور انتہائی مکاشفات ہے تبھی متحقق ہوگی کہ جب وہ تمام باتین مذکورہ بالا متحقق ہو جائین کہ جو عند العقل اُسکی تعریف مین داخل ہین کیونکہ انتہائی معرفت بجز اسکے عند العقل ممکن نہین کہ مالکِ حقیقی کا جمال

بقیہ حاشیہ بر ۱۵ ۱۱۵ سکتے تک بطور نمونہ منتخب کر کے لکھے ہین اگر کسیکو یہہ دعویٰ ہو کہ وہ شرتیان صحیح نہین ہین تو اُسپر لازم ہے کہ جو اُسکی دانست مین صحیح ترجمہ ہو وہ پیش کرے تا منصف لوگ آپ دیکھہ لین کہ یہہ شرتیان صحیح ہین یا اُسکی پیش کردہ صحیح ہین۔ اور اگر کسی کو یہہ دعویٰ ہو کہ اگرچہ یہہ شرتیان مہمل اور بے سر و پا ہین مگر اُسی رگوید مین ایسی شرتیان بھی پائی جاتی ہین جن مین وحدانیت الٰہی کا بیان نہایت صفائی اور شائستگی سے موجود ہے تو ایسے شخص پر لازم ہے کہ ہمراہ اِن شرتیون کے اُن شرتیون کو بھی پیش کرے تا کہ اگر کسی طرح ہاتھہ پانو مار کر وید کی بلاغت و خوش بیانی ثابت ہو سکے تو ثابت ہو جائے سکو کسی صاحب سے ناحق کی ضد نہین ہے ہم اپنے سچے دل سے کہتے ہین کہ ہم نے بڑی غور اور تدبر سے وید پر نظر کر کے اُسکو طریقہ شائستہ بیانی سے بالکل دور اور مہجور پایا ہے اور ہم بڑے افسوس سے لکھتے ہین کہ ایسی پراگندہ باتین کیونکر آریا سماج والون کے دلون کو بھا رہی ہین اور کیون ایسے کجے اور پست خیالات پر فریفتہ ہو رہے ہین اگر وید کا کلام باوجود اس فضول طوالت اور مہمل بیانی اور خبط مضمون کے پھر بھی فصیح اور بلیغ ہی ہے تو پھر غیر فصیح کلام دُنیا مین کس کو کہنا چاہئے اور اگر آریا سماج والون کو یہہ معلوم نہین کہ کلام فصیح کسے کہتے ہین تو لازم ہے کہ وہ ذرا آنکھہ کھو کر بمقابلہ طول طویل وید کے کلام کے جو اوپر تحریر ہو چکا ہے قرآن شریف کی چند آیات پر نظر ڈالین کہ کس لطافت و ایجاز سے مسائل کفیرہ وحدانیت کو قلیل و دل عبارت مین بیان کرتا ہے اور کس جہد و کوشش سے مسئلہ توحید کو دل مین بٹھاتا ہے اور کیسی فصیح اور مدلل تقریر سے توحید الٰہی کو قلوبِ صافیہ مین

وہ ناآشنا ہین بیہتا کیونکہ غیر زبان کا دریافت کرنا بھی بغیر محنت کے گوتھوڑی ہی ہو ممکن نہین۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بطور حق الیقین مشہود ہو یعنے ظہور اور بروز تام ہو جسپر زیادت متصوّر نہ ہو علی ہذا القیاس انتہائی مکافات ہی بجز اسکے عند العقل غیر ممکن ہے کہ جیسے جسم رحمان دونون دُنیا کی زندگی مین ملکر فرمان بردار یا نافرمان اور سرکش تھی ایسا ہی مکافات کے وقت وہ دونون صورتین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۰

مُنقش کرتا ہے اگر اُسکی مانند وحید مذکور مین شُبہ تبیان موجود ہون تو پیش کرنی چاہئین ورنہ بیہودہ بکبک کرنا اور لاجواب رہکر پر خُبث اور شرسے باز نہ آنا اُن لوگون کا کام ہے جن لوگون کو خدا اور ایمانداری سے کچھ بھی غرض نہین اور نہ حیا اور شرم سے کچھ سروکار ہے اب بیان ہم بطور نمونہ بقا بلہ وحید کی شہرہ آفاق کے کسقدر آیات قرآن شریف جو وحدانیت الہی کو بیان کرتے ہین لکھتے ہین تا ہر یک کو معلوم ہو جائے کہ وحید اور قرآن شریف مین سے کس کی عبارت مین لطافت اور ایجاز اور زور بیان پایا جاتا ہے اور کس کی عبارت طرح طرح کے شکوک اور شُبہات مین ڈالتی ہے اور فضول اور طول طویل ہے اور آیات ممدوحہ یہ ہین۔

اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السموات وما فی الارض ۲ قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد ۳ لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا ما کان معہ من الہ اذا لذھب کل الہ بما خلق ولعلی بعضھم علی بعض قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا ۴ قل ادعوا شرکاءکم ثم کیدون فلا تنظرون ۵ ان ولی یے اللہ الذی نزل الکتاب وھو یتولی الصالحین والذین تدعون من دونہ لا یستطیعون نصرکم ولا انفسھم ینصرون ۶ تسبح لہ السموات السبع والارض ومن فیھن وان من شیئی الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم ۷ قالوا اتخذ اللہ ولدا سبحانہ ھو الغنی لہ ما فی السموات وما فی الارض ان عندکم من سلطان بھذا اتقولون علی اللہ مالا تعلمون ۸ انما اللہ الہ واحد سبحانہ ان یکون لہ ولد لہ ما فی السموات وما

تمہید پنجم - جس معجزہ کو عقل شناخت کرکے اُسکے منجانب اللہ ہونے پر گواہی دی وہ اُن معجزات سے ہزارہا درجہ افضل ہوتا ہے کہ جو صرف بطور کہانی یا قصہ کے مد

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہوں یا دونوں سزا مین پکڑے جائین اور مکافات کاملہ کا بحر موّاج کیسا ان ظاہر و باطن پر اپنے احاطہ تام سے محیط اور مشتمل ہوجائے لیکن برہمو سماج والے اس صداقت سے بھی انکاری ہین بلکہ اس

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۰

فی الارض وکفیٰ باللہ وکیلا ۱۲ و یجعلون لہ البنات سبحانہ ولہم ما یشتھون ۱۳ الکم الذکر ولہ الانثیٰ تلک اذا قسمۃ ضیزیٰ ۱۴ یاایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناءً وانزل من السماء ماءً فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم فلا تجعلوا للہ انداداً وانتم تعلمون ط ھو الذی فی السماء الٰہ وفی الارض الٰہ ۱۵ ھو الاول والآخر والظاھر والباطن - لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار - لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر - خلق کل شیء فقدرہ تقدیرا ۱۶ لہ الحمد فی الاولیٰ والاخرۃ ولہ الحکم والیہ ترجعون ۱۷ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذالک لمن یشاء فمن یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احداً ۱۸ لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم ۱۹ ولا تدع مع اللہ الٰھا آخر کل شیء ھالک الا وجھہ لہ الحکم والیہ ترجعون ط ۲۰ وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احساناً ۲۱ وان جاھداک لتشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما ۲۲ ان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو وان یمسسک بخیر فھو علیٰ کل شیء قدیر ط وھو القاھر فوق عبادہ وھو الحکیم الخبیر ۲۳ لہ دعوۃ الحق والذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لھم بشیء الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ وما دعاء الکافرین الا فی ضلال ۲۴ من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء ۲۵ وھم من خشیۃ مشفقون وللہ الاسماء

منقولات مین بیان کئے جاتے ہین اِس ترجیح کے دو باعث ہین ایک تو یہہ کہ منقولی
مُعجزات ہمارے لئے جو صدہا سال اُس زمانہ سے پیچھے پیدا ہوئے ہین جب معجزات

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ صداقت تصوّف کی کا وجود اُنکے نزدیک متحقّق ہی نہین اور بزعم اُنکے انسان کی فہم مین نہ انتہائی
معرفت کا پانا مقدّر ہے نہ انتہائی مکاشفات کا۔ اور مکاشفات اُنکے نزدیک فقط ایک خیالی پلاؤ ہے

الحسنی فادعوہ بھا وذروا الذین یلحدون فی اسمآئہ سیجزون ما کانوا یعملون ۹ انما تعبدون من دون اللہ اوثانا وتخلقون افکا ۹ فاجتنبوا الرجس من الاوثان
واجتنبوا قول الزور ۹ الھم ارجل یمشون بھا ام لھم ایدٍ یبطشون بھا ام
لھم اعین یبصرون بھا ام لھم اذان یسمعون بھا ۹ ولا تسجدوا للشمس
ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون ط ۱۲ لا الشمس ینبغی
لھا ان تدرک القمر ولا الیل سابق النھار وکل فی فلک یسبحون ۱۲ ان کل
من فی السموات والارض الا اٰتی الرحمن عبدا ۱۲ ومن یقل منھم انی الٰہ من دونہ
فذٰلک نجزیہ جھنم وکذٰلک نجزی الظالمین ۱۲ فاٰمنوا باللہ ورسلہ ولا تقولوا
ثلثۃ ط انتھوا خیرا لکم انما اللہ الٰہ واحد ط یاٰیھا الناس ضرب مثل فاستمعوا
لہ ط ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ط ولو اجتمعوا لہ وان یسلبھم
الذباب شیئا لا یستنقذوہ ضعف الطالب والمطلوب ما قدروا اللہ حق قدرہ
ان اللہ لقوی عزیز ۱۲ ان القوۃ للہ جمیعا ۹ وجعلوا للہ الشرکاء الجن وخرقوا لہ بنین
وبنات بغیر علم سبحانہ وتعالی عما یصفون ۹ وقالت الیھود عزیر ابن اللہ وقالت
النصاری المسیح ابن اللہ ذالک قولھم بافواھھم یضاھئون قول الذین کفروا من قبل
قاتلھم اللہ انی یؤفکون۔ اتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللہ والمسیح
ابن مریم وما امروا الا لیعبدوا الٰھا واحدا لا الٰہ الا ھو سبحانہ عما یشرکون ۹ ما
کان للہ ان یتخذ ولدا سبحانہ اذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون ۱۲ ان الذین

دکھلائے گئے تھے مشہود اور محسوس کا حکم نہیں رکھتے اور اخبار منقولہ ہونے کے باعث سے وہ درجہ اُنکو حاصل بھی نہیں ہوسکتا جو مشاہدات اور مرئیات کو حاصل ہوتا ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جو صرف اپنے ہی بے بُنیاد تصوّرات سے پکارا جائیگا نہ حقیقی طور پر کوئی جزا خدا تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر وارد ہوگی نہ کوئی سزا بلکہ خود تراشیدہ خیالات ہی خوشحالی یا بدحالی کے موجب ہو جائینگے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

اٰمنوا والذین ھادوا والصابئین والنصاری والمجوس والذین اشرکوا ان اللہ یفصل بینھم یوم القیمۃ ان اللہ علی کلشیئ شھید ط الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السموات والارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من الناس ط وکثیر حق علیہ العذاب ۱۲ **ترجمہ** اللہ جو جامع صفاتِ کاملہ اور مستحق عبادت ہے اُسکا وجود بدیہی الثبوت ہے کیونکہ وہ حیّ بالذات اور قائم بالذات ہے جُز اُسکے کوئی چیز حیّ بالذات اور قایم بالذات نہیں یعنے اُسکے بغیر کسی چیز میں یہہ صفت پائی نہیں جاتی کہ بغیر کسی علّتِ موجدہ کے آپ ہی موجود اور قائم رہ سکے یا کہ اِس عالم کی جو کمال حکمت اور ترتیب محکم اور موزون سے بنایا گیا ہے علّتِ موجدہ ہو سکے اور یہہ امر اُس صانع عالم جامع صفاتِ کاملہ کی ہستی کو ثابت کرنیوالا ہے تفصیل اِس استدلال لطیف کی یہہ ہے کہ یہہ بات بدیہات ثابت ہے کہ عالم کے اشیاء میں سے ہر یک موجود جو نظر آتا ہے اُسکا وجود اور قیام نظر اعلیٰ ذاتہ ضروری نہیں مثلاً زمین کروی الشکل ہے اور فطر اُسکا بعض کے گمان کے موافق تخمیناً چار ہزار کوس پختہ ہے مگر اِس بات پر کوئی دلیل قائم نہیں ہوسکتی کہ کیوں یہی شکل اور یہی مقدار اُسکے لئے ضروری ہے اور کیوں جائز نہیں کہ اِس سے زیادہ یا اِس سے کم ہو یا برخلاف شکل حاصل کے کسی اور شکل سے متشکل ہو اور جب اِسپر کوئی دلیل قائم نہ ہوئی تو یہہ شکل اور یہہ مقدار جسکے مجموعہ کا نام وجود ہے زمین کے لئے ضروری نہ ہوا اور علی ہذا القیاس عالم کی تمام اشیا کا وجود اور قیام غیر ضروری ٹھہرا اور صرف یہی بات نہیں کہ وجود ہر یک ممکن کا نظر اعلیٰ ذاتہ غیر ضروری ہے بلکہ بعض صورتیں ایسی نظر آتی ہیں کہ اکثر چیزوں کے معدوم ہونے کے اسباب بھی قایم ہو جاتے ہیں پھر وہ چیزیں معدوم نہیں ہوتیں مثلاً باوجود اُسکے کہ سخت سخت قحط اور وبا پڑتی ہیں مگر ہیضہ بھی ابتدا زمانہ سے تخم ہر یک چیز کا بچتا چلا آیا ہے

دوسرے یہہ کہ جن لوگون نے منقولی معجزات کو جو تصرفِ عقل سے بالاتر ہین مشاہدہ کیا ہے اُنکے لئے بھی وہ تسلّی تام کا موجب نہین ٹھہر سکتی کیونکہ بہت سے ایسے عجائبات

تتمہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور کوئی ایسا ظاہری و باطنی امر نہین ہوگا کہ جو خاص خدا تعالیٰ کے ارادہ سے نیک بندون پر بصورتِ نعمت اور بد بندون پر بصورتِ عذاب اُترتا کیا بس اُنکا یہہ مذہب نہین ہے کہ امر مجازات کا خدا مالک ہے

تتمہ حاشیہ نمبر ۱۲

حالانکہ عند العقل جائز بلکہ واجب تھا کہ ہزارہا شدائد اور حوادث مین سے جو ابتدا سے دُنیا پر نازل ہوتی رہی کبھی کسی دفعہ ایسا بھی ہوتا کہ شدت قحط کے وقت غلّہ جو کہ خوراک انسان کی ہے بالکل مفقود ہوجاتا یا کوئی قسم غلّہ کی مفقود ہوجاتی یا کبھی شدّت وبا کے وقت نوع انسان کا نام ونشان باقی نہ رہتا یا کوئی اور اقوام حیوانات مین سے مفقود ہوجاتے یا کبھی اتفاقی طور پر سورج یا چاند کی کل بگڑ جاتی یا دوسری بے شمار چیزون سے جو عالم کی درستی نظام کے لئے ضروری ہین کسی چیز کے وجود مین خلل راہ پاجاتا کیونکہ کروڑہا چیزون کا اختلال اور فساد سے سالم رہنا اور کبھی اُن پر آفت نازل نہ ہونا قیاس سے بعید ہے پس جو چیزین نہ ضروری الوجود ہین نہ ضروری القیام بلکہ اُنکا کبھی نہ کبھی بگڑ جانا اُنکے باقی رہنے سے زیادہ تر قرینِ قیاس ہے اُن پر کبھی زوال نہ آنا اور احسن طور پر بہ ترتیب محکم اور ترکیب ابلغ اُنکا وجود اور قیام پایا جانا اور کروڑہا ضروریات عالم مین سے کبھی کسی چیز کا مفقود نہ ہونا صریح اِس بات پر نشان ہے کہ اُن کے لئے ایک قیوم حافظ اور قیوم ہے جو جامع صفاتِ کاملہ یعنے مدبّر اور حکیم اور رحمان اور رحیم اور اپنی ذات مین ازلی ابدی اور ہر یک نقصان سے پاک ہے جسپر کبھی موت اور فنا طاری نہین ہوتی بلکہ اونگھہ اور نیند سے بھی جو فی الجملہ موت سے مشابہ ہے پاک ہے سو وہی ذات جامع صفات کاملہ ہے جس نے اِس عالم امکانی کو بر عائت کمال حکمت وموزونیت وجود عطا کیا اور ہستی کو نیستی پر ترجیح بخشی اور وہی بوجہ اپنی کمالیت اور خالقیت اور ربوبیّت اور قیّومیت کے مستحق عبادت ہے۔ یہان تک تو ترجمہ اِس آیت کا سوا اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السموات وما فی الارض اب بنظرِ انصاف دیکھنا چاہئے کہ کس بلاغت اور لطافت اور متانت اور حکمت سے اِس آیت مین وجودِ صانع عالم پر دلیل بیان فرمائی ہے اور کسقدر تھوڑے لفظون مین معانی کثیرہ اور لطائف حکمیہ کو کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے اور ما فی السموات وما فی الارض کے لئے ایسی محکم دلیل

بھی ہین کہ ارباب شعبدہ بازی اُنکو دکھلاتے پھرتے ہین گو وہ مکر اور فریب ہی ہین مگر اب مخالف بداندیش پر کیونکر ثابت کرکے دکھلاوین کہ انبیا سے جو عجائبات اِس قسم کے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور وہی اپنے نیک بندون پر اپنے خاص ارادہ سے خوشحالی اور لذتِ دائمی کا فیضان کریگا جس لذت کاملہ کو سعید لوگ نہ صرف باطنی طور پر بلکہ صورِ شہودہ اور محسوسہ مین بھی مشاہدہ کرینگے اور قُویٰ انسانیہ مین سے کوئی

سے وجود ایک خالق کامل الصفات کا ثابت کر دکھایا ہے جسکے کامل اور محیط بیان کے برابر کسی حکیم نے آجتک کوئی تقریر بیان نہین کی بلکہ حکماء ناقص الفہم نے ارواح اور اجسام کو حادث ہی نہین سمجھا اور اِس رازِ دقیق سے بیخبر رہے کہ حیات حقیقی اور ہستی حقیقی اور قیامِ حقیقی صرف خدا ہی کے لئے مسلّم ہے یہہ عمیق معرفت اسی آیت سے انسان کو حاصل ہوتی ہے جسمین خدا نے فرمایا کہ حقیقی طور پر زندگی اور بقاء زندگی صرف اللہ کے لئے حاصل ہے جو جامع صفاتِ کاملہ ہے اُسکے بغیر کسی دوسری چیز کو وجودِ حقیقی اور قیامِ حقیقی حاصل نہین اور اسی بات کو صانع عالم کی ضرورت کے لئے دلیل ٹھہرایا اور فرمایا لہ ما فی السموات وما فی الارض یعنے جب کہ عالم کے لئے نہ حیاتِ حقیقی حاصل ہے نہ قیامِ حقیقی تو بالضرور اُسکو ایک علّتِ موجبہ کی حاجت ہے جسکے ذریعہ سے اُسکو حیات اور قیام حاصل ہوا اور ضرور ہے کہ ایسی علّتِ موجبہ جامع صفاتِ کاملہ اور مدبّر بالارادہ اور حکیم اور عالم الغیب ہو سو وہی اللہ ہے کیونکہ اللہ بموجب اصطلاح قرآن شریف کے اُس ذات کا نام ہے جو مستجمع کمالاتِ تامہ ہے اسی وجہ سے قرآن شریف مین اللہ کے اسم کو جمیع صفاتِ کاملہ کا موصوف ٹھہرایا ہے اور جا بجا فرمایا ہے کہ اللہ وہ ہے جو کہ رب العالمین ہے رحمان ہے رحیم ہے مدبّر بالارادہ ہے حکیم ہے عالم الغیب ہے قادرِ مطلق ہے ازلی ابدی ہے وغیرہ وغیرہ سو یہہ قرآن شریف کی ایک اصطلاح ٹھہر گئی ہے کہ اللہ ایک ذات جامع جمیع صفاتِ کاملہ کا نام ہے اسی جہت سے اِس آیت کے سر پر بھی اللہ کا اسم لائے اور فرمایا اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم یعنے اِس عالم بے ثبات کا قیوم ذات جامع الکمالات ہے یہہ اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہہ عالم جس ترتیب محکم اور ترکیب ابلغ سے موجود اور مترتب ہے اُسکے لئے یہہ گمان کرنا باطل ہے کہ اُنہین چیزون مین سے بعض چیزین بعض کے لئے علّتِ موجبہ ہو سکتی ہین بلکہ اِس حکیمانہ کام کے لئے جو سراسر حکمت سے بھرا ہوا ہے ایک ایسے صانع کی ضرورت ہے جو اپنی ذات مین مدبّر بالارادہ اور حکیم اور علیم اور رحیم اور غیر فانی اور تمام صفاتِ کاملہ سے

ظاہر ہوئے ہین کہ کسی نے سانپ بناکر دکھلادیا اور کسی نے مُردہ کو زندہ کرکے دکھلادیا یہہ اِس قسم کی دست بازیون سے مُنزّہ ہین جو شعبدہ باز لوگ کیا کرتے ہین یہہ مُشکلات

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ قُوّتِ ظاہری ہو یا باطنی اپنے مناسب حال لذّت اُٹھانے سے محروم نہین رہیگی اور جسم اور جان دونون راحت یا عذابِ اُخروی مین یعنے جیسی کہ صورت ہو شریک ہوجائینگے غرض بر تقدیر ہونے سماج والون کا اعتقاد بالکل اِس صداقت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۰

مُتّصف ہو سو وہی الٰہ ہے جسکو اپنی ذات مین کمال تام حاصل ہے - پھر بعد ثبوت وجودِ صانع عالم کے طالبِ حق کو اِس بات کا سمجھانا ضروری تھا کہ وہ صانع ہر یک طرح کی شرکت سے پاک ہے سو اِسکی طرف اشارہ فرمایا قل ھو اللہ احد اللہ الصمد الخ - اِس اوّل عبارت کو جو بقدر ایک سطر بھی نہین دیکھنا چاہئے کہ کس لطافت اور عُمدگی سے ہر یک قسم کی شراکت سے وجودِ حضرت باری کا منزّہ ہونا بیان فرمایا ہے اِسکی تفصیل یہہ ہے کہ شرکت از روئے حصر عقلی چار قسم پر ہے کبھی شرکت عدد مین ہوتی ہے اور کبھی مرتبہ مین اور کبھی نسب مین اور کبھی فعل اور تاثیر مین سو اِس سورہ مین اُن چارون قسمون کی شرکت سے خدا کا پاک ہونا بیان فرمایا اور کہو کر بتلادیا کہ وہ اپنے عدد مین ایک ہے دو یا تین نہین اور وہ صمد ہے یعنے اپنے مرتبۂ وجوب اور محتاج الیہ ہونے مین منفرد اور یگانہ ہے اور بجز اُسکے تمام چیزین ممکن الوجود اور ہالک الذات ہین جو اُسکی طرف ہر دم محتاج ہین اور وہ لم یلد ہے یعنے اُسکا کوئی بیٹا نہین تا بوجہ بیٹا ہونے کے اُسکا شریک ٹھہر جائے اور وہ لم یولد ہے یعنے اُسکا کوئی باپ نہین تا بوجہ باپ ہونے کے اُسکا شریک بنجائے اور وہ لم یکن لہ کفوا ہے یعنے اُسکے کامون مین کوئی اُس سے برابری کرنیوالا نہین تا باعتبار فعل کے اُسکا شریک قرار پاوے سو اِس طرح سے ظاہر فرما دیا کہ خدا تعالیٰ چارون قسم کی شرکت سے پاک اور منزّہ ہے اور وحدہٗ لاشریک ہے پھر بعد اِسکے وحدہٗ لاشریک ہونے پر ایک عقلی دلیل بیان فرمائی اور کہا لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا - وما کان معہ من الٰہ الخ - یعنی اگر زمین آسمان مین بجز اُس ایک ذات جامع صفات کاملہ کے کوئی اَور بھی خدا ہوتا تو وہ دونو بگڑ جاتے کیونکہ ضرور تھا کہ کبھی وہ جماعت خدایون کی ایک دوسرے کے برخلاف کام کرتے پس اِسی پھوٹ اور اختلاف سے عالم مین فساد راہ پاتا اور نیز اگر الگ الگ خالق ہوتے تو ہر واحد اُن مین سے اپنی ہی مخلوق کی بھلائی چاہتا اور اُنکے آرام کے لئے دوسرون کا برباد کرنا روا رکھتا پس یہہ بھی موجب فساد عالم ٹھہرتا یہانتک تو دلیل لمی سے خدا کا واحد لاشریک ہونا ثابت کیا پھر بعد اِسکے خدا کے وحدہٗ لاشریک ہونے پر

کچھہ ہمارے ہی زمانہ مین پیدا نہین ہوئین بلکہ ممکن ہے کہ اُنہین زمانون مین یہہ مشکلات پیدا ہوگئی ہون مثلاً جب ہم یوحنا کی انجیل کے پانچوین باب کی دوسری آیت سے پانچوین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کے برخلاف اور اسکے مفہوم کامل کی منافی ہے یہان تک کہ وہ اپنی کور باطنی سے نجات اُخروی کے جسمانی سامان کو کہ جو ظاہری قوتون کے مناسب حال سعادت عظمیٰ کی تکمیل کے لئے قرآن شریف مین پائے

دلیل الٰہی بیان فرمائی اور کہا قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا الخ یعنے مشرکین اور منکرین وجود حضرت باری کو کہہ کہ اگر خدا کے کارخانہ مین کوئی اور لوگ ہی شریک ہین یا اسباب موجودہ ہی کافی ہین تو اسوقت کہ تم اسلام کے دلائل حقیت اور اسکی شوکت اور قوت کے مقابلہ پر قہور ہو رہی ہو اُن اپنے شرکا کو مدد کے لئے بلاؤ اور یاد کرو کہ وہ ہرگز تمہاری مشکل کشائی نہ کرینگے اور نہ یا کو تمہارے سر پر سے ٹال سکینگے اے رسول اُن مشرکین کو کہہ کہ تم اپنے شرکا کو جنکی پرستش کرتے ہو میرے مقابلہ پر بلاؤ اور جو تدبیر میرے مغلوب کرنے کے لئے کر سکتے ہو وہ سب تدبیرین کرو اور مجھے ذرہ مہلت مت دو اور یہہ بات سمجھہ رکھو کہ میرا حامی اور ناصر اور کارساز وہ خدا ہے جس نے قرآن کو نازل کیا ہے اور وہ اپنے سچے اور صالح رسولون کی آپ کارسازی کرتا ہے مگر جن چیزون کو تم لوگ اپنی مدد کے لئے پکارتے ہو وہ ممکن نہین ہے جو تمہاری مدد کر سکین اور نہ کچھہ اپنی مدد کر سکتے ہین - پھر بعد اسکے خدا کا ہر یک نقصان اور عیب سے پاک ہونا قانون قدرت کے رو سے ثابت کیا اور فرمایا تسبح لہ السموات السبع والارض ومن فیھن الخ یعنے ساتون آسمان اور زمین اور جو کچھہ اُن مین ہے خدا کی تقدیس کرتے ہین اور کوئی چیز نہین جو اُسکی تقدیس نہین کرتی پر تم اُنکی تقدیسون کو سمجھتے نہین یعنے زمین آسمان پر نظر غور کرنے سے خدا کا کامل اور مقدس ہونا اور جیتون اور بے جیتون سے پاک ہونا ثابت ہو رہا ہے مگر اُنکے لئے جو سمجھہ رکھتے ہین پھر بعد اسکے جزئی طور پر مخلوق پرستون کو ملزم کیا اور انکا خطا پر ہونا ظاہر فرمایا اور کہا قالوا اتخذ اللہ ولدا سبحانہ ھو الغنی الخ یعنے بعض لوگ کہتے ہین کہ خدا بیٹا رکھتا ہے حالانکہ بیٹے کا محتاج ہونا ایک نقصان ہے اور خدا ہر یک نقصان سے پاک ہے وہ تو غنی اور بے نیاز ہے جسکو کسی کی حاجت نہین جو کچھہ آسمان و زمین مین ہے سب اُسی کا ہے کیا تم خدا پر ایسا بہتان لگاتے ہو جسکی تائید مین تمہارے پاس کبھی

آیت تک دیکھتے ہیں تو اُس میں یہہ لکھا ہوا پاتے ہیں اور اور شلیم میں باب الضان کے پاس ایک حوض ہے جو عبرانی میں بیت حسدا کہلاتا ہے اُس کے پانچ سارے ہیں اُن میں

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کیا گیا ہے اور اسی طرح عذاب آخروی کے جسمانی سامان کو کہ جو ظاہری قوتوں کے مناسب حال شعلوں عظیمی کی تکمیل کے لئے فرقان مجید میں مندرج ہے مورد اعتراض سمجھتے ہیں مگر ایسی سمجھ پر تبصرہ کرنا جو ایک بدیہی اور کامل صداقت کو عیب کی صورت میں تصور کیا جائے افسوس یہہ لوگ کیوں نہیں سمجھتے کہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۳

نوع کا علم نہیں خدا کیوں بیٹوں کا محتاج ہونے لگا وہ کامل ہے اور فرائض الوہیت کے ادا کرنے کے لئے وہ ہی اکیلا کافی ہے کسی اور معاون کی حاجت نہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ خدا بیٹیاں رکھتا ہے حالانکہ وہ ان سب نقصانوں سے پاک ہے کیا تمہارے لئے بیٹے اور اُسکے لئے بیٹیاں یہہ تو ٹھیک ٹھیک تقسیم نہ ہوئی اے لوگو تم اُس خدائے واحد لاشریک کی پرستش کرو جس نے تمکو اور تمہارے باپ دادوں کو پیدا کیا چاہئے کہ تم اُس قادر توانا سے ڈرو جس نے زمین کو تمہارے لئے بچھونا اور آسمان کو تمہارے لئے چھت بنایا اور آسمان سے پانی اُتار کر طرح طرح کے رزق تمہارے لئے پہلوؤں میں سے پیدا کئے سو تم دیدہ و دانستہ اُنہیں چیزوں کو خدا کا شریک مت ٹھہراؤ جو تمہارے فایدہ کے لئے بنائی گئی ہیں خدا ایک ہے جسکا کوئی شریک نہیں وہی آسمان میں خدا ہے اور وہی زمین میں خدا وہی اول ہے اور وہی آخر وہی ظاہر ہے وہی باطن آنکھیں اُسکی کُنہ دریافت کرنے سے عاجز ہیں اور اُسکو آنکھوں کی کُنہ معلوم ہے وہ سب کا خالق ہے اور کوئی چیز اُسکی مانند نہیں اور اُسکے خالق ہونے پر یہہ دلیل واضح ہے کہ ہر یک چیز کو ایک اندازۂ مقرر میں محصور اور محدود پیدا کیا ہے جس سے وجود اُس ایک خالق اور محدود کا ثابت ہوتا ہے اُسکے لئے تمام محامد ثابت ہیں اور دُنیا و آخرت میں وہی منعم حقیقی ہے اور اُسی کے ہاتھ میں ہر یک حکم ہے اور وہی تمام چیزوں کا مرجع و مآب ہے۔ خدا ہر یک گناہ کو بخش دیگا جس کے لئے چاہیگا پر شرک کو ہرگز نہیں بخشیگا سو جو شخص خدا کی ملاقات کا طالب ہے اُسے لازم ہے کہ ایسا عمل اختیار کرے جس میں کسی نوع کا فساد نہ ہو اور کسی چیز کو خدا کی بندگی میں شریک نہ کرے۔ تو خدا کے ساتھ کسی دوسری چیز کو ہرگز شریک مت ٹھہراؤ خدا کا شریک ٹھہرانا سخت ظلم ہے۔ تو بجز خدا کے کسی اور سے مراد میں مت

ناتوانوں اور اندھوں اور لنگڑوں اور مُردوں کی ایک بڑی بھیڑ پڑی تھی جو پانی کے ہلنے کی منتظر تھی کیونکہ ایک فرشتہ بعض وقت اُس حوض میں اُتر کر پانی کو ہلاتا تھا اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سعادتِ عظمیٰ یا شقاوتِ عظمیٰ کے پانے کے لئے یہی ایک طریق ہے کہ خدا تعالیٰ توجہ خاص فرما کر امر مکافات کو کامل طور پر نازل کرے اور کامل طور پر نازل ہونے کے یہی معنے ہیں کہ وہ مکافات تمام ظاہر و باطن پر مستولی ہو جائے اور کوئی ایسی ظاہری یا باطنی قوت باقی نہ رہے جسکو اُس مکافات سے حصہ نہ پہنچا ہو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

مانگ سب ہلاک ہو جائینگے ایک اُسی کی ذات باقی رہ جاویگی اُسی کے ہاتھ میں حکم ہے اور وہی تمہارا مرجع ہے۔ تیرے خدا نے یہ چاہا ہے کہ تو فقط اُسی کی بندگی کر اور اپنے ماں باپ سے احسان کر نادہ اور اگر تجھے اِس بات کی طرف بہکاویں کہ تو میرے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہراوے تو اُنکا کہا مت مان۔ اگر تجھے کوئی تکلیف پہنچے تو بجز خدا اور کوئی تیرا یار نہیں کہ اُس تکلیف کو دور کرے اور اگر تجھے کچھ بھلائی پہنچے تو ہر یک بھلائی کے پہنچانے پر خدا ہی قادر ہے کوئی دوسرا نہیں اُسی کا تمام بندوں پر تسلط اور تصرف ہے اور وہی صاحب حکمت کاملہ اور ہر یک چیز کی حقیقت سے آگاہ ہے تمام حاجتوں کو اُس سے مانگنا چاہئے اور جو لوگ بجز اُسکے اور اور چیزوں سے اپنی حاجت مانگتے ہیں وہ چیزیں اُنکی دُعاؤں کا کچھ جواب نہیں دیتیں ایسے لوگوں کی یہ مثال ہے جیسے کوئی پانی کی طرف دونوں ہاتھ پھیلا کر کہے کہ اے پانی میرے مونہہ میں آجا سو ظاہر ہے کہ پانی میں یہ طاقت نہیں کہ کسی کی آواز سُنے اور خود بخود اُسکے مونہہ میں پہنچ جائے اِسی طرح مشرک لوگ بھی اپنے معبودوں سے عبث طور پر مدد طلب کرتے ہیں جس پر کوئی فائدہ مترتب نہیں ہو سکتا گو کوئی مقرب الٰہی ہو مگر کسی کی مجال نہیں کہ خواہ نخواہ سفارش کرسکے کسی مجرم کو رہا کراوے خدا کا علم اُنکی پیش و پس پر محیط ہو رہا ہے اور اُنکو خدا کے علوم سے صرف اُسقدر اطلاع ہوتی ہے جس بات پر وہ آپ مطلع کرے اِس سے زیادہ نہیں اور وہ خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اور خدا کے تمام کامل نام اُسی سے مخصوص ہیں اور اُن میں شرکت غیر کی جائز نہیں سو خدا کو اُنہیں ناموں سے پکارو جو بلا شرکت غیری ہیں یعنے نہ مخلوقات ارضی و سماوی کے نام خدا کے لئے وضع کرو اور نہ خدا کے نام مخلوق چیزوں پر اطلاق کرو اور اُن لوگوں سے جُدا رہو جو کہ خدا کے ناموں میں شرکت غیر جائز رکھتے ہیں عنقریب وہ

پانی ملنے کے بعد جو کوئی کہ پہلے اُسمین اُترتا کیسی ہی بیماری مین کیون نہ ہو اُس سے چنگا ہو جاتا تھا اور وہان ایک شخص تھا کہ جو اٹھتیس برس سے بیمار رہتا یسوع نے جب اُسے

بقیہ حاشیہ بمبر ۱۱ یہہ وہی مکافاتِ عظیمہ کا انتہائی مرتبہ ہے جسکو فرقانِ مجید نے دوسرے لفظون مین بہشت اور دوزخ کے نام سے تعبیر کیا ہے اور اپنی کامل اور روشن کتاب مین بتلا دیا ہے کہ وہ بہشت اور دوزخ روحانی اور جسمانی دونون قسم کے مکافات پر کامل طور پر مشتمل ہے اور اُن دونون قسمون کو کتاب

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ بمبر ۳

اپنے کامون کا بدلہ پائینگے - تم اے مُشرکو بجز خدا کے صرف بیجان بُتون کی پرستش کرتے ہو اور سراسر جھوٹ پر جم رہے ہو سو اِس بلیدی سے جو بُت ہین پرہیز کرو اور دروغگوئی سے باز آؤ کیا اُنکی پاؤن ہین جن سے وہ چلتے ہین کیا اُنکے ہاتھ ہین جن سے وہ پکڑتے ہین کیا اُنکی آنکھین ہین جن سے وہ دیکھتے ہین کیا اُنکے کان ہین جن سے وہ سُنتے ہین - اور تم سورج اور چاند کو بھی مت سجدہ کرو اور اُس خدا کو سجدہ کرو جس نے اِن سب چیزون کو پیدا کیا ہے اگر حقیقی طور پر خدا کے پرستار ہو تو اُسی خالق کی پرستش کرو نہ مخلوق کی سورج کو یہہ طاقت نہین کہ چاند کی جگہ پہنچ جائے اور نہ رات دن پر سبقت کرسکتی ہے کوئی ستارہ اپنے فلک مقرّری سے آگے پیچھے نہین ہو سکتا - زمین آسمان مین کوئی بھی ایسی چیز نہین جو مخلوق اور بندۂ خدا ہونے سے باہر ہو اور اگر کوئی کہے کہ مین ہی بمقابلہ خدا تعالیٰ ایک خدا ہون تو ایسے شخص کو ہم واصل جہنّم کرین اور ظالمون کو ہم ہی سزا دیا کرتے ہین سو تم خدا اور اُسکے پیغمبرون پر ایمان لاؤ اور یہہ مت کہو کہ تین ہین باز آجاؤ یہی تمہارے لئے بہتر ہے - اے لوگو ایک مثال ہے تم غور کرکے سُنو جن چیزون سے تم مرادین مانگتے ہو وہ چیزین تو ایک مکھی ہی پیدا نہین کرسکتیں اور اگر مکھی اُن سے کچھ چھین لے تو اُس سے چھوڑا نہین سکتین طالب بھی ضعیف ہین اور مطلوب بھی ضعیف یعنے مخلوق چیزون سے مرادین مانگنے والے ضعیف العقل ہین اور مخلوق چیزین جو معبود ٹھہرائی گئین وہ ضعیف القدرت ہین - مُشرک لوگون نے جیسا چاہئے تھا خدا کو شناخت نہین کیا وہ ایسا سمجھتے ہین کہ گویا خدا کا کارخانہ بغیر دوسرے شرکاء کے چل نہین سکتا حالانکہ خدا اپنی ذات مین صاحبِ قوت تامہ اور غلبۂ تامہ ہے تمام قوتین اُسی کے لئے خاص ہین اور مُشرک لوگ ایسے نادان ہین کہ جنات کو خدا کا شریک ٹھہرا رکھا ہے اور اُسکے لئے بغیر کسی علم

پڑے ہوئے دیکھا اور جانا کہ وہ بڑی مدت سے اِس حالت مین ہے تو اُس سے کہا کہ کیا تو چاہتا ہے کہ چنگا ہو جائے بیمار نے اُسے جواب دیا کہ اے خداوند مجھے پاس آدمی نہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ممدوح مین مفصل طور پر بیان فرمادیا ہے اور سعادتِ عظمیٰ اور شقاوتِ عظمیٰ کی حقیقت کو بخوبی کھولدیا ہے مگر جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہین اِس صداقتِ قصوی اور نیز دوسری گذشتہ بالا صداقتون سے برتہو سماج والے ناآشنا محض ہین۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

اور اطلاع حقیقتِ حال کے بیٹے اور بیٹیان تراش رکھی ہین اور یہود کہتے ہین کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے اور نصاریٰ مسیح کو خدا کا بیٹا بناتے ہین یہہ سب اُنکے مونہہ کی باتین ہین جنکی صداقت پر کوئی حجت قایم نہین کر سکتے بلکہ صرف پہلے زمانہ کے مُشتِ کون کی ریس کر رہے ہین ملعونون نے سچائی کا راستہ کیسا چھوڑ دیا ہنچ فضیحتہ اور رسوائی اور مریم کے بیٹے کو خدا ٹھہرالیا ہے حالانکہ حکم یہہ تہا کہ فقط خدائے واحد کی پرستش کرو خدا اپنی ذات مین کامل ہے اُسکو کچھہ حاجت نہین کہ بیٹا بناوے کونسی کسر اُسکی ذات مین رہ گئی تہی جو بیٹے کے وجود سے پوری ہو گئی اور اگر کوئی کسر نہین تہی تو پھر کیا بیٹا بنانے مین خدا ایک فضول حرکت کرتا جسکی اُسکو کچھہ ضرورت نہ تہی وہ تو ہر یک عبث کام اور ہر یک حالت ناتمام سے پاک ہے جب کسی بات کو کہتا ہی ہو جاتی ہے اہل اسلام جو ایمان لائے ہین جنہون نے توحید خالص اختیار کی اور یہود جنہون نے اولیا اور انبیاء کو اپنا قاضی الحاجات ٹھہرادیا اور مخلوق چیزون کو کارخانۂ خدائی مین شریک مقرر کیا اور صابئین جو ستارون کی پرستش کرتے ہین اور نصاریٰ جنہون نے مسیح کو خدا کا بیٹا قرار دیا ہے اور مجوس جو آگ اور سورج کے پرستار ہین اور باقی تمام مشرک جو طرح طرح کے شرک مین گرفتار ہین خدا اِن سب مین قیامت کے دن فیصلہ کردیگا خدا ہر یک چیز پر شاہد ہے اور خود مخلوق پرستون کا باطل پر ہونا کچھہ پوشیدہ بات نہین یہہ امر نہایت بدیہی ہے اور ہر یک شخص ذاتی توجہ سے دیکھہ سکتا ہے کہ جو کچھہ آسمان اور زمین مین اجرامِ فلکی اور اجسامِ ارضی و نباتات و جمادات اور حیوانات اور عناصر اور چاند اور سورج اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور طرح طرح کے جانور اور انسان ہین جنکی مشرک لوگ پوجا کرتے ہین یہہ سب چیزین خدا کو سجدہ کرتی ہین یعنے اپنی ہستی اور بقا اور وجود مین اُس کی محتاج پڑی ہوئی ہین اور بہ تذلل تمام اُسکی طرف جھکی ہوئی ہین اور ایک دم اُس سے بے نیاز نہین پس اِنہین چیزون سے جو آپ ہی حاجتمند ہین حاجتین مانگنا صریح گمراہی ہے اور بعض انسان جو سرکش ہو جاتے ہین

کہ جب پانی ملے تو مجھے اُسمین ڈالدے اور جب تک مین آپ سے آؤن دوسرا مجھہ سے پہلے اُتر پڑتا ہے اب ظاہر ہے کہ وہ شخص جو حضرت عیسیٰ کی نبوت کا مُنکر ہے اور

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۱ چھٹی صداقت جو سورۃ فاتحہ مین مُندرج ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین ہے جسکے معنے یہ ہین کہ اے صاحب صفات کاملہ اور مبدء فیوض اربعہ ہم تیری ہی پرستش کرتے ہین اور پرستش وغیرہ ضروری اور حاجتون مین مردہی تجھہ سے ہی چاہتے ہین یعنے خالصاً معبود ہمارا تو ہی ہے اور تیرے تک پہنچنے کے لئے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۰

ہین وہ ہی تزلل سے خالی نہین کیونکہ اسی دُنیا مین طرح طرح کے آلام اور اسقام اور افکار اور ہموم کا عذاب اُن پر نازل ہوتا رہتا ہے اور آخرت کا عذاب ہی اُنکے لئے تیار ہے ہر ہیچمدان خدا کے کونسی چیز ہے جس کے وجود پر نظر کرنے سے صفت غنی اور بے نیاز ہونے کی اُسمین پائی جاتی ہے تا کوئی اسکو اپنا معبود ٹھہراوے اور جب کہ کوئی چیز بجز خدا کے غنی اور بے نیاز نہین تو تمام مخلوق پرستون کا باطل پر ہونا ثابت ہے۔ یہ چند آیات قرآن شریف ہین جنکو رگوید کی طول طویل شرتیون کے مقابلہ پر ہم نے اِس جگہ بیان کیا ہے اب وید کی شرتیون مین جسقدر بیفائدہ طوالت اور فضول تقریر اور بے سروپا اور بیہودہ کا دینے والا مضمون اور غیر معقول باتین ہین بمقابلہ اُسکے دیکھنا چاہئے کہ کیونکر قرآن شریف کی آیات مین بکمال ایجاز و لطافت توحید کے ایک عظیم الشان دریا کو معہ دلائل حکمیہ و براہین فلسفیہ اقل قلیل الفاظ مین بھر دیا ہے اور کیونکر مدلل اور موجز عبارت مین تمام ضروریات توحید کا ثبوت دیکر طالبین حق پر معرفت الٰہی کا دروازہ کھولدیا ہے اور کیونکر ہر یک آیت اپنے پُرزور بیان سے مستعد دلون پر پورا پورا اثر ڈال رہی ہے اور اندرونی تاریکی کو دور کرنے کے لئے اعلیٰ درجہ کی روشنی دکھلا رہی ہے اسی جگہ سے دانا انسان سمجھہ سکتا ہے کہ کس کتاب مین بلاغت اور خوش بیانی اور زور تقریر پایا جاتا ہے اور کونسی کتاب کلام بلیغ اور فصیح سے محروم ہے نیک دل اور منصف انسان جب بنیت مقابلہ و موازنہ وید اور قرآن شریف کی عبارت پر نظر ڈالیگا تو اسے فی الفور یہ دکھائی دیگا کہ وید اپنی عبارت مین ایسا کچا اور ناتمام ہے کہ پڑھنے والے کے دل مین طرح طرح کے شکوک پیدا کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کی نسبت انواع اقسام کی بدگمانیون مین ڈالتا ہے اور کسی جگہ اپنے دعویٰ کو طاقت بیانی سے واضح کرکے نہین دکھلاتا اور نہ پایۂ ثبوت تک پہنچاتا ہے بلکہ یہ خود معلوم

اُنکے مُعجزات کا انکار ہی ہے جب یوحنّا کی یہہ عبارت پڑہیگا اور ایسے حوض کے وجود پر اطلاع پائیگا کہ جو حضرت عیسیٰ کے مُلک مین قدیم سے چلا آتا تہا اور جس مین قدیم سے

بقیہ حاشیہ بمرا کوئی اَور دیوتا ہم اپنا ذریعہ قرار نہین دیتے نہ کسی انسان کو نہ کسی بُت کو نہ اپنی عقل اور علم کو کچھہ حقیقت سمجھتے ہین اور ہر بات مین تیری ذات قادرِ مطلق سے مدد چاہتے ہین - یہہ صداقت بھی ہمارے مخالفین کی نظر سے چھپی ہوئی ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ بُت پرست لوگ بجز ذات واحد خدا تعالیٰ کے اور چیزون

ہی نہین ہوتا کہ اُسکا دعویٰ کیا ہے اور اگر کچھہ معلوم بھی ہوتا ہے تو بس یہی کہ وہ اگنی اور سورج اور اندر وغیرہ کی پرستش کرانا چاہتا ہے اور اِسپر بھی کوئی حُجت اور دلیل پیش نہین کرتا کہ کب سے اور کیونکر ان چیزون کو خدائی کا مرتبہ حاصل ہوگیا اور پھر باوجود اِس مُہمل بیانی کے چارون وید اِسقدر لمبی اور طول طویل عبارت مین لکھے گئے ہین جنکا مطالعہ شاید کوئی بڑا محنتی آدمی بشرطیکہ اُسکی عمر بھی دراز ہو کر سکے - اور بمقابلہ اُسکے جب مُنصف آدمی قرآن شریف کو دیکھے تو فی الفور اُسے معلوم ہوگا کہ قرآن شریف مین ایجاز کلام اور اقل دول بیان مین جو لازمہ ضروریہ بلاغت ہے وہ کمال درجہ کا ہے باوجود احاطہ جمیع ضروریات دین اور استیفا تمام دلائل وبراہین کے اِسقدر حجم مین قلیل المقدار ہے کہ انسان صرف تین چار پہر کے عرصہ مین ابتدا سے انتہا تک بفراغ خاطر اُسکو پڑہ سکتا ہے اب دیکھنا چاہئے کہ یہہ بلاغت قرآنی کسقدر ہمارا معجزہ ہے کہ علم کے ایک بحر ذخار کو مین چار جز مین لپیٹ کر دکھلا دیا ہے اور حکمت کے ایک جہان کو صرف چند صفحات مین بہر دیا ہے کیا کبھی کسی نے دیکھا یا سُنا کہ اِسقدر قلیل الحجم کتاب تمام زمانہ کی صداقتون پر مشتمل ہو کیا عقل کسی عاقل کی انسان کے لئے یہہ مرتبہ عالیہ تجویز کر سکتی ہے کہ وہ تہوڑے سے لفظون مین ایک دریا حکمت کا بہروے جس سے علم دین کی کوئی صداقت باہر نہ ہو یہہ دعا قعی اور سچی باتین ہین جنکو ہم لکھتے ہین جسے انکار ہو وہ بمقابلہ ہمارے امتحان کرلے - اِس جگہ یہہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ وید کا کلام ایک اَور ضروری نشانی سے جو کلام الٰہی کے لئے لابدی وملازمی ہے خالی ہے اور وہ یہہ ہے کہ وید مین پیش گوئیون کا نام ونشان نہین اور وید ہرگز اخبار غیبیہ پر مشتمل نہین ہے حالانکہ جو کتاب خدا کا کلام کہلاتی ہے اُس کے لئے یہہ ضروری بات

بقیہ حاشیہ بمرا

یہہ خاصیت تہی کہ اُس مین ایک ہی غوطہ لگانا ہر یک قسم کی بیماری کو گو وہ کیسی ہی سخت کیون نہ ہو دور کر دیتا تھا تو خواہ نخواہ اُسکے دل مین ایک قوی خیال پیدا ہوگا کہ اگر حضرتؐ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ کی پرستش کرتے ہین اور آریہ سماج والے اپنی روحانی طاقتون کو غیر مخلوق سمجھکر اُنکے زور سے مکتی حاصل کرنا چاہتے ہین۔ برہمو سماج والے الہام کی روشنی سے مونہہ پھیر کر اپنی عقل کو ایک دیوی قرار دے بیٹھے ہین جو کہ اُنکے زعم باطل مین خدا تک پہنچانے مین اختیار کلی رکھتی ہے اور سب الٰہی اسرار

ہے کہ خدا کے انوار اُسمین ظاہر ہون یعنے جیسے خدا تعالیٰ عالم الغیب اور قادر مطلق بے مثل و بے مثیل ہے ویسا ہی لازم ہے کہ اُسکا کلام جو اُسکی صفاتِ کاملہ کا آئینہ ہے صفات مذکورہ کو اپنی صورت حالی مین ثابت کرتا ہو ظاہر ہے کہ خدا کے کلام سے یہی علت غائی ہے کہ تا اُسکے ذریعہ سے کامل طور پر خدا کی ذات اور صفات کا علم حاصل ہو اور تا انسان وجوہات قیاسی سے ترقی کرکے عین الیقین بلکہ حق الیقین کے درجہ تک پہنچ جائے اور ظاہر ہے کہ یہہ مرتبہ علمی تب ہی حاصل ہوسکتا ہے کہ جب خدا کا کلام طالب حقیقت کو صرف عقل کے حوالہ نہ کرے بلکہ اپنی ذاتی تجلیات سے ہر یک عقیدہ کو کھولدے مثلاً بہت سی پیش گوہیان اور اخبار غیبیہ بیان کرکے اور پھر اُنکا پورا ہونا دکھلاکر صفت عالم الغیبی کی جو خدا تعالیٰ مین پائی جاتی ہے طالب حق پر ثابت کرے علیٰ ہذا القیاس اپنے تابعین کو پوری پوری مدد کا وعدہ دیکر اور پھر اُن وعدون کو پورا کرکے اپنا قادر اور صادق اور ناصر ہونا بہ پایہ ثبوت پہنچاوے لیکن اِن باتون مین سے وید مین کوئی بھی نہین بلکہ کوئی انصاف پر آوے اور غور اور فکر سے نگاہ کرے تو سپر ظاہر ہوگا کہ وید مین اِن نشانیون مین سے کوئی نشانی پائی نہین جاتی اور جس تکمیل علمی کے لئے کلام الٰہی نازل ہوتا ہے اُس تکمیل کا سامان وید کے پاس موجود نہین بلکہ سچ تو یہہ ہے کہ جسقدر عقلی طور پر ایک عقلمند آدمی معرفت الٰہی کے لئے سامان طیار کرتا ہے اور حتی الوسع والطاقت اپنے قدم کو غلطی اور خطا سے بچاتا ہے وہ مرتبہ بھی وید کو حاصل نہین اور وید کے اُصول ایسے فاسد اور بدیہی البطلان ہین کہ دس برس کا بچہ بھی بشرطیکہ تعصب اور ضد نہ کرے اُنکی غلطی اور ہیراہی پر شہادت دیسکتا ہے پھر یہہ بھی جاننا چاہئے کہ جن روحانی تاثیرات پر فرقان مجید مشتمل ہے اُن سے بھی وید بکلی محروم اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۲

مسیح نے کچھ خوارق عجیبہ دکھلائے ہین تو بلاشُبہ اُنکا یہی موجب ہوگا کہ حضرت ممدوح اُسی حوض کے پانی مین کچھ تصرف کرکے ایسے ایسے خوارق دکھلاتے ہونگے کیونکہ اِس

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ پر محیط اور متصرف ہے سو وہ لوگ بجائے خدا کے پرستش اور استمداد کے اُسی سے ایاک نستعین کا خطاب کر رہے ہین اور شرک خفی مین گرفتار اور مبتلا ہین اور جب منع کیا جائے تو کہتے ہین کہ عقل عطیات الٰہیہ سے ہے اور اسی غرض سے دی گئی ہے کہ تا انسان اپنی معاش اور مہمات مین اُسکو استعمال مین لاوے پس علیہ الٰہیہ کا استعمال مین لانا شرک نہین بن سکتا سو واضح ہو کہ یہہ انکی غلطی ہے اور بارہا یہہ امر معرض بیان مین آیا ہے کہ جس یقین کامل اور جن معارف حقہ پر ہماری نجات موقوف ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

نہیدست ہے تفصیل اِسکی یہہ ہے کہ قرآن مجید باوجود اُن تمام کمالات بلاغت و فصاحت و احاطۂ حکمت و معرفت ایک روحانی تاثیر اپنی ذات بابرکات مین ایسی رکھتا ہے کہ اُسکا سچا اتباع انسان کو مستقیم الحال اور منور الباطن اور منشرح الصدر اور مقبول الٰہی اور قابل خطاب حضرت عزت بنا دیتا ہے اور اُسمین وہ انوار پیدا کرتا ہے اور وہ فیوض غیبی اور تائیدات لاریبی اُس کے شامل حال کر دیتا ہے کہ جو اغیار مین ہرگز پائی نہین جاتین اور حضرت احدیت کی طرف سے وہ لذیذ اور دلارام کلام اُسپر نازل ہوتا ہے جس سے اُسپر دمبدم کھلتا جاتا ہے کہ وہ قرآن مجید کی سچی متابعت سے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی سے اُن مقامات تک پہنچایا گیا ہے کہ جو محبوبان الٰہی کے لئے خاص ہین اور اُن ربانی خوشنودیون اور مہربانیون سے بہرہ یاب ہوگیا ہے جن سے وہ کامل ایماندار بہرہ یاب تھے جو اُس سے پہلے گذر چکے ہین اور نہ صرف مقال کے طور پر بلکہ حال کے طور پر بھی اُن تمام محبتون کا ایک صافی چشمہ اپنے پر صدق دل مین بہتا ہوا دیکھتا ہے اور ایک ایسی کیفیت تعلق باللہ کی اپنے منشرح سینہ مین مشاہدہ کرتا ہے جسکو نہ الفاظ کے ذریعہ سے اور نہ کسی مثال کے پیرایہ مین بیان کرسکتا ہے اور انوار الٰہی کو اپنے نفس پر بارش کی طرح برستے ہوئے دیکھتا ہے اور وہ انوار کبھی اخبار غیبیہ کے رنگ مین اور کبھی علوم و معارف کی صورت مین اور کبھی اخلاق فاضلہ کے پیرایہ مین اُسپر اپنا پرتو ڈالتے رہتے ہین یہہ تاثیرات قرآن مجید کی سلسلہ وار چلی آتی ہین اور جب سے کہ آفتاب صدقت ذات بابرکات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا مین آیا اُسی دم سے آج تک ہزارہا نفوس مستعدہ اور قابلیت رکھتے ہے متابعت کلام الٰہی اور اتباع رسول مقبول سے مدارج عالیہ مذکورہ بالا تک پہنچ چکے ہین اور پہنچتے جاتے ہین وھذا بتعالی یستمد اُن پر پے در پے اور علی الاتصال عطفات

قسم کے اقتباس کی ہمیشہ دُنیا مین بہت سی نظیرین پائی گئی ہین اور اب بھی ہین اور عندالعقل یہہ بات نہائیت صحیح اور قرینِ قیاس ہے کہ اگر حضرتِ عیسیٰ کے ہاتھہ سے

بقیہ حاشیہ بر ۱۱

اُن مقاصدِ عالیہ کی حصول کے لئے عقل ذریعہ نہین ہو سکتی ہان اُن معارف کے حاصل کرنیکے بعد اُنکی صداقت اور سچائی کو سمجھہ سکتی ہے لیکن وہ انکشاف صحیح اور کامل فقط اس پاک اور صاف روشنی سے ہوتا ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی ذات مین موجود ہے اور وہ غفلت کی دوآمیز اور ناقص روشنی جو انسان مین موجود ہے اُس جگہ عاجز ہے سو تحقیق اِس طرح لازم آتا ہے کہ یتیم ہو سماج والے خدا کے اُس روشن کلام سے کہ جو انکشاف صحیح اور کامل کا مدار ہے مونہہ پھیر کر اور اُس سے بکلّی بے نیازی ظاہر کر کے اپنی ہی عقل ناقص کو رہبر مُطلق ٹہہراتے ہین اور بنائے کار بناتے ہین سو اُنکا دل ہمیشہ اِس دھوکہ مین پڑا ہوا ہے کہ جس منزل عالی تک الٰہی توفیق

بقیہ حاشیہ بر ۳

و تفضلات وارد کرتا ہے اور اپنی حمایتین اور عنایتین دکھلاتا ہے کہ صافی لگا ہون کی نظر مین ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ لوگ منظورانِ نظرِ احدیت سے ہین جن پر لطفِ ربّانی کا ایک عظیم الشان سایہ اور فضل نردبانی کا ایک جلیل القدر پیرایہ ہے اور دیکھنے والون کو صریح دکھائی دیتا ہے کہ وہ انعامات خارقِ عادت سے سرفراز ہین اور کرامات عجیب اور غریب سے ممتاز ہین اور محبوبیت کے عطر سے معطر ہین اور مقبولیت کے فخرون سے مفتخر ہین اور قادرِ مُطلق کا نور اُنکی صحبت مین اُنکی توجہ مین اُنکی ہمت مین اُنکی دُعا مین اُنکی نظر مین اُنکے اخلاق مین اُنکی طرزِ معیشت مین اُنکی خوشنودی مین اُنکے غضب مین اُنکی رغبت مین اُنکی نفرت مین اُنکی حرکت مین اُنکے سکون مین اُنکے نطق مین اُنکی خاموشی مین اُنکے ظاہر مین اُنکے باطن مین ایسا ہویدا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ایک لطیف اور مصفّا شیشہ ایک نہائت عمدہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور اُنکے فیضِ صحبت اور ارتباط اور محبت سے وہ باتین حاصل ہو جاتی ہین کہ جو ریاضات شاقہ سے حاصل نہین ہو سکتین اور اُنکی نسبتِ ارادت اور عقیدت پیدا کرنے سے ایمانی حالت ایک دوسرا رنگ پیدا کر لیتی ہے اور نیک اخلاق کے ظاہر کرنے مین ایک طاقت پیدا ہو جاتی ہے اور شوریدگی اور آوارگی نفس کی روکبھی ہونے لگتی ہے اور اطمینان اور حلاوت پیدا ہوتی جاتی ہے اور بقدر استعداد اور مناسبت ذوق ایمانی جوش مارتا ہے اور اُنس اور شوق ظاہر ہوتا ہے اور الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ہے اور اُنکی صحبت طویلہ سے بضرورت یہہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ وہ اپنی ایمانی قوتون مین اور اخلاقی حالتون مین اور انقطاع عن الدنیا مین اور توجہ الی اللہ مین اور محبتِ الٰہیہ مین اور شفقت علی العباد مین اور وفا اور رضا اور استقامت مین اُس عالی مرتبہ پر ہین جسکی نظیر دُنیا مین نہین دیکھی گئی اور عقلِ سلیم فی الفور معلوم

اندہون لنگڑون وغیرہ کو شفا حاصل ہوئی ہے تو بالیقین یہہ نسخہ حضرتِ مسیح نے اُسی حوض سے اُڑایا ہوگا اور پھر نادانون اور سادہ لوحون مین کہ جو بات کی تہ تک نہین پہنچتے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور ربّانی تجلیات پہنچا سکتے ہین اُس منزل تک اُنکی اپنی ہی عقل پہنچا دیگی اب ظاہر ہے کہ اِس سے بڑھ کر اَور کیا شرک ہوگا کہ اپنی عقل کی طاقت کو ربّانی طاقت کے مساوی بلکہ اُس سے عمدہ تر خیال کر رہے ہین سو دیکھئے وہی بات سچ نکلی یا نہین کہ وہ بجائے خدا کے عقل سے ایک نسخہ ہین پکار رہے ہین۔ عیسائیون کا حال بیان کرنا کچھہ ضرورت ہی نہین سب لوگ جانتے ہین کہ حضراتِ عیسائی مسیحائے اِسکے کہ خداوند تعالیٰ کی خالص طور پر پرستش کرین مسیح کی پرستش مین مشغول ہین اور بجائے اِسکے کہ اپنے کاروبار مین خدا سے مدد چاہین مسیح سے مدد مانگتے رہتے ہین اور اُنکی زبانون پر ہر وقت ربّنا المسیح ربّنا المسیح جاری ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

کرلیتی ہے کہ وہ بند اور زنجیر اُنکے پانون سے اُتارے گئے ہین جن مین دوسرے لوگ گرفتار ہین اور وہ تنگی اور انقباض اُنکے سینہ سے دور کیا گیا ہے جس کے باعث سے دوسرے لوگون کے سینے مُنقبض اور کوفتہ خاطر ہین۔ ایسا ہی وہ لوگ تحدیث اور مکالمات حضرتِ احدیت سے بکثرت مشرّف ہوتے ہین اور متواتر اور دائمی خطابات کے قابل ٹہہر جاتے ہین اور حق جل وعلی اور اُسکے مستعد بندون مین ارشاد اور ہدایت کے لئے واسطہ گردانے جاتے ہین۔ اُنکی نورانیت دوسرے دلون کو منوّر کر دیتی ہے اور جیسے موسم بہار کے آنے سے نباتی قوتین جوش زن ہو جاتی ہین ایسا ہی اُنکے ظہور سے فطرتی نور طبائع سلیمہ مین جوش مارتے ہین اور خود بخود ہر یک سعید کا دل یہی چاہتا ہے کہ اپنی سعادتمندی کی استعدادون کو بکوشش تمام منصہ ظہور مین لاوے اور خواب غفلت کے پردون سے خلاصی پاوے اور معصیت اور فسق و فجور کے داغون سے اور جہالت اور بیخبری کی ظلمتون سے نجات حاصل کرے سو اُنکے مبارک عہد مین کچھہ ایسی خاصیت ہوتی ہے اور کچھہ اِس قسم کا انتشارِ نورانیت ہو جاتا ہے کہ ہر یک مومن اور طالبِ حق بقدر طاقتِ ایمانی اپنے نفس مین بغیر کسی ظاہری موجب کے انشراح اور شوق دینداری کا پاتا ہے اور ہمت کو زیادت اور قوت مین دیکھتا ہے غرض اُنکے اُس عطر لطیف سے جو اُنکو کامل متابعت کی برکت سے حاصل ہوا ہے ہر یک مخلص کو بقدر اپنے اخلاص کے حظ پہنچتا ہے ہان جو لوگ شقی ازلی ہین وہ اُس سے کچھہ حصہ نہین پاتے بلکہ اور بھی عناد اور حسد اور شقاوت مین بڑھ کر ہاویہ جہنم مین گرتے ہین اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ختم اللہ علی قلوبھم پھر ہم اسی تقریر کو اچھی طرح ذہن نشین کرنیکی غرض سے دوسرے لفظون مین دوہرا کر یہ تفصیل

اور اصل حقیقت کو نہین شناخت کر سکتے یہہ مشہور کر دیا کہ ایک روح کی مدد سے ایسے ایسے کام کرتا ہون بالخصوص جبکہ یہہ بھی ثابت ہے کہ حضرت مسیح اُسی حوض پر اکثر جایا ہی کرتے

بقیہ حاشیہ بمبر ۱۱ سورہ لوگ مضمون آیاک نعبد و آیاک نستعین پر عمل کر کے محروم اور راندہ درگاہ الٰہی ہین۔ سا تو ین صداقت جو سورۂ فاتحہ مین درج ہے اھدنا الصراط المستقیم ہے جسکے معنی یہہ ہین کہ ہمکو وہ راستہ دکھلا اور اُس راہ پر ہمکو ثابت اور قایم کر کہ جو سیدھا ہے جسمین کسی نوع کی کجی نہین۔ اِس صداقت کی تفصیل یہہ ہے کہ انسان کی حقیقی دُعا یہی ہے کہ وہ خدا تک پہنچنے کا سیدھا راستہ طلب کرے کیونکہ ہر یک مطلوب کے حاصل کرنیکے لئے طبعی قاعدہ یہہ ہے کہ اُن وسائل کو حاصل کیا جائے جنکے ذریعہ سے وہ مطلب ملتا ہے اور خدا نے ہر یک امر کی تحصیل کے لیے یہی قانون قدرت ٹھہرا رکھا ہے کہ جو اُسکے حصول کے وسایل ہین وہ حاصل

بقیہ حاشیہ بمبر ۲ لکھتے ہین کہ متبعین قرآن شریف کو جو انعامات ملتے ہین اور جو مواہب خاصہ اُنکے نصیب ہوتے ہین اگرچہ وہ بیان اور تقریر سے خارج ہین مگر اُن مین سے کئی ایک ایسے انعامات عظیمہ ہین جنکو اِس جگہ مفصل طور پر بغرض ہدایت طالبین بطور نمونہ لکھنا قرین مصلحت ہے چنانچہ وہ ذیل مین لکھے جاتے ہین۔

از انجملہ علوم و معارف ہین جو کامل متبعین کو خوان نعمت فرقانیہ سے حاصل ہوتے ہین جب انسان فرقان مجید کی سچی متابعت اختیار کرتا ہے اور اپنے نفس کو اُسکے امر اور نہی کے بکلی حوالہ کر دیتا ہے اور کامل محبت اور اخلاص سے اُسکی ہدایتون مین غور کرتا ہے اور کوئی اغراض صوری یا معنوی باقی نہین رہتا تب اُسکی نظر اور فکر کو حضرت فیاض مطلق کی طرف سے ایک نور عطا کیا جاتا ہے اور ایک لطیف عقل اُسکو بخشی جاتی ہے جس سے عجیب غریب لطائف اور نکات علم الٰہی کے جو کلام الٰہی مین پوشیدہ ہین اُس پر کھلتے ہین اور ایسا بیان کے رنگ مین معارف دقیقہ اُس کے دل پر برستے ہین۔ وہی معارف دقیقہ ہین جنکو فرقان مجید مین حکمت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے یوتی الحکمۃ من یشاء ومن یوتی الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا۔ یعنے خدا جسکو چاہتا ہے حکمت دیتا ہے اور جسکو حکمت دی گئی اُسکو خیر کثیر دی گئی ہے یعنے حکمت خیر کثیر پر مشتمل ہے اور جس نے حکمت پائی اُس نے خیر کثیر کو پا لیا سو یہہ علوم و معارف جو دوسرے لفظون مین حکمت کے نام سے موسوم ہین یہہ خیر کثیر پر مشتمل ہونے کی وجہ سے بحر محیط کے رنگ مین ہین جو کلام الٰہی کے تابعین کو دئے جاتے ہین اور اُنکے فکر اور نظر مین ایک ایسی برکت رکھی جاتی ہے جو اعلیٰ درجہ کے حقایق حقہ اُنکے نفس آئینہ صفت پر منعکس ہوتے رہتے ہیں اور کامل صداقتین اُن پر منکشف ہوتی رہتی ہین اور

ہے تو اِس خیال کو اَور بھی قوت حاصل ہوتی ہے غرض مخالف کی نظر مین ایسے معجزون سے کہ جو قدیم سے عوض دکھلا رہا ہے حضرتِ عیسیٰ کی نسبت بہت سے شکوک اور شبہات

بقیہ حاشیہ ۱۱ کئے جائین اور جن راہون پر چلنے سے وہ مطلب مل سکتا ہے وہ راہین اختیار کی جائین اور جب انسان صراطِ مستقیم پر ٹھیک ٹھیک قدم مارے اور جو حصول مطلب کی راہین ہین اُن پر چلنا اختیار کرے تو ہر مطلب خود بخود حاصل ہو جاتا ہے لیکن ایسا ہرگز نہین ہو سکتا کہ اُن راہون کے چھوڑ دینے سے جو کسی مطلب کے حصول کے لئے بطور وسائل کے ہین یون ہی مطلب حاصل ہو جائے بلکہ قدیم سے یہی قانونِ قدرت بندھا ہوا چلا آتا ہے کہ

بقیہ حاشیہ ۱۲ تائیداتِ الٰہیہ ہر یک تحقیق اور تدقیق کے وقت کچھ ایسا سامان اُنکے لئے میسر کر دیتی ہین جس سے بیان اُنکا کالمہمل اور ناقص نہین رہتا اور نہ کچھ غلطی واقعہ ہوتی ہے سو جو جو علوم و معارف و دقائق حقائق و لطائف و نکات و ادلہ و براہین اُنکو سوجھتے ہین وہ اپنی کمیت اور کیفیت مین ایسے مرتبہ کا طور پر واقع ہوتے ہین کہ جو خارقِ عادت ہے اور جسکا موازنہ اور مقابلہ دوسرے لوگون سے ممکن نہین کیونکہ وہ اپنے آپ ہی نہین بلکہ تفہیم غیبی اور تائید صمدی اُنکی پیش رو ہوتی ہے اور اُسی تفہیم کی طاقت سے وہ اسرار اور انوار قرآنی اُن پر کھلتے ہین کہ جو صرف عقل کی دود آمیز روشنی سے کھل نہین سکتے اور یہ علوم و معارف جو اُنکو عطا ہوتے ہین جن سے ذات اور صفاتِ الٰہی کے متعلق اور عالمِ معاد کی نسبت لطیف اور باریک باتین اور نہایت عمیق حقیقتین اُن پر ظاہر ہوتی ہین یہ ایک روحانی خوارق ہین کہ جو بالغ نظرون کی نگاہون مین جسمانی خوارق سے اعلیٰ اور الطف ہین بلکہ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ عارفین اور اہل اللہ کا قدر و منزلت دانشمندون کی نظر مین انہین خوارق سے معلوم ہوتا ہے اور وہی خوارق اُنکی منزلت عالیہ کی زینت اور آرائش اور اُنکے چہرہ صلاحیت کی زیبائی اور خوبصورتی ہین کیونکہ انسان کی فطرت مین داخل ہے کہ علوم و معارفِ حقہ کی ہیبت سب سے زیادہ اُسپر اثر ڈالتی ہے اور صداقت اور معرفت ہر یک چیز سے زیادہ اُسکو پیاری ہے اور اگر ایک زاہد عابد ایسا فرض کیا جائے کہ صاحبِ مکاشفات ہے اور اخبارِ غیبیہ بھی اُسے معلوم ہوتے ہین اور ریاضاتِ شاقہ بھی بجالاتا ہے اور کئی اَور قسم کے خوارق بھی اُس سے ظہور مین آتے ہین مگر علمِ الٰہی کے بارہ مین سخت جاہل ہے یہانتک کہ حق اور باطل مین تمیز ہی نہین کر سکتا بلکہ خیالاتِ فاسدہ مین گرفتار اور عقائدِ غیر صحیحہ مین مبتلا ہے ہر یک بات مین خام اور ہر یک رائے

پیدا ہوتے ہین اور اِس بات کے ثبوت مین بہت سی مُشکلات پڑتی ہین کہ یہودیون کی رائے کے موافق مسیح مکّار اور شعبدہ باز نہین تھا اور نیک چلن آدمی تھا جس نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴۶ ہر ایک مقصد کے حصول کے لئے ایک مقرّری طریقہ ہے جب تک انسان اُس طریقہ مقررہ پر قدم نہین مارتا تب تک وہ امر اُسکو حاصل نہین ہوتا پس وہ شے جسکو محنت اور کوشش اور دُعا اور تضرع سے حاصل کرنا چاہئے صراط مستقیم ہے جو شخص صراط مستقیم کی طلب مین کوشش نہین کرتا اور نہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴۶ مین فاش غلطی کرتا ہے تو ایسا شخص طبایع سلیمہ کی نظر مین نہایت حقیر اور ذلیل معلوم ہوگا اسکی یہی وجہ ہے کہ جس شخص سے دانا انسان کو جہالت کی بدبو آتی ہے اور کوئی احمقانہ کلمہ اُسکے مُونہہ سے سُن لیتا ہے تو فی الفور اُسکی طرف سے دل متنفّر ہوجاتا ہے اور پھر وہ شخص عاقل کی نظر مین کسی طرح سے قابل تعظیم نہین ٹھہر سکتا اور گو کیسا ہی زاہد عابد کیون نہ ہو کچھ حقیر سا معلوم ہوتا ہے پس انسان کی اس فطرتی عادت سے ظاہر ہے کہ خوارق روحانی یعنے علوم و معارف اُسکی نظر مین اہل اللہ کے لئے شرط لازمی اور اکابر دین کی شناخت کے لئے علامات خاصہ اور ضروریہ ہین پس یہہ علامتین قرآن شریف کی کامل تابعین کو اکمل اور اتم طور پر عطا ہوتی ہین اور باوجودیکہ اُن مین سے اکثر دن کی سرشت پر آمیت غالب ہوتی ہے اور علوم رسمیہ کو بالاستیفا حاصل نہین کیا ہوتا لیکن نکات اور لطائف علم الٰہی مین اسقدر اپنے ہمعصرون سے سبقت لیجاتے ہین کہ لب اتہامات ٹیڑھے بڑے مخالف اُنکی تقریرون کو سُنکر یا اُنکی تحریرون کو پڑھکر اور دریائے حیرت مین پڑکر بلا اختیار جزل اُٹھتے ہین کہ اُنکے علوم و معارف ایک دوسرے عالم سے ہین جو تائیدات الٰہی کے رنگ خاص سے رنگین ہین اور اسکا ایک یہہ بھی ثبوت ہے کہ اگر کوئی منکر بطور مقابلہ کے الٰہیات کے مباحث مین سے کسی بحث مین اُنکی محققانہ اور عارفانہ تقریرون کے ساتھہ کسی تقریر کا مقابلہ کرنا چاہئے تو اخیر پر بشرط انصاف و دیانت اُسکو اقرار کرنا پڑیگا کہ صداقت حقہ اُسی تقریر مین تھی جو اُنکے مونہہ سے نکلی تھی اور جیسے جیسے بحث عمیق ہوتی جائیگی بہت سے لطیف اور دقیق براہین ایسے نکلتے آئینگے جن سے روز روشن کی طرح اُنکا سچا ہونا کھلتا جائیگا چنانچہ ہر ایک طالب حق پر اُسکا ثبوت ظاہر کرنے کے لئے ہم آپ ہی ذمہ دار

انچہ عجائبات کے دکھلانے مین اُس قدیمی حوض سے کچھہ کم نہین لی اور سچ مچ معجزات ہی دکھائے مین اور اگرچہ قرآن شریف پر ایمان لانے کے بعد ان وساوس سے نجات حاصل ہوجاتی ہے مگر جو شخص ابھی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ اُسکی کچھہ پرواہ رکھتا ہے وہ خدا کے نزدیک ایک کجرو آدمی ہے اور اگر وہ خدا سے بہشت اور عالم ثانی کی راحتون کا طالب ہو تو حکمتِ الٰہی اُسے یہی جواب دیتے ہی کہ اے نادان اول صراطِ مستقیم کو طلب کر پھر یہہ سب کچھہ تجھے آسانی سے ملجائیگا سو سب دُعاؤن سے مقدم دُعا جکی طالبِ حق کو

بقیہ حاشیہ نمبر ۲

ہین۔ از انجملہ ایک عصمت بھی ہے جسکو حفظِ الٰہی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہہ عصمت بھی فرقان مجید کے کامل تابعین کو بطور خارقِ عادت عطا ہوتی ہے اور اِس جگہ عصمت سے مراد ہماری یہہ ہے کہ وہ ایسی نالائق اور مذموم عادات اور خیالات اور اخلاق اور افعال سے محفوظ رکھے جاتے ہین جن مین دوسرے لوگ دن رات آلودہ اور ملوث نظر آتے ہین اور اگر کوئی لغزش بھی ہوجائے تو رحمتِ الٰہیہ جلد تر اُنکا تدارک کر لیتی ہے۔ یہہ بات ظاہر ہے کہ عصمت کا مقام نہایت نازک اور نفس امارہ کے مقتضیات سے نہایت دور پڑا ہوا ہے جسکا حاصل ہونا بجز توجہ خاص الٰہی کے ممکن نہین مثلاً اگر کسی کو یہہ کہا جائے کہ وہ صرف ایک کذب اور دروغگوئی کی عادت سے اپنے جمیع معاملات اور بیانات اور حرفون اور پیشون مین قطعی طور پر باز رہے تو یہہ اُسکے لئے مشکل اور ممتنع ہوجاتا ہے بلکہ اگر اِس کام کے کرنیکے لئے کوشش اور سعی بھی کرے تو اسقدر موانع اور عوائق اُسکو پیش آتے ہین کہ بالآخر خود اُسکا یہہ اُصول ہوجاتا ہے کہ دُنیاداری مین جھوٹ اور حلف گوئی سے پرہیز کرنا ناممکن ہے مگر اُن سعید لوگون کے لئے کہ جو سچی محبت اور پُرجوش ارادت سے فرقانِ مجید کی ہدایتون پر چلنا چاہتے ہین صرف یہی امر آسان نہین کیا جاتا کہ وہ دروغگوئی کی قبیح عادت سے باز رہین بلکہ وہ ہر ناکردنی اور ناگفتنی کے چھوڑنے پر قادرِ مطلق سے توفیق پاتے ہین اور خدا یتعالیٰ اپنی رحمت کاملہ سے ایسی تقریبات غیبیہ سے اُنکو محفوظ رکھتا ہے جن سے وہ ہلاکت کے ورطون مین پڑین کیونکہ وہ دُنیا کا نور ہوتے ہین اور اُنکی سلامتی مین دُنیا کی سلامتی اور اُنکی ہلاکت مین دُنیا کی ہلاکت ہوتی ہے اِسی جہت سے وہ اپنے ہر یک خیال اور علم اور فہم اور غضب اور شہوت اور خوف اور طمع اور تنگی اور فراخی اور خوشی اور غمی اور عُسر اور یُسر مین تمام نالائق باتون اور فاسد خیالون اور نادرست علمون اور

قرآن شریف پر ایمان نہیں لایا اور یہودی یا ہندو یا عیسائی ہے وہ کیونکر ایسے وبا سے نجات پا سکتا ہے اور کیونکر اُسکا دل اطمینان پکڑ سکتا ہے کہ باوجود ایسے عجیب حوض

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اشد ضرورت ہی طلب صراط مستقیم ہے - اب ظاہر ہے کہ ہمارے مخالفین اِس صداقت پر قدم مارنے سے بھی محروم ہین عیسائی لوگ تو اپنی ہر دعا مین روٹی ہی مانگا کرتے ہین اور اگر کہا بھی پیٹ بھر کر ہی مگر جا مین آدین پھر بھی جھوٹ موٹ اپنے تئین بھوکے ظاہر کر کے روٹی مانگتے رہتے ہین گویا اُنکا مطلوب اعظم روٹی

ناجائز عملون اور بیجا فہمون اور ہر یک افراط اور تفریط نفسانی سے بچائے جاتے ہین اور کسی مذموم بات پر ٹھہرنا نہین پاتے کیونکہ خداوند کریم اُنکی تربیت کا متکفل ہوتا ہے اور جس شاخ کو اُسکے شجرۂ طیبہ مین خشک دیکھتا ہے اُسکو فی الفور اپنے مربیانہ ہاتھ سے کاٹ ڈالتا ہے اور حمایت الٰہی ہر دم اور ہر لحظہ اُنکی نگرانی کرتی رہتی ہے اور یہ نعمت محفوظیت کی جو اُنکو عطا ہوتی ہے یہ بھی بغیر ثبوت نہین بلکہ زیرک انسان کسیقدر صحبت سے اپنی ذہنی تسلی سے اسکو معلوم کر سکتا ہے - ازانجملہ ایک مقام توکل ہے جسپر نہایت مضبوطی سے اُنکو قایم کیا جاتا ہے اور اُسکے غیر کو وہ چشمہ صافی ہرگز میسر نہین آسکتا بلکہ اُنہین کے لئے وہ خوشگوار اور موافق کیا جاتا ہے اور نور معرفت ایسا اُنکو تھامے رہتا ہے کہ وہ بسا اوقات طرح طرح کی بے سامانی مین ہوکر اور اسباب عادیہ سے بکلی اپنے تئین دور پاکر پھر بھی ایسی بشاشت اور انشراح خاطر سے زندگی بسر کرتے ہین اور ایسی خوشحالی سے دنیا کو کاٹتے ہین کہ گویا اُنکے پاس ہزارہا خزاین ہین اُنکے چہرون پر تونگری کی تازگی نظر آتی ہے اور صاحب دولت ہونے کی مستقل مزاجی دکھائی دیتی ہے اور تنگیون کی حالت مین بکمال کشادہ دلی اور یقین کامل اپنے مولیٰ کریم پر بھروسہ رکھتے ہین سیرت ایثار اُنکا مشرب ہوتا ہے اور خدمت خلق اُنکی عادت ہوتی ہے اور کبھی انقباض اُنکی حالت مین راہ نہین پاتا اگرچہ سارا جہان اُنکا عیال ہو جائے اور فی الحقیقت خدا تعالیٰ کی ستاری مرتبوب شکر ہے جو ہر جگہ اُنکی پردہ پوشی کرتی ہے اور قبل اِسکے جو کوئی آفت فوق الطاقت نازل ہو اُنکو داس عافیت مین لے لیتی ہے کیونکہ اُنکے تمام کاموں کا خدا متولی ہوتا ہے جیسا کہ اُس نے آپ ہی فرمایا ہے وھو یتولی الصالحین لیکن دوسرون کو دنیاداری کے دل آزار اسباب مین چھوڑا جاتا ہے اور وہ خارق عادت سیرت جو خاص اُن لوگون کے ساتھ ظاہر کیجاتی ہے کسی دوسرے کے ساتھ ظاہر نہین کیجاتی اور یہ خاصہ انکا

کے جس مین ہزارون لنگڑے اور لولے اور مادرزاد اندھے ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے اور جو صدہا سال سے اپنے خواص عجیبہ کے ساتھ ہیودیون اور اُس

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہی ہے ولیس - آریہ سماج والے اور دوسرے اُنکے محبت پرست بھائی اپنی دعاؤن مین جہنم مرن سے بچنے کے لئے بجنے اداگون سے جو اُنکے زعم باطل مین ٹھیک اور درست ہے طرح طرح کے اخلوک بڑھا کرتے ہین اور صراط مستقیم کو خدا سے نہین مانگتے علاوہ اِسکے اللہ تعالیٰ نے تو اِس جگہ جمع کا لفظ بیان

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱۱ ہی صحبت سے بہت جلد ثابت ہوسکتا ہے - ازانجملہ ایک مقام محبت ذاتی کا ہے جسپر قرآن شریف کے کامل متبعین کو قائم کیا جاتا ہے اور اُنکے رگ وریشہ مین اِسقدر محبت الٰہیہ تاثیر کر جاتی ہے کہ اُنکے وجود کی حقیقت بلکہ اُنکی جان کی جان ہوجاتی ہے اور محبوب حقیقی سے ایک عجیب طرح کا پیار اُنکے دلون مین جوش مارتا ہے اور ایک خارق عادت انس اور شوق اُنکے قلوب صافیہ پر مستولی ہوجاتا ہے کہ جو غیر سے بکلی منقطع اور گسستہ کر دیتا ہے اور آتش عشق الٰہی ایسی افروختہ ہوتی ہے کہ جو ہم صحبت لوگون کو اوقات خاصہ مین بدیہی طور پر مشہود اور محسوس ہوتی ہے بلکہ اگر محبان صادق اُس جوش محبت کو کسی حیلہ اور تدبیر سے پوشیدہ رکھنا بھی چاہین تو یہ اُنکے لئے غیر ممکن ہوجاتا ہے جیسے عشاق مجازی کے لئے بھی یہ بات غیر ممکن ہے کہ وہ اپنے محبوب کی محبت کو جسکے دیکھنے کے لئے دن رات مرتے ہین اپنے رفیقون اور ہم صحبتون سے چھپائے رکھین بلکہ وہ عشق جو اُنکے کلام اور اُنکی صورت اور اُنکی آنکھ اور اُنکی وضع اور اُنکی فطرت مین گھس گیا ہے اور اُنکے بال بال سے مترشح ہو رہا ہے وہ اُنکے چھپانے سے ہرگز چھپ ہی نہین سکتا اور ہزار چھپاؤ مین کوئی نکوئی نشان اُسکا نمودار ہوجاتا ہے اور سب سے بزرگتر اُنکے صدق قدم کا نشان یہ ہے کہ وہ اپنے محبوب حقیقی کو ہر یک چیز پر اختیار کر لیتے ہین اور اگر الم اُسکی طرف سے پہنچین تو محبت ذاتی کے غلبہ سے برنگ انعام اُنکو مشاہدہ کرتے ہین اور عذاب کو شربت عذب کی طرح سمجھتے ہین کسی تلوار کی تیز دھار اُن مین اور اُنکے محبوب مین جدائی نہین ڈال سکتے اور کوئی بلیہ عظمیٰ اُنکو اپنے اُس پیار کی یاد داشت سے روک نہین سکتے اُسی کو اپنی جان سمجھتے ہین اور اُسی کی محبت مین لذات پاتے اور اُسی کی ہستی کو ہستی خیال کرتے ہین اور اُسی کے ذکر کو اپنی زندگی کا ماحصل قرار دیتے ہین اگر چاہتے ہین تو اُسی کو

ملک کے تمام لوگوں میں مشہور اور زبان زد ہو رہا تھا اور بے شمار آدمی اُس میں غوطہ مارنے سے شفا پا چکے تھے اور ہر روز پاتے تھے اور ہر وقت ایک میلہ اُسپر لگا رہتا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کرکے اِس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ کوئی انسان ہدائیت طلب کرنے اور انعام الٰہی پانے سے ممنوع نہیں ہے مگر بموجب اُصول آریا سماج کے ہدائیت طلب کرنا گنہگار کے لئے ناجائز ہے اور خدا اُسکو ضرور سزا دیگا اور ہدائیت پانا نہ پانا اُسکے لئے برابر ہے۔ بتمہ سماج والوں کا دُعاؤں پر کچھ ایسا

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

اگر آرام پاتے ہیں تو اُسی سے تمام عالم میں اُسی کو رکھتے ہیں اور اُسی کے ہو رہتے ہیں اُسی کے لئے جیتے ہیں اور اُسی کے لئے مرتے ہیں عالم میں رہ کر پھر بے عالم ہیں اور با خود ہو کر پھر بیخود ہیں نہ عزت سے کام رکھتے ہیں نہ نام سے نہ اپنی جان سے نہ اپنے آرام سے بلکہ سب کچھ ایک کے لئے کھو بیٹھتے ہیں اور ایک کے پانے کے لئے سب کچھ دے ڈالتے ہیں لابد رک آتش سے جلتے جاتے ہیں اور کچھ بیان نہیں کر سکتے کہ کیوں جلتے ہیں اور تفہیم اور تفہم سے صم و بکم ہوتے ہیں اور ہر یک مصیبت اور ہر یک رسوائی کے سہنے کو تیار رہتے ہیں اور اُس سے لذت پاتے ہیں۔

عشق است کہ بر خاکیٔ لذت غلطاند　　عشق است کہ آرد بآتش سوزاں نشاند　　کس بر کسی سر ندہد جان نفشاند　　عشق است کہ این کار بصد صدق کناند

از انجملہ اخلاق فاضلہ ہیں جیسے سخاوت شجاعت ایثار علو ہمت و فور شفقت حلم حیا مروت یہہ تمام اخلاق بھی بوجہ احسن اور انسب اُنہیں سے صادر ہوتے ہیں اور وہی لوگ بہ بین متابعت قرآن شریف وفاداری سے اخیر عمر تک ہر یک حالت میں اُنکو بخوبی و شائستگی انجام دیتے ہیں اور کوئی انقباض خاطر اُنکو ایسا پیش نہیں آتا کہ جو اخلاق حسنہ کی کما ینبغی صادر ہونے سے اُنکو روک سکے اصل بات یہہ ہے کہ جو کچھ خوبی علمی یا عملی یا اخلاقی انسان سے صادر ہو سکتی ہے وہ صرف انسانی طاقتوں سے صادر نہیں ہو سکتی بلکہ اصل موجب اُسکے صدور کا فضل الٰہی ہے پس چونکہ یہہ لوگ سب سے زیادہ مورد فضل الٰہی ہوتے ہیں اس لئے خود خداوند کریم اپنے تفضلات نامتناہی سے تمام خوبیوں سے اِنکو متمتع کرتا ہے یا دوسرے لفظوں میں یوں سمجھو کہ حقیقی طور پر بجز خدا تعالیٰ کے اَور کوئی نیک نہیں تمام اخلاق فاضلہ اور تمام نیکیاں اُسی کے لئے مسلم ہیں پھر جسقدر کوئی اپنے نفس اور ارادت سے فانی ہو کر اُس ذات خیر محض کا

تھا اور مسیح بھی اکثر اُس حوض پر جایا کرتا تھا اور اُسکی ان عجیب و غریب خاصیتوں سے باخبر تھا مگر پھر بھی مسیح نے اُن معجزات کے دکھلانے مین جنکو قدیم سے حوض دکھلاتا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اعتقاد ہی نہین وہ ہر وقت اپنی عقل کے گھمنڈ مین رہتے ہین اور نیز اُنکا یہہ بھی مقولہ ہے کہ کسی خاص دُعا کو بندگی اور عبادت کے لئے خاص کرنا ضروری نہین انسان تو اختیار ہے جو چاہے دُعا مانگے مگر یہہ اُنکی سراسر نادانی ہے اور ظاہر ہے کہ اگرچہ جزوی حاجات صدہا انسان کو لگی ہوئی ہین مگر حاجتِ اعظم جسکا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

قُرب حاصل کرنا ہے اُسیقدر اخلاقِ الہیّہ اُسکے نفس پر منعکس ہوتی ہین پس بندہ کو جو جو خوبیان اور سچی تہذیب حاصل ہوتی ہے وہ خدا ہی کے قُرب سے حاصل ہوتی ہے اور ایسا ہی چاہئے تھا کیونکہ مخلوق فی ذاتہٖ کچھہ چیز نہین ہے سو اخلاقِ فاضلہ الہیّہ کا انعکاس اُنہین کے دلون پر ہوتا ہے کہ جو لوگ قرآن شریف کا کامل اتباع اختیار کرتے ہین اور تجربہ صحیحہ بتلا سکتا ہے کہ جس مشرب صافی اور روحانی ذوق اور محبت کے بہرے ہوئے جوش سے اخلاقِ فاضلہ اُن سے صادر ہوتے ہین اُسکی نظیر دُنیا مین نہین پائی جاتی اگرچہ سونہہ سے ہریک شخص دعویٰ کر سکتا ہے اور لاف و گذاف کے طور پر ہر یک کی زبان چل سکتی ہے مگر جو تجربہ صحیحہ کا تنگ دروازہ ہے اُس دروازہ سے سلامت نکلنے والے یہی لوگ ہین اور دوسرے لوگ اگر کچھہ اخلاق فاضلہ ظاہر کرتے بھی ہین تو تکلّف اور تصنع سے ظاہر کرتے ہین اور اپنی آلودگیون کو پوشیدہ رکھہ کر اور اپنی بیماریون کو چھپا کر اپنی جھوٹی تہذیب دکھلاتے ہین اور ادنیٰ ادنیٰ امتحانون مین انکی قلعی کھل جاتی ہے اور تکلف اور تصنع اخلاقِ فاضلہ کے ادا کرنے مین اکثر وہ اِس لئے کرتے ہین کہ اپنی دُنیا اور معاشرت کا حُسن انتظام وہ اسی مین دیکھتے ہین اور اگر اپنی اندرونی آلائشون کی ہر جگہ پیروی کرین تو پھر مہمات معاش مین خلل پڑتا ہے اور اگرچہ بقدر استعداد فطرتی کے کچھہ تخم اخلاق کا اُنمین بھی ہوتا ہے مگر وہ اکثر نفسانی خواہشون کے کانٹون کے نیچے دبا رہتا ہے اور بغیر آمیزش اغراض نفسانی کے خالصاً للہ ظاہر نہین ہوتا جو چاہیئے کہ اپنے کمال کو پہنچے اور خالصاً للہ اُنہین مین وہ تخم کمال کو پہنچتا ہے کہ جو خدا کے ہو رہتے ہین اور جن کے نفوس کو خدا تعالیٰ غیریت کی لوث سے بکلّی پاک کر دیتا ہے پاک اخلاق سے بھر دیتا ہے اور انکے دلون مین وہ اخلاق ایسے پیارے کر دیتا ہے جیسے وہ اُسکو اپنے پیارے ہین پس وہ لوگ خلق اللہ کی وجہ سے تخلق باخلاق اللہ کا ایسا مرتبہ حاصل کر لیتے ہین کہ گویا وہ خدا کا ایک آرسہ جاتا ہین جسکی توسط سے وہ اپنے اخلاق ظاہر کرتا ہے اور انکو دیکھہ کر خدا یاد آجاتا ہے

تھا اُسی حوض کی مٹی یا پانی سے کچھ مدد نہین لی اور اُسی مین کچھ تصرف کرکے اپنا نیا نسخہ نہین نکالا۔ بلاشبہ ایسا خیال بے دلیل بات ہے کہ جو مخالف کے روبرو کارگر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ دن رات اور ہر یک دم فکر کرنا چاہئے صرف ایک ہی ہے یعنے یہ کہ انسان اُن طرح طرح کے حجب ظلمانیہ سے نجات پاکر معرفت کامل کے درجہ تک پہنچ جائے اور کسی طرح کی نابینائی اور کور باطنی اور بے مہری اور بیوفائی باقی نہ رہے بلکہ خدا کو کامل طور پر شناخت کرکے اور اُسکی خالص محبت سے پُر ہوکر مرتبہ وصال الٰہی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲ وہ آبِ زلال اُنکو اپنے اُس خاص چشمہ سے پلاتا ہے جس مین کسی مخلوق کو علیٰ وجہ الاصالت اُسکے ساتھ شرکت نہین۔ اور منجملہ اُن عطیات کے ایک کمال عظیم جو قرآن شریف کے کامل تابعین کو دیا جاتا ہے عبودیت ہے یعنے وہ باوجود بہت سے کمالات کے ہر وقت نقصانِ ذاتی اپنا پیش نظر رکھتے ہین اور بشہود کبریائی حضرتِ باریتعالیٰ ہمیشہ تذلل اور نیستی اور انکسار مین رہتے ہین اور اپنی اصل حقیقت ذلت اور مفلسی اور ناداری اور پُر تقصیری اور خطاواری سمجھتے ہین اور اُن تمام کمالات کو جو اُنکو دیئے گئے ہین بر عارضی روشنی کی مانند سمجھتے ہین جو کسی وقت آفتاب کی طرف سے دیوار پر پڑتی ہے جسکو حقیقی طور پر دیوار سے کچھ بھی علاقہ نہین ہوتا اور لباس مستعار کی طرح معرض زوال مین ہوتی ہے پس وہ تمام خیر و خوبی خدا ہی مین محصور رکھتے ہین اور تمام نیکیون کا چشمہ اُسی کی ذات کامل کو قرار دیتے ہین اور صفات الٰہیہ کے کامل شہود سے اُنکے دل مین حق الیقین کے طور پر بھر جاتا ہے کہ ہم کچھ چیز نہین ہین بجز اسکے کہ وہ اپنے وجود اور ارادہ اور خواہش سے بکلی کھوئے جاتے ہین اور عظمت الٰہی کا پُر جوش دریا اُنکے دلون پر ایسا محیط ہوجاتا ہے کہ ہزارہا طور کی ہستی اُن پر وارد ہوجاتی ہے اور شرک خفی کے ہر یک رگ و ریشہ سے بکلی پاک اور منزہ ہوجاتے ہین اور منجملہ اُن عطیات کے ایک یہہ ہے کہ اُنکی معرفت اور خدا شناسی بذریعہ کشوف صادقہ و علوم لدنیہ و الہامات صریحہ و مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت و دیگر خوارق عادت بدرجہ اکمل و اتم پہنچائی جاتی ہے یہانتک کہ اُن مین اور عالم ثانی مین ایک نہایت دقیق اور شفاف حجاب باقی رہ جاتا ہے جس مین سے اُنکی نظر عبور کرکے واقعات اُخروی کو اسی عالم مین دیکھ لیتی ہے برخلاف دوسرے لوگون کے کہ جو باعث پُر ظلمت ہونے اپنی کتابون کے اِس مرتبہ کاملہ تک ہرگز نہین پہنچ سکتے بلکہ اُنکی کج تعلیم کتابین اُنکے

نہین اور بلا ریب اس حوض عجیب الصفات کے وجود پر خیال کرنے سے مسیح کی حالت پر بہت سے اعتراضات عائد ہوتے ہین جو کسی طرح اُٹھ نہین سکتے اور جسقدر غور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کا جس مین اُسکی سعادت تامہ ہے پالیوے یہی ایک دُعا ہے جس کی انسان کو سخت حاجت ہے اور جسپر اُسکی ساری سعادت موقوف ہے سو اُس کے حصول کا سیدھا راستہ یہی ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم کہے کیونکہ انسان کے لئے ہر یک مطلب کے پانے کا یہی ایک طریق ہے کہ جن راہون پر چلنے سے وہ مطلب حاصل ہوتا ہے اُن راہون پر مضبوطی سے قدم مارے اور وہی راستہ اختیار کرے کہ جو سیدھا منزل

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

حجابون پر اور یہی صدہا حجاب ڈالتے ہین اور بیماری کو آگے سے آگے بڑھا کر موت تک پہنچاتے ہین اور فلسفی جن کے قدمون پر آجکل برہمو سماج والے چلتے ہین اور جن کے مذہب کا سارا مدار عقلی خیالات پر ہے وہ خود اپنے طریق مین ناقص ہین اور اُنکے نقصان پر یہی دلیل کافی ہے کہ اُنکی معرفت باوجود صدہا طرح کی غلطیون کی نظری وجوہ سے نجات نہین کرتی اور قیاسی ٹکلون سے آگے نہین بڑھتی اور ظاہر ہے کہ جس شخص کی معرفت صرف نظری طور تک محدود ہے اور وہ بھی کئی طرح کی خطا کی آلودگیون سے ملوث۔ وہ شخص بمقابلہ اُس شخص کے جسکا عرفان براہت کے مرتبہ تک پہنچ گیا ہے اپنی علمی حالت مین بغایت درجہ پست اور متنزل ہے ظاہر ہے کہ نظر اور فکر کے مرتبہ کے آگے ایک مرتبہ بداہت اور مشہود کا باقی ہے یعنے جو اُمور نظری اور فکری طور پر معلوم ہوتے ہین وہ ممکن ہین کہ کسی اور ذریعہ سے بدیہی اور مشہود طور پر معلوم ہون سو یہ مرتبہ بداہت کا عند العقل ممکن الوجود ہے اور گو برہمو سماج والے اُس مرتبہ کے وجود فی الخارج سے انکار ہی کرین پر اس بات سے اُنہین انکار نہین کہ وہ مرتبہ اگر خارج مین پایا جاوے تو بلاشبہ اعلیٰ و اکمل ہے اور جو نظر اور فکر مین خفایا باقی رہ جاتے ہین اُنکا ظہور اور بروز اُسی مرتبہ پر موقوف ہے اور خود اِس بات کو کون نہین سمجھ سکتا کہ ایک امر کا بدیہی طور پر کھل جانا نظری طور سے اعلیٰ اور اکمل ہے مثلاً اگرچہ مصنوعات کو دیکھ کر دانا اور سلیم الطبع انسان کا اِس طرف خیال آسکتا ہے کہ اِن چیزون کا کوئی صانع ہوگا مگر نہایت بدیہی اور روشن طریق معرفت الٰہی کا جو اُسکے وجود پر بڑی ہی مضبوط دلیل ہے یہہ ہے کہ اُسکے بندون کو الہام ملتا ہے اور قبل اِسکے جو حقایق اشیا کا انجام کھلے اُن پر کھولا جاتا ہے اور وہ اپنے معروضات مین حضرت احدیت سے جوابات پاتے ہین اور اُن سے مکالمات

کرو اُسیقدر دار و گیر بڑھتی ہے اور مسیحی جماعت کے لئے کوئی راستہ مخلصی کا نظر نہیں آتا کیونکہ دُنیا کی موجودہ حالت کو دیکھ کر یہہ وساوس اَور بھی زیادہ تقویت پکڑتے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مقصود تک پہنچتا ہے اور بے راہیوں کو چھوڑ دے اور یہہ بات نہایت بدیہی ہے کہ ہر شئے کے حصول کے لئے خدا نے اپنے قانونِ قدرت مین صرف ایک ہی راستہ ایسا رکھا ہے جسکو سیدھا کہنا چاہئے اور جبتک ٹھیک ٹھیک وہی راستہ اختیار نہ کیا جائے ممکن نہین کہ وہ چیز حاصل ہوسکے۔ جس طرح

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

اور مخاطبات ہوتے ہین اور بہ نظر کشفی اُنکو عالمِ ثانی کے واقعات دکھلائے جاتے ہین اور جزا سزا کی حقیقت پر مطلع کیا جاتا ہے اور دوسرے کئی طور کے اسرارِ اُخروی اُن پر کھولے جاتے ہین اور کچھ شک نہین کہ یہہ تمام اُمور علم الیقین کو اتم اور اکمل مرتبہ تک پہنچاتے ہین اور نظری ہونے کے عمیق نشیب سے بداہت کے بلند مینار تک لیجاتے ہین بالخصوص مکالمات اور مخاطبات حضرت احدیت اِن سب اقسام سے اعلیٰ ہین کیونکہ اُنکے ذریعہ سے صرف اخبارِ غیبیہ ہی معلوم نہین ہوتے بلکہ عاجز بندہ پر جو جو سوالی کریم کی عنایتین ہین اُن سے بھی اطلاع دیجاتی ہے اور ایک لذیذ اور مبارک کلام سے ایسی تسلی اور تشفی اُسکو عطا ہوتی ہے اور خوشنودی حضرتِ باریتعالیٰ سے مطلع کیا جاتا ہے جس سے بندہ مکروہاتِ دُنیا کا مقابلہ کرنے کے لئے بڑی قوت پاتا ہے گویا صبر اور استقامت کے پہاڑ اُسکو عطا کئے جاتے ہین اسی طرح بذریعہ کلام اعلیٰ درجہ کے علوم اور معارف بھی بندہ کو سکھلائے جاتے ہین اور وہ اسرارِ خفیہ و دقایق عمیقہ بتلائے جاتے ہین کہ جو بغیر تعلیم خاص ربّانی کے کسی طرح معلوم نہین ہوسکتے۔ اور اگر کوئی یہہ شُبہ پیش کرے کہ یہہ تمام امور جنکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ قرآن شریف کے کامل اتباع سے حاصل ہوتے ہین کیونکر اسلام مین اُنکا تحقق فی الخارج ہونا بپایہ ثبوت پہنچ سکتا ہے تو اس وہم کا جواب یہہ ہے کہ صحبت سے۔ اور اگرچہ ہم کئی مرتبہ لکھہ چکے ہین لیکن بغیر اندیشہ طول کے پھر مکرر سہ کرر مخالف پر ظاہر کرتے ہین کہ فی الحقیقت یہہ دولت عظمیٰ اسلام مین پائی جاتی ہے کسی دوسرے مذہب مین ہرگز پائی نہین جاتی اور طالبِ حق کے لئے اسکے ثبوت کے بارے مین ہم آپ ہی ذمہ وار ہین بشرط صحبت و حسن ارادت و تحقق مناسبت اور صبر اور ثبات کے یہہ امور ہر یک طالب پر بقدر استعداد اور لیاقت ذاتی اُسکے کھل سکتے ہین اور ان امور مین

ہین اور بہت سی نظیرین ایسے ہی مکرون اور فریبون کے اپنی ہی قوّتِ حافظہ پیش کرتی ہے
بلکہ ہر یک انسان اِن مکرون کے بارے مین چشم دید باتون کا ایک ذخیرہ رکھتا ہے اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ خدا کے تمام قوا عد قدیم سے مقرّر اور منضبط ہین ایسا ہی نجات اور سعادتِ اُخروی کی تحصیل کے لئے ایک خاص طریق مقرّر ہے جو مستقیم اور سیدھا ہے سو دعا مین وضع استقامت یہی ہے کہ اُسی طریق مستقیم کو خدا سے مانگا جائے۔ آ ٹھوین اور نوین اور دسوین صداقت جو صرتِ فاتحہ مین درج ہے صراطَ الذین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۰

سے جو اخبارِ غیبیہ ہین اُنکی نسبت یہ شُبہ ہرگز نہین کرنا چاہئے جو اِس کام مین رمّال و منجّم بھی شریک ہین کیونکہ یہ قوم کسی خاص فن یا قوا عد کے ذریعہ سے اخبارِ غیبیہ کو نہین بتلاتی۔ اور نہ غیب دان ہونے کا دعوےٰ کرتی ہے بلکہ خداوندِ کریم جو اُن پر مہربان ہے اور اُنکے حال پر ایک خاص عنایات و توجّہات رکھتا ہے وہ بعض مصالح کے لحاظ سے بعض اُمور پیش از وقوع اُنکو بتلا دیتا ہے تا جس کام کا اُس نے ارادہ کیا ہے بوجہ احسن انجام کو پہنچ جائے مثلاً وہ خلق اللہ پر یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ فلان بندہ سو یدمن اللہ ہے اور جو کچھ انعامات اور اکرامات وہ پاتا ہے وہ معمولی اور اتفاقی طور پر نہین بلکہ خاص ارادہ و توجہ الٰہی سے ظہور مین آتے ہین اسی طرح جو کچھ فتح و نُصرت اور اقبال و عزت اُسکو ملتی ہے وہ کسی تدبیر اور حیلہ کے ذریعہ سے نہین بلکہ خدا ہی نے چاہا ہے کہ اُسکو غلبہ بخشے اور اپنی تائیدات اُسکے شامل حال کرے پس وہ کریم اور رحیم اِس مقصود کو ثابت کرنیکی غرض سے اُن انعامات اور فتوح سے پہلے بطور پیشگوئی اُن نعمتون کی عطا کرنیکی بشارت دیدیتا ہے سو اِن پیشگوئیون کا مقصود بالذات اخبارِ غیبیہ نہین ہوتین بلکہ مقصود بالذات یہ ہوتا ہے کہ یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہو جائے کہ وہ شخص سو یدمن اللہ اور اُن خاص لوگون سے ہے جنکی تائید کے لئے عنایات حضرتِ عزت خاص طور پر تجلی کرتی ہین اب اِس تقریر سے ظاہر ہے کہ اُس سو یدمن اللہ کو منجم وغیرہ سے کچھ بھی نسبت نہین اور اُسکی پیش گویان اصل مقصود نہین ہے بلکہ اصل مقصود کی شناخت کے لئے علامات و آثار ہین ماسوا اِسکے جن لوگون کو خدا تعالیٰ خاص اپنے لئے چُن لیتا ہے اور اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے اور اپنی گروہ مین داخل کرتا ہے اُن مین صرف یہی علامت نہین کہ وہ پوشیدہ چیزین بتلاتے ہین تا اُنکا حال نجومیون اور جوتشیون اور رمّالون اور کاہنون کے حال سے مشتبہ ہو جائے اور کچھ مابہ الامتیاز باقی نہ رہے بلکہ اُنکے شامل حال ایک عظیم الشان نور ہوتا ہے جسکے مشاہدہ کی سبب سے

خود اِس قسم کے مکر جیسے سادہ لوحون اور جاہلون کے سامنے چل جاتے ہین اور زیرپردہ رہتے ہین یہہ ایک ایسا امر ہے جو مکّارون کو اُنکی کارسازیون پر دلیر کرتا ہے ۔

بقیہ حاشیہ بر۱۱ انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ہے جسکے یہہ معنے ہین کہ یہکہ اُن سالکین کا راستہ نبلا جنہون نے ایسی راہین اختیار کین کہ جن سے اُن پر تیرا انعام وارد ہوا اور اُن لوگون کی راہون سے بچا جنہون نے لاپروائی سے سیدہی راہ پر قدم مارنے کے لئے کوشش نہ کی اور اِس باعث سے تیری تائید

بقیہ حاشیہ بر۱۰ طالب صادق بدیہی طور پر اُنکو شناخت کرسکتا ہے اور حقیقت مین وہی ایک نور ہے جو اُنکے ہریک قول اور فعل اور حال اور قال اور عقل اور فہم اور ظاہر اور باطن پر محیط ہوجاتا ہے اور صدہا شاخین اُسکی نودار ہوجاتی ہین اور رنگا رنگ کی صورتون مین جلوہ فرماتا ہے ۔ وہی نورِ شدائد اور مصائب کے وقتون مین صبر کی صورت مین ظاہر ہوتا ہے اور استقامت اور رضا کے ہیرایہ مین اپنا چہرہ دکہاتا ہے تب یہہ لوگ جو اِس نور کے مورد ہین آفاتِ عظیمہ کے مقابلہ پر جبال راسیات کی طرح دکہائی دیتے ہین اور جن صدمات کی ادنیٰ مس سے ناآشنا لوگ روتے اور چلاّتے ہین بلکہ قریب بمرگ ہوجاتے ہین اُن صدمات کے سخت زوردار حملون کو یہہ لوگ کچھہ چیز نہین سمجھتے اور فی الفور حمایتِ الٰہی کی کنارِ عاطفت مین اُنکو کھینچ لیتی ہے اور کوئی خامی اور بے صبری اُن سے ظاہر نہین ہوتی بلکہ محبوبِ حقیقی کے ایام کو بعین انعام دیکھتے ہین اور بکشادگی سینہ وانشراحِ خاطر اُسکو قبول کرتے ہین بلکہ اُس سے متلذذ ہوتے ہین کیونکہ طاقتون اور قوتون اور صبر دن کے پہاڑ اُنکی طرف روان کیجاتے ہین اور محبتِ الٰہیہ کی پُرجوش موجین غیر کی یادداشت سے اُنکو روک لیتی ہین پس اُن سے ایک ایسی برداشت ظہور مین آتی ہے کہ جو خارق عادت ہے اور جو کسی بشر سے بلا تائید الٰہی ممکن نہین ۔ اور ایسا ہی وہ نور حاجات کے وقتون مین قناعت کی صورت مین اُن پر جلوہ گر ہوتا ہے سو دُنیا کی خواہشون سے ایک عجیب طور کی برودت اُنکے دلون مین پیدا ہوجاتی ہے کہ مردار چیز کی طرح دُنیا کو سمجھتے ہین اور یہی دُنیوی لذات جن کے حفظ پر دُنیا دار لوگ فریفتہ ہین دلشوق تمام اُنکے بیابان اور اُنکے زوال سے سخت ہراسان ہین یہہ اُنکی نظر مین بغایت درجہ ناچیز ہوجاتے ہین اور تمام سرور اپنا اسی مین پاتے ہین کہ مولیٰ حقیقی کی وفا اور محبت اور رضا سے دل بہرہ ہے اور اُسی کے ذوق اور شوق اور اُنس سے اوقات معمور ہین

عوام الناس کو جو اکثر چارپایوں کی طرح ہوتے ہیں اس طرف خیال بھی نہیں ہوتا کہ لمبی چوڑی تفتیش کریں اور بات کی تہ تک پہنچ جائیں اور ایسے تماشوں کے دکھلانے کا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سے محروم رہ کر گمراہ رہے۔ یہ تین صداقتیں ہیں جن کی تفصیل یہ ہے کہ بنی آدم اپنے اقوال اور افعال اور اعمال اور نیات کے رو سے تین قسم کے ہوتے ہیں بعض سچے دل سے خدا کے طالب ہوتے ہیں اور صدق اور عاجزی سے خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں پس خدا بھی اُنکا طالب ہو جاتا ہے اور رحمت اور انعام کے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲ اُس دولت سے بیزار ہیں کہ جو اُسکی خلافِ مرضی ہے اور اُس عزت پر خاک ڈالتے ہیں جس میں مولیٰ کریم کی ارادت نہیں۔ اور ایسا ہی وہ نور کبھی ذراست کے لباس میں ظاہر ہوتا ہے اور کبھی قوتِ نظریہ کی بلند پروازی میں اور کبھی قوتِ عقلیہ کی حیرت انگیز کارگذاری میں کبھی حلم اور رفق کے لباس میں اور کبھی درشتی اور غیرت کے لباس میں۔ کبھی سخاوت اور ایثار کے لباس میں کبھی شجاعت اور استقامت کے لباس میں۔ کبھی کسی خلق کے لباس میں اور کبھی کسی خلق کے لباس میں اور کبھی کسی خلق کے لباس میں اور کبھی مخاطبات حضرت احدیت کے پیرائے میں اور کبھی کشوفِ صادقہ اور اعلامات واضحہ کے رنگ میں یعنے جیسا موقعہ پیش آتا ہے اُس موقعہ کے مناسب حال وہ نور حضرتِ واہب الخیر کی طرف سے جوش مارتا ہے۔ نور ایک ہی ہے اور یہ تمام اُسکی شاخیں ہیں۔ جو شخص فقط ایک شاخ کو دیکھتا ہے اور صرف ایک ٹہنی پر نظر رکھتا ہے اُسکی نظر محدود رہتی ہے اس لئے بسا اوقات وہ دھوکا کھا لیتا ہے لیکن جو شخص یکجائی نگاہ سے اُس شجرۂ طیبہ کی تمام شاخوں پر نظر ڈالتا ہے اور اُنکے انواع اقسام کے پھلوں اور شگوفوں کی کیفیت معلوم کرتا ہے وہ روز روشن کی طرح اُن نوروں کو دیکھ لیتا ہے اور لوازمِ جلال کی کہنچی ہوئی تلواریں اُسکے تمام کھنڈوں کو توڑ ڈالتی ہیں۔ شاید اس جگہ بعض طبائع پر یہ اشکال پیش آوے کہ کیونکر اُن کمالات کو وہ لوگ بھی پا لیتے ہیں کہ جو نہ نبی ہیں اور نہ رسول لیکن جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں یہ اشکال ایک ناچیز وہم ہے کہ جو اُن لوگوں کے دلوں کو پکڑتا ہے کہ جو اسلام کی اصل حقیقت سے ناواقف ہیں۔ اگر نبیوں کے تابعین کو اُنکے کمالات اور علوم اور معارف میں علیٰ وجہ التبعیت شرکت نہ ہو تو باب وراثت کا بکلی مسدود ہو جاتا ہے یا بہت ہی تنگ اور منقبض رہ جاتا ہے کیونکہ یہ معنے بکلی منافی وراثت ہے کہ جو کچھ فیوض حضرتِ مبدء فیاض سے اُسکے رسولوں اور نبیوں کو

عرصہ بھی نہایت ہی تھوڑا ہوتا ہے جس مین غور اور فکر کرنے کے لئے کافی فرصت نہین مل سکتی اِس۔ لئے مکّارون کے لئے دست بازی کی بہت گنجائش رہتی ہے اور انکے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱ ساتھہ اُن پر رجوع کرتا ہے اِس حالت کا نام انعامِ الٰہی ہے اِسی کی طرف آیتِ ممدوحہ مین اشارہ فرمایا اور کہا صراط الذین انعمت علیھم یعنی وہ لوگ ایسا صفا اور سیدہا راستہ اختیار کرتے ہین جس سے فیضانِ رحمتِ الٰہی کے مستحق ٹھہر جاتے ہین اور باعث رسکے کہ اُن مین اور خدا مین کوئی حجاب باقی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰

ملتے ہین اور جس نورانیت یقین اور معرفت تک اُن مقدّسون کو پہنچایا جاتا ہے اُس شربت سے اُنکے تابعین کے حلق محض ناآشنا رہین اور صرف خشک اور ظاہری باتون سے ہی اُنکے آنسو پونچھے جاویں ایسی تجویز سے یہہ بھی لازم آتا ہے کہ حضرت فیاضِ مطلق کی ذات مین بھی ایک قسم کا بخل ہو اور نیز اِس سے کلامِ الٰہی اور رسولِ مقبول کی عظمت اور بزرگی کی کسر شان لازم آتی ہے کیونکہ کلامِ الٰہی کی اعلیٰ تاثیرین اور نبی معصوم کی قوتِ قدسیہ کے کمالات اسی مین ہین کہ انوارِ دائمیہ کلامِ الٰہی کے ہمیشہ قلوبِ صافیہ اور مستعدہ کو روشن کرتے رہین نہ یہہ کہ تاثیر اُنکی یکلخت معطل ہو یا صرف معدودے چند تک ہوکر ہمیشہ کے لئے باطل ہو جاوے اور زائل القوت دوا کی طرح فقط نام ہی تاثیر کا باقی رہجائے ماسوا اسکے جبکہ ایک حقیقت واقعی طور پر ہر عہد اور ہر زمانہ مین خارج مین متحقق الوجود چلی آئی ہے اور اب بھی متحقق الوجود ہے اور شہادات متکاثرہ سے اُسکا ثبوت بدیہی طور پر مل سکتا ہے تو پھر ایسی روشن صداقت سے کیونکر کوئی منصف انکار کر سکتا ہے اور ایسی کھلی کھلی سچائی کیونکر اور کہان چھپ سکتی ہے حالانکہ قیاس بھی یہی چاہتا ہے کہ جب تک درخت قایم ہو اُسکو پھل بھی لگتے رہین ہان جو درخت خشک ہوجائے یا جڑہ سے کاٹا جائے اُسکے پھلون کی توقع رکھنا محض نادانی ہے پس جس حالت مین فرقان مجید وہ عظیم الشان و سرسبز شاداب درخت ہے جسکی جڑ مین زمین کے نیچے تک اور شاخین آسمان تک پہنچی ہوئی ہین تو پھر ایسے شجرہ طیبہ کے پھلون سے کیونکر انکار ہو سکتا ہے۔ اُسکے پھل بدیہی الظہور ہین جنکو ہمیشہ لوگ کھاتے رہے ہین اور اب بھی کھاتے ہین اور آئندہ بھی کھائینگے اور یہہ بات بعض نادانون کی بالکل بیہودہ اور غلط ہے کہ اِس زمانہ مین کسی کو اُن پھلون تک گذر ہی نہین بلکہ اُنکا کھانا پہلے لوگون کے ہی

پوشیدہ بھیدون پر اطلاع پانے کا کم موقع ملتا ہے علاوہ اِسکے عوام بیچارے علومِ طبعی وغیرہ فنونِ فلاسفہ سے کچھہ خبر نہین رکھتے اور جو کائنات مین حکیمِ مُطلق نے طرح

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ نہین رہتا اور بالکُل رحمتِ الٰہی کے محاذی آپڑتے ہین اِس جہت سے انوارِ فیضانِ الٰہی کے اُن پر وارد ہوتے ہین۔ دوسری قسم وہ لوگ ہین کہ جو دیدہ و دانستہ مخالفت کا طریق اختیار کر لیتے ہین اور دشمنون کی طرح خدا سے مونہہ پھیر لیتے ہین سو خدا بھی اُن سے مونہہ پھیر لیتا ہے اور رحمت کے ساتھہ اُن پر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۰ حصہ مین تھا اور وہی خوش نصیب لوگ تھے جنھون نے وہ پھل کھائے اور اُن سے متمتع ہوئے اور اُن کے بعد بدنصیب لوگ پیدا ہوئے جنکو مالک نے باغ کے اندر آنے سے روک دیا۔ خدا کسی ذی استعداد کی استعداد کو ضایع نہین کرتا اور کسی سچے طالب پر اُسکے فیض کا دروازہ بند نہین ہوتا اور اگر کسی کو خیالِ باطل مین یہہ سمایا ہوا ہے کہ کسی وقت کسی زمانہ مین فیوض الٰہی کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور ذی استعداد لوگون کی کوششین اور محنتین ضایع جاتی ہین تو اُس نے ابتک خدا تعالیٰ کا قدر نہین شناخت نہین کیا اور ایسا آدمی اُنہین لوگون مین داخل ہے جنکی نسبت خدا تعالیٰ نے آپ فرمایا ہے وما قدروا اللہ حق قدرہ لیکن اگر یہہ عُذر پیش کیا جائے کہ جن علوم و معارف و کشوفِ صادقہ و مخاطبات حضرتِ احدیت کے تحقق وجود کا ذکر کیا جاتا ہے وہ اب کہان ہین اور کیونکر یہ پایۂ ثبوت پہنچ سکتے ہین تو اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ سب اُمور اسی کتاب مین ثابت کئے گئے ہین اور طالبِ حق کے لئے اُنکے امتحان کا نہایت سیدھا اور آسان راستہ کھلا ہے کیونکہ وہ علوم و معارف کو خود اِس کتاب مین دیکھہ سکتا ہے اور جو کشوفِ صادقہ اور اخبارِ غیبیہ اور دوسرے خوارق ہین وہ غیر مذہب والون کی شہادت سے اُس پر ثابت ہو سکتے ہین یا وہ آپ ہی ایک عرصہ تک صحبت مین رہکر یقین کامل کے مرتبہ تک پہنچ سکتا ہے اور جو دوسرے لوازم اور خصوصیاتِ اسلام ہین وہ بھی سب صحبت سے کھُل سکتے ہین لیکن اِس جگہ یہہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جو کچھہ عجایب و غرایب اہلِ حق پر منکشف ہوتے ہین اور جو کچھہ برکات اُنمین پائے جاتے ہین وہ کسی طالب پر تب کھولے جاتے ہین کہ جب وہ طالب کمال صدق اور اخلاص سے بہ نیتِ ہدایت پانے کے رجوع کرتا ہے اور جب وہ ایسے طور سے رجوع کرتا ہے تو تب جسقدر اور جس طور سے انکشاف مقدر

طرح کے عجیب خواص رکھے ہین اُن خواص کی اُنہین کچھہ بھی خبر نہین ہوتی پس وہ ہر یک وقت اور ہر زمانہ مین دہوکا کہانے کو طیار ہین اور کیونکر دہوکہ نہ کہاوین خواص

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱۱ رجوع نہین کرتا اسکا باعث یہی ہوتا ہے کہ وہ عداوت اور بیزاری اور غضب اور غیظ اور ناراضمندی جو خدا کی نسبت اُنکے دلون مین چھپی ہوئی ہوتی ہے وہی اُن مین اور خدا مین حجاب ہوجاتی ہے اِس حالت کا نام غضبِ الٰہی ہے اِسی کی طرف خدا تعالیٰ نے اشارہ فرما کر کہا غیر المغضوب علیھم۔ تیسری قسم کے

ہوتا ہے وہ بارادہ خالص الٰہی ظہور مین آتا ہے مگر جس جگہ سائل کے صدق اور نیت مین کچھہ فتور ہوتا ہے اور سینہ خلوص سے خالی ہوتا ہی تو پھر ایسے سائل کو کوئی نشان دکھلایا نہین جاتا یہی عادت خداوند تعالیٰ کی انبیاء اکرام سے ہے جیسا کہ یہہ بات انجیل کے مطالعہ سے نہایت ظاہر ہے کہ کئی مرتبہ یہودیون نے مسیح سے کچھہ معجزہ دیکھنا چاہا تو اُس نے معجزہ دکھلانے سے صاف انکار کیا اور کسی گذشتہ معجزہ کا بھی حوالہ نہ دیا چنانچہ متی کی انجیل کے ۱۲ باب اور بارہان آیت مین یہی اسی کی تصریح ہے اور عبارت مذکورہ یہ ہے۔ تب فریسی نکلے اور اُس سے (یعنے مسیح سے) حجت کرکے اُسکے امتحان کے لئے آسمان سے کوئی نشان چاہا اُس نے اپنے دل مین آہ کھینچکر کہا اِس زمانہ کے لوگ کیون نشان چاہتے ہین مین تم سے سچ کہتا ہون کہ اِس زمانہ کے لوگون کو کوئی نشان دیا نہ جائیگا۔ سو اگرچہ بظاہر دلالتِ عبارت اسی پر ہے کہ مسیح سے کوئی معجزہ صادر نہین ہوا لیکن اصلی معنے اِسکے یہی ہین کہ اُسوقت تک مسیح سے کوئی معجزہ ظہور مین نہین آیا تھا تب ہی اُس نے کسی گذشتہ معجزہ کا حوالہ نہین دیا کیونکہ یہود مین صاحب صدق اور اخلاص کم تھے تا کسی کے حسن ارادت کے لحاظ سے کوئی معجزہ ظہور مین آتا لیکن اُسکے بعد جب لوگ صاحب صدق اور ارادت پیدا ہوگئے اور طالب حق بنکر مسیح کے پاس آئے تو وہ معجزات دیکھنے سے محروم نہین رہے چنانچہ یہودا اسکریوطی کی خراب نیت پر مسیح کا مطلع ہوجانا یہہ اُسکا ایک معجزہ ہی تھا جو اُسنے اپنے شاگردون اور صادق الاعتقاد لوگون کو دکھلایا اگرچہ اُسکے دوسرے سب عجیب کام بباعث قصہ حوض اور بوجہ آیت مذکورہ بالا کے مخالف کی نظر مین قابل انکار اور محل اعتراض ٹہر گئے اور اب بطور حجت مستعمل نہین ہوسکتے لیکن معجزہ مذکورہ بالا منصف مخالف کی نظر مین بھی ممکن ہے کہ ظہور مین آیا ہو غرض معجزات اور خوارق کے ظہور کے لئے طالب کا صدق اور اخلاص شرط ہے

اشیا کے ایسے ہی حیرت افزا ہین اور بیخبری کی حالت مین موجب زیادت حیرت ہوتے ہین مثلاً مکھی اور دوسرے بعض جانورون مین یہہ خاصیت ہے کہ اگر ایسے طور پر مرجائیں

بقیہ حاشیہ بلا ارادہ لوگ ہین کہ جو خدا سے لاپرواہ رہتے ہین اور سعی اور کوشش سے اُسکو طلب نہین کرتے خدا بھی اُنکے ساتھہ لاپرواہی کرتا ہے اور اُنکو اپنا راستہ نہین دکھلاتا کیونکہ وہ لوگ راستہ طلب کرنے مین آپ سستی کرتے ہین اور اپنے تئین اُس فیض کے لائق نہین بناتے کہ جو خدا کے قانون قدیم

اور صدق اور اخلاص کے یہی آثار و علامات ہین کہ کینہ اور سکا برہ درمیان نہ ہو اور صبر اور ثبات اور غربت اور تذلل سے بہ نیت ہدایت پانے کے کوئی نشان طلب کیا جائے اور پھر اُس نشان کے ظہور تک صبر اور ادب سے انتظار کیا جائے تا خداوند کریم وہ بات ظاہر کرے جس سے طالب صادق یقین کامل کے مرتبہ تک پہنچ جائے غرض ادب اور صدق اور صبر برکات الہیہ کے ظہور کے لئے شرط اعظم ہے جو شخص فیض الہی سے مستفیض ہونا چاہتا ہے اُسکے حال کے یہی مناسب ہے کہ وہ سراپا ادب ہوکر بہ تمام تر غربت و صبر اِس نعمت کو اُسکے اہل کے دروازہ سے طلب کرے اور جہان معرفت الہیہ کا چشمہ دیکھے آپ اُفتان و خیزان اُس چشمہ کی طرف دوڑے اور پھر صبر اور ادب سے کچھہ دنون تک ٹھہرا رہے لیکن جو لوگ خدا تعالی کی طرف سے صاحب خوارق ہین اُنکا یہہ منصب نہین ہے کہ وہ شعبدہ بازون کی طرح بازارون اور مجالس مین تماشا دکھلاتے پھرین اور نہ یہہ اُمور اُنکے اختیار مین ہین بلکہ اصل حقیقت یہہ ہے کہ اُنکے ہاتھہ مین آگ تو بلاشبہ ہے لیکن صادقون اور صابرون اور مخلصون کی پُرارادت ضرب پر اُس آگ کا ظہور اور بروز موقوف ہے۔ اور ایک اَور بات بھی یاد رکھنی چاہئے اور وہ یہہ ہے کہ اہل اللہ کے کشوف اور الہامات کو فقط اخبار غیبیہ کا ہی خطاب دینا غلطی ہے بلکہ وہ کشوف اور الہامات تائیدات الہیہ کے باغ کی خوشبو مین ہین جو دور سے ہی اُس باغ کا وجود بتلاتے ہین اور عظمت اور شان اُن کشوف اور الہامات کے اُس شخص پر کما حقہٗ کھلتی ہے جس کی نظر تائیدات الہیہ کی تلاش مین ہو یعنے وہ اصل نشان تائیدات الہیہ کو ٹھہراکر پیشیں گوئیون کو اُن تائیدون کے لوازم سمجھتا ہو جو بغرض ثابت کرنے تائیدون کے استعمال مین لائے گئے

کہ اُنکے اعضا مین کچھہ زیادہ تفرّق اتصال واقع نہ ہو اور اعضا اپنی اصلی ہیئت اور وضع پر سلامت رہین اور متعفّن ہونے بھی نہ پاوین بلکہ ابھی تازہ ہی ہون اور موت پر دو تین گھنٹہ سے زیادہ عرصہ نہ گذرا ہو جیسے پانی مین مری ہوئی مکھیان ہوتی ہین تو اِس صورت مین اگر نمک باریک پیس کر اُس مکھی وغیرہ کو اُسکے نیچے دبایا جاوے اور پھر اُسیقدر خاکستر ہی اُسپر ڈالی جاوے تو وہ مکھی زندہ ہوکر اوڑ جاتی ہے اور یہہ خاصیت مشہور و

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ مین محنت اور کوشش کرنیوالون کے لئے مقرّر ہے اِس حالت کا نام اضلالِ الٰہی ہے جسکے یہہ معنے ہین کہ خدا نے اُنکو گمراہ کیا یعنے جب کہ اُنہون نے ہدایت پانے کے طریقون کو بجد وجہد طلب نہ کیا تو خدا نے بہ پابندی اپنے قانون قدیم کے اُنکو ہدایت بھی نہ دی اور اپنی تائید سے محروم رکھا اِسی کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا وَلَا الضَّالِّين غرض ماحصل اور خلاصہ اِن تینون صداقتون کا یہہ ہے کہ جیسے انسان کی خدا کی ساتھہ تین حالتین ہین ایسا ہی خدا بھی ہر یک حالت کے موافق اُنکے ساتھہ جُدا جُدا معاملہ کرتا ہے

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۲

ہین غرض مدار مقرّب الٰہی ہونے کا تائیداتِ الٰہیہ ہین اور پیش گوئیان روشن ثبوت سے اُن تائیدات کا واقعی طور پر پایا جانا ہر یک عام اور خاص کو دکھلاتے ہین پس تائیدات اصل ہین اور پیش گوئیان اُنکی فرع اور تائیدات قرص آفتاب کی طرح ہین اور پیش گوئیان اُس آفتاب کی شعاعین اور کرنین ہین تائیدات کو پیشگوئیون کے وجود سے یہہ فائدہ ہے کہ ہر یک کو معلوم ہو کہ وہ حقیقت مین خاص تائید یافتہ ہین معمولی اتفاقات سے نہین اور بخت اور اتفاق پر محمول نہین ہوسکتین اور پیش گوئیون کو تائیدات کے وجود سے یہہ فائدہ ہے کہ اُس بزرگ پیوند سے اُنکی شان بڑھتی ہے اور ایک بےمثیل خصوصیت اُن مین پیدا ہوجاتی ہے کہ جو مویدانِ الٰہی کے غیر مین نہین پائی جاتی سو یہی خصوصیت عام پیش گوئیون اور اُن جلیل الشان پیشگوئیون مین جو الہام الٰہی سے امتیاز ٹھہر جاتا ہے خلاصہ کلام یہہ کہ اِس قوم کی عظمت اور بزرگی کے سمجھنے کے لئے جو پیشگوئیون اور تائیداتِ کاملہ مین ایک پیوند ہے اُسکو خیال مین رکھنا چاہئے کیونکہ یہہ پیوند دوسرے لوگون کی پیش گوئیون مین غیر ممکن اور متمنع ہے اور نیز اُنکی پیش گوئیون مین ایسی فاش غلطیان نکل آئی ہین

معروف ہے جسکو اکثر لڑکے بھی جانتے ہین لیکن اگر کسی سادہ لوح کو اِس نسخہ پر اطلاع نہ ہو اور کوئی مکّار اُس نادان اور بیخبر کے سامنے مگس مسیح ہونے کا دعویٰ کرے اور اِسی حکمتِ عملی سے مکھیون کو زندہ کرے اور بظاہر کوئی منتر جنتر پڑہتا رہے جس سے یہہ جتلانا منظور ہو کہ گویا وہ اُسی منتر کے ذریعہ سے مکھیون کو زندہ کرتا ہے تو پھر اُس سادہ لوح کو اسقدر عقل اور فرصت کہان ہے کہ تحقیقات مین کرتا پھرے کیا تم دیکھتے نہین کہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جو لوگ اُسپر راضی ہوتے ہین اور دلی محبت اور صدق سے اُسکے خواہان ہو جاتے ہین خدا بھی اُن پر راضی ہو جاتا ہے اور اپنی رضامندی کے انوار اُن پر نازل کرتا ہے اور جو لوگ اُس سے مونہہ پھیر لیتے ہین اور عمداً مخالفت اختیار کرتے ہین خدا بھی مخالف کی طرح اُن سے معاملہ کرتا ہے اور جو لوگ اُسکی طلب مین سُستی اور لاپروائی کرتے ہین خدا بھی اُن سے لاپروائی کرتا ہے اور اُنکو گمراہی مین چھوڑ دیتا ہے غرض جس طرح آئینہ مین انسان کو وہی شکل نظر آتی ہے کہ جو حقیقت مین شکل رکھتا ہے اُسی طرح حضرتِ احدیت

جنسے ہر یک ذلت اُنکی ظاہر ہوتی ہے مگر خدا کی لوگ جو ہوتی ہین اُنکی روشن پیشگوئیان ہمیشہ سے سچائی کی نور سے منور ہوتی ہین یا سوا اسکے وہ بار بار پیشگوئیان ایک عجیب طور کی عجیب تائید سے لازم ملزوم ہوتی ہین خدا اپنے بندہ ذلیل کا مون کا آپ متولی ہو کر ایک حیرت انگیز طور پر اُنکی تائید کرتا ہے اور کیا ظاہری طور پر اور کیا باطنی طور پر ہر دم اور ہر لحظہ اُنکی مدد مین رہتا ہے اور اُن سے اُسکی یہی عادت ہے کہ اُنکو اپنی تائیدات کی خبرین پیش از وقوع بتلاتا ہے اور اُنکے تردّد و تفکّر کے وقت مین اپنے پُر نور کلام سے اُنکو تسلّی اور تشفّی بخشتا ہے اور ہر ایک ایسی عجیب طور پر اُنکی مدد کرتا ہے کہ جو خیال اور گمان مین نہین ہوتی اور جو شخص اُنکی صحبت مین رہ کر ان باتون کو عمیق نگاہ سے دیکھتا رہتا ہے اور صاف اور پاک نظر سے اُنکی عظمت اور بزرگی پر غور کرتا ہے اُسکو بلا اختیار ایک ضروری اور جازم یقین سے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہہ لوگ مؤیّد من اللہ ہین اور حضرتِ احدیت کو اُنکی طرف ایک خاص توجہ ہے کیونکہ یہہ بات ظاہر ہے کہ جب ایک آدہ دفعہ نہین بلکہ بیسون دفعہ کسی انسان کو اتفاق پڑے کہ وہ کسی تائید کا وعدہ قبل از وقوع سُنکر پھر اُس تائید کو ظہور مین آتے ہوئے بچشمِ خود دیکھ لے تو کوئی انسان ایسا

مکّار لوگ اِسی زمانہ مین دُنیا کو ہلاک کر رہے ہین کوئی سونا بنا کر دکھلاتا ہے اور کیمیا گری کا دعوے کرتا ہے اور کوئی آپ ہی زمین کے نیچے پتّھر دبا کر پھر ہندؤن کے سامنے دیوی نکالتا ہے۔ بعضر نے ایسا ہی کیا ہے کہ جمّال گوٹہ کار روغن اپنی دوات کی سیاہی مین ملایا اور پھر اُس سیاہی سے کسی سادہ لوح کو تعویذ لکھہ کر دیا تا دست آنے پر تعویذ کا اثر ظاہر ہوا ایسے ہی ہزارون اَور مکر اور فریب ہین کہ جو اِسی زمانہ مین ہو رہے ہین اور بعض مکر ایسے عمیق ہین جن سے بڑے بڑے دانشمند

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ کہ جو ہر یک کدورت سے مُصفّی اور پاک ہے محبّت والون کے ساتھہ محبّت رکھتا ہے غضب والون پر غضبناک ہے لاپرواہون کے ساتھہ لاپرواہی رُکھنے والون سے رُک جاتا ہے اور جُھکنے والون کی طرف جُھکتا ہے چاہنے والون کو چاہتا ہے اور نفرت کرنے والون سے نفرت کرتا ہے اور جس طرح آئینہ کے سامنے جو انداز اپنا بناؤگے وہی انداز آئینہ مین ہی نظر آئیگا ایسا ہی خداوند تعالیٰ کے روبرو جس انداز سے کوئی چلتا ہے وہی انداز خدا کی طرف سے اُسکے لئے موجود ہے اور جن لباسون کو بندہ اپنے لئے آپ

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۲

پاگل اور دیوانہ نہین کہ پھر بھی اُن صحیح پیش گوئیون اور تائیدون پر یقین کامل نہ کر سکے ہان اگر فرط تعصّب اور بے ایمانی سے کسی چشم دید ماجرا کا دانستہ انکار کرے تو یہہ اَور بات ہے لیکن پھر بھی اُسکا دل انکار نہین کر سکتا اور ہر وقت اُسکو ملزم کرتا ہے کہ تو شریر اور سرکش آدمی ہے۔ اب چند کشوف اور الہامات تو وارد ہ بغرض افادۂ طالبین حق لکھے جاتے ہین اور اسی طرح انشاء اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً اگر خدا نے چاہا جو کچھہ موہبت لدنیہ سے اِس احقر عباد پر ظاہر کیا جائیگا وہ اِس کتاب مین درج ہوتا رہیگا الّا ماشاء اللہ اور اِس سے غرض یہہ ہے کہ تا لقین اور معرفت کے بھوکے طالب فائدہ حاصل کرین اور اپنی حالت مین کشایش پاوین اور اُن کے دل پر سے وہ پردے اُٹھین جن سے اُنکی ہمّت نہایت پست اور اُنکے خیالات نہایت پُر ظلمت ہو رہے ہین۔ اور اِس جگہ ہم مکرّرًا یہہ بھی ظاہر کرتے ہین کہ یہہ باتین ایسی نہین ہین جنکا ثبوت دینے سے یہہ خاکسار عاجز ہو یا جن کے ثبوت مین اپنے ہی ہم مذہبون کو پیش کیا جائے بلکہ یہہ وہ بدیہی الصدق باتین ہین جن کی صداقت پر مخالف المذہب لوگ گواہ ہین اور جن کی سچائی پر وہ لوگ شہادت دیتے ہین

دھوکا کہا جاتے ہین اور علوم طبعی کے دقایق عمیقہ اور جسمی ترکیب اور قوتون کے خواص عجیبہ جو حال کے زمانہ مین نئے تجارب کے ذریعہ سے روز بروز پہلیتے جاتے ہین یہہ جدید باتین ہین جنسے جھوٹی معجزی دکھلانیوالے نئے نئے مکر اور فریب دکھا سکتے ہین سو اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ جو معجزات بظاہر صورت ان مکرون سے متشابہ ہین گو وہ سچے بھی ہون تب بھی محجوب الحقیقت ہین اور اُنکے ثبوت کے بارے مین بڑی بڑی دقتین ہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اختیار کرلیتا ہو وہی تخم بویا ہوا اُسکا اُسکو دیا جاتا ہے جب انسان ہر یک طرح کے حجابون اور کدورتون اور آلائشون سے اپنے دل کو پاک کرلیتا ہے اور صحن سینہ اُسکے کا مواد ردیہ ماسوائے اللہ سے بالکل خالی ہوجاتا ہے تو اُسکی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے کوئی اپنے مکان کا دروازہ جو آفتاب کی طرف ہے کھول دیتا ہو اور سورج کی کرنین اُسکے گھر کے اندر چلی آتی ہین لیکن جب بندہ ناراستی اور دروغ اور طرح طرح کی آلائشون کو آپ اختیار کرلیتا ہے اور خدا کو حقیر چیز کی طرح خیال کرکے چھوڑ دیتا ہے تو اُسکی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے کوئی

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱ جو ہمارے دینی دشمن ہین اور یہہ سب اہتمام اس لئے کیا گیا کہ تا جو لوگ فی الحقیقت راہ راست کے خواہان اور جویان ہین اُن پر بکمال انکشاف ظاہر ہوجائے کہ تمام برکات اور انوار اسلام مین محدود اور محصور ہین اور نا جو اس زمانہ کے ملحد ذریت ہے اُسپر خدا یتعالیٰ کی حجت قاطعہ اتمام کو پہنچے اور تا اُن لوگون کی فطرتی شیطنت ہر یک منصف پر ظاہر ہو کہ جو ظلمت سے دوستی اور نور سے دشمنی رکھکر حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب عالیہ سے انکار کرکے اُس عالیجناب کی شان کی نسبت پُر خبث کلمات مونہہ پر لاتے ہین اور اُس افضل البشر پر ناحق کی تہمتین لگاتے ہین اور بباعث غایت درجہ کی کوربا طنی کے اور بوجہ نہایت درجہ کی بے ایمانی کے اس بات سے بیخبر ہو رہے ہین کہ دُنیا مین وہی ایک کامل انسان آیا ہے جسکا نور آفتاب کی طرح ہمیشہ دُنیا پر اپنی شعاعین ڈالتا رہا ہے اور ہمیشہ ڈالتا رہیگا اور تا ان تحریرات حقہ سے اسلام کی شان و شوکت خود مخالفون کے اقرار سے ظاہر ہوجائے اور تا جو شخص سچے طالب رکھتا ہو اُسکے لئے ثبوت کا راستہ کھل جائے اور جو اپنے مین کچھہ دماغ رکھتا ہو اُسکی دماغ شکنی ہوجائے اور نیز ان کشوف اور الہامات

تمہید ششم۔ جس طرح محبوب الحقیقت معجزاتِ عقلی معجزات سے برابری نہیں کر سکتے ایسا ہی پیشین گوئیاں اور اخبار از منہ گذشتہ جو نجومیوں اور رمالوں اور کاہنوں اور مورخوں کے طریقہ بیان سے مشابہ ہیں اُن پیشین گوئیوں اور اخبارِ غیبیہ سے مساوی نہیں ہو سکتیں کہ جو محض اخبار نہیں ہیں بلکہ اُنکے ساتھ قدرتِ الوہیت بھی شامل ہے کیونکہ دُنیا میں بجز انبیا کے اَور بھی ایسے لوگ بہت نظر آتے ہیں کہ ایسی ایسی خبریں پیش از وقوع بتلایا کرتے ہیں کہ زلزلے آوینگے

بقیہ حاشیہ بمرور روشنی کو ناپسند کرکے اور اُس سے بغض رکھکر اپنے گھر کے تمام دروازے بند کردے تا ایسا نہ ہو کہ کسی طرف سے آفتاب کی شعاعیں اُسکے گھر کے اندر آجائیں۔ اور جب انسان بباعث جذبات نفسانی یا ننگ و ناموس یا تقلید قوم وغیرہ طرح طرح کی غلطیوں اور آلائشوں میں گرفتار ہو اور سُستی اور تکاسل اور لاپروائی سے اُن آلائشوں سے پاک ہونے کے لئے کچھ سعی اور کوشش نہ کرے تو اُسکی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے کوئی اپنے گھر کے دروازوں کو بند پاوے اور تمام گھر میں اندھیرا ہی اندھیرا دیکھے اور

بقیہ حاشیہ کے لکھنے کا یہ بھی ایک باعث ہے کہ تا اِس سے مومنوں کی قوتِ ایمانی بڑھے اور اُنکے دلوں کو تثبت اور تسلی حاصل ہو اور وہ اِس حقیقتِ حقّہ کو بہ یقین کامل سمجھ لیں کہ صراط مستقیم فقط دینِ اسلام ہے اور بس آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیا اور خیر الناس ہیں جن کی پیروی سے خدا تعالیٰ ملتا ہے اور ظلماتی پردے اُٹھتے ہیں اور اسی جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور قرآن شریف جو سچی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے جسکے ذریعہ سے حقانی علوم اور معارف حاصل ہوتے ہیں اور بشری آلودگیوں سے دل پاک ہوتا ہے اور انسان جہل اور غفلت اور شبہات کے حجابوں سے نجات پاکر حق الیقین کے مقام تک پہنچ جاتا ہے اور یک باعث ان کشوف اور الہامات کی تحریر پر اور ہر غیر مذہب والوں کی شہادتوں سے اُس کے ثابت کرنے پر یہ بھی ہے کہ تا ہمیشہ کے لئے ایک قوی حجت مسلمانوں کے ہاتھ میں رہے اور جو سفلہ اور ناخدا ترس اور سیاہ دل آدمی ناحق کا مقابلہ

وبا پڑیگی لڑائیاں ہونگی قحط پڑیگا ایک قوم دوسری قوم پر چڑھائی کریگی یہہ ہوگا وہ ہوگا اور بارہا کوئی نہ کوئی اُنکی خبر ہی سچی نکل آتی ہے پس اِن شُبہات کے مٹانے کے لئے وہ پیشین گوئیاں اور اخبارِ غیبیہ زبردست اور کامل متصور ہونگے جن کے ساتھہ ایسے نشان قُدرتِ الٰہیہ کے ہون جن مین رؤیا لون اور خوابون اور نجومیون وغیرہ کا شریک ہونا ممتنع اور محال ہو یعنے اُن مین خداوندِ تعالیٰ کے کامل جلال کا جوش اور اُسکی تائیدات کا ایسا بزرگ چمکارا نظر آتا ہو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہر اُٹھہ کر دروازون کو نہ کھولے اور ہاتھہ باندھ توڑ کر بیٹھا رہے اور دل مین یہہ کہے کہ اب اِسوقت کون اُٹھے اور کون اتنی تکلیف اُٹھاوے یہہ تینون مثالین اُن تینون حالتون کی ہین جو انسان کے اپنے ہی فعل یا اپنی ہی سُستی سے پیدا ہوجاتی ہین جن مین سے پہلی حالت کا نام حسبِ تصریح گذشتہ کے انعامِ الٰہی اور دوسری حالت کا نام غضبِ الٰہی اور تیسری حالت کا نام اضلالِ الٰہی ہے - اِن تینون صداقتون سے بھی ہمارے مخالفین بے خبر ہین کیونکہ برتہو سماج والون کو اِس صداقت سے بالکل اطلاع نہین ہے جس کے رو سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲ اور مکابرہ مسلمانون سے کرتے ہین اُنکا مغلوب اور لاجواب ہونا ہمیشہ لوگون پر ثابت اور آشکار ہوتا ہے اور جو ضلالت اور گمراہی کی ایک زہرناک ہوا آجکل چل رہی ہے اُس کی زہر سے زمانۂ حال کے طالبِ حق اور نیز آئندہ کی نسلین محفوظ رہین کیونکہ اِن الہامات مین ایسی بہت سی باتین آئندگی جنکا ظہور آئندہ زمانون پر موقوف ہے پس جب یہہ زمانہ گذر جائیگا اور ایک نئی دُنیا نقاب پوشیدگی سے اپنا چہرہ دکھائیگی اور اِن باتون کی صداقت کو جو اِس کتاب مین درج ہے بچشم خود دیکھیگی تو ہمکی تقویتِ ایمان کے لئے یہہ پیشین گوئیان بہت فائدہ دینگی انشاء اللہ تعالیٰ سو اِسوقت جو پیش گوئیان خداوندِ کریم کی طرف سے ظاہر ہوئی ہین بعض اُن مین سے ذیل مین لکھی جاتی ہین - از انجملہ ایک یہہ ہے کہ کچھہ عرصہ گذرا ہے کہ ایک دفعہ سخت ضرورت روپیہ کی پیش آئی جس ضرورت کا ہمارے اِس جگہ کے آریہ ہمسائیون کو بخوبی علم تہا اور یہہ بھی اُنکو خوب معلوم تہا کہ بظاہر کوئی ایسی تقریب پیش نہین ہے کہ جو جائے امید ہوسکے بلکہ اِس معاملہ مین اُنکو ذاتی طور پر واقفیت تہی جس کی وہ شہادت دیسکتے ہین پس جبکہ وہ ایسے مشکل اور فقدان اسباب

جو بدیہی طور پر اُسکی توجہاتِ خاصہ پر دلالت کرتا ہو اور نیز وہ ایک ایسی نُصرت کے خبر پر مشتمل ہو ن جس مین اپنی فتح اور مخالف کی شکست اور اپنی عزت اور مخالف کی ذلّت اور اپنا اقبال اور مخالف کا زوال بہ تفصیل تمام ظاہر کیا گیا ہو اور ہم اپنے موقعہ پر بیان کرینگے اور کچھ بیان بھی کر چکے ہین کہ یہہ اعلیٰ درجہ کی پیشین گوئیان صرف قُرآن شریف سے مخصوص ہین کہ جن کے پڑھنے سے جلالِ الٰہی کا ایک عالم نظر آتا ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ خدا تعالیٰ سرکش اور غضبناک بندون کے ساتھہ غضبناک کا معاملہ کرتا ہے چنانچہ برہمو صاحبون مین سے ایک صاحب نے اِس بارہ مین اِنہین دنون مین ایک رسالہ بھی لکھا ہے جس مین صاحب موصوف خدا کی کتابون پر یہہ اعتراض کرتے ہین کہ اُن مین غضب کی صفت خدا تعالیٰ کی طرف کیونکر منسوب کی گئی ہے کیا خدا ہماری کمزوریون پر چڑتا ہے اب ظاہر ہے کہ اگر صاحب راقم اِس صداقت کی کچھہ بھی خبر ہوتی تو کیون وہ ناحق اپنی اوقات ضایع کرکے ایک ایسا رسالہ چھپواتے جس سے اُنکی کم فہمی ہر یک پر کُھل گئی ہے اور اُنکو باوجود دعویٰ عقل کے

بقیہ حاشیہ نمبر ۲ حل مشکل سے کامل طور پر مطلع تھے اِس لئے بلا اختیار دل مین اِس خواہش نے جوش مارا کہ مشکل کشائی کے لئے حضرتِ احدیت مین دُعا کیجائے تا اُس دُعا کی قبولیت سے ایک تو اپنی مشکل حل ہو جائے اور دوسری مخالفین کے لئے تائید الٰہی کا نشان پیدا ہو ایسا نشان کہ اُسکی سچائی پر وہ لوگ گواہ ہو جائین سو اُسی دن دُعا کی گئی اور خدا تعالیٰ سے یہہ پا لیا گیا کہ وہ نشان کے طور پر مالی مدد سے اطلاع بخشے تب یہہ الہام ہوا۔ دس دن کے بعد مین سوچ رکھا تا ہون **الا ان نصر اللہ قریب**۔ فی شمائل مقیاس۔ **دن ول یوگوٹو امر قریب** یعنے دس دن کے بعد روپیہ آئیگا خدا کی مدد نزدیک ہے اور جیسے حب جننے کے لئے اونٹنی دم اُٹھاتی ہے تب اُسکا بچہ جننا نزدیک ہوتا ہے ایسا ہی مدد الٰہی بھی قریب ہے اور پھر انگریزی فقرہ مین یہہ فرمایا کہ دس دن کے بعد حب روپیہ آئیگا تب تم امرتسر ہی جاؤ گے۔ تو جیسا اِس پیش گوئی مین فرمایا تھا ایسا ہی ہندون یعنے آریون مذکورہ بالا کے روبرو وقوع مین آیا یعنے حب نشانپیش گوئی دس دن تک ایک خرمُہرہ نہ آیا اور دس دن کے بعد یعنے گیارہوین روز محمد افضل خان صاحب سپرنٹنڈنٹ بندوبست راولپنڈی نے ایک سو دس روپیہ بھیجے اور بعد روپیہ ایک اَور جگہ سے آئے اور پھر برابر روپیہ آنے کا سلسلہ ایسا جاری

تمہید ہفتم۔ قرآن شریف مین جسقدر باریک صداقتین علمِ دین کی اور علومِ دقیقہ الہیات کے اور براہینِ قاطعہ اُصولِ حقہ کے معہ دیگر اسرار اور معارف کے مندرج ہین اگرچہ وہ تمام فی حدِّ ذاتہا ایسے ہین کہ قویٰ بشریہ اُنکو بہ ہیئتِ مجموعی دریافت کرنے سے عاجز ہین اور کسی عاقل کی عقل اُنکے دریافت کرنے کے لئے بطورِ خود سبقت نہین کرسکتی کیونکہ پہلی زمانون پر نظرِ استقراری ڈالنے سے ثابت ہوگیا ہے کہ کوئی حکیم یا فیلسوف اُن علوم و معارف کا دریافت کرنیوالا نہین گذرا لیکن اِس جگہ

بقیہ حاشیہ بمبر ۱۱ یہہ بات سمجھہ نہ آئی کہ خدا کا غضب بندہ کی حالت کا ایک عکس ہے جب انسان کسی مخالفانہ شر سے محجوب ہو جائے اور خدا سے دوسری طرف مونہہ پھیر لے تو کیا وہ اِس لایق رہ سکتا ہے کہ جو سچے محبّون اور صادقون پر فیضانِ رحمت ہوتا ہے اُسپر بھی وہی فیضان ہو جائے ہرگز نہین بلکہ خدا کا قانونِ قدیم جو ابتدا سے چلا آیا ہر جسکو ہمیشہ راستباز اور صادق آدمی تجربہ کرتے رہے ہین اور اب ہی صحیح تجارب سے اُسکی سچائیون کو مشاہدہ کرتے ہین وہ یہی قانون ہے کہ جو شخص ظلماتی حجابون سے نکلکر سیدھا خدا تعالیٰ کی طرف اپنے روح کا مونہہ پھیر

بقیہ حاشیہ بمبر ۱۲ ہوگیا جسکی امید نہ تھی اور اُسی روز کہ جب دس دن کے گذرنے کے بعد محمد افضل خان صاحب وغیرہ کا روپیہ آیا امرتسر بھی جانا پڑا کیونکہ عدالتِ خفیفہ امرتسر سے ایک شہادت کے ادا کرنیکے لئے اِس عاجز کے نام اُسی روز ایک سمن آگیا سو یہہ وہ عظیم الشان پیش گوئی ہے جس کی مفصّل حقیقت پر اِس جگہ کے چند آریون کو بخوبی اطلاع ہے اور وہ بخوبی جانتے ہین کہ اِس پیشگوئی سے پہلے سخت ضرورت پیش آنے کی وجہ سے دُعا کی گئی اور پھر اُسی دُعا کا قبول ہونا اور دس دن کے بعد ہی روپیہ آنے کے بشارت دیا جانا اور ساتھہ ہی روپیہ آنے کے بعد امرتسر جانے کی اطلاع دیا جانا یہہ سب واقعاتِ حقہ اور صحیحہ ہین اور پھر اُنہین کے روبرو اِس پیش گوئی کا پورا ہونا بھی اُنکو معلوم ہے اور اگرچہ وہ لوگ بباعث ظلمت گھر کے غبُث اور عناد سے خالی نہین ہین اور اپنے دوسرے بھائیون کی طرح بغض اور کینہ اسلام پر کمربستہ اور حیفہ دُنیا پر مرے ہوئے اور حق اور راستی سے بکلّی بیغرض ہین لیکن اگر شہادت کے وقت اُنکو قسم دیجائے تو بجالتِ قسم وہ سچ سچ بیان کرنے سے کسی طرف گریز نہین کرسکتے اور اگر خدا سے نہین تو رسوائی اور وبال قسم سے ڈر کر ضرور سچی گواہی دینگے۔

عجیب بر عجیب اور بات ہے یعنے یہہ کہ وہ علوم اور معارف ایک ایسے اُمّی کو عطا کی گئی کہ جو لکھنے پڑھنے سے ناآشنا محض تھا جس نے عمر بھر کسی مکتب کی شکل نہین دیکھی تھی اور نہ کسی کتاب کا کوئی حرف پڑھا تھا اور نہ کسی اہل علم یا حکیم کی صحبت میسر آئی تھی بلکہ تمام عمر جنگلیون اور وحشیون مین سکونت رہی انہین مین پرورش پائی اور اُنہین مین سے پیدا ہوئے اور اُنہین کے ساتھہ اختلاط رہا - اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا اُمّی اور ان پڑھہ ہونا ایک ایسا بدیہی امر ہے کہ کوئی تاریخ دان اسلام کا اُس سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اُسکے آستانہ پر گر پڑتا ہے اُسی پر فیضان رحمت خاصہ ایزدی کا ہوتا ہے اور جو شخص اِس طریق کے برخلاف کوئی دوسرا طریق اختیار کر لیتا ہے تو بالضرور جو امر رحمت کے برخلاف ہے یعنے غضب الٰہی اُسپر وارد ہو جاتا ہے اور غضب کی اصل حقیقت یہی ہے کہ جب ایک شخص اُس طریق مستقیم کو چھوڑ دیتا ہے کہ جو قانون الٰہی مین افاضۂ رحمت الٰہی کا طریق ہے تو فیضان رحمت سے محروم رہ جاتا ہے اِسی محرومی کی حالت کا نام غضب الٰہی ہے اور چونکہ انسان کی زندگی اور آرام اور راحت خدا کے فیض سے ہی ہے اِس

بقیہ حاشیہ صفحہ سابق نمبر ۲

از انجملہ ایک یہہ ہے کہ مولوی ابو عبد اللہ غلام علی صاحب قصوری جنکا ذکر غیر حاشیہ در حاشیہ نمبر ۲ مین درج ہے الہام اولیاء اللہ کی عظمت شان مین کچھہ شک رکھتے تھے اور یہہ شک اُنکی بالمواجہ تقریر سے نہین بلکہ اُنکے رسالہ کی بعض عبارتون سے مترشح ہوتا تھا سو کچھہ عرصہ ہوا کہ اُنکے شاگردون مین سے ایک صاحب نور احمد نامے جو حافظ اور حاجی بھی ہین بلکہ شاید کچھہ عربی دان بھی ہین اور واعظ قرآن ہین اور خاص امرتسر مین رہتے ہین اتفاقاً اپنی دوکیفانہ حالت مین سیر کرتے کرتے یہان بھی آ گئے اُنکا خیال الہام کے انکار مین مولوی صاحب کے انکار سے کچھہ بڑھکر معلوم ہوتا تھا اور برسوماج والون کی طرح صرف انسانی خیالات کا نام الہام رکھتے تھے چونکہ وہ ہمارے ہی یہان ٹھہرے اور اِس عاجز پر اُنہون نے خود آپ ہی یہہ غلطی جو الہام کے بارہ مین اُنکی دل مین تھی مدعیانہ طور پر ظاہر بھی کر دی اِس لئے دل مین بہت رنج گذرا ہر چند معقولی طور پر سمجھایا گیا کچھہ اثر مترتب نہ ہوا آخر توجہ الی اللہ تک نوبت پہنچی اور اُنکو قبل از ظہور پیشگوئی بتلایا گیا کہ خداوند کریم کی حضرت مین دُعا کیجائیگی کچھہ

بے خبر نہین لیکن چونکہ یہہ امر آئندہ فصلون کے لئے بہت کارآمد ہے اِس لئے ہم کسیقدر آیاتِ قرآنی لکھکر کرامیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثابت کرتے ہین سو واضح ہو کہ وہ آیات بہ تفصیلِ ذیل ہین۔

قال اللہ تعالیٰ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلو علیھم اٰیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین سورہ جمعہ الجزو نمبر ۲۸۔

وہ خدا ہی جس نے ان پڑہون مین اُنہین مین سے ایک رسول بھیجا اُن پر وہ اُسکی آئین پڑہتا ہی اور اُنکو پاک کرتا ہی اور اُنہین کتاب اور حکمت سکہاتا ہے اگرچہ وہ لوگ اِس سے پہلے صریح گمراہی مین پہنسے ہوئے تہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ جہت سے جو لوگ فیضانِ رحمت کے طریق کو چہوڑ دیتے ہین وہ خدا کی طرف سے اِسی جہان مین یا دوسرے جہان مین طرح طرح کے عذابون مین مُبتلا ہو جاتے ہین کیونکہ جس کے شامل حال رحمتِ الٰہی نہین ہے ضرور ہے کہ انواع اقسام کے عذابِ روحانی و بدنی اُسکی طرف موٴنہ کرین اور چونکہ خدا کے قانون مین یہی انتظام مقرر ہے کہ رحمتِ خاصہ اُنہین کے شامل حال ہوتی ہے کہ جو رحمت کے طریق کو یعنے دُعا اور توحید کو اختیار کرتے ہین اِس باعث سے جو لوگ اِس طریق کو چہوڑ دیتے ہین وہ طرح طرح کی آفات مین گرفتار

بقیہ حاشیہ نمبر ۲ تعجب نہین کہ وہ دُعا بہ پایۂ اجابت پہنچکر کوئی ایسی پیش گوئی خداوند کریم ظاہر فرمادے جسکو تم بچشم خود دیکہہ جاؤ سو اُس راہ سے اِس مطلب کے لئے قادرِ مطلق کی جناب مین دعا کی گئی علی الصباح یہ نظرِ کشفی ایک خط دکہلایا گیا جو ایک شخص نے ڈاک مین بہیجا ہے اُس خط پر انگریزی زبان مین لکہا ہوا ہے آئی ایم کورُ لر اور عربی مین یہہ لکہا ہوا ہے ھٰذا شاھد تنزاغ اور یہی الہام حکایتاً عن الکاتب القا کیا گیا اور پہر وہ حالت جاتی رہی۔ چونکہ یہہ خاکسار انگریزی زبان سے کچہہ واقفیت نہین رکہتا اِس جہت سے پہلے علی الصباح میان نور احمد صاحب کو اُس کشف اور الہام کی اطلاع دیکر اور اُس آنے والے خط سے مطلع کرکے پہر اُسیوقت ایک انگریزی خوان سے اُس انگریزی فقرہ کے معنے دریافت کئے گئے تو معلوم ہوا کہ اُسکے یہہ معنے ہین کہ مین جہگڑنے والا ہون سو اُس مختصر فقرہ سے یقیناً یہہ معلوم ہو گیا کہ کسی جہگڑے کے متعلق کوئی خط آنیوالا ہے۔ اور ھٰذا شاھد تنزاغ کہ جو کاتب کی طرف سے دوسرا فقرہ لکہا ہوا دیکہا تہا اُسکے یہہ

عذابی اصیب به من اشآء ورحمتی وسعت کلشیٔ فساکتبها للذین یتقون ویؤتون الزکوٰة والذین هم بآیاتنا یؤمنون الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوبا عندهم	مین جسکو چاہتا ہون عذاب پہنچاتا ہون اور میری رحمت نے ہر چیز پر احاطہ کر رکھا ہے سو مین اُنکے لئے جو ہر یک طرح کے شرک اور کُفر اور فواحش سے پرہیز کرتے ہین اور زکوٰۃ دیتے ہین اور نیز اُنکے لئے جو ہماری نشانیون پر ایمان کامل لاتے ہین اپنی رحمت لکھونگا وہ وہی لوگ ہین جو اُس رسول نبی پر ایمان لاتے ہین کہ جسمین ہماری قدرت کاملہ کی نشانیان

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہوجاتے ہین اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعآئکم۔ واللہ غنی عن العلمین۔ یعنے اِنکو کہہ دے کہ میرا خدا تمہاری پروا کیا رکھتا ہے اگر تم دُعا نہ کرو اور اُسکے فیضان کے خواہان نہ ہو خدا کو تو کسی کی زندگی اور وجود کی حاجت نہین وہ تو بے نیاز مطلق ہے۔ اور آریہ سماج والے اور عیسائی بھی اِن تینون صداقتون مین سے پہلے اور تیسری صداقت سے بخبر ہین کوئی اُن مین سے یہہ اعتراض کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ سب لوگون کو کیون ہدایت نہین دیتا اور کوئی یہہ اعتراض

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

معنے کہلے کہ کاتب خط نے کسی مقدمہ کی شہادت کے بارہ مین وہ خط لکھا ہے۔ اُس دن حافظ نور احمد صاحب بباعث بارش باران امرتسر جانے سے روکے گئے اور درحقیقت ایک سماوی سبب سے اُنکا رکا جانا ہی قبولیت دُعا کے ایک خبر تھی تا وہ جیسا کہ اُنکے لئے خدا تعالیٰ سے درخواست کی گئی تھی پیش گوئی کے ظہور کو بچشم خود دیکھہ لین۔ غرض اُس تمام پیشگوئی کا مضمون اُنکو سُنا دیا گیا شام کو اُنکے روبرو پادری رجب علی صاحب مہتمم مالک مطبع سفیر ہند کا ایک خط رجسٹری شدہ امرتسر سے آیا جس سے معلوم ہوا کہ پادری صاحب نے اپنے کاتب پر جو اسی کتاب کا کاتب ہے عدالت خفیفہ مین نالش کی ہے اور اس عاجز کو ایک واقعہ کا گواہ ٹھہرایا ہے اور ساتھہ اُسکے ایک سرکاری سمن بھی آیا اور اِس خط کے آنے کے بعد وہ فقرہ الہامی یعنے ھذا شاھد فواغ جسکے یہہ معنے ہین کہ یہہ گواہ تباہی ڈالنے والا ہے اِن معنون پر محمول معلوم ہوا کہ مہتمم مطبع سفیر ہند کے دل مین بہ یقین کامل یہہ مرکوز تھا کہ اِس عاجز کی شہادت جو ٹھیک ٹھیک اور مطابق واقعہ ہوگی بباعث وثاقت اور صداقت اور نیز بالاعتبار اور قابل قدر ہونے کی وجہ سے فریق ثانی پر تباہی ڈالیگی اور اسی نیت سے مہتمم مذکور نے اِس عاجز کو ادائے شہادت کے لئے تکلیف بھی دی اور سمن

فی التوراۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھاھم عن المنکر ویحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم فالذین اٰمنوا بہ

ہین ایک تو بیرونی نشانی کہ توریت اور انجیل مین اُسکی نسبت پیشین گوئیان موجود ہین جنکو وہ آپ بھی اپنی کتابون مین موجود پاتے ہین دوسری وہ نشانی کہ خود اُس نبی کی ذات مین موجود ہی اور وہ یہہ ہے کہ وہ باوجود اُمّی اور ناخواندہ ہونے کے ایسی ہدایت کامل لایا ہے کہ ہر یک قسم کی حقیقی صداقتین جنکی سچائی کو عقل و شرع شناخت کرتی ہے اور جو صفحۂ دُنیا پر باقی نہین رہی تھین لوگون کی ہدایت کے لئے بیان فرماتا ہی اور اُنکو اُسکے بجالانیکے لئے حکم کرتا ہی اور ہر یک

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ کر رہا ہے کہ خدا مین صفت اضلال کیونکر پائی جاتی ہے جو لوگ خدا تعالیٰ کی ہدایت کی نسبت معترض ہین وہ یہہ نہین سوچتے کہ ہدایت الٰہی اُنہین کے شامل حال ہوتی ہے کہ جو ہدایت پانے کے لئے کوشش کرتے ہین اور اُن راہون پر چلتے ہین جن راہون پر چلنا فیضان رحمت کے لئے ضروری ہے اور جو لوگ اضلال الٰہی کی نسبت معترض ہین اُنکو یہہ خیال نہین آتا کہ خدا تعالیٰ اپنے قواعد مقررہ کے ساتھہ ہر یک انسان سے مناسب حال معاملہ کرتا ہے اور جو شخص سُستی اور تکاسل سے اُسکے لئے کوشش کرنا چھوڑ دیتا ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۲

جاری کرایا اور اتفاق ایسا ہوا کہ جس دن یہہ پیش گوئی پوری ہوئی اور امرتسر جانے کا سفر پیش آیا وہی دن پہلی پیش گوئی کے پورے ہونے کا دن تھا سو وہ پہلی پیش گوئی بھی میان نور احمد صاحب کے روبرو پوری ہوگئی یعنے اُسی دن جو دس دن کے بعد کا دن تھا روپیہ آگیا اور امرتسر بھی جانا پڑا فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ازانجملہ ایک یہہ ہے کہ ایک دفعہ فجر کے وقت الہام ہوا کہ آج حاجی ارباب محمد لشکر خان کے قرابتی کا روپیہ آتا ہے یہہ پیش گوئی بھی بدستور معمول اُسی وقت چند آریون کو سنائی گئی اور یہہ قرار پایا کہ اُنہین مین سے ڈاک کے وقت کوئی ڈاکخانہ مین جاوے چنانچہ ایک آریہ **ملاوامل نامے** اُسوقت ڈاکخانہ مین گیا اور یہہ خبر لایا کہ ہوتی مردان سے دس روپیہ آئے ہین اور ایک خط لایا جسمین لکھا تھا کہ یہہ دس روپیہ ارباب سرور خان نے بھیجے ہین چونکہ ارباب کے لفظ سے اتحاد قومی مفہوم ہوتا تھا اس لئے اُن آریون کو کہا گیا کہ ارباب کے لفظ مین دونون صاحبون کی شراکت ہونا پیشگوئی کی صداقت کے لئے

وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ہم المفلحون قل یاایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ان الذین لہ ملک السموات والارض لا الہ الا ہو

نامعقول بات سے کہ جسکی سچائی سے عقل وشرع انکار کرتی ہو منع کرتا ہے اور پاک چیزون کو پلید ٹہراتا ہے اور یہودیون اور عیسائیون کے سر پر سو وہ بھاری بوجھ اُتارتا ہے جو اُن پر پڑی ہوئی تھی اور جن طوقون مین وہ گرفتار تھی اُن سے خلاصی بخشتا ہے سو جو لوگ اُسپر ایمان لاوین اور اُسکو قوت دین اور اُسکی مدد کرین اور اُس نور کی جو اُسکے ساتھ نازل ہوا ہے وہی لوگ نجات یافتہ ہین۔ لوگون کو کہدی کہ میں

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اسی لوگون کے بارہ مین قدیم سے اُسکا یہی قاعدہ مقررہ ہے کہ وہ اپنی تائید سے اُنکو محروم رکھتا ہے اور اُنہین کو اپنی راہین دکھلاتا ہے جو اُن راہون کے لئے بدل وجان سعی کرتے ہین ہلا یہہ کیونکر ہوسکے کہ جو شخص نہایت لاپروائی سے سُستی کر رہا ہے وہ ایسا ہی خدا کے فیض سے مستفیض ہوجائے جیسے وہ شخص کہ جو تمام عقل اور تمام زور اور تمام اخلاص سے اُسکو ڈہونڈتا ہے اسی کی طرف ایک دوسرے مقام مین بھی اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے اور وہ یہہ ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ یعنے جو لوگ ہماری راہ مین کوشش کرتے ہین ہم اُنکو بالضرور اپنی راہین دکھلادیا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

کافی ہے مگر بعض نے اُن مین سے اِس بات کو قبول نہ کیا اور کہا کہ استحاد قومی شے دیگر ہے اور قرابت شے دیگر اور اِس انکار پر بہت ضد کی ناچار اُنکے اصرار پر خط لکھنا پڑا اور وہان سے یعنے ہوشیارپور سے کئی دفعہ کے بعد ایک دوست منشی الٰہی بخش نامی نے جو اُن دنون مین ہوشیارپور مین کی نوکر تھے خط کے جواب مین لکھا کہ ارباب سرور خان اور محمد لشکر خان کا بیٹا ہے چنانچہ اُس خط کے آنے پر سب مخالفین لاجواب اور عاجز رہ گئے فالحمد للہ علی ذالک۔

ازانجملہ ایک یہہ ہے کہ ایکدفعہ اپریل ۱۸۸۳ء مین صبح کو وقت بیداری ہی مین جہلم سے روپیہ روانہ ہونے کی اطلاع دی گئی اور اِس بات سے اِس جگہ آریون کو جن مین سے بعض خود جاکر ڈاکخانہ مین خبر لیتے تھے بخوبی اطلاع تھی کہ اُس روپیہ کے روانہ ہونے کے بارہ مین جہلم سے کوئی خط نہین آیا تھا کیونکہ یہہ انتظام اِس عاجز نے پہلے سے کر رکھا تھا کہ جو کچھہ ڈاکخانہ سے خط وغیرہ آیا تھا اُسکو خود بعض آریا ڈاکخانہ سے

یحیی ویمیت فامنوا باللہ ورسولہ النبی الامی الذی یؤمن باللہ وکلماتہ واتبعوہ لعلکم تھتدون۔ سورۂ اعراف الجزو نمبر ۹۔	خدا کی طرف سے تم سب کی طرف بھیجا گیا ہون۔ وہ خدا جو بلا شرکت الغیری آسمان اور زمین کا مالک ہے جسکے سوا اور کوئی خدا اور قابل پرستش نہین زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے پس اس خدا پر اور اُسکے رسول پر جو نبی اُمی ہے ایمان لاؤ وہ نبی جو اللہ اور اُسکے کلمون پر ایمان لاتا ہے اور تم اُسکی پیروی کرو تا تم ہدایت پاؤ۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ کرتے ہین۔ اب دیکھنا چاہئے کہ یہہ دس صداقتین جو سورۂ فاتحہ مین درج ہین کسقدر عالی اور بے نظیر صداقتین ہین جن کے دریافت کرنے سے ہمارے تمام مخالفین قاصر رہے اور پھر دیکھنا چاہئے کہ کس ایجاز اور لطافت سے اقل قلیل عبارت مین اُنکو خدا تعالیٰ نے بھر دیا ہے اور پھر اس طرف خیال کرنا چاہئے کہ علاوہ ان سچائیون کے اور اس کمال ایجاز کے دوسرے کیا کیا لطائف ہین جو اس سورۂ مبارکہ مین بھرے ہوئے ہین اگر ہم اس جگہ اُن سب لطایف کو بیان کرین تو یہہ مضمون ایک دفتر بن جائیگا صرف چند لطیفہ بطور نمونہ بیان کئے جاتے ہین۔ اول یہہ لطیفہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس سورۂ فاتحہ مین دُعا کرنے کا ایسا طریقہ حسنہ بتلایا ہے جس سے خوبتر طریقہ پیدا ہونا ممکن نہین اور جس مین وہ تمام اُمور

بقیہ حاشیہ نمبر ۲ لے آتے تھے اور ہر روز ہر یک بات سے بخوبی مطلع رہتے تھے اور خواہ تک ڈاکخانہ کا ڈاک مُنشی بھی ایک ہندو ہی ہے غرض جب یہہ الہام ہوا تو اُن دنون مین ایک پنڈت کا بیٹا شام لال نامے جو ناگری اور فارسی دونون مین لکھہ سکتا تھا بطور روزنامہ نویس کے نوکر رکھا ہوا تھا اور بعض اُمور غیبیہ جو ظاہر ہوتے تھے اُسکے ہاتھہ سے وہ ناگری اور فارسی خط مین قبل از وقوع لکھائے جاتے تھے اور پھر شام لال مذکور کے اُسپر دستخط کرائے جاتے تھے چنانچہ یہہ پیش گوئی بھی بدستور اُس سے لکھائی گئی اور اُسوقت کئی آریون کو بھی خبر دی گئی اور ابھی پانچ روز نہین گذرے تھے جو پنیالیس ۴۵ روپیہ کا منی آڈر جہلم سے آگیا اور جب حساب کیا گیا تو ٹھیک ٹھیک اُسی دن منی آڈر روانہ ہوا تھا جسدن خداوند عالم الغیب نے اُسکے روانہ ہونے کی خبر دی تھی اور یہہ پیش گوئی بھی اُسی طور پر ظہور مین آئی جس سے یہ تمام تر انکشاف

وکذالك اوحینا الیك روحا من امرنا ماکنت تدری ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلناہ نورا نھدی بہ من نشاء من عبادنا وانك لتھدی الی صراط مستقیم۔ سورۃ الشعرا الجزو نمبر ۲۵۔

اور اسی طرح ہم نے اپنے امر سے تیری طرف ایک روح نازل کی ہے تجھے معلوم نہ تھا کہ کتاب اور ایمان کسے کہتے ہین پر ہمنے اُسکو ایک نور بنایا ہے جسکو ہم چاہتے ہین بذریعہ اُسکے ہدایت دیتے ہین اور بہ تحقیق سیدھے راستہ کی طرف تو ہدایت دیتا ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جمع ہین جو دُعا مین دلی جوش پیدا کرنے کے لئے نہایت ضروری ہین تفصیل اسکی یہہ ہے کہ قبولیت دُعا کے لئے ضرور ہے کہ اُسمین ایک جوش ہو کیونکہ جس دُعا مین جوش نہ ہو وہ صرف لفظی ٹُرٹُر ہے حقیقی دُعا نہین مگر یہہ بھی ظاہر ہے کہ دُعا مین جوش پیدا ہونا ہر یک وقت انسان کے اختیار مین نہین پس انسان کے لئے اشد ضرورت ہے کہ دُعا کرنے کے وقت جو اُمور دلی جوش کے محرک ہین وہ اُسکے خیال مین حاضر ہون اور یہہ بات ہر یک عاقل پر روشن ہے کہ دلی جوش پیدا کرنے والی صرف دو ہی چیزین ہین ایک خدا کو کامل اور قادر اور جامع صفات کاملہ خیال کر کے اُسکی رحمتون اور کرمون کو ابتدا سے انتہا تک اپنے وجود اور بقا کے لئے ضروری دیکھنا اور تمام فیوض کا سبب اُسی کو خیال کرنا۔ دوسرے اپنے تئین اور اپنے تمام متعلقین کو

بقیہ حاشیہ نمبر ۴

مخالفین پر اُسکی صداقت کھل گئی اور اُسکے قبول کرنے سے کچھہ چارہ نہ رہا کیونکہ اُنکو اپنی ذاتی واقفیت سے بخوبی معلوم تھا کہ اس پیشگی پیشخبری مین جہلم سے روانہ ہونا بے نشان محض تھا جو سب سے پہلے کوئی اطلاعی خط نہین آیا تھا۔ فالحمد للہ علی ذالک

از انجملہ ایک یہہ ہے کہ کچھہ عرصہ ہوا ہے کہ خواب مین دیکھا تھا کہ حیدرآباد سے نواب اقبال الدولہ صاحب کی طرف سے خط آیا ہے اور اُسمین کسیقدر روپیہ دینے کا وعدہ لکھا ہے یہہ خواب بھی بدستور روزنامہ مذکورہ بالا مین اُسی ہندو کے ہاتھہ سے لکھائی گئی اور کئی آریون کو اطلاع دی گئی پھر تھوڑے دنون کے بعد حیدرآباد سے خط آگیا اور نواب صاحب موصوف نے سو روپیہ بھیجا فالحمد للہ علی ذالک۔ از انجملہ ایک یہہ ہے کہ ایک دوست نے بڑی مشکل کے وقت لکھا کہ اُسکا ایک عزیز کسی سنگین مقدمہ مین ماخوذ ہے اور کوئی صورت

وما کنت تتلوا من قبله من کتاب ولا تخطه بیمینك اذا لارتاب المبطلون بل هو ایات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم وما یجحد بایاتنا الا الظالمون سورۃ العنکبوت الجزو نمبر ۲۱۔	اور اِس سے پہلے تو کسی کتاب کو نہیں پڑھتا تھا اور نہ اپنے ہاتھ سے لکھتا تھا تا باطل پرستوں کو شک کرنے کی کوئی وجہ بھی ہوتی بلکہ وہ آیات بینات ہیں جو اہلِ علم لوگوں کے سینوں میں ہیں اور اُنہی انکار وہی لوگ کرتے ہیں جو ظالم ہیں۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ عاجز اور مفلس اور خدا کی مدد کا محتاج یقین کرنا یہی دو امر ہیں جن سے دُعاؤں میں جوش پیدا ہوتا ہے اور جو جوش دلانے کے لئے کامل ذریعہ ہیں وجہ یہ ہے کہ انسان کی دُعا میں تب ہی جوش پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ اپنے تئیں سراسر ضعیف اور ناتوان اور مددِ الٰہی کا محتاج دیکھتا ہے اور خدا کی نسبت نہایت قوی اعتقاد سے یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ بغائیت درجہ کامل القُدرت اور رب العلمین اور رحمان اور رحیم اور مالک امر مجازات ہے اور جو کچھ انسانی حاجتیں ہیں سب کا پورا کرنا اُسی کے ہاتھ میں ہے سو سورۃ فاتحہ کے ابتدا میں جو اللہ تعالیٰ کی نسبت بیان فرمایا گیا ہے کہ وہی ایک ذات ہے کہ جو تمام محامد کاملہ سے متصف اور تمام خوبیوں کی جامع ہے اور وہی ایک ذات ہے جو تمام عالموں کی رب اور تمام رحمتوں کا چشمہ اور سب کو اُنکے عملوں کا بدلہ دینے والی ہے پس اِن صفات کے بیان کرنے سے اللہ تعالیٰ نے بخوبی ظاہر فرما دیا کہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

نجات کی نظر نہیں آتی اور کوئی سبیل رہائی کی دکھائی نہیں دیتی سو اُس دوست نے بہ پُر درد ما جرا لکھ کر دُعا کے لئے درخواست کی چونکہ اُسکی بہلائی مقدر تھی اور تقدیر معلق تھی اِس لئے اُسی رات وقت صافی میسر آگیا جو ایک مُدت تک میسر نہیں آیا تھا۔ دُعا کی گئی اور وقت صافی قبولیت کی اسپدو بتا تھا چنانچہ قبولیت کے آثار سے ایک آریہ کو اطلاع دی گئی پھر چند روز کے بعد خبر ملی کہ مدعی ایک ناگہانی موت سے مر گیا اور اِس طرح پر شخص ماخوذ نے خلاصی پائی فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ماسوا اِسکے کبھی کبھی دوسری زبان میں الہام ہونا جس سے یہ خاکسار ناآشنا محض ہے اور پھر وہ الہام کسی پیشگوئی پر مشتمل ہونا عجائباتِ غریبہ میں سے ہے جو قادرِ مطلق کی وسیع قدرتوں پر دلالت کرتا ہے

اِن تمام آیات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا اُمّی ہونا بکمال وضاحت ثابت ہوتا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر آنحضرت فی الحقیقتہ اُمّی اور نا خواندہ نہ ہوتے تو بہت سے لوگ اِس دعوی اُمیت کی تکذیب کرنیوالے پیدا ہو جاتے کیونکہ آنحضرت نے کسی ایسے مُلک مین یہہ دعوی نہین کیا تہا کہ جس مُلک کے لوگون کو آنحضرت کے حالات اور واقعات سے بیخبر اور ناواقف قرار دیسکین بلکہ وہ تمام لوگ ایسے تہے جن مین آنحضرت نے ابتداءً عمر سے نشو و نما پایا تہا اور ایک حصہ کلان

بقیہ حاشیہ بر۱ سب قُدرت اُسی کی ہاتھ مین ہے اور ہر یک فیض اُسی کی طرف سے ہے اور اپنی اسقدر عظمت بیان کی کہ دُنیا اور آخرت کے کامون کا قاضی الحاجات اور ہر یک چیز کا علّت العلل اور ہر یک فیض کا مبدء اپنی ذات کو ٹہرایا جس مین یہہ بھی اشارہ فرما دیا ہے کہ اُسکی ذات کے بغیر اور اُسکی رحمت کے بدون کسی زندہ کی زندگی اور آرام اور راحت ممکن نہین اور پھر بندہ کو توحید کی تعلیم دی اور فرمایا **ایاک نعبد و ایاک نستعین**۔ اِسکے یہہ معنی ہین کہ اے مبدء تمام فیوض ہم تیری ہی پرستش کرتے ہین اور تجھہ سے ہی مدد مانگتے ہین یعنے ہم عاجز ہین آپ سے کچھہ بھی نہین کرسکتے جب تک تیری توفیق اور تائید شامل حال نہ ہو پس خدا تعالی نے دعا مین جوش دلانے کے لئے دو محرک بیان فرمائے ایک اپنی عظمت اور رحمت شاملہ دوسرے بندون کا عاجز اور ذلیل ہونا اب جاننا چاہئے کہ یہی دو محرک ہین جنکا دُعا کے

بقیہ حاشیہ بر۲ اگرچہ بیگانہ زبان کے تمام الفاظ محفوظ نہین رہتے اور اُنکے تلفظ مین بعض وقت بباعث سرعت ورود الہام اور ناآشنائی لہجہ و زبان کچھہ فرق آجاتا ہے مگر اکثر صاف صاف اور غیر ثقیل فقرات مین کم فرق آتا ہے اور یہہ بھی ہوتا ہے کہ جلدی جلدی القا ہونے کی وجہ سے بعض الفاظ یاد داشت سے باہر رہجاتے ہین لیکن جب کسی فقرہ کا القا مکرر سہ کرر ہو تو پھر وہ الفاظ اچھی طرح سے یاد رہتے ہین۔ الہام کے وقت میرے قادر مُطلق اپنے اُس تصرف بحت سے کام کرتا ہے جسمین اسباب اندرونی یا بیرونی کی کچھہ آمیزش نہین ہوتی اُس وقت زبان خدا کے ہاتھہ مین ایک آلہ ہوتا ہے جس طرح اور جس طرف چاہتا ہے اُس آلہ کو یعنے زبان کو پھیرتا ہے اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ الفاظ زور کے ساتھہ اور ایک جلدی سے نکلتے آتے ہین اور کبھی ایسا

عمر اپنی کا اُنکی مخالطت اور مصاحبت مین بسر کیا تھا پس گر فی الواقعہ جناب ممدوح اُمّی نہ ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ اپنے اُمّی ہونے کا اُن لوگون کے سامنے نام بھی لے سکتے جنپر کوئی حال اُنکا پوشیدہ نہ تہا اور جو ہر وقت اِس گہات مین لگے ہوئے تہے کہ کوئی خلاف گوئی ثابت کرین اور اُسکو مشتہر کردین جنکا عناد اِس درجہ تک پہنچ چکا تھا کہ اگر بس چل سکتا تو کچہہ جہوٹ موٹ سے ہی ثبوت بناکر پیش کر دیتے اور اسی جہت سے اُنکو اُنکی ہر یک بدظنی پر ایسا مسکت جواب دیا جاتا تھا کہ وہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ وقت خیال مین لاناُ دُعا کرنیوالون کے لئے نہایت ضروری ہے جو لوگ دُعا کی کیفیت سے کسقدر جاہل حاصل رکہتے ہین اُنہین خوب معلوم ہے کہ بغیر پیش ہونے اِن دونون محرکون کی دُعا ہو ہی نہین سکتی اور بجز اُسکے آتش شوقِ الٰہی دُعا مین اپنے شعلون کو بلند نہین کرتے یہ بات نہایت ظاہر ہے کہ جو شخص خدا کی عظمت اور رحمت اور قدرت کاملہ کو یاد نہین رکہتا وہ کسی طرح سے خدا کی طرف رجوع نہین کرسکتا اور جو شخص اپنی عاجزی اور درماندگی اور مسکینی کا اقرار ہی نہین اُسکی روح اُس مولی کریم کی طرف ہرگز جہک نہین سکتی غرض یہہ ایسی صداقت ہے جس کے سمجہنے کے لئے کوئی عمیق فلسفہ درکار نہین بلکہ جب خدا کی عظمت اور اپنی ذلت اور عاجزی متحقق طور پر دلمین متنقش ہو تو وہ حالت خاصہ خود انسان کو سمجہا دیتی ہے کہ خالص دُعا کرنے کا وہی ذریعہ ہے جسے پرستار خوب سمجہتے ہین کہ حقیقت مین انہین دو چیزون کا

ہی ہوتا ہے کہ جیسے کوئی لُطف اور ناز سے قدم رکہتا ہے اور ایک قدم پر ٹہہر کر پہر دوسرا قدم اُٹہاتا ہے اور چلنے مین اپنی خوش وضع دکہلاتا ہے اور ان دونون اندازون کے اختیار کرنے مین حکمت یہہ ہے کہ تا ربانی الہام کو نفسانی اور شیطانی خیالات سے امتیاز کُلی حاصل رہے اور خداوند مُطلق کا الہام اپنی جلالی اور جمالی برکت سے فی الفور شناخت کیا جائے۔ ایک دفعہ کی حالت یاد آئی ہے کہ انگریزی مین اوّل یہہ الہام ہوا آئی لو یو یعنے مین تم سے محبت رکہتا ہون پہر یہہ الہام ہوا آئی ایم وِد یو یعنے مین تمہارے ساتہہ ہون پہر الہام ہوا آئی شیل ہیلپ یو یعنے مین تمہاری مدد کرونگا پہر الہام ہوا آئی گِلن دیٹ آئی وِل ڈو۔ یعنے مین کرسکتا ہون جو چاہونگا پہر بعد اِسکے بہت ہی زور سے جس سے بدن کانپ گیا یہہ

ساکت اور لاجواب رہ جاتے تھے مثلاً جب مکّہ کے بعض نادانوں نے یہہ کہنا شروع کیا کہ قرآن کی توحید ہمیں پسند نہیں آتی کوئی ایسا قرآن لاؤ جسمیں بُتوں کی تعظیم اور پرستش کا ذکر ہو یا اسی میں کچھ تبدّل تغیّر کرکے بجائے توحید کے شرک بھرد و تب ہم قبول کر لینگے اور ایمان لے آئینگے تو خدا نے اُنکے سوال کا جواب اپنے نبی کو وہ تعلیم کیا جو آنحضرت کے واقعات عُمری پر نظر کرنے سے پیدا ہوتا ہے اور وہ یہہ ہے۔

بقیہ حاشیہ: کمبرا تصوّر دُعا کے لئے ضروری ہے یعنے اول اِس بات کا تصوّر کہ خدا تعالیٰ ہر یک قسم کی ربوبیت اور پروش اور رحمت اور مدد دینے پر قادر ہے اور اُسکی یہہ صفات کاملہ ہمیشہ اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں۔ دوسرے اِس بات کا تصوّر کہ انسان بغیر توفیق اور تائید الٰہی کے کسی چیز کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اور بالمقابلہ یہہ دونوں تصوّر ایسے ہیں کہ جب دُعا کرنے کے وقت دل میں جمع جاتے ہیں۔ تو یکایک انسان کی حالت کو ایسا تبدیل کر دیتے ہیں کہ ایک تکبّر اُنسے متاثر ہو کر رونا ہوا زمین پر گر پڑتا ہے اور ایک گردن کش سخت دل کے آنسو جاری ہو جاتے ہیں جی کل ہے جس سے ایک غافل مُردہ میں جان پڑ جاتی ہے انہیں دو باتوں کے تصوّر سے ہر یک دل دُعا کرنے کی طرف کھینچا جاتا ہے غرض یہی وہ روحانی وسیلہ ہے جس سے انسان کی روح رو بخدا ہوتی ہے اور اپنی کمزوری اور احتیاج ربّانی پر نظر پڑتی ہے اِسی کے ذریعہ سے انسان ایک ایسے عالم بیخودی میں پہنچ جاتا ہے جہاں اپنی کلّ ہستی کا نشان باقی نہیں رہتا اور صرف ایک ذاتِ عظمیٰ کا جلال چمکتا ہوا نظر آتا ہے اور وہی ذاتِ رحمت کُل اور ہر یک ہستی کا ستون اور ہر یک درد کا چارہ اور ہر یک فیض کا مبدء دکھائی دیتی ہے آخر اِس سے ایک صورت فنا کی

الہام ہوا۔ وی کین دیٹ وی ول ڈو۔ یعنے ہم کر سکتے ہیں جو چاہینگے اور اُسوقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے اور باوجود پُر دہشت ہونے کے پھر اُسمیں ایک لذت تھی جس سے روح کو سننے معلوم کرنے سے پہلے ہی ایک تسلّی اور تشفی ملتی تھی۔ اور یہہ انگریزی زبان کا الہام اکثر ہوتا رہا ہے ایک دفعہ ایک طالب العلم انگریزی خوان ملنے کو آیا اُسکے روبرو بھی یہہ الہام ہوا۔ وس از مائی اینیمی۔ یعنے یہہ میرا دشمن ہے اگرچہ معلوم ہو گیا تھا کہ یہہ الہام اُسی کی نسبت ہے مگر اُسی سے یہہ معنے بھی دریافت کئے گئے اور آخر وہ ایسا ہی آدمی نکلا اور کسکے باطن میں طرح طرح کے خُبث پائے گئے۔ ایک دفعہ

قال الذین لا یرجون لقاءنا ائت بقرآن غیر ھذا او بدلہ قل ما یکون لی ان ابدلہ من تلقاء نفسی ان اتبع الا ما یوحی الی انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم۔

وہ لوگ جو ہماری ملاقات سے نا اُمید ہین یعنے ہماری طرف سے بکلّی علاقہ توڑ چکے ہین وہ کہتے ہین کہ اِس قرآن کے برخلاف کوئی اَور قرآن لا جسکی تعلیم اُسکی تعلیم سے مغایر اور منافی ہو یا اِسی مین تبدیل کر انکو جواب دے کہ مجھے یہہ قدرت نہین اور نہ روا ہے کہ مین خدا کے کلام مین اپنی طرف سے کچھہ تبدیل کردون مین تو صرف اُس وحی کا تابع ہون جو میرے پر نازل ہوتی ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کے ظہور پذیر ہو جاتی ہے جس کے ظہور سے نہ انسان مخلوق کی طرف مائل رہتا ہے نہ اپنے نفس کی طرف نہ اپنے ارادہ کی طرف اور بالکل خدا کی محبت مین کھو یا جاتا ہے اور اُس ہستی حقیقی کی شہود سے اپنی اور دوسری مخلوق چیزون کی ہستی کالعدم معلوم ہوتی ہے اِس حالت کا نام خدا نے صراطِ مستقیم رکھا ہے جسکی طلب کے لئے بندہ کو تعلیم فرمایا اور کہا اھدنا الصراط المستقیم یعنے وہ راستہ فنا اور توحید اور محبتِ الٰہی کا جو آیاتِ مذکورہ بالا سے مفہوم ہو رہا ہے وہ ہمین عطا فرما اور اپنے غیر سے بکلی منقطع کر خلاصہ یہہ کہ خدا یتعالیٰ نے دعا مین جوش پیدا کرنے کے لئے وہ اسباب حقہ انسان کو عطا فرمائے کہ جو اِسقدر دلی جوش پیدا کرتے ہین کہ دُعا کرنے والے کو خود سی کے عالم سے بیخودی اور نیستی کے عالم مین پہنچا دیتے ہین اِس جگہ یہہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہہ بات ہرگز نہین کہ سورۂ فاتحہ دعا کے کئی طریقون مین سے ہدایت مانگنے کا ایک طریقہ ہے بلکہ جیسا کہ دلائل مذکورۂ بالا سے ثابت ہو چکا ہے درحقیقت صرف یہی ایک طریقہ ہے جس پُر جوش دل سے دُعا کا صادر ہونا موقوف ہے اور جس پر طبیعت انسانی بمقتضا اپنی فطرتی

بقیہ حاشیہ صبح کے وقت بہ نظر کشفی چند ورق چھپے ہوئے دکھائے گئے کہ جو ڈاکخانہ سے آئے ہین اور اخیر پر اُنکی لکھا تھا۔ آئی ایم بائی عیسیٰ یعنے مین عیسیٰ کے ساتھہ ہون۔ چنانچہ وہ مضمون کسی انگریزی خوان سے دریافت کرکے دو لیکھرار آریہ کو بتلایا گیا جس سے یہہ سمجھا گیا تھا کہ کوئی شخص عیسائی یا عیسائیون کی طرز پر دینِ اسلام کی نسبت کچھہ اعتراض چھپوا کر بھیجتا ہے چنانچہ کسی روز ایک آریہ کو ڈاک آنے کے وقت ڈاکخانہ مین بھیجا گیا تو وہ چند چھپے ہوئے ورق لایا جسمین عیسائیون کی طرز پر ایک صاحب خام خیال نے اعتراضات لکھے تھے۔ ایک دفعہ کسی امر مین جو دریافت طلب تھا خواب مین ایک دم نقرہ جو شکل بادامی تھا اِس عاجز کو

قل لو شآء الله ما تلوته علیکم ولا ادرٰکم به فقد لبثت فیکم عمراً من قبله افلا تعقلون. فمن اظلم ممن افتری علی الله کذبا او کذب بآیاته انه لا یفلح المجرمون۔ سورۃ یونس الجزو سمبرا ۱۱	اور اپنے خداوند کی نافرمانی سے ڈرتا ہون اگر خدا چاہتا تو مین تمکو یہہ کلام نہ سُناتا اور خدا تمکو اسپر مطلع بھی نہ کرتا پہلے اِس سے اتنی عُمر بیتے چالیس برس تک تم مین ہی رہتا رہا ہون پھر کیا تمکو عقل نہین لیتے کیا تمکو بخوبی معلوم نہین کہ افترا کرنا میرا کام نہین اور جھوٹ بولنا میری عادت مین نہین اور پھر آگے فرمایا کہ اُس شخص سے زیادہ تر ظالم کون ہوگا جو خدا پر افترا باندھے یا خدا کے کلام کو کہے کہ یہہ انسان کا افترا ہے بلاشُبہ مُجرم نجات نہین پائینگے۔

بقیہ حاشیہ نمبرا تقاضا کے چلنا چاہتی ہے حقیقت یہہ ہے کہ جیسے خدا نے دوسرے اُصول مین قواعد مقرر ٹھہرا رکھے ہین ایسا ہی دُعا کے لئے بھی ایک قاعدہ خاص ہے اور وہ قاعدہ وہی محرک ہین جو سورۂ فاتحہ مین لکھے گئے ہین اور ممکن نہین کہ جب تک وہ دونون محرک کسی کے خیال مین نہ ہون تب تک اُسکی دُعا مین جوش پیدا ہو سکے سو طبعی راستہ دعا مانگنے کا وہی ہے جو سورۂ فاتحہ مین ذکر ہو چکا ہے پس سورہ ممدوحہ کے لطایف مین سے یہہ ایک نہایت عُمدہ لطیفہ ہے کہ دُعا کو موجبات اُسکے کے بیان کیا ہے فتدبر۔

پھر ایک دوسرا لطیفہ اِس سورۃ مین یہہ ہے کہ ہدایت کے قبول کرنے کے لئے پورے پورے اسباب ترغیب بیان فرمائے ہین کیونکہ ترغیبِ کامل جو معقول طور پر دیجائے ایک زبردست کشش ہے اور حصرعقلی کے رو سے ترغیب کامل اُس ترغیب کا نام ہے جس مین تین مُحرّین موجود ہون ایک یہہ کہ جس شیئے کی طرف ترغیب دینا منظور ہو اُسکی ذاتی خوبی بیان کیجائے سو اس خبر کو اس آیت مین بیان فرمایا ہے اھدنا الصراط المستقیم یعنے ہمکو وہ راستہ بتلا جو اپنی ذات مین صفتِ استقامت اور اسی سے موصوف ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ہاتھ مین دیا گیا اُسمین دو سطرین تھین اول سطر مین یہہ انگریزی فقرہ لکھا تھا۔ لیس آئی ایم ہیپی اور دوسری سطر جو خطِ فارق ڈالکر نیچے لکھی ہوئی تھی وہ اُسی پہلی سطر کا ترجمہ تھا یعنے یہہ لکھا تھا کہ ہان مین خوش ہون۔ ایک دفعہ کچھ حُزن اور غم کے دن آنیوالے تھے کہ ایک کاغذ پر بہ نظر کشفی یہہ فقرہ انگریزی مین لکھا ہوا دکھایا گیا۔ لایف آف پین یعنے زندگی دُکھ کی۔ ایک دفعہ بعض مخالفون کے بارہ مین جنہون نے

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمّی ہونا عربون اور عیسائیون اور یہودیون کی نظر مین ایسا بدیہی اور یقینی امر تھا کہ اُسکے انکار مین کچھہ دم نہین مار سکتے تہے بلکہ اِسی جہت سے وہ توریت کے اکثر قصّے جو کسی خواندہ آدمی پر مخفی نہین رہ سکتے بطور امتحان نبوّت آنحضرت پوچھتے تہے اور پھر جواب صحیح اور درست پاکر اور اُن فاش غلطیون سے مبرّا دیکھہ کر جو توریت کے قصّون مین پڑ گئے ہین وہ لوگ جو اُن مین راسخ فی العلم تہے بصدق دلی ایمان لے آتے تہے جنکا ذکر قرآن شریف مین اِس طرح پر درج ہے۔

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ جس مین ذرا کجی نہین سو اِس آیت مین ذاتی خوبی اُس راستہ کی بیان فرماکر اُسکے حصول کے لئے ترغیب دی۔ دوسری خبر ترغیب کی یہہ ہے کہ جس شے کی طرف ترغیب دینا منظور ہو اُس شے کے فوائد بیان کئے جائین سو اِس جُزء کو اِس آیت مین بیان فرمایا صراط الذین انعمت علیھم یعنے اُس راستہ پر ہمکو چلا جس پر چلنے سے پہلے سالکون پر انعام اور کرم ہو چکا ہے سو اِس آیت مین راستہ چلنے والون کا کامیاب ہونا ذکر فرماکر اُس راستہ کا شوق دلایا۔ تیسری جُزء ترغیب کی یہہ ہے کہ جس شے کی طرف ترغیب دینا منظور ہو اُس شے کے چھوڑنے والون کی خرابی اور بدحالی بیان کیجائے سو اِس جُزء کو اس آیت مین بیان فرمایا غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ یعنے اُن لوگون کی راہون سے بچا جنہون نے صراط مستقیم کو چھوڑا اور دوسری راہین اختیار کین اور غضبِ الٰہی مین پڑے اور گمراہ ہوئے سو اِس آیت مین اُس سیدہا راستہ چھوڑنے پر جو ضرر مترتب ہوتا ہے اُس سے آگاہ کیا غرض سورۃ فاتحہ مین ترغیب کی تینون خبرون کو لطیف طور پر بیان کیا ذاتی خوبی ہی بیان کی فوائد ہی بیان کئے اور پھر اُس راہ کے چھوڑنے والون کی ناکامی اور بدحالی ہی

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۰ عناد دلی سے خواہ سخواہ قرآن شریف کی توہین کی تہی اور عداوت ذاتی سے جسکا کچھہ چارہ نہین دین متین اسلام پر بیجا اعتراضات اور بیہودہ تعرضات کئے تہے یہہ دو فقرے انگریزی مین اتہام ہوئے۔

گوڈ از کمنگ بائی ہز آرمی - ہی از وڈیو ٹو کل اسینی یعنے خدا تعالیٰ دلائل اور براہین کا لشکر لیکر چلا آتا ہے وہ دشمن کو مغلوب اور ہلاک کرنے کے لئے تمہارے ساتھہ ہے اِسی طرح اور بہی

ولتجدن اقربهم مودة للذين آمنوا الذين قالوا انا نصارىٰ ذالك بان منهم قسيسين ورهبانا وانهم لا يستكبرون. واذا سمعوا ما انزل الى الرسول ترىٰ اعينهم تفيض من الدمع مما عرفوا من الحق يقولون ربنا امنا فاكتبنا مع الشاهدين ومالنا لا نؤمن بالله وما جاءنا من الحق ونطمع ان يدخلنا ربنا مع القوم الصالحين بورة المايدہ الجزو ببرے۔

سب فرقون مین سے مسلمانون کی طرف زیادہ تر رغبت کرنیوالے عیسائی ہین کیونکہ اُن مین بعض بعض اہل علم اور راہب بھی ہین جو تکبر نہین کرتے اور جب خدا کے کلام کو جو اُسکے رسول پر نازل ہوا ہے سُنتے ہین تب تو دیکھتا ہے کہ اُنکی آنکھون سے آنسو جاری ہو جاتے ہین اس وجہ سے کہ وہ حقانیت کلام الٰہی کو پہچان جانتے ہین اور کہتے ہین کہ خدایا ہم ایمان لائے ہمکو اُن لوگون مین لکھ لے جو تیرے دین کی سچائی کی گواہ ہین اور کیون ہم خدا اور خدا کے سچے کلام پر ایمان نہ لاوین حالانکہ ہماری آرزو ہے کہ خدا ہمکو اُن بندون مین داخل کرے جو نیکو کار ہین۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بیان فرمائی تا ذاتی خوبی کو سُنکر طبائع سلیمہ اُسکی طرف میل کرین اور فوائد پر اطلاع پاکر جو لوگ فوائد کے خواہان ہین اُنکے دلون مین شوق پیدا ہو اور ترک کرنے کی خرابیان معلوم کرکے اُس وبال سے ڈرین جو کہ ترک کرنے پر عائد حال ہوگا پس یہہ بھی ایک کامل بلیغہ ہے جسکا التزام اِس صورت مین کیا گیا۔ پھر تحریر اللطیف اِس سورۃ مین یہہ ہے کہ باوجود التزام فصاحت و بلاغت یہہ کمال دکھلایا ہے کہ محامد الٰہیہ کے ذکر کرنے کے بعد جو فقرات دُعا وغیرہ کے بارہ مین لکھے ہین اُنکو ایسے عُمدہ طور پر بطور لف ونشر مرتب کے بیان کیا ہے۔ جسکا صفائی سے بیان کرنا باوجود رعائت تمام مدارج فصاحت و بلاغت کے بہت مشکل ہوتا ہے اور جو لوگ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

بہت سے فقرات ہتے جن مین سے کچھ تو یاد ہین اور کچھ بھول گئے لیکن سب سے زیادہ عربی زبان مین الہام ہوتا ہے خصوصاً آیات فرقانیہ مین بکثرت اور بتواتر ہوتا ہے چنانچہ کسیقدر عربی الہامات جو بعض عظیم الشان پیش گوئیون اور احسانات الٰہیہ پر مشتمل ہین ذیل مین معہ ترجمہ لکھے جاتے ہین۔ تاکہ اگر خدا چاہے تو طالب صادق کو اُن سے فایدہ ہو اور تا مخالفون کو بھی معلوم ہو کہ جس قوم پر خداوند کریم کی نظر عنایت ہوتی ہے اور جو لوگ

ان الذین اوتوا العلم من قبلہ اذا یتلی علیہم یخرون للاذقان سجدا ویقولون سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا ویخرون للاذقان یبکون ویزیدھم خشوعا۔ سورۃ الکہف الجزو سبعہ ۱۵

جو لوگ عیسائیون اور یہودیون مین سے صاحب علم ہین جب اُن پر قرآن پڑھا جاتا ہو تو سجدہ کرتے ہوئے ٹھوڑیون پر گر پڑتے ہین اور کہتے ہین کہ ہمارا خدا تخلف وعدہ سے پاک ہے ایکدن ہمارے خداوند کا وعدہ پورا ہونا ہی تھا اور روتے ہوئے مونہہ پر گر پڑتے ہین اور خدا کا کلام اُن مین فروتنی اور عاجزی کو بڑہاتا ہے۔

پس یہہ تو اُن لوگون کا حال تھا جو عیسائیون اور یہودیون مین اہل علم اور صاحب انصاف تھے کہ جب وہ ایک طرف آنحضرت کی حالت پر نظر ڈالکر دیکھتے تھے کہ محض اُمّی ہین کہ تربیت اور تعلیم کا ایک نقطہ بھی نہین سیکھا اور نہ کسی مہذب قوم مین بود و باش رہی اور نہ مجالس علمیہ دیکھنے کا اتفاق ہوا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سخن مین صاحب مذاق ہین وہ خوب سمجھتے ہین کہ اِس قسم کے لف و نشر کیسا نازک اور دقیق کام ہے۔ اسکی تفصیل یہہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اول حامد الٰہیہ مین فیوض ارلعہ کا ذکر فرمایا کہ وہ رب العلمین ہے۔ رحمان ہے رحیم ہے۔ مالک یوم الدین ہے اور پھر بعد اسکے فقرات تعبد اور استعانت اور دُعا اور طلب جزا کو اُنہین کے ذیل مین اِس لطافت سے لکھا ہے کہ جس فقرہ کو کسی قسم فیض سے نہایت سنا سبت تھی اُسی کے نیچے وہ فقرہ درج کیا چنانچہ رب العلمین کے مقابلہ پر ایاک نعبد لکھا کیونکہ ربوبیت سے استغاثہ عبادت شروع ہوجاتا ہے پس اُسی کے نیچے اور اُسی کے محاذات مین ایاک نعبد کا لکھنا نہایت موزون اور مناسب ہے اور رحمان کے مقابلہ پر ایاک نستعین لکھا کیونکہ بندہ کے لئے اعانت الٰہی جو توفیق عبادت اور ہر یک اُسکے مطلوب مین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲ راہ راست پر ہوتے ہین اُن سے کیونکر خداوند کریم اپنے مکالمات اور مخاطبات مین بہ مہربانی پیش آتا ہے اور کیونکر اُن تفضلات سے پیش از وقوع اطلاع دیتا ہو جنکو اُس نے لطف محض سے اپنے وقتون پر ظہار رکھا ہے اور وہ الہامات یہہ ہین۔

بورکت یا احمد وکان ما بارک اللہ نیک حقا نیک۔ اے احمد تو مبارک کیا گیا ہے اور خدا نے

اور دوسری طرف وہ قرآن شریف میں صرف پہلی کتابوں کے قصے نہیں بلکہ صدہا باریک صداقتیں دیکھتے تھے جو پہلی کتابوں کی مکمل اور متمم تھیں تو آنحضرت کی حالتِ اُمّیت کو سوچنے سے اور پھر اُس تاریکی کے زمانہ میں ان کمالات علمیہ کو دیکھنے سے اور نیز انوار ظاہری و باطنی کے مشاہدہ سے نبوّت آنحضرتؐ کی اُنکو اظہر من الشمس معلوم ہوتی تھی اور ظاہر ہے کہ اگر اُن مسیحی فاضلوں کو آنحضرت کے اُمّی اور مؤید من اللہ ہونے پر یقین کامل نہ ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ وہ ایک ایسے دین سے جسکی حمایت میں ایک بڑی سلطنت قیصر روم کی قائم تھی اور جو نہ صرف ایشیا میں بلکہ بعض حصّوں یورپ میں بھی پھیل چکا تھا اور جو بوجہ اپنی مشرکانہ تعلیم کے دُنیا پرستوں کو عزیز اور پیارا معلوم ہوتا تھا صرف شک اور شبہ کی حالت میں الگ ہو کر ایسے مذہب کو قبول کرتے جو باعث تعلیم توحید کے تمام مشرکین کو بُرا معلوم ہوتا تھا اور اُسکے قبول کرنیوالے ہر وقت چاروں طرف سے معرض ہلاکت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہوتی ہے جس پر اُسکی دُنیا اور آخرت کی صلاحیت موقوف ہے یہ اُسکے کسی عمل کا پاداش نہیں بلکہ محض صفت رحمانیت کا اثر ہے پس استعانت کو صفت رحمانیت سے بشدت مناسبت ہے اور رحیم کے مقابلہ پر اھدنا الصراط المستقیم لکھا کیونکہ دُعا ایک مجاہدہ اور کوشش ہے اور کوششوں پر جو ثمرہ مترتب ہوتا ہے وہ صفت رحیمیت کا اثر ہے۔ اور مالک یوم الدین کے مقابلہ پر صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین لکھا کیونکہ ہر مجازات مالک یوم الدین کے متعلق ہے سو ایسا فقرہ جس میں طلبِ انعام اور عذاب سے بچنے کی درخواست ہے اُسی کے نیچے رکھنا موزون ہے۔
جو ہمارا طریقہ یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ مجمل طور پر تمام مقاصد قرآن شریف پر مشتمل ہے گویا یہ سورہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

جو تجھ میں برکت رکھی ہے وہ حقانی طور پر رکھی ہے۔ شانک عجیب واجرک قریب۔ تیری شان عجیب ہے اور تیرا بدلہ نزدیک ہے انی راض منک۔ انی رافعک الی ومکانک الی السماء ومعک کما ھو معی۔ میں تجھ سے راضی ہوں۔ میں تجھے اپنی طرف اُٹھانیوالا ہوں۔ زمین اور آسمان تیرے ساتھ ہیں جیسے وہ میرے ساتھ ہیں۔ ہو کا ضمیر واحد بتاویل ما فی السموات والارض ہے اور ان کلمات کا حاصل مطلب ملخصات

اور بلامین تھے پس جس چیز نے اُنکے دلون کو اسلام کی طرف پھیرا وہ یہی بات تھی جو اُنہون نے آنحضرتؐ کو محض اُمی اور سراپا سو بدسن اللہ پایا اور قرآنِ شریف کو بشری طاقتون سے بالاتر دیکھا اور پہلی کتابون مین اِس آخری نبی کے آنے کے لئے خود بشارتین پڑھتے تھے سو خدا نے اُنکے سینون کو ایمان لانیکے لئے کھول دیا اور ایسے ایماندار نکلے جو خدا کی راہ مین اپنے خونون کو بہایا اور جو لوگ عیسائیون اور یہودیون اور عربون مین سے نہایت درجہ کے جاہل اور شریر اور بد باطن تھے اُنکے حالات پر بھی نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی بہ یقینِ کامل آنحضرتؐ کو اُمی جانتے تھے اور اسی لئے جب وہ بائیبل کے بعض قصّے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو بطورِ امتحانِ نبوّت پوچھکر اُنکا ٹھیک ٹھیک جواب پاتے تھے تو یہہ بات اُنکو زبان پر لانے کی مجال نہ تھی کہ آنحضرتؐ کچھہ پڑھے لکھے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مقاصد قرآنیہ کا ایک اسرارِ لطیف ہے اِسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے اَنا اٰتیناک سبعا من المثانی والقرآن العظیم یعنے ہم نے تجھے اے رسول سات آیتین سورۃ فاتحہ کی عطا کی ہین جو مجمل طور پر تمام مقاصد قرآنیہ پر مشتمل ہین اور اُنکے مقابلہ پر قرآنِ عظیم بھی عطا فرمایا ہے جو مفصّل طور پر مقاصد دینیہ کو ظاہر کرتا ہے اور اِسی جہت سے اِس سورہ کا نام ام الکتاب اور سورہ الجامع ہے اُم الکتاب اِس جہت سے کہ جمیع مقاصدِ قرآنیہ اُس سے مستخرج ہوتے ہین اور سورۃ الجامع اِس جہت سے کہ علوم قرآنیہ کے جمیع انواع پر بصورتِ اجمالی مشتمل ہے اِسی جہت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے بھی فرمایا ہے کہ جس نے سورۃ فاتحہ کو پڑھا گویا اُس نے سارے قرآن کو پڑھ لیا غرض قرآنِ شریف اور حدیثِ نبوی سے ثابت ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲ اور برکاتِ الٰہیہ ہین جو حضرت خیر الرسل کی متابعت کی برکت سے ہر یک کامل مومن کے شامل حال ہو جاتی ہین اور حقیقی طور پر مصداق اِن سب عنایات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم ہین اور دوسرے سب ظلیلی ہین۔ اور ہر بات کو ہر جگہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہر یک مدح و ثنا جو کسی مومن کے الہاماً مُنہ مین کیجائے وہ حقیقی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی مدح ہوتی ہے اور وہ مومن بقدر اپنی متابعت کے اُس مدح سے حصہ حاصل کرتا ہے

ہین آپ ہی کتابون کو دیکھہ کر جواب تبلا دیتے ہین بلکہ جیسے کوئی لاجواب رہکر اور گھبیانا بنکر کچھے عذر پیش کرتا ہے ایسا ہی نہایت ندامت سے یہہ کہتے تھے کہ شائد درپردہ کسی عیسائی یا یہودی عالم بائیبل نے یہہ قصے تبلا دیئے ہونگے پس ظاہر ہے اگر آنحضرت کا اُمی ہونا اُنکے دلون مین بہ یقین کامل متمکن نہ ہوتا تو اسی بات کے ثابت کرنے کے لئے نہایت کوشش کرتے کہ آنحضرت اُمی نہین ہین فُلان مکتب یا مدرسہ مین اُنہون نے تعلیم پائی ہے واہیات باتین کرنا جنسے اُنکی حماقت ثابت ہوتی تھی کیا ضرور تھا کیونکہ یہہ الزام لگانا کہ بعض عالم یہودی اور عیسائی درپردہ آنحضرت کے رفیق اور معاون ہین بدیہی البطلان تھا اِس وجہ سے کہ قرآن تو جا بجا اہل کتاب کی وحی کو ناقص اور اُنکی کتابون کو محرّف اور مبدّل اور اُنکے عقائد کو فاسد اور باطل اور خود اُنکو بشرطیکہ بے ایمان مرین ملعون اور جہنّمی تبلاتا ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کہ سورۃ فاتحہ ممدوحہ ایک آئینہ قرآن نما ہے اِسکی تصریح یہہ ہے کہ قرآن شریف کے مقاصد مین سے ایک یہہ ہے کہ وہ تمام محامد کاملہ باری تعالیٰ کو بیان کرتا ہے اور اُسکی ذات کے لئے جو کمال تام حاصل ہے اُس کو بوضاحت بیان فرماتا ہے سو یہہ مقصد الحمد للہ مین بطور اجمال آگیا کیونکہ اُسکے یہہ معنے ہین کہ تمام محامد کاملہ اللہ کے لئے ثابت ہین جو مستجمع جمیع کمالات اور مستحق جمیع عبادات ہے - دوسرا مقصد قرآن شریف کا یہہ ہے کہ وہ خدا کا صانع کامل ہونا اور خالق العلمین ہونا ظاہر کرتا ہے اور عالم کے ابتدا کا حال بیان فرماتا ہے اور جو دائرہ عالم مین

اور وہ بھی محض خدا تعالیٰ کے لُطف اور احسان سے نہ کسی اپنی لیاقت اور خوبی سے - پھر بعد اِسکے فرمایا انت وجیہ فی حضرتی اخترتک لنفسی - تو میری درگاہ مین وجیہہ ہے مین نے تجھے اپنے لئے اختیار کیا - انت منی بمنزلت توحیدی وتفریدی فخان ان تعان وتعرف بین الناس - تو مجھ سے ایسا ہے جیسا میری توحید اور تفرید سو وہ وقت آگیا جو تیری مدد کیجائے اور تجھہ کو لوگون مین معروف ومشہور کیا جائے ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئا مذکورا - کیا انسان پر یعنے تجھہ پر وہ وقت نہین گذرا کہ تیرا دُنیا مین کچھہ بھی ذکر وتذکرہ نہ تھا یعنے تجھہ کو کوئی نہین جانتا تھا کہ تو کون ہے اور کیا چیز ہے اور کسی شمار وحساب مین نہ تھا

اور اُنکے اُصولِ مصنوعہ کو دلائلِ قویہ سے توڑتا ہی تو پھر کس طرح ممکن تھا کہ وہ لوگ قرآنِ شریف سے اپنے مذہب کی آپ ہی مذمت کرواتے اور اپنی کتابون کا آپ ہی رد لکھاتے اور اپنے مذہب کی بیخکنی کے آپ ہی موجب بنجاتے پس یہہ سست اور نادرست باتین اِس لئے دُنیا پرستون کو بکنی پڑین کہ اُنکو عاقلانہ طور پہہ قدم مارنے کا کسی طرف راستہ نظر نہین آتا تھا اور آفتابِ صداقت کا ایسی پُرزور روشنی سے اپنی کرنین چارون طرف چھوڑ رہا تھا کہ وہ اُس سے چمگادر کی طرح چھپتے پھرتے تھے اور کسی ایک بات پر اُنکو ہرگز ثبات و قیام نہ تھا بلکہ تعصب اور عداوت نے اُنکو سودائیون اور پاگلون کی طرح بنا رکھا تھا پہلے تو قرآن کے قصون کو سُنکر جنمین بنی اسرائیل کے پیغمبرون کا ذکر تھا اِس وہم مین پڑے کہ شائد ایک شخص اہلِ کتاب مین سے پوشیدہ طور پر یہہ قصے سکھاتا ہوگا جیسا اُنکا یہہ مقولہ قرآن شریف

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ داخل ہوچکا اُسکو مخلوق ٹھہراتا ہے اور اُن اُمور کے جو لوگ مخالف ہین انکا کذب ثابت کرتا ہے سو یہہ مقصد رب العلمین مین بطور اجمال آگیا۔ تیسرا مقصد قرآن شریف کا خدا کا فیضان بلا استحقاق ثابت کرنا اور اُسکی رحمتِ عامہ کا بیان کرنا ہے سو یہہ مقصد لفظِ رحمان مین بطور اجمال آگیا۔ چوتھا مقصد قرآن شریف کا خدا کا وہ فیضان ثابت کرنا ہے جو محنت اور کوشش پر مترتب ہوتا ہے سو یہہ مقصد لفظِ رحیم مین آگیا۔ پانچوان مقصد قرآن شریف کا عالمِ معاد کی حقیقت بیان کرنا ہے سو یہہ مقصد مالک یوم الدین مین آگیا۔ چھٹا مقصد

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲ یعنے کچھہ بھی نہ تھا۔ یہہ گذشتہ لطفات و احسانات کا حوالہ ہے تا محسن حقیقی کے آئندہ فضلون کے لئے ایک نمونہ ہو۔ سبحان اللہ تبارک وتعالیٰ زاد مجدك۔ ینقطع آبائك ویبدء منك۔ سب پاکیان خدا کے لئے ہین جو نہایت برکت والا اور عالی ذات ہے اُس نے تیرے مجد کو زیادہ کیا تیرے آبا کا نام اور ذکر منقطع ہوجائیگا یعنے بطور مستقل اُنکا نام نہین رہیگا اور خدا تجھہ سے ابتدا شرف اور مجد کا کریگا۔ نصرت بالرعب واحییت بالصدق ایها الصدیق۔ نصرت وقالوا لات حین مناص۔ تو رعب کے ساتھہ مدد کیا گیا اور صدق کے ساتھہ زندہ کیا گیا اے صدیق۔ تو مدد کیا گیا اور مخالفون نے

مین درج ہے انما یعلمہ لبشر سورۃ النحل الجزو نمبر ۱۴ - اور پھر جب دیکھا کہ قرآن شریف مین صرف قصے ہی نہین بلکہ بڑے بڑے حقایق ہین تو پھر یہہ دوسری رائے ظاہر کی واعانہ علیہ قوم اٰخرون سورۃ الفرقان الجزو نمبر ۱۸ یعنے ایک بڑی جماعت نے متفق ہوکر قرآن شریف کو تالیف کیا ہے ایک آدمی کا کام نہین پھر جب قرآن شریف مین اُنکو یہہ جواب دیا گیا کہ اگر قرآن کو کسی جماعت علما فضلا اور شعرا نے اکٹھے ہوکر بنایا ہے تو تم بھی کسی ایسی جماعت سے مدد لیکر قرآن کی نظیر بنا کر دکھلاؤ تا تمہارا سچا ہونا ثابت ہو تو پھر لاجواب ہوکر اِس رائے کو بھی جانے دیا اور ایک نیسری رائے ظاہر کی اور وہ یہہ کہ قرآن کو جنات کی مدد سے بنایا ہے یہہ آدمی کا کام نہین پھر خدا نے اِسکا جواب بھی ایسا دیا کہ جس کے سامنے وہ چون چرا کرنے سے عاجز ہو گئے جیسا فرمایا ہے -

---

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ قرآن شریف کا اخلاص اور عبودیت اور تزکیہ نفس عن غیر اللہ اور علاج امراض روحانی اور اصلاح اخلاق ردیہ اور توحید فی العبادت کا بیان کرنا ہے سو یہہ مقصد ایاک نعبد مین بطور اجمال آگیا - ساتھ اُن مقصد قرآن شریف کا ہر یک کام مین فاعل حقیقی خدا کو ٹھہرانا اور تمام توفیق اور لطف اور نصرت اور ثبات علی الطاعت اور عصمت عن العصیان اور حصول جمیع اسباب خیر اور صلاحیت دینا و دین اُسی کی طرف سے قرار دینا اور اُن تمام اُمور مین اُسی سے مدد چاہنے کے لئے تاکید کرنا سو یہہ مقصد ایاک نستعین مین بطور اجمال آگیا -

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

کہا کہ اب گریز کی جگہ نہین یعنے امداد الہی اُس حد تک پہنچ جائیگی کہ مخالفون کے دل ٹوٹ جائینگے اور اُن کے دلون پر یاس مستولی ہوجائیگی اور حق آشکارا ہوجائیگا - وما کان اللہ لیترکک حتی یمیز الخبیث من الطیب - اور خدا ایسا نہین ہے جو تجھے چھوڑ دے جب تک وہ خبیث اور طیب مین صریح فرق نہ کرلے واللہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون - اور خدا اپنے امر پر غالب ہے مگر اکثر لوگ نہین جانتے - اذا جاء نصر اللہ والفتح وتمت کلمتہ ربک ھذا الذی کنتم بہ تستعجلون جب مدد اور فتح الہی آئیگی اور تیری رب کی بات پوری ہوجائیگی تو کفار اِس خطاب کو لائق ٹھہرینگے کہ یہہ وہی بات ہے جس کے لئے تم جلدی کرتے تھے - اردت

وما هو على الغيب بضنين وما هو بقول شيطان رجيم
فاين تذهبون قل لئن اجتمعت الجن والانس على ان
ياتوا بمثل هذا القرآن لا ياتون بمثله ولو كان
بعضهم لبعض ظهيرا - سورہ بنی اسرائیل الجزو نمبر ۱۵

یعنے قرآن ہر یک قسم کے اُمورِ غیبیہ پر مشتمل ہے اور اِسقدر بتلانا جنات کا کام نہین انکو کہدیجئے کہ اگر تمام جن متفق ہوجائین اور ساتھ ہی بنی آدم بھی اتفاق کرلین اور سب ملکر یہہ چاہین کہ مثل اِس قرآن کے کوئی اور قرآن بنادین تو اُنکے لئے ہرگز ممکن نہین ہوگا اگرچہ ایک دوسرے کے مددگار بن جائین

پھر جب اُن بدبختون پر اپنے تمام خیالات کا جھوٹ ہونا کھل گیا اور کوئی بات بنتی نظر نہ آئی تو آخر کار کمال بیحیائی سے کینہ لوگون کی طرح اِس بات پر آ گئے کہ ہر طرح پر اِس تعلیم کو شایع ہونے سے روکنا چاہیئے جیسا اِسکا ذکر قرآن شریف مین فرمایا ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ آٹھوان مقصد قرآن شریف کا صراطِ مستقیم کے دقایق کو بیان کرنا ہے اور ہر اُسکی طلب کے لئے تاکید کرنا کہ دُعا اور تضرع سے اُسکو طلب کرین سو یہہ مقصد اهدنا الصراط المستقيم مین بطور اجمال کے آگیا - نوان مقصد قرآن شریف کا اُن لوگون کا طریق وخلق بیان کرنا ہے جن پر خدا کا انعام و فضل ہوا تا طالبین حق کے دل جمعیت پکڑین سو یہہ مقصد صراط الذين انعمت عليهم مین آگیا - دسوان مقصد قرآن شریف کا اُن لوگون کا خلق وطریق بیان کرنا ہے جنپر خدا کا غضب ہوا - یا جو راستہ سے ہٹکر انواع اقسام کی بدعتون مین پڑگئے تا حق کے طالب اُنکی راہون سے دُرین سو یہہ مقصد غير المغضوب عليهم ولا الضالين مین بطور اجمال آگیا ہے یہہ مقاصد عشرہ ہین جو قرآن شریف مین مندرج ہین - جو تمام صداقتون کا اصل الاصول ہین سو یہہ تمام مقاصد سورۂ فاتحہ مین بطور اجمال آگئے۔

ان استخلاف فخلقت آدم - الی جاعل فی الارض - یعنے مین نے اپنی طرف سے خلیفہ کرنیکا ارادہ کیا سو مین نے آدم کو پیدا کیا - مین زمین پر کرنیوالا ہون یہہ اختصاری کلام ہے یعنے اُسکو قایم کرنیوالا ہون - اِس جگہ خلیفہ کے لفظ سے ایسا شخص مُراد ہے کہ جو ارشاد اور ہدایت کے لئے بین اللہ وبین الخلق واسطہ ہو خلافتِ ظاہری کہ جو سلطنت اور حکمرانی پر اطلاق پاتی ہے مراد نہین ہے اور نہ وہ تجزر قریش کے کسی دوسرے کے لئے خدا کی طرف سے شریعتِ اسلام مین مسلم ہوسکتی ہے بلکہ یہہ محض روحانی مراتب اور روحانی نیابت کا ذکر ہے اور آدم کے لفظ سے بھی وہ آدم جو ابوالبشر ہے

وقال الذین کفروا لا تسمعوا لھذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون۔ وقالت طائفۃ من اھل الکتاب اٰمنوا بالذی انزل علی الذین اٰمنوا وجہ النھار واکفروا اٰخرہ لعلھم یرجعون۔

یعنے کافرون نے یہہ کہا کہ اِس قرآن کو مت سُنو اور جب تمہارے سامنے پڑہا جاوے تو تم شور ڈالدیا کرو تا شاید اِسی طرح غالب آجاؤ اور بعضون نے عیسائیون اور یہودیون مین سے یہہ کہا کہ یون کرو کہ اول صبح کے وقت جاکر قرآن پر ایمان لاؤ اور پھر شام کو اپنا ہی دین چھوڑ دیو کرو تا شاید اِس طور سے لوگ شک مین پڑجائین اور دینِ اسلام کو چھوڑ دیون

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ پانچوان لطیفہ سورہ فاتحہ مین یہہ ہے کہ وہ اُس اتم اور اکمل تعلیم پر مشتمل ہے کہ جو طالبِ حق کے لئے ضروری ہے اور جو ترقیات قُربت اور معرفت کے لئے کامل دستور العمل ہے کیونکہ ترقیاتِ قُربت کا شروع اُس نقطہ سیر سے ہے کہ جب سالک اپنے نفس پر ایک موت قبول کرکے اور خشمی اور آزار کشی کو روا رکھکر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

مراد نہین بلکہ ایسا شخص مراد ہے جس سلسلۂ ارشاد اور ہدایت کا قایم ہوکر روحانی پیدائش کی بُنیاد ڈالی جائے گو یا وہ روحانی زندگی کے رو سے حق کے طالبون کا باپ ہو۔ اور یہہ ایک عظیم الشان پیش گوئی ہے جس مین روحانی سلسلہ کے قایم ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ایسے وقت مین جبکہ اُس سلسلہ کا نام ونشان نہین۔ پھر بعد اِسکے اُس روحانی آدم کا روحانی مرتبہ بیان فرمایا اور کہا۔ دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی جب یہہ آیتہ شریفہ جو قرآن شریف کی آیت ہے الہام ہوئی تو اسکے معنے کی تشخیص اور تعیین مین تامل تھا اور اسی تامل مین کچھہ خفیف سی خواب آگئی اور اُس خواب مین اسکے معنے حل کئے گئے اِسکی تفصیل یہہ ہے کہ دنو سے مراد قُربِ الٰہی ہے اور قرب کسی حرکت مکانی کا نام نہین بلکہ اُسوقت انسان کو مقربِ الٰہی بولا جاتا ہے کہ جب وہ ارادہ اور نفس اور خلق اور تمام اضداد اور اغیار سے بکلّی الگ ہوکر طاعت اور محبتِ الٰہی مین سراپا محو ہوجاوے اور ہر یک ماسوا اللہ سے پوری دوری حاصل کر لیوے اور محبتِ الٰہی کے دریا مین ایسا ڈوبے کہ کچھہ انفرادِ وجود اور انانیت کا باقی نہ رہے اور جب تک اپنی ہستی کے لوث سے مبرا نہین اور بقاباللہ کے پیرایہ سے متحلی نہین تب تک اِس قُرب کی لیاقت نہین رکھتا اور بقا باللہ کا مرتبہ تب حاصل ہوتا ہے کہ جب خدا کی محبت ہی انسان کی غذا ہوجائے اور ایسی حالت ہوجائے کہ بغیر اُسکی یاد کے جی ہی نہین سکتا اور اُسکے غیر کا

الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یؤمنون بالجبت والطاغوت ویقولون للذین کفروا ھؤلاء اھدی من الذین اٰمنوا سبیلا اولئک الذین لعنھم اللہ ومن یلعن اللہ فلن تجد لہ نصیرا سورۃ النساء الجزو ۵ ۔

کیا تو نے دیکھا نہیں کہ یہہ عیسائی اور یہود ی جنہون نے انجیل اور توراۃ کو کچہہ اوہوا سا پڑہہ لیا ہی ایمان انکا دیوتون اور بتون پر ہی اور مشرکون کو کہتے ہین کہ انکا مذہب جو بت پرستی ہی وہ بہت اچہا ہے اور توحید کا مذہب جو مسلمان رکہتے ہین یہہ کچہہ نہین یہہ ہی لوگ ہین جنپر خدا نے لعنت کی ہی اور جسپر خدا لعنت کرے اسکے لئے کوئی مددگار نہیں

بقیہ حاشیہ سو اول اُن تمام نفسانی خواہشون سے خالصاً للہ دست کش ہوجائے کہ جو اسمین اور اُسکے مولیٰ کریم مین حُدائی ڈالتے ہین اور اُسکے سوا نہہ کو خدا کی طرف سے ہٹکر اپنی نفسانی لذات اور جذبات اور عادات اور خیالات اور ارادات اور نیز مخلوق کی طرف پہیرتے ہین اور اُنکے خونون اور اُمیدون مین گرفتار کرتے ہین اور ترقیات کا اوسطہ ہے

بقیہ حاشیہ دل مین سما ناموت کی طرح دکہائی دے اور صریح مشہود ہو کہ وہ اُسی کے ساتہہ جیتا ہے اور ایسا خدا کی طرف کہینچا جاوے جو دل اُسکا ہر وقت یاد الہی مین مستغرق اور اُسکے درد سے دردمند رہے اور ماسوا سے اسقدر نفرت پیدا ہوجائے کہ گویا بغیر الہہ سے اُس کی عداوت ذاتی ہے جن کی طرف میل کرنے سے بالطبع دُکہہ اُٹہاتا ہے جب یہہ حالت متحقق ہوگی تو دل جو مورد انوار الہی ہے خوب صاف ہوگا اور اسماء اور صفات الہی کا اُسمین انعکاس ہوکر ایک دوسرا کمال جو تدلی ہے عارف کے لئے پیش آئیگا اور تدلی سے مراد وہ ہبوط اور نزول ہے کہ جب انسان تخلق باخلاق اللہ حاصل کرکے اُس ذات رحمان ورحیم کی طرح شفقتاً علی العباد عالم خلق کی طرف رجوع کرے اور چونکہ کمالات دنو کے کمالات تدلی سے لازم ملزوم ہین پس تدلی اُسیقدر ہوگی جسقدر دنو ہے اور دنو کی کمالیت اسمین ہے کہ اسماء اور صفات الہی کے عکوس کا سالک کے قلب مین ظہور ہو اور محبوب حقیقی بے شائبہ ظلیت اور بے توابع حالیت و محلیت اپنے تمام صفات کاملہ کے ساتہہ اُسمین ظہور فرماوے اور یہی استخلاف کی حقیقت اور روح اللہ کی نفخ کی ماہیت ہے اور یہی تخلق باخلاق اللہ کی اصل بنیاد ہے اور جبکہ تدلی کی حقیقت کو تخلق باخلاق اللہ لازم ہوا اور کمالیت فی التخلق اس بات کو چاہتی ہے کہ تشفق علی العباد اور اُنکے لئے بمقام نصیحت کہڑے ہونا اور اُنکی بہلائی کے لئے بذل وجان مصروف ہوجانا اس

اب خلاصہ اِس تقریر کا یہہ ہے کہ اگر آنحضرت اُمّی نہ ہوتے تو مخالفین اسلام بالخصوص یہود ی اور عیسائی جنکو علاوہ اعتقادی مخالفت کے یہہ بھی حسد اور بغض دامنگیر تھا کہ بنی اسرائیل مین سے رسول نہین آیا بلکہ اُنکے بھائیون مین سے جو بنی اسمٰعیل ہین آیا وہ کیونکر ایک صریح امر خلاف واقعہ پاکر خاموش رہتے بلاشُبہ اُن پر یہہ بات بکمال درجہ ثابت ہوچکی تہی کہ جو کچھہ آنحضرت کے مونہہ سے نکلتا ہے وہ کسی اُمّی اور ناخواندہ کا کام نہین اور نہ دس بیس آدمیون کا کام ہے تب ہی تو وہ اپنی جہالت سے اعانہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ وہ ہے کہ جو جو ابتدائی درجہ مین نفس کشی کے لئے تکالیف اُٹھائی جاتی ہین اور حالت معتادہ کو چھوڑ کر طرح طرح کے دُکھہ سہنے پڑتے ہین وہ سب آلام صورت انعام مین ظاہر ہوجاتے ہین اور بجائے مشقت کے لذّت اور بجائے رنج کے راحت اور بجائے تنگی کے انشراح اور بشاشت نمودار ہو۔ اور ترقیات کا اعلیٰ درجہ وہ ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

حد تک پہنچ جاے جسپر زیادت متصوّر نہین اِس لئے وصل تام کو مجمع الاضداد ہونا پڑا کہ وہ کامل طور پر روحانی بھی ہو اور پھر کامل طور پر روحانی بھی پس وہ اُن دونون قوسون الوہیت و انسانیت مین ایک دائرہ کی طرح واقعہ ہے جو دونون سے تعلق کامل رکھتا ہے۔ اب خلاصہ کلام یہہ کہ وصول کامل کے لئے تنزّلی اور تدلّی دونون لازم ہین تنزّلی اُس قرب تام کا نام ہے کہ جب کامل تزکیہ کے ذریعہ سے انسان کامل سیر الی اللہ سے سیر فی اللہ کے ساتھہ متحقق ہوجائے اور اپنی ہستی ناچیز سے بالکل نابدید ہوکر اور غرق دریائے بیچون و بیچگون ہوکر ایک جدید ہستی پیدا کرے جسمین بیگانگی اور دوئی اور جہل اور نادانی نہین ہے اور صبغۃ اللہ کے پاک رنگ سے کامل رنگینی میسر ہے اور تدلّی انسان کی اُس حالت کا نام ہے کہ جب وہ تخلق باخلاق اللہ کے بعد ربّانی شفقتون اور رحمتون سے رنگین ہوکر خدا کے بندون کی طرف اصلاح اور فایدہ رسانی کے لئے رجوع کرے پس جاننا چاہئے کہ اِس جگہ ایک ہی دل مین ایک ہی حالت اور نسبت کے ساتھہ دو قسم کا رجوع پایا گیا ایک خدا بنانے کی طرف جو وجود قدیم ہے اور ایک اُسکے بندون کی طرف جو وجود محدث ہے۔ اور دونون قسم کا وجود یعنے قدیم اور حادث ایک دائرہ کی طرح ہے جسکی طرف اعلیٰ وجوب اور طرف اسفل امکان ہے اب اُس دائرہ کے درمیان مین انسان کامل بوجہ تنزّلی اور تدلّی کی دونون طرف سے اتصال محکم کرکے یون مثالی طور پر صورت پیدا کرلیتا ہے جیسے ایک

علیہ قوم آخرون کہتے ہے اور جو اُن مین سے دانا اور واقعی اہل علم تھے وہ بخوبی معلوم کر چکے تھے کہ قرآن انسانی طاقتون سے باہر ہے اور اُن پر یقین کا دروازہ ایسا کھل گیا تھا کہ اُنکے حق مین خدا نے فرمایا یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم یعنے اُس نبی کو ایسا شناخت کرتے ہین کہ جیسا اپنے بیٹون کو شناخت کرتے ہین اور حقیقت مین یہہ دروازہ یقین اور معرفت کا کچھہ اُنکے لئے ہی نہین کھلا بلکہ اِس زمانہ مین بھی سب کے لئے کھلا ہے کیونکہ قرآن شریف کی حقانیت معلوم کرنیکے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کہ سالک اِسقدر خدا اور اُسکے ارادون اور خواہشون سے اتحاد اور محبت اور یک جہتی پیدا کرلے کہ اُسکا تمام اپنا عین دائر جاتا رہے اور ذات اور صفات الہیہ بلاشائبہ ظلمت اور بلا توہم حالیت و محلیت اُسکے وجود آئینہ صفت مین منعکس ہوجائین اور فنا تم کے آئینہ کے ذریعہ سے جسنے سالک مین اور اُسکی نفسانی خواہشون

دتر دائرہ کے دو قوسون مین ہوتا ہے یعنے حق اور خلق مین واسطہ ٹہر جاتا ہے پہلے اُسکو دنو اور قرب الہی کی خلعت خاص عطا کیجاتی ہے اور قرب کے اعلیٰ مقام تک صعود کرتا ہے اور پھر خلقت کی طرف اُسکو لایا جاتا ہے پس اُسکا وہ صعود اور نزول دو قوس کی صورت مین ظاہر ہو جاتا ہے اور نفس جامع الخلقین انسان کامل کا اُن دونون قوسون مین قاب قوسین کی طرح ہوتا ہے اور قاب قرب کے محاورہ مین کمان کے حلقہ پر اطلاق پاتا ہے پس آیت کے بطور تحت اللفظ یہہ معنے ہوئے کہ نزدیک ہوا یعنے خدا سے پھر اترا یعنے خلقت پر پس اپنے اِس صعود اور نزول کی وجہ سے دو قوسون کے لئے ایک ہی وتر ہوگیا اور چونکہ اُسکا رو بخلق ہونا جنبہ صافیہ تخلق باخلاق اللہ سے ہے اِس لئے اُسکی توجہ بمخلوق توجہ بخالق کے عین ہے یا یون سمجھو کہ چونکہ مالک حقیقی اپنی غایت شفقت علی العباد کی وجہ سے اِسقدر بندون کی طرف رجوع رکھتا ہے کہ گویا وہ بندون کے پاس ہی خیمہ زن ہے پس جبکہ سالک سیر الی اللہ کرتا کرتا اپنی کمال سیر کو پہنچ گیا تو جہان خدا تھا وہین اُسکو لوٹ کر آنا پڑا پس اِس کمال دنو یعنے قرب تام اُسکی تدلی یعنے ہبوط کا موجب ہوگیا یحیی الدین ویقیم الشریعۃ۔ زندہ کریگا دین کو اور قایم کریگا شریعت کو۔ یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ۔ یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ۔ یا احمد اسکن انت وزوجک الجنۃ۔ نفخت فیک من لدنی روح الصدق۔ اے آدم اے مریم اے احمد اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہو جنت مین یعنی نجات

لئے اب بھی وہی معجزاتِ قرآنیہ اور وہی تاثیراتِ فرقانیہ اور وہی تائیداتِ غیبی اور وہی آیات لاریبی موجود ہین جو اُس زمانہ مین موجود تھی خدا نے اِس دینِ قویم کو قائم رکھنا تھا اِس لئے اِسکی سب برکات اور سب آیات قائم رکھی اور عیسائیون اور یہودیون اور ہندؤن کے ادیانِ محرّفہ اور باطلہ اور ناقصہ استیصال منظور تھا اِس جہت سے اُنکے ہاتھہ صرف قصّے ہی قصّے رہ گئے اور برکتِ حقانیت اور تائیدات سماویہ کا نام ونشان رہا - اُنکی کتابین ایسے نشان تبلا رہی ہین جن کے ثبوت کا ایک

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مین غایت درجہ کا بُعد ڈال دیا ہے انعکاسِ ربّانی ذات اور صفات کا نہایت صفائی سے دکھائی دے - اِس تقریر مین کوئی ایسا لفظ نہین ہے جسمین وجودیون یا ویدانتیون کے باطل خیال کی تائید ہو کیونکہ اُنہون نے خالق اور مخلوق مین جو ابدی امتیاز ہے شناخت نہین کیا اور اپنے کشوفِ مشتبہ کے وہ کہہ سے کہ جو سلوکِ ناتمام

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲ حقیقی کو رسائل مین داخل ہو جاؤ مین نے اپنی طرف سے سچائی کی روح تجھہ مین پھونک دی ہے - اِس آیت مین بھی روحانی آدم کا وجہ تسمیہ بیان کیا گیا یعنے جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش بلا توسّط اسباب ہے ایسا ہی روحانی آدم مین بلا توسّطِ اسبابِ ظاہر یہ نفخِ روح ہوتا ہے اور یہہ نفخِ روح حقیقی طور پر انبیاء علیہم السلام سے خاص ہے اور پھر بطور تبعیت اور وراثت کے بعض افراد خاصہ اُمتِ محمدیہ کو یہہ نعمت عطا کیجاتی ہے اور اِن کلمات مین بھی جسقدر پیش گوئیان ہین وہ ظاہر ہین پھر بعد اِسکے فرمایا نُصِرتَ و قالوا لات حین مناص - تو مدد دیا گیا اور اُنہون نے کہا کہ اب کوئی گریز کی جگہ نہین - ان الّذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ رد علیھم رجل من فارس شکر اللہ سعیہ - جن لوگون نے کُفر اختیار کیا اور خدا تعالیٰ کی راہ کے مزاحم ہوئے اُنکا ایک مرد فارسی الاصل نے رد لکھا ہے اُسکی سعی کا خدا شاکر ہے - کتاب الولی ذو الفقار علی - ولی کی کتاب علی کی تلوار کی طرح ہے یعنے مخالف کو نیست و نابود کرنیوالی ہے اور جیسے علی کی تلوار نے بڑے بڑے خطرناک معرکون مین نمایان کارد کھلائے تھے ایسا ہی یہہ بھی دکھلائیگی اور یہہ بھی ایک پیش گوئی ہے کہ جو کتابکی تاثیرات غلیظہ اور برکاتِ عمیقہ پر دلالت کرتی ہے پھر بعد اِسکے فرمایا ولو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ اگر ایمان ثریا سے لٹکتا ہوتا یعنے زمین سے بالکل اُٹھہ جاتا تب بھی شخص مقدم الذکر اُسکو پالیتا یکاد زیتہ یضیئ

ذرا نشان اُنکے ہاتھ مین نہین صرف گذشتہ قصوں کا حوالہ دیا جاتا ہے مگر قرآن شریف ایسے نشان پیش کرتا ہے جنکو ہر یک شخص دیکھہ سکتا ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کی حالت مین اکثر پیش آجاتے ہین یا جو سودا انگیز یا عناصر کی ایک نیچہ ہوتا ہے سخت مغالطات کے بیچ مین پڑ گئے یا کسی نے سکر اور بیخودی کی حالت مین جو ایک قسم کا جنون ہے اس فرق کو نظر سے ساقط کر دیا کہ جو خدا کی روح اور انسان کے روح مین باعتبار طاقتون اور قوتون اور کمالات اور تعدسات کے ہے ورنہ ظاہر ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱

ولولہ تمسکہ نار عنقریب ہے کہ اُسکا تیل خود بخود روشن ہو جائے اگر چہ آگ اُسکو چھوے بھی نہ جائے۔ ام یقولون نحن جمیع منتصر سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ وان یروا ایۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر و استیقنتھا انفسھم و قالوا لات حین مناص فبما رحمۃ من اللہ لنت علیھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک۔ ولو ان قرانا سیرت بہ الجبال۔ کیا کہتے ہین کہ ہم ایک قوی جماعت ہین جو جواب دینے پر قادر ہین عنقریب یہ ساری جماعت بھاگ جائیگی اور پیٹھ پھیر لینگے اور جب یہ لوگ کوئی نشان دیکھتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ ایک معمولی اور قدیمی سحر ہے حالانکہ اُنکے دل اُن نشانون پر یقین کر گئے ہین اور دلون مین انہون نے سمجھہ لیا ہے کہ اب گریز کی جگہہ نہین اور یہ خدا کی حجت ہے کہ تو اُن پر نرم ہوا اور اگر تو سخت دل ہوتا تو یہ لوگ تیرے نزدیک آتے اور تجھہ سے ملگ ہو جاتے اگر چہ قرآنی معجزات ایسے دیکھتے جن سے پہاڑ جنبش مین آجاتے۔ یہ آیات اُن بعض لوگون کے حق مین بطور الہام القا ہوئین جنکا ایسا ہی خیال اور حال تھا اور شاید ایسے ہی اور لوگ بھی نکل آوین جو اس قسم کی باتین کرین اور بدرجۂ یقین کامل پہنچکر پھر منکر رہین۔ پھر بعد اسکے فرمایا انا نزلناہ قریبا من القادیان۔ وبالحق انزلناہ وبالحق نزل۔ صدق اللہ ورسولہ وکان امر اللہ مفعولا۔ یعنے ہم نے ان نشانون اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پر مزاج معارف و حقائق کو قادیان کے قریب اُتارا ہے اور ضرورت حقہ کے ساتھہ اُتارا ہے اور بضرورت حقہ اُترا ہے خدا اور اُسکے رسول نے خبر دی تھی۔ سو جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھہ خدا نے چاہا تھا وہ ہوتا ہی تھا۔ یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث متذکرہ بالا مین اشارہ فرما چکے ہین اور خدا تعالیٰ اپنی کلام مقدس مین اشارہ فرما چکا ہے چنانچہ وہ اشارہ حصہ سوم کے الہامات مین درج ہو چکا ہے۔ اور فرقانی اشارہ اس آیت مین ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق مین پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کا ملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور مین آئیگا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ

تمہیدِ ہشتم۔ جو امر خارق عادت کسی ولی سے صادر ہوتا ہے وہ حقیقت میں اُس نبی متبوع کا مُعجزہ ہے جسکی وہ اُمّت ہے۔ اور یہہ بدیہی اور ظاہر ہے کیونکہ جب کسی امر کا ظاہر ہونا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کہ قادرِ مطلق کہ جسکے علم قدیم سے ایک ذرہ مخفی نہیں اور جس کی طرف کوئی نقصان اور خسران عائد نہیں ہو سکتا اور جو ہر یک قسم کے جہل اور آلودگی اور ناتوانی اور غم اور حزن اور درد اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیونکر اُس چیز کا عین ہو سکتا ہے کہ جو اُن سب بلاؤں میں مُبتلا ہے۔ کیا انسان

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹۸

اِس دُنیا میں تشریف لائیں گے تو اُنکے ہاتھ سے دینِ اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائیگا۔ لیکن اِس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہہ خاکسار اپنی غُربت اور انکسار اور توکّل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اِس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی مشابہ واقعہ ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بحدی اتحاد ہے کہ نظرِ کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر بھی ایک مشابہت ہے اور وہ یوں کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنے موسیٰ کا تابع اور خادمِ دین تھا اور اُسکی انجیل توریت کی فرع ہے اور یہہ عاجز بھی اُس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین میں سے ہے کہ جو سیّد الرُسل اور سب رسولوں کا سرتاج ہے اگر وہ حامدین تو وہ احمد ہے اور اگر وہ محمودین تو وہ محمد ہی صلی اللہ علیہ وسلم سو چونکہ یہ عاجز کو حضرتِ مسیح سے مشابہت تامہ ہے اِس لئے خداوند کریم نے مسیح کی پیش گوئی میں ابتدا سے ہر عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے یعنے حضرتِ مسیح پیش گوئی متذکرۂ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اُسکا محل اور مورد ہے یعنے روحانی طور پر دینِ اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے اِس عاجز کے ذریعہ سے مقدر ہے گو اسکی زندگی میں یا بعد وفات ہو۔ اور اگرچہ دینِ اسلام حقّ کے رو سے قدیم سے غالب چلا آیا ہے اور ابتدا سے اُسکے مخالف رسوا اور ذلیل ہوتے چلے آئے ہیں لیکن اِس غلبہ کا مختلف قرنوں اور قوموں پر ظاہر ہونا ایک ایسے زمانہ کے آنے پر موقوف تھا کہ جو بباعث کُھل جانے راہوں کے تمام دُنیا کو ممالک متحدہ کی طرح بنا تا ہو اور ایک ہی قوم کے حکم میں داخل کرتا ہو اور تمام اسباب اشاعت تعلیم اور تمام وسائل اشاعتِ دین کے بتمام تر سہولت دستیاب پیش کرتا ہو

کسی شخص اور کسی خاص کتاب کی متابعت سے وابستہ ہے اور بدون متابعت کے وہ ظہور مین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جسکی روحانی ترقیات کے لئے اِسقدر حالات منتظرہ ہین جنکا کوئی کنارہ نظر نہین آتا وہ اُس ذات حیّ کمال تام سے مشابہ یا اُسکا عین ہو سکتا ہے جسکے لئے کوئی حالتِ مُنتظرہ باقی نہین ہم کیا جسکی ہستی فانی اور جسکی روح مین صریح مخلوقیت کے نقصان پائے جاتے ہین وہ باوجود اپنی تمام آلائشون اور کمزوریون

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

اور اندرونی اور بیرونی طور پر تعلیمِ حقّانی کے لئے نہایت مناسب اور موزون ہو سو اب وہی زمانہ ہے کیونکہ بباعث کھل جانے راستون اور مطلع ہونے ایک قوم کے دوسری قوم سے اور ایک مُلک کے دوسرے مُلک سے سامان تبلیغ کا بوجہ احسن میسّر آگیا ہے اور بوجہ انتظام ڈاک و ریل و تار و جہاز دوسائل مُتفرقہ اخبار وغیرہ کے دینی تالیفات کی اشاعت کے لئے بہت سی آسانیان ہو گئی ہین غرض بلاشُبہ اب وہ وقت پہنچگیا ہے کہ جس مین تمام دُنیا ایک ہی مُلک کا حُکم پیدا کرتی جاتی ہے اور بباعث شایع اور رائج ہونے کئی زبانون کے تفہیم تفہم کے بہت سے ذریعے نکل آئے ہین اور غیریت اور اجنبیت کی مُشکلات سے بہت سی سبکدوشی ہو گئی ہے اور بوجہ سہل ملاپ دائمی اور اختلاط شبانہ روزی کی وحشت اور نفرت بھی کہ جو بالطبع ایک قوم کو دوسری قوم سے تھی بہت سی گھٹ گئی ہے چنانچہ اب ہندو بھی جنکی دُنیا ہمیشہ ہمالہ پہاڑ کے اندر ہی اندر تھی اور جنکو سمندر کا سفر کرنا مذہب سے خارج کر دیتا تھا لنڈن اور امریکہ تک سیر کر آتے ہین خلاصہ کلام یہہ کہ اِس زمانہ مین ہر یک ذریعہ اشاعتِ دین کا اپنی وسعتِ تامہ کو پہنچ گیا ہے اور گو دُنیا پر بہت سی ظُلمت اور تاریکی چھا رہی ہے مگر پھر بھی ضلالت کا دورہ اختتام پر پہنچا ہوا معلوم ہوتا ہے اور گمراہی کا کمال رو بزوال نظر آتا ہے کچھ خدا کی طرف سے ہی طبایع سلیمہ صراطِ مستقیم کی تلاش مین لگ گئے ہین اور نیک اور پاکیزہ فطرتین طریقہ حقہ کے مناسب حال ہوتی جاتی ہین اور توحید کے قُدرتی جوش نے مستعد دلون کو وحدانیت کے چشمۂ صافی کی طرف مائل کر دیا ہے اور مخلوق پرستی کی عمارت کا بودہ ہونا دانشمند لوگون پر کھلتا جاتا ہے اور مصنوعی خدا پھر دوبارہ عقلمندون کی نظر مین انسانیت کا جامہ پہنتے جاتے ہین اور باینہمہ آسمانی مردودِ حق کی تائید کے لئے ایسے جوش مین ہین کہ وہ نشان اور خوارق جن کی سماعت سے عاجز اور ناقص بندے خدا بنائے گئے تھے اب وہ حضرت سیدالرُسل کے ادنیٰ خادمون اور چاکرون سے

آہی نہین سکتا تو یہ بداہت ثابت ہے کہ اگرچہ وہ امر بظاہر صورت کسی تابع سے ظہور مین آیا ہو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور ناپاکیون اور عیبون اور نقصانون کے اُس ذات جلیل الصفات سے برابر ہو سکتا ہے جو اپنی خوبیون اور پاک صفتون مین ازلی ابدی طور پر اتم اور اکمل ہے سبحانہ و تعالیٰ عما یصفون۔ بلکہ اِس تیسرے قسم کی ترقی سے ہمارا مطلب یہہ ہے کہ سالک خدا کی محبت مین ایسا فانی اور مستہلک ہوجاتا ہے اور اِسقدر ذات

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱۱ مشہود اور محسوس ہو رہے ہین اور جو پہلے زمانہ کے بعض نبی صرف اپنے حواریون کو چپ چپ کر کچھ نشانہ دکھلاتے تھے اب وہ نشان حضرت سید الرسل کے احقر توابع سے دشمنون کے روبرو ظاہر ہوتے ہین اور اُنہین دشمنون کی شہادتون سے حقیت اسلام کا آفتاب تمام عالم کے لئے طلوع کرتا جاتا ہے ماسوا اسکے یہہ زمانہ اشاعت دین کے لئے ایسا مددگار ہے کہ جو امر پہلے زمانون مین سو سال تک دُنیا مین شایع نہین ہو سکتا تھا اب اِس زمانہ مین وہ صرف ایک سال مین تمام ملکون مین پہیل سکتا ہے اِس لئے اسلامی ہدایت اور ربانی نشانون کا نقارہ بجانے کے لئے اِسقدر اس زمانہ مین طاقت و قوت پائی جاتی ہے جو کسی زمانہ مین اُس کی نظیر نہین پائی جاتی صدہا وسائل جیسے ریل و تار و اخبار وغیرہ اسی خدمت کے لئے ہر وقت طیار ہین کہ ایک ملک کے واقعات دوسرے ملک مین پہنچاوین سو بلاشبہ معقولی اور روحانی طور پر دین اسلام کے دلائل حقیت کا تمام دُنیا مین پہیلنا ایسے ہی زمانہ پر موقوف تھا اور یہی باسامان زمانہ اِس مہمان عزیز کی خدمت کرنے کے لئے من کل الوجوہ اسباب مہیا رکھتا ہے پس خداوند تعالیٰ نے اِس احقر عباد کو اِس زمانہ مین پیدا کرکے اور صدہا نشان آسمانی اور خوارق غیبی اور معارف و حقایق مرحمت فرماکر اور صدہا دلائل عقلیہ قطعیہ پر علم بخش کر یہہ ارادہ فرمایا ہے کہ تا تعلیمات حقہ قرآنی کو ہر قوم اور ہر ملک مین شایع اور رایج فرماوے اور اپنی حجت اُن پر پوری کرے اور اِسی ارادہ کی وجہ سے خداوند کریم نے اِس عاجز کو یہہ توفیق دی کہ اتماماً للحجۃ دس ہزار روپیہ کا استہتار کتاب کے ساتھہ شامل کیا گیا اور دشمنون اور مخالفون کی شہادت سے آسمانی نشانی پیش کی گئی اور اُنکے معارضہ اور مقابلہ کے لئے تمام مخالفین کو مخاطب کیا گیا تا کوئی دقیقہ اتمام حجت کا باقی نہ رہے اور ہر یک مخالف اپنے مغلوب اور لاجواب ہونے کا آپ گواہ ہو جائے غرض خداوند کریم نے جو اسباب اور وسائل اشاعت دین کے اور دلائل اور براہین اتمام حجت کے محض اپنے فضل اور کرم سے اِس عاجز کو عطا فرمائے ہین وہ امم سالفہ مین سے آجتک کسی کو عطا نہین فرمائے اور جو کچھہ اِس بارے مین توفیقات غیبیہ اِس عاجز کو

لیکن درحقیقت مظہر اُس امر کا نبی متبوع ہے جس کی متابعت سے ظہور اُسکا مشروط ہے اور سرّ اس

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بچون و بیچگون اپنی تمام صفات کاملہ کے ساتھ اُس سے قریب ہوجاتی ہے کہ الوہیت کے تجلیات اُس کے نفسانی جذبات پر ایسے غالب آجاتے ہین اور ایسے اُسکو اپنی طرف کھینچ لیتے ہین جو اُسکو اپنے نفسانی جذبات سے بلکہ ہر یک سے جو نفسانی جذبات کا تابع ہو مغایرت کلّی اور عداوت ذاتی پیدا ہوجاتی ہے اور اُسمین اور

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱

دی گئی ہین وہ اُن مین سے کسیکو نہین دی گئین - وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء سو چونکہ خداوند کریم نے اسباب خاصّہ سے اِس عاجز کو مخصوص کیا ہے اور ایسے زمانہ مین اِس خاکسار کو پیدا کیا ہے کہ جو اتمام خدمت تبلیغ کے لئے نہایت ہی معین و مددگار ہے اِس لئے اُس نے اپنے تفضّلات وعنایات سے یہہ خوشخبری بھی دی ہے کہ روزِ ازل سے یہی قرار یافتہ ہے کہ آیت کریمہ متذکرہ بالا اور نیز آیت واللہ متم نورہ کا روحانی طور پر مصداق یہہ عاجز ہے اور خدا تعالیٰ اُن دلائل و براہین کو اور اُن سب باتون کو کہ جو اِس عاجز نے مخالفون کے لئے لکھے ہین خود مخالفون تک پہنچا دیگا اور اُنکا عاجز اور لاجواب اور مغلوب ہونا دُنیا مین ظاہر کرکے مفہوم آیت متذکرہ بالا کا پورا کردیگا فالحمد لله على ذلك - پھر بعد اِسکے جو الہام ہے وہ یہہ ہے صل على محمد وآل محمد سيد ولد آدم وخاتم النبيين اور درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر جو سردار ہے آدم کے بیٹون کا اور خاتم الانبیا ہے صلی اللہ علیہ وسلّم یہہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہہ سب مراتب اور تفضّلات اور عنایات اُسی کی طفیل سے ہین اور اُسی سے محبّت کرنے کا یہہ صلہ ہے - سبحان اللہ اُس سرورِ کائنات کو حضرتِ احدیّت مین کیا ہی اعلیٰ مراتب ہین اور کس قسم کا قُرب ہے کہ اُسکا محب خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اُسکا خادم ایک دُنیا کا مخدوم بنایا جاتا ہے

بیچ محبوبی نماند ہیچ یار دلبرم مہر و مہ را نیست قدر آن دیار دلبرم آن نگارے کہ ندارد ہمچو رُخش ماہتاب وآن کجا باغے کہ مردار دہمہ بار دلبرم

اِس مقام مین مجھکو یاد آیا کہ ایک رات اِس عاجز نے اِس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اُس سے معطّر ہوگیا اسی رات خواب مین دیکھا کہ آبِ زلال کی شکل پر نور کی مشکین اِس عاجز کے مکان مین لٹکائے ہین اور ایک نے اُن مین سے کہا کہ یہہ وہی برکات ہین جو تو نے محمد کی طرف بھیجی تھی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور ایسا ہی عجیب ایک اور قصہ یاد آیا ہے کہ ایک مرتبہ الہام ہوا جسکے معنی یہہ تھے کہ ملاء اعلیٰ کے لوگ خصومت مین ہین یعنے ارادہ الٰہی احیاء دین کے لئے جوش مین ہے لیکن ہنوز ملاء اعلیٰ پر شخص معیّن کے تعیّن ظاہر نہیں

بات کا کہ کیوں معجزہ نبی کا دوسرے کے توسط سے ظہور پذیر ہو جاتا ہے یہ وجہ ہے کہ جب ایک شخص

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ قسم دویم کی ترقی مین فرق یہ ہے کہ گو قسم دویم مین بھی اپنے رب کی مرضی سے موافقت تامہ پیدا ہو جاتی ہے اور اُسکا الہام بصورتِ انعام نظر آتا ہے مگر ہنوز اُسمین ایسا تعلق باللہ نہین ہوتا کہ ہوا سوی اللہ کے ساتھ عداوتِ ذاتی پیدا ہو جانے کا موجب ہو اور جس سے محبتِ الٰہی صرف دل کا مقصد ہی نہ رہے بلکہ دل کی سرشت ہی ہو جائے غرض قسم دویم کی ترقی مین خدا سے موافقت تامہ کرنا اور اُسکے غیر سے عداوت

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

ہوئی اِس لئے وہ اختلاف مین ہے اسی اثنا مین خواب مین دیکھا کہ لوگ ایک مُحیی کو تلاش کرنے پھرتے ہین اور ایک شخص اِس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اُس نے کہا ھذا رجل یحب رسول اللہ یعنے یہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے اور اِس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرط اعظم اِس عہدہ کی محبت رسول ہے سو وہ اِس شخص مین متحقق ہے۔ اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا مین جو آلِ رسول پر درود بھیجنے کا حکم ہے سو اسمین بھی یہی سِر ہے کہ افاضہ انوارِ الٰہی مین محبت اہلِ بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے اور جو شخص حضرتِ احدیت کے مقربین مین داخل ہوتا ہے وہ اِنہین طیبین طاہرین کی وراثت پاتا ہے اور تمام علوم و معارف مین اُنکا وارث ہوتا ہے اِس جگہ ایک نہایت روشن کشف یاد آیا اور وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ نماز مغرب کے بعد بین بیداری مین ایک تھوڑی سی غنیت جس سے جو خفیف سے نشار سے مشابہ تھی ایک عجیب عالم ظاہر ہوا کہ پہلے یکدفعہ چند آدمیون کے جلد جلد آنے کی آواز آئی جیسی لبرعت چلنے کی حالت مین پاؤن کی جوتی اور موزہ کی آواز آتی ہے پھر اُسی وقت پانچ آدمی نہایت وجیہہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آ گئے یعنے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت علی و حسنین و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم اجمعین اور ایک نے اُن مین سے اور ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت اور شفقت سے مادرِ مہربان کی طرح اِس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا پھر بعد اِسکے ایک کتاب مجھ کو دی گئی جسکی نسبت یہ بتلایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جسکو علی نے تالیف کیا ہے اور اب علی وہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے فالحمد علی ذالک پھر بعد اِسکے یہ الہام ہوا انک علی صراط مستقیم۔ فاصدع بما تؤمر واعرض عن الجاھلین۔ تو سیدھی راہ پر ہے پس جو حکم کیا جاتا ہے اُسکو کھول کر سُنا اور جاہلون سے کنارہ کر۔ وقالوا لولا نُزِّل علی رجل من قریتین عظیم۔ وقالوا انی لک ھذا۔ ان ھذا لمکر مکرتموہ

وہی امر بجالاتا ہے کہ جو اُسکے شارع نے فرمایا ہے اور اُس امر سے پرہیز کرتا ہے کہ جو اُسکے

بقیہ حاشیہ بمبر ۱۱ رکھنا سالک کا مقصد ہوتا ہے اور اُس مقصد کے حصول سے وہ لذت پاتا ہے لیکن قسم سوم کی ترقی میں خدا سے موافقت تامہ اور اُسکے غیر سے عداوت خود سالک کی سرشت ہو جاتی ہے جس سرشت کو وہ کسی حالت میں چھوڑ نہیں سکتا کیونکہ انفکاک الشیٔ عن نفسہ محال ہے برخلاف قسم دوم کے کہ اُسمیں انفکاک جائز ہے اور جب تک ولائیت کسی ولی کی قسم سوم تک نہیں پہنچتی عارضی ہے اور خطرات سے امن میں نہیں

بقیہ حاشیہ فی المدینۃ ینظرون الیک وھم لا یبصرون اور کہینگے کہ کیوں نہیں یہ اُترا کسی بڑے عالم فاضل پر اور شہروں میں سے اور کہینگے کہ یہ مرتبہ تجھ کو کہاں سے ملا یہ تو ایک مکر ہے جو تم نے شہر میں باہم مکر کیا ہے جو تیری طرف دیکھتے ہیں اور نہیں دیکھتے یعنی تو اُنہیں نظر نہیں آتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولقد ارسلنا الی امم من قبلک فزین لھم الشیطان ہمیں اپنی ذات کی قسم ہے کہ ہم نے تجھ سے پہلی اُمتوں میں کئی اولیا اکامل بھیجے پر شیطان نے اُنکی توابع کی راہ کو بگاڑ دیا یعنے طرح طرح کی بدعات مخلوط ہو گئی اور سیدھا قرآنی راہ اُن میں محفوظ نہ رہا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ واعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتھا۔ ومن کان للہ کان اللہ لہ۔ قل ان افتریتہ فعلی اجرامی شدید۔ کہہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو سو میری پیروی کرو یعنے اتباع رسول مقبول کرو تا خدا بھی تم سے محبت رکھے اور یہ بات جانا لو کہ اللہ تعالیٰ نئے سرے زمین کو زندہ کرتا ہے اور جو شخص خدا کے لئے ہو جائے خدا اُسکے لئے ہو جاتا ہے کہہ اگر میں نے یہ افترا کیا ہے تو میرے پر جرم شدید ہے۔ انک الیوم لدینا مکین امین۔ وان علیک رحمتی فی الدنیا والدین۔ وانک من المنصورین آج تو میرے نزدیک بامرتبہ اور امین ہے اور تیرے پر میری رحمت دنیا اور دین میں ہے اور تو مدد دیا گیا ہے یحمدک اللہ ویمشی الیک خدا تیری تعریف کرتا ہے اور میری طرف چلا آتا ہے۔ الا ان نصر اللہ قریب خبردار ہو خدا کی مدد نزدیک ہے سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا پاک ہے وہ ذات جسنے اپنے بندہ کو رات کے وقت میں سیر کرایا یعنے ضلالت اور گمراہی کے زمانہ میں جو رات سے مشابہ ہے مقام معرفت اور یقین تک لدنی طور سے پہنچایا خلق آدم فاکرمہ پیدا کیا آدم کو پس اکرام کیا اُسکا۔ جری اللہ فی حلل الانبیا جری اللہ نبیوں کے حلوں میں۔ اس فقرہ الہامی کی یہ معنے ہیں کہ منصب شیخ اور ہدایت اور مورد وحی الٰہی ہونیکا در اصل محلہ انبیا ہے اور اگر غیر کو بطور استعارہ ملتا ہے اور یہ محلہ انبیا اُمت محمدیہ کی بعض افراد کو بغرض تکمیل ناقصین عطا ہوتا ہے اور اُسی کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل پس یہ لوگ اگرچہ نبی نہیں پر نبیوں کا کام اُنکو سپرد کیا جاتا ہے وکنتم علی شفا حفرۃ فانقذکم منھا اور تھے تم ایک گڑھے کے کنارہ پر سو اُس سے تمکو خلاصی بخشی یعنے خلاصی کا سامان عطا فرمایا عسی ربکم

شارع نے منع کیا ہے اور اُسی کتاب کا پابند رہتا ہے جو اُسکے شارع نے دی ہے تو وہ اِس صورت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ وہ یہ کہ جب تک انسان کی سرشت مین خدا کی محبت اور اُسکے غیر کی عداوت داخل نہین تب تک کہنہ رگ ریشہ ظلم کا اُسمین باقی ہے کیونکہ اُس نے ربوبیت کو جیسا کہ چاہئے تھا ادا نہین کیا اور تعارتام حاصل کرنے سے ہنوز قاصر ہے لیکن جب اِسکی سرشت مین محبتِ الٰہی اور مواخفت بالتہ بخوبی داخل ہوگئی یہان تک کہ خدا اُس کے کان ہوگیا جن سے وہ سُنتا ہے اور اُس کی آنکھین ہوگیا جن سے وہ دیکھتا ہے اور اُسکا

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

ان یرحم علیکم وان عدتم عدنا وجعلنا جھنم للکافرین حصیرا۔ خدا یتعالیٰ کا ارادہ اِس بات کی طرف متوجہ ہی ہو تم پر رحم کرے اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کرینگے اور ہم نے جہنم کو کافرون کے لئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہہ آیت اِس مقام مین حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہی یعنے اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف احسان کو قبول نہین کرینگے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بیّنہ سے کھل گیا ہوا اُس سے سرکش رہین گے تو وہ زمانہ بھی آنیوالا ہے کہ جب خدا تعالےٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال مین لائیگا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کی ساتھہ دُنیا پر اُترینگے اور تمام راہون اور شرکون کو خس وخاشاک کی طرح صاف کردین گے اور سچ اور راست کا نام ونشان نہ رہیگا اور جلال الٰہی گراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست ونابود کردیگا۔ اور یہہ زمانہ اُس زمانہ کے لئے بطور اراص کے واقع ہوا ہی یعنے اُسوقت جلالی طور پر خدا تعالیٰ اتمام حجت کریگا اب بجائے اُسکے جلالی طور پر یعنے رفق اور احسان سے اتمام حجت کر رہا ہی تولوا واصلحوا والی اللہ توجھوا وعلی اللہ توکلوا واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ۔ توبہ کرو اور فسق اور فجور اور کفر اور معصیت سے باز آؤ اور اپنے حال کی اصلاح کرو اور خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اُس پر توکل کرو اور صبر اور صلوٰۃ کے ساتھہ اُس سے مدد چاہو کیونکہ نیکیون سے بدیان دور ہو جاتی ہین۔ یبشرک اللہ یا احمدی۔ انت مرادی ومعی۔ غرستُ کرمتک بیدی۔ خوشخبری ہو تجھے اے میرے احمد۔ تو میری مراد ہے اور میرے ساتھہ ہے۔ مین نے تیری کرامت کو اپنے ہاتھہ سے لگایا ہے قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم۔ مومنین کو کہہ دے کہ اپنی آنکھین نامحرمون سے بند رکھین اور اپنی ستر گاہون کو اور کانون کو نالائق اُمور سے بچاوین یہی اُنکی پاکیزگی کے لئے ضروری اور لازم ہے۔ یہہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہر یک مومن کے لئے منہیات سے پرہیز کرنا اور اپنے اعضا کو ناجائز افعال سے محفوظ رکھنا لازم ہے اور یہی طریق اُسکی پاکیزگی کا مدار ہے۔

مین بالکل اپنے نفس سے محو ہو کر اپنے شارع کی ذمہ واری مین جا پڑتا ہے پس اگر شارع طبیب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہاتھہ ہو گیا جس سے وہ پکڑتا ہے اور اُسکا پانو ہو گیا جس سے وہ چلتا ہے تو پھر کوئی ظُلم اُسمین باقی نہ رہا اور ہر یک خطرہ سے امن مین آگیا - اسی درجہ کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اُولئک لھم الامن وھم مھتدون

اب سمجھنا چاہئے کہ یہہ ترقیات ثلاثہ کہ جو تمام علوم و معارف کا اصل الاصول بلکہ تمام دین کا

چشم گوش و دیدہ بندای حق گزین ؛ یاد کن فرمانِ قل للمؤمنین ؛ خاطرِ خود زین و آن کیسر برآر ؛ تا شود بر خاطرت حق آشکار
زیر پا کن دلبرانِ این جہان ؛ تا نمائد چیرہ آن محبوبِ جان ؛ کاطلان حق اندہم زیر زمین ؛ تو بگوری با حیاتِ این چنین
سالہا باید کہ خونِ دل خوری ؛ تا کبوئے دلستانی رہ بری ؛ کی بآسانی رہے مکشائد ت ؛ صد جنون باید کہ تا ہوش آید ت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

واذا سئلک عبادی عنی فانی قریب - اجیب دعوۃ الداع اذا دعان - وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین - اور جب تجھہ سے میرے بندے میرے بارے مین سوال کرین تو مین نزدیک ہون دُعا کرنیوالے کی دُعا قبول کرتا ہون اور مین نے تجھے اِس لئے بھیجا ہے کہ تا سب لوگون کے لئے رحمت کا سامان پیش کرون - لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین حتی تاتیھم البینۃ - وکان کید ھم عظیما - اور جو لوگ اہل کتاب اور مُشرکون مین سے کافر ہو گئے ہین یعنے کفر پر سخت اصرار اختیار کر لیا ہے وہ اپنے کُفر سے بُجز اِسکے باز آنیوالے نہین تھے کہ اُنکو کھلی نشانی دکھلائی جاتی اور اُنکا مکر ایک بھارا مکر تھا - یہہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو کچھہ خدا تعالیٰ نے آیاتِ سماوی اور دلائلِ عقلی سے اِس عاجز کے ہاتھہ پر ظاہر کیا ہے وہ اتمام حُجت کے لئے نہایت ضروری تھا اور اِس زمانہ کے سیاہ باطن جنکو جہل اور خبث کے کیڑے نے اندر ہی اندر کھا لیا ہے ایسے نہین تھے جو بجز آیات صریحہ و بیّنہ مبینہ قطعیہ اپنے کُفر سے باز آجاتے بلکہ وہ اُس مکر مین لگے ہوئے تھے کہ کسی طرح باغ اسلام کو صفحۂ زمین سے نیست و نابود کر دین - اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دُنیا مین اندھیر پڑ جاتا - یہہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے جو دُنیا کو ان آیات بینات کی نہایت ضرورت تھی اور دُنیا کے لوگ جو اپنے کُفر اور خُبث کی بیماری سے مجذوم کی طرح گداز ہو گئے ہین وہ بجز اِس آسمانی دوا کے جو حقیقت مین حق کے طالبون کے لئے آبِ حیات ہی تندرستی حاصل نہین کر سکتے ہے - واذا قیل لھم لا تفسدوا

حاذق کی طرح ٹھیک ٹھیک صراطِ مستقیم کا رہنما ہے اور وہ مبارک کتاب لایا ہے جسمیں شخص پیرو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ لب لباب ہے سورہ فاتحہ مین بتمامتر خوبی در عائیت ایجاز دخوش اسلوبی بیان کئے گئے ہین چنانچہ پہلی نرقی کہ جو قربت کے میدانون مین چلنے کے لئے اول قدم ہے اس آیت مین تعلیم کی گئی ہے جو فرمایا ہے اھدنا الصراط المستقیم - کیونکہ ہر یک قسم کی کجی اور بے راہی سے باز آکر اور بالکل رو بخدا ہوکر راہِ راست کو اختیار کرنا یہہ وہی سخت گھاٹی ہے جسکو دوسرے لفظون مین فنا سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ امورِ مالوفہ اور معتادہ کو

فی الارض قالوا انما نحن مصلحون - الا انهم هم المفسدون - قل اعوذ برب الفلق من شر ما خلق ومن شر غاسق اذا وقب - اور جب اُنکو کہا جائے کہ تم زمین مین فساد مت کرو اور کفر اور شرک اور بد عقیدگی کو مت پھیلاؤ تو وہ کہتے ہین کہ ہمارا ہی راستہ ٹھیک ہے اور ہم مفسد نہین ہین بلکہ مصلح اور ریفارمر ہین خبردار رہو یہی لوگ مفسد ہین جو زمین پر فساد کر رہے ہین کہہ مین شر مخلوقات کی شراتون سے خدا کی پناہ مانگتا ہون اور اندھیری رات سے خدا کی پناہ مین آتا ہون - یعنے ہمہ زمانہ اپنے فسادِ عظیم کے رو سے اندھیری رات کی مانند ہے سو الٰہی قوتین اور طاقتین اس زمانہ کی تنویر کے لئے درکار ہین انسانی طاقتون سے یہہ کام انجام ہونا محال ہے انی ناصرك - انی حافظك - انی جاعلك للناس اماما - اکان للناس عجبا - قل هو الله عجیب - یجتبی من یشآء من عباده - لا یُسئل عما یفعل وهم یُسئلون - وتلك الایام نداولها بین الناس مین تیری مدد کرونگا - مین تیری حفاظت کرونگا - مین تجھے لوگون کے لئے پیش رو بناؤنگا - کیا لوگون کو تعجب ہوا کہ خدا ذوالعجایب ہے ہمیشہ عجیب کام ظہور مین لاتا ہے جسکو چاہتا ہے اپنے بندون مین سے چن لیتا ہے وہ اپنے کاموں سے پوچھا نہین جاتا کہ ایسا کیون کیا اور لوگ پوچھے جاتے ہین - اور ہم یہہ دن لوگون مین پھیرتے رہتے ہین یعنے کبھی کسی کی نوبت آتی ہے اور کبھی کسی کی اور عنایا الٰہیہ نوبت بہ نوبت اُمتِ محمدیہ کے مختلف افراد پر وارد ہوتے رہتے ہین - وقالوا انی لك هذا - وقالوا ان هذا الا اختلاق - اذا نصر الله المؤمن جعل له الحاسدین فی الارض - فالنار موعدهم - قل الله ثم ذرهم فی خوضهم یلعبون - اور کہین گے کہ یہہ تجھے کو کہان سے اور یہہ تو ایک بناوٹ ہے - خدا تعالیٰ جب مومن کی مدد کرتا ہے تو زمین پر کئی اُسکے حاسد بنا دیتا ہے سو جو لوگ حسد پر اصرار کرین اور باز نہ آوین تو جہنم اُنکا وعدہ گاہ ہے - کہہ یہہ سب کاروبار خدا کی طرف سے ہین پھر اُنکو چھوڑ دے تا اپنے بیجا خوض مین کھیلتے رہین - تلطف بالناس وترحم علیهم انت فیهم

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

کی امراض روحانی کا علاج ہے اور اُسکی علمی اور عملی تکمیل کے لئے پورا سامان موجود ہے - اور پھر اُسکے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ایک لخت چھوڑ دینا اور نفسانی خواہشوں کو جو ایک عمر سے عادت ہو چکی ہے یک دفعہ ترک کرنا اور ہر یک ننگ اور ناموس اور عجب اور ریا سے مونہہ پھیر کر اور تمام ماسوا اللہ کو کالعدم سمجھ کر سیدھا خدا کی طرف رُخ کر لینا حقیقت میں ایک ایسا کام ہے جو موت کے برابر ہے اور یہہ موت روحانی بیدائش کا مدار ہے اور جیسے دانہ جب تک خاک میں نہیں ملتا اور اپنی صورت کو نہیں چھوڑتا تب تک نیا دانہ وجود میں آنا غیر ممکن ہے اسی طرح روحانی پیدائش

بمنزلۃ موسیٰ واصبر علیٰ ما یقولون - لوگوں کی ساتھ رفق اور نرمی سے پیش آ اور اُن پر رحم کر تو اُن میں بمنزلہ موسیٰ کے ہے اور اُنکی باتوں پر صبر کر - حضرت موسیٰ بُردبار اور علم میں بنی اسرائیل کے تمام نبیوں سے سبقت لیگئے تھے اور بنی اسرائیل میں نہ مسیح اور نہ کوئی دوسرا نبی ایسا نہیں ہوا جو حضرت موسیٰ کی مرتبۂ عالیہ تک پہنچ سکے توریت سے ثابت ہے جو حضرت موسیٰ رفق اور حلم اور اخلاق فاضلہ میں سب اسرائیلی نبیوں سے بہتر اور فائق تر تھے جیسا کہ گنتی باب دوازدہم آیت سوم توریت میں لکھا ہے کہ موسیٰ سارے لوگوں سے جو روئے زمین پر تھے زیادہ بُردبار تھا سو خدا نے توریت میں موسیٰ کی بُردباری کی ایسی تعریف کی جو بنی اسرائیل کے تمام نبیوں میں سے کسی کی تعریف میں یہہ کلمات بیان نہیں فرمائے ہاں جو اخلاق فاضلہ حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن شریف میں ذکر ہے وہ حضرت موسیٰ سے ہزار ہا درجہ بڑھ کر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم تمام اُن اخلاق فاضلہ کا جامع ہے جو نبیوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے اور نیز قرآن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا ہے انک لعلیٰ خلق عظیم - تو خلق عظیم پر ہے اور عظیم کے لفظ کے ساتھ جس چیز کی تعریف کیجائے وہ عرب کی محاورہ میں اُس چیز کی انتہائے کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہے مثلاً اگر یہہ کہا جائے کہ یہہ درخت عظیم ہے تو اس سے یہہ مطلب ہوگا کہ جہانتک درختوں کے لئے طول وعرض اور تناور ہی ممکن ہے وہ سب اس درخت میں حاصل ہے ایسا ہی اس آیت کا مفہوم ہے کہ جہانتک اخلاق فاضلہ و شمائل حسنہ نفس انسانی کو حاصل ہو سکتے ہیں وہ تمام اخلاق کاملہ تامہ نفس محمدی میں موجود ہیں سو یہہ تعریف ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو دوسری جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا وکان فضل اللہ علیک عظیما یعنی تیرے پر خدا کا کسب سے زیادہ فضل ہے اور کوئی نبی تیرے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا یہی تعریف بطور پیشگوئی زبور باب ۴۵ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں موجود ہے جیسا کہ فرمایا کہ خدا نے تو پر اظہار خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تجھے معطر کیا اور چونکہ اُمت محمدیہ کے علما بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں اس لئے الہام متذکرہ بالا میں اس عاجز کی تشبیہ حضرت موسیٰ سے دی گئی اور یہہ تمام برکات حضرت سید الرسل کے ہیں جو

پیرو نے بغیر کسی اعراض صوری یا معنوی کے اُن تعلیمات کو بصدقِ دل قبول کر لیا ہے تو جو کچھ الہٰ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کا جسم اِس فنا سے طیار ہوتا ہے جون جون بندہ کا نفس شکست پکڑتا جاتا ہے اور اُسکا فعل اور ارادت اور روبخلق ہونا فنا ہوتا جاتا ہے تون تون بیدائش روحانی کے اعضا بنتے جاتے ہین یہانتک کہ جب فنا اتم حاصل ہو جاتی ہے تو بعد ثانی کی خلعت عطا کیجاتی ہے اور تم انشناہ خلقا آخر کا وقت آجاتا ہے اور چونکہ یہہ فنا اتم بغیر نصرت و توفیق و توجہ خاص قادرِ مطلق کے ممکن نہین اِس لئے یہہ دعا تعلیم کی یعنے اھدنا

بقیہ حاشیہ نمبر ۳

خداوند کریم اُسکی عاجزانہ کو اپنے کمال لطف اور احسان سے ایسے ایسے مخاطبات شریفہ سے یاد فرماتا ہے اللھم صل علی محمد و آل محمد - پھر بعد اسکے یہہ الہامی عبارت ہے - واذا قیل لھم اٰمنوا کما اٰمن الناس قالوا انؤمن کما اٰمن السفھاء الا انھم ھم السفھاء ولکن لا یعلمون - ویحبون ان تدھنون - قل یا ایھا الکافرون لا اعبد ما تعبدون - قیل ارجعوا الی اللہ فلا ترجعون - وقیل استھزؤا فلا تستھزؤن - ام تسئلھم من خرج فھم من مغرم مثقلون بل اتیناھم بالحق وانھم للحق کارھون - سبحانہ وتعالیٰ عما یصفون - احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون - یحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا - ولا یخفی علی اللہ خافیہ - ولا یصلح شیئی قبل اصلاحہ - ومن مُرّد من مطبعہ فلا مرد لہ اور جب اُنکو کہا جائے کہ ایمان لاؤ جیسے لوگ ایمان لائے ہین تو وہ کہتے ہین کہ کیا ہم ایسا ہی ایمان لاوین جیسے بیوقوف ایمان لائے ہین خبردار ہو وہی بیوقوف ہین مگر جانتے نہین - اور یہہ چاہتے ہین کہ تم اُن سے مداہنہ کرو کہا ہے کافرو مین اُس چیز کی پرستش نہین کرتا جسکی تم کرتے ہو تمکو کہا گیا کہ خدا کی طرف رجوع کرو سو تم رجوع نہین کرتے اور تمکو کہا گیا جو تم اپنے نفسون پر غالب آجاؤ سو تم غالب نہین آتے - کیا تو ان لوگون سے کچھ مزدوری مانگتا ہے پس وہ اِس تاوان کی وجہ سے حق کو قبول کرنا ایک بھاری سمجھتے ہین بلکہ اُنکو سخت حق دیا جاتا ہے اور وہ حق سے کراہت کر رہے ہین - خدا تعالیٰ اُن عیبون سے پاک و برتر ہے جو وہ لوگ اُسکی ذات پر لگاتے ہین - کیا یہہ لوگ یہہ سمجھتے ہین کہ بے امتحان کئے صرف زبانی ایمان کے دعویٰ سے جھوٹ جاوینگے - جانتے ہین جو ایسے کاموں سے تعریف کیجاتی ہین جنکو اُنہون نے کیا نہین اور خدا تعالیٰ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہین اور جب تک وہ کسی شے کی اصلاح نہ کرے اصلاح نہین ہو سکتی - اور جو شخص اُسکے مطبع سے رد کیا جائے

وآثار بعد متابعت کامل کے مترتب ہونگے وہ حقیقت مین اُس نبی متبوع کے فیوض ہین سواسی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ الصراط المستقیم جسکے یہہ معنے ہین کہ اے خدا ہمکو راہ راست پر قائم کر اور ہر یک طور کی کجی اور بے راہی سے نجات بخش - اور یہہ کامل استقامت اور راست روی جسکو طلب کرنے کا حکم ہے نہایت سخت کام ہے اور اول دفعہ مین اسکا حملہ سالک پر ایک شیر ببر کی طرح ہے جس کے سامنے موت نظر آتی ہے پس اگر سالک ٹھہر گیا اور اُس موت کو قبول کر لیا تو پھر بعد اسکے کوئی سخت موت نہین اور خدا اس سے زیادہ نرکریم ہے کہ پھر اُسکو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲ اُسکو کوئی واپس نہین لاسکتا - لعلك باخع نفسك الا یکونوا مؤمنین - لا تقف مالیس لك به علم ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انهم مغرقون - یا ابراهیم اعرض عن هذا انه عمل غیر صالح - انما انت مذکر وما انت علیهم بمسیطر - کیا تو اسی غم مین اپنے تئین ہلاک کردیگا کہ یہہ لوگ کیون ایمان نہین لاتے - جس چیز کا تجھے علم نہین اُسکے پیچھے مت پڑ اور اُن لوگون کے بارے مین جو ظالم ہین میرے ساتھہ مخاطبت مت کر وہ غرق کیجائینگے - اے ابراہیم اس سے کنارہ کر یہہ صالح آدمی نہین تو صرف نصیحت دہندہ ہے اِن پر داروغہ نہین - یہہ چند آیات جو بطور الہام القا ہوئی ہین بعض خاص لوگون کے حق مین ہین پر آگے اِسکے یہہ الہام ہے واستعینوا بالصبر والصلوٰة واتخذوا من مقام ابراهیم مصلّی - اور صبر اور صلوٰة کے ساتھہ مدد چاہو اور ابراہیم کے مقام سے نماز کی جگہ پکڑو - اِس جگہ مقام ابراہیم سے اطلاق مرضیہ معاملہ بالبتہ مراد ہے یعنے محبت الہیہ اور تفویض اور رضا اور وفا یہی حقیقی مقام ابراہیم کا ہے جو اُمت محمدیہ کو بطور متبوعیت کے وراثت عطا ہوتا ہے اور جو شخص قلب ابراہیم پر مخلوق ہے اُسکی اتباع ہی اسی مین ہے - یظل رباك علیك ویغیثك ویرحمك - وان لم یعصمك الناس فیعصمك الله من عنده - یعصمك الله من عنده وان لم یعصمك الناس - خدا تعالیٰ اپنی رحمت کا تجھہ پر سایہ کریگا اور نیز تیرا فریادرس ہوگا اور تجھہ پر رحم کریگا - اور اگر تمام لوگ تیری بچانے سے دریغ کرین مگر خدا تجھے بچائیگا - اور خدا تجھے ضرور اپنی مدد سے بچائیگا اگرچہ تمام لوگ دریغ کرین یعنے خدا تجھے آپ مدد دیگا اور تیری سعی کے ضایع ہونے سے تجھے محفوظ رکھیگا اور اُسکی تائیدین تیرے شامل حال رہینگی - واذ یمکر بك الذی کفر او قدلی یا هامان لعلی اطلع الی الٰه موسیٰ - وانی لاظنه من الکاذبین - یاد کر جب منکر نے بغرض کسی مکر کے اپنے رفیق کو کہا کہ کسی فتنہ یا آزمائش کی آگ بھڑکا تا مین موسیٰ کے خدا پر یعنے اس شخص کے خدا پر مطلع ہو جاؤن کہ کیونکر وہ اسکی مدد کرتا ہے اور اُسکے ساتھہ ہے یا نہین کیونکہ مین سمجھتا ہون کہ یہہ جھوٹا ہے - یہہ کسی واقعہ آئندہ کی طرف اشارہ ہے کہ جو بصورت گذشتہ بیان کیگیا ہے - تبت یدا ابی لهب وتب ما کان له ان یدخل فیها الا خائفا وما اصابك فمن الله ابولہب کے دونون ہاتھہ ہلاک ہوگئے اور وہ ہی ہلاک ہوا اور اُسکو لایق نہ تھا کہ اس کام مین بجز

سو اسی جہت سے اگر ولی سے کوئی امر خارق عادت ظاہر ہو تو اُس نبی متبوع کا معجزہ ہوگا۔ اب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ یہ جلتا ہوا دوزخ کہاں دے غرض یہ کامل استقامت وہ فنا ہے کہ جس سے کارخانہ وجود بندہ کو کلی شکست پہنچتی ہے اور ہوا اور شہوت اور ارادت اور ہر یک خودروی کے فعل سے بیکبارگی دست کش ہونا پڑتا ہے اور یہ مرتبہ سیر و سلوک کے مراتب میں سے وہ مرتبہ ہے جسمیں انسانی کوششوں کا بہت کچھ دخل ہے اور یہ وہی مجاہدات کی بخوبی پیش رفت ہے اور اسی حد تک اولیاء اللہ کی کوششیں اور

خائف اور ترساں ہونے کے بوں ہی دلیری سے داخل ہو جاتا اور جو تجھ کو پہنچے وہ تو خدا کی طرف سے ہے۔ یہ کسی شخص کے شر کی طرف اشارہ ہے جو بذریعہ تحریر یا مذریعہ کسی اور فعل کے اُس سے ظہور میں آوے واللہ اعلم بالصواب۔ الفتنۃ ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم۔ الا انھا فتنۃ من اللہ لیحب حبا جما۔ حبا من اللہ العزیز الاکرم عطاءً غیر مجذوذ۔ اس جملہ فتنہ سے پس صبر کر جیسے اولوالعزم لوگوں نے صبر کیا ہے خبردار ہو یہ فتنہ خدا کی طرف سے ہے تا وہ ایسی محبت کرے جو کامل محبت ہے اُس خدا کی محبت جو نہایت عزت والا اور نہایت بزرگ ہے وہ بخشش جسکا کبھی انقطاع نہیں۔ شانان تذھبان وکل من علیھا فان۔ دو کبریان ذبح کنجا منگی اور زمین پر کوئی ایسا نہیں جو مرنے سے بچ جائیگا یعنے ہر یک کے لئے قضا و قدر درپیش ہے اور موت سے کسی کو خلاصی نہیں کوئی چار روز پہلے اس دُنیا کو چھوڑ گیا اور کوئی پیچھے اُسے جا ملا۔ ہمین مرگ است کز یاران بود شد روئے یاران را ✦ ہمیشہ می کند وقت خزان فصل بہاران را ✦ ولا تھنوا ولا تحزنوا الیس اللہ بکاف عبدہ۔ الم تعلم ان اللہ علی کلشیئ قدیر۔ وحسبنا بک علی ھولاء شھیدا اور سست مت ہو اور غمناک مت کر کیا خدا اپنے بندہ کو کافی نہیں ہے کیا تو نہیں جانتا کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے اور خدا ان لوگوں پر تجھ کو گواہ لائیگا او فی اللہ اجرک ویرضی عنک ربک ویتم نعمتہ علیک وعسی ان تحبوا شیئا وھو شر لکم وعسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون خدا تیرا بدلہ پورا دیگا اور تجھ سے راضی ہوگا اور تیرے اسم کو پورا کریگا اور ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو دوست رکھو اور اصل میں وہ تمہارے لئے بُری ہو اور ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو بُری سمجھو اور اصل میں وہ تمہارے لئے اچھی ہو اور خدا تعالیٰ عواقب امور کو جانتا ہے تم نہیں جانتے۔ کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف ان السموات والارض کانتا رتقا ففتقناھما۔ وان یتخذونک الا ھزوا۔ اھذا الذی یذکر اٰلھتکم۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم اللہ واحد والخیر کلہ فی القرآن لا

ان تمہیدات کے بعد دلائل حقیّتِ قرآن شریف کے لکھے جاتے ہین۔ ونسئل اللہ التوفیق والنصرۃ ھو نعم المولیٰ ونعم النصیر۔

باب اوّل

اُن براہین کے بیان مین جو قرآن شریف کی حقیّت اور افضلیّت پر بیرونی شہادتین ہین

برھان اوّل۔ قال اللہ تعالیٰ تاللہ لقد ارسلنا الیٰ امم من قبلک فزین لھم الشیطان اعمالھم فھو ولیھم الیوم ولھم عذاب الیم۔ وما انزلنا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ سالکین کی محنتیں ختم ہو جاتی ہین اور پھر بعد اِسکے خاص مواہب سماوی ہین جن مین بشری کوششون کو کچھ دخل نہین بلکہ خود خدا یتعالیٰ کی طرف سے عجائبات سماوی کی سیر کرانے کے لئے غیبی سواری اور آسمانی بُراق عطا ہوتا ہے۔

اور دوسری ترقی کہ جو قُربت کے میدانون مین چلنے کے لئے دوسرا قدم ہے اِس آیت مین تعلیم

بقیہ حاشیہ نمبر ۲ یمسہ الا المطھرون۔ ولقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون۔ مین ایک خزانہ پوشیدہ تھا سو مین نے چاہا کہ شناخت کیا جاؤن آسمان اور زمین دونون بندتھے سو ہم نے اِن دونون کو کھولدیا اور تیسرے ساتھ ہنسی سہی پیش آئینگے اور ٹھٹھا مار کر کہینگے کیا یہی ہے جسکو خدا نے اصلاح خلق کے لئے مقرر کیا یعنی جسکا مادہ ہی خبث ہُوا نسی قسلا کی اُمیدت رکھو اور پھر فرمایا کہ مین فقط تمہارے جیسا ایک آدمی ہون مجھہ کو یہہ وحی ہوتی ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ کے اَور کوئی تمہارا معبود نہین وہی اکیلا معبود ہے جس کے ساتھہ کسی چیز کو شریک کرنا نہین چاہئے اور تمام خیر اور بھلائی

علیك الكتاب الا لتبین لهم الذی اختلفوا فیه وهدی ورحمة لقوم یؤمنون ۔
واللہ انزل من السماء ماءً فاحیا به الارض بعد موتها ان فی ذلك لآیة لقوم
یسمعون۔ الجزو نمبر ۱۴ سورہ النحل وهو الذی یرسل الریاح بشرا بین یدی رحمته حتی اذا
اقلت سحابا ثقالا سقنٰه لبلد میت فانزلنا به الماء فاخرجنا به من کل الثمرات کذلك

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ کی گئی ہے جو فرمایا ہے صراط الذین انعمت علیہم - یعنے ہمکو اُن لوگون کا راہ دکھلا جن پر تیرا انعام اکرام ہے - اِس جگہ واضح رہے کہ جو لوگ منعم علیہم ہین اور خدا سے ظاہری و باطنی نعمتین پاتے ہین شدائد سے خالی نہین ہین بلکہ اِس دار الابتلا مین ایسی ایسی شدتین اور صعوبتین اُنکو پہنچتی ہین کہ اگر وہ کسی دوسرے کو پہنچتین تو مرد ایمانی اُسکی منقطع ہوجاتی - لیکن اِس جہت سے اُنکا نام منعم علیہم رکھا گیا ہے کہ وہ بباعث غلبۂ محبت آلام کو برنگ انعام دیکھتے ہین اور ہر یک رنج یا راحت جو دوست حقیقی کی طرف سے اُنکو پہنچتی ہے

قرآن مین ہے بجز اُسکے اور کسی جگہ سے ہدایت نہین مل سکتی اور قرآنی حقائق صرف انہین لوگون پر کھلتے ہین جنکو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف اور پاک کرتا ہے - اور مین ایک عمر تک تم مین ہی رہتا رہا ہون کیا تمکو عقل نہین -

هست قرآن مبارک از خدا طیب شجر　　نو نہال و نیک بود سایۂ دارو پُر ثمر
میوہ گر خواہی بیا زیر درخت میوہ دار　　گر خردمندی مجنبان بیدرا ہر بے ثمر
ور بنا یہ بادرت در وصف فرقان مجید　　حسن آن شاہد ببرس از شاہدان باخود نگر

بقیہ حاشیہ نمبر ۲

وآنکہ او نامدبی تحقیق و دکین مبتلاست　　آدمی ہرگز نباشد هست او بدتر ز خر

قل ان هدی الله هو الهدی وان معی ربی سیهدین - رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین -
رب انی مغلوب فانتصر - ایلی ایلی لما سبقتنی - ایلی اُوس - کہہ ہدایت وہی ہے جو خدا کی ہدایت ہے اور میرے ساتھ میرا رب ہے عنقریب وہ میرا راہ کھولدیگا - اے میرے خدا آسمان سے رحم اور مغفرت کر مین مغلوب ہون میری طرف سے مقابلہ کر - اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیون چھوڑ دیا آخری فقرہ اِس الہام کا یعنے ایلی اُوس بباعث سرعت ورود مشتبہ رہا ہے اور نہ اُس کے کچھ معنے کھلے واللہ اعلم بالصواب -

نخرج الموتیٰ لعلکم تذکرون. والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ والذی خبث لا یخرج الا نکدا کذالک نصرف الآیات لقوم یشکرون. الجزو نمبر ۹ سورہ الاعراف اللہ الذی یرسل الریاح فتثیر سحابا فیبسطہ فی السماء کیف یشاء ویجعلہ کسفا فترا الودق یخرج من خلالہ فاذا اصاب بہ من یشاء من عبادہ اذا ھم یستبشرون وان کانوا من قبل ان ینزل

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بوجہ مستی عشق اُس سے لذت اُٹھاتے ہین پس یہہ ترقی فی القرب کی دوسری قسم ہے جسمین اپنے محبوب کے جمیع افعال سے لذت آتی ہے اور جو کچھہ اُسکی طرف سے پہنچے انعام ہی انعام نظر آتا ہے اور اصل موجب اس حالت کا ایک محبتِ کامل اور تعلق صادق ہوتا ہے جو اپنے محبوب سے ہو جاتا ہے اور یہہ ایک موہبت خاصہ ہوتی ہے جس مین حیلہ اور تدبیر کو کچھہ دخل نہین بلکہ خدا ہی کی طرف سے آتی ہے اور جب آتی ہے تو یہہ سالک ایک دوسرا رنگ پکڑ لیتا ہے اور تمام بوجھہ اُسکے سر سے اُتارے جاتے ہین اور ہر یک ایلام انعام ہی معلوم

اے خالقِ ارض وسما بر سن در رحمت کشا ✤ دانی تو ان دردِ مرا کز دیگران پنہان کنم ✤ از بس لطیفے دلبرا در ہر رگ و نارم در آ تا چون نجوید یابتر ادل نوشتر از زبان کنم ✤ در سرکشی ای پاک خوبان برکنم در بحر تو ✤ زانسان ہمی گریم کزو یک عالمی گریان کنم خواہی بقہرم کن جدا خواہی بلطفم رو نما ✤ خواہی بکش یا کن رہا کی ترک آن و نا کنم

یہہ سب اشارات مختص المقامات ہین جن کی تشریح اس جگہ ضروری نہیں۔ یا عبد القادر انی معک اسمع واری عزمت لک بیدی رحمتی وقدرتی ونجنباک من الغم وفتناک فتونا۔ لیا تینکم منی ھدی الا ان حزب اللہ ھم الغالبون۔ وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم وما کان اللہ لیعذبھم وھم یستغفرون۔ اے عبد القادر مین تیرے ساتھہ ہون سُنتا ہون اور دیکھتا ہون تیرے لئے مین نے رحمت اور قُدرت کو اپنے ہاتھہ سے لگایا اور تجھہ کو غم سے نجات دی اور تجھہ کو خالص کیا اور تم کو میری طرف سے مدد آئیگی خبردار ہو لشکر خدا کا ہی غالب ہوتا ہے اور خدا ایسا نہین جو تم کو عذاب پہنچاوے جب تک تو اُنکے درمیان ہے یا جب وہ استغفار کرین۔ انا نبدک اللازم انا محییک نفخت فیک من لدنی روح الصدق والقیت علیک محبۃ منی ولتصنع علی عینی کزرعہ اخرج شطاہ فاستغلظ

علیھم من قبلہ لمبلسین فانظر الی اٰثار رحمت اللہ کیف یحی الارض بعد موتھا
ان ذالک لمحی الموتی وھو علی کل شئی قدیر الجزو نمبر ۲۱ سورہ الروم انزل من السماء ماءً
فسالت اودیۃ بقدرھا الجزو نمبر ۱۳ سورہ الرعد ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی
الناس لیذیقھم بعض الذی عملوا لعلھم یرجعون۔ قل سیروا فی الارض فانظروا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہوتا ہے اور شکوہ اور شکایت کا نشان نہیں ہوتا پس یہہ حالت ایسی ہوتی ہے کہ گویا انسان بعد موت کے زندہ کیا گیا ہے کیونکہ اُن تمخیون سے بالکل نکل آتا ہے جو پہلے درجہ مین تہین مین سے ہر یک وقت موت کا سا سنا معلوم ہوتا تہا مگر اب چاروں طرف سے انعام ہی انعام پاتا ہے اور اسی جہت سے اُسکی حالت کے مناسب حال یہی تہا کہ اُسکا نام منعم علیہ کہا جاتا اور دوسرے لفظون مین اس حالت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

فاستوی علی سوقہ مین تیرا اجارہ لازمی ہون مین تیرا زندہ کرنے والا ہون۔ مین نے تجھہ مین بجائی کی روح پہونکی ہے اور اپنی طرف سے تجھہ مین محبت ڈال دی ہے تاکہ میرے روبرو تجھہ سے نیکی کیجائے سو تو اُس بیج کی طرح ہے جس نے اپنا سبزہ نکالا پہر موٹا ہوتا گیا یہان تک کہ اپنے ساقون پر قایم ہوگیا ان باتون مین خدا تعالیٰ کی ان تائیدات اور احسانات کی طرف اشارہ ہے اور نیز اُس عروج اور اقبال اور عزت اور عظمت کی خبر دی گئی ہے کہ جو آہستہ آہستہ اپنے کمال کو پہنچیگی۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ ہم نے تجھہ کو کھلی کھلی فتح عطا فرمائی ہے یعنے عطا فرمائینگے اور درمیان مین جو بعض کروہات و شدائد ہین وہ اس لئے ہین تا خدا تعالیٰ تیرے پہلے اور پچھلے گناہ معاف فرماوے یعنے اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو قادر تہا کہ جو کام مدنظر ہے وہ بغیر پیش آنے کسی نوع کی تکلیف کے اپنے انجام کو پہنچ جاتا اور بآسانی فتح عظیم حاصل ہوجاتی لیکن تکالیف اس جہت سے ہین کہ تا وہ تکالیف موجب ترقی مراتب و مغفرت خطایا ہون آج اس موقع کے اثنا مین جبکہ یہہ عاجز غرض تصحیح کاپی کو دیکھہ رہا تہا بالجملہ کشف چند ورق ہاتہہ مین دیئے گئے اور اُن پر لکہا ہوا تہا کہ فتح کا نقارہ بجے پہر ایک نے مسکرا کر اُن ورقون کی دوسری طرف ایک تصویر دکہلائی اور کہا کہ دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری جب اس عاجز نے دیکہا تو وہ اسی عاجز کی تصویر تہی اور سبز پوشاک تہی مگر نہایت رعب ناک جیسے سپہ سالار مسلح فتح یاب ہوتے ہین اور تصویر کے بہین دو یار

کیف کان عاقبۃ الذین من قبل کان اکثرھم مشرکین۔ اولم یروا انا نسوق الماء الی الارض الجرز فنخرج بہ زرعا تاکل منہ انعامھم وانفسھم افلا یبصرون۔ الجزو نمبر ۱۳ سورہ احزاب وجعلنا اللیل والنھار ایتین فمحونا ایۃ اللیل وجعلنا ایۃ النھار مبصرۃ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما ادرٰک ما لیلۃ القدر ط لیلۃ القدر خیر من الف

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ کا نام بقا ہے کیونکہ سالک اِس حالت مین اپنے تئین ایسا پاتا ہے کہ گویا وہ مرا ہوا تھا اور اب زندہ ہوگیا اور اپنے نفس مین بڑی خوشحالی اور انشراح صدر دیکھتا ہے اور بشریت کے انقباض سب دور ہوجاتے ہین اور الوہیت کے مرتبہ انوار نعمت کی طرح برستے ہوئے دکھائے دیتے ہین اسی مرتبہ مین سالک پر ہر یک نعمت کا دروازہ کھولا جاتا ہے اور عنایات الہیہ کامل طور پر متوجہ ہوتی ہین اور اس مرتبہ کا نام سیر فی اللہ ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۲

مین حجت اللہ القادر و سلطان احمد مختار لکھا ہتا اور یہہ سوموار کا روز انیسوین ۱۹ ذالحجہ ۱۳۰۰ھ مطابق ۴۲۔ اکتوبر ۸۳ء اور ششم کاتک سنہ ۱۹۴۰ کرم ہے۔ الیس اللہ بکاف عبدہ فابراہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیھا۔ الیس اللہ بکاف عبدہ فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا۔ واللہ موھن کید الکافرین بعد العسر یسرٌ و للہ الامر من قبل و من بعد۔ الیس اللہ بکاف عبدہ ولنجعلہ ایۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا قول الحق الذی فیہ تمترون دیکھا خدا اپنے بندہ کو کافی نہین بس خدا نے مُسکو اُن الزامات سے بری کیا جو اُسپر لگائے گئے تھے اور خدا کے نزدیک وہ وجیہہ ہے۔ کیا خدا اپنے بندہ کو کافی نہین بس جبکہ خدا نے پہاڑ پر تجلی کی تو اُسکو پاش پاش کردیا یعنے مشکلات کے پہاڑ آسان ہوئے اور خدا یتعالی کا فرون کے مکر کو سست کردیگا اور اُنکو مغلوب اور ذلیل کرکے دکھلائیگا تنگی کے بعد فراخی ہے اور پہلے ہی خدا کا حکم ہے اور پیچھے بھی خدا کا ہی حکم ہے کیا خدا اپنے بندہ کو کافی نہین اور ہم اُسکو لوگون کے لئے رحمت کا نشان بنائینگے اور یہہ امر بھی ہی سو قرار پایا ہوا تھا یہہ وہ بھی بات ہے جسمین تم شک کرتے ہو محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ۔ تم اللہ المسلمین بارکاتھم۔ فانظروا الی اثار رحمۃ اللہ۔ وانبؤنی من مثل ھؤلاء ان کنتم صادقین۔ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا لن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین

شهر تنزل الملئکة والروح فیها باذن ربهم من کل امر سلام هی حتی مطلع الفجر۔ انا ارسلنا الیکم رسولاً شاهدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ وبالحق انزلناه

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ کیونکہ اِس مرتبہ میں ربوبیت کے عجائبات سالک پر کھولے جاتے ہیں اور جو ربانی نعمتیں دوسروں سے مخفی ہیں اُنکا اُسکو سیر کرایا جاتا ہے کشوفِ صادقہ سے متمتع ہوتا ہے اور مخاطبات حضرتِ احدیت سے سرفرازی پاتا ہے اور عالمِ ثانی کے باریک بھیدوں سے مطلع کیا جاتا ہے اور علوم اور معارف سے وافر حصہ دیا جاتا ہے غرض ظاہری اور باطنی نعمتوں سے بہت کچھ اُسکو عطا کیا جاتا ہے یہانتک کہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۲ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا رسول ہے اور جو لوگ اُسکے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت ہیں یعنے کفار اُنکے سامنے لاجواب اور عاجز ہیں اور اُنکی حقانیت کی ہیبت کافروں کے دلوں پر مستولی ہے اور وہ لوگ آپس میں رحم کرتے ہیں وہ ایسے مرد ہیں کہ اُنکو یادِ الٰہی سے نہ تجارت روک سکتی ہے اور نہ بیع مانع ہوتی ہے یعنے محبتِ الٰہیہ میں ایسا کمال تام رکھتے ہیں کہ دُنیوی مشغولیاں گو کیسی ہی کثرت سے پیش آویں اُنکے حال میں خلل انداز نہیں ہو سکتیں خدا تعالیٰ اُنکے برکات سے مسلمانوں کو متمتع کریگا سو اُنکا ظہور رحمتِ الٰہیہ کے آثار ہیں سو اُن آثار کو دیکھو اور اگر ان لوگوں کی کوئی نظیر تمہارے پاس ہے یعنے اگر تمہارے ہم مشرب اور ہم مذہبوں میں سے ایسے لوگ پائے جاتے ہیں کہ جو اسی طرح تائیداتِ الٰہیہ سے مویّد ہوں سو اگر ہے تو ایسے لوگوں کو پیش کرو اور جو شخص بجز دینِ اسلام کے کسی اَور دین کا خواہان اور جویاں ہوگا وہ دین ہرگز اُس سے قبول نہیں کیا جائیگا اور آخرت میں وہ زیانکاروں میں ہوگا یا احمد فاضت الرحمة علی شفتیك انا اعطیناك الکوثر فصل لربك وانحر واقم الصلوٰة لذکری۔ انت معی وانا معك۔ سرك سری۔ وسعنا عنك وزرك الذی انقض ظهرك ورفعنا لك ذکرك۔ انك علی صراط مستقیم وجیها فی الدنیا والاخرة ومن المقربین۔ اے احمد تیرے لبوں پر رحمت جاری ہوئی ہے ہم نے تجھ کو معارفِ کثیرہ عطا فرمائے ہیں سو اُسکے شکر میں نماز پڑھ اور قربانی دے اور میری یاد کے لئے نماز کو قائم کر۔ تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ ہم نے تیرا وہ بوجھ جس نے تیری کمر توڑ دی اُتار دیا ہے اور تیرے ذِکر کو اونچا کر دیا ہے تو سیدھی راہ پر ہے دُنیا اور آخرت میں وجیہ اور مقربین میں سے ہے۔

وبالحق نزل - یا اھل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم علی فترۃ من الرسل ان تقولوا ما جاءنا من بشیر ولا نذیر فقد جاءکم بشیر ونذیر واللہ علی کل شیئ

بقیہ حاشیہ بر صفحہ گذشتہ

قدیر وہ اُس درجۂ یقین کامل تک پہنچتا ہے کہ گویا مدبر حقیقی کو بچشم خود دیکھتا ہے سو اس طور کی اطلاع کامل جو اسرار سماوی میں اُسکو بخشے جاتے ہیں اسکا نام سیر فی اللہ ہے لیکن یہ وہ مرتبہ ہے جسمیں محبتِ الٰہی انسان کو دی تو جاتی ہے لیکن بطریقِ طبیعت اُسمیں قایم نہیں کیجاتی یعنے اُس کی سرشت

حاشیہ در حاشیہ بر حاشیہ

حماك اللہ - نصرك اللہ - رفع اللہ حجت الاسلام - جمال - ھوالذی امشاکم فی کل حال - لا تحاط اسرار الاولیاء - خدا تیری حمایت کریگا - خدا تجھ کو مدد دیگا - خدا حجتِ اسلام کو بلند کریگا - جمالِ الٰہی ہے جس نے ہر حال میں تمہارا تنفیہ کیا ہے - خدا تعالیٰ کو جو اپنے ولیوں میں اسرار ہیں وہ احاطہ سے باہر ہیں کوئی کسی راہ سے اُسکی طرف کھینچا جاتا ہے اور کوئی کسی راہ سے یعقوب نے وہ مرتبہ گرفتاری سے پایا جو دوسرے ترک ماسوا سے پاتے ہیں - یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا تعالیٰ میں دو صفتیں ہیں جو تربیت عباد میں مصروف ہیں - ایک صفت رفق اور لطف اور احسان ہے اسکا نام جمال ہے اور دوسری صفت قہر اور سختی ہے اسکا نام جلال ہے سو عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جو لوگ اُسکی درگاہ عالی میں بُلائے جاتے ہیں اُنکی تربیت کبھی جمالی صفت سے اور کبھی جلالی صفت سے ہوتی ہے اور جہاں حضرتِ احدیت کے تمام لطفیات غلبہ سبقت رکھتے ہیں وہاں ہمیشہ صفتِ جمالی کے تجلیات کا غلبہ رہتا ہے مگر کبھی کبھی بندگانِ خاص کی صفات جلالیہ سے بھی تادیب اور تربیت منظور ہوتی ہے جیسے انبیاء کرام کے ساتھ بھی خدا تعالیٰ کا یہی معاملہ رہا ہے کہ ہمیشہ صفاتِ جمالیہ حضرتِ احدیت کے اُنکی تربیت میں مصروف رہے ہیں لیکن کبھی کبھی اُنکی استقامت اور اخلاق فاضلہ کے ظاہر کرنیکے لئے جلالی صفتیں بھی ظاہر ہوتی رہی ہیں اور اُنکو شریر لوگوں کے ہاتھ سے انواع اقسام کے دُکھ ملتے رہے ہیں تا اُنکے وہ اخلاق فاضلہ جو بغیر تکالیف شاقہ کے پیش آنے کے ظاہر نہیں ہو سکتے وہ سب ظاہر ہو جائیں اور دُنیا کے لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ کچے نہیں ہیں بلکہ سچے وفادار ہیں - وقالوا انی لک ھذا ان ھذا لا سحر یؤثر - لن نؤمن لک حتی نری اللہ جھرۃ - لا یصدق السفیہ الا سفیہ

قدیر الجزو سیر ۶ سورہ مائدہ وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا کذالک یبین اللہ لکم ایاتہ لعلکم تھتدون الجزو سیر ۴ سورہ آل عمران ولولا ان تصیبھم مصیبۃ بما قدمت ایدیھم فیقولوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع ایاتک ونکون من المؤمنین - ولولا دفع اللہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۸ سے

اور تمیری ترقی جو قربت کے میدانوں میں چلنے کے لئے انتہائی قدم ہے اس آیت میں تعلیم کی گئی ہے

الھلاک - عدولی وعدولک قل انی امرت فلا تستعجلون - اذا جاء نصر اللہ الست بربکم قالوا بلی اور کہیں گے یہہ تجھے کہاں سے حاصل ہوا یہہ تو ایک سحر ہے جو اختیار کیا جاتا ہے - ہم ہرگز نہیں مانینگے جب تک خدا کو بچشم خود دیکھہ نہ لیں - سنفیہ بجز ضربۂ ہلاکت کے کسی چیز کو باور نہیں کرتا میرا اور تیرا دشمن ہے - کہہ خدا کا امر آیا ہے سو تم جلدی مت کرو جب خدا کی مدد آئیگی تو کہا جائیگا کہ کیا میں تمہارا خدا نہیں کہیں گے کہ کیوں نہیں انی متوفیک ورافعک الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ ولا تقنطوا ولا تحزنوا وکان اللہ بکم رءوفا رحیما الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون - تموت وانا راض منک فادخلوا الجنۃ انشاء اللہ آمنین - سلام علیکم طبتم فادخلوھا آمنین - سلام علیک جعلت مبارکا - سمع اللہ انہ سمیع الدعاء انت مبارک فی الدنیا والاخرۃ - امراض الناس وبرکاتہ ان ربک فعال لما یرید - اذکر نعمتی التی انعمت علیک وانی فضلتک علی العالمین یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی متم نعمتی علیکم واحسن الی احبابکم وعلکم مالم تکونوا تعلمون - وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا

مین ترجمہ کو پوری نعمت دونگا اور اپنی طرف اٹھاؤنگا اور جو لوگ تیری متابعت اختیار کرین یعنی حقیقی طور پر اللہ و رسول کے متبعین مین داخل ہو جائین انکو انکے مخالفون پر کہ جو انکار کی ہین قیامت تک غلبہ بخشونگا یعنے وہ لوگ حجت اور دلیل کے رو سے اپنے مخالفون پر غالب رہین گے اور صدق اور راستی کے انوار ساطعہ انہین کے شامل حال رہین گے اور سست مت ہو اور غم مت کرو خدا تم پر بہت ہی مہربان ہے - خبردار ہو یہ تحقیق جو لوگ متقی اللہ

الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض ولكن الله ذو فضل على العلمين تلك ايات الله نتلوها عليك بالحق وانك لمن المرسلين ط وما ارسلناك الا رحمة للعالمين ۔ لتنذر قوما ما انذر اباؤهم فهم غافلون ۔ط ام تحسب ان اكثرهم يسمعون

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲ جو فرمایا ہے۔ غیر المغضوب علیهم والضالین یہہ وہ مرتبہ ہے جس مین انسان کو خدا کی حجت اور اُس کے غیر کی عداوت سرشت مین داخل ہو جاتی ہے اور بطریق طبعیت اُس مین قیام پکڑتی ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۳

ہوتے ہین اُن پر نہ کچھہ خوف ہے اور نہ کچھہ غم کرتے ہین تو اُس حالت مین مریگا کہ جب خدا تجھہ پر راضی ہوگا کہ تو ہشت مین داخل ہو انشاء اللہ امن کے ساتھہ تم پر سلام تم شرک سے پاک ہو گئے سو تم امن کے ساتھہ بہشت مین داخل ہو تجھہ پر سلام تو مبارک کیا گیا۔ خدا نے دعا سُن لی وہ دعاؤن کو سُنتا ہے۔ تو دنیا اور آخرت مین مبارک ہے۔ یہہ اس طرف اشارہ فرمایا کہ پہلے اِس سے چند مرتبہ الہامی طور پر خدا تعالیٰ نے اِس عاجز کی زبان پر یہہ دعا جاری کی تھی کہ۔ رب اجعلنی مبارکا حیث ما کنت۔ یعنے اے میرے رب مجھے ایسا مبارک کر کہ ہر جگہہ کہ مین بود و باش کرون برکت میرے ساتھہ رہے۔ پھر خدا نے اپنے لُطف و احسان سے وہی دُعا کہ جو آپ ہی فرمائی تھی قبول فرمائی اور یہہ عجیب بندہ نوازی ہے کہ اول آپ ہی الہامی طور پر زبان پر سوال جاری کرنا اور پھر یہہ کہنا کہ یہہ تیرا سوال منظور کیا گیا ہے اور اِس برکت کے بارہ مین ۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء مین ہی ایک عجیب الہام اُردو مین ہوا تھا جسکو اِسی جگہہ لکھنا مناسب ہے اور تقریب اِس الہام کی یہہ پیش آئی تھی کہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کہ جو کسی زمانہ مین اِس عاجز کے ہم مکتب بھی تھے جب نئے نئے مولوی ہو کر بٹالہ مین آئے اور بٹالیون کو اُنکے خیالات گران گذرے تو تب ایک شخص نے مولوی صاحب ممدوح سے کسی اختلافی مسئلہ مین بحث کرنے کے لئے اِس ناچیز کو بہت مجبور کیا چنانچہ اُسکے کہنے کہانے سے یہہ عاجز شام کے وقت اُس شخص کے ہمراہ مولوی صاحب ممدوح کے مکان پر گیا اور مولوی صاحب کو معہ اُنکے والد صاحب کے مسجد مین پایا پھر خلاصہ یہہ کہ اِس احقر نے مولوی صاحب موصوف کی اُس وقت کی تقریر کو سُنکر معلوم کر لیا کہ اِنکی تقریر مین کوئی ایسی زیادتی نہین کہ قابل اعتراض ہو اِس لئے خاص اللہ کے لئے بحث کو ترک کیا گیا تب خداوند کریم نے اپنے الہام اور مخاطبت مین اُسے ترک بحث کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تیرا خدا تیرے اِس

او یعقلون ان هم الا کالانعام بل هم اضل سبیلا ط ولو اخذ الله الناس بما کسبوا
ما ترک علی ظهرها من دابة ط وهو الذی ارسل الریاح بشرا بین یدی رحمة
وانزل من السماء ماء طهورا ط لنحیی به بلدة میتا ونسقیه مما خلقنا انعاما واناسی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور صاحب اس مرتبہ کا اخلاق الٰہیہ سے ایسا ہی بالطبع پیار کرتا ہے کہ جیسے وہ اخلاق حضرت احدیت مین محبوب ہین اور محبت ذاتی حضرت خداوند کریم کی اس قدر اُس کے دل مین آمیزش کرجاتی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دیگا یہانتک کہ بادشاہ تیرے کپڑون سے برکت ڈھونڈھینگے - پھر بعد اُسکے عالم کشف مین وہ بادشاہ دکھلائے گئے جو گھوڑون پر سوار تھے - چونکہ خالصاً خدا اور اُسکے رسول کے لئے انکسار اور تذلل اختیار کیا گیا اس لئے اُس محسن مطلق نے نہ چاہا کہ اُسکو بغیر اجر کے چھوڑے - فتدبروا وتفکروا -

پھر بعد اسکے فرمایا کہ لوگون کی بیماریان اور ذلیل برکتین یعنے مبارک کرنیکا یہہ فایدہ ہے کہ اس سے لوگون کی روحانی بیماریان دور ہونگی اور جن کے نفس سعید ہین وہ تیری باتون کے ذریعہ سے ارشد اور ہدایت پاجائینگے اور ایسا ہی جسمانی بیماریان اور تکالیف جن مین تقدیر مبرم نہین - اور پھر فرمایا کہ تیرا رب بڑا ہی قادر ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور پھر فرمایا کہ خدا کی نعمت کو یاد کر اور مین نے تجھ کو تیرے وقت کے تمام عالمون پر فضیلت دی - اس جگہ جاننا چاہئے کہ یہہ تفضیل طفیلی اور جزوی ہے یعنے جو شخص حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل طور پر متابعت کرتا ہے اُسکا مرتبہ خدا کے نزدیک اُسکے تمام ہمعصرون سے برتر و اعلیٰ ہے پس حقیقی اور کلی طور پر تمام فضیلتین حضرت خاتم الانبیا کو جناب احدیت کی طرف سے ثابت ہین اور دوسرے تمام لوگ اُسکی متابعت اور اُسکی محبت کی طفیل سے ثابت و محبوب علی قدر مراتب پاتے ہین فتبارک اعظم شان کمالہ اللھم صل علیہ وآلہ - اب بعد اسکے بقیہ ترجمہ الہام یہہ ہے - اے نفس بحق آرام یافتہ اپنے رب کی طرف واپس چلا آ وہ تجھ پر راضی اور تو اُس پر راضی پھر میرے بندون مین داخل ہو اور میری بہشت مین اندر آجا خدا نے تجھ پر احسان کیا اور تیرے دوستون سے نیکی کی اور تجھ کو وہ علم بخشا جسکو تو خود سنجو نہین جانا سکتا تھا - اور اگر تو خدا کی نعمتون کو گننا چاہے تو یہہ تیرے لئے غیر ممکن ہے پھر ان الہامات کے بعد چند الہام فارسی اور اردو مین اور ایک انگریزی مین ہوا وہ بھی بغرض افادۂ طالبین لکھے جاتے ہین اور

کثیرا ط ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا ط فلا تطع الکٰفرین وجاھدھم بہ جھادا کبیرا ط وھو الذی جعل اللیل والنھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا وصھرا وکان ربک قدیرا ط الہ تر الی ربک

بقیہ حاشیہ نمبر ۲ ہے کہ اُس کے دل سے محبتِ الٰہی کا منفک ہونا مستحیل اور متمنع ہوتا ہے اور اگر اُسکے دل کو اور اُسکی جان کو بڑے بڑے امتحانوں اور ابتلاؤں کے سخت صدمات کے بیچ مین دیکر کوفتہ کیا جائے اور نچوڑا جائے تو بجز محبتِ الٰہیہ کے اَور کچھہ اُسکے دل اور جان سے نہین نکلتا اُسی کے درد سے لذت پاتا ہے

حاشیہ نمبر ۳

وہ یہہ ہے نجرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد پاک محمدؐ مصطفیٰ نبیون کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کردیگا اور تیری ساری مرادین تجھے دیگا۔ ربّ الافواج اِس طرف توجّہ کریگا اِس نشان کا مدعا یہہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے مونہہ کی باتین ہین۔ جنابِ الٰہی کے احسانات کا دروازہ کھُلا ہے اور اُسکی پاک رحمتین اِس طرف متوجّہ ہین۔ دی ڈیزسٹرس کم وِتھن گاڈ شیل ہیلپ یو گلوری بی ٹو دس لارڈ گوڈ میکر اوف ارتھہ اینڈ ہیوِن۔ وہ دن آتے ہین کہ خدا تمہاری مدد کریگا خدائے ذوی الجلال آفرینندۂ زمین و آسمان اِن الہامات کے بعد ایک ایسی پیش گوئی جنہّ آریون کے روبرو جو ہندوؤں وغیرہ کے توابع ہین پوری ہوئی کہ جسکی کیفیت پر مطلع ہونا ناظرین کے لئے خالی فائدہ سے نہین سو اگرچہ اُسکے لکھنے سے کسیقدر طول ہی ہو لیکن بے نظیر خبر خواہی اُن لوگون کے جو عظمتِ اِسلام سے بیخبر ہین لکھی جاتی ہے اور اِس پیش گوئی کے پورے ہونے سے پہلے ایک عجیب طور کی مشکلات اور مکروہات پیش آئے آخر خداوندِ کریم نے اُن سب مشکلات کو دور کرکے بتاریخ دہم ستمبر ۱۸۸۳ء روز دوشنبہ اُس پیش گوئی کو پورا کیا۔ تفصیل اسکی یہہ ہے کہ بتاریخ ۱ ستمبر ۱۸۸۳ء روز پنجشنبہ خداوند کریم نے عین ضرورت کے وقت مین اِس عاجز کی تسلی کے

کیف مد الظل ولو شاء لجعلہ ساکنا ثم جعلنا الشمس علیہ دلیلا ثم قبضناہ الینا قبضا یسیرا وھو الذی جعل لکم اللیل لباسا والنوم سباتا وجعل النھار نشورا اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتھا قد بینا لکم الآیات لعلکم تعقلون۔ الجزو نمبر ۱۸ سورہ الحدید یعنی ہمکو اپنی ذاتِ الوہیت کی قسم ہے جو مبدء فیضانِ ہدایت و پرورش اور جامع تمام صفاتِ کاملہ ہے جو ہم نے تجھ سے پہلے دُنیا کے کئی فرقون اور قومون مین پیغمبر بھیجے پس وہ لوگ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور اُسی کو واقعی اور حقیقی طور پر اپنا دلارام سمجھتا ہے یہ وہ مقام ہے جس مین تمام ترقیاتِ قُرب ختم ہو جاتی ہین اور انسان اپنے اُس انتہائی کمال کو پہنچ جاتا ہے کہ جو فطرتِ بشری کے لئے مقدّر ہے۔ ۔
یہہ لطائف ہم ہین کہ جو بطور نمونہ شُنانے کے لئے ہین مگر عجائباتِ معنوی اِس صورت مین

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

لئے اپنے کلام مبارک کے ذریعہ سے یہہ بشارت دی کہ بست ویک لاکھ روپیہ آنیوالے ہین چونکہ اِس بشارت مین ایک عجیب بات یہہ تھی کہ آنیوالے روپیہ کی تعداد سے اطلاع دی گئی اور کسی خاص تعداد سے مطلع کرنا ذاتِ غیب دان کا خاصہ ہے کسی اور کا کام نہین ہے دوسری عجیب بر عجیب یہہ بات تھی کہ یہہ تعداد غیر معمولی طرز پر تھی کیونکہ قیمت مقرّرہ کتاب سے اِس تعداد کو کچھہ تعلق نہین پس اِنہین عجائبات کی وجہ سے یہہ الہام قبل از وقوع بعض آریون کو بتلایا گیا پھر ۱۰ ستمبر ۱۸۸۳ء کو تاکیدی طور پر دوبارہ الہام ہوا کہ بست ویکر روپیہ آئے ہین جس الہام سے سمجھا گیا کہ آج اِس پیش گوئی کا ظہور ہو جائیگا چنانچہ اِسی الہام پر شائد تین منٹ سے کچھہ زیادہ عرصہ نہین گذرا ہوگا کہ ایک شخص وزیر سنگھہ نامے بیمار دار آیا اور اُس نے آتے ہی ایک روپیہ نذر کیا ہر چند علاج معالجہ اِس عاجز کا پیشہ نہین اور اگر اتفاقاً کوئی بیمار آجاوے تو اگر اُسکی دوا یاد ہو تو محض ثواب کی غرض سے للہ فی اللہ دیجاتی ہے لیکن وہ روپیہ اُس سے لیا گیا کیونکہ فی الفور خیال آیا کہ یہہ اُس پیش گوئی کی ایک جُزو ہے پھر بعد اِسکے ڈاکخانہ مین ایک اپنا معتبر بھیجا گیا اِس خیال سے کہ شائد دوسری جُزو بذریعہ ڈاکخانہ پوری ہو ڈاکخانہ سے ڈاک منشی نے جوابا یک ہندوے جواب مین یہہ کہا کہ میرے پاس صرف ایک منی آرڈر پانچسو روپیہ کا جس کے ساتھہ ایک کارڈ بھی تھی ہے ڈیرہ غازیخان سے آیا ہے سوا ابھی تک میرے پاس روپیہ موجود نہین جب آئیگا تو دونگا۔ اِس خبر کے سُننے سے سخت حیرانی ہوئی اور وہ اضطراب

شیطان کے دہوکا دینے سے بگڑ گئے اور بُرے کام اُنکو اچھے دکھائی دینے لگے سو وہی شیطان آج اُن سب کا رفیق ہے جو اُنکو جادہ استقامت سے منحرف کر رہا ہے اور یہہ کتاب اِس لئے نازل کی گئی ہے کہ تا اُن لوگون کا رفع اختلافات کیا جائے اور تا مومنون کے لئے وہ ہدائیتین جو پہلے کتابون مین ناقص رہ گئی تہین کامل طور پر بیان کیجائین تا وہ کامل رحمت کا موجب ہو اور حقیقت حال یہہ ہے کہ زمین ساری کی ساری مرگئی تہی خدا نے آسمان سے پانی اُتارا اور نئے سرے اُس

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ اور نیز دوسرے حقائق و معارف اِسقدر ہین کہ اگر اُنکا عشر عشیر بھی لکھا جائے تو اُسکے لکھنے کے لئے ایک بڑی کتاب چاہئے۔ اور جو اِس سورہ مبارکہ مین خواص روحانی ہین وہ بھی ایسے اعلیٰ و حیرت انگیز ہین جنکو طالب حق دیکھکر اِس بات کے اقرار کے لئے مجبور ہوتا ہے کہ بلاشبہ وہ قادر مطلق کا کلام ہے چنانچہ منجملہ اُن خواص عالیہ کے

بقیہ حاشیہ نمبر ۲ پیش آیا جو بیان نہین ہوسکتا چنانچہ یہہ عاجز اِسی تردد مین سرگردان تھا اور اِس تصور مین تھا کہ پانچ اور ایک ملکر چھ ہوئے اب اکیس کیونکر ہونگے یا الٰہی یہہ کیا ہوا سو اِسی استغراق مین تھا کہ یکدفعہ یہہ الہام ہوا بست و یک آئے ہین اِسمین شک نہین۔ اِس الہام پر دو پہر نہین گذرے ہونگے کہ اُسی روز ایک آریہ کہ جو ڈاک منشی کے پہلے بیان کی خبر سن چکا تھا ڈاکخانہ مین گیا اور اُسکو ڈاک منشی نے کسی بات کی تقریب سے خبر دی کہ دراصل بست روپیہ آئے ہین اور پہلے یون ہی مونہہ سے نکل گیا تھا جو مین نے پانچ روپیہ کہدیا چنانچہ وہی آریہ بیس روپیہ سمیت ایک کارڈ کے جو منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کی طرف سے حوالے آیا اور معلوم ہوا کہ وہ کارڈ بھی منی آرڈر کے کاغذ سے نہی نہ تھا اور نیز یہہ بھی معلوم ہوا کہ روپیہ آیا ہوا تھا اور نیز منشی الٰہی بخش صاحب کی تحریر سے جو ڈاکخانہ کے رسید کی تھی یہہ بھی معلوم ہوا کہ منی آرڈر ۶ ستمبر ۱۸۸۳ء کو لیفے اُسی روز جب الہام ہوا قادیان مین پہنچ گیا تھا پس ڈاک منشی کا سارا املا انشاء غلط نکلا اور حضرت عالم الغیب کا سارا بیان صحیح ثابت ہوا پس اِس مبارک دن کی یادداشت کے لئے اکیس روپیہ کی شیرینی لیکر بعض آریون کو بھی دی گئی فالحمد للہ علی ذالک ثم ولنعائمہ ظاھرھا و باطنھا

اے خدا اے چارۂ آزار ما ✤ اے علاج گریہ ہائے زار ما ✤ اے تو مرہم بخش جان ریش ما ✤ اے تو دلدار دل غم کیش ما
از کرم برداشتی ہر بار ما ✤ واز تو ہر بار رو بر اشجار ما ✤ حافظ و ستاری از جود و کرم ✤ بیکسان را یاری از لطف اتم

مُردہ زمین کو زندہ کیا یہہ ایک نشان صداقت اُس کتاب کا ہے پر اُن لوگوں کے لئے جو سُنتے ہین یعنے طالبِ حق ہین - اور پھر فرمایا کہ خدا تعالیٰ وہ ذات کریم و رحیم ہے جسکا قدیم سے یہہ قانونِ قُدرت ہے کہ وہ ہواؤن کو اپنی رحمت سے پہلے یعنے بارش سے پہلے چلاتا ہے یہانتک کہ جب ہوائین بہاری بدلیون کو اُٹھالاتی ہین تو ہم کسی مُردہ شہر کی طرف یعنی جس ضلع مین بباعثِ امساکِ باران زمین مُردہ کی طرح خُشک ہوگئی ہو اُن ہواؤن کو ہانک دیتے ہین پھر اُس سے پانی اُتارتے ہین اور اُس کے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ایک خاصہ روحانی سورہ فاتحہ مین یہہ ہے کہ ولی حضور سے اپنی نماز سے اُسکو ورد کرلینا اور اُسکی تعلیم کو فی الحقیقت سچ سمجھ کر اپنے دل مین قایم کرلینا تنویرِ باطن مین نہایت دخل رکھتا ہے یعنے اُس سے انشراحِ خاطر ہوتا ہے اور شبہ بیت کی ظلمت دور ہوتی ہے اور حضرتِ مبدء فیوض کے فیوض انسان پر وارد ہونے شروع ہوجاتے ہین اور قبولیتِ الٰہی

بقیہ حاشیہ نمبر ۳

بندۂ درماندہ باشد دل طپان — ناگہان درمان برارد از زمیان — عاجزی را ظُلمتے گیرد براہ — ناگہان آری برد صد مہر و ماہ

حُسن و خلقِ دلبری بر تو تمام — صحبتی لبداز لقائے تو حرام — آن خرد مندی کہ او دیوانہ است — شمع بزم است آنکہ او پروانہ است

ہر کہ عشقت در دل و جانش فتد — ناگہان جانے در ایمانش فتد — عشق تو گردد عیان بر روئے او — بوئے تو آید ز بام و کوئے او

صد ہزاران نعمتش بخشے ز جود — مہر و مہ را بہرِ شیش آری در سجود — خود لقینی از پئے تائید او — روئے تو باد او فتد از دیدِ او

بس نمایان کارہا کاندر جہان — می نمائی بہر اکرامش عیان — خود کنی و خود کنانے کار را — خود دہی رونق تو آن بازار را

خاک را در یکدم چیزے کنی — کز ظہورش خلق گیرد روشنی — بر کسی چون مہربانی میکنی — از زمینی آسمانی میکنی

صد شناعش می دہی چون آفتاب — تا نماند طالبِ دین در حجاب — تا ز تاریکی برآید عالمے — نانشان یابند از کوئیت ہمے

زین نشانہا بندگان کو رو کراند — صد نشان ہبنید و غافل گذرند — عشقِ ظُلمت دشمنی با آفتاب — شب پرانِ سرمدی جان در حجاب

آن شہِ عالم کہ نامش مصطفےٰ — سیدِ عشاق حق شمس الضحیٰ — آنکہ ہر نورے طفیلِ نورِ اوست — آنکہ منظورِ خدا منظور اوست

آنکہ ہر زندگی آب روان — در معارف ہمچو بحرِ بیکران — آنکہ بر صدق و کمالش در جہاں — صد دلیل و حجتِ روشن عیاں

آنکہ انوارِ خدا بر روئے او — مظہرِ کارِ خدائے کوئے او — آنکہ جملہ انبیاء را استباں — خادمانش ہمچو خاکِ آستاں

آنکہ مہرش میرساند تا سما — میکند چون ماہِ تابان روشنا — سیدہد فرعونیان را ہر زماں — چون ید بیضا کلیمِ موسیٰ صدنشاں

ذریعہ سے قسم قسم کے میوے پیدا کر دیتے ہیں اسی طرح روحانی مردوں کو موت کے گڑھے سے نکالا کرتے ہیں اور یہہ مثال اِس لئے بیان کی گئی تو کہ تم دہیان کرو اور اِس بات کو سمجھہ جاؤ کہ جیسا کہ ہم اسمانی باران کی شدّت کے وقت مُردہ زمین کو زندہ کر دیا کرتے ہیں ایسا ہی ہمارا قاعدہ ہے کہ جب سخت درجہ پر گمراہی پہیل جاتی ہے اور دل جو زمین سے مشابہ ہیں مرجاتے ہیں تو ہم اُن میں زندگی کی روح ڈال دیتے ہیں اور جو زمین پاکیزہ ہے اُسکی تو کھیتی اللہ کے اِذن سے جیسی کہ چاہئے نکلتی ہے اور جو خراب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ کے انوار اُس پر احاطہ کر لیتے ہیں یہانتک کہ وہ ترقّی کرتا کرتا مخاطباتِ الٰہیہ سے سرافراز ہو جاتا ہے اور کشوفِ صافیہ اور الہاماتِ واضحہ سے تمتع تام حاصل کرتا ہے اور حضرتِ الوہیّت کے مقرّبین میں داخل پا لیتا ہے اور وہ عجائباتِ القائے غیبی اور کلامِ لاریبی اور استجاباتِ ادعیہ اور کشفِ غیبیات اور تائیدِ حضرت قاضی الحاجات

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱

آن نبی در چشمِ ایں کوران زار — هست یک شهوت پرست و کذّاب و خوار — ننگِ ذریت آید اے سگِ ناچیز پست — می نہی نامِ ملائک شهوت پرست

ایں نشانِ شهوتی هست اے لئیم — کز درخشش بود نورِ قدیم — در شبی پیدا شود روزش کند — در خزان آید دلِ افروزش کند

مظهرِ انوارِ آن چچون بود — در خرد از هر شرف افزون بود — اتباعش آن دهد دل را کشاد — کش نه بیند کس بصد سالہ جهاد

اتباعش دل فروز و جان دهد — جلوهٔ از طاقتِ نیروان دهد — اتباعش سینہ نورانی کند — با خبر از یار پنهانی کند

منطق او از معارف پُر بود — هر بیانِ او سراسر دُر بود — از کمالِ حکمت و تکمیلِ دین — پاند بر اوّلین و آخرین

واز کمالِ صورتِ احسن اتم — جُملہ خوبان را کند زیرِ قدم — تا عشش چون انبیا گردد نزول — نورش افتد بر همہ نزدیک و دور

شیرِ حق پُر هیبت از ربِّ جلیل — دشمنان بیشش چو روباہ و ذلیل — اینچنین شیری بود خصوت پرست — هوش کن اے روبهی نا چیز پست

چیستی اے کورِ کرِ فطرت تباہ — طعنہ بر خوبان بدین رُوسیاہ — شهوت شان از سر آزادی هست — فی اسیر آن چو تو آن قوم هست

خود نگہ کن آن یکی زندانی هست — وآن دگر دارد عزِ سلطانی هست — گرچہ در یکجا ست هر دو را قرار — نیک فرقی هست دوری آشکار

کارِ پاکان بر بدان کردن قیاس — کار نا پاکان بود اے بدحواس — کاملان از شوق و دلبری روند — با دو صد یاری سکینہ می روند

این کمال آمد کہ با فرزند و زن — از همہ فرزند و زن میکوشدان — در جهان و با ز بیرون از جهان — بس همین آمد نشانِ کاملان

چون ستوری زیر بارِ افتد بسر — ور تہی رفتن سریع و تیز تر — اینچنین اسپی کجا آید بکار — تا نگاری این در اسپانش مدار

زمین ہے اُسکی صرف تھوڑی سی کھیتی نکلتی ہے اور عُمدہ کھیتی نہین نکلتی اسی طرح سے ہم پھر پھیر کر بتاتے ہین تا جو شکر کرنے والے ہین شکر کرین - اور پھر فرمایا کہ خدا تعالیٰ وہ ذاتِ کریم و رحیم ہے کہ جو بروقت ضرورت ایسی ہوائین چلاتا ہے جو بدلی کو اُبھارتی ہین پھر خدا تعالیٰ اِس بدلی کو جس طرح چاہتا ہے آسمان مین پھیلا دیتا ہے اور اُسکو جہاں تہہ رکھتا ہے پھر تو دیکھتا ہے کہ اُسکے بیچ مین سے مینہہ نکلتا ہے پھر جن بندون کو اپنے بندون مین سے اس مینہہ کا پانی پہنچاتا ہے تو وہ خوشوقت ہوجاتے ہین اور ناگہانی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اُس سے ظہور مین آتی ہین کہ جس کی نظیر اُسکے غیر مین نہین پائی جاتی اگر مخالفین اِس سے انکار کرین اور غالباً انکار ہی کرینگے تو اِسکا ثبوت اِس کتاب مین دیا گیا ہے اور یہہ احقر ہر یک طالبِ حق کی تسلی کرنے کو طیار ہے اور نہ صرف مخالفین کو بلکہ اسمی اور رسمی موافقین کو بھی کہ جو بظاہر مسلمان ہین مگر محجوب مسلمان اور قالبِ لنجا ہین جنکو اِس

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

اسپ آن اسپ است کو مار گران　　می کشد ہم پیر و دبس خوش عنان　　کاملی گر زن ہزار و صد ہزار　　صد کنیزک صد ہزاران کار و بار
پس گرانقدر حضورِ او فقیر　　نیست آن کامل نہ فرتت ہست دور　　گرخر و مندی زہر دانش مخوان　　گرخر و مندی زہر دانش مخوان
کاملِ آن باشد کہ با فرزند و زن　　با عیال و جملہ مشغولی تن　　با تجارت با ہمہ بیع و شرا　　یک زمان غافل نگردد از خدا
این نشانِ قوتِ مردانہ است　　کاملان را بس ہمین پیمانہ ہست　　سوختہ جانے ز عشق دلبرے　　کے ز اہ و شش کند با دیگرے
او نظر دارد بغیر و دل بہ یار　　دست در کار و خیال اندر نگار　　دل طپان در فرقتِ محبوب خویش　　سینہ از ہجران یار ریش ریش
او فتادہ دور از در دے کسے　　دل دوان ہر لحظہ در کوئی کسے　　خم شدہ از غم چو او روئے کسے　　ہر زمان بیچان چو گیسوئے کسے
دلبرش در شاہجان و مغز و پوست　　راحتِ جانش بیاد روئے اوست　　جان شد او کو جان فراموشش شود　　ہر زمان آید ہم آغوشش شود
دیدہ چون بر دلبرے ہست اوفتد　　ہر چہ غیر اوست از دست اوفتد　　غیر گو در بر بود در راست دور　　یار در افتادہ ہر دم در حضور
کار و بار عاشقان کار خداست　　برتر از فکر و قیاسات شماست　　قوم عیار ست دل در دلبری　　چشم ظاہر بین بدو ارد دوری
جان خروشان از پئے یک پیکرے　　بر زبان صد قصہا از دیگرے　　فانیان را مانعے از مانیست　　بیچہ او زن بر سر شان بار نیست
با دو صد زنجیر ہر دم پیش یار　　خار با او گل گل اندر ہجر خار　　تو بیک خاری برآری صد فغاں　　عاشقان خندان بپائے جان فشاں
عاشقان در عظمتِ سبحانی فنا　　غرقۂ دریائے توحید از وفا　　کین و مہر شان ہمہ بہر خدا ست　　قہر شان گر ہست آن قہر خدا ست

طور پر خدا اُنکے غم کو خوشی کے ساتھہ مُبدّل کر دیتا ہے اور مینہہ کے اُترنے سے پہلے اُنکو بباعث نہایت سختی کے کچھہ امید باقی نہین رہتی پھر یکدفعہ خدا تعالیٰ اُنکی دستگیری فرماتا ہے یعنے ایسے وقت میں بارانِ رحمت نازل ہوتا ہے جب لوگون کے دل ٹوٹ جاتے ہین اور مینہہ برسنے کی کوئی امید باقی نہین رہتی اور پھر فرمایا کہ تو خدا کی رحمت کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھہ اور اُسکی رحمت کی نشانیون پر غور کر کہ وہ کیونکر زمین کو اُسکے مرنے کے پیچھے زندہ کرتا ہے بیشک وُہی خدا ہے جسکی یہہ بھی عادت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ پر ظلمت زمانہ مین آیاتِ سماویہ پر یقین نہین رہا اور الہامات حضرت احدیت کو محال خیال کرتے ہین اور از قبیل اوہام اور وساوس قرار دیتے ہین جنہون نے انسان کی ترقیات کا نہایت تنگ اور منقبض دائرہ بنا رکھا ہے کہ جو صرف عقلی اٹکلون اور قیاسی ٹھکوسلون پر ختم ہوتا ہے اور دوسری طرف خدا تعالیٰ کو بھی نہایت درجہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۳

آنکہ در عشقِ احد محو و فناست — ہر چہ زو آید ز ذاتِ کبریاست — خانی است و تیر او تیر حق است — صید او در اصل نخجیرِ حق است

آنچہ می باشد خدا را از صفات — خود و مدرد فانیان آن پاک ذات — خوئی حق گردد در ایشان آشکار — از جمال و از خلال کردگار +

لُطفِ شانِ لُطفِ خدا ہم خدا — قہرِ حق گردد — نہ ہمچون دیگران — فانیان ہستند از خود دور تر — چون ملایک کار کُن از داورِ

گر ز دشمن قبض جانے میکند — یا کرم بر ناتوانے میکند — این ہمہ سختی و نرمی از خداست — او ز خواہشہائے نفس خود جداست

ہمچنین میدان مقامِ انبیاء — وصلان و فاصلان از مصطفیٰ — فانی اند و آئہ ربّانے اند — نورِ حق در جانہ الفانی اند

سخت پنہان در قبابِ حضرتند — گم ز خود در رنگِ آبِ حضرتند — اختران آسمانِ زیب و فر — رفتہ از چشمِ خلائق دور تر

کس ز قدرِ نور شان آگاہ نیست — زانکہ ادنیٰ را بہ اعلیٰ راہ نیست — کور کورانہ ز ندرائے دنی — چشمِ کورش کے خبر زان روشنی

ہم چنین تو اے عدوِ مصطفےٰ — مینمائی کور خود را بینا — بر قمر عو عو کنی از سگ رگے — نور مہ کمتر نہ گردد زین سگے

مصطفیٰ آئینۂ روئے خداست — منعکس در وے ہمان خوئے خداست — گر ندیدستی خدا را در بہ بین — من ازانی قد رای الحق بین لفیز

آنکہ او یزدِ بمستانِ خدا — خصمِ او گردد جنابِ کبریا — دستِ حق تائید این مستان کند — چون کسی با دوستِ حق دوستان کند

منزلِ شان بر تر از صدِ آسمان — بس نہان اندر نہان اندر نہان — با فشردہ در وفائے دلبرے — واز سرش بر خاک افتادہ سرے

جانِ خود را سوختہ بہرِ نگار — زندہ گشتہ بعد مرگِ صد ہزار — صاحبِ چشمِ انذا انجا بے تمیز — چشم کوران خود بنا شد ہیچ چیز

ہے کہ جب لوگ روحانی طور پر مرجاتے ہین اور سختی اپنی نہایت کو پہنچ جاتی ہے تو اسی طرح وہ انکو بھی زندہ کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر اور توانا ہے اُسی نے آسمان سے پانی اُتارا پھر ہر یک وادی اپنے اپنے اندازہ اور قدر کے موافق بہ نکلا یعنے ہر یک شخص نے اپنی استعداد کے موافق فائدہ اُٹھایا۔ اور پھر فرمایا کہ وہ رسول اُس وقت آیا کہ جب جنگل اور دریا مین فساد ظاہر ہوگیا یعنے تمام روئے زمین پر ظلمت اور ضلالت پھیل گئی اور کیا اُمّی لوگ اور کیا اہلِ کتاب اور اہلِ علم سب کے سب بگڑ گئے اور کوئی حق پر قائم نہ رہا اور یہہ سب فساد اِس لئے ہوا کہ لوگون کے دلون سے خلوص اور صدق اُٹھہ گیا اور اُنکے اعمال خدا کے لئے نہ رہے بلکہ اُن مین بہت سا خلل واقعہ ہوگیا اور وہ سب رو بدُنیا ہوگئے اور رو بحق نہ رہے اِسلئے امدادِ الٰہی اُن سے مُنقطع ہوگئی سو خدا نے اپنی حجّت پوری کرنے کے لئے اُنکے لئے اپنا رسول بھیجا تا اُنکو اُنکے بعض علوم

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ کا کمزور اور ضعیف سا خیال کر رہے ہین سو یہہ عاجز ان سب صاحبون کی خدمت مین باادب تمام عرض کرتا ہے کہ اگر ابتک تاثیراتِ قرآنی سے انکار ہے اور اپنے جہلِ قدیم پر اصرار ہے تو اب نہایت نیک موقعہ ہے کہ یہہ احقر خادمین اپنے ذاتی تجارب سے ہر یک مُنکر کی پوری پوری اطمینان کر سکتا ہے اِسلئے مناسب ہے کہ طالبِ حق بنکر اِس احقر کی طرف رجوع کرین اور جو جو خواص کلامِ الٰہی کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اُسکو بچشم خود دیکھہ لین اور تاریکی اور ظُلمت مین سے نکلکر نورِ حقیقی مین داخل ہوجائین۔ ابتک تو یہہ عاجز زندہ ہے مگر وجودِ خاکی کی کیا بُنیاد اور جسمِ فانی کا کیا اعتماد پس مناسب ہے کہ اِس عام اعلان کو سُنتے ہی احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کی طرف توجہ کرین تا اگر دعویٰ اِس احقر کا بہ پایۂ ثبوت نہ پہنچ سکے تو مُنکر اور روگردان رہنے کے لئے ایک وجہ بوجہ پیدا ہوجائے لیکن اگر اِس عاجز کے قول کی صداقت جیسا کہ چاہئے بہ پایۂ ثبوت پہنچ جائے تو خدا سے ڈر کر اپنے باطل خیالات سے باز آئین اور طریقۂ حقہ اسلام پر قدم جماوین تا اِس جہان مین ذلّت اور رسوائی سے اور دوسرے جہان مین عذابِ

بقیہ حاشیہ نمبر ۲ روئے شان آن آفتابے کاندران ✦ چشم مردان خیرہ چون خیرہ ہمچون شپرہان ✦ تو خودی زان رائی تو ہمچون زنان ✦ ناقص ابن ناقص ابن ناقصان ✦ خوب گر زنِ تو زشت و تباہ ✦ پس چہ خوانم نام تو ای روسیاہ ✦ کو ریت صد پرد ابر تو فگند ✦ وین تعصبہا ئے تو بخت کند

کا مزہ چکھا وے اور تا ایسا ہو کہ وہ رجوع کرین - کہہ زمین پر سیر کرو پھر دیکھو کہ جو تم سے پہلے کافر اور سرکش گذر چکے ہین اُنکا کیا انجام ہوا اور اکثر اُن مین مُشرک ہی تھے - کیا اِنہون نے کبھی نہین دیکھا کہ ہمارا یہی دستور اور طریق ہے کہ ہم خشک زمین کی طرف پانی روانہ کردیا کرتے ہین پھر اُس سے کھیتی نکالتے ہین تا اُنکے چارپائے اور خود وہ کھیتی کو کھاوین اور مرنے سے بچ جائین سو تم کیون نظرِ غور سے ملاحظہ نہین کرتے تا تم اِس بات کو سمجھ جاؤ کہ وہ کریم و رحیم خدا کہ جو تمکو جسمانی موت سے بچانے کے لئے شدّتِ قحط اور امساکِ باران کے وقت بارانِ رحمت نازل کرتا ہے وہ کیونکر شدّتِ ضلالت کے وقت جو روحانی قحط ہے زندگی کا پانی نازل کرنے سے جو اُسکا کلام ہے تم سے دریغ کرے - اور پھر فرمایا کہ ہم نے رات اور دن دو نشانیان بنائی ہین یعنے انتشارِ ضلالت جو رات سے مشابہ ہے اور انتشارِ ہدایت جو دن سے

بقیہ حاشیہ بر۱۱ عقوبت سے نجات پاوین سو دیکھو اے بھائیو اے عزیزو اے فلاسفرو اے پنڈتو اے پادریو اے آریو اے نیچریو اے براہم دھرم والو کہ مین اِسوقت صاف صاف اور علانیہ کہہ رہا ہون کہ اگر کسی کو شک ہو اور خاصۂ مذکورۂ بالا کے ماننے مین کچھ تامّل ہو تو وہ بلا توقف اِس عاجز کی طرف صبوری اور صدق دلی سے کچھ عرصہ تک صحبت مین رہکر بیانات مذکورۂ بالا کی حقیقت کو بچشمِ خود دیکھ لے ایسا نہو کہ اِس ناچیز کے گذرنے کے بعد کوئی نامنصف کہے کہ کب مجھ کو کہکر دکھایا گیا کہ تا مین اِس جستجو مین پڑتا کب کسی نے اپنی ذمہ واری سے دعوی کیا تا مین ایسے دعوی کا ثبوت اُس سے مانگتا سو اے بھائیو اے حق کے طالبو اب دیکھو کہ یہ عاجز کھولکر کہتا ہے اور اپنے خدا پر توکل کرکے جسکے انوار دن رات دیکھ رہا ہے اِس بات کا ذمہ وار بنتا ہے کہ اگر تم دلی صدق اور صفائی سے حق کے جویان اور خواہان ہوکر صبر اور ارادت سے کچھ مدّت تک اِس احقر کی صحبت مین زندگی بسر کروگے تو یہہ بات تم پر بدیہی طور پر کھل جائیگی کہ فی الحقیقت وہ خواصِ روحانی جنکا اِس جگہ ذکر کیا گیا ہے سورۃ فاتحہ اور قرآن شریف مین پائے

بقیہ حاشیہ بر۱۲ اے لبسا محبوبِ آن ربِ جلیل ✤ پشت از کوری چیرست و ذلیل ✤ اے لبسا کس خوردہ صد جامِ فنا ✤ پیش ایں چشمت پر از حرص و ہوا گرنماندی از وجودِ تو نشان ✤ نیک بودے زیں حیاتِ چون و چگان ✤ نزاع گرزادی بجائت مادرت ✤ نیک بودے از فطرت بدگوہرت

مشابہ ہے۔ رات جب اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہے تو دن کے چڑھنے پر دلالت کرتی ہے اور دن جب اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے تو رات کے آنے کی خبر دیتا ہے سو ہم نے رات کا نشان محو کر کے دن کا نشان رہنما بنایا یعنے جب دن چڑھتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اُس سے پہلے اندھیرا تھا سو دن کا نشان ایسا روشن ہے کہ رات کی حقیقت بھی اُسی سے کھلتی ہے اور رات کا نشان یعنی ضلالت کا زمانہ اِس لئے مقرّر کیا گیا کہ دن کے نشان یعنے انتشارِ ہدایت کی خوبی اور زیبائی اُسی سے ظاہر ہوتی ہے کیونکہ خوبصورت کا قدر و منزلت بدصورت سے ہی معلوم ہوتا ہے اِس لئے حکمتِ الٰہیہ نے یہی چاہا کہ ظُلمت اور نور علی سبیل التبادل دُنیا میں دَور کرتے رہیں جب نور اپنے کمال کو پہنچ جائے تو ظُلمت قدم بڑھاوے اور جب ظلمت اپنے انتہائی درجہ تک پہنچ جائے تو پھر نور اپنا پیارا چہرہ دکھاوے سو استیلا ظُلمت کا نور کے ظہور پر ایک دلیل ہے اور استیلا نور کا ظُلمت کے آنے کا ایک سبیل ہے ہر کمال راز والے مثل مشہور ہے سو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جاتے ہیں سو کیا مبارک وہ شخص ہے کہ جو اپنے دل کو تعصب اور عناد سے خالی کر کے اور اسلام کے قبول کرنے پر مستعد ہو کر اِس مطلب کے حصول کے لئے بصدق و ارادت توجہ کرے اور کیا بدقسمت وہ آدمی ہے کہ اسقدر واشگاف باتیں سُنکر بھی نظر اُٹھا کر نہ دیکھے اور دیدہ و دانستہ خدا تعالیٰ کی لعنت اور غضب کا مورد بنا دے مرگ نہایت نزدیک ہے اور بازی اجل سر پر ہے اگر جلد تر خدا سے ڈر کر اِس عاجز کی باتوں کی طرف نظر نہیں کروگے اور اپنی تسلی اور تشفی حاصل کرنے کے لئے صدق اور ارادت سے قدم نہیں اُٹھاؤ گے تو میں ڈرتا ہوں کہ آپ لوگوں کا بھی ہی انجام نہ ہو جیسا پنڈت دیانند آریوں کے سرگروہ کا انجام ہوا کیونکہ اِس احمق نے اُنکو اُنکی وفات سے ایک مُدت پہلے راہِ راست کی طرف دعوت کی اور آخرت کی رسوائی یاد دلائی اور اُنکے مذہب اور اعتقاد کا سراسر باطل ہونا براہینِ قطعیہ سے اُنپر ظاہر کیا اور نہایت عُمدہ اور کامل دلائل سے بادب تمام اُن پر ثابت کر دیا کہ دہریوں

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱۱

ز انکہ کذب و فسق و کفرت در سرشت ✦ و این نجاست خوارتر زان بدسرشت ✦ تو ہلاکے ایں شقی سرمدی ✦ ز انکہ از جانِ جہان سرکش شدی
اے بر انکار و شکے از شاہِ دین ✦ خاد مان و چاکرانش را ہمین ✦ کس ندیدہ از بزرگانت نشان ✦ نیست در دستِ تو جز ایں از دہاں

اِس آیت مین اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب ظُلمت اپنے کمال کو پہنچ گئی اور بّر و بحر ظلمت سے بھر گئے تو ہم نے مطابق اپنے قانون قدیم کے نور کے نشان کو ظاہر کیا تا دانشمند لوگ قادرِ مُطلق کی قُدرت نمایان کو ملاحظہ کرکے اپنے یقین اور معرفت کو زیادہ کرین۔ اور پھر بعد اِسکے فرمایا انا انزلناہ فی لیلۃ القدر الخ اِس سورہ کا حقیقی مطلب جو ایک بہاری صداقت پر مشتمل ہے جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھہ چُکے ہین اِس قاعدۂ کُلّی کا بیان فرمانا ہے کہ دُنیا مین کب اور کس وقت مین کوئی کتاب اور پیغمبر بھیجا جاتا ہے سو وہ قاعدہ یہہ ہے کہ جب دلون پر ایک ایسی غلیظ ظُلمت طاری ہوجاتی ہے کہ یکبارگی تمام دل روبُدنیا ہوجاتے ہین اور پھر روبُدنیا ہونے کی شامت سے اُنکے تمام عقائد و اعمال و افعال و اخلاق و آداب اور نیتّون اور ہمتّون مین اختلال کُلّی راہ پاجاتا ہے اور محبّتِ الٰہیّہ دلون سے بکلّی اُٹھہ جاتی ہے اور یہہ عام وبا ایسا پھیلتا ہے کہ تمام زمانہ پر رات کی طرح اندھیرا چھا جاتا ہے تو

بقیّہ حاشیہ بر ۱ کے بعد تمام دُنیا مین آریون سے بدتر اَور کوئی مذہب نہین کیونکہ یہہ لوگ خدا تعالیٰ کی سخت درجہ پر تحقیر کرتے ہین کہ اُسکو خالق اور رب العالمین نہین سمجھتے اور تمام عالم کو بہا نتک کہ دُنیا کے ذرّہ ذرّہ کو اُسکا شریک ٹھہراتے ہین اور صفتِ قدامت اور ہستی حقیقی مین اُسکے برابر سمجھتے ہین اگر اُنکو کہو کہ کیا تمہارا پرمیشر کوئی روح پیدا کرسکتا ہے یا کوئی ذرّہ جسم کا وجود مین لاسکتا ہے یا ایسا ہی کوئی اَور زمین و آسمان بھی بناسکتا ہے یا کسی اپنے عاشق صادق کو نجاتِ ابدی دے سکتا ہے اور بار بار کُتا بلا بننے سے بچا سکتا ہے یا اپنے کسی مُحبّ خالص کی توبہ قبول کرسکتا ہے تو اِن سب باتون کا یہی جواب ہے کہ ہرگز نہین اُسکو یہہ قُدرت ہی نہین کہ ایک ذرّہ اپنی طرف سے پیدا کرسکے اور نہ اُسمین یہہ رحمت ہے کہ کسی اوتار یا کسی رکھی یا مُنی کو یا کسی ایسے کو بھی کہ جبر و دیدۂ تر اہو ہمیشہ کے لئے نجات دے اور پھر اُسکا مرتبہ ملحوظ رکھہ کر مُکتی خانہ سے باہر دفعہ نہ کرے اور اپنے مُنہ سے

بقیّہ حاشیہ بر ۲

لیک گر خواہی بیا بنگر زما ۔ صدنشانِ صدق شانِ مصطفیٰ ۔ ہان بیا ای دیدہ بستہ از حسد تا ناشعاعش پردۂ تو نبرد ۔ صادقان را نورِ حق تا بد مدام ۔ کاذبان مردند و شد ترکے تمام ۔ مصطفیٰ مہرِ درخشانِ صداقت ۔ بر عدو شش لعنتِ ارض و سماست

ایسے وقت مین یعنی جب وہ اندہیرا اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے رحمتِ الٰہیہ اِس طرف متوجہ ہوتی ہے کہ لوگون کو اُس اندہیری سے خلاصی بخشے اور جن طریقون سے اُنکی اصلاح قرینِ مصلحت ہی اُن طریقون کو اپنے کلام مین بیان فرماوے سو اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے آئیت ممدوحہ مین اشارہ فرمایا کہ ہم نے قرآن کو ایک ایسی رات مین نازل کیا ہے جسمین بندون کی اصلاح اور بھلائی کے لئے صراطِ مستقیم کی کیفیت بیان کرنا اور شریعت اور دین کی حدود کو بتلانا از بس ضروری تھا یعنے جب گمراہی کی تاریکی اُس حد تک پہنچ چکی تھی کہ جیسی سخت اندہیری رات ہوتی ہے تو اُسوقت رحمتِ الٰہی اِس طرف متوجہ ہوئی کہ اُس سخت اندہیری کے اُٹھانے کے لئے ایسا قوی نور نازل کیا جائے کہ جو اُس اندہیری کو دور کرسکے سو خدا نے قرآن شریف کو نازل کرکے اپنے بندون کو وہ عظیم الشان نور عطا کیا کہ جو شکوک اور شبہات کی اندہیری کو دور کرتا ہے اور روشنی کو پھیلاتا ہے اِس جگہ جاننا چاہئے کہ اِس باطنی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کو جسکے دل مین پرمیشر کی پریت اور محبت رچ گئی ہے بار بار کُتا بلا بننے سے بچاوے۔

مگر افسوس کہ پنڈت صاحب نے اِس نہایت ذلیل اعتقاد سے دست کشی اختیار نہ کی اور اپنے تمام بزرگون اور اوتارون وغیرہ کی اہانت اور ذلت جائز رکھی مگر اِس ناپاک اعتقاد کو نہ چھوڑا اور مرتے دم تک یہی اُنکا ظن رہا کہ کوئی کیسا ہی اوتار ہو رام چندر ہو یا کرشن ہو یا خود ہی ہو جسپر وید اُترا ہے پرمیشر کو ہرگز منظور ہی نہین کہ اُسپر دائمی فضل کرے بلکہ وہ اوتار بناکر پھر بھی اُنہین کو کیڑے مکوڑے ہی بناتا رہے گا وہ کچھ ایسا سخت دل ہے کہ عشق اور محبت کا اُسکو ذرا پاس نہین اور ایسا ضعیف ہے کہ اُسمین خود بخود بنانے کی قدرت طاقت نہین۔ یہ پنڈت صاحب کا خوش عقیدہ تھا جسکو پُرزور دلائل سے رد کرکے پنڈت صاحب پر یہ ثابت کیا گیا تھا کہ خدا تعالیٰ ہرگز اوہورا اور ناقص نہین بلکہ مبدء ہے تمام فیضون کا اور جامع ہے تمام خوبیون کا اور مستجمع ہے جمیع صفاتِ کاملہ کا اور واحد لاشریک ہے اپنی ذات مین

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۳۲

این نشان لعنت آمد کاین خسان ✤ ماندہ اند ظلمتی چون شبہران ✤ زدل صافی نہ عقلے راہ بین ✤ راندہ درگاہِ رب العالمین
جان کنی صدکُن بکینِ مصطفیٰ ✤ رہ نہ بینی جز بدینِ مصطفیٰ ✤ تا نہ نورِ احمد آید چارہ گر ✤ کس نمیگیرد ز تاریکی بدر

لیلۃ القدر کو ظاہری لیلۃ القدر سے کہ جو عند العوام مشہور ہے کچھ مناسبات نہیں بلکہ عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ وہ ہر یک کام مناسبت سے کرتا ہے اور حقیقتِ باطنی کے لئے جو ظاہری صورت مناسب ہو وہ اُسکو عطا فرماتا ہے سو چونکہ لیلۃ القدر کی حقیقتِ باطنی وہ کمال ضلالت کا وقت ہے جس میں عنایتِ الٰہیہ اصلاحِ عالم کی طرف متوجہ ہوتی ہے سو خدا تعالیٰ نے بغرض تحقق مناسبت اِس زمانۂ ضلالت کی آخری جُز کو جسمیں ضلالت اپنے نکتہ کمال تک پہنچ گئی تھی خارجی طور پر ایک رات میں مقرر کیا اور یہہ رات وہ رات تھی جس میں خداوند تعالیٰ نے دُنیا کو کمال ضلالت میں پاکر اپنے پاک کلام کو اپنے نبی پر اُتارنا ارادہ فرمایا سو اِس جہت سے نہائیت درجہ کی برکات اُس رات میں پیدا ہوگئی یا یوں کہو کہ قدیم سے اِسی ارادۂ قدیم کی رو سے پیدا تھی اور پھر اُس خاص رات میں وہ قبولیت اور برکت ہمیشہ کے لئے باقی رہی اور پھر بعد اِسکے فرمایا کہ وہ ظلمت کا وقت کہ جو اندھیری رات سی مشابہ تھا جسکی تنویر کے لئے کلامِ الٰہی کا نور اُترا

بقیہ حاشیہ: نمبر ۱ اور صفات میں اور معبودیت میں اور پھر اِسکے بعد دو دفعہ بذریعہ خط رجسٹری شدہ حقیقت دینِ اسلام سے بدلائلِ واضحہ اُنکو متنبہ کیا گیا اور دوسرے خط میں یہہ بھی لکھا گیا کہ اسلام وہ دین ہے جو اپنی حقیت پر دو ہرا ثبوت ہر وقت موجود رکھتا ہے۔ ایک معقولی دلائل جن سے اصول حقہ اسلام کی دیوار روئیں کی طرح مضبوط اور مستحکم ثابت ہوتی ہیں دوسری آسمانی آیات و ربانی تائیدات اور غیبی مکاشفات اور رحمانی الہامات و مخاطبات اور دیگر خوارق عادت جو اسلام کے کامل متبعین سے ظہور میں آتے ہیں جن سے حقیقی نجات ایسے جہان میں سچے ایماندار کو ملتی ہے یہہ دونوں قسم کے ثبوت اسلام کے غیر میں ہرگز نہیں پائے جاتے اور نہ اُنکو طاقت ہے کہ اِسکے مقابلہ پر کچھ دم مار سکیں لیکن اسلام میں وجود اِسکا متحقق ہے۔ سو اگر ان دونوں قسم کے ثبوت میں سے کسی قسم کے ثبوت میں شک ہو تو اسی

بقیہ حاشیہ: از طفیل اوست نور ہر نبی * نام ہر مرسل بنامِ او جلی * آن کتابے ہیچ خورد او ش خدا * کز رخش روشن شد این ظلمت سرا
ہست فرقان طیب و طاہر شجر * از نشانہا سید ہر دم ثمر * صد نشانِ راستی در وی پدید * نے چو دینِ تو نبائش برشنید

اُسمین بباعث نزولِ قرآن کی ایک رات ہزار مہینہ سے بہتر بنائی گئی - اور اگر معقولی طور پر نظر کرین تب بھی ظاہر ہے کہ ضلالت کا زمانہ عبادت اور طاعتِ الہی کے لئے دوسرے زمانہ سے زیادہ تر موجبِ قربت و ثواب ہے پس وہ دوسرے زمانون سے زیادہ تر افضل ہے اور اُسکی عبادتین بباعثِ شدت و صعوبت اپنی قبولیّت سے قریب ہین اور اُس زمانہ کے عابد رحمتِ الہی کے زیادہ تر مستحق ہین کیونکہ سچے عابدون اور ایماندارون کا مرتبہ ایسے ہی وقت مین عند اللہ متحقّق ہوتا ہے کہ جب تمام زمانہ پر دُنیا پرستی کی ظُلمت طاری ہو اور سچ کی طرف نظر ڈالنے سے جان جانیکا اندیشہ ہو اور یہہ بات خود ظاہر ہے کہ جب دل افسردہ اور مُردہ ہو جائین اور سب کسی کو جیفہ دُنیا ہی پیارا دکھائی دیتا ہو اور ہر طرف اِس روحانی موت کی زہرناک ہوا چل رہی ہو اور محبّتِ الہیّہ یک لخت دلون سے اُٹھہ گئی ہو اور روبحق ہونے مین اور وفادار بندہ بننے مین کئی نوع کے ضرر متصوّر ہون نہ کوئی اِس راہ کا رفیق نظر

بقیّہ حاشیہ جگہ قادیان مین آکر اپنی تسلی کر لینی چاہئے اور یہہ بھی پنڈت صاحب کو لکھا گیا کہ معمولی خرچ آمکی آمد و رفت کا اور نیز واجبی خرچ خوراک کا ہمارے ذمّہ رہیگا اور وہ خط اُنکے بعض آریون کو بھی دکھلایا گیا اور دونون رجسٹریون کی اُنکی دستخطی رسید بھی آگئی پر اُنہون نے حُبِ دُنیا اور ناموسِ دُنیوی کے باعث سے اِس طرف ذرا بھی توجہ نہ کی یہانتک کہ جس دُنیا سے اُنہون نے پیار کیا اور ربط بڑہایا تھا آخر بصد حسرت اُسکو چھوڑ کر اور تمام درم و دینار کو بمجبوری جُدا ہو کر اِس دار الفنا سے کوچ کر گئے اور بہت سی غفلت اور ظلمت اور ضلالت اور کُفر کے بہاڑ اپنے سر پر لے گئے اور اُنکے سفر آخرت کی خبر یہی کہ جو اُنکو مین ۳ اکتوبر ۱۸۸۳ء مین پیش آیا تخمیناً تین ماہ پہلے خداوند کریم نے اِس عاجز کو دے دی تھی چنانچہ یہہ خبر بعض آریہ کو تبلائی بھی گئی تھی - خیر یہہ سفر تو ہر یک کو درپیش ہی ہے اور کوئی آگے کوئی پیچھے اِس مسافرخانہ کو چھوڑنیوالا ہے مگر یہہ افسوس ایک بڑا افسوس ہے کہ پنڈت صاحب کو خدا نے ایسا موقع

بقیّہ حاشیہ در حاشیہ بر

پرزا عجاز است آن عالی کلام + نوبزیدانی درو خشد تمام + از خدائی ہا نمودہ کار را + بر دریدہ پردۂ کفّار را
آفتاب است و کند چون آفتاب + گرنہ کوری بیا بنگر شتاب + اے مزورِ گریبانی سوئے ما + وارزو فارخت افگنی در کوئی ما

آوے اور نہ کوئی اِس طریق کا ہمدم ملے بلکہ اِس راہ کی خواہش کرنیوالے پر موت تک پہنچانے والی مصیبتیں دکھائی دین اور لوگون کی نظر مین ذلیل اور حقیر ٹھہرتا ہو تو ایسے وقت مین ثابت قدم ہو کر اپنے محبوبِ حقیقی کی طرف رُخ کرلینا اور ناہموار عزیزون اور دوستون اور خویشون اور اقارب کی رفاقت چھوڑ دینا اور غُربت اور بیکسی اور تنہائی کی تکلیفون کو اپنے سر پر قبول کرلینا اور دُکھ پانے اور ذلیل ہونے اور مرنے کی کچھ پرواہ نہ کرنا حقیقت مین ایسا کام ہے کہ بُجز اولوالعزم مُرسلون اور نبیون اور صدیقون کے جن پر فضلِ احدیت کی بارشین ہوتی ہین اور جو اپنے محبوب کی طرف بلا اختیار کھینچے جاتے ہین اور کسی سے انجام پذیر نہین ہو سکتا اور حقیقت مین ایسے وقت کی ثابت قدمی اور صبر اور عبادتِ الٰہی کا ثواب بھی وہ ملتا ہے کہ جو کسی دوسرے وقت مین ہرگز نہین مل سکتا سو اسی جہت سے لیلۃ القدر کے ایسے ہی زمانہ مین بِناڈالی گئی کہ جس مین بباعث سخت ضلالت کے نیکی پر قایم ہونا کسی بڑے جوانمرد کا کام تھا یہی زمانہ ہے جس مین جوانمردون کی قدر و منزلت ظاہر ہوتی ہے اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہدایت پانے کا دیا کہ اِس عاجز کو اِنکے زمانہ مین پیدا کیا مگر وہ باوصف ہر طور کے اعلام کی ہدایت پانیسے بےنصیب گئے۔ روشنی کی طرف اُنکو بلایا گیا مگر انہون نے کم نخبت دُنیا کی محبت سے اُس روشنی کو قبول نہ کیا اور سر سے پانو تک تاریکی مین بیٹھے رہے ایک بندہ خدا نے بارہا اُنکو اُنکی بھلائی کے لئے اپنی طرف بُلایا مگر اُنہون نے اُس طرف قدم ہی نہ اُٹھایا اور یون ہی عمر کو بیجا تعصبون اور نخوتون مین ضایع کرکے حباب کی طرح ناپدید ہو گئے حالانکہ اِس عاجز کے دس ہزار روپیہ کے اشتہار کا اوّل نشانہ وہی تھے اور اسی وجہ سے ایک مدّت دراز تک ہندوستان مین ہی اُنکے لئے اعلان چھپوایا گیا تھا مگر اُنکی طرف سے کبھی صدا نہ اُٹھی یہانتک کہ خاک مین یارا کہہ مین جا ملے۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

واز سرِ صدق و ثبات و غم خوری ہ روزگارے در حضور باری ہ عالمی مبنی زرّبانی نشان ہ سوئے رحمان خلق و عالم آکشان
گر خلافِ واقعہ گفتم سخن ہ راضیم گر تو سرم بُریدی زتن ہ راضیم گر خلق بردار کشند ہ از سرِ کین با صد آذار کشند

نامردون کی ذلّت بہ پایۂ ثبوت پہنچتی ہے یہی پُرظلمت زمانہ ہے جو اندھیری رات کی طرح ایک خوفناک صورت مین ظاہر ہوتا ہے سو اِس طغیانی کی حالت مین کہ جو بڑے ابتلا کا وقت ہے وہی لوگ ہلاکت سے بچتے ہین جن پر عنایاتِ الٰہیہ کا ایک خاص سائیہ ہوتا ہے پس اِنہین موجبات سے خدائیتعالیٰ نے اِسی زمانہ کی ایک جُز کو جسمین ضلالت کی تاریکی غائیت درجہ تک پہنچ چکی تھی لیلۃ القدر مقرّر کیا اور پھر بعد اِسکے جس سماوی برکات سے اُس ضلالت کا تدارک کیا جاتا ہے اُسکی کیفیّت ظاہر فرمائی اور بیان فرمایا کہ اُس ارحم الراحمین کی یون عادت ہے کہ جب ظلمت اپنے کمال تک پہنچ جاتی ہے اور خطہ تاریکی کا اپنے انتہائی نقطہ پر جا ٹھہرتا ہے یعنے اُس غائیت درجہ پر جسکا نام باطنی طور پر لیلۃ القدر ہے تب خداوند تعالیٰ رات کے وقت مین کہ جسکی ظلمت باطنی ظلمت سے مشابہ ہے عالمِ ظلمانی کی طرف توجہ فرماتا ہے اور اُسکے اذن خاص سے ملائکہ اور روح القدس زمین پر اُترتے ہین اور خلق اللہ کی اصلاح کے لئے خدائیتعالیٰ کا نبی ظہور فرماتا ہے تب وہ نبی آسمانی نور پاکر خلق اللہ کو ظلمت سے باہر نکالتا ہے اور جب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سوائے بیائیوں اُنہین پنڈت صاحب کے حال سے نصیحت پکڑو اور اپنے نفسون پر ظلم نہ کرو سچی نجات کو ڈھونڈھو تا اسی جہان مین اُسکی برکتین پاؤ۔ سچی اور حقیقی نجات وہی ہے جسکی اِس جہان مین برکتین ظاہر ہوتی ہین اور قادر توی کا وہی پاک کلام ہے کہ جو اسی جگہ طالبون پر آسمانی راہ کھولتا ہے سو اپنے آپ کو دھوکا مت دو اور جس دین کی حقیقت اِسی دُنیا مین نظر آرہی ہے اُس پاک دین سے روگردان ہو کر اپنے دلپر تاریکی کا دبہ مت لگاؤ۔ ہان اگر مقابلہ اور معارضہ کرنے کی طاقت ہے تو اسی سورۂ فاتحہ کے کمالات کے مقابلہ مین کوئی دوسرا کلام پیش کرو اور جو کچھ سورۂ فاتحہ کے خواصِ روحانی کی بابت اِس عاجز نے لکھا ہے وہ کوئی سماعی بات نہین ہے بلکہ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱۱

راضیم گر باشد ہم این کیفری ✽ خون روان بر خاک افتادہ سری ✽ راضیم گر مال و جان و تن رود ✽ آنچہ از قسم بلا بر من رود ✽ گر رود غم فتنہ باشد بر زبان ✽ راضیم ہر ہر سزائے کاو بان ✽ لیک گر توہین سخن سبحی حرے ✽ بر تو ہم نفرین رب اکبرے

تک وہ نور اپنے کمال تک نہ پہنچ جائے تب تک ترقی پر ترقی کرتا جاتا ہے اور اسی قانون کے مطابق وہ اولیا بھی پیدا ہوتے ہین کہ جو ارشاد اور ہدائیت خلق کے لئے بھیجے جاتے ہین کیونکہ وہ انبیا کے وارث ہین سو اُنکے نقش قدم پر چلائے جاتے ہین - اب جاننا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے اِس بات کو بڑے پُرزور الفاظ سے قرآن شریف مین بیان کیا ہے کہ دُنیا کی حالت مین قدیم سے ایک مدوجزر واقعہ ہے اور اُسی کی طرف اشارہ ہے جو فرمایا ہے تولج اللیل فی النھار و تولج النھار فی اللیل یعنے اے خدا کبھی تو رات کو دن مین اور کبھی دن کو رات مین داخل کرتا ہے یعنے ضلالت کے غلبہ پر ہدائیت اور ہدائیت کے غلبہ پر ضلالت کو پیدا کرتا ہے - اور حقیقت اِس مدوجزر کی یہہ ہے کہ کبھی بامرالہیہ تعالیٰ انسانون کے دلون مین ایک صورت انقباض اور محجوبیت کے پیدا ہو جاتی ہے اور دُنیا کی آرائشین اُنکو عزیز معلوم ہونے لگتی ہین اور تمام ہمتین اُن کی اپنی دُنیا کے درست کرنے مین اور اُسکے عیش حاصل کرنے کی طرف مشغول ہو جاتے ہین

بقیہ حاشیہ بمرالہیہ عاجز اپنے ذاتی تجربہ سے بیان کرتا ہے کہ فی الحقیقت سورۂ فاتحہ مظہر انوار الٰہی ہے اِسقدر عجائبات اُس سورت کے پڑھنے کے وقت دیکھے گئے ہین کہ جن سے خدا کے پاک کلام کا قدر و منزلت معلوم ہوتا ہے اُس سورہ مبارکہ کی برکت سے اور اُسکے تلاوت کے التزام سے کشف مغیبات اِس درجہ تک پہنچ گیا کہ صدہا اخبار غیبیہ قبل از وقوع منکشف ہوئین اور ہر یک مشکل کے وقت اُسکے پڑھنے کی حالت مین عجیب طور پر رفع حجاب کیا گیا اور قریب تین ہزار کے کشف صحیح اور رویا صادقہ یاد ہے کہ جو اب تک اِس عاجز سے ظہور مین آچکے اور صبح صادق کے کھلنے کی طرح پوری ہو چکی ہین اور دو سو جگہ سے زیادہ قبولیت دُعا کے آثار نمایان

نبین سخنہا ہر کہ رہ گردان بود + آن نہ مردی رہزن مردان بود + اے خدا بہ خدائی خود بہ بار + کز جفا باحق نیندارند کار
دل نبندارند و چشم و گوش ہم + بارسر ہیچان ازان بدر قہم + دین شان بر قصہ ہا دار د مدار + گفتگو ہا بر زبان دل ہزار

یہہ ظُلمت کا زمانہ ہے جس کے انتہائی نُقطہ کی رات لیلۃ القدر کہلاتی ہے اور وہ لیلۃ القدر ہمیشہ آتی ہے مگر کامل طور پر اُسوقت آئی تہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے ظہور کا دن آپہنچا تھا کیونکہ اُسوقت تمام دُنیا پر ایسی کامل گمراہی کی تاریکی پھیل چکی تہی جس کی مانند کبھی نہین پہلی تہی اور نہ آیندہ کبھی پھیلیگی جب تک قیامت نہ آوے - غرض جب یہہ ظُلمت اپنے اُس انتہائی نُقطہ تک پُہنچ جاتی ہے کہ جو اُسکے لئے مقدّر ہے تو عنایتِ الہیّہ نورِ عالم کی طرف متوجّہ ہوتی ہے اور کوئی صاحبِ نور دُنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا جاتا ہے اور جب وہ آتا ہے تو اُسکی طرف مستعد روحین کھنچی چلی آتی ہے اور پاک فطرتین خود بخود رو بحق ہوتی چلی جاتی ہین اور جیسا کہ ہرگز ممکن نہین کہ شمع کے روشن ہونے سے پروانہ اُس طرف رُخ نہ کرے ایسا ہی یہہ بھی غیر ممکن ہے کہ بروقت ظہور کسی صاحب نور کے صاحبِ فطرت سلیمہ کا اُسکی طرف بارادت متوجّہ نہ ہو - اِن آیات مین جو خدا تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے جو مُبنیٰ دعوی ہے اُسکا خلاصہ یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے ظہور کے وقت ایک ایسی ظُلمانی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ایسے نازک موقعون پر دیکھے گئے جن مین بظاہر کوئی صورتِ مشکل کشائی کی نظر نہین آتی تہی اور اسی طرح کسف قمر اور دوسرے انواع اقسام کے عجائبات اسی سورہ کے التزام ورد سے ایسے ظہور پکڑتے گئے کہ اگر ایک ادنی پر توجّہ کا کسی بادشاہ یا پنڈت کے دل پر پڑ جائے تو یک دفعہ جب دُنیا سے قطع تعلّق کرکے اسلام کے قبول کرنے کے لئے مرنے پر آمادہ ہوجائے اسی طرح بذریعہ الہاماتِ صادقہ کے جو پیش گوئیان اس عاجز پر ظاہر ہوتی رہی ہین جن مین سے بعض پیش گوئیان مخالفون کے سامنے پوری ہوگئی ہین اور پوری ہوتی جاتی ہین اسقدر ہین کہ اس عاجز کے خیال مین دو انجیلون کی ضخامت سے کم نہین اور یہہ عاجز بطفیل متابعت حضرت رسولِ کریم

فرق بسیار است در دیدہ شنیدہ + خاک برفرقِ کسے کین را ندیدہ بدیدہ اگر چیزے ناتمام + ورنہ در کارِ خودی بس سرد وخام
برسماعت چون رہ یابند بآں + آن نفیز را ہر جہی صدق وصفا + صد ہزاران قصہ از دشنیدہ + نیت یکسان باجوی کان ہیچ دید

حالت پر زمانہ آچکا تھا کہ جو آفتابِ صداقت کے ظاہر ہونے کے متقاضی تھے اِسی جہت سے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف مین اپنے رسول کا بار بار یہی کام بیان کیا ہے کہ اُس نے زمانہ کو سخت ظلمت مین پایا اور پھر ظلمت سے اُنکو باہر نکالا جیسا کہ وہ فرماتا ہے کتاب انزلناہ الیک لتخرج الناس من الظلمت الی النور الجزو نمبر ۱۳ سورۂ ابراہیم اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمت الی النور الجزو نمبر ۳ ھو الذی یصلی علیکم وملائکتہ لیخرجکم من الظلمت الی النور الجزو نمبر ۲۲ قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام ویخرجھم من الظلمت الی النور باذنہ ویھدیھم الی صراط مستقیم الجزو نمبر ۶ سورۂ مائدہ قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا یتلوا علیکم ایات اللہ مبینات لیخرج الذین امنوا وعملوا الصالحات من الظلمت الی النور الجزو نمبر ۲۸ یعنی یہہ ہماری کتاب ہے جسکو ہم نے تیرے پر اِس غرض سے نازل کیا ہے کہ تا تو لوگون کو کہ جو ظلمت مین پڑے ہوئے ہین نور کی طرف نکالے

بقیہ حاشیہ بر ۱۱ خاطبات حضرت احدیت مین اسقدر عنایات پاتا ہے کہ بیکا کچہ ہو جاتا ہے حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ کے ذیل مین لکھا گیا ہے خداوند کریم نے اُسی رسول مقبول کی متابعت اور محبت کی برکت سے اور اپنے پاک کلام کی پیروی کی تاثیر سے اِس خاکسار کو اپنے مخاطبات سے خاص کیا ہے اور علوم لدنیہ سے سرفراز فرمایا ہے اور بہت سے اسرار مخفیہ سے اطلاع بخشی ہے اور بہت سے حقایق اور معارف سے اِس ناچیز کے سینہ کو پُر کر دیا ہے اور بارہا جتلا دیا ہے کہ یہہ سب عطیات اور عنایات اور یہہ سب تفضلات اور احسانات اور یہہ سب لطفات اور توجہات اور یہہ سب انعامات اور تائیدات اور یہہ سب مکالمات اور مخاطبات ہمین متابعت و محبت حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم

دین ہمان باشد کہ از نرنا قی است ✣ واز شراب دیدہ ہر دم ساقی است ✣ دل مدہ الا بخوبی کز جمال ✣ دانمائید بر تو آیات کمال کوری خود ترک کن ماہی مباش ✣ سنگ گدا بر خیز و ان شاہی بباش ✣ روبہی بودن قدم بودن بخدا ✣ واز محاسنہائے خوبان جدا بیز

سو خدا نے اُس زمانہ کا نام ظُلمانی زمانہ رکھا اور پھر فرمایا کہ خدا مومنوں کا کارساز ہے اُنکو ظلمات سے نور کی طرف نکال رہا ہے اور پھر فرمایا کہ خدا اور اُسکے فرشتے مومنوں پر درود بھیجتے ہیں تا خدا اُن کو ظُلمت سے نور کی طرف نکالے اور پھر فرمایا کہ ظُلمانی زمانہ کی تدارک کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے نور آتا ہے وہ نور اُسکا رسول اور اُسکی کتاب ہے خدا اُس نور سے اُن لوگوں کو راہ دکھلاتا ہے کہ جو اُسکی خوشنودی کے خواہاں ہیں سو اُنکو خدا ظُلمات سے نور کی طرف نکالتا ہے اور سیدھی راہ کی ہدایت دیتا ہے اور پھر فرمایا کہ خدا نے اپنی کتاب اور اپنا رسول بھیجا وہ تمیز کلامِ الٰہی پڑھتا ہے تا وہ ایمانداروں اور نیک کرداروں کو ظُلمات سے نور کی طرف نکالے پس خدا تعالیٰ نے اِن تمام آیات میں کھلا کھلا بیان فرمادیا کہ جس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے گئے اور قرآن شریف نازل کیا گیا اُس زمانہ پر ضلالت اور گمراہی کی ظلمت طاری ہو رہی تھی اور کوئی ایسی قوم نہیں تھی کہ جو اُس ظلمت سے بچی ہوئی ہو پھر بقیہ ترجمہ آیاتِ ممدوحہ بالا کا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تمہاری طرف ایک

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ براہین - جمالِ ہمنشین در من اثر کرد + وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم - اب وہ واعظانِ انجیل اور پادریانِ گمگشتہ سبیل کہاں اور کدھر ہیں کہ جو پرلے درجہ کی ہٹ دھرمی کو اختیار کرکے محض کینہ اور عناد اور شیطانی سیرت کی راہ سے عوام کالانعام کو یہ کہہ کر بہکاتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی پیش گوئی ظہور میں نہیں آئی سو اب منصفانِ حق پسند خود سوچ سکتے ہیں کہ جس حالت میں حضرت خاتم الانبیاء کے اتباعی خادموں اور کمترین چاکروں سے ہزارہا پیش گوئیاں ظہور میں آتی ہیں اور خوارقِ عجیبہ ظاہر ہوتے ہیں تو پھر کسقدر بیحیائی اور بے شرمی ہے کہ کوئی کور باطن آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں سے انکار کرے اور پادریوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

یکدم از خود دور شو ہر خدا + تا کرد نوشی تو کاساتِ لقا + دینِ حق شہرِ خدائے مجد ہست + داخلِ او در امانِ ایزد ہست
در دے نیکے خوش اسلوبی کند + ہم چو خود زیبا و خوبے می کند یا جانب اہل سوادت پا بزن + تا شوی روزے سعید جاں کنند

رسول بھیجا ہے کہ تمہاری حالت معصیت اور ضلالت پر شاہد ہے اور یہ رسول اُسی رسول کی مانند ہے کہ جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا اور ہم نے اِس کلام کو ضرورتِ حقّہ کے ساتھ اُتارا ہے اور ضرورتِ حقّہ کے ساتھ یہ اُترا ہے یعنے یہ کلام فی حدِ ذاتہٖ حق اور راست ہے اور اُسکا آنا بھی حقًا وضرورتًا ہے یہ نہیں کہ فضول اور بیفائدہ اور بے وقت نازل ہوا ہے اے اہلِ کتاب تمہارے پاس ایسے وقت مین ہمارا رسول آیا ہے کہ جب کہ ایک مُدّت سے رسولون کا آنا مُنقطع ہو رہا تھا سو وہ رسول فترت کے زمانہ مین آکر تمکو وہ راہِ راست بتلاتا ہے جسکو تم بھول گئے تھے تا تم یہہ نہ کہو کہ ہم یون ہی گمراہ رہے اور خدا کی طرف سے کوئی بشیر و نذیر نہ آیا جو ہمکو متنبہ کرتا سو اب سمجھو کہ وہ بشیر و نذیر جس کی ضرورت تھی آگیا اور خدا جو ہر چیز پر قادر ہے اُس نے تمکو گمراہ پاکر اپنا کلام اور اپنا رسول بھیجدیا - اور تم آگ کے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کی پیش گوئیون کے بارہ مین اِس وجہ سے فکر پڑی کہ توریت کتاب استثنا باب ۱۸ آیت بست و دوم مین یہ لکھا ہے کہ نبی کی یہ نشانی لکھی ہے کہ اُسکی پیش گوئی پوری ہوجائے سو جب پادریون نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزارہا خبرین قبل از وقوع بطور پیش گوئی فرمائی ہین اور اکثر پیش گوئیون سے قرآن شریف بھی بھرا ہوا ہے اور وہ سب پیش گوئیان اپنے وقتون پر پوری بھی ہوگئین تو اُنکے دل کو یہہ وہم کا شروع ہوا کہ ان پیش گوئیون پر نظر ڈالنے سے نبوتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بدیہی طور پر ثابت ہوتی ہے اور یا یہہ کہنا پڑتا ہے کہ جو کچھ توریت مین یعنے کتاب استثنا ۱۸ باب ۲۱ و ۲۲ آیت مین سچے نبی کی نشانی لکھی ہے وہ نشانی صحیح نہین ہے سو اِس ہیچ مین آکر نہایت ہٹ دھرمی سے اُنکو یہہ کہنا پڑا کہ وہ پیش گوئیان اصل مین فراستین ہین کہ اتفاقًا پوری ہوگئی ہین لیکن چونکہ جس درخت کی بیخ مضبوط اور طاقتین قایم ہین وہ ہمیشہ پھل لاتا ہے اِس جہت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیان اور دیگر خوارق صرف اُسی زمانہ تک محدود نہین تھے بلکہ اب بھی اُنکا برابر سلسلہ جاری ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

اے بصدِ انکار و کین از کودنی ✣ رودرِ حق زن چرا سرسری زنی ✣ نالہائے کُن کی خداوندِ یگان ✣ بگسلان از پائے من بندِ گران تا مگر زان نالہائے دردناک ✣ دست غیبی گیرد ت ناگہہ زخاک ✣ بی عنایاتِ خدا کارِ است خام ✣ پختہ داند این سخن راہ السلام منہ

گڑھے کے کنارہ تک پہنچ چکے تھے سو خدا نے تمکو اے ایماندار و نجات دی اسی طرح وہ اپنے نشانوں کو بیان فرماتا ہے تا تم ہدایت پاجاؤ اور تا عذاب کے نازل ہونے پر گمراہ لوگ یہہ نہ کہین کہ اے خدا تو نے قبل از عذاب اپنا رسول کیون نہ بھیجا تا ہم تیری آیتون کی پیروی کرتے اور مومن بنجاتے اور اگر خدا صالح لوگون کے ذریعہ سے گمراہون کا تدارک نہ فرماتا اور بعض کو بعض سے دفعہ نہ کرتا تو زمین بگڑ جاتی پر یہہ خدا کا فضل ہے کہ وہ گمراہی کے پھیلنے کے وقت اپنی طرف سے ہادی بھیجتا ہے کیونکہ تفضل اور احسان اُسکی عادت ہے اور تجھ کو ہم نے اِس لئے بھیجا ہے کہ تمام عالم پر بنظرِ رحمت کرین اور نجات کا راستہ اُن پر کھول دین اور تا تو لوگون کو کہ غفلت کی حالت مین پڑے ہوئے ہین حق کی طرف توجہ دلاوے اور اُنکو خبردار کرے کیا تو یہہ خیال کرتا ہے کہ اکثر لوگ اُن مین سے سُنتے اور سمجھتے ہین نہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اگر کسی پادری وغیرہ کو شک و شُبہ ہو تو اُسپر لازم و فرض ہے کہ وہ صدق اور ارادت سے اِس طرف توجہ کرے پھر دیکھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیّن سچائیان کس قدر اتبک بارش کی طرح برس رہی ہین لیکن اِس زمانہ کے متعصب پادری اگر خود کُشی کا ارادہ کرین تو کرین مگر یہہ اُمید اُن پر بہت ہی کم ہے کہ وہ طالب صادق بنکر کمال ارادت اور صدق سے اِس نشان کے جویان ہون بہرحال دوسرے لوگون پر یہہ بات واضح رہے کہ جس حالت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات اب بھی آفتاب کی طرح روشن ہین اور دوسرے کسی نبی کی برکات کا نشان نہین ملتا تو اِس صورت مین لازم ہے کہ اگر ایسے متعصب اور دُنیا پرست پادری کسی بازار یا کسی شہر یا گانون مین کسی کو برخلاف اِس حق الامر کے بہکاتے نظر آوین تو یہی موقعہ اِس کتاب کا اُنکے سامنے کھولکر کہہ دیا جاوے کیونکہ یہہ کتاب دس ہزار روپیہ کے اشتہار پر تالیف کی گئی ہے اور اِس سے معارضہ کرنیوالا دس ہزار روپیہ پا سکتا ہے پس شرم اور حیا سے نہایت بعید ہے کہ جو لوگ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر ہین وہ پنڈت ہون یا پادری آریہ ہون یا برہمو ہون وہ صرف زبان سے طریق فضول گوئی کا اختیار کرین اور جو دلائل قطعیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت پر ناطق ہو رہی ہین اُنکے جواب کا کچھ فکر نہ کرین یہہ عاجز خواہ نخواہ اُنکو دینِ اسلام کے قبول کرنیکے لئے مجبور نہین کرتا لیکن اگر مقابلہ و معارضہ سے عاجز رہین اور جو کچھ آسمانی نشان اور عقلی دلائل حقیتِ اسلام پر دلالت کر رہے ہین اُنکی نظیر اپنے مذہب

یہہ تو چارپایون کی طرح ہین بلکہ اُن سے بھی بدتر اور اگر خدا اِن لوگون سے اِنکے گناہون کا مواخذہ کرتا تو زمین پر ایک بھی زندہ نہ چھوڑتا اور خدا وہ ذات کریم و رحیم ہے کہ جو مارش سے پہلے ہوا کو چھوڑتا ہے پھر ہم ایک پاک پانی آسمان سے اُتارتے ہین تا اُس سے مری ہوئی بستی کو زندہ کرین اور پھر بہت سے آدمیون اور اُنکے چارپایون کو پانی پلاوین اور ہم پھیر پھیر کر مثالین بتلاتے ہین تا لوگ یاد کرلین کہ نبیون کے بھیجنے کا یہی اُصول ہے اور اگر ہم چاہتے تو ہر یک بستی کے لئے جُدا جُدا رسول بھیجتے مگر یہہ اِس لئے کیا گیا کہ تا تجھ سے بہاری کوششین ظہور مین آوین یعنے جب ایک مرد ہزارون کا کام کریگا تو بلاشُبہ وہ بڑا اجر پائیگا اور یہہ امر اُسکی افضلیت کا موجب ہوگا سو چونکہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مین پیش نہ کرسکین تو پھر بھی لازم ہے کہ جھوٹ کو چھوڑ کر سچے مذہب کو قبول کرلین۔

اب پھر ہم اپنی اصل تقریر کی طرف رجوع کرکے لکھتے ہین کہ جس قدر مین نے اب تک لطائف و معارف و خواص سورۃ فاتحہ لکھے ہین وہ بدیہی طور پر بے مثل و مانند ہین مثلاً جو شخص ذرا منصف بنکر اول اُن صداقتون کے اعلیٰ مرتبہ پر غور کرے جو کہ سورۃ فاتحہ مین جمع ہین اور پھر اُن لطائف اور نکات پر نظر ڈالے جن پر سورہ ممدوحہ مشتمل ہے اور پھر حُسن بیان اور ایجاز کلام کو مشاہدہ کرے کہ کیسے معانی کثیرہ کو الفاظ قلیلہ مین بھرا ہوا ہے اور پھر عبارت کو دیکھے کہ کیسی آب و تاب رکھتی ہے اور کسقدر روانگی اور صفائی اور ملائمت اُسمین پائی جاتی ہے کہ گویا ایک نہایت مصفّٰی اور شفاف پانی ہے کہ بہتا ہوا چلا جاتا ہے اور پھر اُسکی روحانی تاثیرون کو دل مین سوچے کہ جو بطور خارق عادت دلون کو ظلمات الشربت سے صاف کرکے سور و انوار حضرت الوہیت بناتی ہین جنکو ہم اِس کتاب کے ہر موقعہ پر ثابت کرتے چلے جاتے ہین ✣ تو اُسپر قرآن شریف کی شان بلند جس سے انسانی طاقتین مقابلہ نہین کرسکتین ایسی

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱

✣ یہہ عاجز اِس مقام تک لکھ چکا تھا کہ شہاب الدین نامی ایک شخص موحد ساکن چتہ غلام نبی نے آکر بیان کیا کہ مولوی غلام علی صاحب اور مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری اور مولوی عبد العزیز صاحب اور بعض دوسرے مولوی صاحبان اِس قسم کے الہام سے کہ جو رسولون کے وحی سے مشابہ ہے باصرار تمام انکار کررہے ہین بلکہ اِن مین سے بعض مولوی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم افضل الانبیا اور سب رسولوں سے بہتر اور بزرگتر ہے اور خدا یتعالیٰ کو منظور تہا کہ جیسے آنحضرت اپنے ذاتی جوہر کے رو سے فی الواقعہ سب انبیا کے سردار ہین ایسا ہی ظاہری خدمات کے رو سے بھی اُنکا سب سے فائق اور برتر ہونا دُنیا پر ظاہر اور روشن ہوجائے اِس لئے خدا یتعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی رسالت کو کافہ بنی آدم کے لئے عام رکہا تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی محنتین اور کوششین عام طور پر ظہور مین آوین موسیٰ اور ابنِ مریم کی طرح ایک خاص قوم سے مخصوص نہ ہون اور تا ہر یک طرف سے اور ہر یک گروہ اور قوم سے تکالیف شاقہ اُٹہا کر اُس اجرِ عظیم کے مستحق ٹھہر جائین کہ جو دوسرے نبیون کو نہین ملیگا - اور پہر فرمایا کہ خدا وہ ہے کہ جو

بقیہ حاشیہ برا وضاحت سے کُہل سکتی ہے جسپر زیادت متصور نہین اور اگر باوجود مشاہدہ ان کمالات کے پہر بہی کسی کو باطن پر عدیم المثالی اُس کلام مقدس کی منشا پر ہے تو اُسکا علاج قرآن شریف نے آپ ہی ایسا کیا ہے جس سے کامل طور پر

بقیہ حاشیہ صاحبان مجانین کے خیالات سے اُسکو منسوب کرتے ہین اور اُنکے اِس بارہ مین حجت یہہ ہے کہ اگر یہہ الہام حق اور صحیح ہے تو صحابہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلّم اِسکے پانے کے لئے احق اور اولیٰ تہے حالانکہ اُنکا پانا متحقق نہین - اب یہہ احقر عباد عرض کرتا ہے کہ اگر یہہ اعتراض جو شہاب الدین موحد نے مولوی صاحبون کی طرف سے بیان کیا ہے حقیقت مین اُنہین کے مونہہ سے نکلا ہے تو جواب اِسکے ہر یک طالب صادق کو اور نیز حضرات ممدوحہ کو یاد رکھنا چاہئے کہ عدم علم سے عدم شئے لازم نہین آتا کیا ممکن نہین کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اِس قسم کے الہامات پائے ہون مگر مصلحت وقت سے عام طور پر اُنکو شایع نہین کیا اور خدا یتعالیٰ کو ہر یک نئے زمانہ مین نئے نئے مصالحہ ہین پس نبوت کے عہد مین مصلحت ربانی کا یہی تقاضا تہا کہ جو غیر نبی ہے اُسکے الہامات نبی کے وحی کی طرح قلبند نہ ہون تا غیر نبی کا نبی کے کلام سے تداخل واقعہ نہ ہوجائے لیکن اُس زمانہ کے بعد جبکہ اولیا اور صاحب کمالات باطنیہ گذرے ہین اُن سب کے الہامات مشہور و متعارف ہین کہ جو ہر یک عصر مین قلبند ہوتے چلے آئے ہین اِس کی تصدیق کے لیے **شیخ عبد القادر** جیلانی اور مجدد الفثانی

رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات لاتا ہے تا جس نے یاد کرنا ہو وہ یاد کرے یا شکر کرنا ہو تو شکر کرے یعنے دن کے بعد رات کا آنا اور رات کے بعد دن کا آنا اِس بات پر ایک نشان ہے کہ جیسے ہدائیت کے بعد ضلالت اور غفلت کا زمانہ آجاتا ہے ایسا ہی خدا کی طرف سے یہہ بھی مقرّر ہے کہ ضلالت اور غفلت کے بعد ہدائیت کا زمانہ آتا ہے اور پھر فرمایا کہ خدا وہ ذات قادرِ مُطلق ہے جس نے بشر کو اپنی قُدرتِ کاملہ سے پیدا کیا پھر اُس کے لئے نسل اور رشتہ مقرّر کر دیا اسی طرح وہ انسان کی روحانی پیدائش پر بھی قادر تھا یعنے اُسکا قانونِ قُدرت روحانی پیدائش مین بعینہٖ جسمانی پیدائش کی طرح ہے کہ اوّل وہ ضلالت کے وقت مین کہ جو عدم کا حکم رکھتا ہے کسی انسان کو روحانی طور پر اپنے ہاتھہ سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ منکرین پر اپنی حجّت کو پورا کر دیا ہے اور وہ یہہ ہے وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ۔ وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲ کے مکتوبات اور دوسرے اولیاء اللہ کی کتابین دیکھنی چاہئین کہ کس کثرت سے اُنکے الہامات پائے جاتے ہین بلکہ امام ربانی صاحب اپنے مکتوبات کی جلد ثانی مین جو مکتوب بجانب دیکم ہے اُسمین صاف لکھتے ہین کہ غیر نبی بھی مکالمات ومخاطبات حضرتِ احدیت سے مشرّف ہوجاتا ہے اور ایسا شخص محدّث کے نام سے موسوم ہے اور انبیا کے مرتبہ سے اُسکا مرتبہ قریب واقعہ ہوتا ہے ایسا ہی فتح عبد القادر جیلانی صاحب نے فتوح الغیب کے کئی مقامات مین اِسکی تصریح کی ہے اور اگر اولیاء اللہ کے ملفوظات اور مکتوبات کا تجسس کیا جائے تو اِس قسم کے بیانات اُن کے کلمات مین بہت سے پائے جائینگے اور اُمتِ محمدیہ مین محدثیت کا منصب اِسقدر بکثرت ثابت ہوتا ہے جس سے انکار کرنا بڑے غافل اور بیخبر کا کام ہے اِس اُمت مین آجتک ہزارہا اولیاء اللہ صاحب کمال گذرے ہین جنکی خوارق اور کرامات بنی اسرائیل کے نبیون کی طرح ثابت اور متحقق ہوچکی ہین اور جو شخص تفتیش کرے اُسکو معلوم ہوگا کہ حضرتِ احدیت نے جیسا کہ اِس اُمت کا خیر الامم نام رکھا ہے ایسا ہی اِس اُمت کے اکابر کو سب سے زیادہ کمالات بھی بخشے ہین جو کسی طرح چھپ نہین سکتے اور اُن سے انکار کرنا ایک سخت درجہ کی حق پوشی ہے

پیدا کرتا ہے اور پھر اُسکے متبعین کو کہ جو اُسکی ذرّیت کا حکم رکھتے ہین بہ برکت متابعت اُسکی کے روحانی زندگی عطا فرماتا ہے سو تمام مُرسل روحانی آدم ہین اور اُنکی اُمت کے نیک لوگ اُنکی روحانی نسلین ہین اور روحانی اور جسمانی سلسلہ بالکل آپسمین تطابق رکھتا ہے اور خدا کے ظاہری اور باطنی قوانین مین کسی نوع کا اختلاف نہین - اور پھر فرمایا کہ کیا تو خدا کی طرف دیکھتا نہین کہ وہ کیونکر سایہ کو لمبا کھینچتا ہے یہانتک کہ تمام زمین پر تاریکی ہی دکھائی دیتی ہے اور اگر وہ چاہتا تو ہمیشہ تاریکی رکھتا اور کبھی روشنی نہ ہوتی لیکن ہم آفتاب کو اس لئے نکالتے ہین کہ تا اس بات پر دلیل قائم ہو کہ اُس سے پہلے تاریکی تھی یعنے تا بذریعہ روشنی کے تاریکی کا وجود شناخت کیا جائے کیونکہ ضد کے ذریعہ سے ضد کا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اعدت للکافرین یعنے اگر تمہین اِس کلام کے منجانب اللہ ہونے مین کچھہ شک ہے تو تم اُسکے کسی سورہ کی مانند کوئی کلام بنا کر دکھاؤ اور اگر تم بنا نہ سکا اور یاد رکھو کہ ہرگز بنا نہ سکو گے سو اُس آگ سے ڈرو جو کافروں

اور نیز ہم یہہ بھی کہتے ہین کہ یہہ الزام کہ صحابہ کرام سے ایسے الہامات ثابت نہین ہوئے بالکل بیجا اور غلط ہے کیونکہ احادیث صحیحہ کے رو سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے الہامات اور خوارق کثرت ثابت ہین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ساریہ کی لشکر کے خطرناک حالت سے باِلہام الٰہی مطلع ہونا جسکو بیہقی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے اگر الہام نہین تو اور کیا تھا اور پھر اُنکی یہہ آواز کہ یا ساریہ الجبل الجبل مدینہ مین بیٹھے ہوئے سونہہ سے نکلنا اور وہی آواز قدرت غیبی سے ساریہ اور اُس کے لشکر کو دور دراز مسافت سے سُنائی دینا اگر خارق عادت نہین تھی تو اَور کیا چیز تھی اِسی طرح جناب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے بعض الہامات وکشوف مشہور ومعروف ہین ماسوا اِسکے مین پوچھتا ہون کہ کیا خدا تعالی کا قرآن شریف مین اِس بارہ مین شہادت دینا تسلی بخش امر نہین ہے کیا اُس نے صحابہ کرام کے حق مین نہین فرمایا کنتم خیر امة اخرجت للناس پھر جس حالت مین خدا تعالی اپنے نبی کریم کے اصحاب کو امم سالقہ سے جمیع کمالات مین بہتر و برتر ٹھہراتا ہے اور دوسری طرف بطور مشتی نمونہ از خروارے پہلی اُمتون کے کاملین کا حال بیان کرکے کہتا ہے کہ مریم صدیقہ والدہ عیسی اور ایسا ہی والدہ حضرت موسی اور نیز حضرت مسیح کے حواری

پہچاننا بہت آسان ہوجاتا ہے اور روشنی کا قدر و منزلت اُسی پر کھلتا ہے کہ جو تاریکی کے وجود پر علم رکھتا ہو اور پھر فرمایا کہ ہم تاریکی کو روشنی کے ذریعہ سے تھوڑا تھوڑا دور کرتے جاتے ہیں تا اندھیرے میں بیٹھنے والے اُس روشنی سے آہستہ آہستہ منتفع ہوجائیں اور جو یکدفعی انتقال میں حیرت و وحشت متصوّر ہے وہ بھی نہ ہو سو اسی طرح جب دُنیا پر روحانی تاریکی طاری ہوتی ہے تو خلقت کو روشنی سے منتفع کرنے کے لئے اور نیز روشنی اور تاریکی میں جو فرق ہے وہ فرق ظاہر کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے آفتابِ صداقت نکلتا ہے اور پھر وہ آہستہ آہستہ دُنیا پر طلوع کرتا جاتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا یہ قانونِ قُدرت ہے کہ جب زمین مرجاتی ہے تو وہ نئے سرے زمین کو زندہ کرتا ہے

بقیہ حاشیہ بمبر ۱ کے لئے طیار ہے جسکا ایندھن کافر آدمی اور اُنکے بت ہیں جو نارِ جہنم کو اپنے گنہاہوں اور شرارتوں سے افروختہ کر رہے ہیں یہ قول فیصل ہے کہ جو خدا تعالیٰ نے مُنکرینِ اعجازِ قرآنی کے ملزم کرنیکے لئے آپ فرمادیا ہے اب اگر کوئی ملزم اور لاجواب ٹھہکر پھر بھی قرآن شریف کی بلاغت بیّنہ سے مُنکر رہے اور یہود و گوئی اور ژاژ خائی سے باز نہ آوے

بقیہ حاشیہ صفحہ ہٰذا

اور نیز خصوص جن میں سے کوئی بھی نبی نہ تھا یہ جب مُلہم من اللہ تھے اور بذریعہ وحی اعلام اسرار غیبیہ سے مطلع کئے جاتے تھے تو اب سوچنا چاہیے کہ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اُمّتِ محمدیہ کے کامل متبعین اُن لوگوں کی نسبت بوجہ اولیٰ ملہم و محدث ہونی چاہئے کیونکہ وہ حسب تصریح قرآن شریف خیر الامم ہیں آپ لوگ کیوں قرآن شریف میں غور نہیں کرتے اور کیوں سوچنے کے وقت غلطی کھا جاتے ہیں کیا آپ صاحبوں کو خبر نہیں کہ صحیحین سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس اُمت کے لئے بشارت دیچکے ہیں کہ اس اُمت میں بھی بعلی اُستوا کی طرح محدّث پیدا ہونگے اور محدّث لفظ دال وہ لوگ ہیں جن سے مکالمات و مخاطبات الٰہیہ ہوتے ہیں اور آپکو معلوم ہے کہ ابن عباس کی قراءت میں آیا ہے وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی ولا محدث الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ۔ پس اس آیت کر وسی بھی جسکو بخاری نے بھی لکھا ہے محدّث کا الہام یقینی اور قطعی ثابت ہوتا ہے جس میں دخل شیطان کا قایم نہیں رہ سکتا اور خود ظاہر ہے کہ اگر خضر اور موسیٰ کی والدہ کا الہام صرف

ہم نے کہو لکر یہہ نشان بتلائے ہین تا ہو کہ لوگ سوچین اور سمجھین۔

اِن آیات مین خدا تعالیٰ نے قُرآنِ شریف کی ضرورت نزول کی اور اُسکے منجانب اللہ ہونے کی یہہ دلیل پیش کی ہے کہ قُرآنِ شریف ایسے وقت مین آیا ہے کہ جب تمام اُمتون نے اُصولِ حقّہ کو چھوڑ دیا تھا اور کوئی دین روئے زمین پر ایسا نہ تھا کہ جو خدا شناسی اور پاک اعتقادی اور نیک عملی پر قائم اور بحال ہوتا بلکہ سارے دین بگڑ گئے تھے اور ہر یک مذہب مین طرح طرح کا فساد دخل کر گیا تھا اور خود لوگون کے طبایع مین دُنیا پرستی کی محبّت اِسقدر بھر گئی تھی کہ بجز دُنیا اور دُنیا کے نامون اور دُنیا کے آرامون اور دُنیا کی عزّتون اور دُنیا کی راحتون اور دُنیا کے مال و متاع کے اَور کچھہ اُنکا مقصد نہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ تو ایسے بے حیا منقلب الفطرت کا اِس دُنیا مین علاج نہین ہو سکتا اِسکے لئے وہی علاج ہے جسکا خدا نے اپنے قولِ فیصل مین وعدہ فرمایا ہے۔

بعض شریر اور کینہ پرور آدمی جنہون نے ضد اور نفسانیت پر مضبوطی سے قدم مار رکھا ہے اور جنکو تعصب کی بُند

بقیہ حاشیہ نمبر ۲

شکوک اور شُبہات کا ذخیرہ تھا اور قطعی اور یقینی نہ تھا تو اُنکو کب جائز تھا کہ وہ کسی بیگناہ کی جان کو خطرہ مین ڈالتے یا ہلاکت تک پہنچاتے یا کوئی دوسرا ایسا کام کرتے جو شرعاً و عقلاً جائز نہین ہے آخر یقینی علم ہی تھا جس کے باعث سے وہ کام کرنا اُن پر فرض ہو گیا تھا اور وہ اُمور اُنکے لئے روا ہو گئے کہ جو دوسرون کے لئے ہرگز روا نہین پھر ماسوا اِسکے ذرا انصافاً سوچنا چاہئے کہ کوئی امر مشہود و موجود کہ جو بہ پایہ صداقت پہنچ چکا ہو اور تجارب صحیحہ کے رو سے راست ثابت ہوتا ہو صرف ظنّی خیالات سے متزلزل نہین ہو سکتا ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا سو اِس عاجز کے الہامات مین کوئی ایسا امر نہین ہے جو زیر پردہ اور مخفی ہو بلکہ یہہ وہ چیز ہے کہ جو صدہا امتحانون کی بوتہ مین داخل ہو کر سلامت نکلی ہے اور خداوند کریم نے بڑے بڑے تنازعات مین فتح نمایان بخشی ہے اِس مقام مین یاد آیا کہ جو رویا صادقہ حصہ سوم مین ایک ہندو کے مقدمہ کے بارہ مین لکھی گئی ہے اُسمین بھی ایک عجیب نزاع والخصام کے موقع پر الہام ہوا تھا جس سے ایک بڑا قلق اور کرب دور ہوا تفصیل اِسکی یہہ ہے کہ اِس رویا صادقہ مین کہ ایک

رہا تھا اور خدا تعالیٰ کی محبت اور اُس کے ذوق اور شوق سے بکلّی بے بہرہ اور بے نصیب ہو گئے تھے اور رسوم اور عادت کو مذہب سمجھا گیا تھا پس خدا نے جسکا یہہ قانونِ قدرت ہے کہ وہ شدّتون اور صعوبتون کے وقت اپنے عاجز بندون کی خبر لیتا ہے اور جب کسی سختی سے جیسے امساکِ باران وغیرہ سے اُسکے بندے قریب ہلاکت کے ہو جاتے ہین بارانِ رحمت سے اُنکی مُشکل کشائی کرتا ہے نہ چاہا کہ خلق اللہ ایسی بلا مین مُبتلا رہے جسکا نتیجہ ہلاکتِ دائمی اور ابدی ہے سو اُس نے بہ تعمیل اپنے قانونِ قدیم کے کہ جو جسمانی اور روحانی طور پر ابتدا سے چلا آتا ہے قرآن شریف کو خلق اللہ کی اصلاح کے لئے نازل کیا اور ضرور تھا کہ ایسے وقت مین قرآن شریف نازل ہوتا کیونکہ اِس پُر ظلمت زمانہ کی حالتِ موجودہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اندھیری نے بالکل اندھا کر دیا ہے وہ لوگون کو یہہ کہہ کر بہکاتے ہین کہ جسقدر لطائف ونکات قرآن کے مسلمان لوگ ذکر کرتے ہین اور جسقدر خواص عجیبہ اُسکے مسلمانون کی کتابون مین اندراج پائے ہین یہہ سب اُنہین کے فہم کی تیزی ہے اور اُنہین کی طبیعتون کے ایجادات ہین ورنہ دراصل قرآن لطائف ونکات وخواص عجیبہ سے خالی ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

کشفِ صریح کی قسم تھی یہہ معلوم کرایا گیا تھا کہ ایک کہتری ہندو بسمبر داس نامے جو ابتک قادیان مین بقید حیات موجود ہے مقدمہ فوجداری سے بری نہین ہوگا مگر آدھی قید تخفیف ہو جائیگی لیکن مسکا دوسرا اہم قید فوشحال نامے کہ وہ بھی ابتک قادیان مین زندہ موجود ہے ساری قید بھگتیگا سو اِس جزو کشف کی نسبت یہہ اتبلاغ ہوا تھا کہ جب چیف کورٹ سے حسب پیش گوئی اِین عاجز مشتقدیہ مذکورہ واپس آئی تو متعلقین مقدمہ نے اُس واپسی کو بریت پر حمل کرکے گانون مین یہہ مشہور کر دیا کہ دونون ملزم جُرم سے بری ہو گئے ہین مجھ کو یاد ہے کہ رات کے وقت مین یہہ خبر مشہور ہوئی اور یہہ عاجز مسجد مین عشا کی نماز پڑھنے کو طیار رہتا کہ ایک نے نماز دیلہ مین سے بیان کیا کہ یہہ خبر بازار مین پھیل رہی ہے اور ملزمان گانون مین آ گئے ہین سو چونکہ یہہ عاجز علانیہ طور پر کہہ چکا تھا کہ دونون مجرم ہرگز جُرم سے بری نہین ہونگے اِس لئے جو کچھہ غم اور قلق اور کرب اُسوقت گذرا سو گذرا سب خدا کی کہ جو اِس عاجز بندہ کا ہر یک حال مین حامی ہے نماز کے اوّل یا عین نماز مین بذریعہ الہام یہہ

کوایسی عظیم الشان کتاب اور ایسے عظیم الشان رسول کی حاجت تھی اور ضرورتِ حقہ اِس بات کی متقاضی ہو رہی تھی کہ اِس تاریکی کے وقت مین جو تمام دُنیا پر چھا گئی تھی اور اپنے انتہائی درجہ تک پہنچ چکی تھی آفتابِ صداقت کا طلوع کرے کیونکہ بجز طلوع اُس آفتاب کے ہرگز ممکن نہ تھا کہ ایسی اندھیری رات خود بخود روزِ روشن کی صورت پکڑ جائے اور اُسی کی طرف ایک دوسرے مقام مین اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اور وہ یہہ ہے لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین حتّٰی تاتیھم البیّنۃ رسول من اللہ یتلوا صحفا مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ یعنے جو لوگ اہلِ کتاب اور مُشرکین مین سے کافر ہو گئے اُنکا راہِ راست پر آنا بجز اِسکے ہرگز ممکن نہ تھا کہ اُنکی طرف ایسا عظیم الشان نبی بھیجا جاوے جو ایسی عظیم الشان کتاب لایا ہے کہ جو سب الہی کتابون کے معارف اور صداقتون پر محیط اور ہر یک غلطی اور نقصان سے پاک اور منزّہ ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اگر ایسے لوگ بجز اِسکے کہ اپنا ہی حمق اور خبث ظاہر کرین انوارِ قرآنی پر پردہ ڈال نہین سکتے اُنکے جواب مین یہی کہنا کافی ہے کہ اگر مسلمانون نے خود اپنی ہی زیرکی سے قرآن شریف مین انواع اقسام کے لطائف ونکات وخواص ایجاد کر لئے ہین اور اصل مین موجود نہین تو تم بھی اُنکے مقابلہ پر کسی اپنے الہامی کتاب یا

بشارت دی لا تخف انک انت الاعلی اور یہہ فقرہ کو ظاہر ہو گیا کہ وہ خبر بڑی ہونے کی سراسر جھوٹی تھی اور انجام کار وہی ظہور مین آیا کہ جو اس عاجز کو خبر دی گئی تھی جسکو عثمر بیت نامے ایک آریہ اور چند دوسرے لوگون کے پاس قبل از وقوع بیان کیا گیا تھا کہ جو اب تک قادیان مین موجود ہین۔ پھر ایک اور ایسا ہی پُر وحشت ماجرا کذراجکا قصہ اِس سے بھی عجیب تر ہے اور تفصیل اِسکی یہہ ہے کہ ایک مقدمہ مین کہ اِس عاجز کے والد مرحوم کی طرف سے اپنی زمینداری حقوق کے متعلق کسی رعیت پر دائر تھا اِس عاجز کو خواب مین یہہ ظاہر کیا گیا کہ اِس مقدمہ مین ڈگری ہو جائیگی چنانچہ اِس عاجز نے وہ خواب ایک آریہ کو کہ جو قادیان مین موجود ہے بتلادی پھر بعد اِسکے ایسا اتفاق ہوا کہ اخیر تاریخ پر صرف مدعا علیہ معہ اپنے چند گواہون کے

اب اِس دلیل کا ثبوت دو مقدموں کے ثبوت پر موقوف ہے اول یہہ کہ خدا تعالیٰ کا یہی قانونِ قدیم ہے کہ وہ جسمانی یا روحانی حاجتوں کے وقت مدد فرماتا ہے یعنے جسمانی صعوبتوں کے وقت بارش وغیرہ سے اور روحانی صعوبتوں کے وقت اپنا شفا بخش کلام نازل کرنے سے عاجز بندوں کی دستگیری کرتا ہے

سو یہہ مقدّمہ بدیہی الصداقت ہے کیونکہ کسی عاقل کو اِس سے انکار نہیں کہ یہہ دونوں سلسلے روحانی اور جسمانی اسی وجہ سے ابتک صحیح وسالم چلے آتے ہیں کہ خداوندِ کریم نیست و نابود ہونے سے انکو محفوظ رکھتا ہے مثلاً اگر خدا تعالیٰ جسمانی سلسلہ کی حفاظت نہ کرتا اور سخت سخت قحطوں کے وقت میں بارانِ رحمت سے دستگیری نہ فرماتا تو بالآخر نتیجہ اِس کا یہی ہوتا کہ لوگ پہلی فصلوں کی جس قدر پیداوار تھی سب کی سب کھا لیتے اور پھر آگے اناج

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کسی دوسری کتاب سے اسیقدر لطائف ونکات مخواص ایسا ذکر کے دکھلاؤ اور اگر تمام قرآن شریف کے مقابلہ پر نہیں تو صرف بطور نمونہ سورۃ فاتحہ کے مقابلہ پر جس کے کمالات کسیقدر اسی حاشیہ میں بیان کئے گئے ہیں کسی آذر کتاب سے لکھا کر پیش کرو۔ افسوس کہاں سے یہہ مادر زاد اندھے پیدا ہوگئے کہ جو اسقدر روشنی کو دیکھ کر

عدالت میں حاضر ہوا اور اس طرف سے کوئی مخالف وغیرہ حاضر نہ ہوا شام کو مدعا علیہ اور سب گواہوں نے واپس آکر بیان کیا کہ مقدمہ خارج ہوگیا اُس خبر کو سُنتے ہی وہ آریہ نکذیب اور استہزا سے پیش آیا اُسوقت جسقدر قلق اور کرب گذرا بیان میں نہیں آسکتا کیونکہ فریب قیاس معلوم نہیں ہوتا تھا کہ ایک گروہ کثیر کا بیان جن میں بے تعلق آدمی بھی تھے خلاف واقعہ ہو اس سخت حزن اور غم کی حالت میں نہایت شدت سے الہام ہوا کہ جو آہنی میخ کی طرح دل کے اندر داخل ہوگیا اور وہ یہہ تھا ڈگری ہوگئی ہے مسلمان ہے۔ یعنے کیا تو باور نہیں کرتا اور باوجود مسلمان ہونے کے شک کو دخل دیتا ہے آخر تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ فی الحقیقت ڈگری ہی ہوئی تھی اور فریق ثانی نے حکم کے سُننے میں دھوکا کھایا تھا اسی طرح فی الواقعہ بلا مبالغہ صدہا الہام ہیں کہ جو فلق صبح کی طرح پورے ہوگئے اور بہت سے

کے نہ ہونے سے تڑپ تڑپ کر مر جاتے اور نوع انسان کا خاتمہ ہو جاتا یا اگر خدا تعالیٰ عین وقتوں پر رات اور دن اور سورج اور چاند اور ہوا اور بادل کو خدماتِ مقررہ مین نہ لگاتا تو تمام سلسلہ عالم کا درہم برہم ہو جاتا اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے آپ اشارہ فرما کر کہا ہے ۱۲ منہ یقولون افتری علی اللہ کذبا فان یشاء اللہ یختم علی قلبک ویمح اللہ الباطل ویحق الحق بکلماتہ انہ علیم بذات الصدور وھو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا وینشر رحمتہ وھو الولی الحمید الجزو نمبر ۲۵ یعنے کیا یہہ منکر لوگ کہتے ہین کہ یہہ خدا کا کلام نہین اور خدا پر جھوٹ باندھا ہے اگر خدا چاہے تو اُس کا اُترنا بند کر دے پر وہ بند نہین کرتا کیونکہ اُس کی عادت اِسی پر جاری ہے کہ وہ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل اپنے کلمات سے کرتا ہے - اور یہہ منصب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ پر بھی اُنکی تاریکی دور نہین ہوتی - اُنکی باطنی بیماریون کے سوا کس قدر ردی اور متعفن ہو رہی ہین جنہون نے اُنکے تمام حواس ظاہری و باطنی کو بیکار کر دیا ہے ذرا نہین سوچتے کہ قرآن شریف وہ کتاب ہے جس نے اپنی علمتون اپنی حکمتون اپنی صداقتون اپنی بلاغتون اپنے لطائف و نکات اپنے انوارِ روحانی کا آپ دعویٰ کیا ہے اور اپنا بے نظیر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲ پر

الہامات بطور اسرار ہین جنکو یہہ عاجز بیان نہین کر سکتا بارہا عین مخالفون کی حاضری کے وقت مین ایسا کھلا کھلا الہام ہوا ہے جس کے پورا ہونے سے مخالفون کو بجز اقرار کے اور کوئی راہ نظر نہین آیا ابھی چند روز کا ذکر ہے کہ یکدفعہ بعض اُمور مین تین طرح کا غم پیش آگیا تھا جس کے تدارک کی کوئی صورت نظر نہین آتی تھی اور بجز رجوع و تضرع اُٹھانے کے اور کوئی سبیل نمودار نہ تھی اُسی روز شام کے قریب یہہ عاجز اپنے معمول کے مطابق جنگل مین سیر کو گیا اور اُسوقت ہمراہ ایک آریہ ملاوامل نامے تھا جب واپس آیا تو مکانون کے دروازہ کے نزدیک یہہ الہام ہوا نجیبک من الغم پھر دوبارہ الہام ہوا نجیبک من الغم الم تعلم ان اللہ علی کل شئی قدیر یعنے ہم تجھے اِس غم سے نجات دینگے ضرور نجات دینگے کیا تو نہین جانتا کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے چنانچہ اُسی قدم پر

اُسی کو پہنچتا ہے کیونکہ امراض روحانی پر اُسی کو اطلاع ہے اور ازالۂ مرض اور استرداد صحت پر وُہی قادر ہے بہر بعد اِسکے بطورِ استدلال کے فرمایا کہ اللہ وہ ذات کامل الرحمت ہے کہ اُسکا قدیم سے یہی قانونِ قُدرت ہے کہ اُس تنگ حالت مین وہ ضرور مینہہ برساتا ہے کہ جب لوگ نا اُمید ہو چکتے ہین بہر زمین پر اپنی رحمت پھیلا دیتا ہے اور وہی کارسازِ حقیقی اور ظاہر و باطناً قابلِ تعریف ہے یعنے جب سختی اپنی نہائیت کو پہنچ جاتی ہے اور کوئی صورت مخلصی کی نظر نہین آتی تو اِس صورت مین اُسکا یہی قانونِ قدیم ہے کہ وہ ضرور عاجز بندون کی خبر لیتا ہے اور اُنکو ہلاکت سے بچاتا ہے اور جیسے وہ جسمانی سختی کے وقت رحم فرماتا ہے اسی طرح جب روحانی سختی یعنے ضلالت اور گمراہی اپنی حد کو پہنچ جاتی ہے اور لوگ راہِ راست پر قائم نہین رہتے تو اِس حالت مین ہی وہ ضرور اپنی طرف سے کسی کو مشرّف بوحی کرکے اور اپنے نورِ خاص کی روشنی عطا فرما کر ضلالت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہونا آپ ظاہر فرما دیا ہے یہہ بات ہرگز نہین کہ صرف مسلمانون نے فقط اپنے خیال مین اُسکی خوبیون کو قرار دے دیا ہے بلکہ وہ تو خود اپنی خوبیون اور اپنے کمالات کو بیان فرماتا ہے اور اپنا بے مثل و مانند ہونا تمام مخلوقات کے مقابلہ پر پیش کر رہا ہے اور بلند آواز سے ھل من معارض کا نقارہ بجا رہا ہے اور دقایق

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲

جہان الہام ہوا تھا اُس آریہ کو اُس الہام سے اطلاع دی گئی تھی اور پھر خدا نے وہ تینون طور کا غم دور کر دیا فالحمد للہ علی ذالک۔ اور ایک اتفاقات عجیبہ سے یہہ بات ہے کہ جو وقت شہاب الدین موحد نے مولوی صاحبان ممدوحین کی رائے بیان کی اُسی رات انگریزی مین ایک الہام ہوا کہ جو شہاب الدین کو سُنایا گیا اور وہ یہہ ہے

وہ اَل مین شُڈ بی اینگری بٹ گوڈ از وِد یو ہی شِل ہیلپ یو - وارڈز اوف گوڈ کین ناٹ ایکس ٹینکٹ یعنے اگر تمام آدمی ناراض ہو جائے مگر خدا تمہارے ساتھہ ہے وہ تمہاری مدد کریگا خدا کی باتین بدل نہین سکتین پھر ماسوا اِسکے اور بھی چند الہامات ہوئے جو نیچے لکھے جاتے ہین الخیر کلہ فی القرآن کتاب اللہ الرحمان - الیہ یصعد الکلم الطیب یعنے تمام بھلائی

کی مُہلک تاریکی کو اُسکے ذریعہ سے اُٹھاتا ہے اور چونکہ جسمانی رحمتین عام لوگون کی نگاہ مین ایک واضح امر ہے اِس لئے اللہ تعالیٰ نے آئت ممدوحہ مین اول ضرورت فُرقان مجید کی نازل ہونے کی بیان کرکے پھر بطور توضیح جسمانی قانون کا حوالہ دیا تا دانشمند آدمی جسمانی قانون کو دیکھکر کہ ایک واضح اور بدیہی امر ہے خدا یتعالیٰ کے روحانی قانون کو بآسانی سمجھہ سکے اور اِس جگہ یہہ بھی واضح رہے کہ جو لوگ بعض کتابون کا منزل من اللہ ہونا مانتے ہین اُنکو تو خود اقرار کرنا پڑتا ہے کہ

بقیہ حاشیہ بمراتب حقایق اُسکے صرف دو تین نہین جس مین کوئی نادان شک بھی کرے بلکہ اُسکے دقایق تو بحر ذخار کی طرح جوش مار رہے ہین اور آسمان کے ستارون کی طرح جہان نظر ڈالو چمکتے نظر آتے ہین کوئی صداقت نہین جو اُس سے باہر ہو کوئی حکمت نہین جو اُسکے محیط بیان سے رہ گئی ہو کوئی نور نہین جو اُسکی متابعت سے نہ ملتا ہو

بقیہ حاشیہ قرآن مین ہے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے وہی اللہ جو رحمان ہے اُسی رحمان کی طرف کلمات طیبہ صعود کرتے ہین ھو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا وینشر رحمتہ - الخ وہ ذات کریم ہے کہ باوجود ناامیدی کے پیچھے مینہہ برساتا ہے اور اپنی رحمت کو دُنیا مین پھیلاتا ہے یعنے عین ضرورت کے وقت تجدید دین کی طرف توجہ ہوتا ہے یجتبی الیہ من یشاء من عبادہ جسکو چاہتا ہے بندون مین سے چن لیتا ہے وکذلک مکنا لیوسف لنصرف عنہ السوء والفحشاء ولتنذر قوما ما انذر اٰباؤھم فھم غافلون - اور اسی طرح ہم نے یوسف پر احسان کیا تا ہم اُس سے بدی اور فحش کو روک دین اور تا تو اُن لوگون کو ڈراوے جن کے باپ دادون کو کسی نے نہین ڈرایا سو وہ غفلت مین پڑے ہوئے ہین اِس جگہ یوسف کے لفظ سے یہی عاجز مراد ہے کہ جو باعتبار کسی روحانی مناسبت کے اطلاق پایا واللہ اعلم بالصواب بعد اِسکے فرمایا قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم مؤمنون ان معی ربی سیھدین - رب اغفر وارحم من السماء ربنا عاجز - رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ - رب نجنی من عمتی - الی ایلی لما سابقتی - کرمہائے تو ما را کرد گستاخ - کہہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم ایمان نہین لاتے یعنے خدا یتعالیٰ کا

وہ کتابین ایسے وقتون مین نازل ہوئی ہین کہ جب اُنکے نزول کی ضرورت تہی پس اسی اقرار کے ضمن مین اُنکو یہہ دوسرا اقرار کرنا بھی لازم آیا کہ ضرورت کے وقتون مین کتابون کا نازل کرنا خدائیتعالی کی عادت ہے لیکن ایسے لوگ کہ جو ضرورت کُتب الہیّہ سے مُنکر ہین جیسے برہمو سماج والے سو اُنکے مُلزم کرنیکے لئے اگرچہ بہت کچھہ ہم لکھہ چکے ہین لیکن اگر اُنمین ایک ذرا انصاف ہو تو اُنکو وہی ایک دلیل کافی ہے کہ جو اللہ تعالی نے آیاتِ گذشتہ بالا مین آپ بیان فرمائی ہے کیونکہ جس حالت مین

بقیہ حاشیہ ۱۱ ہمراہ اور یہہ بات مین بلا ثبوت نہین کوئی ایسا امر نہین جو صرف زبان سے کہا جاتا ہے بلکہ یہہ وہ متحقق اور بدیہی الثبوت صداقت ہے کہ جو تیرہ سو برس سے برابر اپنی روشنی دکھلاتی چلی آئی ہے اور ہم نے بھی اِس صداقت کو اپنی اِس کتاب مین نہایت تفصیل سے لکھا ہے اور دقایق اور معارف قرآنی کو اِسقدر بیان کیا ہے کہ جو ایک طالبِ صادق

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵۵ تائیدات کرنا اور اسرارِ غیبیہ پر مطلع فرمانا اور پیش از وقوع پرسیدہ خبرین بتلانا اور دُعاؤن کو قبول کرنا اور مختلف زبانون مین الہام دینا اور معارف اور حقایقِ الہیہ سے اطلاع بخشنا یہہ سب خدا کی شہادت ہے جسکو قبول کرنا ایمان کا فرض ہے پھر بقیہ الہامات بالا کا یہہ ہے کہ بہ تحقیق میرا رب میرے ساتھہ ہے وہ مجھے راہ بتلائیگا اے میرے رب میرے گناہ بخش اور آسمان سے رحم کر ہمارا رب عاجی ہے (اِس کے معنے ابہی تک معلوم نہین ہوئے) جن نالایق باتون کی طرف مجھہ کو بُلاتے ہین اُن سے اے میرے رب مجھے زندان بہتر ہے اے میرے خدا مجھہ کو میرے غم سے نجات بخش - اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیون چھوڑ دیا - تیری بخششون نے ہمکو گستاخ کر دیا - یہہ سب اسرار ہین کہ جو اپنے اپنے اوقات پر چسپان ہین جنکا علم حضرت عالم الغیب کو ہے پھر بعد اِسکے فرمایا **ھو شعنا نعسا** - یہہ دونون فقرے شائد عبرانی ہین اور اِنکے معنے ابہی تک اِس عاجز پر نہین کہلے پھر بعد اِسکے دو فقرے انگریزی ہین جن کے الفاظ کی صحت بباعث سرعت الہام ابہی تک معلوم نہین اور وہ یہہ ہین - **ای لو یو - ای شل گو یو ٹو لارج پارٹی اوف اسلام** - چونکہ اِسوقت یعنے آجکے دن اِس جگہ کوئی انگریزی خواں نہین اور نہ اِسکے پورے پورے معنے کہلے ہین اِس لئے بغیر اِسکے لکھا گیا - پھر بعد اِسکے یہہ الہام ہے **یا عیسی انی متوفیك ورافعك الی وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ ثم الی مرجعکم**

وہ لوگ مانتے ہین کہ حیاتِ ظاہری کا تمام انتظام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور وہی اپنی آسمانی روشنی اور بارانی پانی کے ذریعہ سے دُنیا کو تاریکی اور ہلاکت سے بچاتا ہے تو پھر وہ اِس اقرار سے کہان بھاگ سکتے ہین کہ حیاتِ باطنی کو وسائل بھی آسمان ہی سے نازل ہوتے ہین اور خود بہہ نہائیت کوتہ اندیشی اور قلّتِ معرفت ہے کہ نا پائیدار حیات کا اہتمام تصرّفِ خاص الہی سے تسلیم کر لیا جاوے لیکن جو حقیقی حیات اور لازوال زندگی ہے یعنے معرفتِ الہی اور نورِ باطنی بہہ صرف اپنی ہی عقلون کا نتیجہ قرار دیا جائے۔ کیا وہ خدا جس نے جسمانی سلسلہ کے برپا رکھنے کے لئے اپنی الوہیّت کی قوی طاقتون کو ظاہر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ کی تسلّی اور تشفّی کے لئے بحرِ عظیم کی طرح جوش مار رہے ہین اب یہ کیونکر ہو سکے کہ کوئی شخص صرف سونہہ کی دو ہات باتون سے اِس نور بزرگ کی کسرشان کرے ہان اگر کسی کے دلکو یہہ وہم پکڑتا ہے کہ یہہ تمام دقائق و معارف و لطائف

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۲

وثلة من الآخرین اے عیسیٰ مین تجھے کامل اجر بخشونگا یا وفات دونگا اور اپنی طرف اُٹھاؤنگا یعنے رفع درجات کرونگا یا دُنیا سے اپنی طرف اُٹھاؤنگا اور تیرے تابعین کو اِن پر جو منکر ہین قیامت تک غلبہ بخشونگا یعنے تیرے ہم عقیدہ اور ہم مشربون کو حجت اور برہان اور برکات کے رو سے دوسرے لوگون پر قیامت تک فائق رکھونگا پہلون مین سے بھی ایک گروہ ہے اور پچھلون مین سے بھی ایک گروہ ہے۔ اِس جگہ عیسیٰ کے نام سے بھی یہی عاجز مراد ہے۔ پھر بعد اِسکے اُردو مین الہام فرمایا۔ مین اپنی چمکار دکھلاؤنگا۔ اپنی قُدرت نمائی سے تجھہ کو اُٹھاؤنگا۔ دُنیا مین ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ الفتنة ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم۔ اِس جگہ ایک فتنہ ہے سو اولوالعزم نبیون کی طرح صبر کر۔ فلما تجلی ربه للجبل جعله دکا۔ جب خدا مُشکلات کے پہاڑ پر تجلی کریگا تو اُنہین پاش پاش کر دیگا۔ قوة الرحمان لعبید الله الصمد۔ یہہ خدا کی قوّت ہے کہ جو اپنے بندہ کے لئے وہ غنی مُطلق ظاہر کریگا۔ مقام لا تأتی العبد فیه بسعی کا معنے یعنے عبد الله الصمد ہونا ایک مقام ہے کہ جو بطریق موہبت خاص عطا ہوتا ہے کوششون سے حاصل نہین ہو سکتا۔ یا

کیا ہے اور بغیر وسیلہ انسانی ہاتھون کے زبردست قدرتین دکھائی ہین وہ روحانی طور پر اپنی طاقت ظاہر کرنے کے وقت ضعیف اور کمزور خیال کیا جاسکتا ہے کیا ایسا خیال کرنے سے وہ کامل رہ سکتا ہے یا اُسکی روحانی طاقتون کا ثبوت میسر آسکتا ہے۔ حقیقی تسلّی جس کی بُنیاد ایک محکم یقین پر ہونی چاہئے صرف قیاسی خیالات سے ممکن نہین بلکہ خیالات قیاسی کی بڑی سے بڑی ترقی ظنّ غالب تک ہے اور وہ بھی اُس حالت مین کہ جب قیاس انکار کی طرف جُھک نہ جائے غرض عقلی وجوہ بالکل غیر تسلّی بخش اور آخری حدِ عرفان سے پیچھے رہے ہوئے ہین اور اُنکی اعلیٰ سے اعلیٰ نہج صرف ظاہری الکلون

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ خواص کہ جو قرآن شریف مین ثابت کرکے دکھلائے گئے ہین کسی دوسری کتاب سے بھی مستخرج ہوسکتے ہین

داؤد عامل بالناس رفقا واحسانا - واذا حُیّیتم تحیّۃ فحیّوا باحسن منھا - واما بنعمت ربك فحدث - توٹ ڈوہاٹ آی نولڈیوکو وہ کرنا چاہئے جو مین نے فرمایا ہے - اشکر نعمتی رایت خلق یجتبی - انك الیوم لدینا مکین امین - انت محدّث اللہ فیك مادۃ فاروقیۃ - اے داؤد خلق اللہ کے ساتھ رفق اور احسان کے ساتھ معاملہ کرو اسلام کا جواب احسن طور پر دے اور اپنے رب کی نعمت کا لوگون کے پاس ذکر کر میری نعمت کا شکر کر کہ تو نے اُسکو قبل از وقت پایا آج تجھے حظ عظیم ہے تو محدّث اللہ ہے تجھ مین مادّہ فاروقی ہے - سلام علیك یا ابراھیم انك الیوم لدینا مکین امین - ذو عقل متین - حبّ اللہ خلیل اللہ اسد اللہ وصل علی محمد - ما وعّدك ربك وما قلی - الم نشرح لك صدرك - الم نجعل لك سھولۃ فی کل امر - بیت الفکر و بیت الذکر - ومن دخلہ کان اٰمنا - تیرے پر سلام ہے اے ابراہیم تو آج ہمارے نزدیک صاحب مرتبہ اور امانتدار اور قوی العقل ہے اور دوست خدا ہے - خلیل اللہ ہے - اسد اللہ ہے - اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیج - یعنے یہہ اُسی نبی کریم کی متابعت کا نتیجہ ہے اور بقیہ ترجمہ یہہ ہے کہ خدا نے تجھ کو ترک نہین کیا اور نہ وہ تجھ پر ناراض ہے کیا ہم نے تیرا سینہ نہین کھولا کیا ہم نے ہر یک بات مین تیرے لئے آسانی نہین کی کہ تجھ کو بیت الفکر اور بیت الذکر عطا کیا - اور جو شخص بیت الذکر مین باخلاص و قصد تعبید و صحت نیت و حُسن ایمان داخل ہوگا وہ سوئے خاتمہ سے امن مین آجائیگا - بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس مین یہہ عاجز کتاب کی تالیف کے لئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے

تک ہے جن سے روح کو حقیقی انشراح اور عرفان حاصل نہین ہوتا اور اندرونی آلائشون سے پاکیزگی میسر نہین آتی بلکہ ایسا انسان فقط سفلی خیالات کا بندہ بنکر مقاماتِ حریری کے ابوزید کی طرح اپنے علوم و فنون کو مکر و فریب کا آلہ بناتا ہے اور سب لسانی اور خوش بیانی اُسکی دامِ تزویر ہی ہوتی ہے۔ کیا انسان کی کمزور عقل اپنی تنہائی کی حالت مین اُسکو اُس محبس سے نکال سکتی ہے کہ جو جذباتِ نفس اور جہل اور غفلت کی وجہ سے اُسکے نصیب ہو رہا ہے۔ کیا انسانی خیالات مین کوئی ایسی طاقت بھی موجود ہے کہ جو خدا تعالیٰ کے علم اور قُوت سے برابر ہو سکے۔ کیا خدا کے پاک انوار جو جو روح پر اثر ڈال سکتے ہین اور عمیق شکوک سے نجات بخش سکتے ہین یہہ بات خدا کے غیر کو بھی حاصل ہے ہرگز نہین ہرگز نہین بلکہ ایسے دعوے اُن لوگون کو لگے ہوئے ہین جنہون نے کبھی یہہ نہین سوچا کہ ہماری حقیقی نجات کس درجہ عرفان پر موقوف ہے اور طاقتِ الٰہی ہمارے روح پر کہانتک کام کر سکتی ہے اور خدا کے بیغائیت فضل سے

تو مناظرہ کا سیدھا راستہ یہہ ہے کہ وہ شرائط مذکورہ بالا کی رعائیت سے اُس کتاب کے لطائف و معارف و خواص پیش کرے اور جس طرح قرآن تمام عقائد باطلہ کی رَدّ پر مشتمل ہے اور جس طرح وہ پاک کلام ہر یک عقیدہ صحیحہ کو دلائل عقلیہ سے ثابت کرتا ہے اور جس طرح اُن صُحف مقدسہ مین معارف و حقایق الٰہیہ مندرج ہین اور جس طرح اُن مین تنویر

کہ جو اُس چوبارہ کے پہلو مین بنائی گئی ہے اور آخری فقرہ مذکورہ بالا اسی مسجد کی صفت مین بیان فرمایا ہے جسکے حروف سے بناے مسجد کی تاریخ بھی نکلتی ہے اور وہ یہہ ہے مبارک ومبارک وکل امر مبارک یجعل فیہ۔ یعنے یہہ مسجد برکت دہندہ اور برکت یافتہ ہے اور ہر یک امر مبارک اِسمین کیا جائیگا۔ پھر بعد اسکے اِس عاجز کی نسبت فرمایا۔ رُفعت وجعلت مبارکا — تو اونچا کیا گیا اور مبارک بنایا گیا۔ والذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون۔ یعنے جو لوگ اُن برکات و انوار پر ایمان لائینگے کہ جو تجھ کو خدا تعالیٰ نے عطا کئے ہین اور ایمان اُنکا خالص اور وفاداری سے ہوگا تو ضلالت کی راہون سے امن مین آجائینگے اور وہی ہین جو خدا کے نزدیک ہدایت یافتہ ہین۔ یریدون ان یطفؤا نور اللہ۔ قل اللہ حافظہ۔ عنایت اللہ حافظ

کس درجہ قُربت اور شناخت پر ہم پُہنچ سکتے ہین اور وہ کس درجہ تک ہمارے آگے سے حجاب اُٹھا سکتا ہے۔ اِنکی معرفت صِرف ناکارہ وہمون تک ختم ہے اور جو معرفت یقینی اور قطعی اور انسان کی نجات کے لئے ازبس ضروری ہے وہ اُنکی عقل عجیب کے نزدیک محال اور ممتنع ہے لیکن جاننا چاہئے کہ یہہ اُنکی سخت غلطی ہے کہ جو عقلی خیالات پر قناعت کر رہے ہین حقّانی معرفت کی راہ مین بے شمار رازہین جنکو انسان کی کمزور اور دود آمیز عقل دریافت نہین کر سکتی اور قیاسی طاقت بباعث اپنی نہائت ضعف کی الوہیت کے بلند اسرار تک ہرگز پُہنچ نہین سکتی سو اُس بلندی تک پُہنچنے کے لئے بجز خدا کے عالی کلام کے اور کوئی زینہ نہین جو شخص دلی سچائی سے خدا کا طالب ہے اُسکو اُسی زینہ کی حاجت پڑتی ہے اور تا وقتیکہ وہ محکم اور بلند زینہ اپنی ترقیات کا ذریعہ نہ ٹہرایا

بقیہ حاشیہ بر ۱۱ قلب کے متعلق خواص عجیبہ اور تاثیرات غریبہ پائے جاتے ہین جنکو ہم نے اِس کتاب مین ثابت کر دیا ہے وہ سب اپنی کتاب مین پیش کر کے دکھلا وے اور جب تک ایسا نہ کرے تب تک کسی کے عوعو کرنے سے

نجعل ما شاء ربنا

نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ الله خیر حافظا وهو ارحم الراحمین۔ ویخوفونک من دونه۔ أئمة الکفر لا تخف انک انت الاعلی۔ یعصمک الله فی مواطن۔ ان یومی فصل عظیم کتب الله لاغلبن انا ورسلی۔ لا مبدل لکلماته۔ بصائر للناس۔ نصرتک من لدنی۔ انی منجیک من الغم۔ وکان ربک قدیرا۔ انت معی وانا معک خلقت اک لیلا ونهارا۔ عمل ما شئت فانی قد غفرت لک انت منی بمنزلتی یعلمها الخلق۔

مخالف لوگ ارادہ کرین گے کہ تا خدا کے نور کو بُجھاوین۔ کہہ خدا اُس نور کا آپ حافظ ہے۔ عنایت الٰہیہ تیری نگہبان ہے۔ ہم نے اُتارا ہے اور ہم ہی محافظ ہین۔ خدا خیر الحافظین ہے اور وہ ارحم الراحمین ہے اور تجھ کو اور اور جبڑون سے ڈرائینگے۔ یہی بیہودہ گو کافر ہین۔ مت خوف کر تجھی کو غلبہ ہے یعنے حجت اور برہان اور قبولیت اور برکت کے رو سے تو ہی غالب ہے۔ خدا کئی میدانون مین تیری مدد کریگا یعنے مناظرات و مجادلات بحث مین تجھ کو غلبہ رہیگا۔ پھر فرمایا کہ میرا دن حق اور باطل مین فرق بیّن کریگا خدا لکھہ چُکا ہے کہ غلبہ مجھ کو اور میرے رسولون کو ہے کوئی نہیں

جاوے تب تک انسان حقانی معرفت کے بلند مینار تک ہرگز پہنچ نہین سکتا بلکہ ایسے تاریک اور پُر ظلمت خیالات مین گرفتار رہتا ہے کہ جو غیر تسلی بخش اور بعید از حقیقت ہین اور بباعث فقدان اُس حقانی معرفت کے اُسکے سب معلومات ہی ناقص اور ادھورے رہتے ہین اور جیسی سوئی بغیر دہاگہ کی نکمی اور ناکارہ ہی اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سے چاند کو نور مین کچھ فرق نہین آسکتا بلکہ ایسے شخص کی حالت نہایت افسوس کے لائق ہی کہ جو باتبک بدبہی صداقت سے بے نصیب اور محروم رہنے کے لئے دانستہ ضلالت کی راہون مین قدم رکھتا ہی۔ ہمارے مخالفون مین سے کئی صاحب مغمور و نامور ہین اور جہانتک ہم خیال کرتے ہین اُنکے علم اور فہم کی نسبت ہمارا یہی یقین ہی کہ اگر انصاف پر آوین تو ان صداقتون کو بدیہی طور پر سمجھ سکتے ہین۔ ہماری نیت مین ہرگز نفسانیت کا جھگڑا نہین اور بجز اسکے کہ دنیا مین سچائی اور نیکی پھیلائی جاوے اور کوئی غرض نہین اس لئے منصف مزاج نوی علم لوگون سے یہی درخواست ہی کہ وہ یہی ایک ساعت کے لئے صادقانہ نیت کو استعمال مین لاوین جس حالت مین اُنکی فراخ دلی اور نیک طینتی اُنکی قوم مین مسلّم الثبوت ہی تو ہم کیونکر نا امید ہو سکتے ہین یا کیونکر گمان کر سکتے ہین کہ اُس نیک منشی کا اُس سے زیادہ وسیع ہونا ممکن نہین اس لئے گو مین نے ابتک کسی صاحب مخالف کو منصفانہ قدم اُٹھاتے نہین پایا لیکن تاہم ابھی تک رائے میری ایک محکم یقین پر قائم ہی اور بہت مضبوط امید سے مین خیال رکھتا ہون کہ جب ہمارے منصف مزاج مخالفین نہایت غایر اور عمیق نظر سے اس طرف متوجہ ہونگے تو خود اُنکی اپنی نگاہین اُنکے وساوس دور کرنیکے لئے کافی ہونگی۔ مجھے امید تھی کہ اس کتاب کے حصہ سوم کے شایع ہونے سے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۶۰

کہ جو خدا کی باتون کو ٹال دے۔ یہہ خدا کے کام دین کی سچائی کے لئے حجت ہین مین اپنی طرف سے تجھے وعدہ دیتا ہون کہ تیرا غم دور کرونگا۔ اور تیرا خدا قادر ہی تو میرے ساتھ اور مین تیرے ساتھ ہون تیرے لئے مین نے رات اور دن بیدار کیا جو کچھ تو چاہے سو کر کہ مین نے تجھے بخشا تو مجھ سے وہ منزلت رکھتا ہے جسکی لوگون کو خبر نہین۔ اس آخری فقرہ کا یہہ مطلب نہین کہ میں نے تجھے حلال ہین بلکہ اس کے یہہ معنے ہین کہ تیری نظر مین منہیات مکروہ کئے گئے ہین اور اعمال صالحہ کی محبت تیری فطرت مین ڈالی گئی ہے گویا جو خدا کی مرضی ہے وہ بندہ کی مرضی بنائی گئی اور سب ایمانیات اسکی نظر مین بطور فطرتی تقاضا کے محبوب کی گئی

وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء وقالوا ان ھو الا افک افتریٰ۔ وما سمعنا بھذا فی آبائنا الاولین ولقد کرمنا بنی آدم وفضلنا بعضھم علی بعض۔ اجتبیناھم واصطفیناھم کذالک لیکون آیۃ للمومنین۔ ام حسبتم ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا۔ قل ھو اللہ عجیب کل یوم ھو فی شان۔ ففھمنا سلیمان۔ وجحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم ظلما وعلوا۔ سنلقی فی قلوبھم الرعب قد جاءکم نور من اللہ فلا تکفروا ان کنتم مومنین۔ سلام علی ابراھیم صافیناہ ونجیناہ من الغم۔ لنفرد تا نیث الک۔ فاتخذ ومن مقام

کوئی کام سینے کا اُس سے انجام پذیر نہیں ہو سکتا اسی طرح عقلی فلسفہ بغیر تائید خدا کی کلام کے نہایت متزلزل اور غیر مستحکم اور بے ثبات اور بے بُنیاد ہے۔

پائے استدلالیان چوبین بود ✤ پائے چوبین سخت بے تمکین بود

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ برہمو سماج اور آریہ سماج کے دانشمند اپنی غلطی پر متنبہ ہو کر صداقتِ حقہ کی طرف ایک پیاسے کی طرح دوڑ نیگے مگر افسوس کہ اب مین دیکھتا ہون کہ میری فراست نے خطا کی اور مجھے اِس بات کی سُننے سے نہایت ہی دل شکنی ہوئی کہ برہمو صاحبون اور آریون نے میری کتاب کو غور سے نہین پڑہا بالخصوص مجھ کو پنڈت شیونرائن صاحب کے ریویو کے دیکھنے سے ایک عالم تعصب کا برہمو صاحبون کی طبیعت مین نظر آیا خدا رحم کرے۔ افسوس کہ پنڈت صاحب کی اُن حقانی صداقتون سے کہ جو آفتاب کی طرح چمک رہی ہین کچھ بھی فائدہ نہ اُٹہایا اور استقدر قوی اور مضبوط دلائل کی روشنی سے پنڈت صاحب کی تعصب کی تاریکی کچھ بھی دُور نہ ہوئی یہ امر یقیناً سخت حیرت کی لائق ہے کہ ایسے فہیم اور ذی علم لوگ ایسے کامل ثبوت کو دیکھ کر اُسکے قبول کرنے مین دیر کرین۔ پنڈت صاحب نے اِس انکار سے نہ صرف حدِ انصاف سے ہی تجاوز کیا ہو بلکہ سچ پوچھی کر اپنی قوم کی ہمدردی سے بلکہ خدا سے بھی فارغ ہو بیٹھے ہین اور مجھے اِس بات کے ظاہر کرنے کی ضرورت نہین کہ پنڈت صاحب کا انکار کسقدر ناانصافی سے بھرا ہوا ہے یہ بات خود اُس شخص پر کُھل سکتی ہے کہ جو اول سے کتاب کو دیکھے کہ مین نے کیونکر ضرورت وحی اللہ اور نیز اُسکی وجود کا ثبوت دیا ہے اور پھر پنڈت صاحب کی تحریر پر نظر ڈالے کہ اُنہون نے میرے مقابلہ پر کیا لکھا ہے اور میرے دلائل کا کیا جواب دیا ہے۔ سو لوگ پنڈت صاحب کی قوم مین سے اِس کتاب کو غور سے پڑہینگے اُنکی روحون پر ہرگز پنڈت صاحب پردہ ڈال نہین سکتے بشرطیکہ کوئی فطرتی پردہ نہ ہو۔

ابراھیم مصلّی اور کہینگے کہ یہہ جھوٹ بنا لیا ہی جیسے اپنے بزرگون مین بعض اولیا، سلف مین یہہ نہین سُنا عالانکہ ہنی آدم کیسان پیدا نہین کئے گئے بعض کو بعض پر خدا نے بزرگی دی ہی اور اُنکو دوسرون مین سے چُن لیا ہی یہی سچ ہی تا سونون کے لئے نشان ہو۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہمارے عجیب کام فقط اصحاب کہف تک ہی ختم ہین۔ نہین بلکہ خدا تو ہمیشہ صاحب عجایب ہے اور اُسکے عجائبات کبھی منقطع نہین ہوتے ہر یک دن مین وہ ایک شان مین ہی۔ پس ہم نے وہ نشان مسلمان کو سمجھا یعنے اُس عاجز کو اور لوگون نے محض ظلم کی راہ سے انکار کیا حالانکہ اُنکو دل یقین کر گئے۔ سو عنقریب ہم اُنکی دلون مین رعب ڈالدینگے کہ خدا کی طرف سے نور اُترا ہی سو تم اگر مومن ہو تو انکار مت کرو۔ ابراہیم پر سلام ہم نے اُسکو خالص کیا اور اُسے سنجات دی۔ ہم نے ہی یہہ کام کیا۔ سو تم ابراہیم کے نقش قدم پر چلو بغیر سوال کرنے کا طریقہ حقہ کہ جو حال کے زمانہ مین اکثر لوگون مین پراگندہ ہو گیا ہے اور بعض ہندوؤن کی طرح صرف ظواہر پرست اور بعض مشرکون کی طرح مخلوق پرستی تک پہنچ گئے ہین یہہ طریقہ ہم

✤ وَاَفْضِ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ منہ

غلطنامہ براہین احمدیہ حصہ چہارم

صفحہ	سطر	کونسا مقام	غلط	صحیح
۲۸۹	۱۰	حاشیہ نمبر۱۱	کاغ دل باشد	کاخ دل باشد
۲۹۰	۱۵	〃	مغیبات	مغیبات
۲۹۹	۵	〃	جب ہی کے	جب ہی کہ
۳۰۹	۱۶	〃	مرصل	وصل
۳۱۱	۸	〃	لقابقا	لقالقا
۳۱۵	۱۹	〃	عیان	عنان
۳۱۶	۵	〃	پرد	برد
۳۲۶	آخری سطر	〃	اس قادر مطلق کی	اس قادر مطلق کی حمایتی
〃	۲۰	〃	آیات	آلات
۳۳۰	۵	〃	مذہبی	بدیہی
〃	۷	حاشیہ نمبر۳	مخلوق پرست	مخلوق پرستوں
۳۸۰	۸	حاشیہ نمبر۱۱	ہمدم	ہدم
〃	۱۱	〃	خداہی	خداہی
〃	۵	〃	یانے والا	پانے والا
۳۸۴	۶	〃	کمال وکامل	باکمال وکامل
۴۲۶	۱	〃	جوجسم وجان	وجسم وجان
۴۷۵	۱	〃	اسی لوگون	ایسے لوگون
۵۰۵	۸	حاشیہ درحاشیہ نمبر۳	تولوا	توبوا
〃	۹	〃	کر	کرو
〃	۱۰	〃	اصلاح کو	اصلاح کرو
۵۱۳	۴	〃	نیک بود	نیک بود
〃	۵	〃	باخود	یاخود
۵۱۴	۹	〃	لو	کو
۵۱۵	۲	متن	ویواخذ الموتے	یحی الموتے
۵۲۱	۱	〃	ویولیواخذ اللہ	ولولیواخذ اللہ
۵۱۷	۲	حاشیہ نمبر۱۱	متبنع ہوتا ہے	متبع ہوتا ہے
۵۲۵	۱	حاشیہ نمبر۱۱	ولی حضور ہی اپنی نماز سے	ولی حضور اپنی نماز میں
۵۰۵	۲	〃	ربوبیت کو	حق ربوبیت کو
۵۰۶	۳	〃	لم یخاطوا	لم یلبسوا
۳۷۹	۱	حاشیہ درحاشیہ نمبر۳	غیبیہ	غلبہ
۴۰۰	۸	〃	تشبیہ بعض امرین	کہ تشبہ اس امر میں
۴۰۳	۲	〃	ہی مانگا	بھی مانگا
۴۰۳	۲	〃	کرتا وہ	کرتا رہ
۴۲۵	۶	〃	اغراض	اعراض
۴۶۵	۸	〃	یک باعث	ایک باعث
۴۶۶	۹	〃	سچے طالب	سچی طلب
۴۸۰	۵	〃	آئی لویو	آئی لویو
〃	〃	〃	آئی ایم وویو	آئی ایم وویو
۴۸۴	۳	〃	ہی از وڈیو	ہی از وڈیو
۴۸۶	۴	〃	نیک حقا	فیک حقا
۴۹۵	۱۲	〃	اقصا	اتصال
۴۹۶	۱۰	〃	پس اس	پس اس وجہ سے
۴۹۸	۶	〃	جست ہی	رحمت ہی
〃	〃	〃	ہوتا ہی	ہونا ہی تھا
۵۰۳	۸	〃	غنیمت جس	غنیمت حس
۵۳۰	۳	حاشیہ نمبر۱۱	اس عاجز کی طرف	اس عاجز کیطرف رجوع کریں اور
۵۳۳	۴	〃	خود ہی ہو	خود وہی ہو
۵۶۲	۴	〃	افسوس پٹ صاحب کے	افسوس پٹ صاحب نے
۵۱۶	۷	حاشیہ درحاشیہ نمبر۳	بہار آسمان ہوی	بہار آسمان ہوی
۵۲۱	۸	〃	(شباہت وحجت علی حمد ا)	علی قدر مقام وحجت مرتب
۵۶۰	۴	حاشیہ درحاشیہ نمبر۳	یعلمہا الخلق	لا یعلمہا الخلق
۵۶۱	۸	〃	فہمناسلیمان	فہمناہا سلیمان

ہم اور ہماری کتاب

ابتدا مین جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی اُسوقت اسکی کوئی اور صورت تھی پھر بعد اُسکے قدرت الہیہ کی ناگہانی تجلی نے اس حقیر عباد کو موسیٰ کیطرح ایک ایسے عالم سے خبر دی جس سے پہلے خبر نتھی یعنی یہ عاجز بھی حضرت ابن عمران کی طرح اپنے خیالات کی شب تاریک مین سفر کر رہا تھا کہ ایک دفعہ پردہ غیب سے اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ کی آواز آئی اور ایسے اسرار ظاہر ہوے کہ جن تک عقل اور خیال کی رسائی نتھی سو اب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہراً و باطناً حضرت رب العالمین ہے اور کچھ معلوم نہین کہ کس اندازہ اور مقدار تک اسکو پہنچانے کا ارادہ ہے اور سچ تو یہ ہے کہ جسقدر اُسنے جلد چہارم تک انوار حقیت اسلام کے ظاہر کئے ہین یہ بھی اتمام حجت کے لئے کافی ہین - اور اُسکے فضل و کرم سے امید کیجاتی ہے کہ وہ جب تک شکوک اور شبہات کی ظلمت کو بکلی دور نکرے اپنی تائیدات غیبیہ سے مددگار رہیگا اگرچہ اس عاجز کو اپنی زندگی کا کچھ اعتبار نہین لیکن اس سے نہایت خوشی ہے کہ وہ حَیّ وقیوم کچھ فنا اور موت سے پاک ہی ہمیشہ تا قیامت دین اسلام کی نصرت مین ہے اور جناب خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ ایسا اُسکا فضل ہے کہ جو اُس سے پہلے کسی نبی پر نہین ہوا - اسجگہ اُن نیک دل ایمانداروں کا شکر کرنا لازم ہے جنہون نے اس کتاب کے طبع ہونے کے لئے آج تک مدد دی ہے خدا تعالیٰ اُن سب پر رحم کرے اور جیسا اُنہون نے اُسکے دین کی حمایت مین اپنی دلی محبت سے ہر ایک دقیقہ کوشش کے بجالانے مین زور لگایا ہے خداوند کریم ایسا ہی اُنپر فضل کرے - بعض صاحبون نے اس کتاب کو محض خرید و فروخت کا ایک معاملہ سمجھا ہے اور بعض کے سینون کو خدا نے کھولدیا اور صدق اور ارادت کو اُن کے دلونمین قایم کر دیا ہے - لیکن موخر الذکر ہنوز وہی لوگ ہین کہ جو استطاعت مالی بہت کم رکھتے ہین اور سنت اللہ اپنے پاک نبیون سے بھی یہی رہی ہے کہ اوّل اوّل ضعفاء اور مساکین ہی رجوع کرتے ہے ہین اگر حضرت احدیت کا ارادہ ہو تو کسی ذی مقدرت کے دل کو بھی اس کام کے انجام دینے کے لئے کھول دیگا - وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ